باسمہ سبحانہ

وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ہی العلیا

ازالۃ الشکوک

جلد دوم

از تصنیف لطیف

عالم نحریر فاضل عدیم النظیر محقق لوذعی مدقق یلمعی رئیس متکلمین حامی دین متین

آیۃ من آیات اللہ با حرمین شریفین الشیخ محمد رحمۃ اللہ الکرانوی ثم المکی قدس سرہٗ

حسب فرمان

جناب حضرت مولانا مولوی الحاج ابو الفضل ضیاء الدین محمد صاحب

مد ظلہ العالی

انگپا نایک اسٹریٹ نمبر ۵۶ مدراس

طبع ہوئی

جلدِ دُوم ازالۃ الشکوک

تیرھوان سوال

تیرھوان سوال جامع قرآن فقط حضرت عثمان ہین یا نسبے سابق حضرت ابوبکر بھی جامع ہوے ہین جیسا کہ اہل تشیع کا مذہب ہے کہ حضرت عثمان جامع ثانی ہین **جواب** اصل اور حقیقت کے اعتبار سے نہ حضرت ابوبکر جامع ہین اور نہ حضرت عثمان بلکہ اصل جمع تو حضرتؐ کے زمانے مین ہوی تھی پر پتھرون کے ٹکڑون وغیرہ پر تھی اور کئی اجزا مین ترتیب وار یا ایک مصحف مین جمع نتھا اور ظاہر کے اعتبار سے تین مرتبے جمع ہوا۔ اوّل حضرتؐ کے عہد مین جیسا اوپر گذرا دوسرے حضرت ابوبکر کی خلافت مین اسطور پر کہ زید بن ثابت رضؓ نے انکے حکم کے موافق ان پتھرون کے ٹکڑون وغیرہ اور قرآن کے حافظون کو جمع کرکے صحابہ کے اتفاق سے کئی اجزا مین لکھا۔ اور نہایت احتیاط کی کہ نہ اپنی یاد پر کسی آیۃ کو لکھتے تھے اور نہ فقط لکھے ہوے کو دیکھ کے بلکہ اسی لکھے پر جب اچھے سچے ثقہ لوگون کی اصحاب کی گواہی گذر جاتی تھی کہ ہمنے رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے اسکو سنا ہے تب لکھتے تھے سو اسطور پر کئی اجزا مین جمع کیا گیا اور یے اجزا حضرت ابوبکر رضؓ کی زندگی تک انکے پاس تھے پھر حضرت عمرؓ کی خلافت مین انکی زندگی تک انکے پاس رہے۔ پھر حضرت حفصہ کے جو حضرتؐ کی بی بی اور حضرت عمرؓ کی بیٹی تھین پاس رہے، اور جناب شیخین کے عہد خلافت مین کثرت مشاغل کے سبب مہلت نہونے پایا تھا کہ اس ترتیب سے جواب ہے ایک مصحف مین جمع ہوجاے۔ تیسرے حضرت عثمان کی خلافت مین اسطور پر کہ انھون نے صحابہ کے مشورے اور پچاس ہزار لوگون کے اتفاق سے چاہا کہ سب قرآن کو ان اجزا سے نقل کرا کے ایک مصحف مین جمع اور مرتب کردین سو اسکے موافق

جواب

حضرت حفصہ سے ان اجزا کو منگا بھیجا اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام
اور سعید بن عاص کو قریش میں سے حکم کیا کہ ان اجزا سے نقل کریں انھوں نے کئی نسخے نقل
کئے اور یہہ بات ہجرت کے پچیسویں سال رسول اللہ کے انتقال سے پندرہ برس کے بعد ظہور
میں آئی سو اس ظاہر کے اعتبار سے حضرت ابوبکر جامع ثانی ہیں اور حضرت عثمان جامع ثالث اور
حقیقت کے اعتبار سے دونوں جامع نہیں اور جو قرآن اول میں قریش کے لغت کے موافق نازل
ہوا تھا اور جب اس لغت میں سب عرب کو اس سبب سے کہ بعضے الفاظ انکے لغت سے مخالف تھے
پڑھنا کچھ مشکل معلوم ہوتا تھا تو حضرت نے خدا کے حکم کے موافق اجازت دی تھی کہ ان الفاظ کو جو تمھارے
لغت کے مخالف ہیں اپنے لغت میں پڑھ لیا کرو۔ اس اجازت کے بعد حضرت عمر کے عہد خلافت تک
یہی حال رہا پر اب ان الفاظ کے بابت جھگڑا پڑنے لگا کہ بعض کہتا تھا کہ یہہ لفظ اس لغت میں پڑھنا اچھا
ہے تمھارے لغت میں اور بعض اسکے مخالف کہتا تھا سو اس نزاع کے دفع کرنے کو حضرت عثمان نے نقل
کرانے کے وقت حکم دیا کہ ایسے الفاظ میں قریش کے لغت کے موافق جسطرح قرآن کا نزول اول ہے
نقل کرو اور سبکو حسب اصل نزول کے موافق پڑھتے رہیں اور وے الفاظ ایسے تھے کہ جن سے
کسی طرح کا معنے میں اختلاف نہ تھا۔ مثلاً تابوت کا لفظ کہ قریش کے لغت کے موافق تے کے ساتھ
پڑھا جاتا تھا اور زید بن ثابت اپنے لغت کے موافق ہے ہوز کے ساتھ پڑھتے تھے اور اب نقل
کے وقت اول کے موافق لکھا گیا اور اسیطرح اور جا قیاس کر لو اور جو آیات میں اب ترتیب ہے
یہی ترتیب ہے رسول اللہ کے زمانے میں پڑھا جاتا تھا اور وہی ترتیب حضرت کی تعلیم سے
بہت سے صحابیوں کو یاد تھی اور حضرت جبرئیل ہر سال رمضان کے مہینے میں حضرت کے ہمراہ
اسی ترتیب پر ایکبار ایسا دور کر جاتے تھے جیسے حافظ آپس میں اب بھی کرتے ہیں اور
حضرت کے سال رحلت میں دو بار دور کیا تھا سو حضرت عثمان نے کسیطرح کا تصرف آیات
کے ترتیب میں بھی نہیں کیا۔ بہرحال قرآن میں کسیطرح کا تصرف برا نہیں ہوا۔ اور قرآن
کا حال ہرگز ایسا نہیں جیسا اہل کتاب کے مقدس کتابوں کا حال ہے کہ عہد عتیق کی کسی کسی

کتاب کا تو اب تک پوری طرح سے مصنف بھی معلوم نہین اور ان مین جو الحاق یقینی ہے تو
اس الحاق کے فاعل کا پتا نہین کہ کسنے کیا. اور عہد جدید سے متی کی انجیل کی جو اول الاناجیل
ہے اصل گم ہے اور اوسکا ایک ترجمہ بے سند موجود ہے جسکے مترجم کا نام بھی معلوم نہین کہ کون
ہے اور نہ اوسکے وثاقت کا حال معلوم ہے بلکہ بعض دلایل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص
ایسا بے سند ہے جسے ہرگز ہرگز صحیح اور غلط کی تمیز کا بہرہ نہین اور مشاہدات کا جو عہد جدید کا آخر
ہے حال نہایت ہی ابتر ہے غرض اس آخر کا حال اول کے حال سے بھی بہت ہی بدتر ہے
اور نہ قرآن کی تصحیح کا وہ حال ہے جو اہل کتاب کے مقدس کتابون کا حال ہے کہ اٹھارہ سو
برس کے بعد جب بدبختی اور دیندار لوگ خوب دل کھول کے اپنی خواہش کے مطابق خاک اڑا چکے
اور پیٹ بھر کے اصلاح اور ترمیم کر چکے تب دو تین متعصبون نے نسخون کا مقابلہ کر کے بعض عبارت
کو اپنے گمان کے موافق درست بتلایا اور بعض کو غلط. اور انشاء اللہ اکثر ان مدارج کی تصریح
سترھوین سوال کے جواب مین آتی ہے. اور جس جا پادری لوگ مغالطہ دینے کو بعض اہل تشیع
کا قول نقل کر دیتے ہین. اور جو اس قول کو اہل تشیع کے خود ہی جمہور علما اور محققین رد کرتے
ہین تو وہ قول ہرگز اس قابل نہین کہ اس سے ہم پر استدلال کیا جاوے اور خود عیسائی لوگ
بھی اپنے علماء معتبرین کے قول کو جمہور علماء کے مقابل اعتبار نہین کرتے پادری فنڈر صاحب
اپنے خط محررہ ۱۸ اگست ۱۸۵۴ء ڈاکٹر وزیر خان صاحب کو یون لکھتے تھے دوسرے علما دیگر
آپ نے انجیل کے غیر الہامی ہونے کے لیئے اونکی دلیل بنایا تو اون کے قول بالفرض آپ
نے خلاف نہین سمجھے اور درست بھی نقل کئے ہون پر ہمارے معتقد علیہ نہین اور نہ یہ جمہور
مسیحی علماء کے قول کے مطابق ہے اگر بعض نے الہام و وحی کے حق مین خلاف واقع بیان
کیا ہے تو کیا اس سے ثابت ہوگا کہ انجیل الہام سے نہین لکھی گئی. یہان تک عبارت اس
خط کی تھی سو وہ قول اب اسکے قابل نہین کہ اسپر التفات کیا جاوے. اور جب پادریون کا اپنے
مذہب مین یہ حال ہو تو اب سب بات مین کہ ہمارے مخالف فرقے کے بعض علماء کے قول کو حجت کر

خود اوسی فرقے کے جمہور علما اور محققین رد کرتے ہون پھر دلیل لا دین کیا بے انصافی نہین۔ اب اولاً اس فرقے کے علما محققین کے اقوال کو نقل کر کے پھر اس پادریون کے شبہ کو جواب الزامی اور تحقیقی سے اوٹھاؤنگا تاکہ اچھی طرح سے اس مغالطہ کی جڑ اکھڑ جاے ا الشیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ جو اس فرقے کا بڑا عالم ہے رسالہ اعتقادات مین لکھتا ہے کہ

اعتقادنا فی القران ان القران الذی انزل اللّٰہ تعالی علی نبیہ وھو ما بین الدفتین وھو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومبلغ سورہ عند الناس مائۃ واربعۃ عشر سورۃ وعندنا والضحی والم نشرح سورۃ واحدۃ و لایلاف والم ترکیف سورۃ واحدۃ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک

فھو کاذب یعنے ہمارا اعتقاد قرآن کے حق مین یہہ ہے کہ وہ قرآن جسکو اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا تھا وہی ہے جو دو دفتون مین پایا جاتا ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین موجود ہے اس سے زیادہ نہین اور اوسکے سورتین لوگون کے نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک والضحی اور الم نشرح ایک سورہ ہے اور الم ترکیف و لایلاف ایک سورۃ ہے۔ اور جو شخص ہمارے طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن اس سے زاید تھا سو وہ جھوٹا ہے دیکھو کہ ابن بابویہ صاف صاف کہتا ہے کہ قرآن اتنا ہی تھا اس سے زیادہ نہین اور جو ہمارے طرف نسبت کرتا ہے کہ قرآن اس سے زاید تھا سو وہ جھوٹا ہے۔ ۲ تفسیر مجمع البیان مین جو اہل تشیع کی معتبر تفسیر ہے یون ہے ذکر السید الاجل المرتضی علم الہدی ذوالمجد

ابو القاسم علی بن حسین الموسوی ان القران کان علی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم مجموعا مولفا علی ما ھو الان واستدل علی ذلک بان القران کان یدرس ویحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظھم وانہ کان یعرض علی النبی ص ویتلی علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ کعبد اللّٰہ بن مسعود وابی بن کعب وغیرھما ختموا القران علی النبی

عدة ختمات وکل ذلك بادنی تامل یدل علی انه کان مجموعا مرتبا غیر منثور

ولا مبثوث وذکر ان من خالف من الامامیة والحشویة لایعتد بخلافهم فان

الخلاف مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفة ظنوا صحتها

لایرجع بمثلها علی المعلوم المقطوع علی صحته یعنے ذکر کیا علی بن حسین موسوی نے کہ قرآن تھا حضرت پیغمبر کے وقت مین جمع اور مرتب اسی طور پر جیسا اب ہے اور دلیل لایا اسپر اسطرح سے کہ حضرت کے زمانے مین قرآن پڑہا جاتا تھا اور یاد کیا جاتا تمام وکمال اور ایک جماعت صحابیون کی اوسکے یاد کرنے پر معین تھے اور حضرت کے سامہنے پڑہا جاتا تھا اور ایک جماعت صحابہ نے مثل ابن مسعود اور ابن کعب وغیرہما کے کئے ختم روبرو حضرت کے کئے تھے اور ادنیٰ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب باتین دلالت کرتی ہین کہ قرآن مرتب تھا پراگندہ نتھا اور اوس نے ذکر کیا کہ جس نے امامیہ اور حشویہ سے اس قرآن کے حق مین خلاف کیا ہے اس کا اعتبار نہین اسلئے کہ وہ خلاف ان لوگون کا ہے جنہون نے ضعیف ضعیف روایات کو نقل کرکے انکو صحیح سمجہا ہے سو ایسے اخبار ضعیفہ سے معلوم یقینی کو چھوڑا نہین جاتا اسلم یہہ بھی

سید مرتضی کہتا ہے العلم بصحة القرآن کالعلم بالبلدان والحوادث الکبار والوقائع

العظام المشهورة واشعار العرب المسطورة فان العنایة اشتدت والدواعی

توفرت علی نقله وبلغت الی حد لم تبلغ الیه فیما ذکرناه لان القرآن معجز

النبوت وماخذ العلوم الشرعیة والاحکام المدنیة وعلماء المسلمین قد بلغوا

فی حفظه وعنایة الغایة حتی عرفوا کل شیء فیه من اعرابه وقراته وحروفه

وایاته فکیف یجوزان یکون مغیرا او منقوصا مع العنایة الصادقة والضبط الشدید

یعنے البتہ قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہرون اور بڑے بڑے حادثون اور واقعون مشہورہ اور عرب کے لکھے ہوے شعرون کا علم ہے اسلئے کہ قرآن کے نقل کرنے مین بڑی کوشش ہوئی ہے اور بہت سے سبب مجتمع ہوے تھے اور وے اسباب قرآن کے مقدمے مین اس حد تک پہنچے

تھے جس حد تک اشیاء مذکورہ مین نہین پہنچے اسلئے کہ قرآن نبوت کا ایک معجزہ اور شرعی اور
دینی حکمونکا ماخذ ہے اور اسلام کے عالم اوسکی محافظت اور نگہداشت مین نہایت کے درجے
کو پہنچے یہان تک کہ جو کچھہ قرآن مین ہے حرکات اور قرأت اور حروف اور آیات سب
کو اونھون نے معلوم کر رکھا ہے سو ایسے سچی محافظت اور نگہداشت مین کیونکر ہوسکتا
ہے کہ اوسمین کچھہ تبدیل یا نقصان ہوگیا ہو ۔ ۴ قاضی نور اللہ شوستری کہ وہ بھی فرقہ امامیہ
کا ایک بڑا عالم ہے اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتا ہے ما نسب الی الشیعة
الامامية بوقوع التغيير فی القرآن ليس مما قال به جمهور الامامية انما قال به
شرذمة قليلة منهم لا اعتداد بهم فيما بينهم یعنی جو گروہ امامیہ کے طرف قرآن مین تغیر
واقع ہونے کا اعتقاد نسبت کیا گیا ہے اس قسم سے نہین کہ جسکے جمہور امامیہ قائل ہون بلکہ
صرف ایسے تھوڑے سے لوگ قائل ہین جنکا فرقہ امامیہ مین کچھہ اعتبار نہین ۔ ملا صادق کلینی
کی شرح مین لکھتا ہے يظهر القرآن بهذا الترتيب عند ظهور الامام الثانی عشر
ويشهر به یعنے یہی قرآن اسی ترتیب سے بارہوین امام (یعنے امام مہدی رض) کے ظہور کے
وقت ظاہر ہوگا اور مشہور کیا جائیگا ۔ اور اس قول سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے شیعہ کا یہہ قول کہ
اسوقت مین اور قرآن اصل ظاہر ہوگا محض بے اصل ہے ۶ محمد بن الحسن حر عاملی جو فرقہ امامیہ
مین بڑا محدث گذرا ہے اپنے ایک رسالے مین جو اپنے بعض معاصر کے رد مین لکھا ہے یون لکھتا ہے
ہر کسیکہ تتبع اخبار و تفحص تواریخ و آثار نمودہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت و اعلی درجہ تواتر
بودہ و الاف صحابہ حفظ و نقل میکردند آنرا و در عہد رسول خدا مجموع و مولف بود یہان تک
کلام محمد بن الحسن کا تھا جو خلاصہ کے طور نقل ہوا ۔ یعنے جسنے حدیثون اور تاریخون کو خوب دیکھا ہے
وہ اس بات کو یقینی جانتا ہے کہ قرآن تواتر کے نہایت اور اعلی درجہ پر رہا ہے اور ہزارون
صحابی اسکو حفظ اور نقل کرتے تھے اور رسول اللہ کے زمانے مین جمع اور مولف ہوچکا تھا
اور اسیطرح اور علما کی تصریح ہے سو ان قولون سے معلوم ہوا کہ جمہور امامیہ کے یہی مذہب

رکھتے ہین کہ یہی قرآن رسول اللہ صلعم کے عہد مین تھا اور اتنا ہی تھا ہرگز اسمین سے کچھہ ناقص نہین ہوا
اور تھوڑے سے غیر معتبر لوگون نے جو اس فرقے سے ایسا اعتقاد کیا ہے سو وہ اعتقاد مردود
ہے۔ اور جن روایتون سے اونھون نے تمسک پکڑا ہے وے روایتین ضعیف واجب الترد
ہین۔ اور جاننا چاہئے کہ جو روایت احاد دلیل قطعی کے مخالف ہو وہ ماؤل ہوتی ہے یا واجب
الترد۔ اور یہہ بات علماء امامیہ کے اصول مقررہ سے ہے جیسا مجمع البیان کی عبارت سے معلوم
ہوا۔ اور مولوی دلدار علی مجتہد لکھنوی اپنی کتاب صوارم مین بارہوین عقیدے کے ذیل مین
لکھتا ہے وما نمیگوئیم کہ ہریک از احادیث کافی گو روات آن ضعیف ومجروح باشند
قطعی الصدور اند چنانچہ ادعای آن میکنید وایضا بر تقدیر قطعی بودن ہرگاہ آیات قرآنی منسوخ باشند
ماؤل چرا بعض احادیث کافی ماؤل نباشند بنا بر مخالف بودن آن از اجماع والاحادیث المستفیضہ
اور کتاب ذوالفقار مین آٹھوین مقدمے کے ذیل مین لکھتا ہے بالاتفاق میان علماء اہل اسلام
قاعدہ مقررہ است کہ انچہ از آیات واحادیث کہ برخلاف قطعیات دلالت داشتہ باشد می اندازند
اگر قابلیت داشتہ باشد والا ماؤل میسازند سو ان کے موافق بعضے روایتین احاد جو ادلہ قطعیہ کے
مخالف اُن کے مذہب مین پائے جاوینگے اونکا کچھہ اعتبار نہین۔ اور جب کافی کی روایتون کا یہہ
حال ہو جیسا مجتہد لکھنو نے لکھا تو عین الحیات کی ایک دو روایتین کس شمار مین ہین۔ اور اس بعض کے
قول کو تمام اماموں کے افعال اور احوال بلکہ خود اوسی بعض کا عمل اور اعتقاد باطل ٹھہراتے ہین اس لئے
ائمہ کے احوال وافعال کا حال تو عنقریب جواب تحقیقی مین معلوم ہو جاویگا۔ رہے یے بعض تو اونکا حال بھی
یہہ ہے کہ وے نماز مین اوسی قرآن کو پڑھتے ہین اور تلاوت بھی اسی قرآن کی کرتے ہین اور اپنے مردون
کو ثواب بھی اوسی قرآن کا بخشتے ہین اور مسائل شرعیہ کا استنباط بھی اسی قرآن سے کرتے ہین۔ گو
جہل یا نفسانیت سے ایسا کچھہ بھی بکتے ہین۔ اور جب اس بعض کے قول کا حال معلوم ہو چکا تو اب

ف؎ اور ابن مطہر حلی اپنی کتاب مبادی الوصول الی علم الاصول مین لکھتا ہے ان خبر الواحد اذا اقتضی
علما ولم یوجد فی الادلۃ القاطعۃ ما یدل علیہ وجب ردہ ۱۲ منہ

تواب جواب الزامی اور تحقیقی سنئے **جواب الزامی** موشیم اپنی تاریخ کی پہلی جلد مین یون لکھتا ہے نسخہ ۱۸۳۲ع صفحہ ۰، فرقہ ابیونیہ جو پہلی صدی مین تھا یہہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسے صرف ایک آدمی تھے اور حضرت مریم اور یوسف نجار سے اور آدمیون کے طرح پیدا ہوے اور موسوی شریعت کی اطاعت صرف یہودیون ہی پر نہین بلکہ اور لوگون پر بھی واجب ہے اور اوسکے احکام پر عمل کرنا نجات کے لئے ضرور ہے اور جو پولوس اوسپر عمل کرنے کو ضروری نہین کہتا تھا اور بڑے زور سے انکا مقابلہ کرتا تھا تو اوسکو بہت برا کہتے تھے اور اوسکی تحریرون کی نسبت بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے یہان تک موشیم کا کلام تھا اور لارڈنر اپنی کتاب الاسناد کی چھٹی جلد مین اُرجن کا قول یون نقل کرتا ہے نسخہ ۱۸۲۶ع صفحہ ۳۰۳ فرقہ ابیونیہ کے دونون گروہ کے لوگ پولوس کے نامجات کو رد کرتے تھے اور پولوس کو دانا اور نیک آدمی نہین جانتے تھے۔ پھر اوسی صفحہ مین یوسی بیس کا قول یون نقل کرتا ہے کہ یہہ فرقہ پولوس کے نامجات کو رد کرتا تھا اور اوسکو مرتد بتلاتا تھا۔ اور بیل صاحب اپنی کتاب مین اس فرقے کے بیان مین یون لکھتا ہے کہ یہہ فرقہ عہد عتیق کے سارے مقدس کتابون مین سے صرف توریت ہی کو مانتا تھا اور داود اور سلیمان اور یرمیاہ اور حزقیل علیہم السلام کے نام سے نفرت رکھتا تھا اور عہد جدید سے انکے پاس صرف متی کی انجیل تھی اور اوسمین بھی بہت جا اونھون نے خرابی کی تھی اور اول کے دونون باب نکال ڈالے تھے۔ پھر بیل صاحب مارسیونی فرقے کے بیان مین لکھتا ہے کہ یہہ فرقہ عقیدہ رکھتا تھا کہ دو خدا ہین ایک خالق خیر کا اور دوسرا خالق شر کا اور کہتا تھا کہ توریت اور عہد عتیق کی سب کتابین دوسرے خدا کی عطا کی ہوئی ہین اور سب عہد جدید کے مخالف ہین پھر لکھتا ہے کہ یہہ فرقہ عقیدہ رکھتا تھا کہ عیسےؑ مرنے کے بعد جہنم مین اترے اور وہان سے قابیل اور سدوم کے لوگون کی ارواح کو نجات دی کیونکہ وے عیسےؑ کے سامنے حاضر ہوے اور انہون نے اپنی زندگی مین خدا خالق شر کی اطاعت نہ کی تھی اور ہابیل اور نوح اور ابراہیم اور اور قدما نیکون کی ارواح کو دوزخ مین رہنے دیا کیونکہ اونھون نے پہلی گروہ کا خلاف کیا تھا اور یہہ فرقہ عقیدہ

رکھتا تھا کہ جہان کا خالق وہ خدا نہین جسنے حضرت عیسیٰ کو بھیجا ہے اسی لیئے عہد عتیق کی کتابون
کو الہامی نہ مانتا تھا۔ اور عہد جدید مین لوقا کی انجیل کو مانتا تھا۔ اور اسمین سے بھی اول کے
دونون باب کو نہین مانتا تھا۔ اور پولوس کے نامجات سے دس نامے کو مانتا تھا پر انمین بھی
جو اسکے خیال کے مخالف تھا اسکو رد کرتا تھا۔ اور لارڈنر اپنی کتاب الاسناد کے آٹھوین جلد مین
لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۶ء صفحہ ۴۸۴ مارسیون نے عہد عتیق کی کتابونکو بالکل الگ کر دیا تھا اور کہتا تھا کہ
یہ کتابین اسکے بھیجے ہوے ہین جو سارے گناہون اور برائیونکا خالق ہے۔ اور اسکے پیرو کہتے تھے
کہ توریت اور انجیل ایک شخص کی بھیجی ہوئی نہین اسلیئے کہ بہت سی چیزین اول مین دوسرے کے
مخالف ہین۔ اور کہتے تھے کہ اول مین بیان ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے کیونکہ آدم کو پکارا
کر تو کہان ہے اور اسی طرح متلون ہے کہ مختلف حکم دیتا ہے اور جہان کے پیدا کرنے اور
ساؤل کے بادشاہ کرنے سے پچھتایا۔ پھر اسی جلد کے صفحہ ۴۸۶ مین اسی فرقہ کے حال مین لکھتا ہے
کہ یہہ فرقہ عہد عتیق سے اس قدر نفرت رکھتا تھا کہ عہد جدید کی ان کتابون سے جسکو وہ مانتا تھا ان
سب درسون کو جنمین توریت یا اور پیغمبرون کا ذکر تھا یا انمین ان کتابون سے حوالا لیا گیا تھا یا ان
مین حضرت عیسیٰ کے آنے کی پیشینگوئی تھی یا ان مین باپ کو دنیا کا خالق کہا تھا نکال کے بہت سے
فقرے اپنی طرف سے لگا دیئے تھے اور کہتے تھے کہ یہودیون کا خدا اور ہے اور عیسیٰ کا باپ اور
عیسیٰ تو زمین کے مٹانے کو آیا تھا کیونکہ وہ انجیل کے مخالف تھا پھر ان کا حال اسی جلد مین بڑی تفصیل
سے مرقوم ہے اور کچھہ تھوڑا سا خلاصہ کے طور پر یہان نقل کیا جاتا ہے کہ مارسیون عہد جدید سے کل گیارہ
کتابین مانتا تھا اور ان کتابون کو بھی ناقص اور تبدیل کی ہوئی۔ اور انکو دو قسم کرتا تھا انجیل
اور نامے۔ اور انجیل سے صرف لوقا کی انجیل کو مانتا تھا اور نامون سے پولوس کے نامجات کو
اور ان دونون قسمون سے بھی بہت کچھہ نکال ڈالا تھا اور بہت جا الحاق کیا تھا اور بعض موضع
نکالے ہوے ہین۔ ۱۔ اول کے دونو باب تمام وکمال۔ ۲۔ تیسرے باب کے مسیح کے اصطباغ
کا حال اور نسب نامہ۔ ۳ چوتھے باب سے شیطان کے امتحان کرنے اور مسیح کے ہیکل مین جانے

اور اشعیا کی کتاب کے پڑھنے کا حال ۴ گیارہوین باب سے تمام ورس ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و
۴۹ و ۵۰ و ۵۱ اور یہہ لفظ سوا یونہ نبی کے نشان کے۔ ۵ بارہوین باب کے ورس ۳۸ و ۳۹
۶ تیرہوین باب سے ورس ۱۰ سے ۶۰ تک ۷ پندرہوین باب سے بائیس ورس ۱۱
سے ۳۲ تک ۸ اٹھارہوین باب کے ۳ ورس ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ ۹ انیسوین باب کے ۱۹ ورس
۲۸ سے ۴۹ تک ۱۰ بیسوین باب کے ۱۱ ورس ۹ سے ۱۸ تک ۱۱ اکیسوین باب سے ۳ ورس
۱۸ و ۲۱ و ۲۲ ۱۲ بائیسوین باب کے چھے ورس ۱۶ و ۳۵ و ۳۹ و ۴۷ و ۵۰ و ۵۱ ۱۳
تیئیسوین باب سے تینتالیسوان ورس ۱۴ چوبیسوین باب سے ۲۶ و ۲۷ ورس
اور ان سب خرابیون کا حال اُنّے فاسٹس نے لکھا ہے۔ اور ڈاکٹر بل کہتا ہے کہ جو تھے باب کے
۳۸ و ۳۹ ورس کو بھی نکال ڈالا تھا۔ اور لارڈنر تیسری جلد مین فرقے مانی کیز کے حال مین
لکھتا ہے کہ اگسٹاین کہتا ہے کہ یہہ فرقہ کہتا ہے کہ وہ خدا جسنے موسیٰ کو توریت دی اور عبرانی
پیغمبرون سے بولا سچا خدا نہین وہ تو شیطانون مین سے ایک شیطان ہے اور عہد جدید کے
مقدس کتابون کو مانتا ہے پر الحاق کا بھی قائل ہے اور جو اسکے پسند آتا ہے لے لیتا ہے اور باقی
کو ترک کرتا ہے اور بعض جھوٹی کتابون کو ان پر ترجیح دے کے کہتا ہے کہ یہہ کتابین بالکل سچ ہین
پھر لکھتا ہے کہ سب مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ تمام فرقہ مانی کیز کا ہر وقت مین عہد عتیق کے مقدس
کتابون کو نہ مانتا تھا اور اعمال آرکلاس مین اسکا یہہ عقیدہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان نے یہود کے
پیغمبرون کو فریب دیا ہے اور شیطان ہی موسےٰ اور یہودیون کے پیغمبرون سے بولا ہے
اور یوحنا کے ۱۰ باب ۸ ورس کو سند لاتے تھے کہ مسیح نے ان سب کو چور اور ڈکیت کہا ہے
اور اعمال حواریین کو نکال ڈالا تھا اور فاسٹس کہتا تھا کہ اگر تم انجیل کو مانتے ہو تو تم کو
چاہئے کہ سب ان چیزون کو مانو جو اوسمین لکھے ہین اور تم جو عہد عتیق کو مانتے ہو تو کیا ان
سب چیزون کو جو اوسمین لکھی ہین یقین کرتے ہو بلکہ اُن پیشینگوئیون کے سوا جو اس
بادشاہ یہود کے حق مین تھین جسکو تم مسیح کہتے ہو اور سوا بعض اخلاقی نصیحتون کے تم اوسکی

کچھہ زیادہ قدر نہین کرتے پولوس کی نسبت جو اسکو گندگی خیال کرتا ہے سو مین کیون عہد جدید
کے ساتھہ ایسا ہی نکرون کہ جو میری نجات کے لیئے ممد اور درست ہے اوسے ہی مانون اور ان
چیزون سے انکار کرون جنکو تمھارے باپ دادون نے اسمین الحاق کردیتے ہین اور اسکی
خوبصورتی اور بہتری کو بدشکل اور خراب کردیا ہے کیونکہ یہہ تحقیق ہے کہ اس عہد جدید کو نہ
حضرت عیسیٰ نے لکھا ہے اور نہ انکے حواریون نے بلکہ ایک مدت کے بعد کسی گمنام شخص نے
لکھا ہے اور اوسنے اس لحاظ سے کہ مبادا اسکو ان حالات سے جو لکھتا ہے غیر واقف سمجھکر
اعتبار نکرین حواریون اور حواریون کے رفیقون کے نام لگا دیئے ہین۔ اور اوسنے عیسیٰ کے
مریدون کو بڑی تکلیف دی ہے کہ ان کے نام سے ان کتابون کو جنمین بہت سے غلطیان اور
تضاد ہین بنایا۔ کیا یہہ حضرت عیسیٰ کے مریدون کے ساتھہ جو باہم متفق اور یکدل تھے برائی
کرنی نہین ہے اور ہمنے یہہ دیکھکر یہہ طور درست کرلیا ہے کہ ہر چیز کو موافق قاعدے عقل اور
ادراک کے دریافت کرکے ان چیزون کو جو ایمان مین مفید اور اونکے باپ خدا کی بزرگی
عزت کے قابل ہین قبول کرین اور ان چیزون کو جو مفید اور قابل نہین رد کرین اور جیسے حضرت عیسیٰ
نے عہد عتیق مین بعضے چیزون کو سکھایا اور اورون کو رد کیا اسی طرح سے روح القدس جسکی
بابت عیسیٰ نے انجیل مین وعدہ کیا تھا ہمین سکھاتا ہے کہ ہم کیا مانین اور کیا رد کرین اور کس
لیئے ہم روح القدس کے وسیلے سے عہد جدید مین وہی نکرین جو تمنے مسیح کے وسیلے سے عہد
عتیق مین کیا خصوصاً اس حال مین جیسا کہ بیشتر کہا گیا ہے کہ اوسے نہ عیسیٰ نے لکھا اور نہ حواریون
نے۔ حاصل کلام کا یہہ ہے کہ جیسا تم عہد عتیق سے صرف پیشگوئیان اور اخلاق کی باتین لیتے
ہو اور ختنہ اور قربانی اور یوم السبت وغیرہا کے احکام کو رد کرتے ہو تو پھر ہمین کیا قباحت
ہے کہ ہم بھی عہد جدید سے صرف وہی چیزین مانین جو اوسکی عزت کے قابل ہین اور ان کو اوسنے
یا اوسکے حواریون نے کہا ہے اور خارج کرین انکو جو حواریون نے جہالت سے کہین یا جھوٹ
اور بے حیائی سے انکے طرف منسوب ہوئین۔ یہان تک لارڈنر کا کلام تھا اور نیچیون

زتے جنکا عدد تثلیث کے عدد کے موافق ہے مسیحی تھے اور پروٹسٹنٹون کے طرح سچے مسیحی ہونے
کا دم بھرتے تھے تو اب رہے پادری لوگ جو بعض شیعون کا قول الزاماً ہم پر نقل کرکے لاتے
ہین تبلاوین کہ کیا ان باتون کو مانتے ہین ۱ حضرت عیسے خدا نہین بلکہ صرف ایک آدمی تھے
۲ شریعت موسوی کے احکام کی اطاعت سب پر واجب ہے ۳ عیاذاً باللہ توریت وا۴
خدا شیطان اور جاہل اور مضلون ہے ۴ ہم مومن ہے اور سب عبری پیغمبر جنکا مرتبہ اہل اسلام کے
نزدیک بھی ابو بکر اور عثمان رضہ سے یقیناً بہت بڑا ہے شیطان کے پیغمبر ہین ۵ عہد عتیق
کی سب کتابین شیطان کے طرف سے ہین اور جب الترد مین ۶ قابیل اور لوط کی قوم کی ارواح
جنت مین ہین۔ اور نوح اور ابراہیم اور اور نیکون کی ارواح جہنم مین ۷ عہد جدید سے بہت کچھ
واجب الرد ہے۔ نہین بلکہ کہتے ہین کہ ان فرقون کا قول ہم پر سند نہین۔ ان تینون فرقون
کا قول تو ایسا تھا جو پروٹسٹنٹون اور رومن کاتلکون مقابلے مین کہہ سکتے ہین اور پروٹسٹنٹون
کے مقابلے مین جیسے بالا صالہ ہمارا کلام ہے یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ رومن کاتلک کا فرقہ جو باتفاق
علماء پروٹسٹنٹ کے ۱۵۰۳ء مین زور وشور سے جہان مین پھیل گیا تھا اور اب بھی پروٹسٹنٹ
کے سارے فرقون سے چوگنا زائد ہے اسی مجموعہ بیبل مین نو دس کتابین اور الہامی ٹہرا کے
داخل کرتا ہے اور عشاء ربانی مین حضرت عیسے کے حضور یکا قائل ہے اور اسکو سجدہ کرنا فرض
جانتا ہے تو کیا پروٹسٹنٹون کے پادری ان کے قول کو سند مان لینگے اور اون کے قول سے ان
پر الزام آجائیگا **جواب تحقیقی** قرآن مین کمی بیشی کا ہونا عقل ونقل کے رو سے باطل
ہے **عقلاً** تو اسلئے کہ حضرت کے زمانے مین جو ایمان لاتا تھا اول اوسکو قرآن سکھایا جاتا تھا
اور وہ سیکھنے کے بعد اورون کو سکھاتا تھا اور ہزارہا آدمیون نے قرآن کو سیکھ لیا تھا چنانچہ بعضے
بعضے جہادون مین ستر ستر قاری شہید ہوے ہین اور خود علماء و فحول امامیہ کا اسپر اقرار ہے
کہ صحابہ کی ایک جماعت اوسکے حفظ پر مقرر تھی اور ہزارون صحابی اسکو حفظ اور نقل کرتے
تھے اور ایک جماعت نے حفظ کرکے کئے ختم رسول اللہ کے سامنے بھی کئے تھے اور

اول سے اسکی محافظت اور نگاہداشت نہایت درجہ کی ہوئی ہے یہان تک کہ اوس کے
حرکات اور قرأت اور حروف اور آیات کو بھی اول ہی سے معلوم کر رکھا ہے چنانچہ اوپر گذرا
اور حضرت کے زمانے کے بعد سے اب تک یہ حال ہے کہ ہر زمانے مین لبشت در لبشت جس
اقلیم مین اسلام پھیلا ان کے شہرون قصبون اور گاؤن مین اوسکی تلاوت کو بڑی عبادت
سمجھتے ہین اور رات دن مین نماز اور غیر نماز مین اوسکو پڑھتے ہین اور مسلمان کا لڑکا جب
ہوشیار ہوتا ہے اور مکتب مین بٹھلایا جاتا ہے تو اول اوسکو ضرور تمام قرآن یا بعض قرآن
سکھایا جاتا ہے تو اب عقلاً کسطرح متصور ہو کہ باوجود ان امور کے کسی وقت مین
کسی کی شرارت سے کمی بیشی چل جائے۔ اور نقلاً اسلئے کہ خود خدای تعالے اسکی حمایت
اور حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے سورۂ حجر کی نوین آیت مین ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له
لحافظون یعنے تحقیق ہمنے آپ اتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین
(یعنے ہر وقت مین زیادت اور نقصان اور تحریف اور تبدیل سے) اور تفسیر صراط المستقیم
مین جو شیعون کی معتبر تفسیر ہے یون ہے ای انا لحافظون من التحریف والتبدیل والزیادة
والنقصان اور سورہ حم سجدے مین ہے لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه
یعنے اسپر (یعنے قرآن پر) باطل (یعنے تحریف) اور تناقض کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے
سے (یعنے کسی وجہ سے) اور ملا فتح اللہ شیرازی اپنی تفسیر مین دوسری آیۃ کے ذیل مین ایسا
لکھتا ہے جیسا صاحب صراط المستقیم نے اول آیۃ کے ذیل مین لکھا ہے اور تفسیر مدارک مین
ہے لا یاتیه الباطل التبدیل والتناقض من بین یدیه ولا من خلفه بوجه
من الوجوه اور سورہ انعام مین ہے لا مبدل لکلماته وهو السمیع العلیم۔ صاحب
خلاصۃ المنہج اپنی تفسیر مین اس قول کا ترجمہ یون لکھتا ہے ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ
باشد مر اخبار و احکام او را چنانچہ تبدیل دادند توریت را زیرا کہ حق تعالی محافظت او فرمودہ
ہست۔ اور نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک متواتر ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا

قول یون منقول ہے ثم انزل علیہ الکتاب نورا لا یطفا مصابیحہ وسراجا لا یخبو توقدہ وبحرا لا یدرک قعرہ ومنھاجا لا یضل نا ہجہ وشعاعا لا نظلم ضوءہ وفرقانا یا یخمد برھانہ وبنیانا لا یھدم ارکانہ الی ان قال ہو بحرا لا ینزفہ المستنزفون وعیون لا ینضبھا الماحون ومناھل لا یغضبھا الواردون اور کسی شیعہ کو انکار کی مجال نہین کہ تمام اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور نماز مین اسیکو پڑہتے تھے اور اسی سے احکام کا استنباط کرتے تھے اور اپنے بچون اور خادمون اور اپنے کنبے کے لوگون کو اسی قرآن کی تعلیم کرتے تھے اور اسیکے نماز مین پڑہنے کے واسطے حکم کرتے تھے۔ اور جس بعض علما شیعہ نے نقل اور عقل اور اپنے جمہور علما اور محققین کے خلاف بے ٹھکانے بات کہی ہے اس کو بھی ان امور کی تسلیم کرنی پڑی ہے چنانچہ ان کے بعض فتوے مین ہے کہ یہہ قرآن مروج بلا شبہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے اور اسمین ایسا نقصان نہین جو ناسخ اور منافی عمل کا ہو اسی لئیے حضرات اہل بیت علیہم السلام کا بھی عمل اسی قرآن مروج پر تھا اور حکم عمل کرنے کا ہمکو بھی ہے اور بعض قدما علما نے ہمارے بالمرۃ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے یہہ اس فتوے کی عبارت تھی جو خلاصہ کے طور بقدر حاجت مرقوم ہوی مگر اسکی یہہ بات کہ بعض قدما علما نے انکار کیا ہے محض دہوکا ہے کیونکہ بعض نہین بلکہ جمہور امامیہ کا یہی مذہب ہے جیسا قاضی نور اللہ کے کلام سے معلوم ہوا۔ مگر یون کہو کہ کل کے لفظ کے مقابل مین یہہ بعض کا لفظ ہے اور اس سے مراد جمہور ہین چودھوان سوال قرآن مین منسوخ آیتین کیسلئے ہین آیا وقت نزول کے وہ آیت منسوخ ہوگئی یا خدا نے وعدہ کیا تھا کہ فلانی آیت منسوخ ہو جائیگی۔ جواب جو پادری لوگ یا تو اس سبب سے کہ ان کو ہنوز نسخ کے وہ معنے جو اہل اسلام کے مصطلح ہین اور وہ جسکو قرآن کی بعضے آیتون کے نسبت مانتے ہین معلوم ہی نہین یا اس جہت سے کہ جان بوجہہ کر عوام کو مغالطہ دیتے ہین اپنے

چودھوان سوال

جواب

نوٹ (دیکھو صفحہ ۱۵)

رسالون مین نسخ کی بابت بہت شور وغل مچاتے ہین اور اوسکی بابت طرح طرح کی تقریرین لاطایل درپیش لاتے ہین تو بفضل اللہ اس جواب کو تفصیل کے ساتھہ لکھونگا اور اس جواب کو چھے موضع پر تقسیم کرونگا اور پہلے موضع مین بتلاؤنگا کہ نسخ کس محل مین آتا ہے اور دوسرے موضع مین نسخ کے معنے کی توضیح کرونگا اور تیسرے موضع مین بتلاؤنگا کہ یہہ نسخ عقلاً ممکن ہے اور عقل کے روسے اسمین کوئی استحالہ نہین اور چوتھے موضع مین مدلل کرونگا کہ یہہ نسخ اگلی شرایع مین بکثرت واقع ہوا ہے اور اوسکی یہہ دونون قسمین کہ پچھلے نبی کی شریعت مین اگلی شریعت کے بعض احکام کا نسخ ہوجا یا ایک ہی نبی کے وقت یا اسکی شریعت مین پہلا حکم پچھلے حکم سے منسوخ ہوجا اہل کتاب کے مقدس کتابون کے مطابق یقیناً واقع ہین۔ اور پانچوین موضع مین سائل کے اقوال کے طرف متوجہ ہونگا اور چھٹے موضع مین پادری لوگون کے بعض بعض قول نقل کرکے رد کرونگا وباللہ التوفیق **پہلا موضع** ہمارے نزدیک نسخ صرف اوامر اور نواہی مین آتا ہے جیسا تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ النسخ انما یعترض علی الاوامر والنواہی دون الاخبار سو ہم لوگ اسکے موافق قصون مین ہرگز نسخ کے قائل نہین اور نہ امور عقلیہ قطعیہ مین جیسا یہہ کہ خدا موجود ہے اور نہ امور حسیہ مین مثلاً دن کی روشنی اور رات کی تاریکی۔ اور اوامر اور نواہی مین بھی تفصیل ہے کیونکہ اولاً یہہ بات ضرور ہے کہ وہ امر اور نہی ایسے حکم عملی سے متعلق ہو جو وجود اور عدم کا احتمال رکھتا ہو۔ اسلئے کہ اگر واجب ہوگا جیسا اللہ پر ایمان لانا اور شرک اور کفر سے بچنا تو اسمین بھی ہم نسخ کے قائل نہین۔ اور ثانیاً اس حکم عملی محتمل الوجود والعدم کی بھی دو قسمین مین ایک دائمی

اور یہی احتمال قوی ہے اسلئے کہ بہت بعید ہے کہ پادری لوگ ہمارے یہان کے اور اکثر باتون سے مطلع ہون اور نسخ کے معنے سے اطلاع نرکھتے ہون اور اس احتمال کی قوت پادریون کے حال کے ملاحظہ سے بخوبی ہوجاتی ہے اور انشاء اللہ چھٹے موضع مین اسکے مناسب میزان الحق کے مولف کا حال آتا ہے ۱۲ منہ

سے یعنے نسخ صرف اوامر اور نواہی مین آیا کرتا ہے نہ اخبار مین ۱۲ مصنف رحمۃ اللہ علیہ

اور موبد جیسا خدای تعالے کا قول ہے ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا سو اس قسم میں بھی
ہم نسخ کے قائل نہیں۔ دوسری غیر دائمی اور یہہ بھی دو قسم ہے ایک موقت جیسا اللہ تعالی
نے فرمایا ہے فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ اور اس قسم مین بھی وقت معین سے
پہلے ہم نسخ روا نہین رکھتے۔ دوسری غیر موقت یعنے مطلق سو اس قسم مین نسخ کو البتہ ہم
ممکن جانتے ہین۔ **دوسرا موضع** نسخ عبارت ہے اس سے کہ پچھلی دلیل شرعی
اگلی دلیل شرعی کے حکم مطلق کی اس مدت کو جو اللہ تعالیٰ کے علم مین مقرر تھی بیان کر دے
اور یہہ اس طور پر ہے کہ علم الٰہی مین مقرر تھا کہ فلانا حکم اس شکل پر فلانے وقت تک
باقی رہیگا اور اس وقت کے بعد یا تو کچھہ زیادت کرکے اسکو کامل کیا جاویگا یا اوسمین سے
کچھہ گھٹایا جاویگا یا بالکل موقوف کیا جاویگا یا اوسکو دوسرے حکم سے بدلا جاویگا لیکن اس حکم
کے بیان مین اس وقت کا بیان نہوا تھا سو جب وہ وقت آ پہنچا تو خدا کے دوسرے حکم
مین جو ظاہر مین پہلے حکم کے مخالف معلوم ہوتا ہے اسکا بیان ہوگیا۔ پس اس دوسرے
حکم مین گو بظاہر ہم قاصر العلم آدمیون کے نزدیک تبدیل معلوم ہوتی ہے پر حقیقت مین اور
خدا تعالیٰ کی نسبت حکم اول کی مدت کا بیان ہے نہ تبدیل اوسکی مثال بلا تشبیہ یہہ ہے
کہ مثلاً کوئی امیر کسی شخص کو حکم کرے کہ تو یہہ کام کرتا رہ اور ظاہر مین کوئی مدت مقرر
نکرے پر اس امیر نے اپنے دل مین یہہ بات ٹھرائی ہو کہ مین سال بھر اس سے کام لونگا اور

دوسرا موضع نسخ

ـلـه دائمی اور موبد اسکو کہتے ہین کہ جسکے بیان مین تصریح ہو کہ یہہ حکم ہمیشہ کو جبتک دار تکلیف ہے رہیگا یا یہہ بات
کسی دلیل قطعی خارجی سے سمجھی جاوے ۱۲ منہ رحمہ ـــه یعنے اور نہ مانو انکی گواہی کبھی ۱۲ منہ رحمہ ـــه موقت
اسکو کہتے ہین کہ اوس کے بیان سے سمجھا جاوے کہ یہہ حکم فلانے وقت تک رہیگا ۱۲ منہ رحمہ ـــه یعنے
سو تم درگذر کرو اور خیال مین نہ لاو جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم ۱۲ منہ رحمہ ـــه پس نسخ کے یہہ معنی ہین اور یہہ
اسطرح کا ہے جسطرح حکام عدالت اپیل کے اپنے ماتحت کے حاکمون کے حکمون کو منسوخ کیا کرتے ہین یعنے
قوانین سرکاری بعض اگلے قوانین کو منسوخ کیا کرتے ہین ۱۲ منہ طاب ثراہ وجعل الجنة
مثواہ

جب برس دن گذر جاوے اسکو اس خدمت سے معزول کر دے۔ پس یہہ ظاہر مین شخص معزول کے نزدیک اور اسی طرح ان لوگونکے نزدیک جنکو اس امیر کے ارادہ سے خبر نہین تبدیل ہے اور حقیقت مین اور اس امیر کی نسبت تبدیل نہین ہے۔ یا اسکی مثال اسطرح پر ہے کہ گرمی کے موسم مین حکام وقت کے حضور سے ملازمان کچہری کو صبح کے وقت کچہری مین حاضر ہونے کا حکم صادر ہوتا ہے اور حکام کو منظور یہی ہوتا ہے کہ موسم مذکور تک یہہ دستور رہیگا اگرچہ ظاہر مین تصریح نظر نائی ہو پس جب وہ موسم گذر گیا اور کوئی حکم اس حکم کے خلاف صادر ہوا تو حقیقت مین یہہ دوسرا حکم پہلے حکم کی تغییر و تبدیل نہین ہے بلکہ اس پہلے حکم کی مدت کا بیان ہے سو امر اول اور دوم کا لحاظ کر کے ہم عہد عتیق اور جدید کے کسی قصے کو منسوخ نہین کہتے۔ ہان ان کتابون کے محرف اور بے سند اور مروی بروایت احاد ہونیکے سبب بعضے بعضے قصونکو جو قطعی دلیلون کے مخالف ہین یقینا کاذب اور غلط جانتے ہین مثلاً یہہ کہ لوط علیہ السلام نے اپنی بیٹیون کے ساتھہ زنا کیا اور وے زنا سے حاملہ ہو گئین اور انھون نے دو بچے جنین جیسا کتاب پیدائش کے انیسوین باب مین ہے۔ یا یہہ کہ ہارون نے گوسالہ پرستی کی اور بنی اسرائیل سے کرائی جیسا کتاب خروج کے بتیسوین باب مین ہے یا یہہ کہ داؤد نے اوریا کی جورو سے زنا کیا اور جب اسکو حمل رہ گیا تو اسکے خاوند کو دغا سے مروا کے اسے اپنی جورو بنا لیا جیسا سموئیل کی دوسری کتاب کے گیارھوین باب مین ہے۔ یا یہہ کہ سلیمان بڑھاپے مین جورؤن کے بہکانے سے مرتد ہو کر بت پرست بن گئے تھے اور بت پرستی کیا کرتے تھے اور انھون نے بتخانے بنوائے تھے جیسا سلاطین کی پہلی کتاب کے گیارھوین باب مین ہے اور اسیطرح بعضے اور قصے جھوٹے ہین۔ اور اس معنے کر کے زبور کو منسوخ نہین کہتے اور توریت کے بعض احکام کو منسوخ کہتے ہین اور بعض کو نہین۔ اور اسیطرح انجیل کے بعض احکام کو منسوخ مانتے ہین اور بعض کو نہین اور انجیل کے سارے احکام کو ہرگز ہرگز منسوخ نہین کہتے مثلاً مرقس کی انجیل کے بارھوین باب مین ہے نسخہ ۲۹ سب حکمون مین بڑا یہہ ہے کہ ای اسرائیل سن وہ اللہ جو ہمارا خدا ہے ایک ہی

اللہ ہے ۳۰ تو اللہ کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور
اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر بڑا حکم یہی ہے ۳۱ اور دوسرا جو اوسکے
مانند ہے یہہ ہے جیسا آپ کو ویسا اپنے پڑوسی کو پیار کر۔ سو ان حکمون کو اور ایسا ہی بعض
بعض اور حکمون کو ہم منسوخ نہین مانتے بلکہ ایسے ایسے حکم باقی رہ کر ہماری شریعت مین
اور موکد ہو گئے ہین **تیسرا موضع** اس معنے کے موافق اللہ تعالی کی ذات پاک اور
صفات کی نسبت کوئی قباحت لازم نہین آتی اسلئے کہ وہ تو فاعل مختار اور حکیم مطلق ہے
سو وہ جیسے اپنی حکمت کے موافق اور کارخانجات مین تغیر و تبدیل کرتا ہے۔ مثلا دن سے
رات اور رات سے دن کرتا ہے اور جاڑے سے گرمی اور گرمی سے جاڑا لاتا ہے اور
چنگے کو دکھیا اور دکھیا کو چنگا اور فقیر کو امیر اور امیر کو فقیر بناتا ہے گو ہماری عقلین اسکی حکمت
کو پا سکین یا نہ پا سکین ویسا ہی زمانے مکان اور مکلفون کا لحاظ کرکے اکثر انبیا اولی العزم کے
عہد مین بعضا بعضا حکم مطلق جسکی مدت اوسکے علم مین مقرر ہوتی ہے فرماتا ہے۔ پھر اوسکے
میعاد کے گذرنے کے بعد اس مدت کے گذر جانے کو دوسری آیت کے حکم سے ظاہر کر دیتا
ہے اور ہم لوگون کو اپنے علم کے قصور کے سبب معلوم ہوتا ہے کہ پہلا حکم بدل گیا اور حقیقت
مین اللہ کے علم کے نسبت اسمین تبدیل نہین ہوئی پس اسمین کچھہ قباحت نہین۔ دیکھو جب
طبیب حاذق کسی مریض کا علاج کرتا ہے تو مریض کے مرض اور حال کو خیال کرکے اور موسم اور
مکان وغیرہ کا لحاظ رکھہ کے دوا اور غذا بتلاتا ہے اور مریض کو نہین کہتا کہ فلانی دوا یا غذا
کب تک دونگا اور اوسکے اس فعل کو کوئی بھی جہالت اور سفاہت پر محمول نہین کرتا باوجودیکہ یہہ
تو ایک انسان ناقص العلم ہے پھر خدا کے ایسے فعل کو کہ حکیم مطلق ہے اور سب چیز کا ازلا ابدا اسکو
علم ہے اور ہر حکم کی مدت اسکے نزدیک مقرر ہے کون برا کہیگا۔ ہان اگر حکم دائمی کو یا موقت حکمون
کو اونکے وقت سے پہلے یا قصون اور خبر ماضیہ ہون یا حالیہ یا مستقبلہ یا ایمان کے وجوب یا
کفر اور شرک کی حرمت کو منسوخ کرتا یا ایک ہی وقت مین ایک ہی مکلف کی نسبت ایک ہی

وجہ سے ایک ہی فعل مین کسی حکم مطلق صالح نسخ کو اوسکے نسخ سمیت فرماتا تو عقل کے نزدیک برا ہوتا اور کذب یا جہل یا عبث لازم آتا لیکن اہل اسلام ایسے نسخ کو کہین بھی حکم شرعی مین نہین مانتے بلکہ حکم دائمی اور قصے اور خبر اور امر عقلی قطعی اور حسی مین مطلقا اور حکم موقت مین اسکے وقت سے پہلے ممتنع جانتے ہین اور حکم مطلق صالح نسخ مین بھی جب جائز رکھتے ہین کہ وقت اور مکلف اور وجہ ایک نہون۔ اور یہہ عین حق ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل کو مصر کے خروج سے پہلے کافرون پر جہاد کرنیکا حکم نتھا اور مصر سے خروج کے بعد بڑی شدت سے اوسکا حکم ہوا اور یہان وقت مختلف ہے اور کاہنون کی نسبت بہت احکام واجب تھے کہ دوسرے غیر کاہنون پر واجب نتھے اور یہان مکلف مختلف ہین اور ختنہ اور سبت کی تعظیم اور اسیطرح توریت کے اور سارے احکام عملی موسائیون پر واجب تھے نہ عیسائیون پر اور یہان زمانہ اور مکلف دونو مختلف ہین اور یتیم کا مارنا ایذا کی نیت سے حرام ہے اور ادب کے لئے جائز ہے اور یہان وجہ مختلف ہے **چوتھا موضع** اہل کتاب کی مقدس کتابون مین نسخ کی یہہ دونون قسمین کہ پچھلے نبی کی شریعت مین اگلی شریعت کے بعض احکام کا نسخ ظہور مین آوے یا ایک ہی نبی کے وقت یا شریعت مین پہلا حکم پچھلے حکم سے منسوخ ہوجاوے اس کثرت سے پائی جاتی ہین کہ انکو انکار اور تاویل کی جاے نہین اور مین دونون قسم کی مثالون سے کچھہ کچھہ لکھونگا **پہلی قسم** کی مثالین **پہلی مثال** کتاب پیدایش کے پہلے باب کے تیسوین ورس مین حضرت آدم اور اونکی اولاد کے حق مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۳۱ و ۱۸۴۴ اور زمین کے ہر ایک جاندار اور آسمان کے ہر ایک پرندے کو اور زمین کے ہر ایک رینگنے والے کو اور جسمین نفس حیوانی ہے اور ہر ایک قسم کی سبزی بھی کھانے کو دی اور یہہ مطلب بعضے اور ترجمون سے نہین سمجھا جاتا لیکن ان ترجمون کے موافق جنسے مینے یہہ عبارت نقل کی ہے کہتا ہون کہ اس سے سب جاندارون کی حلت معلوم ہوتی ہے اور جو خون کے کھانے کی حرمت انمین مصرح نہین سو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی جائز ہوگا اور اسی کتاب کے نوین باب مین خدا تعالی کا قول حضرت

نوح اور اوسکے اولاد کے خطاب مین یون منقول ہے نسخہ ۱۸۲۲ سنہ و ۱۸۲۹ سنہ ۳ اور جو چیز زمین پر
چلتی ہے اور جیتی ہے تمھارے کھانے کے لیئے ہے مین نے ہری ترکاری کے مانند سب چیزین
تمکو عنایت کین ۴ لیکن تم گوشت کو لہو کے ساتھہ کہ اوسکی جان ہے مت کھانا اور ورس تیسرا اور
ترجمون مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ سنہ ۳ اور سب جیتے اور چلتے جانور تمھارے کھانے کے واسطے
ہین مین نے ان سب کو ساگ پات کے مانند تمھین دیا فارسیہ ۱۸۳۹ سنہ ہر چہ متحرک و زندہ باشد
برای طعام از آن شما باشد چنانچہ سبزہ نورستہ را ہمہ بشما بخشیدہ ام فارسیہ ۱۸۴۵ سنہ و ہر جنبندہ کہ زندگی
نماید برای شما طعام خواہد شد ہمہ را چون علف سبزہ بشما دادم عربیہ ۱۸۳۵ سنہ کل ما یتحرک وھو
حی یکون لکم ماکولا کالبقل الاخضر اور اسمین بھی پہلے حکم کے طرح سب جاندارون
کی حلت کا فتوی ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ اسمین صراحۃً خون کا کھانا حرام ٹھہرایا سو اس سے
اس خون کی بابت وہ پہلا حکم منسوخ ہوا اور ان دونون کی اباحت عامہ کا فتوی شریعت موسوی
سے منسوخ ہوا کیونکہ حضرت موسی نے قوانین اور استثنا کی کتاب مین صدہا جاندار کو حرام لکھا
ہے اور چارپایون سے فقط انھین حلال رکھا ہے جو اس قاعدے مین جو کتاب قوانین کے
گیارہوین باب کے تیسرے ورس اور کتاب استثنا کی چودہوین باب کے چھٹے ورس مین مرقوم
ہے داخل ہوا اور دریائی جاندارون سے فقط انھین حلال لکھا ہے جو اس قاعدے مین جو
کتاب قوانین کے گیارہوین باب کے نوین ورس اور کتاب استثناء کے چودہوین باب کے نوین
ورس مین مصرح ہے داخل ہوا اور جو چارپایا اور دریائی جانور ان قاعدون مین داخل نہین انکو
حرام ٹھہرایا ہے اور وے ورس یون ہین ۳ باب ۱۱ قوانین نسخہ ۱۸۲۲ سنہ و ۱۸۲۹ سنہ جو سب چارپائے
گھروالے جنکا کھر چرا ہوا ہو اور وہ جگالی کرتے ہون تم اونھین کھاؤ ۶ باب ۱۴ استثنا نسخہ
۱۸۲۲ سنہ و ۱۸۲۹ سنہ اور ہر ایک چارپایہ جسکے کھر چرے ہوے ہون اور اوسکے کھر مین شگاف ہو اور
جگالی کرتا ہو تو تم اوسے کھاؤ گے ۹ باب ۱۱ قوانین نسخہ ۱۸۲۲ سنہ و ۱۸۲۹ سنہ اور سب انمین سے جو
پانی مین ہین جنکا کھانا تمھین روا ہے سو یہ ہین سب وہ جانور جے پر ہون اور چھلکے دریاؤن

مین ہون پانیون مین تم اونھین نکھاؤ ۹ باب ۱۴ استثنا آبی جانورون مین جنکے پر ہون اور چھلکے تم
اونھین کھاؤگے اور اونٹ اور سور اور خرگوش اور لومڑی اور گدہا اور عقاب اور سیمرغ اور چیل
اور کوے کی سب قسمین اور شترمرغ اور الو اور باز اور شاہین اور حوصل اور ہنس اور بگلا اور ہدہد
اور چمگادر اور چوہا اور گوہ اور چھپکلی اور گرگٹ وغیرہا کی حرمت تفصیل سے دونون بابون مین
بیان ہوئی ہے اور بڑی تاکید سے ان کے کھانے کی ممانعت بلکہ انمین بعضے کو ہاتھ لگانے
کی بھی ممانعت مرقوم ہے باب ۱۱ توازین کا نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۶ع ۸ تم اونکے گوشت مین سے
کچھ نکھائیو اور اون کی لاشون کو نچھوئیو کہ یہہ ناپاک ہین تمھارے لئے ۱۱ تم اونکے گوشت
مین سے نکھاؤ اور اون کے مرے ہوے سے گھن کرو ۲۴ اور اون سے تم ناپاک ہوگے اور جو
کوئی اونکے مرے ہوے کو چھوئیگا تو وہ شام تک ناپاک رہیگا ۲۵ اور جو کوئی کسی مرے ہوے
ان مین سے اٹھاوے تو وہ کپڑے اپنے دہووے اور شام تک ناپاک رہیگا۔ اور اس مثال
کو دو فائدون پر ختم کرتا ہون **پہلا فائدہ** عربی کا مترجم ۱۸۱۱ والا غضب کر گیا کہ مخالفت
کے اڑانے کو کتاب پیدایش کے نوین باب کے تیسرے ورس مین تحریف کی راہ سے کچھ بڑہا
گیا اور ترجمہ یون کیا کل دبیب طاہر حی یکون لکم ماکلا کخضر العشب یعنی سب
چلتے پاک جیتے جاندار تمھارے کھانے کے لئے ہری ترکاری کے مانند ہین دیکھو یہہ مترجم لفظ
طاہر کا اپنے طرف سے بڑہا گیا **دوسرا فائدہ** کتاب توازین کے گیارہوین باب کے
اکیسوین ورس مین عبرانی نسخون کی عبارت عیسائیون کے نزدیک ایسی محرف ہے کہ انھون
نے اپنے ترجمون مین اسکو ناچار چھوڑ دیا ہے چنانچہ انشاء اللہ سترہوین سوال کے جواب مین
پانچوین ہدایت کے اندر پہلی قسم کے چوتھے شاہد مین بیان اسکا آتا ہے۔ **دوسری مثال**
کتاب پیدایش کے پانچوین باب سے ظاہر ہے کہ آدم کی صلبی اولاد سے آدمیون کے توالد
اور تناسل کا سلسلہ جاری ہوا اور ظاہر ہے کہ یہہ نہین ہوسکتا مگر اسطرح پر کہ بھائی نے بہن سے
نکاح کیا ہو اور حضرت آدم کے عہد مین گو چند مدت تک ضرورت تھی لیکن توریت کے

موافق معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حکم تو حضرت ابرہیم کے وقت تک بھی جاری تھا اور خود حضرت ابراہیم نے بھی اپنی علاتی بہن سارہ سے جسکی اولاد مین سارے انبیای اسرائیلیہ ہین نکاح کیا تھا۔ کتاب پیدایش کے بیسوین باب کے بارہوین ورس مین حضرت ابراہیم کا قول حضرت سارا کے حق مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۴۴ء اور وہ سچ میری بہن میرے باپ کی بیٹی ہے پر میری ما کی بیٹی نہیں سو میری جورو ہوی نسخہ ۱۸۴۲ء اور وہ تو سچ میری بہن ہے میرے باپ کی بیٹی پر میری مان کی بیٹی نہین سو میری جورو ہوی فارسیہ ۱۸۳۹ء فی الحقیقت خواہر منست یعنے دختر پدر من فقط از مادر من متولد شدہ وزن من گردید فارسیہ ۱۸۴۵ء انہا بہ راستی خواہر منست دختر پدر من اما نہ دختر مادرم و بمن زن شد عربیہ ۱۸۲۵ء وھی ایضا انہا اختی بالحقیقۃ ابنۃ ابی ولیس ابنۃ امی الخ ان سب ترجمون کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سارا حضرت ابراہیم کی علاتی بہن تھین حالانکہ شریعت موسوی مین مطلق بہن سے نکاح کرنا حرام اور زنا کے برابر ہے اور دونو نکا مار ڈالنا واجب ہے اور مرد پر لعنت لکھی ہے کتاب قوانین کے اٹھارہوین باب کا نوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء و ۱۸۴۲ء تو اپنی بہن کی برہنگی اور اپنے باپ کی بیٹی اور اپنے ما کی بیٹی کی برہنگی خواہ وہ گھر مین پیدا ہوی ہو خواہ اور کہین زنہار ظاہر مت کر۔ اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین ہے کہ ایسا نکاح زنا کے برابر ہے پھر اسی کتاب کے بیسوین باب کا ستر ہوان ورس یون ہے نسخہ ہای مذکورہ اور اگر کوئی مرد اپنی بہن یا اپنے باپ کی بیٹی یا اپنے ما کی بیٹی کو لیوے اور باہم ایک ایک کی برہنگی دیکھین یہہ نہایت برا کام ہے وے دونون اپنی قوم کے آگے قتل کئے جاوین کہ اوسنے اپنی بہن کی برہنگی ظاہر کی وہ اپنا گناہ اٹھاویگا اور کتاب استثنا کے ستائیسوین باب کا بائیسوان ورس یون ہے نسخہ ہای مذکورہ جو کوئی اپنی بہن اپنی ما اور اپنے باپ کی بیٹی کے ساتھہ سووے اسپر لعنت الخ دیکھو وہ حکم موسوی شریعت مین کیسا منسوخ ہوا اور کس شدت سے اوسکی حرمت بیان ہوی **فائدہ** عربی ترجمے کا مترجم ۱۸۱۱ء والا اپنی بد دیانتی سے اس

جاتی[1] بھی بچو کا اور خیانت سے کتاب پیدایش کے بیسوین باب کے بارہوین ورس کا ایسے ایسا ترجمہ گول گول کیا کہ اس سے منسوخیت اس حکم کی نہین سمجھی جاتی اور یون لکھا ہے فی الحقیقت وہ میری بہن ہے میرے باپ کی بیٹی ہے پر میری ماں کی بیٹی نہیں اور وہ میری جورو ہوئی تھی قر یعنی من ابی لا من امی یعنے وہ قرابتی میری ہے باپ کے طرف سے نہ مان کے طرف سے دیکھو باپ کے طرف کی قرابت مین تو چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور انکے سوا بھی جو حرام نہیں داخل ہین **تیسری مثال** حضرت یعقوب کا پہلے نکاح لابان کی بیٹی لیاہ سے ہوا تھا پھر لیاہ کے جیتے جی راحیل سے جو لیاہ کی حقیقی بہن تھی نکاح ہوا جیسا کتاب پیدایش کے انتیسوین باب مین مشرح و مفصل مرقوم ہے حالانکہ شریعت موسوی مین جمع بین الاختین حرام ہے کتاب قوانین کے اٹھارہوین باب کا اٹھارہوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۳۱ و ۱۸۴۴ء اور تو کسی عورت کو اوسکی بہن سمیت مت لے تاکہ اوسکی بھی برہنگی ظاہر کرے پہلی کے جیتے جی کہ یہہ اوسکا جلانا ہے **چوتھی مثال** حضرت موسے کے باپ عمران نے اپنی پھوپھی یوخابد کے ساتھہ نکاح کیا تھا اور ہارون اور موسے علیہما السلام اسی سے پیدا ہوے مین کتاب خروج کے چھٹے باب کا بیسوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ء عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا وہ اس سے دو بیٹے جنی ایک ہارون دوسرا موسے الخ اور یہہ جملہ عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا اور ترجموں مین یون ہے نسخہ ۱۸۴۴ء[2] عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا فارسیہ ۱۸۳۹ء و عمران یوکبد عمہ خود را بنکاح درآورد فارسیہ ۱۸۴۵ء و عمران یوکبد عمہ خود را بجہت خود بزنی گرفت عربیہ ۱۸۱۱ء فاتخذ عمرام یوخابد عمته زوجة له اور یہہ یوخابد عمرام کی حقیقی پھوپھی تھی جیسا کتاب شمار کے چھبیسوین باب اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے چھٹے باب کے ملاحظے سے معلوم ہوتا ہے[3]

---

[1] جیسا کتاب پیدایش کے نوین باب کے تیسرے ورس مین مذکور تھا اور بیان اسکا پہلی مثال کے اندر گذرا ۱۲ منہ [2] حرام کا لفظ بعضے ترجموں مین میم کے ساتھہ اور بعضے ترجموں مین نون کے ساتھہ واقع ہوا ہے اور ہمارے بیان مشہور نون ہی کے ساتھہ ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ [3] اس ترجمے مین فقط اتنا ہی فرق ہے کہ یوخابد دال مہملہ سے لکھا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ اور انشاء اللہ سفر عدد کی تاویل کے جواب مین توریت کی بے سندی کے دلیلون مین بیان اسکا آتا ہے ۱۲ منہ رحمہ

حالانکہ ایسا نکاح شریعت موسوی مین بالکل حرام ہے کتاب قوانین کے اٹھارویں باب کا بارھوان
ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۲۶ و سنہ ۱۸۴۴ تو اپنے باپ کی بہن کی برہنگی ظاہر مت کر کہ وہ تیرے
باپ کی رشتہ دار ہے اور اسی کتاب کے بیسوین باب کا انیسوان ورس یون ہے نسخہائے مسطورہ
اور تو اپنی خالا اور اپنی پھوپی کی برہنگی ظاہر مت کر کہ جسنے ایسا کیا اوسنے اپنے قریب کی
برہنگی ظاہر کی اور وے گناہ کو اٹھا وینگے **فائدہ** پوپ اربانوس ہشتم کے حکم سے سنہ ۱۶۲۵ مین
بہت علماء مسیحی زباندان نے جمع ہوکر بڑی کوشش سے بیبل کے عربی ترجمہ کو اصلاح کے بعد
لکھا ہے لیکن ان مترجمون نے اس عیب کے چھپانے کو بیڈھب اصلاح دی کہ کتاب خروج کے
چھٹے باب کے بیسوین ورس کے اس جملے کا یون ترجمہ کیا فتزوج عمران یوخابذ ابنۃ عمہ
یعنے عمران نے اپنے چچا کی بیٹی یوخابذ سے بیاہ کیا دیکھو غضب خدا کا کہان پھوپی کہان چچا کی بیٹی
بھوسے ایسا فرق نہین پڑتا اور نسخہ عربیہ سنہ ۱۶۷۱ و سنہ ۱۸۳۱ مین بھی ایسا ہی ہے اور دوسرے اور
تیسرے اور چوتھے مثال کے ملاحظہ سے معلوم ہوگیا کہ حضرت ابراہیم نے اپنی علاتی بہن سے اور
عمرام نے اپنی حقیقی پھوپی سے نکاح کیا تھا اور حضرت یعقوب نے جمع بین الاختین ۔ بھلا اگر ایسے
نکاح پہلی شریعتون مین جائز نہوتی تو لازم آتا ہے کہ عیاذاً باللہ ان لوگون نے اپنی ان بیبیون
سے ساری عمر زنا کیا ہو اور ان کی سب اولاد جو ان بی بیون سے پیدا ہوئی حرامی ہو ۔
پانچوین مثال کتاب یرمیا کے اکتیسوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ ۳۱ دیکھ وے
دن آتے ہین خداوند کہتا ہے کہ مین اسرائیل کے گھرانے سے اور یہوداہ کے گھرانے سے نیا عہد
باندھونگا ۳۲ اس عہد کے موافق نہین جو مین نے ان کے باپ دادون سے باندھا جسدن مین نے
ان کی دستگیری کی کہ زمین مصر سے انھین نکال لاؤن اور اونھون نے میرے اس عہد کو توڑا
باوجودیکہ مین اونکا شوہر تھا خداوند کہتا ہے آور نئے عہد سے اسی شریعت مراد ہے اور یہ قول
اس عہد کے موافق نہین الخ صریح دلالت کرتا ہے کہ یہ شریعت شریعت موسوی کے مخالف
ہوگی اور عیسائیون کے مقدس پولوس نامہ عبرانیہ کے آٹھوین باب مین اس خبر کا مصداق انجیل

کو ٹھہراتے ہین پس اوس کے موافق شریعت عیسوی شریعت موسوی کی ناسخ ہوئی یہانتک دے مثالین منقول ہوئین جو یہودیون اور عیسائیون کے الزام کے لیئے ہین اور عیسائیون کے الزام کے لیئے اور مثالین دیتا ہون **چھٹی مثال** کتاب استثنا کے چوبیسوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء ۱ اگر گاہ شخصے زنی را بنکاح خود درآوردہ باشد و او بنظر وے مقبول نگردد بسبب عیبے کہ درا و یافتہ است پس جائز است کہ طلاق نامہ نوشتہ و بدست وے دادہ از خانہ خود رخصت کند ۲ و از خانہ او بیرون رفتہ جائز است کہ با مردے دیگر بنکاح درآید۔ اور ورس دوسرا اور ترجمون مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۵ء و بعد ازان کہ از خانہ اش بیرون رفت مختار است کہ منکوحہ دیگرے شود۔ اس مین صاف حکم ہے کہ موافقت نہ آنے کی صورت مین عورت کو طلاق دینا جائز ہے اور طلاق کے بعد اس عورت کو بھی دوسرا نکاح دوسرے شخص سے کر لینا درست ہے اور جناب مسیح اوسکو مانکر اور اوسی حکم کا اپنے کلام مین حوالہ دیکر اوسپر نسخ کا قلم پھیرتے ہین متی کے انجیل کے پانچوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۰ و سنہ ۱۸۴۴ و سنہ ۱۸۲۶ء ۳۱ یہ تو کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ دیوے ۳۲ پر مین تمسے کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو سوای حرامکاری کے اور کسی سبب سے چھوڑ دیوے اسے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوی عورت کو بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔ اور جب فریسیون نے اس حکم پر طعن کر کے کہا کہ موسےٰ نے کیون اجازت دی تھی تو اوسکے جواب مین جناب مسیح کا قول متی کی انجیل کے انیسوین باب مین یون مرقوم ہے نسخہاے مسطورہ ۸ موسیٰ نے تمھاری سخت دلی کے سبب سے تمکو اجازت دی کہ اپنی جوروون کو چھوڑ دو پر ابتدا مین ایسا نتھا ۹ اور مین تمسے کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو سواے حرامکاری کے اور کسی سبب سے طلاق دے اور دوسرے سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی گئی عورت سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے اور عیسائیون کے مقدس پولوس کرنتھیون کے پہلے نامہ کے ساتوین باب مین یون فرماتے ہین ۱۰ پر مین

ان کو جنکا بیاہ ہوا ہے حکم کرتا ہون مین نہین خداوند حکم کرتا ہے کہ جورو اپنے خصم سے جدا
نہووے ۱۱ اگر جدا ہووے تو بن بیاہے رہے یا اپنے خصم سے پھر صلح کرے اور خصم اپنی
جورو کو نہ چھوڑے دیکھو جناب مسیح نے ان دونون حکمونکو جو شریعت موسوی مین تھے مانگرس
تاکید سے منسوخ کیا اور اس مطلقہ کے نکاح کو زنا کے برابر ٹھہرایا اور عیسائیون کے مقدس کی
کلام سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اوسنے جناب مسیح کے قول کو بھی منسوخ کیا کیونکہ اونکے قول مین
مصرح تھا کہ حرامکاری کے سبب طلاق جائز ہے اور اس مقدس کے قول مین مطلق حرمت
اسکی بیان ہوی ہے **فائدہ** جناب مسیح کے اس قول سے جو انیسوین باب کے آٹھوین درس
مین منقول ہے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ طلاق پہلے جائز نتھی موسے نے بنی اسرائیل کی سخت دلی
دیکھکر حکم دیدیا تھا تو طلاق کے حکم مین شریعت موسوی اگلے حکم کے ایک جہت سے اور
شریعت عیسوی شریعت موسوی کی دو جہت سے ناسخ ٹھہری ۔ اور یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ مکلفون
کا لحاظ کر کے کبھی کبھی حکم اونکے موافق دیا جاتا ہے گو نفس الامر مین اچھا نہو **ساتوین مثال**
صدہا چارپاے اور پرند شریعت موسویہ مین حرام تھے جیسا ان کا بیان پہلی مثال مین
گذرا۔ **آٹھوین مثال** عیدون کے احکام جنکی تفصیل کتاب قوانین کے تیئیسوین باب
مین ہے اور اسباب کے بعض درسون مین یے جملہ ہین نسخہ ۱۴ و ۲۱ و ۳۱ و ۴۱ ۱۴ تمھارے
سارے گھرون مین تمھارے قرنون کے لئے یہہ رسم ابدی ہے ۲۱ و ۳۱ یہہ تمھارے سارے
گھرون مین تمھارے قرنون کے لئے رسم ابدی ہوگی ۴۱ یہہ تمھارے قرنون کے لئے رسم ابدی ہوگی
فارسیہ ۱۸۳۹ء ۱۴ آئینے ابدیست طبقہ بعد طبقہ در ہر جائے کہ سکونت ورزید ۲۱ آئینی ابدیست
در ہر جائے کہ سکونت ورزید طبقہ بعد طبقہ ۳۱ آئینی است ابدی طبقہ بعد طبقہ در ہر جائے کہ سکونت
ورزید ۴۱ آئینے ابدیست طبقہ بعد طبقہ آنرا در ماہ ہفتم عزیز دارید **نوین مثال** سبت کی تعظیم
کا حکم کہ حضرت آدم کے عہد سے تھا اور شریعت موسوی مین اسکے موافق اس دن مین عبادت
کے سوا دنیا کا کوئی کام کرنا جائز نتھا یہان تک کہ کھانے پکانے کے لئے آگ جلانی بھی جائز نتھی

اور اوسکی محافظت کے لئے عہد عتیق کے کتابون مین خصوصا توریت مین پرلے درجے کی تاکید
تھی مثلا کتاب پیدایش کے دوسرے باب کا تیسرا درس یون ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ع اور
خدا نے ساتوین دن کو مبارک اور مقدس ٹھہرایا کیونکہ اوسنے اپنے سارے کامون سے جو کئے اور
بنائے اسی دن آرام پایا اور کتاب خروج کے بیسوین باب مین ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ع ۸ روز سبت
کو مقدس جان کے یاد رکھیو ۹ تو چھے دن تک محنت اور اپنے سب کام کیجو ۱۰ لیکن ساتوان دن
خدا اپنے خداوند کا ہے اسمین کوئی کچھ کام نکرے نہ تو اور نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا خدمت کرنے
والا اور نہ تیری خدمت کرنی والی نہ تیری مواشی اور نہ تیرا مسافر جو تیرے دروازے کے اندر ہے
۱۱ اسلئے خداوند نے چھے دن مین آسمان زمین دریا اور سب جو کچھ کہ ان مین ہے بنائے اور ساتوین
دن آرام کیا اسواسطے خداوند نے یوم سبت کو مبارک کیا اور مقدس ٹھہرایا اور اوسی کتاب کے
تیئیسوین باب کے بارہوین درس مین ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ع چھے دن تک اپنا کاروبار کرنا اور ساتوین
دن آسایش کیجو۔ اور اوسی کتاب کے چونتیسوین باب کے اکیسوین درس مین ہے
نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ع چھے دن تک تو کام کیجو لیکن ساتوین دن آرام کیجیو اگرچہ ہل جوتنے کا یا کھیتی
کاٹنے کا وقت ہو آرام کیجیو اور کتاب قوانین انیسوین باب کے تیسرے درس مین ہے
نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ع میرے سبتون کو تلف نکرو مین خداوند تمھارا خدا ہون اور کتاب قوانین کے
تیئیسوین باب کے تیسرے درس مین ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ع چھے دن تک کاروبار کیا جاوے
پر ساتوان دن جو سبت راحت کا ہے اسمین مقدس منادی ہوگی تم کوئی کام نکیا کرو یہ
تمھارے سب گھرونمین خداوند کا سبت ہے اور کتاب استثنا کے پانچوین باب مین ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ع
۱۲ سبت کے دن کو یاد کرتا کہ تو اوسے مقدس بنا نے جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے
فرمایا ہے ۱۳ چھے دن تک تو محنت کر اور اپنے سب کام کیا کر ۱۴ پر ساتوان روز
خداوند تیرے خدا کے سبت کا ہے تو اسدن کوئی کام نکر نہ تو نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی
نہ تیرا غلام نہ تیری لونڈی نہ تیرا بیل نہ تیرا گدھا نہ سب تیرے مواشی اور نہ مسافر جو تیرے

گھر مین ہو تا کہ تیرا غلام اور تیری لونڈی تیرے طرح سے آرام لے ۱۵ یاد کر یہی کہ تو مصر
کی زمین مین غلام تھا اور خداوند تیرا خدا اپنے زورآور ہاتھ اور بالا دستی سے
تجھہ کو وہان سے نکال لایا اسلیئے خداوند تیرے خدا نے تجھہ کو فرمایا کہ سبت کے دن
کی محافظت کر اور کتاب خروج کے اکتیسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ء ۱۳ میری سبت
کو مانو اس لیئے کہ یہہ میرے اور تمھارے درمیان تمھارے قرنون مین نشان ہے تاکہ تم
جانو کہ مین خداوند تمھارا پاک کرنے والا ہون ۱۴ پس تم سبت کو مانو اسلیئے کہ وہ تمھارے
لیئے مقدس ہے جو کوئی اس کو پاک نجانے وہ مار ڈالا جاوے جو اوسمین کچھہ کام کرے وہ
اپنی قوم سے کٹ جاوے ۱۵ چھے دن کام کرنا لیکن ساتوان دن سبت ہے بلکہ خدا کا
مقدس سبات ہے پس جو کوئی روز سبت کو کام کرے وہ مار ڈالا جاوے ۱۶ پس
بنی اسرائیل سبت کو مانین اور اپنے پشت در پشت عہد ابدی جانکے اسمین سبات
کرین ۱۷ درمیان میرے اور بنی اسرائیل کے یہہ علامت ابدی ہے اس لیئے کہ چھے
دن مین خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتوین دن سبات کیا اور فراغ
ہوا۔ فارسیہ ۱۸۳۹ء ۱۶ ابنابرین بنی اسرائیل سبت را محافظت کنند تا روز سبت را
طبقہ بعد طبقہ بہ پیمان ابدی مرعی دارند ۱۷ در میان من و بنی اسرائیل تا ابد الآباد علامتی است الخ
فارسیہ ۱۸۴۵ء ۱۶ پس بنی اسرائیل سبت را نگاہ خواہند داشت تا کہ در قرنہاے خود
شان سبت را بعہد دائمی محافظت نمایند ۱۷ در میان من و بنی اسرائیل آیت ابدی است الخ
فائدہ اردو کے مترجم ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ء والے نے سولہوین اور سترہوین ورس مین ازلی
کا لفظ ابدی کے جگہہ سہو سے یا تحریف کی راہ سے لکھا ہے اور ترجمہ یون کیا ہے ۱۶
یہہ ان کے قرنون مین عہد ازلی ہے ۱۷ درمیان میرے اور بنی اسرائیل کے یہہ علامت ازلی
ہے اور کتاب خروج کے پینتیسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ء ۲ چھے دن تک کام کیا
کیا جاوے اور ساتوین دن تمھارے لیئے روز مقدس خداوند کی راحت کا سبت ہوگا جو

کوئی اسمین کام کریگا مارڈالا جائیگا ۳ تم سبت کے دن اپنے سب بستیون آگ مت جلائیو
اور جن دنون بنی اسرائیل بیابان مین تھے ان دنون مین اتفاقا ایک اسرائیلی ہفتے کے
روز جنگل مین لکڑیان جمع کرنے لگا اور آدمی اوسکو پکڑ کے موسیٰ کے پاس لائے اور پھر جو
حکم ہوا کتاب شمار کے پندرھوین باب مین یون مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء ۳۵ تب خداوند
نے موسیٰ کو فرمایا کہ یہہ شخص مارڈالا جاوے ساری جماعت خیمہ گاہ کے باہر اوسے پتھراو کرے
۳۶ چنانچہ ساری جماعت اوسے خیمہ گاہ کے باہر لیگئی اور اوسے سنگسار کیا کہ وہ مرگیا
اور کتاب یرمیاہ کے سترھوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء ۲۱ خداوند یون کہتا ہے کہ
تم آپ سے چوکس رہو اور سبت کے دن بوجھہ نہ اوٹھاؤ اور یروسلم کی پھاٹکون سے مت
لاؤ ۲۲ اور تم سبت کے دن اپنے گھرون سے بوجھہ مت لیجاؤ اور کسی طرح کا کام نکرو
بلکہ سبت کے دن کو مقدس جانو جیسا مین نے تمھارے باپ دادون کو فرمایا ۲۴ اور ایسا
ہوگا کہ اگر تم فی الحقیقت میری سنو خداوند کہتا ہے اور سبت کے دن تم اس شہر کے پھاٹکون
سے بوجھہ نہ لاؤ بلکہ سبت کے دن کو مقدس جانو یہان تک کہ اوسمین کچھہ کام نکرو ۲۵ تو
اس شہر کے پھاٹکون سے بادشاہ اور سردار داخل ہونگے الخ ۲۷ لیکن اگر تم میری نسنوگے
کہ سبت کے دن کو مقدس جانو اور سبت کے دن یروسلم کے پھاٹکون سے بوجھہ لیکے داخل
ہو تب مین اوسکے پھاٹکون مین آگ لگاؤنگا جو یروسلم کے محلون کو کھاجائیگی اور نہ بجھیگی
اور کتاب اشعیاہ کے اٹھاونوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء ۱۳ اگر تو سبت سے اپنا
پانو باز رکھے کہ میرے مقدس مین اپنا کام کرے اور سبت کو نفیس اور خداوند کا مقدس
اور عزت والا کہیگا اور اوسکی بزرگی مانیگا کہ اپنے کاروبار نکرے اور اپنی خوشی کے
کام موقوف رکھے اور اپنی دنیاداری کی باتین نہ کہے ۱۴ تو تو خداوند مین مسرور
ہوگا اور مین ایسا کرونگا کہ تو دنیا کے اونچے مکانون پر عروج کرے اور مین تجھے تیرے
باپ یعقوب کی میراث سے کھلاؤنگا کہ خداوند ہی کے منھہ سے یہہ ارشاد ہوا۔

اور اسیطرح کتاب اشعیا کے چھپنوین باب کے اور کتاب نحمیا کے نوین باب اور کتاب
حزقیل کے بیسوین باب مین سبت کی تعظیم کی بابت مرقوم ہے اور جناب مسیح کے ہم عہد
یہودی ان کو سبت کی محافظت نکرنے کے سبب ستاتے تھے اور اسی بات سے بھی انکے مسیح
ہونے سے انکار کرتے تھے اور منجملہ ان کے دلیلون کے اب بھی یہہ ایک دلیل ہے کہ اب تک
اسکے سبب انکے مسیح ہونے کا انکار کرتے ہین یوحنا کے پانچوین باب کا سولہوان ورس یون
ہے نسخہ منسوخہ ۱۸۲۲ء و ناسخہ ۱۸۲۶ء اس سبب یہودی یسوع کو ستاتے اور اسکے قتل کے درپے ہوے
کہ اوسنے سبت کے دن یہہ کام کیا تھا اور اسی انجیل کے نوین باب کے سولہوین ورس مین
ہے نسخہای مسطورہ تب فروسیون مین سے بعضون نے کہا یہہ آدمی خدا کے طرف سے نہین کیونکہ
سبت کے دن کو نہین مانتا اب دیکھو کہ عیسائیون کے مقدس ان سب چیزونکی بابت جو ساتوین
مثال سے نوین تک مذکور ہین کیا ارشاد کرتے ہین اور کس تیزی سے ان پر نسخ کا قلم پھیرتے
ہین کلسیون کے نامہ کے دوسرے باب مین یون لکھتے ہین نسخہ منسوخہ ۱۸۲۲ء و ناسخہ ۱۸۲۶ء ۱۶ کوئی تم پر کھانے
پینے مین یا عید یا نئے چاند مین یا سبت کے دن ماننے مین حکومت نکرے ۱۷ کہ یہہ سب آنیوالی
چیزون کے سایہ تھے پر اصل مسیح ہے حالانکہ توریت سے کہین بھی ان چیزونکا ظل ہونا نہین سمجھا
جاتا بلکہ اللہ تعالے نے حرام جانورون کو ناپاک بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ مین قدوس ہون تم بھی
ناپاک سے بچکر مقدس بنو اور عید فطیری روٹی کی بابت کتاب خروج کے بارہوین
باب کے سترہوین ورس مین یون ارشاد کرتا ہے نسخہ منسوخہ ۱۸۲۲ء و ناسخہ ۱۸۲۶ء اور تم فطیری روٹی
کی یہہ عید یاد رکھیو کیونکہ اسی دن تو مین تمھارے لشکرون کو مصر کے زمین سے باہر لایا ہون
اسلئے تم اسدن کو اپنی قرنون مین مداومت کے لئے ابد تک یاد رکھیو اور عید خیام کے
بابت کتاب قوامین کے تیئیسوین باب کے تینتالیسوین ورس مین یون فرماتا ہے نسخہ منسوخہ ۱۸۲۲ء
و ناسخہ ۱۸۲۶ء تاکہ وے جو تمھارے نسل سے ہین جانین کہ جب مین بنی اسرائیل کو زمین مصر سے
نکال لایا تو مین نے انھین خیمون مین آباد کیا مین یہواہ تمھارا خدا ہون ان ورسون سے

صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عیدونکی ابدیت کا سبب یہہ تبلایا کہ بنی اسرائیل
کو اللہ تعالے کے احسان کی یادگاری رہے نہ یہہ کہ یے چیزین کسی آنے والی چیز کے
ظل ہون اور سبت کی تعظیم کی ابدیت کا سبب یہہ فرمایا کہ مین نے مخلوقات کو چھے دن مین پیدا
کرکے ساتوین دن آرام کیا اس لئے سبت کو مبارک اور مقدس ٹھہرایا سو اس صورت مین
ان چیزونکو ظلیت سے کیا علاقہ بہرحال ظلیت انکی کسی تاویل کے موافق صحیح نکلے یا نہ نکلے یہی
بات تو ہرحال مین متحقق ہے کہ ان کے مقدس نے انھین ظل ٹھہراکر ملیامیٹ کر ڈالا۔ اور تفسیر
ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین برکٹ اور ڈاکٹر وٹ بی کا قول کلیسیون کے نامہ کے دوسرے
باب کے سولہوین ورس کی شرح مین یون منقول ہے نسخہ [illegible] یہودیون مین تین طرحکے
دن (یعنے عیدین) مقرر تھین یعنے برس برس مین مہینے مہینے مین ہفتے ہفتے مین یے سب منسوخ
ہوئین بلکہ یوم السبت بھی اور عیسائیونکا پہلے دن کا سبت اوسکے قایم مقام کیا گیا اور بشپ
ہارسلی اس ورس کی شرح مین یون لکھتا ہے یہود کے کلیسیے کی سبت موقوف ہوئی اور عیسائی
اپنی سبت کے عمل مین فریسیونکے ترکیبی کے رسمون پر نہین چلے۔ اور جامعین تفسیر
ہنری اور اسکاٹ کے اسی ورس کی شرح مین لکھتے ہین چونکہ حضرت عیسیٰ نے رسوماتی
آئین کو منسوخ کر دیا اب کوئی آدمی غیر قومون کو اوسکے لحاظ نکرنے سے الزام نلگاوے
اور پاسوبر اور لیافان لکھتے ہین کہ اگر تمام زمانون اور دنیا کی تمام قومون پر یوم السبت کی
حفاظت واجب ہوتی تو وہ ہرگز منسوخ نہوتا جیسا اب حقیقت مین منسوخ ہو گیا اور
عیسائیونکو لازم ہوتا کہ پشت در پشت اسکی حفاظت کرتے جیسا اونھون نے شروع مین یہود
کی تعظیم و تواضع کی سبب کیا تھا اور طرفہ یہہ ہے کہ توریت کے حکم کے موافق موسوی یا ایمان
کے حق مین حرام جانورون کا کہانا حرام ہے اور اون کے مقدس کے ارشاد کے موافق فقط بے
ایمانون کے حق مین حرام ہے اور ایمان والون کو وے سب جانور محرم بلکہ کتا اور سوّر اور
بتون کی قربانی اور مردار بھی سب حلال اور طیب ہین اور اس مقدس کا اباحت عامہ کا فتوے

کہ جس سے ظاہر مین گوہ اور موت کی نجاست بھی نہین سمجھی جاتی نامہ رومیہ کے چودہوین درس
مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ و سنہ ۱۸۴۴ء مین خداوند یسوع کے ارشاد سے واقف ہون اور یقین
جانتا ہون کہ کوئی چیز ناپاک نہین ہے لیکن جو کوئی ناپاک جانتا ہے اسکے لیئے وہ ناپاک
ہے اور طیطس کے نامہ کے پہلے باب کے پندرہوین درس مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ و سنہ ۱۸۴۴ء
پاک لوگون کے لیئے سب کچھہ پاک ہے اور ناپاکون اور بے ایمانون کے لیئے کچھہ پاک نہین بلکہ
انکی عقل اور دل ناپاک ہین شاید بنی اسرائیل پاک نتھے کہ انکے لیئے ہزارون چرندہ اور
پرندہ حرام تھا یہہ پاکی فقط حضرات عیسائیون کو حاصل ہوئی اور اس مقدس نے اون کی
حرمت اڑانے کو اپنے چیلے نامہ کے چوتھے باب مین تمتھی کو یون لکھا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ و سنہ ۱۸۴۴ء
۴ خدا کی ہر ایک پیدا ہوئی چیز اچھی ہے اور کچھہ رد ہونے کے لایق نہین اگر شکرگزاری
سے لیوین ۵ کہ وہ خدا کے کلام اور دعا سے پاک ہوتی ہے ۶ سو اگر تو بھائیون کو یے باتین یاد
دلاوے تو تو مسیح کے دین کی اور اچھی نصیحت کی بات سے جسمین سکھلایا گیا ہے پرورده ہوکے
مسیح کا اچھا خادم ہوگا **دسوین مثال** کتاب پیدائش کے سترہوین باب مین ختنہ کا حکم
یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ء ۹ پھر یہواہ نے ابراہیم سے کہا کہ تو جو ہے تو میرے عہد کو قایم رکھہ
اور تیرے بعد تیری اولاد پشت بہ پشت ۱۰ سو میرا عہد جو تیرے ساتھہ اور تیرے بعد تیرے نسل کے
ساتھہ جسے تم قایم رکھوگے یہہ ہے کہ تم مین سے ہر ایک فرزند نرینہ ختنہ کرواے ۱۱ اور تم اپنے بدن
کی کھلڑی کٹوا اور وہ میرے اور تمھارے بیچ عہد کی علامت ہوگی ۱۲ اور تم مین آٹھہ دن کے
لڑکے کا یعنے تمھارے قرنون مین ہر ایک لڑکے کا خانہ زاد ہو یا زرخرید اور ان سب پردیسی
لڑکون کا جو تیری اولاد نہین ہین ختنہ کیا جاویگا ۱۳ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے
زرخرید کا ختنہ کیا جاوے اور میرا عہد تمھارے جسمون مین عہد ابدی ہوگا ۱۴ اور وہ فرزند
نرینہ جو نامختون ہو جسکی بدن کی کھلڑی کٹی نہووے اپنی قوم سے کٹ جاکہ اسنے میرا عہد
توڑا اور یہہ قول تم مین سے ہر ایک فرزند نرینہ ختنہ کرواے اور یہہ قول تم اپنے بدن کی

توڑا اور یہہ قول تم مین نا سے ہر ایک فرزند نرینہ ختنہ کروا ے۔ اور یہہ قول تم اپنے بدن کی
کھلڑی کٹواو۔ اور یہہ قول تم مین آٹھہ دن کے لڑکے کا الخ اور یہہ قول میرا عہد تمھارے جسمون
مین عہد ابدی ہوگا۔ اسبات کی دلیل قطعی ہے کہ ختنہ سے مراد ختنہ جسمی تھی نہ ختنہ دلی اسی
لئے اسی دن حضرت ابراہیم نے اپنی اور اپنے بیٹے اسمٰعیل کی اور اپنے سارے مردون
متعلقین کی ختنہ کروائی۔ اور جو یہہ عہد ایسا تھا کہ ابراہیم کی اولاد اسکو ابدی جانکر پشت
در پشت وفا کرتے رہے تو ابراہیم کی اولاد مین اوسکا رواج پڑا۔ چنانچہ اسمٰعیل کی اولاد مین
تو اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ شریعت محمدی کے متبعین پر قیامت تک جاری رہیگا
اور اسحاقؑ کی اولاد مین حضرت عیسیٰ کے عروج تک علے الاطلاق جاری تھا اور یہودیون مین
اب تک جاری ہے اور کتاب قوانین کے بارہوین باب کے تیسرے درس مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ع
و ۱۸۴۴ع اور آٹھوین دن لڑکے کا ختنہ کیا جاوے اور اسی حکم کے موافق حضرت عیسیٰ کی بھی
آٹھوین دن ختنہ ہوئی تھی۔ لوقا کے انجیل کے دوسرے باب کے اکیسوین درس مین ہے نسخہ ۱۸۲۵ و
۱۸۲۳ و ۱۸۴۴ع آٹھوین دن جب لڑکے کا ختنہ ضرور ہوا اوسکا نام یسوع رکھا گیا اور مسیحیون مین
یادگاری کے لئے اسدن ایک نماز مقرر ہے۔ اب دیکھئے کہ جناب پولوس اپنے نسخ مین کیا شور مچاتے
ہین اور گلاتیون کے نامہ کے پانچوین باب مین یون فرماتے ہین نسخہ ۱۸۲۳ و ۱۸۴۴ع ۲ دیکھو مین
پاول تم سے کہتا ہون اگر تم مختون ہو تو مسیح سے تمھین کچھہ فائدہ نہوگا ۳ مین ہر ایک
مختون آدمی کو یہہ گواہی دیتا ہون کہ وہ شریعت کے سارے حکمون پر عمل کرنے مین مجبور
ہوا ۴ اگر تم شریعت سے نیک بننے چاہتے ہو تو مسیح سے جدا ہوکے فضل سے گر پڑے ہو
۶ کہ مسیح یسوع کے طریق مین مختونی اور نامختونی مین کچھہ مضایقہ نہین الخ پھر اوسی نامہ کے
چھٹے باب کے پندرہوین درس مین فرماتے ہین مسیح یسوع کے طریق مین مختونی اور نامختونی
مین کچھہ مضایقہ نہین لیکن نیا مخلوق اصل شے ہے دیکھو توریت کے موافق جیسا غیر مختون ہے

۱ درس چھٹے باب پانچوین اور درس پندرہوین باب کے چھٹے کی تفہیم کے واسطے شروع لعنت مسیحی مین

قوم سے کٹ جاتا تھا ویسا ہی جناب پولوس کے ارشاد کے موافق جو مسیحی مختون ہوں عیسوی
مذہب سے کٹ جاتا ہے **گیارہوین مثال** بہت حکم قربانیون کے شریعت موسوی مین
دوئی تھے وے سب ایک تحت منسوخ ہوے **بارہوین مثال** بہت حکم ہارون اور
اونکی اولاد کے لئے ابدی تھے مثلا کتاب خروج کے ستائیسوین باب کے اکیسوین درس
مین چراغ جلانے کی خدمت کے بابت یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و ہارون اور بیٹے اوسکے شام سے
صبح تک روبرو خاوند کے اس چراغ کو رکھین یہہ دستور العمل بنی اسرائیل مین انکی پشت در پشت
ہمیشہ جاری رہے اور یہہ جملہ یہہ دستور العمل الخ اور ترجمون مین یون ہے فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ء والیشان
را پشت در پشت در حق بنی اسرائیل آئینے ابدی باشد فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء و این بر تمامی بنی اسرائیل
پشت در پشت آئین ابدی باشد پھر اسی کتاب کے اٹھائیسوین باب کے تینتالیسوین درس
مین لباس کی بابت خدمت کے وقت یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء یہہ دستور العمل اوسکے لئے اور بعد
اوسکے اوسکی نسل کے لئے ابد تک ہووے فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ء این رسم برای وے و برای اولادش
بعد از وے آئینے ابدی باشد فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء این از برائے او و ہم ابرائے ذریتہ اش بعد از و
آئین ابدی باشد پھر اسی کتاب کے انتیسوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۳۹ء ۹ کاہن ہونا
انکی رسم ہمیشہ کے لئے ہو ۲۸ یہہ ہارون اور اوسکے بیٹون کے لئے سب بنی اسرائیل مین سے آخر
زمانے تک رسم ہوگی نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء ۹ کاہن ہونا اونکا حق ہمیشہ کے لئے ہو ۲۸ یہہ ہارون اور اس
کے بیٹون کے لئے سب بنی اسرائیل مین سے آخر زمانے تک رسم ہوگی پھر کتاب قوانین کے چھٹے
باب کے بائیسوین درس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۳۹ء اور جو کاہن اوسکے بیٹون مین سے اسکی
جگہہ ممسوح ہو تو وہ اوسے لاوے یہہ رسم ہمیشہ کے لئے ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء اور جو کاہن اوسکے
بیٹون مین اوسکی جگہہ ممسوح ہو وہ اوسے لاوے یہہ خداوند کا حق استمراری ہے پھر اوسی کتاب

کسی حضرت عیسائی نے غضب کیا کہ کتاب خود پیدایش کی جعلی اپنے طرف سے عبری کا زبان مین بنا ڈالی اور حضرت
موسی کی تصنیف اسے بتلایا چنانچہ انشاء اللہ سترہوین سوال کے جواب مین ذکر اوسکا آتا ہے ۱۲ منہ رحمہ

قوانین کے ساتوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ ع ۳۴ ہلانیکا سینہ اور اوٹھانیکا شانہ
بنی اسرائیل کے سلامتی کی قربانیون مین سے مین نے لیا اور ہارون کاہن اور اوسکے بیٹون
کو دیا اور یہہ رسم بنی اسرائیل کے لئے ہمیشہ کو ہے ۳۵ ان آگ کی قربانیون مین سے جو
ہارون اور اوسکے بیٹے جس دن مین ممسوح ہونگے تاکہ یہواہ کے لئے کاہن ہون لادین اونکا
یہہ حکم ہے ۳۶ اسے بنی اسرائیل یہواہ کے امر سے جس دن مین کہ وہ ممسوح ہون انھین
دیوین اور یہہ اونکے قرنون کے لئے ہمیشہ کو رسم ہے اور یہہ جملہ یہہ رسم بنی اسرائیل کے لئے الخ
اور اسی طرح یہہ جملہ یہہ اونکے قرنون کیلئے الخ ترجمہ ۱۸۲۲ع مین یون ہے یہہ رسم بنی اسرائیل کے
لئے ہمیشہ کو ہے اور یہہ اونکے قرنون کے لئے ہمیشہ کو رسم ہے. تیسرے اوسی کتاب قوانین کے
دسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ ع ۸ پھر یہواہ نے خطاب کرکے ہارون کو فرمایا ۹ کہ
جب تم جماعت کے خیمہ مین داخل ہو تو تم شراب اور کوئی چیز جو متوالی کرنے والی ہو نہ پیجیو
نہ تو اور نہ تیرے بیٹے تاکہ تم ہلاک نہو اور یہہ تمھارے لئے تمھارے قرنون مین ہمیشہ تک
رسم ہے ۱۰ تاکہ تم حلال اور حرام اور پاک اور ناپاک مین تمیز کرو. دیکھو ان احکام کے بیان مین
بعضے بعضے لفظ مثلاً پشت در پشت آئین ابدی ابد تک ہمیشہ کو آخر زمانے تک بالابد اہت
اس بات کو مقتضی ہین کہ یہہ احکام میعادی نہون باوجود اوسکے شریعت عیسوی مین بالکلیت
منسوخ ہوے **فائدہ** کتاب قوانین کے دسوین باب کی عبارت سے شراب کی برائی بھی
معلوم ہوگئی اور یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہہ اور اسی طرح اور نشے کی چیزین ایسی بری ہین کہ اونکے
پینے والون کو حلال اور حرام مین تمیز نہین رہتی اور سچ بھی یہی ہے دیکھو ان کے مقدس کتابون
کے موافق نوح نے نشہ مین مست ہوکر اپنے کپڑے پھینک دئے تھے اور ننگے بنگے تھے
اور لوط علیہ السلام نے نشے مین دو رات برابر اپنی دو بیٹیون سے زنا کیا تھا چنانچہ انشاء اللہ
ستر ہوین سوال کے جواب مین آتا ہے اور جب نبیون کا یہہ حال ہو تو اور ونکا کیا ذکر اور حضرت
اشعیا کے اقرار کے موافق یہی ام الخبائث اور اور نشے کی چیزون کے صدمے سارے

سارے بنی اسرائیل سے کیا عامی کیا کاہن کیا نبی کجرویان اور گمراہیان ظاہر ہوئین کہ کاہن اور پیغمبر تک مست نشے کے ہوکر گمراہ اور کجرو بنے کتاب اشعیا کے اٹھائیسوین باب کا ساتوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۳۱ء فاما ایشان نیز بسبب مئی گمراہ شدند وبسبب مسکر کجرو گشتند ہم کاہن وہم نبی بسبب مسکر گمراہ شدند از مئی بیہوش گشتند بسبب مسکر کجرو شدند در عالم رویا گمراہ شدند در راہِ عدل لغزیدند فارسیہ ۱۸۴۵ء اما ایشان نیز از شراب ضالہ واز مسکرات گمراہ شدند ہم کاہن وہم پیغمبر از مسکرات گمراہ واز شراب سرگردان گردیدہ واز مسکرات آوارہ شدہ در رویا خاطی ودر فتوی ساہی اند اور حضرت اشعیا شراب اور اور نشے کے پینے والون پر واویلا بولتے ہین۔ انکی کتاب کے پانچوین باب کا بائیسوان ورس یون ہے فارسیہ ۱۸۳۸ء وای برکسانیکہ در نوشیدن مئی زور قدرت اند ودر مخلوط کردن مسکر شجاع فارسیہ ۱۸۴۵ء وای برآنانیکہ بنوشیدن شراب پہلوان ودر مزج مسکرات قوت مند اند اور کتاب گنتی کے چھٹے باب کے تیسرے ورس اور کتاب قضات کے تیرہوین باب کے چوتھے اور چودہوین ورس اور کتاب امثال کے تیئیسوین باب کے انتیسوین بابکے اکتیسوین اور بتیسوین ورس اور نامہ رومیہ کے تیرہوین باب کے تیرہوین ورس اور کرنتھیو کے پہلے نامہ کے پانچوین باب کے گیارہوین ورس اور چھٹے باب کے دسوین ورس اور افسیون کے نامہ کے پانچوین باب کے اٹھارہوین ورس مین شراب کی ممانعت اور مذمت مذکور ہے اور فرشتہ نے زکریا سے خوشخبری دینے کے وقت یحیی کی تعریف مین یون بھی کہا تھا جو لوقا کے پہلے باب کے پندرہوین ورس مین یون منقول ہے نسخہ ۱۸۱۹ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء وہ نہ شراب اور نہ کوئی نشہ پیگا دیکھو اسی شراب کو عیسائی لوگ شربت اور دودھ کی طرح طیب سمجھکر پیتے ہین انبیا سے تو نشے مین حلال اور حرام اور پاک اور ناپاک مین تمیز نہین ہوئی شاید ان سے ہوتی ہوگی اور بنی اسرائیل کے تو سب آدمی کیا عامی کیا کاہن کیا نبی نشے کی چیزون سے کجرو اور گمراہ ہوئے تھے شاید یہہ نہ ہوتے ہونگے اور پروٹسٹنٹون مین تو شراب نوشی کی وہ کثرت ہے جسکی انتہا نہین لنڈن مین جب سے یہہ مذہب پھیلا تب ہی سے اسکی کثرت

شروع ہوئی اثرات الصدق مین ہے نسخہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۰ مگر وہ عیب شراب خوری کا پیرو

ثیثاث مذہب مین ایسا ترقی پر ہوا ہے کہ جان ورڈ کہتا ہے کہ سن سولہ سو اٹہاسی مین
فقط لندن شہر مین اتنے شراب خانے تھے کہ جتنے ولایت کے دس کا تولیک شہرون مین
ہون اور شاید کہ جتنے کل کا تولیک بادشاہت مین کام آوین اور سن سولہ سو اٹہاسی کا
یہہ حال تھا اور اب کا تو کیا ذکر اور جو توریت کے جزئی جزئی احکام منسوخہ کے نقل کرنے
مین بڑی درازی ہوتی ہے اسلئے انھین بار امثالون پر اکتفا کر کے کہتا ہون کہ حواریون نے
کونسل کر کے بتون کی قربانی اور لہو اور گلا گھونٹے مردار کے کھانے کی حرمت اور اسی طرح
زنا کی حرمت باقی رکھہ کے توریت کے اور سب احکام کو ان چار کی حرمت کے سوا تھے
ایک لخت منسوخ کر دیا تھا اور اشتہار کے طور ایک خط لکھہ بھیجا تھا کہ جسکی نقل کتاب اعمال
کے پندرہوین باب مین ہے اور بعضے فقرے اس خط کے یون ہین نسخہ ۱۸۴۴ء و ۱۸۳۲ء و ۱۸۳۶ء
۲۴ جب کہ ہمنے سنا کہ بعضون نے ہم مین سے نکل کے تمھین باتین کہہ کے گھبرا دیا اور یہہ
کہہ کے تمھارے دلون کو بے قرار کیا کہ ختنہ کراؤ اور شریعت پر چلو باوجودیکہ ہمنے اونھین
یہہ حکم نہین دیا تھا ۲۸ کیونکہ روح قدس کو اور ہمکو بھی اچھا لگا کہ سوا ان باتون کے جو
ضروری ہین تمپر زیادہ بوجھہ نہ ڈالین ۲۹ کہ تم بتون کے لیئے ذبح ہوی چیزون سے اور لہو
اور گلا گھونٹا ہوا مردار کہانے سے اور زناکاری سے پرہیز کرو ان سے اگر اپنے تئین باز
رکھوگے تو بھلا کروگے تمپر سلام ۔ پھر ان چار چیزون مین سے بھی زنا کے سوا عیسائیون کے
مقدس پولوس کے فتوی اباحت عامہ کے موافق جسکی نقل دوین مثال مین گذری تین چیز
کی حرمت منسوخ ہوی اور اسپر جمہور مفسرین کا اتفاق ہے سو اب مسیحیون کے نزدیک
ان تینون چیزونکا کہانا سور کے مثل حلال طیب ہے اور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ
کلیسیا کے پہلے باب کے ستائیسوین دفعہ کے حاشیہ مین یون لکھتے ہین نسخہ ۱۸۴۸ء صفحہ ۳۰

ـلہ لیکن اتنی کسر رہ گئی کہ اگر زنا کی حرمت بھی منسوخ ہوجاتی تو اس مذہب مین بہت ہی وسعت
ہوجاتی اور بہت لوگ عیسائی ہونے پر رغبت کرتے ۱۲ منہ رحمہ

ان چیزون مین سے انجیل کی تعلیم کے موافق کوئی بات سواے حرام کاری کے منع نہین ہے کیونکہ خدا کا سب مخلوق نیک اور حسن ہے اور کوئی چیز رد کرنے کے لائق نہین اگر شکرگذاری سے لیجاوے طیطوس کا پہلا خط ۴ باب ۴ - ایت + اور پھر کوئی چیز نفس الامر ناپاک نہین ہے رومیون کا خط ۱۴ باب ۱۴ - ایت فقط پس اورشلیم کی جماعت نے اسوقت یہہ ممانعت اس واسطے کی کہ یہودی عیسائی جو اپنے قدیم دستورات مانتے تھے بیزار اور آزردہ دل ہون اور اس قول سے اورشلیم کی جماعت نے اسوقت بالخصوص یہہ بات سمجھی جاتی ہے کہ مکلفون کے حال کو شارع لحاظ کرکے حکم دیتا ہے اور مقتضای وقت کے موافق عمل کرکے پھر اسکو منسوخ کردیتا ہے اور زنا مین جو توریت کے اندر حد تھی اور شریعت عیسوی مین کچھہ اوسپر حد مقرر نہین تو اس اعتبار سے اس مین بھی نسخ واقع ہوا پس اب توریت کا کوئی حکم عملی نہین نکلتا کہ انجیل کے موافق منسوخ نہو - اور اس منسوخیت کے بابت عیسائیون کے مقدس پولوس اپنے کلام مین بڑا ہی شور مچاتے مین اور کئی دفعہ دعوی کرتے ہین کہ پچھلی شریعت مین اگلی شریعت کے بعض احکام کا منسوخ ہونا ضرور ہے اور واجب ہے مثلاً گلاتیون کے نامہ کے دوسرے باب مین لکھتے ہین نسخہ ۱۸۲۳ و ۱۸۴۴ ۲۰ مین مسیح کے ساتھہ مصلوب ہون لیکن زندہ ہون مین نہین بلکہ مسیح مجھہ مین زندہ ہے اور مین ابھی اس جسم مین زندہ ہوکے خدا کے بیٹے پر جسنے مجھے پیار کیا اور آپ کو میرے بدلہ دیا ایمان لاکے اوقات بسر کرتا ہون ۲۱ مین خدا کے فضل کو ناچیز نہین کرتا کیونکہ نیکی اگر شریعت سے ملتی ہے تو مسیح نے بیفائدہ جان دی - ڈاکٹر ہمنڈ بیسوین ورس کی شرح مین یون لکھتا ہے اسنے میرے لئے اپنی جان دیکر موسے کی شریعت سے مجھے مخلصی دی اور اکیسوین ورس کی شرح مین لکھتا ہے یہہ اسلئے مین استعمال کرتا ہون اور نجات کے لئے شریعت پر بھروسا نہین کرتا اور نہ موسی کے احکام کو ضرور سمجھتا ہون اسلئے کہ وہ تو گویا مسیح کی انجیل کو بے فائدہ کرتا ہے - اور ڈاکٹر وٹ بی اکیسوین ورس کی شرح مین یون لکھتا ہے کہ اگر ایسا ہو تو اوسکا مرنا نجات کو

خریدنا کچھ ضروری نہ تھا۔ اور اوسکی موت مین کچھ خوبی نتھی اور پاٹل یون لکھتا ہے کہ اگر یہودیون
کی شریعت ہمین بچاتی اور نجات دیتی تو مسیح کی موت کی کیا ضرورت تھی اور اگر ہماری نجات
کے لئے شریعت ایک جز ہے تو مسیح کی موت اسکے واسطے کافی نہ ٹہری پھر عیسائیون کے
مقدس اسی نامہ کے تیسرے باب مین لکھتے ہین نسخہ سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۴۴ء ۱۰ اوے سب جو شریعت
پر عمل کرنے کا بھروسا رکھتے ہین لعنت مین گرفتار ہین الخ ۱۱ پر کوئی خدا کے نزدیک شریعت
سے نیک نہین گنا جاتا الخ ۱۲ شریعت ایمان مین داخل نہین الخ ۱۳ مسیح نے ہمین مول لیکر
شریعت کے لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے ملعون ہوا الخ ۱۴ تاکہ ابراہیم کی برکت غیر
ملکیون تک یسوع مسیح سے پہنچے اور ہم ایمان سے اس روح کو جو وعدہ کی گئی تھی پاوین۔
لارڈنر صاحب ان ورسون کو نقل کرکے اپنے تفسیر کے نوین جلد مین یون لکھتا ہے
نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۴۸۷ مین خیال کرتا ہون کہ اس جگہہ حواری کو وہی معنے مراد ہین جنکی اکثر وہ
تعلیم کرتا ہے یعنے حضرت عیسے کی موت اور صلیب سے شریعت منسوخ ہوی یا بیفائدہ ہوگئی
صفحہ ۴۸۸ ان جگہون مین حواری صریحا یہہ بیان کرتا ہے کہ شریعت کے رسوماتی احکام کا
منسوخ ہونا عیسے کے موت کا نتیجہ ہے۔ پھر عیسائیون کے جناب مقدس اسی گلاتیون کے
نامہ کے اسی تیسرے باب مین لکھتے ہین نسخہ سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۴۴ء ۲۳ ایمان کے آنے سے آگے ہم
شریعت کے بند مین قید تھے الخ ۲۴ پس شریعت ہمارا استاد ٹہرا کہ ہمکو مسیح تک پہنچادے الخ ۲۵
پر جب ایمان آچکا تو ہم استاد کے تابع نہین رہتے انھین صاف کہتے ہین کہ مسیحی ہونے کے بعد
توریت کے احکام کی تابعداری نہین اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ منٹ مین ڈین اسٹاین ہوپ
کا قول یون ہے کہ کام رسوماتی آئین کے حضرت عیسے کی موت اور اوسکی انجیل کے پھیلنے سے
موقوف ہوے اور افسیون کے نامہ دوسرے باب کے پندرہوین ورس مین یون لکھتے ہین نسخہ
سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۴۴ء ۱۵ اور اپنا جسم دیکے دشمنی کو یعنے شریعت کے عملی حکمون کو دور کیا۔ اور نامہ
عبرانیہ کے ساتوین باب کے بارہوین ورس مین لکھتے ہین نسخہ سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۴۴ء ۱۲ اگر امامت

ئل تو بضرورت شریعت بھی بدلجاتی ہے فارسیہ ۱۸۴۱ء اگر امامت متبدل شود لابد کہ شریعت نیز متبدل شود دیکھو اسمین امامت کے بدلنے سے اگلی شریعت کا بدلا جانا ضروری تبلاتے ہین اگر اس کے مطابق مسلمان بھی شریعت عیسوی کو تبدیل مانتے ہین تو کیا گناہ کرتے ہین اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین اس درس کے ذیل مین ڈاکٹر میگنائٹ کا حاشیہ یون مرقوم ہے کہ سارا آئین قربانیون اور طہارت وغیرہ کی نسبت یقینا بدلا گیا یعنے بالکل موقوف ہوا اور اسی نامہ کے اسی باب کے اٹھارویں درس مین لکھتے ہین نسخہ ۱۸۲۵ء و ۱۸۴۴ء پس اگلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب منسوخ ہے فارسیہ ۱۸۱۶ء و ۱۸۲۸ء و ۱۸۴۱ء و ۱۸۴۲ء نسخ حکم مقدم میشود بعلت ضعف و بے مصرفیش آور جامعین تفسیر ہنری اور اسکاٹ کے درس ۱۱ سے

۲۵ تک کی شرح مین یون لکھتے ہین کہانت اور شریعت جس سے تکمیل نہین ہوسکتی موقوف

ہوئی اور ایک نیا کاہن اٹھا اور ایک نئی معافی قایم ہوئی جس سے سچے یقین کرنے والے کامل ہوتے ہین اور اسی نامہ آٹھوین باب مین لکھتے ہین نسخہ ۱۸۲۵ء و ۱۸۴۴ء اگر وہ پہلا عہدنامہ بے عیب ہوتا تو دوسرے کی جگہہ کی تلاش نہوتی ۱۳ اور نیا عہدنامہ کہنے سے اسنے پہلے کو پرانا کیا اور جو پرانا اور بوڑھا ہوا سو منسوخ ہونے پر ہے آور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین تیرہوین ورس کے ذیل مین پائل کا حاشیہ یون ہے اب یہہ صریح ظاہر ہے کہ خدای تعالے ضرور ارادہ رکھتا ہے کہ نئی اور بہتر رسالت کا اقرار کرنے سے پرانی اور زیادہ نقصانی کو منسوخ فرمادے بہذا یہود کا رسومانی مذہب برطرف کیا جاتا ہے اور عیسوی مذہب اوسکے قایم مقام ہوتا ہے اور اوسی نامہ کے دسوین باب کے نوین درس مین ہے نسخہ ۱۸۲۵ء و ۱۸۴۴ء وہ پہلے کو مٹاتا ہے تاکہ دوسرے کو ثابت کرے فارسیہ ۱۸۱۶ء و ۱۸۲۸ء و ۱۸۴۱ء و ۱۸۴۲ء اول را نفی می نماید تا ثانی را ثابت نماید عربیہ ۱۸۴۴ء فانسخ الاول حتی یثبت الثانی یعنے سو اسنے پہلے کو منسوخ کیا تاکہ دوسرے کو ثابت کرے آور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین اسجا درس آٹھوین اور نوین

کی شرح مین پائل کا حاشیہ یون منقول ہے حواری ان دو درسون مین دلیل لاتا ہے اور یہودیون

کی قربانیون کے بالکل غیر کافی ہونے کے لئے ان ورسون مین اشعار ہے اور اسلئے مسیح نے
انکے نقصانون کے پورا کرنے کے واسطے انکی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی اور ایک کو کرنے
سے اوسنے دوسرے کا استعمال منسوخ کیا اور ہس جا تین باتین غور کے قابل ہین ایک یہہ
کہ پادری لوگ بعضے وقت غفلت کی راہ سے نسخ کے لفظ سے گھبرایا کرتے ہین اور یہہ لفظ
ان کے بہت ہی چبھتا ہے چاہئے کہ اب نہ گھبراوین اور دیکھہ لین کہ انکا مقدس توریت کی
نسبت اس لفظ کو بولتا ہے۔ دوسرے یہہ کہ فرماتے ہین اور جو پورانا اور بوڑہا ہوا منسوخ
ہونے پر ہے سو اسکے موافق عیسائی لوگون کو چاہئے کو شریعت احمدی مین شریعت عیسوی
کے بعض احکام کے منسوخ ہوجانے سے تعجب نکرین کیونکہ وہ شریعت محمدیہ کی نسبت پورانی
اور بوڑہی ہوگئی تھی بلکہ نامہ عبرانیہ کے ساتوین باب کے بارہوین ورس کے موافق ایسے
نسخ کو ضروری سمجھین۔ تیسری یہہ کہ اپنے مقدس کو دیکھین کہ کیسے کیسے لفظ سخت اہانت آمیز
توریت کی نسبت فرماتے ہین اگر قرآن مین انجیل کی نسبت ایسے لفظ ہوتے تو خدا جانے کہ
پادری لوگ عوام کو مغالطہ دینے کے لئے کیا کچھہ شور مچاتے اور انکے ہموطنی لوگ ان کے
مقدس کی کلام کے بابت غل کرتے ہین اور بیان اسکا دوسرے سوال کے جواب مین انہتالیسوین
اور انچاسوین اختلاف کے اندر گذرا یہانتک جو ہمنے پہلی قسم کی توضیح مین لکھا اس سے
صاف ظاہر ہوگیا کہ پچھلی شریعت مین اگلی شریعت کے بعضے احکام کا نسخ کچھہ ممکن ہی
نہین بلکہ واقع بھی ہے اور انجیل مین توریت کے سب احکام عملی پر نسخ کا حکم پھر گیا باوجودیکہ ان
مین اکثر احکام ایسے تھے کہ ان عبارتون کے رو سے جو ان کے بیان مین انکا کسیطرح میعادی
ہونا نہین سمجھا جاتا ہے بلکہ ان کے رو سے دائمی ہونا انکا مفہوم ہے کہ پشت در پشت ابد تک
یا آخر زمانے تک نافذ رہینگے اور اون کے مقدس نے تو اس نسخ کی بابت بہت ہی
کچھہ مچایا اور ان سب کو نکمے اور بے مصرف ٹہرا کر واجب النسخ فرمایا سو اب یہہ بات
بڑی حیرانگی ہے کہ انجیل کے قرآن مین بعض حکمون کے منسوخ ہوجانے سے پادریون

کے نزدیک قرآن کو بٹا گئے اور خدا متغیر ٹھہرے اور مسلمان بیچارے لے دے کے قابل بن
اور توریت کے سب احکام کے نسخ سے کیا ابدیہ کیا غیر ابدیہ انجیل کو کچھ بٹا نہ گئے اور نہ خدا
متغیر ٹھہرے اور جناب پولس باوجود ان تیزیوں کے مسیح کے رسول واجب الاطاعت
بنے رہیں اور اب جو پہلی قسم کے بیان سے فراغت ہوئی دوسری قسم کے بیان پر آتا ہوں

دوسری قسم کی مثالیں **پہلی مثال** کتاب پیدائش کے بائیسویں باب میں ہر
نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۳۹ء ۱ بعد ان باتوں کے یوں ہوا کہ خدا نے ابراہیم کو آزمایا اور اس سے کہا الخ
۲ تو اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے اضحق کو لے اور عبادت کی زمین میں جا اور وہاں
پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤنگا اسے سوختنی قربانی کے لئے ذبح کر ۹ تب
ابراہیم نے سوختنی قربانی کی لکڑیاں لیکر اپنے بیٹے اضحق پر لادیں اور آگ اور چھری اپنے
ہاتھہ میں لی اور دونوں ساتھہ ساتھہ گئے ۹ اور اس مقام پر جہاں خدا نے کہا تھا آئے
الخ ۱۰ اور ابراہیم نے اپنا ہاتھہ لنبا کرکے چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے ۱۲ تب فرشتہ
نے کہا کہ تو اپنا ہاتھہ لڑکے پر مت بڑھا اور اوسے کچھہ مت کر کہ اب میں نے جانا تو خدا
سے ڈرتا ہے الخ دیکھو حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ اضحق کو ذبح کر اور پھر یہہ حکم عمل سے پہلے
منسوخ ہوگیا **دوسری مثال** کتاب حزقیل کے چوتھے باب میں خدا تعالی کا قول
اور انکی عرض یوں منقول ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء ۱۰ طعامی کہ بخوری سنجیدہ باشد الخ ۱۲ و آن را
مانند کلیچہ ہای جوین بخور و از فضلہ انسان آنرا در نظر ایشان بپز ۱۴ پس گفتم افسوس اے
پروردگار خداوند اینک جان من پلید نگشتہ زیرا کہ از طفولیت تا حال چیزے مردار
و دریدہ شدہ نخوردہ ام و گوشت حرام بدہان من نرسیدہ ۱۵ پس مرا گفت کہ اینک
پاچک گاو را عوض فضلہ انسان بتو دادم تا نان خود را از آن بپزی۔ اور ویسہ ہی بارہواں
اور پندرہواں اور ترجموں میں یوں ہے فارسیہ سنہ ۱۸۳۵ء ۱۲ و آن را مثل گردہ ہاے جوین
بخور و آن را بفضلہ کہ از انسان بیرون می آید در پیش چشم ایشان بپز ۱۵ آنگاہ بمن فرمود

دوسری قسم کی مثالیں

یعنی کہ عوض فضلہ انسان سرگین گاو را بتو دادم تا نان خود را بآن بپزی۔ دیکھو بیان حزقیل
کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کے سامنے اپنا کھانا آدمی کے گوہ سے پکا اور اوسکو کھا اور جب
اونھون نے فریاد کی اسپر یہہ حکم منسوخ ہوکر دوسرا یون ہوا کہ گوبر سے پکا سو یہان بھی پہلا
حکم عمل سے پہلے منسوخ ہوا۔ **تیسری مثال** کتاب پیدایش کے چھٹے باب مین
خدا تعالی کا قول نوح کے باب مین یون مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ء ۱۹ اور سب حیوانون
مین سے ہر ایک جنس کے دو دو جو ایک نر اور ایک مادہ ہو کشتی مین اپنے ساتھہ لانا تا کہ وے
تیرے ساتھہ بچ رہین ۲۰ اور پرندون مین سے ہر ایک جنس کے اور چارپایون مین سے
ہر ایک جنس کے اور زمین کے سارے رینگنے والون مین سے ہر ایک جنس کے دو دو ان
سب سے تیرے پاس آوین تا کہ جیتے بچین ان ورسون سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چارپایے
سے پاک ہو یا ناپاک اور اسیطرح ہر پرندے سے ایک ایک جوڑے کے لینے کا حکم تھا
اور اسی کتاب کے ساتوین باب مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ء ۲ تو سارے بہیمون مین
سے جو پاک ہین سات سات نر اور اون کے مادینے اور ان بہیمون سے جو پاک نہین دو دو
نر اور ان کے مادینے اپنے ساتھہ لے ۳ اور آسمانی پرندون مین سے سات سات نر اور
مادہ تا کہ تمام روی زمین پر نسل اونکی باقی رہے ان ورسون سے پہلے کے مخالف پاک
بہیمون اور آسمانی پرندون سے سات سات جوڑے اور ناپاک بہیمون سے دو دو جوڑے
لینے کا حکم ہوتا ہے پھر اسی باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ء ۸ اور ان بہیمون سے جو
پاک ہین اور ان مین سے جو ناپاک ہین اور پرندون مین سے اور زمین کے سب کیڑے مکوڑون
مین سے ۹ دو دو نر مادہ نوح کے ساتھہ کشتی مین جیسا خدا نے نوح کو فرمایا تھا داخل ہوے
ان ورسون سے پہلے کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے ایک ایک ہی جوڑے کے لینے
کا حکم ہوا تھا سو دیکھو کہ اللہ تعالی نے نوح ع کے وقت مین تھوڑے ہی عرصے مین دو
دو دفعہ ایک ہی حکم کو منسوخ کیا اور ظاہر مین جو اسکی کچھہ وجہ بھی اچھی نہین معلوم ہوتی تو

عجب نہین کہ اس جگہہ کچھہ تحریف یا غلطی ہو سوا اسکے جو حضرت نوح کے عہد مین سب چوپائے
اور پرندے حلال تھے جیسا پہلی قسم کے پہلی مثال مین گذرا تو پھر بعض چوپایے کے پاک اور
بعضے کے ناپاک ہونے کی کیا وجہہ **چوتھی مثال** کتاب قوانین کے سترہوین باب مین
ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ ع ۳ جو شخص بنی اسرائیل مین سے بیل یا برہ یا بز خالہ خیمہ گاہ مین
یا خیمہ گاہ سے باہر ذبح کرے ۴ اور جماعت کے خیمہ کے دروازے پر یہوواہ کے مسکن کے آگے
قربانی گذراننے کے لیئے نہ لاوے اس شخص پر خون کی تہمت ہوگی کہ اوسنے خون بہایا اور وہ
شخص اپنی گروہ سے کٹ جاویگا اور کتاب استثناء کے بارہوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲
و ۱۸۲۹ ع ۱۵ اور جس چیز کو چاہے ذبح کر اور یہوواہ اپنے خدا کی برکت کی موافق جو اس نے
تجکو دی اور اپنے سب دروازون مین گوشت کھایا کر خواہ پاک ہو خواہ ناپاک ہر کوئی اوسے
کھائے جیسے ہرن اور بارہسنگہا جائز ہے کہ وہ کھایا جائے ۲۰ جب یہوواہ تیرا خدا تیری
سرحدون مین وسعت بخشے جیسا اوسنے تجہ سے کہا اور تو کہے کہ مین گوشت کھاؤنگا کہ میرا جی
گوشت کھانے کا مشتاق ہے تو تو گوشت اور ہر ایک چیز جسے تیرا جی چاہے کھائیو ۲۱ اور
اگر وہ مکان جسے یہوواہ تیرے خدا نے اس لیئے پسند کیا کہ اپنا نام وہان رکھے تیرے مکان سے
بہت دور ہو تو تو اپنی گائے بیل بھیڑ بکری مین سے جو خدا نے تجھے عطا کیئے ہین ذبح کیجو جیسا
مین نے تجھے فرمایا اور تو اپنے دروازون مین جو کچھہ تیرا جی چاہے تناول کیجو ۔ ۲۲ لیکن جس
طرح سے ہرن اور بارہسنگھے کو کھاتے ہین تو اوسے کھائیو پاک اور ناپاک اوس کے
کھانے مین برابر ہے دیکھو کتاب قوانین والا حکم کتاب استثناء والے حکم سے منسوخ ہوگیا
ہارن صاحب اپنی تفسیر کے پہلے جلد مین ان ورسون کو نقل کرکے لکھتا ہے نسخہ ۱۸۲۲ ع

صفحہ ۶۱۹ ان دونون فقرون مین ظاہر مین تناقض ہے لیکن یہہ خیال کرنے سے کہ شریعت

موسوی بنی اسرائیل کے حالات کے موافق کم و بیش کی جاتی تھی اور ایسی نہتھی کہ کبھی نہ بدلی

جاوے اسکی توجیہہ بہت آسانی سے ہوسکتی ہے ۔ پھر لکھتا ہے کہ انکی (یعنے بنی اسرائیل

کی) ہجرت کے چالیسوین سال فلسطین مین داخل ہونے سے پہلے استثناء کے بارہوین باب کے پندرہوین و بیسوین سے بائیسوین ورس تک مین جو حکم دیا گیا موسے نے اوس حکم کو (یعنے کتاب قوانین کے جو سترہوین ورس مین دیا گیا تھا) صاف منسوخ کیا اور اجازت دی کہ فلسطین مین داخل ہوتے ہی گائے بیل بھیڑ وغیرہ جہان چاہین وہان مارین اور کہاوین یہان تک کلام ہارن ہے جو خلاصہ کے طور منقول ہوا ہے اور اوس سے یہہ اقرار صاف نکل آیا کہ شریعت موسوی بنی اسرائیل کے حالات کے موافق کم و بیش کی جاتی تھی سو اوسکے موافق اہل کتاب کی مجال نہین کہ اس قسم کی کمی بیشی کو انکار کرین یا محل طعن بنا دین۔

پانچوین مثال ایک پیغمبر کا قول عالی کاہن کی نسبت جو اوسنے بحکم خدا کہا تھا سموئیل کی پہلی کتاب کے دوسرے باب مین یون مرقوم ہے نسخہ ۱۸۲۹ء ۳۰ سو یہواہ اسرائیل کا خدا فرماتا ہے کہ مین نے تو کہا تھا کہ تیرا گھر اور تیرے باپ کا گھر ہمیشہ میرے آگے کام کیا کرے پر اب یہواہ کہتا ہے کہ یہہ کبھی مجھہ کو گوارا نہوگا بلکہ وے جو مجھے تعظیم کرتے ہین مین ان کو بزرگی دونگا اور وے جو میری تحقیر کرتے ہین بے قدر ہونگے ۳۵ اور مین اپنے لئے ایک دیندار کاہن کھڑا کرونگا الخ دیکھو اس کے موافق خدا تعالیٰ کا وعدہ تہا کہ عالی کا گھر اور اوسکے باپ کا گھر ہمیشہ اور ابد الآباد تک کہانت کے عہدے پر قائم اور مقرر رہیگا لیکن اللہ تعالے نے اس حکم کو منسوخ کر کے اسے موقوف کیا اور ایک اور کاہن مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور تیسوین ورس کے ذیل مین تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ کے اندر بشپ پاٹرک کا قول یون منقول ہے خدا یہان اس حکم کو منسوخ کرتا ہے جو اوسنے اس سے اور اوسکے کنبے سے عہد کے طور یون فرمایا تھا کہ سردار کاہن ابد الآباد تم مین سے ہوتا رہیگا یہہ منصب پہلے ہارون کے بڑے بیٹے العازار کو عنایت ہوا تھا پھر کچھہ گناہ کے سبب ہارون کے چھوٹے بیٹے تامار کو ملا پھر اب عالی کاہن کی اولاد کے گناہ کے سبب العازار کی اولاد کی طرف منتقل ہوا

چھٹی مثال کتاب شمار کے چھبیسوین باب مین نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء ۳۰ لغایت ...

نے موسےٰ کو خطاب کرکے فرمایا ۱۱ کہ فینحاس نے جو ہارون کاہن کے بیٹے العاذار کا بیٹا ہے
میرے قہر کو بنی اسرائیل سے پھیرا الخ سو تو کہہ دیکھہ مین نے اوسے اپنی صلح کا وثیقہ دیا ۱۳
سو وہ اسکے لئے ہوگا اور اوسکے بعد اوسکی نسل کے لئے کہانت کا وثیقہ ہمیشہ تک ہوگا کیونکہ
وہ اپنے خدا کے لئے غیرت مند ہے الخ اور یہہ جملہ سو وہ اسکے لئے الخ اور ترجمون مین یون ہے
نسخہ ۱۸۴۴ء سو وہ اسکے لئے ہوگا اور اوسکے بعد اوسکی نسل کے لئے کہانت کا عہد
ابدی ہوگا فارسیہ ۱۸۳۹ء و پیمان کہانت از آن وے و بعد از وے از آن اولادش خواہد بود
فارسیہ ۱۸۴۵ء و عہد کہانت ابدی از آن وے و از آن ذریتش بعد از وے خواہد بود۔ دیکھو
یہان حکم تھا کہ کہانت کا منصب ابد تک فینحاس بن العاذار کی اولاد مین رہیگا حالانکہ اس حکم کو
منسوخ کرکے تامار کی اولاد کو عطا کرکے اون سے بھی کچھہ ایسا ہی وعدہ کیا تھا سو اسکو بھی منسوخ
کرکے پھر العاذار کی اولاد کو عطا کیا تھا آدھے نسخ تو شریعت موسوی کے بقا تک ظہور مین
آئے تھے شریعت عیسوی کے ظہور کے بعد تو فیصلہ ہی ہو چکا کہ ایسا منسوخ ہوا کہ دونون کی
اولاد سے کسیکو بھی ابد تک نملیگا۔ **ساتوین مثال** کتاب قوانین کے اکیسوین باب کے
پانچوین باب مین مصرح ہے کہ کاہن کو سر کا منڈوانا اور داڑہی کے کونے منڈوانے
حرام ہین اور کتاب حزقیئل کے پانچوین باب کے پہلے درس مین حضرت حزقیئل کو جو پیغمبر اور
کاہن تھے حکم ہوا کہ اپنا سر اور داڑہی منڈوا ڈال اور تشریح اوسکی دوسرے سوال کے
جواب کے اندر یہودیون کے چوتھے شبہہ کے جواب مین دوسرے اور تیسرے قسم کی مثالون
مین پینتیسوین مثال کے بیان مین گذری سو اوسکے موافق حضرت حزقیئل کے نسبت وہ تورات
والا حکم منسوخ ہوا **آٹھوین مثال** کتاب شمار کے بائیسوین باب مین ہے نسخہ
۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ء ۲۰ پھر خدا رات کو بلعام کے پاس آیا اور اوسے کہا اگر لوگ تجھے بلانے
آوین تو اٹھہ اور اونکے ساتھہ جا پر جو بات مین تجھے کہونگا وہی کیجو ۲۱ سو بلعام صبح کو اٹھا
اور اپنی گدہی پر زین رکھا اور مواب کے امیرون کے ہمراہ گیا ۲۲ تب خدا کا قہر بھڑکا اسلئے

کہ وہ گیا اور یہواہ کا فرشتہ جا کے راہ مین کھڑا ہوا تاکہ اس سے دشمنی کرے دیکھو خود ہی
بلعام کو رات کے وقت حکم دیا تھا اور اوسیکے موافق جب وہ صبح کو ان امیرون کے ساتھ
جو اسے بلانے آئے تھے چلا تو راست والا حکم منسوخ کر کے غضبناک ہوا اور فرشتہ دشمنی
کرنے کو بھیجا **نوین مثال** کتاب دوم سلاطین کے بیسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء
۱ انھین دنون خرقیا کو موت کی بیماری ہوئی تب عاموص کا بیٹا اشعیا اس پاس آیا اور
اس سے کہا یہواہ یون فرماتا ہے تو اپنے گھر کے لئے وصیت کر اسلیئے کہ تو مرجائیگا اور
نہ جئیگا ۲ سو خرقیا نے اپنا منھ دیوار کی طرف کیا اور یہواہ سے دعا مانگی الخ ۴ اور قبل
اسکے کہ اشعیا گھر کے صحن مین نکلے ایسا ہوا کہ یہواہ نے اوسپر وحی نازل کی اور کہا ۵ تو
خرقیا پاس پھر جا اور خرقیا کو جو میری جماعت کا سردار ہے کہہ کہ یہواہ تیرے باپ داؤد کا
خدا یون فرماتا ہے کہ مین نے تیری دعا سنی اور مین نے تیرے آنسوؤن کو دیکھا دیکھ مین
تجھے اچھا کرونگا تیسرے دن تو یہواہ کے گھر مین آئیگا ۶ اور مین تیری عمر پر
پندرہ برس بڑھاؤنگا الخ دیکھو اس کے موافق اللہ تعالی نے اشعیا نبی کے معرفت خرقیا کو حکم
دیچکا تھا کہ اپنے گھر کے لئے وصیت کر کہ تو مرجائیگا اور نہ جئیگا اسپر جب اوس نے
دعا کی تو فوراً اسی وقت رحمت کی نظر کر کے اس حکم کو توڑ ڈالا اور پندرہ برس اور
اسکی عمر پر بڑھائے **دسوین مثال** متی کے انجیل کے دسوین باب مین ہے نسخہ
۱۸۳۱ و ۱۸۴۴ و ۱۸۴۶ء ۵ یسوع نے ان بارہون کو یہہ کہکے بھیجا کہ تم غیر ملکیون کے
طرف نجانا اور شومیرونیون کے کسی شہر مین داخل نہونا ۶ لیکن اسرائیل کے گھر کی گمراہ بھیڑون
کے طرف جاؤ اور ایک کنعانی عورت جسکی بیٹی بیمار تھی جناب مسیح کے پیچھے آکے فریاد کرنے
لگی اور جناب مسیح نے کچھ جواب ندیا اور اوسپر حواریون نے سعی کی بعد اسکے جو کچھ کہ ہوا متی
کی انجیل پندرہوین باب کے چوبیسوین درس مین یون مرقوم ہے نسخہائے مذکورہ
تب اوسنے جواب دیا کہ مین سوا اسرائیل کے گھرانے کی گمراہ بھیڑون کے کسی کے پاس

بھیجا نہین گیا ان ورسون سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مسیح کی رسالت اور نبوت خاص بنی اسرائیل کے واسطے تھی نہ غیر بنی اسرائیل کے واسطے اور مرقس کی انجیل کے سولہوین باب کے پندرہوین ورس مین جناب مسیح کا قول حواریون کے خطاب مین یون ہے نسخہ ۱۸۱۶ و ۱۸۲۵ و ۱۸۴۴ ۱۵ تم ساری دنیا مین جا کے ہر ایک آدمی کو انجیل کا وعظ کرو پس یہہ پچھلا قول پہلے قول کا ناسخ ہے

گیارہوین مثال متی کی انجیل کے پندرہوین باب مین اوس کنعانی عورت کے حال مین یون مرقوم ہے نسخہ ۱۸۱۶ و ۱۸۲۵ و ۱۸۴۴ **۲۵** تب وہ آئی اور اوسے سجدہ کر کے کہا اے خداوند میری مدد کر **۲۶** اوسنے اسکے جواب مین کہا مناسب نہین کہ لڑکون کی روٹی لیکے کتون کو پھینک دے **۲۷** وہ بولی سچ خداوند پر کتے بھی ٹکڑے جو اونکے صاحبون کی میز سے گرتے مین کھاتے ہین **۲۸** تب یسوع نے اوسکے جواب مین کہا اے عورت تیرا ایمان بڑا ہے جو تیری مراد ہے بر آوے اور اوسکی بیٹی اوسی گھڑی چنگی ہو گئی۔ دیکھو اول جناب مسیح نے حواریون سے اس عورت کی فریادرسی سے اس قول کے ساتھ جسکی نقل دسوین مثال مین گذری انکار کیا اور اپنی رسالت کے خاص ہونے کا عذر فرمایا پھر اس عورت کی عرض پر بطور انکار کے ارشاد کیا کہ مناسب نہین کہ لڑکون کی روٹی لیکے کتون کو پھینک دین اسپر جب عورت نے جواب مناسب دیا اس وقت اپنے انکار کو توڑ ڈالا اور یہان پہلے حکم کا نسخ بہت جلد عمل مین آیا **فائدہ** اسجا سے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ بے ایمانون کے حق مین لفظ کتے وغیرہ کا بولنا کچھہ غیر جائز اور حسن خلقی کے منافی نہین کہ جناب مسیح نے کنعانیون کو جو ایمان نرکھتے تھے کتون کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور انشاء اللہ کتاب کے خاتمہ مین معلوم ہوجاگا کہ جناب مسیح نے اور دفعہ بھی یہودیون کو کلمے سخت اور سست

---

۱ اگر یون کہو کہ یہہ پچھلا قول حضرت عیسے کا نہین اس لئے تحقیق یہہ ہے کہ مرقس کی انجیل کے سولہوین باب مین بارہ ورس یعنے نوین سے بیسوین تک الحاقی ہین جو کسی نے بددیانتی سے تحریف کی راہ سے بڑہا دئے ہین جیسا انشاء اللہ تعالے سترہوین شبہ کے جواب مین پانچوین ہدایت کے دوسری قسم کے شواہد کے بیان مین بیان اسکا آتا ہے ۱۲ منہ رحمہ

مثل نادان اور اندھے اور مکار اور ابن الجہنم اور سانپون کے بچے کے فرمائے ہین **بارھوین مثال**
متی کی انجیل کے تئیسوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء ۱ تب یسوع نے ان جماعتون اور اپنے
مریدون سے کہا ۲ کہ کاتب اور فریسی موسی کی چوکی پر بیٹھے ہین ۳ اسلئے جو کچھ وے تمہین
عمل کرنے کو کہین تم وہ سب بجالاؤ لیکن اونکے سے کام نکرو کہ وے کہتے ہین اور نہین کرتے
اسمین صاف حکم تھا کہ موسے کی شریعت کی اطاعت کرو اور جو یہودیون کے عالم کہین
مانتے رہو۔ اور یہہ حکم حواریون کے اس خط اور پولوس کے ان اقوال کے موافق جنکی نقل پہلی
قسم کی بارھوین مثال کے آخر مین گذری یقیناً منسوخ ہوا۔ اور جناب پولوس کے اقوال مین ہم کو
ایک خدشہ نظر آتا ہے کیونکہ وے گلاتیون کے نامہ مین دعوی کرتے ہین کہ عیسائی ہونے کے
بعد توریت کے احکام کی تابعداری نہین اور نامہ عبرانیہ مین اونکو عیب دار اور کمزور اور بے فائدہ
بتلاتے ہین بہلا باوجود اس امر کے جناب مسیح کیون انکی اطاعت کے واسطے حکم کرتے ہین عیاذاً
باللہ جناب مسیح کو یہہ علم نتھا جو جناب پولوس کو کھل گیا۔ **تیرھوین مثال** حواریون نے
اپنے خط مین چار چیزکو حرام لکھا تھا اور عیسائیون کے مقدس نے ان سے تین چیز کی حرمت کو
اپنے اباحت عامہ کے فتوے سے قطعاً منسوخ کیا اور بیان اسکا پہلے قسم کے آخر مین گذرا۔
چودھوین مثال متی کی انجیل کے سولھوین باب کے بیسوین درس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳
و سنہ ۱۸۴۴ و سنہ ۱۸۴۶ء پھر اوسنے (یعنے جناب مسیح نے) اپنے مریدون کو فرمایا کہ کسی سے نکہو کہ
مین یسوع مسیح ہون اور مرقس کی انجیل کے آٹھوین باب کے تیسوین درس مین ہے نسخہ ہاے
مسطورہ اوسنے اونھین تاکید کر کے کہا یہہ کسی سے نکہنا اور لوقا کی انجیل کے نوین باب کے
اکیسوین درس مین ہے نسخہ مسطورہ اوسنے انھین تاکید کر کے فرمایا کہ یہہ بات کسی سے نکہیو
ان تینون انجیلون کے موافق جناب مسیح نے حواریون کو فرمایا تھا کہ کسی سے نکہو کہ مین مسیح ہون
اور مرقس اور لوقا کی انجیل کے موافق اس امر مین اونھین تاکید تھی حالانکہ یہہ حکم شریعت عیسوی
مین منسوخ ہوا اور حواریون نے اسی عہد مین ہر ایک کے سامنے ظاہر کیا کہ یسوع وہی مسیح تھے

کتاب اعمال کے دوسرے باب کے چھتیسوین ورس مین جناب پطر حواری کا قول ہزارہا بنی اسرائیل کے خطاب مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۳۱ و سنہ ۱۸۴۴ع ۳۶ اسرائیل کے سارے گھرانے یقین جانین کہ خدا نے اسی یسوع کو جسے تمنے صلیب پر کھینچا خداوند اور مسیح کیا ہے آور اسی طرح کتاب اعمال کے اور جا اور حوار یین اور پولوس کے نامجات مین مصرح ہے **پندرہوین مثال** لوقا کے نوین باب کے چھپنوین ورس مین جناب مسیح کا قول یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ و سنہ ۱۸۴۴ع ۵۶ ابن آدم لوگون کی جان مارنے نہین آیا بلکہ بچانے آیا ہے اور تھسلنیکیون کے دوسرے خط کے دوسرے باب کے آٹھوین ورس مین ہے نسخہ مسطورہ تب وہ بے شرع ظاہر ہوگا جسے خداوند اپنے منھہ کے دم سے برباد اور اپنے آنے کے جلال سے نیست کرد یگا۔ دیکھو دوسرا پہلے کا ناسخ ہے پس ان چھے مثالون سے جو دسوین سے پندرہوین تک گذرین معلوم ہو گیا کہ جناب مسیح اور حواریون کے احکام مین بھی نسخ ممکن بلکہ واقع ہے اور پادری لوگ جو اوسکا انکار کر بیٹھتے ہین سبب اوسکا یا تو غفلت ہے یا عوام کالانعام کی انکو مغالطہ دہی منظور ہے اور غالب یہی ہے **سولہوین مثال** کتاب شمار کے چوتھے باب کے ۳ و ۲۳ و ۳۰ و ۳۵ و ۳۹ و ۴۳ و ۴۷ ورسون کے موافق اول حکم تھا کہ جماعت کے خیمہ کی خدمت کرنے والا تیس برس سے کم اور پچاس برس سے زاید نہ ہو حالانکہ یہہ حکم کچھہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد منسوخ ہوا کتاب شمار کے آٹھوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ع ۲۴ لیوائیون کا یہہ معمول ہے کہ وے پچیس برس والے سے اوپر تک جماعت کے خیمہ مین داخل ہوون تاکہ خدمت گذاری کرین ۲۵ اور جب پچاس برس کے ہون تو خدمت گذاری سے نکلین اور پھر کبھو خدمت نکرین **سترہوین مثال** کتاب قوانین کے چوتھے باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۹ع ۱۳ اگر بنی اسرائیل کی ساری جماعت نادانستگی سے ایسا گناہ کرے جو خلق کی نظرون سے پنہان ہووے اور وہ یہوواہ کے حکمون مین سے ایسا کچھہ کرین جو نارواہے اور خطاکار ہوجاوین ۱۴ تو جب وہ گناہ جو اونھون نے کیا جانا جاوے تب وہ جماعت ایک جوان بچھڑا خطا کی قربانی کے لیئے لیوے کہ اور جماعت کے خیمہ کے سامنے لاوے اور کتاب شمار کے پندرہوین

باب کے چوبیسوین درس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۹ء اگر جماعت سے نادانی کے سبب خطا ہوگئی ہو تو
ساری جماعت سوختنی قربانی یہوواہ کی خوشنودی کی بو کے لئے ایک بچھڑا نذر کی قربانی اور
شراب کے سمیت معمول کے موافق اور خطا کی قربانی کی بابت ایک بکری کا ایک بچہ گذرانے دیکھو
اول کے موافق اس گناہ کا فدیہ جو نادانی کی راہ سے جماعت سے سرزد ہو یہہ تھا کہ ایک جوان
بچھڑا خطا کی قربانی کے لئے گذرانا جاوے اور دوسرے کے موافق یہہ ہے کہ سوختنی قربانی
کے لئے ایک بچھڑا معہ اوسکے لوازمہ کے اور خطا کے قربانی کے لئے ایک بکری کا بچہ گذرانا
جاوے سو دوسرے سے پہلا حکم منسوخ ہوا اور عہد عتیق کا ناظر دوسرے قسم کے مناسب
مثالین اور بھی بہت پاویگا مثلاً کتاب خروج کے تینتیسوین باب مین ہے کہ خدا تعالے نے
موسے کو فرمایا کہ تو اور بنی اسرائیل چلے جاؤ مین تمھارے ساتھ نجاونگا بلکہ میرا فرشتہ
جائیگا اوسپر جب حضرت موسے نے عاجزی کی تب پھر مہربان ہوکر حکم دیا کہ مین خود تیرے
ساتھ جاؤنگا اور تجھے آرام دونگا اور کتاب شمار کے چودہوین باب مین ہے کہ خداتعہ نے
حکم کیا کہ مین بنی اسرائیل کو دبا مارونگا اسپر حضرت موسے نے شفاعت کی اس شفاعت
پر خداتعہ نے اس حکم کو منسوخ کیا اور اونکا گناہ بخشدیا اور سلاطین کی پہلی کتاب کے اکیسوین
باب مین ہے کہ اللہ تعالے نے شاہ اسرائیل اخیاب کی خطا پر غضبناک ہوکر ایلیا پیغمبر کی معرفت
یہہ حکم بھیجا نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء درس ۲۱ اب دیکھہ مین تجھپر آفت لاؤنگا اور تیری بنیاد کھود
ڈالونگا الخ فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ء اینک بلائے بر تو نازل خواہم گردانید و خلف ترا ناپدید
خواہم کرد الخ فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء اینک بلا بر تو می آورم الخ اور اخیاب نے جب یہہ حکم سنا تو
اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے تن پر ٹاٹ ڈالا اور روزہ رکھا اور ٹاٹ پہنے ہوئے آہستہ
آہستہ چلتا رہا اس بات پر اللہ تعہ نے مہربان ہوکر ایلیا پیغمبر پر پھر وحی بھیجی کہ اس کی زندگی
بھر اس پر بلا نہ بھیجونگا دیکھو وہ پہلا حکم کہ مین تجھپر بلا بھیجونگا کیسا منسوخ کیا اور کتاب
یونس کے تیسرے اور چوتھے باب مین ہے کہ اللہ تعہ نے یونس عہ کی معرفت نینوے شہر

مین عذاب کی منادی کرائی تھی لیکن اوسپر نینوے والے تائب ہوکر ایمان لے آئے اور
اللہ تعالی نے وہ عذاب نہ بھیجا اور پہلا حکم منسوخ کیا کہ اسکے سبب یونس نے رنج کھایا
اب نسخ کے دونون قسمون کے مثالون سے ناظر پر یہہ بات خوب ہی کھل گئی کہ نسخ کے امکان
کا کیا ذکر اسکی دونو قسمین عہد عتیق اور جدید مین واقع ہوے ہین اور اون کے وقوع مین کسی
طرح کا شک نہین اور اہل کتاب کی مجال نہین جو اسبات کا انکار کرسکین اور جب عیسائیون
پر الزاما ان کے مقدس کتابون اور ان کے تفسیرون سے اس امر کی سندین گذران چکے تو
ہم کو اب اگرچہ اس امر مین اور چیز کی حاجت نہین لیکن جو حضرات فرقے پروٹسٹنٹ کا خدمت
گذار ہون دل نہین چاہتا کہ اس فرقے کے سلف اور خلف کے ذکر خیر سے اس جگہہ کو
خالی چھوڑ جاؤن اور ناظر کی طبیعت کے ملال سے بھی ڈرتا ہون تو دونون امر کا لحاظ کرکے
نمونے کے طور کچھہ تھوڑا سا لکھتا ہون کہ حضرات اس فرقے کے سلفا اور خلفا اپنے عقاید
اور اقوال کو اس طرح منسوخ کرتے رہے ہین کہ انکے مخالف سلفا اور خلفا اس پر قدح کرتے
رہے ہین اور اون کے بعض مصنف نے بھی اس فعل پر تاسف اور ندامت کا اظہار کیا ہے
کتاب مرات الصدق مین جسے پادری ٹامس انگلس کاتولیک مذہب نے انگریزی سے
اردو مین ترجمہ کیا ہے مرقوم ہے نسخہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۲۱ ڈوٹیہ نامی ایک فاضل پروٹسٹانٹ
لکھتا ہے ہمارے لوگ پروٹسٹانٹ تعلیم کی ہر ہوا مین اوڑتے ہین اگر تم جاننا چاہو کہ آج
انکا یقین کیا ہے تم نہین کہہ سکتے کل کیا ہوگا اگر تم ان کے سب مسلون پر اول سے آخر
تک غور کرو تو ایک ضمن بھی ایسی نپاؤگے جسے بعضے تو ایمان کا مسلا جانتے ہین اور بعضے
بے دینی کی بات سمجھہ کر رد کر دالتے * ڈاکٹر بلیکبرن آرچ ڈیکن کلیولینت کا لکھتا ہے
کہ مین بدلائل یقین کرتا ہون کہ منجملہ پروٹسٹانٹ آدمیون کے جو ہر سال حلف کرتے ہین
انتالیس ضمن کے یقین کرنے اور سکھلانے پر جو کہ عام نماز کی کتاب مین مندرج ہین بیس
شخصون سے زیادہ نہونگے جو ان ضمون کو ایک مدعا پر صادق مانتے ہین + صفحہ ۲۲

[illegible]

* ایہت
اوکیشن انشراسپت
سری
+ کانفیشن چھاپہ
صفحہ ۴۵

کلیسین ایک پروٹیسٹانٹ بشپ کلاکبرشہر کا لکھتا ہے کہ کبھی دو فہمیدہ شخص ایک مضمون
پر بھی جو عام نماز کی کتاب مین درج ہین اپنی راے مین متفق نہین ہوے + صفحہ ۲۳
نسواا وسکے بادشاہ ہنری آٹھوین کے عہد سلطنت مین تو پروٹیسٹا نٹون کے ایمان
کی چھے قلمین تھین جنپر وے ایمان لانا واجب اور مستلزم سمجھتے تھے مگر چند سال کے
بعد بادشاہ ایڈورڈ چھٹے کے وقت مین اونھون نے ان چھے قلمون کو بیالیس قلمون سے
بدلا جو الیزابتھ بادشاہ زادی کے ایام تخت نشینی تک قائم رہے پھر اونھون نے تین قلمین
کاٹ ڈالین اور انتالیس قائم رکھین چنانچہ وے اب تک ان کی عام بندگی کے کتاب
مین موجود ہین صفحہ ۲۹،۲۶ یہہ بادشاہ دین بنانے والا ٹہرا اور نیا ایمان بنانا شروع
کرکے عبادت کی نئی طرز ڈالی اور اس فن مین اوس نے بڑی دانائی دکھائی کیونکہ اس
نے طرز عبادت کو اتنے متفاوت نقشون مین بدلا اور ایسا متواتر اور جلد جلد بدلا کہ مخلوق
اوسکی پیروی مین قاصر رہی اور ان کی جشیبون سے جو ہنری نے خاص اپنی ذات سے
قوم کی طرز ایمان مین کین تھوڑے تھے جو جانتے تھے کہ کیا خیال کرین اور کس چیز کا اقرار
کرین یہہ لوگ اگرچہ اوسکی تعلیمون کی پیروی کرنے کو تیار تھے گو وے تعلیمین کیسی ہی
ذلیل اور باہم مختلف تھین مگر بسبب اسکے کہ وہ ہمیشہ انھین بدلتا تھا وے بمشکل
اسکا تعاقب کرسکتے تھے ایسا جلد کہ جیسا وہ ان کے آگے بڑہ جاتا تھا + اوس کے
مرنے سے پیشتر اوسنے اور اوسکے نئے پروٹیسٹانٹون نے ایمان اور عبادت
کا نقشہ بنایا جسپر ایمان لانا اور عمل کرنا ہر ایک پر جو سلطنت مین تھا واجب ٹہرایا
اور جو کوئی قبول نہ کرے تو اوس کے لئے زندہ جلایا جانا سزا تھی + یہہ عبادت کا
نقشہ بہت دن نچلا بلکہ پارلمنٹ کے احکام سے سنہ ۱۵۴۸ء مین بدلا گیا سال آئندہ سنہ ۱۵۵۰ء
مین ایڈورڈ ششم نے بارہ بشپ اور چھے پادریون کی کمیٹی کو حکم دیا کہ عبادت کا دوسرا
نقشہ بناوین چنانچہ یہہ نقشہ اسی سال بنایا گیا مگر حکم تھا کہ جو جو بیسوین جون سنہ ۱۵۵۲ء

تک استعمال مین آوے بعد جسکے کسی متنفس کو اجازت نہ تھی کہ کوئی طرز بندگی نماز کی
خواہ عام خواہ تخلیہ مین عمل کرے اور جو کریگا تو اسکے لئے مقیدی اور ضبطی اثاث البیت کی بربادی
سزا ہوگی۔ پس یہہ طرح بندگی کی ۱۵۴۹ء تک قایم ہی بعد اوس کے ۱۵۵۲ء مین انھون
نے اپنی عبادت کا طور بدلا اس اتفاق مین اکثرون نے خیال کیا کہ اس پچھلی ترمیم نے
عبادت کے طرز کو کامل کیا ہوگا مگر افسوس کہ اونکا تلون انتہا تک نہ پہنچا کیونکہ ۱۵۵۹ء
مین ملکہ الیزابتھ عبادت کے طریق بنانے مین دست انداز ہوے اور اوسنے ایک عجیب کم و
بیشی کی کیونکہ ایڈورڈ چھٹے کے تکلیفات پاک شراکت مین ہم لفظ میس یعنے نماز اور
قربان پاتے ہین اور التار اور پوشاک اور سب آرایشات جو کاتھولیک برتتے ہین جائز
کی گئے ہین اور پاک شراکت ایک قسم مین عند الضرورت روا رکھی گئے ہین اور ساگرامنٹ
کا رکھنا بھی علے ہذا القیاس گریزمون روغن حضرت مبارک کواری مریم اور پاک دلیون
کی عیدین وغیرہ فرشتون کی دعائین مردون کی نمازین اخری مالش صلیب کا نشان کرنا وغیرہ
جائز رکھا گیا ہے اور اس عبادت کی طرح کو شرع کے حکم سے کہتے ہین کہ روح پاک کی مدد
سے بنائی گئی تھی الیزابتھ کی ایجاد عبادت مین یہہ سب چیزین جنکا مین نے اوپر ذکر کیا
متروک و ملعون ہین اور تو بھی الیزابتھ کے نماز و بندگی کی مقرر کی ہوی رسم ایڈورڈ
کے طریق عبادت کے مانند مشہور کی گئی ہے کہ روح پاک کے مدد سے بنائی گئی ہے
اس جگہہ صریح اختلاف نمایان ہے کیونکہ روح پاک جو محض روح صدق ہے ایڈورڈ کو
تو کچھہ سکھلاتا ہے اور برعکس اوسکے الیزابتھ کو کچھہ اور یہی یہہ کیسی زبون اور شرارت
کی بات ہے خداوند قادر مطلق کے نسبت اسکے خاص کلام کا اختلاف لگانا لیکن اگرچہ وے
کہتے تھے کہ روح پاک نے یہہ پچھلی کمی بیشی کی ہے مگر پروٹسٹانٹ اوسپر بھی رضامند و
قائم نرہے کیونکہ دیکھو کہ بادشاہ جیمس پہلے نے ۱۶۰۳ء مین پھر نماز کا دستور بدل ڈالا اور
بعد اوسکے ۱۶۶۲ء مین بادشاہ چارلس دوسرے نے پھر اوسے تبدیل کیا اور آخرکار ۱۶۸۹ء

پروٹیسٹنٹوں نے پھر اپنی عبادت کے راہ و رسم کو بدلنے کا ارادہ کیا مگر بیشتر اس سے کہ
کام انجام کو پہنچے تھک گئے اور عاری آگئے جیسے ڈاکٹر ہووسیٹن نے یقینا کہا کہ یہہ

اصلاح اور الٹ پلٹ مانند ایک لنگور کے تھے جو نہین جانتا کہ اپنی دم کو کس طرف پھیرے
یہان تک کلام مرات الصدق والے کا تھا جو اسیکے عبارت سے منقول ہوا اسیکے موافق پروٹسٹنٹ والن
کے عقاید اور مسائل کا حال سرکار کمپنی کے قانون کے قریب قریب ہے **پانچوان موضع**
نزول مسائل کا قرآن مین آیات منسوخ کیلئے مین کہتا ہون مین کہ جو قرآن تئیس برس کی
مدت مین نازل ہوا اوسمین وقت اور مکلفین کے حال کے مقتضاے کے موافق
بعضے حکم جو ان دونون کے لحاظ سے عین مصلحت اور حکمت تھے ہوے اور علم الہی مین مقرر
تھا کہ یے حکم فلانے وقت تک رہینگے اور جب وہ وقت آپہنچا تو ان حکمون کے انتہائی
مدت اور آیات کے روسے بیان ہوگئی اور عمل ان پر موقوف ہوگیا اور تحقیق محققین کے
موافق سارے قرآن کے اندر کل پانچ آیتین منسوخ ہین جیسا جناب شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی نے اپنے رسالے فوز الکبیر کے دوسرے باب کے دوسرے فصل مین تصریح کی ہے
خلاف عہد عتیق اور جدید کے کہ ان مین قرآن کی نسبت بہت زائد ہے چنانچہ چوتھے
موضع مین عنقریب معلوم ہوچکا ہے اور اسمین شک نہین کہ مصلحتین اور حکمتین زمان
اور مکان اور مکلفون کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہین بعضے وقت مین بعضا حکم مکلفون کی
قدرت سے خارج ہوتا ہے اور دوسرے وقت مین ممکن اور مقدور تو اول وقت مین ایسے
حکم کا ہونا صریح مصلحت اور حکمت کے خلاف ہے جناب مسیح کا قول یوحنا کی انجیل کے
سولہوین باب کے بارہوین درس مین یون منقول ہے نسخہ ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء اب
تک بہت سی باتین ہین کہ مین تمسے کہون پر اب تم انکی برداشت نہین کرسکتے اور بعض
وقتون مین اور مصلحتین ملحوظ ہوتی ہین گو ہماری عقل مین ظاہر کے اعتبار سے اچھی طرح
معلوم نہون دیکھو جناب مسیح نے بعض وقت بعض کے سامنے معجزہ دکھلا کر اسکو حکم کیا

کہ یہہ بات کسی سے نکہیو اور بعض کو حکم کیا کہ اسکو اورون کے سامہنے ظاہر کر مثلاً اس کوڑہی کو جسے اچھا کیا تھا فرمایا کہ کسی سے مت کہہ جیسے متی کے انجیل کے آٹھوین باب کے چوتھے ورس مین ہے اور اُس لڑکی کے ماباپ کو جسے زندہ کیا تھا فرمایا تھا کہ یہہ ماجرا کسی سے مت کہو جیسا لوقا کی انجیل کے آٹھوین باب کے چھپنوین ورس مین ہے اور ان دو اندہون کو جنھین اچھا کیا تھا تاکید کرکے فرمایا تھا کہ دیکھو کوئی نجانے جیسا متی کے انجیل کے نوین باب کے تیسوین ورس مین ہے اور اُس شخص کو جسمین سے کئی دیو نکالے تھے حکم کیا تھا کہ اپنے گھر پر جا اور خدا نے تیرے لئے جو کچھہ کیا ہے بیان کر جیسے لوقا کی انجیل کے آٹھوین باب کے انتالیسوین ورس مین ہے سو دیکھیو کہ پہلے شخصون کو اظہار سے منع کیا اور پچھلے کو اجازت دی تو کیا یہہ بات حکمت اور مصلحت سے خالی تھی لا واللہ اور بعضے وقت حکم آسان ایک مدت تک دیا جاتا ہے اور جب مکلف لوگ اسکے عادی ہوگئے تو اس سے مشکل حکم کی تکلیف دیجاتی ہے قول اوسکا یا بروقت نزول کے الخ یہہ تردید بالکل کچھہ نہین اسلئے کہ اگر اس سے حصر مراد ہے تو غلط ہے کیونکہ ان دونون صورتون کے انحصار سے نسخ کا بطلان لازم نہین آتا اور اگر حصر منظور نہین تو ذکر ان دو کا عبث ہے علاوہ اسکے پہلی صورت تو نہین جو ان لوگون کے نزدیک جو نسخ پر طاعن ہین قباحت نہین رکھتی تو ذکر اوسکا لغو ہے اور دوسری صورت انکے مقدس کتابون کی شہادت سے باطل ہے جیسا چوتھے موضع مین بخوبی ثابت ہوگیا کہ نسخ کی دونون قسمین عہد عتیق اور عہد جدید مین متحقق ہین اور احکام منسوخہ سے کسی حکم کی عبارت کے بیان مین ایسا وعدہ نہین کہ یہہ حکم آگے کو منسوخ ہوجاویگا بلکہ توریت کے اکثر احکام کے بیان مین اوسکی مخالف تصریح پائی جاتی ہے اور جیسے تیسرے موضع مین بیان ہوچکا کہ عقل کے رو سے نسخ مین کچھہ قباحت نہین **چھٹا موضع** ربیع الآخر کے مہینے ۱۲۷۰ ہجری مین جو میرا پہلا مباحثہ پادری گٹی صاحب افسر کلان بشپ کالج کلکتہ اور

چھٹا موضع

دوسرے جلسہ مین مین نے نسخ کے معنے اس تفصیل کے ساتھ جو اس کتاب مین پہلے اور دوسرے موضع مین گذرے بیان کئے اور اون سے پوچھا کہ آپ کو اسپر کیا اعتراض ہے اور اس معنے کر کے شریعت عیسوی مین بھی نسخ آیا ہے انھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک حکم دو طرح کے ہین ایک بمنزلہ چھلکے کے اور دوسرے بمنزلہ مغز کے اول مین ہمارے نزدیک نسخ آتا ہے اور دوسرے مین جائز نہین مین نے کہا کہ تفصیل فرمایئے کہ توریت مین احکام بمنزلہ چھلکے کے کونسے تھے اور بمنزلہ مغز کے کونسے ہین تاکہ اسکے بعد کچھ کہا جائے ہم تو احکام عشرہ کے سوائے توریت کا کوئی حکم نہین دیکھتے جو عیسوی شریعت مین منسوخ نہو اور ان احکام عشرہ سے بھی یوم السبت کا حکم منسوخ ہے اور جناب لوتھر نے تو ان احکام کو بھی سارے بدعات کا چشمہ کہا ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ احکام کلیہ سے نکالے جاوین تو سب بدعتین موقوف جاوینگے انھون نے کہا کہ اور بھی ہین مثل اوسکے کہ اللہ رحیم ہے مین نے کہا کہ اللہ کی ذات اور صفات مین کلام نہین کلام احکام مین ہے اور ذات اور صفات الٰہیہ مین تو ہم بھی نسخ کے قائل نہین انھون نے کہا کہ ہمارے خداوند مسیح نے فرمایا ہے کہ تو خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری قوت سے پیار کر اور اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسے آپ کو کرتا ہے یہی سب کتب مقدسہ کا مطلب ہے مین نے کہا کہ اگر مغز یہی ہے تو ہم بھی اسکو منسوخ نہین کہتے ان دونون کی تاکید ہماری شریعت مین بہت آئی ہے انھون نے کہا کہ توریت کے وے احکام منسوخ ہوے جو بمنزلہ چھلکے کے تھے اور مغز وہی تھا جو انجیل مین بیان ہوا اور یہودی لوگ ہمارے خداوند کے پہلے بمنزلہ لڑکے کے تھے اس لئے انکے وقت مین ویسے احکام ظاہری مقرر ہوے تھے اور ہمارے خداوند کے وقت مین بلوغ کو پہنچے تھے سو اسوقت مین ان کے لئے ایسے احکام مقرر ہوے مین نے کہا کہ اول تو صدہا پیغمبر بنی اسرائیل مین گذرے تعجب ہے

ف پہلے جلسہ مین ان معنے کی وجہ سے دونون پادری خوب تفصیل اور تشریح سن چکے تھے مگر دوسرے جلسہ مین اونھون نے اس تفصیل کی پھر درخواست کی تھی ۱۲ منہ

کر دے بھی عوام یہود کے طرح نابالغ تھے اور قطع نظر اس سے اگر یہودی بھی عہد مین بلوغ کو پہنچ
تھے تو ہمارے پیغمبر کے وقت مین کہولت کو جو عقل کامل کے حصول کا مرتبہ ہے پہنچے تھے اس
لئے ہمارے پیغمبر کے وقت مین شریعت جامع احکام ظاہری و باطنی کی عطا ہوئی۔ اونھون نے
کہا کہ ساری انجیل مقدس کا مطلب یہہ ہے کہ ہمارا خداوند مسیح ہمارے لئے کفارا ہوا اور
مار گیا پس یہہ کیونکر منسوخ ہو مین نے کہا کہ ہم اسکو منسوخ نہین کہتے اور قصون مین
نسخ ہمارے مذہب مین نہین البتہ اس قصے کو مثل قصے بت پرستی سلیمان علیہ السلام کے صادق
نہین بتلاتے اور یہہ بات تحریف کے مسئلہ سے علاقہ رکھتی ہے اس مسئلہ کے فیصلے کے بعد
اوسکا ذکر فرمائیگا اونھون نے کہا کہ گو تم اس کو تحریف کے مسئلہ سے متعلق سمجھتے ہو مگر ہم
تو اسکو اسی مسئلہ نسخ سے متعلق جانتے ہین ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب نے کہا کہ اتنی اس
مسئلہ پر کیون گفتگو کرتے ہو اور پادری صاحب کے طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ بعض احکام
مین جنکو تبدیل کے کہتے ہو نسخ جائز رکھتے ہو یا نہین انھون نے کہا البتہ ڈاکٹر صاحب نے کہا
کہ ہم بھی نسخ کو بعض ہی احکام مین جائز رکھتے ہین اور مجھہ سے کہا کہ یہہ مسئلہ طے ہوا خود پادری صاحب
بعض احکام کے نسخ کے قائل ہین اور یہی تمھارا مطلب تھا اسپر پادری صاحب نے کہا کہ ہماری
سمجھہ مین نہین آتا کہ انجیل کا اصل مطلب کسطرح منسوخ ہوا حالانکہ کئی بار ان سے کہا گیا کہ ہم قصون
مین نسخ کے قائل نہین مگر وے جو بار بار اسی کو زبان پر لاتے تھے اسپر ڈاکٹر صاحب نے کہا
کہ اس بڑے مطلب کو آپ نے کہان سے لیا ہے انھون نے کہا انجیل سے ڈاکٹر صاحب نے
کہا کہ ہم تو انجیل کو محرف مانتے ہین آپ پہلے عدم تحریف اسکی ثابت کیجئے۔ اسپر ناچار گفتگو
تحریف مین آپڑی جیسا انشاء اللہ ہم سترھوین سوال کے جواب مین نقل کرینگے اور بڑا مشہور
مباحثہ میرا جو رجب کے مہینے ۱۲۷۰ ہجری مطابق اپریل ۱۸۵۴ء مین میزان الحق کے مؤلف
اور پادری فرنچ صاحب سے ہوا تھا کئی بار چھپ کر اطراف ہند مین پہنچگیا ہے اور ناظرین
پر اوسکا حال کھل گیا ہے اور انشاء اللہ خطوط کے سوا اس کو تمام و کمال سترھوین سوال کے

جواب مین نقل کرونگا لیکن میزان الحق کے بعض بعض جملون کو نقل کرکے اسجا کچھہ کہتا ہون
نسخہ نوشتہ ۱۸۴۹ صفحہ ۱۴ قرآن اور اوسکے مفسرین دعوے کرتے ہین کہ جسطرح زبور کے آنے سے
توریت اور انجیل کے ظاہر ہونے سے زبور منسوخ ہوئی اسی طرح انجیل بھی قرآن کے ظاہر
ہونے سے منسوخ ہوگئی صفحہ ۲۰ محمدیون کا دعوی بے اصل و بیجا ہے جو کہتے ہین کہ
زبور توریت کو اور انجیل ان دونون کو منسوخ کرتی ہے کہتا ہون مین کہ یہہ بالکل غلط ہے
اور نہ کسی جا قرآن مین ایسا کچھہ واقع ہوا ہے اور نہ کسی تفسیر معتبر مین اور نہ کسی محمدی
معتبر نے کبھی ایسا کچھہ دعوی کیا ہے اور اس نسخ اصطلاحی کے موافق جسکی تشریح دوسرے
موضع مین گذری نہ زبور کو نہ توریت کا ناسخ اور نہ انجیل سے منسوخ کہا جاتا ہے چنانچہ انشاء اللہ
ستر ہوین سوال کے جواب مین آتا ہے اور پہلی قسم کے مثالون کے آخر مین گذرا کہ عیسائیون
کے پولوس مقدس کھلم کھلا فرماتے ہین کہ توریت کے احکام کمزور اور بے فائدے ہونے کے
سبب منسوخ ہوے اور پرانے اور بوڑھے ہونے کے سبب نسخ کے قابل تھے اور اون کے
مفسرین کا بھی اسپر اقرار ہے اور مباحثہ مین علی رؤس الاشہاد جب انکی یہہ غلطی مین نے ثابت
کردی تھی تو اون سے سوای تسلیم کے کچھہ نہ بن پڑا اور کہتا تھا کہ خیر غلطی ہوئی اور مین نے یہہ بھی
کہا تھا کہ جنابنے جو نسخ کے محال ہونے کے بابت چند صفحے لکھے ہین سو نکالڈالنے کے لایق ہین
کیونکہ ان کو اس نسخ کے معنے سے جو اہل اسلام کے مصطلح ہین کچھہ بھی مناسبت نہین پھر
نسخ کے بطلان کے واسطے دو وجہہ لکھے ہین صفحہ ۲۱ و ۲۲ اول وجہ یہہ کہ نسخ مان لینے
سے دو نقص لازم آتے ہین اول یہہ کہ گویا خدا کا ارادہ یون ٹھہرا تھا کہ توریت کو دے
کر ایک اچھا اور فائدہ مند کام کرے پھر نہو سکا پھر اوس کے بعد اس سے بہتر زبور دی
جب اس سے بھی مطلب نہ نکلا تو اسکو بھی منسوخ کر کے انجیل دی اور جب اس سے بھی
فائدہ نہوا آخر کو قرآن سے مطلب پورا کیا خدا کی پناہ جب کبھی ایسا خیال دل مین لایا جاے
تو خدا کی حکمت و قدرت باطل ہوگئی بلکہ خدا ایک بادشاہ اور ناسمجھہ نادان آدمی کے مانند ہوگا

ثانیاً اگر وہ بات نہین کہہ سکتے تو منسوخ ہونے کے قاعدہ سے یہہ خیال لازم آتا ہے کہ خدا نے چاہا کہ ناقص چیز جو مطلب کو نہ پہنچا وے دیوے اور بیان کرے پر کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسے جھوٹے اور ناکارے خیال خدا کی قدیم ذات اور کامل صفات کے حق مین کرے دوسری وجہہ اس دعوے کے بطلان کی کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابین قرآن کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہو گئین یہہ ہے کہ کلام الہی کی آیتون مین صاف کہا ہے کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابین ہرگز منسوخ نہونگے بلکہ جب تک زمین و آسمان برقرار ہین اون کے حکم بھی جاری رہینگے جیسا کہ مسیح نے لوقا کی انجیل مین اکیسوین فصل کے تینتیسوین آیت مین فرمایا ہے کہ زمین و آسمان ٹل جاوینگے پر میری باتین کبھی نہ ٹلینگے اور پھر متی کے پانچوین فصل کے ۱۸ آیت فرمایا ہے کہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان اور زمین نہ ٹل جاوے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھہ پورا نہو۔ اور پھر پہلے پطرس کے ۱ فصل ۲۳ آیت مین لکھا ہے کہ۔ تم تخم فانی سے بلکہ غیر فانی سے یعنی خدا کے کلام سے جو ہمیشہ زندہ اور باقی ہے سر نو پیدا ہوے۔ اور پھر اشعیا کے ۴۰ فصل کے ۸ آیت مین لکھا ہے کہ۔ گھاس مرجھاتے ہین پھول کملاتے ہین پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے۔ پس ان آیتون کے مضمون سے صاف معلوم و ثابت ہے کہ انجیل اور نبیون کی کتابین اور زبور اور توریت کسی وقت مین منسوخ و باطل نہین ہوے اور نہونگے بلکہ ضرور ہے کہ خدا کا کلام ہمیشہ رہے کیونکہ خدا نے ایسا ہی چاہا اور فرمایا ہے کہتا ہون مین کہ یہہ دو وجہہ پادریون کے دلیلون سے منتخب ہین اور اس امر مین اون سے بڑھ کر کوئی دلیل نہین لیکن نفس الامر مین پرلے درجے کی بودی ہین اول تو اسلئے کہ وے دونون نقص ہمارے اصطلاحی معنے نسخ کے رو سے ہم پر ہرگز لازم نہین آتے[1] البتہ عیسائیون اور اون کے

[1] ہان اگر نسخ ہماری شریعت مین ان معنے سے ہوتا جن معنے کے رو سے بحکام عدالت اپیل اپنے ماتحت کے حاکمون کے حکم کے نسبت لکھا کرتے ہین کہ وہ منسوخ ہے یا بعضے قوانین سرکاری مین لکھا جاتا ہے کہ فلانے قانون

مقدس پولوس پر لازم آتے ہین کہ توریت کے احکام کو ضعیف اور بے مصرف ہونے کے سبب منسوخ فرماتے ہین اور توریت کو پورانا اور عیب دار اور منسوخیت کے لایق بتلاتے ہین چنانچہ مین نے یہہ شبہہ اون پر علے رؤس الاشہاد مباحثہ مین بھی کیا تھا اور اسپر پادری صاحب سے سواے چپ رہنے اور شرمندہ ہونے کے کچھہ نہ بن پڑا تھا۔ لوگو پادری صاحبون کی بے انصافی اور دھاندل کو دیکھو کہ قول مشہور کے موافق الٹے چور کتوال کو ڈانڈے اپنا اور اپنے مقدس کا عیب اہل اسلام کے سر لگاتے ہین **قول** انکا خدا کی پناہ الخ ای جناب اس اپنے پناہ مانگنے سے پناہ مانگئے کیونکہ آپ کے مقدس کتابون کے موافق کبھی کبھی خدا عاجز ہوا کرتا ہے اور اس سے حمق کے کام صادر ہوا کرتے ہین چنانچہ دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے چوتھے شبہہ کے جواب کے اندر دوسری اور تیسری قسم کے مثالون کے ذیل مین قدرت اور حکمت کے منافی روایتین آپ کے مقدس کتابون سے نقل کر آیا ہون **قول** انکا بلکہ ایک بادشاہ اور ناسمجھہ لڑکے کہتا ہون مین کہ اے جناب آپکو اپنے مقدس کتابون کے موافق اس اعتقاد سے چارہ نہین کیونکہ بہت جاسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی عالم الغیبی کامل طور پر نہین اور وہ بعضے بعضے کار کر کے پشیمان ہوا ہے اور پچھتایا ہے چنانچہ آدمی کو پیدا کر کے پشیمان ہوا تھا اور پچھتایا تھا اور شاول کو بادشاہ کر کے دلگیر ہوا تھا اور پچھتایا تھا اور اسیطرح اور جا پچھتایا ہے بلکہ بعضے دفعہ پچھتاتے پچھتاتے تھک گیا ہے اور اس امر کی تفصیل بھی اسی دوسرے سوال کے جواب کے اندر انھین مثالون کے ذیل مین گذری **قول** انکا خدا نے چاہا کہ ناقص چیز جو مطلب کو نہ پہنچا دے دیوے الخ کہتا ہون مین کہ ای جناب آپکے مقدس ہی نے ایسا کچھہ فرمایا ہے جیسا عنقریب گذرا اور حضرت خرقیئیل نے بھی ایسا کچھہ ارشاد کیا ہے جیسے دوسرے سوال کے جواب مین چھتالیسوین اختلاف کے اندر گذرا سو اب آپ فرمائیے کہ آپ کے مقدس اور حضرت خرقیئیل نے ایسے جھوٹے اور ناکارے خیال کیونکر بقول آپ کے خدا کی ذات قدیم اور صفات کاملہ کی نسبت کئے اور ارشاد

مین یہہ قباحت ظاہر ہوئی یا یہہ مصلحت فوت ہوئی تو وہ منسوخ ہوا تو وے نقص لازم آتے ۱۲ منہ رحم

کہیئے کہ وے دو نو نقص جو اس سے پہلی وجہ مین آپ نے مسلمانون کی نسبت لازم کیئے تھے آپ پر پڑے یا اون پر **قول** ان کا دوسری وجہ الخ افسوس صد ہزار افسوس کہ پادری صاحب کے سا شخص جان بوجھ کر ایسے مغالطہ دہی پر کمر باندہے اور یہہ خیال نہ کرے کہ میرے اس قول کے موافق کہ جب تک زمین و آسمان برقرار رہینگے ان کے حکم جاری رہینگے لازم آتا ہے کہ مین بلکہ ہمارے جیسا کی سلفا خلفا توریت کے حکم کے موافق واجب القتل اور سنگسار کرنے کے لایق ہون کہ یوم السبت کے حکم کو بجا نہین لاتے اور یہہ نہ سمجھے کہ ان درسون سے جن سے مین تمسک پکڑتا ہون اس نسخ کا امتناع ثابت نہین ہوتا جس کے اہل اسلام مدعی ہین کیونکہ اس نسخ کے موافق شریعت موسوی مین اگلے شرایع کے بعض احکام اور شریعت عیسوی مین توریت کے سب احکام عمل منسوخ ہوے اور اسیطرح شریعت عیسوی کے ظہور سے پہلے شریعت موسوی کا بعضا حکم اسی شریعت کے بعضے حکم سے منسوخ ہوا اور اسیطرح اور شخصون کی نسبت خدا تعالی کا حکم ہو کر انھین کے وقت مین منسوخ ہوا اور اسی طرح شریعت عیسوی مین بھی حضرت عیسی کا بعضا حکم انھین کے بعض حکم سے منسوخ ہوا اور اون کے بعض حکم کو حواریون نے منسوخ کیا اور حواریون کے بعض احکام پر عیسائیون کے مقدس پولوس نے نسخ کا قلم پھیرا اور اون کے مفسرون نے اکثر مواضع مین بکمال کشادہ پیشانی ان امور کی تشریح کی بھلا اس صورت مین اگر جناب مسیح کے اس قول سے میرے باتین نہ ٹلینگی اور اس قول سے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا نہ ٹلیگا یہہ بھی نکل سکتا ہو کہ میرا کوئی حکم اور اسی طرح توریت کا کوئی حکم منسوخ نہوگا اور اشعیاہ کے اس قول سے ہمارے خداوند کا کلام ابد تک قایم ہے اور جناب پطرس کے اس قول سے خدا کی کلام جو ہمیشہ زندہ اور باقی ہے یہہ بھی ثابت ہو سکتا ہو کہ خدا کا ہر حکم ابد تک قایم رہتا ہے اور منسوخ نہین ہو سکتا تو پھر اس طرح کا نسخ عہد عتیق اور جدید کے موافق توریت اور انجیل اور اور خدا کے احکام مین جسکی تشریح عنقریب گذری کسطرح واقع ہوا پادری صاحب کو چاہیئے کہ ایسے بیہودے خیال

سے وقوع کرین اور لوقا کی انجیل کے اکیسوین باب کے تینتیسوین ورس کا مضمون اسطرح سمجھین کہ وہ ورس خاص اس پیشینگوئی سے علاقہ رکہتا ہے جو اسی باب مین بیان ہوئی ہے اور باتون سے وہی باتین مراد ہین جو اس پیشینگوئی مین مذکور ہین اور یہی بات انکے مفسرین کی مختار ہے کیونکہ یہی قول متی کی انجیل کے چوبیسوین باب کے پینتیسوین ورس مین واقع ہوا ہے اور مفسرین ف کی عادت کے موافق ہر مفسر اسی جا اسکی تفسیر اچھی کرتا ہے اور اسچاڈوالی اور رچرڈمینٹ کی تفسیر مین اس ورس کی شرح کے ذیل مین یون لکھا ہے کہ بشپ پیرس کہتا ہے کہ اس کی مراد یہہ ہے کہ میرے یہہ پیشین گوئیان یقینا پوری ہونگی اور ورین اسٹاپ ہوپ یہہ کہتا ہے کہ اگرچہ آسمان اور زمین اور سب چیزون کی نسبت تبدیل کے قابل نہین ہین تو بھی ایسی استوار نہین ہین جیسی میری پیشین گوئیان ان چیزون کے بابت استوار ہین وے مٹ جاوینگے پر میری باتین ان پیشین گوئیون کی بابت ہرگز نہ بدلینگی اور جو بات کہ مین نے اب بیان کی ہے اسکا ایک گوشہ مطلب سے متجاوز نہوگا اور صاحب استفسار اپنی کتاب کے دسوین استفسار کے آخر مین یون لکھتا ہے پہلی انجیل کے پانچوین باب مین ستر ہوین سے

ف ۱ ایسلئے انکی عادت ہے کہ غالبا ہر قول کی بے رگ و ان تفسیر کہا کرتے ہین جہان وہ قول اول آیا کرتا ہے اور پھر دوسری جگہ وہی قول اگر آجاتا ہی تو مکرر اوسکی تفسیر نہین کرتے اور یہہ قول جو متی کی انجیل مین گذر چکا تھا تو لوقا کی انجیل مین اوسکی تفسیر کی حاجت نہین لیکن پادری صاحب کی یہہ بھی ایک چالاکی ہے کہ اس قول کو لوقا کی انجیل سے نقل کرتے ہین نہ متی کی انجیل سے کیونکہ پہلی صورت مین احتمال تہا کہ شاید اوسکو کوئی تفسیر مین اس جگہ سے دیکھے اور میری غلطی کھلجائے اور پہلی صورت مین احتمال تہا کہ شاید کچہہ پردہ ڈہکا رہے مگر الحمد للہ کہ ان کی یہہ چالاکی نہ چلی اور ونکی غلطی کھل گئی اور انشاء اللہ ستر ہوین سوال کے جواب مین جو بڑے مباحثہ مشہور کی نقل ظہور مین آویگی اس سے معلوم ہوجاویگا کہ پادری صاحبنے اپنی دعوی باین نسترانی بنا جاری تمام ملے روس الاشہاد پے تین باتین بالکل تسلیم کرلی ہین ایک یہہ کہ کلام ربانی مین نسخ ممکن ہے دوسری یہہ کہ توریت کے احکام مین وہ نسخ بالفعل بھی واقع ہوچکا ہے تیسری یہہ کہ جناب مسیح اپنے بعضے حکم کو آپ ہی پھر منسوخ کردیا تہا اور یہ تینون باتین انکی ساری تقریر کو ملیامیٹ کرتے ہین اور [illegible] ایک قول مین ایک محض یہودی توجیہ کرتے تھے اور باقی مین بالکل ملزم ہوگئے تھے ۱۲ منہ

انیسوین ورس کے آخر تک عیسی کا مقولہ منقول ہے اس کے ترجمے عجیب ڈھب کے ہین ایک طرح
کے لفظون سے ایک مطلب نکلتا ہے اور دوسرے طرح کے لفظون سے دوسرا مطلب ظاہر
ہوتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ میرے پاس اتنے نسخہ ہین ۱ نسخہ ۱۶۷۱ء کلیسا ے
روم کا ۲ نسخہ ۱۶۵۷ء انگلنڈ کا ۳ نسخہ ۱۸۱۶ء کا جو انگریزون نے ہندوستان مین کیا
۴ فارسی نسخہ مارٹین صاحب کا جو ۱۸۳۲ء مین چھپایا گیا ۵ اردو نسخہ ۱۸۱۴ء کا جو انگریزون
نے ہندوستان مین کیا ۶ اردو نسخہ ۱۸۳۹ء جو حال امریکائی پادری صاحبون سے مجھے ملا انھین
ترجمون کے لفظین اگر ایک دوسرے سے بدل ڈالین اور اوسکا ترجمہ اپنے طور پر کرین اور اپنے
طرف سے کوئی مضمون نہ ملا دین تو حضرت عیسے کا مقولہ یہہ ٹھہرتا ہے یہہ گمان مت کرو
کہ مین توریت کو منسوخ کرنے کے لئے آیا ہون زنہار منسوخ کرنے کے لئے نہین آیا ہون
کوئی حرف اور کوئی شوشہ توریت کا محرف نہین ہو سکتا جب تک آسمان اور زمین مٹ
نہ لیوے اور جو کوئی زری سی بات بھی توریت کی موقوف کریگا ملکوت السمٰوات مین حقیر
اور ذلیل گنا جائیگا اور جو کوئی اسکو سکھا دیگا اور عمل کریگا ملکوت السمٰوات مین بزرگ
شمار کیا جایگا اور اگر انھین نسخون مین سے ایک نسخے کے بعض لفظین نکال کر اونکی جگہہ دوسرے
نسخے سے اوسی جگہہ کی لفظین رکھین اور اوسکا ترجمہ اپنے طور پر کرین اور کوئی مضمون اپنی
طرف سے نہ ملا دین اور ایک نسخے کے تقدیم و تاخیر چھوڑ کر دوسرے نسخے کے تقدیم
مرعی رکھین تو حضرت عیسے کا مقولہ یہہ ٹھہرتا ہے یہہ خیال مت کرو کہ مین خدا کی راہ
مٹانے کے واسطے آیا ہون زنہار خدا کی راہ مٹانے کے واسطے نہین آیا ہون بلکہ
اس واسطے آیا ہون کہ پیغمبرون کی خبرون کی تکمیل ہو جاے اور سچ کہتا ہون کہ زمین اور
آسمان ٹل سکتے ہین مگر نبیون نے جو خبر دی ہے اس مین سے زری سی بات بھی نہین ٹل
سکتی یہان تک کہ ظہور مین آوے اور جو کوئی زری سی بات بھی راہ خدا کی نہ مانیگا ملکوت
السمٰوات مین ذلیل اور محقر گنا جایگا اور جو کوئی اسے سیکھے اور سکھلا دیگا ملکوت السمٰوات

مین بزرگ اور جلیل القدر شمار کیا جاویگا آب مین کہتا ہون کہ پہلا مقولہ صحیح ہے یا دوسرا ہم کہتے ہین کہ دوسرے طرح کا مضمون ہمین ہمارا مطلب ہے اور اوسکے صحت کا احتمال بھی ہمین کافی ہے اگرچہ ثبوت کو نہ پہنچے چہ جاکہ بہت سے قراین اور وجوہ ایسے ہون کہ جنسے دوسرے مضمون کی وثوقیت اور پہلے مضمون کی غیر وثوقیت ظاہر ہوتی ہو ا جہان یہہ مضمون ہے کہ انبیاؤن کی باتون مین سے ذری سی بات بھی نہین ٹل سکتی وہان نسخہ ۱۸۰۶ء مین یہہ جملہ ہے الی ان تقع الاشیاء کلھا یعنے انبیاؤن کی باتون مین سے کوئی بات ہرگز ٹل نہین سکتی یہان تک کہ سب باتین واقع ہو جائین دیکھو واقع ہو جانا زمانہ آئندہ مین صرف اخبار کی نسبت بولتے ہین نہ کہ اوامر اور نواہی کی نسبت اسواسطے کہ وہ منجملہ انشا ہین انکی نسبت یہہ کہنا کہ واقع ہو جاوینگے صحیح نہین اور جو کوئی کہے تو غلط ہے ۲ انجیلون مین بھرا پڑا ہے کہ جہان کہین حضرت عیسے کے کسی حال پر اگلے انبیاؤن کی پیشین گوئی کی تطبیق دی ہے وہان بھی لکھا ہے کہ تا کامل طور پورا ہو جاوے جو ارمیا نے یا اشعیا نے یا اگلے نبی نے کہا پس معلوم ہوا کہ ایسی ہی باتون کی نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ توریت کی بات نہین ٹل سکتی یہانتک کہ واقع ہو جاوے اور ظہور مین آجاوے ۳ حضرت عیسے نے بہت سے احکام توریت کے جو ہدی تھے موقوف کر دئے اور پولوس وغیرہ نے سب جانورون کے کہانے کو حلال لکہا ہے اور علی ہذا القیاس ۴ خود اہل علم عیسائیون کا اظہار ہے کہ احکام ظاہریہ توریت کے مبدل بہ باطن ہو گئے اور ان سب کے عوض صرف حضرت عیسے کا ماننا رہ گیا ۵ یعنے اہل علم عیسائیون کے سامنے دوسرے طرح کے ترجمے کو مین نے پڑہا او نھون نے کہا در حقیقت اصل کتاب کا مطلب یہی ہے اور پہلا مضمون ترجمون کی غلطی سے پیدا ہوتا ہے فقط اب آپ لوگون کے پاس اگر پہلے مضمون کی صحت کے کچھہ وجوہات ہون تو بیان کیجئے بالجملہ جب ترجمون کا یہہ حال ہو کہ بعضے طرح کے لفظون سے تمہارا مطلب نکلتا ہو اور دوسرے لفظون سے دوسرے طرح کے ترجمے سے ہمارا مطلب نکلتا ہو تو ہمین کیونکر اعتبار ہو کہ بات کا

کہ حضرت عیسےٰ کا اصل کلام عبری زبان والاستعارے موافق تھا اور یہہ عجیب بات ہے کہ
ترجمے کے جن لفظون سے ہمارا مطلب نکلتا ہے وہی لفظین غلط اور جن لفظون سے
آپکا مطلب نکلتا ہے صرف وہی صحیح ہوتے ہین یہان تک صاحب استفسار کا کلام ہے جو
خلاصہ کے طور پر منقول ہوا۔ **پندرھوان سوال** اور اگر یہہ وعدا ہو (یعنے فلانی آیت
منسوخ ہوجاگی) تو کونسی آیت مین پایا جا سکتا ہے **جواب** ایسے نسخ کے واسطے جسکے
اہل اسلام قائل ہین کسی آیۃ مین ایسے وعدے کا صراحۃً پایا جانا ضرور نہین۔ دیکھو چودہوین
سوال کے جواب کے اندر جو تھے موضع مین پہلی قسم کی مثالون کو کہ جب حضرت نوح کے
عہد مین سب جاندارون کی حلت کا اور حضرت آدم کے عہد مین بھائی بہن کے نکاح کے جواز کا
اور حضرت یعقوب کی شریعت مین جمع بین الاختین اور پھوپھی بھتیجی سے نکاح کے جواز کا
حکم تھا تو کسی جا یہہ بیان نہین ہوا تھا کہ یہہ حکم شریعت موسویہ کے ظہور تک رہیگا اور پھر
منسوخ ہوجاگا اور اسیطرح ختنہ کا حکم حضرت ابراہیم کے عہد مین ہوا تھا تو انکے عہد مین اس
حکم کے بیان مین یا اور جا یہہ وعدا تھا کہ یہہ حکم شریعت عیسوی کے ظہور تک رہیگا پھر منسوخ
ہوجاگا بلکہ اسکے برخلاف تھا اور صاف اوسمین مرقوم تھا کہ ابراہیم کی اولاد اوسکو ابدی
عہد جانکر پشت در پشت وفا کرتی رہے اور اس عہد کا توڑنے والا قوم سے کٹ جا اور
اسی طرح یوم السبت کی تعظیم کا حکم اور اور احکام ابدی موسوی شریعت کے تھے کہ اُن کے
بیان مین یا اور جا موسےٰ کے پانچ کتابون سے کسی کتاب کے کسی فقرے مین یہہ بات نتھی
کہ یہہ حکم عیسوی شریعت کے بعد منسوخ ہوجاوینگے بلکہ اوسکے برخلاف ان کے بیان مین
خصوصًا یوم السبت کے حکم کے بیان مین ایسے لفظ واقع ہوے تھے کہ ان کے موافق ظاہر
مین یہہ سب احکام دایمی سمجھے جاکر معلوم ہوتے تھے کہ قیامت تک جاری رہینگے تبھیا
یہودی لوگ اب تک ایسا کچھہ سمجھتے ہین اور اس لحاظ سے بھی شریعت عیسوی کی
تکذیب کرتے ہین اور اسیطرح دوسری قسم کی مثالون کا حال ہے کہ انکے حکم کے بیان مین یا

جواب سوال نمبر پندرہوان

سولہوان سوال

ناسخ فقرے کے سوا کسی اور فقرے مین یہہ بات بیان نہین ہوی **سولہوان سوال** کلام قرآن پہلے کلام ربانی سے مخالف کیون ہے **جواب** وے کتابین جنکو اہل کتاب اب کتب سماوی گنتے ہین اولاً سب الہامی نہین اور ثانیاً ان مین سے جو الہامی ہین انہین بھی سب کلام الہامی نہین اور ثالثاً جس قدر الہامی ہے وہ تواتر سے منقول نہین بلکہ روایت احاد سے منقول ہے اور رابعاً وہ مروی بروایت احاد بھی تحریف کے سبب مشکوک ہے جیسا انشاء اللہ عنقریب ان سب امور کی توضیح سترہوین سوال کے جواب مین آتی ہے پس اب یہہ قول کہ قرآن اگلے کلام ربانی کے مخالف ہے بطور یقین کے ثبوت کو نہین پہنچ سکتا کیونکہ اگر بالفرض قرآن کی مخالفت ان کتابون سے ہے جو الہامی نہین تو اس مخالفت سے کچھہ اندیشہ نہین اس لئے کہ وے کتابین ایسے ہین جیسے شاہنامہ اور سکندر نامہ اور اور تواریخ کی کتابین کہ اگر انکا کوئی مضمون کلام ربانی کے مخالف ہو تو وہ یقیناً غلط ہوگا جیسے ہندیون اور چینیون اور زردشتیون اور اور لوگون کی تاریخین طوفان وغیرہ کے انکار مین یقیناً عیسائیون کے نزدیک غلط سمجھی جاتی ہین اور جو الہامی ہین وے بھی بسبب مروی ہونے بروایت احاد کے اور مشکوک ہونے کے بسبب تحریف کے غیر معتبر ہین اور مخالفت ان کی بھی کچھہ ایسی نہین کہ اس سے قرآن کو ضرر لگے بلکہ وہ مضمون مخالف ایسا غلط ہوگا جیسے اور بہت غلطیان ان کتابون مین موجود ہین اور نمونے کے طور پر اسی غلطیان ان کی دوسرے سوال کے جواب کے اندر پادریون کے چوتھے شبہ کے جواب مین لکھہ آیا ہون اور انشاء اللہ بعض اور سترہوین سوال کے جواب مین اٹھوین ہدایت کے اندر لکھونگا اور باوجود ان خرابیون کے مقاصد اصلیہ مین مثل خدا کی وحدانیت اور اوسکے صفات کمالیہ اور قیامت کی حقیقت اور زنا اور قتل اور چوری وغیرہ کی حرمت کے مطابقت کلی ہے اور جسکو پادری لوگ مخالفت سمجھتے ہین بحسب الظاہر ان کے عقیدے تثلیث کے موافق تین اعتبار سے ہے **اول** ان احکام کے اعتبار سے جو کلی شرایع

مین تھے اور قرآن کے رو سے منسوخ ہوے اور حقیقت مین یہہ مخالفت نہین ورنہ
لازم آوے کہ قرآن مجید کی نسبت انجیل توریت سے زاید مخالف ہو کیونکہ اوس مین تو
توریت کے سب احکام عملی سے کیا وے جو عبادت سے متعلق تھے اور کیا وے جو حلت اور
حرمت سے اور کیا وے جو حدود و قصاص اور سیاسات مدنیہ سے فراغت ہے اور ان سب
پر نسخ کا قلم اسہین پھر گیا ہے اور جناب پولوس کے ارشاد کے موافق منسوخ ہونے کے سوا
توریت کو کمزور اور بے مصرف اور عیب دار ہونے کا بھی داغ لگ گیا ہے **دوم** اس اعتبار سے
کہ قرآن مین بعض باتین ایسے مذکور ہین جو اگلے کتب مین اب نہین پائی جاتین اور یہہ مخالفت
بھی کچھہ نہین اسلیئے کہ تحریف وغیرہ سے قطع نظر کرکے کہتا ہون کہ اس قسم کی مخالفت تو
ان کی کتابون مین بھی متحقق ہے اگر یہہ بے اعتباری کا سبب ہو تو چاہیے کہ یہہ لوگ اپنی
کتابون سے بھی ہاتھہ اوٹھا دین اور اوسکے شواہد بہت ہین مگر درازی کے خوف سے
نمونے کے طور پر دو مثالین لکھونگا کہ انشاء اللہ اونھین سے ناظر کی تسکین ہوجائیگی **پہلی**
مثال یہوداہ کے خط مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۰ و سنہ ۱۸۳۲ء ۱۴ حنوک نے جو آدم کی ساتوین پشت
تھا اون کی بابت یہہ پیشین گوئی کی تھی کہ دیکھہ خداوند اپنے لاکھہ مقدسون کے ساتھہ
آتا ہے ۱۵ تاکہ سبھون پر حکم کرے اور ان سبھون کو جو اون مین سے بدکار ہین ان کے سارے
بدکام پر جو اونھون نے کئے ہین اور سارے سخت باتون پر جو بدکار گنہگارون نے اس کے
حق مین کہین ہین سزا دے حالانکہ اس پیشین گوئی کا عہد عتیق کی کسی کتاب مین پتا نہین لگتا
اگر لگتا ہو تو پادری لوگ بتلاوین کہ کس کتاب مین ہے **دوسری مثال** اسی نامہ کے
نوین ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۰ و سنہ ۱۸۳۲ء جب بڑے فرشتے میکائیل نے شیطان کے ساتھہ
موسیٰ کی لاش کے حق مین تکرار کرکے گفتگو کی تب اوسنے بدنامی کی نالش کرنے مین دلیری
نکی پر کہا اللہ تجھے ملامت کرے اور اس ساری بات کا بھی عہد عتیق کے کسی کتاب مین پتا نہین

سلہ جیسا چودھوین سوال کے جواب مین مشروحا گذرا ۱۲ منہ رحمہ

اگر ہو تو بتلاوین **تیسری مثال** نامۂ عبرانیہ کے نوین باب کا انیسوان ورس یون ہے
نسخہ سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۴۴ء جب موسے نے تمام لوگون کو شریعت کا ہر ایک حکم کہہ سنایا تب
بچھڑون اور بکرون کا لہو پانی اور لال صوف اور زوفا کے ساتھہ لے کر اس کتاب پر اور سارے
لوگون پر چھڑک کے کہا حالانکہ یہی حال کتاب خروج کے چوبیسوین باب مین مرقوم ہے اور
اس سے فقط بیلون کی قربانی اور فقط لہو کا بنی اسرائیل پر چھڑکنا ثابت ہوتا ہے اور
اسباب کا کہ اور بکرونکا لہو پانی اور لال صوف اور زوفا کے ساتھہ لے کر اس کتاب پر پتا
نہین لگتا ہے اور نہ یہہ بات اور عہد عتیق کی کسی کتاب سے معلوم ہوتی ہے اور کتاب خروج
کی عبارت یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء ۴ اور موسے نے خداوند کی ساری باتین لکھین اور صبح کو
سویرے اٹھا اور پہاڑ کے تلے ایک قربانگاہ اور بنی اسرائیل کے بارہ سبطون کے عدد کے
موافق بارہ ستون بنائے ۵ اور اوسنے بنی اسرائیل کے جوانون کو بھیجا کہ چڑھاوے چڑھاوین
اور سلامتی کے ذبایح بیلون سے خداوند کے لئے ذبح کرین ۶ اور موسے نے آدھا خون
لے کے باسنون مین رکھا اور آدھا قربانگاہ مین چھڑکا ۷ پھر اوسنے عہدنامہ لیا اور لوگون
کو پڑھ سنایا وے بولے کہ سب کچھہ جو خداوند نے فرمایا ہے ہم کرینگے اور مطیع رہینگے ۸
موسیٰ نے اس لہو کو لیکے لوگون پر چھڑکا اور کہا کہ یہہ لہو اس عہد کا ہے کہ خداوند نے ان
باتون کی بابت تمھارے ساتھہ کیا ہے **چوتھی مثال** اسی نامہ عبرانیہ کے بارہوین باب
کا اکیسوان ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۴۴ء اور جو کچھہ نظر آیا سو ایسا ڈراتا تہا کہ
موسیٰ بولا مین نہایت پریشان اور لرزان ہون حالانکہ یہہ حال کتاب خروج کے انیسوین

ل۱ ارجن نے جو قدمائی عیسائیون مین بڑا شخص گذرا ہے بڑی عرق ریزی سے اسکا پتا لگایا ہے کہ یہہ کتاب
معراج مین جو موسے کی طرف منسوب تھی پائی جاتی تہی جیسا لارڈنر نے اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین تصریح کی ہے مگر
غضب یہہ ہے کہ وہ کتاب تو عیسائیون کے نزدیک جھوٹی اور جعلی ہے اور تعجب نہین کہ اسی فقرے کے صحیح کرنے کے
واسطے اس کتاب کو کسی حضرت عیسائی نے گھڑ لیا ہو ۱۲ منہ رحمہ

باب مین مشروح ہے نہ وہان اور نہ عہد عتیق کی کسی اور کتاب مین اس بات کا کہ موسی بولا کہ مین نہایت پریشان اور لرزان ہون پتا لگتا ہے **پانچوین مثال** تمتی کے دوسرے خط کے تیسرے باب کے آٹھوین ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۲۳ء اور جس طرح یانی اور یامبری نے موسی کی مخالفت کی الخ حالانکہ یہہ حال کتاب خروج کے ساتوین باب مین مرقوم ہے لیکن نہ وہان اور نہ عہد عتیق کی کسی اور کتاب مین ان نامون کا پتا لگتا ہے اور انکے کسی فقرے سے اور نہین معلوم ہوتا کہ یہہ یانی اور یامبری کون لوگ تھے **چھٹی مثال** کتاب اعمال کے ساتوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۲۳ء ۲۳ جب وہ پورے چالیس برس کا ہوا تو اوسکے دل مین آیا کہ اپنے بھائیون بنی اسرائیل سے ملاقات کرے ۲۴ اور ایک کو ان مین سے ظلم اٹھاتے دیکھہ کے اوسنے مدد کی اور اوس مصری کو جان سے مار کے مظلوم کا بدلہ لیا ۲۵ اور اوسنے گمان کیا کہ میرے بھائی سمجھین کہ خدا میرے وسیلے سے انھین بچائیگا لیکن وے نہ سمجھے ۲۶ پھر دوسرے دن اونسے جب وے لڑ رہے تھے ملاقات ہوئی اور چاہا کہ انھین ملا دے اور بولا کہ اے مردو تم بھائی ہو کیون ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہو ۲۷ لیکن اوسنے جو پڑوسی پر ظلم کرتا تھا اسکو دور کر کے کہا کسنے تجھے ہم پر حاکم اور قاضی مقرر کیا ہے ۲۸ کیا جسطرح تو نے کل مصری کو قتل کیا مجھکو قتل کیا چاہتا ہے ۲۹ موسے اس پر بھاگا اور مدین ملک مین جا رہا اور اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے اور یہی حال کتاب خروج کے دوسرے باب مین مرقوم ہے مگر کتاب اعمال مین کئے چیزون کا ذکر ہے کہ انکا نہ تو کتاب خروج مین اور نہ عہد عتیق کی اور کسی کتاب مین پتا لگتا ہے اور کتاب خروج کی عبارت یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء ۱۱ اور ان روزون مین یون ہوا کہ جب موسی بڑا ہوا تو وہ اپنے بھائیون پاس باہر گیا اور انکی مشقتونکو دیکھا اور دیکھا کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو اوسکے بھائیون مین تھا مار رہا ہے ۱۲ پھر اوسنے ادھر ادھر نظر کی اور دیکھا کہ کوئی نہین تب اس مصری کو مار ڈالا اور ریت مین چھپا دیا ۱۳ اور جب وہ دوسرے دن

باہر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو عبرانی آپسمین جھگڑ رہے ہین تب اوسنے اسکو جو ناحق پر تھا کہا کہ تو اپنے یار کو کیون مارتا ہے ۱۴ وہ بولا کہ کسنے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا دیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تو نے اوس مصری کو مار ڈالا مجھے بھی مار ڈالے الخ **ساتوین مثال** یہودا کے نامہ کے چھٹے ورس مین ہے نسخہ ۱۸۲۳ء و ۱۸۴۴ء اور ان فرشتون کو جو اپنی پہلی حکومت پر نہ رہے بلکہ اپنے مقام کو چھوڑ دیا انھین ہمیشہ کی زنجیر مین حساب کے بڑے دن کے لئے تاریکی مین رکھا اور اسیطرح پطرس کے دوسرے نامہ کے دوسرے باب کے چوتھے ورس مین ہے حالانکہ عہد عتیق کی کسی کتاب مین اوسکا پتا نہین لگتا بلکہ کتاب ایوب اور انجیل کے اور مقام اسبات کی تکذیب کرتے ہین جیسا دوسرے سوال کے جواب کے اندر اکاونوین اختلاف کے بیان مین تفصیل اسکی گذری **آٹھوین مثال** متی کی انجیل کے دوسرے باب کے تیئسوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۲۱ء و ۱۸۴۴ء و ۱۸۳۲ء نبیون کی معرفت کہا گیا تھا کہ وہ ناصری کہلاویگا حالانکہ عہد عتیق کے جتنے کتابین اب موجود ہین انمین سے ایک نبی کی کتاب مین بھی اسکا پتا نہین لگتا چہ جائے اسکے کہ کئی پیغمبرون کی کتاب مین اوسکا نشان ملے اور رومن کاتھولک مذہب والے اقرار کرتے ہین کہ وے کتابین جنمین یہہ ذکر تھا نیست و نابود ہوگئین جیسا انشاءاللہ ستروین سوال کے جواب کے اندر چوتھی ہدایت مین آتا ہے **نوین مثال** متی کے انجیل کے ستائیسوین باب کے نوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت سے کہا گیا تھا پورا ہوا الخ حالانکہ یرمیاہ نبی کی کتاب مین جواب موجود ہے کہین بھی اسبات کا پتا نہین بجہد یکہ علماے عیسائی مذہب اسکا لاچار ہوگئے ہین بعض نے مثل وارڈ اور مسٹر جیریل اللہ بیو کا نام اور کیراکوس کے اقرار کیا کہ اس جا متی سے غلطی ہوئی ہے اور بعض نے اس جا تحریف ان کی جیسا پہلے سوال کے جواب کے آخر مین اثبات رسالت کی چوتھی وجہ کے اندر بیان اوسکا گذرا **دسوین مثال** ایکسو پانچوین زبور کے اٹھارہوین ورس مین یوسف کے حال مین یون

مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ و سنہ ۱۸۴۴ء جسکے پانوون کو اونھون نے بیڑیان پہنا کے دکھہ دیا وہ لوہا اس
کے دل مین پہنچا حالانکہ کتاب پیدایش کے اونتالیسوین باب مین یوسف کے قید کرنے کا
حال مفصل مرقوم ہے اوسمین کہین اس جملے کا پتا نہین لگتا اور قید کرنے سے بیڑیون کا ڈالنا
لازم نہین آتا اور کتاب پیدایش کے سوا عہد عتیق کے کسی اور کتاب مین بھی جو زبور سے پہلے
ہین یہہ حال مرقوم نہین **گیارہوین مثال** کتاب ہوسیع کے بارہوین باب کے
چوتھے ورس مین حضرت یعقوب کا حال یون مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء وہ فرشتے کے ساتھہ
کشتی لڑا اور غالب آیا وہ رویا اور اس سے برکت خواہ ہوا الخ اور یعقوب کے کشتی لڑنے
کا حال کتاب پیدایش کے بتیسوین باب مین مفصل مرقوم ہے نہ وہان نہ عہد عتیق کی کسی
اور کتاب مین ہوسیع کے کتاب کے سوا اس جملہ کا وہ رویا پتا لگتا ہے **بارہوین مثال**
کرنتھیون کے پہلے نامہ کے پندرہوین باب کے ساتوین ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ و سنہ ۱۸۴۴ء
بعد اوسکے پانسو بھائی سے زیادہ تھے جنھین وہ ایکبار دکھائی دیا اور اکثر ان مین سے ہنوز
موجود ہین پر کتنی ایک سو گئے ہین حالانکہ چارون انجیلون مین اوسکا پتا نہین لگتا **تیرہوین**
مثال کتاب اعمال کے بیسوین باب کے پینتیسوین ورس مین پولوس مقدس کے قول کے
اندر یون مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ و سنہ ۱۸۴۴ء خداوند یسوع کی باتین یاد کرو کہ اوسنے کہا ہے
کہ دینا لینے سے مبارک ہے حالانکہ جناب مسیح کا یہہ قول چارون انجیلون مین کہین منقول
نہین **چودہوین مثال** آدم اور شیث اور انوس وغیرہم سب کی اولاد کے نام
توریت مین مسطور نہین ہوئے سوا اس صورت مین اگر کسی اور تاریخ یا کتاب مین کوئی ان

۱؎ رسالہ طریق الاولیا مین جو پادری ولیم اسمٹ کی تصنیف ہے مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۵۰ آدم کے
فرزندون کا حال کم لکھا ہے پر شیث کے عمدہ قوم کے نسب نامے بہت اور بڑی خبرداری سے لکھے گئے کیونکہ
اس مین برکت تھی یہان تک کلام ولیم اسمٹ کا تھا سو دیکھو آدم کے اور فرزندونکا حال کم مرقوم
ہوا ہے ۱۲ منہ

ناموں سے مذکور ہو تو اوسکو کاذب نہ کہینگے اور نہ توریت کے مخالف شمار کرینگے دیکھو
متی کے باب اول مین وے سب نام جو زربابل کے بعد مذکور ہین وے توریت مین کہین
نہین پائے جاتے بہرحال یہہ بات توکر جاگی کتب مین موجود نہو اور پچھلی کتاب مین پایا جاوے
اسے مخالف کہین محض ہرج ہے اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈمینٹ مین کتاب دوم سلاطین
کے چودہوین باب کے ۲۵ ورس کے شرح مین یون مرقوم ہے کہ اس یونس پیغمبر کا فقط یہی
ورس مین اور اس مشہور پیام مین جو نینوے کو دیے گئے ذکر ہے اور بس اور وے پیشین گوئیان
جن سے اونھون نے یروبعام بادشاہ کو سریا کے بادشاہ کے لڑائی پر دلیر اور تیز کیا تھا
کہین مرقوم نہین مگر اوس کا سبب صرف یہی نہین کہ بہت سے پیغمبرون کے مکتوبات ہمارے
پاس نہین رہے بلکہ یہہ ہے کہ پیغمبرون نے اپنے بہت سے پیشین گوئیون کو لکھا بھی نہین
ہے یہانتک ان مفسرون کا کلام تھا دیکھو اس قول کو وے پیشین گوئیان جن سے اونھون
نے یروبعام بادشاہ کو سریا کے بادشاہ کے لڑائی پر دلیر اور تیز کیا تھا کہین مرقوم نہین
اور اس قول کو کہ پیغمبرون نے اپنے بہت سے پیشین گوئیون کو لکھا بھی نہین کیسے صاف
دلالت کرتے ہین کہ پیغمبرون نے بہت سی اچھی باتون کو بھی نہین لکھا اور یوحنا کی انجیل
کے ۲۱ باب کے ۲۵ ورس مین نسخہ ۱۸۴۱ اور بھی بہت سے کام ہین جو یسوع نے کیئے
کہ اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو دنیا مین نہ سماتین دیکھو یہہ
قول دلالت کرتا ہے کہ حضرت مسیح کے حالات مین سے بہت ہی تھوڑا لکھا گیا ہے اور
اسی طرح اور موضع ہین اور ان چارون انجیلون مین بھی اگر ہم بات کے شواہد طلب کرو
تو بکثرت نکلینگے درازی کے خوف سے ان کو نہین ذکر کرتا نمونہ کے طور ازالۃ الاوہام کے
مقدمہ کے دوسرے فائدے کے اندر مذکور ہوے ہین ناظر وہان دیکھ لے **سیوم** اسی
عبارت سے کہ ان کی کتابون مین ایک حال ایک طرح سے منقول ہے اور قرآن مین اور طرح
سے سو اسکا حال یہہ ہے کہ اگر وہان تاویل سے تطبیق ہوجاتی ہے اور تاویل سے کوئی دلیل

مانع نہین تو تاویل کرینگے اور پادریون کی مجال نہین کہ تاویل پر حرف گیری کرین۔ وگرنہ
دیکھین ان ساتہہ اختلافات انجیلیہ کو جنکا ذکر دوسرے سوال کے جواب مین گذرا اور
ان اختلافات کو جنکا ذکر سترہوین سوال کے جواب مین آتا ہے اور اپنے گھر کی ان
تاویلات کو ان اختلافات کی بابت کہ کیا ہی بعید ہین اور اگر تاویل وہان نہین ہوسکتی تو
اس جا قرآن کا مخالف غلط ہوگا خصوصًا اگر وہ مخالف قصہ یا کہانی ہو کیونکہ ان کی کتابون
کی تحریف یقینی ہے اور یروشالم کی بربادی کے بعد یہودیون اور عیسائیون مین بہت سی
جھوٹی حکایتین پھیل گئی تھین اور وے حکایتین ان کی کتابون مین کاتبون کی جہالت یا ان
کی بددیانتی سے کہ دوسری صدی سے مذہب کی ترقی کے لئے جھوٹ بولنے کو مستحبات
دینی سے سمجھنے لگے تھے داخل ہوگئین اور اوسپر اونکے علمای محققین کا اقرار ہے چنانچہ
انشاء اللہ سترہوین سوال کے جواب مین آتا ہے اور پادریون کو بھی اپنے گھر سنبھالنے کو ایسی
مخالفت مین مشکل پڑی ہے کیونکہ بعض بعض جا عہد جدید عہد عتیق سے اور عہد عتیق کا نسخہ
عبری عہد یا جا نسخہ یونانی سے ایسا مخالف واقع ہوا ہے کہ جب تک ایک کو محرف یا غلط
نمانین کوئی صورت بن نہین پڑتی اور اونکے قدما نسخہ یونانی کو صحیح اور عبری کو غلط اور محرف
جانتے تھے اور اب اکثر متاخرین عبری کے حامی ہوکر یونانی کو غلط بتلاتے ہین اور یونانی کا
غلط کہنا کچھہ عبری کے غلط کہنے سے کم نہین جیسے انشاء اللہ سترہوین سوال کے جواب مین
ان سب امور کی بھی تشریح آتی ہے **سترہوان سوال** تم کس دلیل سے ثابت سترہوان سوال
کرسکتے ہو کہ پہلے کلام الٰہی یعنے توریت اور انجیل کو نصاری اور یہودیون نے ازراہ دشمنی
یا دیدہ و دانستہ بدل دیا ہے **جواب** جس دلیل سے ہم ثابت کرتے ہین اسکو کتاب جواب
اعجاز عیسوی مین لکھہ چکا ہون اور وہ جو کتاب فقط تحریف کے اثبات مین لکھی گئی ہے اور
بفضل اللہ کافی ہے تو احتیاج نہین کہ اسجا کچھہ لکھون لیکن جو یہ مسئلہ ان مسائل مین جنکی
بابت محمدیون اور عیسائیون مین نزاع ہے ایک بڑا مسئلہ ہے اور فرقے پروٹسٹنٹ کے پادری

واعظ جب سے ہندوستان مین آئے ہین اپنی تحریر اور تقریر مین اسکی بابت بہت شور و غل مچاتے ہین اور واویلا کرکے ایک عالم کو سر پر اٹھاتے ہین اور سائل کے نزدیک بھی یہہ ایک بڑا مسئلہ ہے اور اکثر باقی سوال اسکے اس سے متعلق ہین تو مناسب معلوم ہوا کہ اسکو اعجاز عیسوی کے فقط حوالہ پر نچھوڑون بلکہ اچھا بھی لکھون سو بفضل اللہ لکھتا ہون اور اس مسئلہ کے مہتم بالشان ہونے کے سبب درازی سے نڈرونگا اور جو عہد عتیق اور جدید کے کتابون کا الہامی ہونا یا نہونا بھی اسی مسئلہ سے مناسبت رکھتا ہے اور سایل بھی ان کتابون کی نسبت کہی جا کلام الہی کا لفظ بولا ہے سو اسبات کی تحقیق بھی اسی جواب مین کرونگا اور انشاء اللہ ان سب امور کو ایسا لکھونگا کہ منصف لوگ تسکین پاکر خوش ہوجاوین گو منکر بے انصاف اپنے آپکو خداتعالے کے اس قول کا[ل] وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا کا مصداق کر دکہلاوین اور اس جواب کو بارہ[۱۲] موضع پر تقسیم کرکے ہر موضع کو ہدایت کے لفظ کے ساتھہ تعبیر کرونگا اور پہلے موضع مین بتلاؤنگا کہ اہل کتاب جس کتاب کو جس مصنف کے طرف نسبت کرتے ہین اسکی کوئی سند کامل نہین اور دوسرے موضع مین بتلاؤنگا کہ عہد عتیق کے کتابون کی عبری اور یونانی اور سامری نسخے کی کیا حقیقت ہے اور کس نے کس نسخہ کو اچھا جانتا ہے اور تیسرے موضع مین بتلاؤنگا کہ تینون نسخون مین ایسا اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے اور چوتھے موضع مین ان وجوہ کا بیان کرونگا کہ جس سے ثابت ہوجاوے کہ اگلے زمانے مین تحریف کا ہوجانا اور چل جانا کچھہ ممتنع اور مشکل نہ تھا بلکہ ممکن اور بہت ہی سہل تھا اور پانچوین موضع مین ظاہر کرونگا کہ تحریف کی قسمین ان کی کتابون مین متحقق ہین اور چھٹے موضع مین بیان کرونگا کہ اگر کسی اگلے پیغمبر کی کتاب مین کچھہ تحریف ہوگئی تو پچھلا پیغمبر اسکے سنوارنے مین متوجہ نہین

ل یہہ قول سیپارے انیسوین کے رکوع سولہوین مین سورہ نمل کے چودہوین آیت کے اندر واقع ہوا ہے اور معنے اسکے یون ہین اور انسے منکر ہوگئے اور انکو یقین جان چکے تھے اپنے جی مین بے انصافی اور غرور سے ۱۲ منہ

ہوا اور اس سے وہ تحریف نہین نکلی اور ساتوین موضع مین بتلاونگا کہ عیسائی مذہب کے مخالف بلکہ بعضے بعضے فرقے موافق بھی علما سلفاً خلفاً تحریف کی دہائی دیتے چلے آئے ہین اور آٹھوین موضع مین بتلاونگا کہ انکی کتابون مین ایسے اختلافات اور غلطیان ہین کہ اگر اور سب امور سے قطع نظر کرین تو وے بھی اسبات کے مقتضی ہین کہ یا تو ان مین تحریف ہوی یا ان کے لکھنے والے الہامی شخص نہ تھے اور نوین موضع مین بتلاونگا کہ جو لوگ اب تک ان کتابون کے الہامی ہونے کے قائل ہین ان کو بھی بناچاری تمام بعضے مواضع مین تحریف کے تسلیم کے سوا چارا نہین اور اسی موضع مین ان کے اقرار کے موافق یہہ بات بھی ثابت کرونگا کہ مدت دراز کے بعد ان بعض مواضع مین وہ تحریف ایسی چل گئی کہ برابر سب نسخون مین پھیل پڑی اور دسوین موضع مین بتلاونگا کہ اگر تحریف سے قطع نظر کرین تو بھی ان کتابون کا الہامی ہونا ثابت نہین ہوتا اور اہل کتاب کے صدہا علمانے اکثر مواضع مین دیدہ ودانستہ ان کتابون کے مخالف کہا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر ان علماء کے نزدیک یے سب الہامی ہوتین اور ان مین تحریف نہوتی تو یے لوگ بھی مخالفت کیون کرتے اور گیارہوین موضع مین بتلاونگا کہ جو ان کتابون کے موافق پیغمبرون کی عصمت کسی گناہ سے بجز یکہ زنا اور بت پرستی اور احکام تبلیغی مین جھوٹ بولنے سے بھی ثابت نہین اور انھین کتابون کے موافق معجزے اور کرامت صدور نبوت کی دلیل نہین بلکہ ایمان کی علامت بھی نہین تو اس سبب سے ان کتابون کے نہ الہامی ہونے مین ایک اور شبہہ ہے اور بارہوین موضع مین انکے بعضے ترجمون کا حال اور اسیطرح جناب مسیح اور حوارین کی گواہی اور بعضے پرانے نسخون کا حال لکھونگا بعد اوسکے اپنی راے کو عہد عتیق اور جدید کی نسبت بیان کرونگا اور پادریون کے شبہات کو ہر موضع کے مناسب اسی موضع مین نقل کرکے جواب دونگا لیکن میزان الحق کے پہلے باب کی تیسری فصل کو اعجاز عیسوی مین حرفاً حرفاً نقل کرکے جواب دیچکا ہون اور اسکے سب رطب ویابس کو بھی لکھ چکا ہون تو اس لحاظ سے اسکو یہان قلم انداز کرونگا

پہلی ہدایت

ربّ النصرفی ہبایکذبون **پہلی ہدایت** کسی کتاب کے سماوی اور واجب التسلیم ہونے کے واسطے ضرور ہے کہ یہہ بات بدلیل معلوم ہو کہ وہ کتاب فلانے نبی کی معرفت عطا ہوی اور وہی اب تک صحیح و سالم ہم تک پہنچی ہے اسی لئے اہل اسلام عہد عتیق اور جدید کے کتابون کی سند علمای عیسائی مذہب سے مانگتے چلے آتے ہین اور آجتک یہہ لوگ سند متصل[۱] پیش نہین کرسکتے ہان مجبور وار عاجز ہوکر بیٹھے ہین مگر ایسا دعا تو کچھہ بھی کام نہین آتا اور جسکو یہہ لوگ سند کہتے ہین وہ صرف ایک ظن اور انکل ہے اور ظن اور انکل کو دلیل قطعی اور سند محکم نہین کہہ سکتے چنانچہ انشاء اللہ عنقریب توریت کے تیسری دلیل کے ذیل مین معلوم ہوجاتا ہے اور ایک کتاب فقط کسیکے طرف منسوب ہونے سے اسکی تصنیف نہین ہوسکتی بلکہ ایسا بیہودہ دعوی کرنا سراسر انصاف کے خلاف ہے اور عیسائیون کو بڑی ہی مشکل مین ڈالیگا اسلیئے کہ ان پانچ کتابون کے سوا کتاب مشاہدات اور پید ایش کی چھوٹی[۲] کتاب اور کتاب معراج اور کتاب الاسرار اور کتاب تستمنٹ اور کتاب الاقرار بھی حضرت موسی کے طرف منسوب ہین اور اب عیسائی ان سب کو جعلی سمجھتے ہین اور اسی طرح چوتھی کتاب عزرا کی عزرا کی طرف اور کتاب معراج اشعیا اور کتاب مشاہدات اشعیا اشعیا کی طرف اور مشہور کتاب یرمیا کے سوا ایک اور کتاب یرمیا کے طرف اور چند ملفوظات حبقوق کی طرف اور چند زبور سلیمان کے طرف اور اس عہد جدید مشہور کی کتابون کے سوا ستر انجیل اور نامجات اور مشاہدات سے زائد زائد حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم اور حوارین اور تابعین حوارین کے طرف منسوب ہین اور کلیسہ گریک اور رومن کاتلیک اور فرقے پروٹسٹنٹ کے نزدیک اب یے سب جعلی اور جھوٹی کتابین ہین اور عزرا کی تیسری کتاب جسکو کلیسہ گریک اب تک الہامی اور مقدس مانتا ہے

---

[۱] اور سند متصل کے معنے کا بیان بارہوین ہدایت کے چوتھے قسم کی پہلی تنبیہ مین آتا ہے ۱۲ منہ رح

[۲] اس کتاب کا ذکر محقق نورٹن کیا ہے ۱۲ منہ رح

اور رومن کاتولیک اور پروٹسٹنٹ اسکو الہامی نہین سمجھتے عزرا کی طرف منسوب ہے
تو دیکھو یہہ سب کتابین ان شخصون کی جنکی طرف منسوب ہین تصنیف نہین کہی جاتین اور
رومن کاتولیک اور پروٹسٹنٹ ان کو نہین مانتے اور چند کتابین اور ہین جنکو رومن
کاتولیک الہامی اور واجب التسلیم سمجھتے ہین اور پروٹسٹنٹ اسکو جعلی اور جھوٹی اور
محرف بتلاتے ہین چنانچہ ان سب امور کی تشریح اس ہدایت مین اور چوتھی ہدایت مین
آتی ہے اور سلف کے یہود اور عیسائی تو جعلی کتاب کے بنانے اور کسی پیغمبر یا بزرگ شخص
کی طرف اسکی نسبت کردینے مین طاق تھے اور دین کی ترقی کے واسطے اس قسم کے جھوٹ
بولنے کو مستحبات دینی سے سمجھتے تھے بھلا اس صورت مین جب تک کسی کتاب کی سند
کامل نہ ملے تو ہم کسطرح اسکو مانین اور اگرچہ اس مقام مین جب تک یہہ لوگ سند کامل نہ
گذرانین ہم کو مجرد انکار کفایت کرتا ہے اور سند کی دلیلین گذارنے انکے ذمہ ہین مگر تبرعًا ان
کتابون کے بے سند ہونے کی کچھہ وجوہ لکھونگا لیکن جو سب کے حال لکھنے مین بہوت طول ہوتا
ہے اور کتاب اعجاز عیسوی مین سب کا حال مرقوم ہے تو اسلئے عہد عتیق اور عہد جدید کے
بعض بعض کتابون کا حال لکھونگا وباللہ التوفیق کہتا ہون مین کہ اول توریت کے پانچ کتاب
جو حضرت موسے کے طرف منسوب ہین انکی نسبت صحیح نہین اور محقق نورٹن نے جو عیسائی
مذہب ہے اپنی کتاب الاسناد کے دوسرے جلد مین اسبات کو بدلایل ثابت کیا ہے اور
اولہ کے بعد کہتا ہے کہ ان وجوہ کا لحاظ کرکے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی سند اسبات کی نہین کہ
یہہ توریت موسے کی تصنیف ہے سو جسکو زائد تحقیق منظور ہوا وسمین دیکھے اور اس جاگہ
بھی مختصر طور سے حواریون کے عدد کے موافق بارہ دلیلون کو ذکر کرتا ہون

پہلی دلیل

سلہ گو بعض پادری متعصب اسکو سچا عیسائی نہ کہے علاوہ اسکے بمقتضای انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے
اس کے مذہب سے کیا کام قول کو دیکھنا چاہئے اگر کوئی ملحد یا مشرک کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہین تو اسکے الحاد
اور شرک کا لحاظ کرکے یون نہ کہینگے کہ یہ قول غلط ہے ۱۲ منہ رحمہ

پہر کہ توریت کا وہ نسخہ جو کتاب استثنار کے اکتیسوین باب کے موافق حضرت موسے نے اپنے ہاتہہ سے لکہہ کر اسکو لاویکاہنون اور بنی اسرائیل کے سارے بزرگون کے حوالے کرکے حکم کیا تھا کہ شہادت کے صندوق کے اندر رکھو اور ہر سات برس کے آخر مین عید کے روز سارے بنی اسرائیل کو سنایا کرتے رہو حضرت سلیمان کے عہد سے پہلے جاتا رہا تھا کیونکہ ان کے عہد مین جب وہ صندوق کھولا گیا تو اس مین ان الواح کے سوا جن پر دس احکام لکھے ہوے تھے اور کچہہ نتھا سلاطین کی پہلی کتاب کے آٹہوین باب کے نوین درس مین ہے نسخہ ۱۸۲۵ء اور صندوق شہادت مین پتھر کی ان دو لوحون کے سوا کچہہ نتھا کہ جنھین موسے نے حوریب پر اسمین رکھا جبکہ یہواہ نے بنی اسرائیل سے عہد باندھا اور وے زمین مصر سے نکلے تھے نسخہ ۱۸۴۴ء اور صندوق شہادت مین پتھر کی ان دو لوحون کے سوا کچہہ نتھا کہ جنھین موسے نے حورب پر اسمین رکھا الخ فارسیہ ۱۸۳۸ء در صندوق چیزے نبود جز دو لوح سنگی کہ موسے در حوریب دران نہاد الخ فارسیہ ۱۸۴۵ء در صندوق چیزے نبود سواے دو لوح سنگ کہ موسے در حوریب در انجا گذاشت الخ اور اور ترجمے بہی موافق ہین اور کئی صاحب اور فرنچ صاحب نے مباحثہ مین مجہ سے کہا کہ تحریف ممکن نتھی کیونکہ توریت کا نسخہ موسے کا لکہا ہوا بخت نصر کے زمانے تک محفوظ اور صندوق کے اندر باحتیاط تمام رکہا تھا کہ جو بادشاہ تخت پر بیٹھتا تھا اسکو اپنا دستور العمل ٹہراتا تھا پس اسمین تحریف کیونکر ہو سکتی مینے کہا کہ وہ کونسے صندوق مین تھا آیا اسی صندوق مین جسمین دو لوحین رکھی ہوی تھین بولے ہان مینے کہا کہ اسمین تو حضرت سلیمان کے عہد مین بہی نتھا بخت نصر کے عہد کا تو کیا ذکر اسکو سنکر دونون نے تعجب کی راہ سے پوچھا کہ کس نسل سے کہتے ہو مین نے کہا کہ سلاطین کی پہلی کتاب کے آٹھوین باب کے موافق بولے کس جاے مین نے یہی نوان درس دکہلایا اسکو دیکہہ کر دونون چپ ہو رہے بہر حال وہ نسخہ سلیمانؑ کے عہد سے پہلے ہی جاتا رہا تھا اور ان پادریون کی غفلت تھی اور

گمان غالب یہہ ہے کہ وہ نسخہ اس زمانے مین گم ہوا ہوگا جس زمانے مین فلسطانی کافر
اس صندوق کو لوٹ کر لے گئے تھے اور چھے سات مہینے تک انھین کے ملک مین رہا
تھا جیسا یہہ حال سموئیل کی پہلی کتاب مین چوتھے باب سے چھٹے باب تک مرقوم ہے
اور اس نسخے کی نقلین بھی نہ پھیلنے پائی تھین اسلیئے کہ یوشع ؑ کی زندگی تک بنی اسرائیل
کو لڑائیون کی کثرت کے سبب نہ اتنی فرصت تھی اور نہ اس سبب سے کہ اصل وہ نسخہ موجود
تھا اور ہر سات برس کے آخر مین موسیٰ کی وصیت کے موافق ہر ایک اس سے سن لیتا
تھا اس کے نقل کی حاجت تھی اور یوشع ؑ اور ان کے ہم عہد جب مرگئے تو بنی اسرائیل
نے خدا کو چھوڑ دیا اور مرتد ہوکر بت پرست بن گئے اور بہت جلد مرتد ہوے اسکے بعد خدا
نے قاضی ان پر مقرر کیئے تب بھی وے پوری طرح باز نہ آئے اور قاضیون کے مرنے کے
بعد تو بہت ہی خراب اور شدت سے بت پرست بنے اور کنعانیون اور حاویون اور
اموریون اور فرزیون اور حاتانیون اور یوسیون سے رشتے ناتے اور باہم نکاح کیئے
اور ان مین غٹ پٹ ہوگئے اور بعل اور اسیرتا بتون کو پوجنے لگے جیسا کہ کتاب القضات
کے دوسرا اور تیسرے باب مین مصرح ہے اسکے بعد حضرت سلیمان کے آخر عہد تک
یہہ نوبت رہی کہ کبھی توبہ کی اور کبھی بت پرست بنے اور ان وقتون مین حضرت داؤد
کے سارے عہد سلطنت اور سلیمان کے کچھہ عہد تک انکا حال خدا پرستی مین بہت اچھا
رہا مگر سلیمان کے آخر عہد سلطنت مین ایک بڑی آفت پڑی کہ ان کے مقدس کتابون کے
موافق خود سلیمان بھی مرتد بن گئے اور اونھون نے بتخانے بنوائے اور ملکوم اور عسترورت
بتون کی پرستش کی اور اون کے حضور بخور جلایا کرتے اور قربانیان گزرانا کرتے تھے
جیسا سلاطین کی پہلی کتاب کے گیارہوین باب مین مصرح ہے سو جب بادشاہ کا یہہ
حال ہو تو بموجب الناس علے دین ملوکھم کے ان کی رعیت کا حال جن کے دل
پہلے ہی سے بت پرستی کے طرف راغب تھے اور سارے پیٹے شریعت کی پیروی کرتے تھے

کیا پوچھنا چاہیے اور سلیمان ؑ کے مرتے ہی بنی اسرائیل کے بارہ فرقون مین پھوٹ پڑی
کہ دس فرقے ایک طرف ہوے اور دو فرقے ایک طرف سو دس فرقون نے ایک علیحدہ
بادشاہت ٹھہرائی اور اوسکا نام اسرائیل سلطنت رکھا اور یوربعام ایک نامور سردار کو
اپنا بادشاہ ٹھہرایا اور دو فرقون نے رجبعام بن سلیمان کو اپنا بادشاہ سمجھا اور اس سلطنت
کا نام یہوداہ کہا گیا اب دونون سلطنتون کا حال سنئیے کہ یوربعام کے ورغلانے سے پہلے دس
فرقون مین خدا پرستی متروک اور بت پرستی شروع ہوی اور بتخانے بنائے گئے جیسا سلاطین
کی پہلی کتاب کے بارہوین باب مین ہے بعد اسکے ان فرقون مین اڑھائی سو برس
تخمینا بت پرستی قائم رہی بلکہ انکی بت پرستی پر اور بدی دن بدن ترقی کرتی گئی اور اس
عرصے مین اٹھارہ بادشاہ ہوے لیکن سب کے سب کافر اور بت پرست انکی اس شرارت پر
خدا تعالے نے اسوریون کو ان پر مسلط کیا اونھون نے اول انکے ملک کو لوٹ لوٹ کے ویران کر دیا
پھر وہان کے بادشاہ نے اس ملک پر اپنا قبضہ کر لیا اور دس کے دس فرقون کے باقی ماندہ
لوگون مین سے اکثر لوگون کو اسیر کر کے اپنی بادشاہت کے اور ملکون مین لے گیا اور صرف
تھوڑے آدمی کنعان مین رہ گئے اور اور جگہہ کے عوام بت پرست لوگون کو لا کر اس ملک مین
بسایا اور باقی بنی اسرائیل کی جو ان عوام سے آمیزش ہوی ان کی اولاد سامری کہلائی اور یہہ
اسیری اسور کی اسیری کہلاتی ہے جو ہوشع کے آخر عہد سلطنت مین جو اس سلطنت اسرائیلی
اٹھارہوان اور آخر بادشاہ تھا سات سو اکیس برس قبل ولادت مسیح کے ظہور مین آئی
اور ان فرقون مین جب بت پرستی شروع ہوی تھی تب ہی سے بنی لیوی اور کاہن
سب کے سب انمین سے جلا وطن ہو کر یہودا کے ملک مین آ بسے تھے سو ان حالات اور
آفات کا لحاظ کر کے مظنون یون ہوتا ہے کہ ان فرقون مین توریت کا وجود نہو کیونکہ اس
کفرستان مین ایسے گوسالے پرست اور بت پرستون کو توریت سے کیا کام رہا تھا
اور اس حال کو سلاطین کی دوسری کتاب کے سترہوین باب کے بعضے فقرات کی نقل

پر ختم کرتا ہون نسخہ سنہ ۳۲۹ ع ۶ اور ہوسیع کی سلطنت کے نوین برس شاہ اسور نے سامرہ
پر قبضہ کر لیا اور اسرائیلیون کو اسیر کر کے لے گیا اور انھین صلاح اور جبور مین جو جوزان کی
نہر کے نزدیک تھے اور مادی کی بستیون مین بسایا ۷ اسلیئے کہ بنی اسرائیل نے یہواہ
اپنے خدا کے حضور جسنے ان کو زمین مصر سے نکال کے شاہ مصر فرعون کے ہاتھہ سے نجات
بخشی بدکاریان کیان اور بتون کی پرستش کی ۸ اور ان اجنبی گروہون کی سنتون پر چلے جنھین
یہواہ نے بنی اسرائیل کے آگے سے خارج کیا ۹ اور اسرائیلی بادشاہون کی سنتون پر جو
انھون نے اختیار کین اور یہواہ اپنے خدا کی مرضی کے خلاف پنہانی پنہانی ایسے ایسے کام
کئے جو بہلے نتھے اور انھون نے اپنی ساری بستیون مین نگہبانونکے برج سے لیکے محصور شہر تک
اونچے اونچے شوالے بنائے ۱۰ اور ہر ایک اونچے کوہ پر اور ہر ایک ہرے درخت تلے
مورتین نصب کیان اور جھنڈ لگائے ۱۱ اور سب اونچے مکانون پر ان غیر گروہون کے مانند
جنھین یہواہ نے انکے سامنے سے دفع کیا خوشبوئیان جلائین اور شرارتین کیان یہان تک
کہ یہواہ کو غصہ دلایا ۱۲ کیونکہ انھون نے بت پوجے باوجودیکہ یہواہ نے انھین کہا تھا
کہ تم یہہ کام نہ کیجیو ۱۶ اور انھون نے یہواہ اپنے خدا کے حکم کو ترک کیا اور اپنے لیئے دو ڈھال
مورتین یعنی دو ڈھالی ہوئی گائین اور جھنڈے بنائے اور آسمانی ستارونکی پرستش اور باعل
کی عبادت کی ۱۷ اور انھون نے اپنے بیٹا بیٹی کو آگ مین چڑھایا اور غیب گوئی اور تفاؤل
کیا اور اپنے نفسون کو تسلیم کیا کہ یہواہ کے حضور بدکاریان کرین اور یہواہ کو غصہ دلائین ۱۸
ان باعثون سے یہواہ بنی اسرائیل پر نپٹ غصے ہوا اور اپنی نظر سے انھین گرا دیا انمین
سے کوئی نہ بچا مگر خالی بنی یہودا کا فرقہ ۱۹ اور بنی یہودا نے بھی یہواہ اپنے خدا کے حکمون کو یاد نہ
رکھا اور ان قانونون پر چلے کہ جنھین اسرائیلیون نے ایجاد کیا اور یہہ جملہ انمین سے کوئی نہ بچا
اور ترجمون مین یون ہے نسخہ سنہ ۳۲۹ ع انمین سے کوئی نہ بچا مگر بنی یہوداہ کا فرقہ فارسیہ
سنہ ۱۶۳۹ ع کے باقی نہ رہا جز فرقہ یہودا و بس + اور جب سلطنت اسرائیلیہ کا حال معلوم ہو چکا

سو سلطنت یہودا کا حال بھی سنئیے گو اجمالاً عبارت منقولہ بالا سے اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ اس سلطنت والے بھی سلطنت اسرائیلی کی راہ چلے کہ بادشاہت کے جدا ہونے کے بعد یروشالم مین تین سو بہتر برس کے عرصہ مین بیس بادشاہ ہوے اور انمین بت پرست بادشاہ دیندار بادشاہون سے زیادہ ہوے رحبعام ہی کی سلطنت مین اس بت پرستی نے جسنے سلیمان کے مرتد ہونے کے وقت سر اوٹھایا تھا زور پکڑا اور ہر ہرے درخت کے تلے بت بنائی گئیے اور پانچون برس مصر کے بادشاہ نے اورشلیم پر فتح پاکر خدا کے گھر کا سارا اسباب اور بادشاہ کے گھر کا سارا خزانہ لوٹ لیا اور یہہ کفر اور بت پرستی بیس برس تک برابر رہی پھر آسا نے تخت پر بیٹھکر بت پرستی کو دور کیا اسکے بعد اموحیا کے وقت تک کبھی بت پرستی چمکی اور کبھی گھٹی لیکن بالکل موقوف نہوئی اور اموحیا کے وقت مین شاہ اسرائیل گوسالہ پرست اور بت پرست نے اموحیا کو پکڑ لیا اور یروشالم مین آکے خدا کے گھر اور بادشاہ کے گھر کو لوٹ لیا پھر بادشاہ آخذ تخت نشین ہوا اور شدت سے بت پرست بنا کہ یروشالم کے کونے کونے مین بعل کے لئیے مذبح بنائے اور خدا کے گھر کے دروازون کو بند کرا دیا اور خدا کے گھر کے برتنون کو کٹوا ڈالا اور یہودا کے ہر ایک شہر مین اسلئیے بڑے بڑے بتخانے بنوائے جیسا اخبار الایام کے دوسری کتاب کے اٹھائیسوین باب مین مصرح ہے پھر حزقیاہ نے تخت نشین ہوکر اس بت پرستی کو دور کیا پھر اوسکا خلف بیٹا منسی تخت نشین ہوا اور اوس نے پچپن برس اپنے عہد سلطنت مین بت پرستی کو چمکایا اور اوسکے باپ نے جو بتخانے گرائے تھے پھر ان کو بنایا اور خود بیت المقدس کے صحن مین بتخانے بنوائے اور بیت المقدس کے اندر ایک بت بنواکر رکھا اور کافرون کے رسم کے موافق اپنے بیٹے کو آگ مین جلا دیا اور بنی یہودا سے بت پرستی کرائی اور ان کو مرتد کر ڈالا جیسا سلاطین کے دوسری کتاب کے اکیسوین باب مین ہے پھر عمون اسکا بیٹا سلطنت کے تخت پر بیٹھا اوسنے بھی منسا کی طرح بت پرستی کو چمکایا سوا ان وجوہ کا لحاظ کرکے تربیت کا حال اس فرقے مین بھی ایسا ہی ہوا

جیسا ان کے بھائیون مین تھا کہ کوئی نجانتا تھا کہ وہ کیا ہے اور یہی حال یوسیاہ کے سترہوین
سال جلوسی تک رہا لیکن ہرگاہ کہ یہہ بادشاہ بہت ہی نیک نیت تھا جیسا کہ سلاطین کے
دوسری کتاب کے تیئیسوین باب کے پچیسوین ورس مین یون مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۹ع

سو اسکے مانند نہ اگلے زمانے مین ایسا کوئی بادشاہ ہوا جو اپنے سارے دل اور اپنی ساری

جان اور اپنے سارے زور سے موسے کی ساری شریعت کے مطابق یہوواہ کی طرف پھرا
اور نہ بعد اسکے کوئی اسکے مانند ہوا تو اس بادشاہ کو موسوی شریعت کی اتباع کا بڑا خیال
رہتا تھا سو اوسی اوسکے اٹھارہوین سال جلوسی مین حلقیا کاہن نے ظاہر کیا کہ مجھے توریت
کا ایک نسخہ بیت المقدس کے اندر سے ملا ہے سو وہ نسخہ دستور العمل ٹھہرا اگر اسکی صحت قیت
مین کلام ہے اسلئے کہ جب اصل نسخہ سلیمان ع کے عہد سے پہلے ہی گم ہو چکا تھا اور اس بادشاہ
کے عہد سے پہلے خدا کا گھر کئی بار لٹ چکا تھا کبھی اسکے صحن تبخانے بنے تھے اور اوسکے اندر
بت رکھا گیا تھا اور اس بادشاہ عادل کے سترہ برس عہد سلطنت تک باوجود ایسی بڑی خونریزی
کے توریت کا وجود مین نتھا اور اس سترہ برس تک کاہن لوگ رات دن بیت المقدس کے
اندر آتے جاتے تھے اور تب تک وہ نسخہ نملا تھا تو اب اٹھارہوین برس بیت المقدس کے
اندر سے پڑا ہوا کہانسے مل گیا غالبًا جو ان وقتون مین یہود مین جعلسازی کا بڑا ہی رواج تھا
اور کاہن اور غیر کاہن جھوٹ بولتے تھے اور صدہا پیغمبر کاذب جھوٹے جھوٹے الہام ظاہر
کرتے تھے تو حلقیا سردار کاہن نے بادشاہ کے خیال کو دیکھہ کر خود ہی یا بعضون کی شرکت
سے اس نسخے کو گھڑ لیا ہوگا یا روایات زبانی اسکو جمع کر لیا ہوگا لیکن ان سب باتون سے
قطع نظر کرکے کہتا ہون کہ سلاطین کی دوسری کتاب کے بائیسوین باب مین یہہ حال یون
ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۳ع ۳ اور یوسیاہ بادشاہ کی سلطنت کے اٹھارہوین برس ایسا ہوا الخ ۸ اور سردار
کاہن حلقیا نے سافن کاتب کو کہا مین نے خداوند کے گھر مین توریت کتاب پائی ہے اور حلقیا
نے وہ کتاب سافن کو دی سو اسنے پڑہی ۹ اور سافن کاتب بادشاہ پاس لایا اور بادشاہ

کو خبر دی الخ ۱۰ اب سافن کاتب نے بادشاہ سے کہا خلقیا کاہن نے مجھے یہہ کتاب دی اور سافن نے اوسے بادشاہ کے حضور پڑہا ۱۱ اور بادشاہ نے جو اس کتاب کے مضمونون کو سنا تو اپنے کپڑے پھاڑے اور اسیطرح اخبار الایام کی دوسری کتاب کے چونتیسوین باب مین ہے اور اس حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے یوسیاہ اور خلقیاہ اور سافن کو اس کتاب کا علم تھا اور نہ اسکے احکام سے واقف تھے اور جب انکا یہہ حال ہو تو اور کاہنون اور آدمیون کا کیا اعتبار اور جب اس سلطنت مین جو پہلے درجے کی خداپرستی کا زور شور تھا اٹھارہ برس تک اس کتاب کا ایسا حال ہو تو اور سلطنتون مین اس سے بدتر ہوگا اور باوجود اسکے پھر بھی کسی دلیل سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ وہ کتاب اسیطرح کی پانچ کتابین تھین جیسے اب ہین خیر کچھہ ہو اسکے وقت مین ایک ایسا نسخہ بروایت اعادہ توریت کرکے مانا گیا اور اوسکے تیرہ برس باقی عہد سلطنت تک اسپر عمل رہا لیکن اسکی موت کے بعد جب اوسکا بیٹا ناخلف یاہوحاز تخت پر بیٹھا پھر اوسنے اس کفر کو رواج دیا اور اوسکے وقت مین مصر کے بادشاہ نے اسپر غلبہ پاکر اوسے قید کرکے مصر کو لیگیا اور اسکے بھائی کو تخت نشین کراکے خراج مقرر کر گیا سو اس ناخلف نے بھی اسی کفر کو رواج دیا اور اوسکے وقت مین بخت نصر بابل کا بادشاہ چڑہ آیا اور اوسنے تین برس اطاعت کی پھر باغی ہوگیا اسپر اسکا لشکر پھر آیا اور اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اوسنے بھی وہی کفر پھیلایا اور شاہ بابل سے باغی ہوا اس پر شاہ بابل چڑہ آیا اور فتح پاکر بادشاہ اور جنگی سپاہیون اور خاص لوگون سے دس ہزار کو سارے لوہارون اور بڑھیون سمیت قید کرکے بابل کو لیگیا اور اس بادشاہ کی جگہہ اسکے چچا کو تخت نشین کر گیا سو اوسنے بھی وہ ہی کفر پھیلایا اور شاہ بابل سے باغی ہوا اوسپر اب کے بار شاہ بابل نے فتح پاکر وہ فتور کیا جو الامان اس فتح کے بعد بیت المقدس اور محل شاہی برباد کئے گئے اور بنی اسرائیل قید ہوکر بابل کو گئے اور کنگال لوگ اس ملک مین بسائے گئے جیسا سلاطین اور اخبار الایام کی کتابون مین یہہ سب حال مفصل مرقوم ہے سو ان حادثون اور

کفر یات کا لحاظ کر کے معلوم ہوتا ہے کہ یہودا کے فرقے مین بھی بخت نصر کے حادثے سے پہلے
توریت کا ایسا خاتمہ ہو چکا تھا جیسے بنی اسرائیل کے اور فرقون مین اور بخت نصر کے عہد مین تو
بالکل پتا بھی نرہا اور اس بات کی تحقیق کہ توریت اور عہد عتیق کی اور کتابین گو بخت نصر کے عہد
مین غارت ہو گئی تھین لیکن عزرا نے پھر الہام کے راہ سے انکو لکھہ دیا ہے چھٹی اور بارہوین
ہدایت مین بیان کرونگا **دوسری دلیل** زبور اور کتاب یحمیا اور یرمیا اور خرقیل
کے ملاحظے سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگلے زمانے مین بھی تالیف اور تصنیف کا طریقہ
ایسا ہی تھا جیسا اب ہم مسلمانون مین رائج ہے کہ لکھنے والا اگر اپنی باتین آپ لکھتا یا
معاملات اپنے دیکھے ہوے ضبط کرتا تو کتاب بھر مین کہین نہ کہین ایسا جملہ لکھہ دیتا کہ جس
سے اس کتاب کے پڑہنے والے کو ثابت ہو جا کہ لکھنے والے نے آپ اپنا حال یا معاملہ اپنا
دیکھا لکھا ہے اور یہہ بات توریت کے کسی ایک جملے سے بھی جو قال موسے کے تحت مین
داخل ہو معلوم نہین ہوتی بلکہ اوسمین جہان موسے کا ذکر آیا ہے اسکا غائب کے صیغے سے
ان کو بولا گیا ہے اور ایک جا بھی متکلم کے صیغہ سے تعبیر نہین سو ظاہر ان کتابون کا علی الاعلان
گواہی دیتا ہے کہ لکھنے والا انکا موسے نہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسینے قدیم روایتون کو
مکتوب ہون یا غیر مکتوب یا دونون جمع کر لیا ہے اور متممات قصص اور شان نزول وغیرہ
کو خدا اور موسے کے اقوال سے خلط اور ملط کر دیا ہے اور تمیز کے واسطے اتنا کیا ہے کہ
خدا کے قول کو قال اللہ کے تحت مین اور موسے کے قول کو قال موسے کے تحت مین داخل
کیا ہے اور جو بات جس چیز کے ظاہر سے بوجھی جاتی ہے سو اسکے لئے کچھہ اور وجہ ثبوت کی
درکار نہین البتہ جو شخص ظاہر کے خلاف دعوی کرے اسکے ذمہ اثبات اوسکا لازم ہے
سو آپ عیسائی اگر خواہ مخواہ مدعی ہون کہ نہین ان پانچون کتابون کو حضرت موسے نے
لکھا ہے تو اسکا اثبات اونکے ذمہ واجب ہے اور اون کا مجرد دعوی بلا دلیل ظاہر کے خلاف
ہرگز ہرگز سماعت کے قابل نہین اور اسجا ان سب فقرات کو جو قال اللہ اور قال موسے کے

تحت مین داخل نہین اور ان مین موسے کا ذکر ہے نقل کرتا نہین کیونکہ ان سب کو نقل کرنا گویا
نصف توریت کو نقل کرنا ہے بلکہ نمونے کے طور بعضے فقرات کو نقل کرتا ہون کتاب
خروج کے دوسرے باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء ۱۱ اور ان روزون مین یون ہوا کہ جب موسے
بڑا ہوا الخ ۱۵ جب فرعون نے یہہ سنا تو چاہا کہ موسی کو قتل کرے پر موسے فرعون کے
حضور سے بھاگا الخ ۲۱ تب موسے اس شخص کے گھر مین رہنے پر راضی ہوا الخ اور اس سارے
باب کے اندر موسے کے طرف غائب کی ضمیر پھرتی ہے اور ایسا ہی اور بابون مین سمجھنا
چاہیئے اور اسی کتاب کے تیسرے باب مین ہے ۱ اور موسے اپنے سسر یثرو کے جو مدین
کا کاہن تھا گلے کی نگہبانی کرتا تھا الخ ۴ تب موسے نے کہا کہ مین اب ایکطرف سے جاؤن الخ
اور اسی کتاب کے چوتھے باب مین ہے ۱۴ تب یہواہ کا غصہ موسے پر بھڑکا الخ ۱۸ تب
موسے روانہ ہوا الخ ۲۰ تب موسے نے اپنی جورو اور اپنی بیٹیون کو لیا الخ ۲۸ اور موسی نے
خدا کی جس نے اوسے بھیجا تھا ساری باتین اور معجزے جو اوسنے دیئے تھے ہارون سے کہے
۲۹ تب موسے اور ہارون گئے الخ اور اسی کتاب کے چھٹے باب مین ہے ۲۶ یے وہ ہارون
اور موسے ہین جنھین یہواہ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو ان کی فوجون کے ساتھہ مصر کی
سرزمین سے اسے نکال لاؤ ۲۷ یے وے ہین جنھون نے مصر کے بادشاہ فرعون سے کہا کہ
ہم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے جاوینگے یے وہی موسے اور ہارون ہین ۲۸ اور جس
دن یہواہ نے موسے سے باتین کین یون ہوا اور اسی کتاب کے ساتوین باب مین ہے
۶ موسے اور ہارون نے جیسا یہواہ نے انہین کہا اونھون نے ویسا ہی کیا ۷ اور جس
وقت ان دونون نے فرعون سے گفتگو کی موسے اسی برس کا اور ہارون تراسی برس
کا تھا اور اوسی کتاب کے چونتیسوین باب مین ہے ۳۴ پر جب موسے یہواہ کے آگے
جاتا تاکہ اس سے کلام کرے تو نقاب اوٹھا دیتا یہان تک کہ وہان سے باہر آتا اور جب
باہر آتا تو جو کچھہ کہ اوسے حکم کیا ہوتا سو وہ بنی اسرائیل سے کہتا ۳۵ اور بنی اسرائیل

نے موسیٰ کا چہرہ دیکھا کہ اوسکا چمڑا چمکتا تھا اور موسیٰ نے منہہ پر نقاب ڈالا جب تک
کہ خدا سے باتین کرنے گیا اور کتاب استثنا کے آخر باب تک یہی حال ہے اور یہہ بھی ظاہر
ہے کہ یہان ظاہر سے عدول کی کوئی اچھی وجہ نہین نکلتی اسی لئے ایک فاضل عیسائی مذہب
انصاف کی راہ سے کہتا ہے کہ عبارت توریت دلالت کرتی ہے کہ مصنف اوسکا موسیٰ
نہو کیونکہ اگر وہ ہوتا تو اپنے آپ کو متکلم کے صیغہ سے لکہتا نہ غائب کے صیغہ سے اس لئے
کہ متکلم کے صیغہ مین لکہنے سے اعتبار اوسکا زائد تھا **تیسری دلیل** توریت مین بعضے
بعضے فقرے بلکہ بعضا باب ایسا ہے جو موسیٰ کی تصنیف نہین کہہ سکتے بلکہ بعضے فقرے
تو اسپر دلالت کرتے ہین کہ اوسکا مؤلف داؤد اور سلیمان کے ہم عہد یا اُن کے بعد ہوا ہو
اور عیسائیون کا یہہ دعوے کہ کسی پچھلے نبی نے اگلے انبیا کی کتابون مین ایسے فقرے لاحق
کردئیے ہین محض غلط اور واقع کے خلاف ہے کیونکہ اولا کسی نبی نے کتاب مین یہہ نہین
لکہا کہ مین نے فلانے اگلے نبی کی کتاب مین کچھہ الحاق کیا ہے اور نہ یہہ لکہا ہے کہ فلانے
پچھلے نبی نے فلانے اگلے نبی کے کتاب مین کچھہ الحاق کیا ہے اور نہ کوئی اور سند کامل اس
امر کی ہے ان اگلے مفسر اٹکل پچو تو ایسا کچھہ کہتے ہین کہ شاید فلانے پچھلے پیغمبر یا فلانے پچھلے
نبی نے وہ الحاق کیا ہو مگر یہہ تو ایک مجرد اٹکل اور صرف گمان ہے اور مخالف پر ہرگز ہرگز
ایسا وہم تمام نہین تو اس صورت مین جب تک عیسائی کوئی سند کامل اس الحاق کی نہ
گذرانین گے تب تک جیسا ظاہر ہے یہی حکم کیا جائیگا کہ انہین کتابون کے مولفون کے
وے فقرے کلام ہین اور ہمارے لئے اثبات کی دلیل کامل رہینگے کہ موسیٰ اس توریت
کے مصنف نہین بلکہ بہت دنون کے بعد کسی اور نے انکو تصنیف کیا ہے اور الحمد للہ کہ
عیسائیون کے پاس مجرد گمان کے سوا اور کوئی سند نہین جیسا ان فقرات کے بیان کے ذیل
مین عنقریب واضح ہو جاتا ہے سو یہہ دلیل بلاشبہہ پوری ہے اور ان فقرات سے چند
فقرون کو لکہتا ہون **پہلا فقرہ** کتاب پیدائش کے چھتیسوین[۳۶] باب کا اکتیسوان[۳۱] در

تیسری دلیل

پہلا فقرہ

یون ہے نسخہ ۱۰۹۶ء اور بادشاہ جو زمین ادوم پر مسلط ہوے پیشتر اس سے کہ بنی اسرائیل
کا کوئی بادشاہ ہو ہوچکا ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف اس زمانے کے
بعد گذرا ہے کہ جسمین بنی اسرائیل کے بعض بادشاہ ہوچکے ہون اور بنی اسرائیل مین سب سے
پہلے ساول بادشاہ ہوا ہے جو موسی ع کی موت سے تین سو چھپن ۳۵۶ برس کے بعد تخت نشین ہوا
تھا سو اسکے موافق اوسکا مصنف اتنے عرصہ کے بعد یا اس سے زاید عرصہ کے بعد گذرا ہوگا
آدم کلارک اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے ۲۲۵ صفحہ مین لکھتا ہے نسخہ ۱۸۵۱ء اس ورس سے
انتالیسوین ورس تک کی بات مین خیال کرتا ہون کہ اخبار الایام کی پہلی کتاب کے پہلے
باب سے تینتالیسوین ورس سے پچاسوین ورس تک یہان آگئے ہین کیونکہ یہہ غالب
نہین کہ موسے نے ان کو لکھا ہو اور نہایت قریب القیاس ہے کہ کسی اچھے نسخے کے
حاشئے مین مرقوم ہون اور نقل کرنے والے نے اس خیال سے کہ متن مین ترک ہے متن
مین داخل کرلئے ہون۔ دیکھو اس مفسر نے نو ورسون کی بابت حکم کیا کہ موسے کے لکھے ہوے
نہین اور قریب القیاس یہہ بات تبلائی کہ حاشئے سے متن مین آگھسے اور سواے اپنے
خیال کے کوئی سند پیش نکر سکا سچ ہے کہ بے سند چیز کی کہان سے سند لا دے اور بعض
علمانے حکم کیا ہے کہ اس ورس سے تینتالیسوین ورس تک موسے کے لکھے ہوے نہین
کسی نے اخبار الایام کے پہلی کتاب کے پہلے باب سے تینتالیسوین ورس سے چونوین
ورس تک لیکر لکھدئے ہین سو اسکے موافق تیرا ورس اسیطرح ایسے نکلے اور ظاہر بھی یہی ہے
جیسا دونون کتابون کے ملاحظے سے معلوم ہوتا ہے مگر دونون کتابون کے اندر نامون مین
فرق ہے لیکن ایسا فرق تو عیسائیون کے مقدس کتابون کا ایک خاصہ ہے اسکی ہم کیا شکایت
کرین۔ بہرحال اس فرق سے قطع نظر کرکے کہتا ہون کہ اسیطرح یا تیرا ورس عیسائیون کے
نزدیک بھی موسے ع کی تصنیف نہین **دوسرا فقرہ** کتاب استثناء کے تیسرے

مغالطہ

لہ جیسا اس رسالے مین حکام مقدس کتاب کا احوال مرقوم ہے ۱۲ منہ ۔ جان کلارک مجلد ۱۱ صفحہ ۹

باب کا چودہوان ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۴۲۹ و منشا کے بیٹے یائر نے ارغوب کی ساری مملکت
جشوریون اور ماعکانیون کی نواحی تک لے لی اور اوس نے جالوث یائر باسان اوس کا نام
رکھا جو اسکا نام تھا وہی نام آجتک ہے اس فقرے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف
یائر سے بہت مدت کے پیچھے ہوا ہے کیونکہ حال کے زمانے اور اوسکے قریب مین ایسے لفظ سے
آجتک تعبیر نہین کیجاتی اور یائر نے یے اضلاع بلاشبہ موسے کے بعد مسخر کئے ہین تو اس
حساب سے ان کتابون کا مصنف حضرت موسے کے بہت ہی مدت کے بعد ہوا ہے علاوہ
اسکے اسمین ایک اور غلطی ہے کہ یائر شخوب کا بیٹا ہے نہ منسا کا اور شخوب یہودا کی اولاد مین
ہے اور منسا یوسف ع کی اولاد مین اخبار الایام کی پہلی کتاب کے دوسرے باب کے بائیسوین
ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۴۲۲ و اور شخوب سے یائر پیدا ہوا جو زمین جلعاد مین تیس شہر کا مالک
تھا اور ہارن صاحب پروٹسٹنٹ فرقے کا بڑا محقق اس پہلے اور دوسرے فقرے کی بابت
گھبرا اوٹھا اور اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۶۰۹ و ۱۰ مین یون لکھا نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء یقیناً یہہ
دونون فقرے حضرت موسے کے لکھے ہوے نہین ہو سکتے اسلئے کہ ایک فقرا دلالت کرتا ہے
کہ اسکا مصنف اسرائیل کی بادشاہت قایم ہونے کے بعد ہوا ہوا اور دوسرا فقرا خبر دیتا
ہے کہ اسکا لکھنے والا یہودیون کے فلسطین مین قایم ہونے سے کچھہ زمانے کے بعد ہو لیکن اگر
یے فقرے الحاقی بھی ہون تب بھی کتاب کی صداقت مین کچھہ خلل نہین آسکتا اور جو کوئی
ان دو فقرون کو بے تعصب غور سے دیکھے تو جانے کہ یہہ فقرے صرف بے فائدہ ہی نہین ہین
بلکہ کتاب کے متن پر بوجھہ ہین خصوصاً دوسرا فقرہ اسلئے کہ مصنف اسکا خواہ موسے ہون
یا کوئی اور لفظ آج کے دن تک کا نہین کہہ سکتا غالبًا توریت کے مصنف نے اتنا جملہ لکھا
ہوگا منشا کے بیٹے یائر نے ارغوب کی ساری مملکت جشوریون اور ماعکانیون کی نواحی
تک لے لی اور اوسنے جالوث یائر باسان اوسکا نام رکھا جو اوسکا نام تھا اور کئی صدی کے
بعد یہہ لفظ وہی نام آجتک ہے حاشیہ مین بڑھا دیا گیا تا کہ معلوم ہو کہ جو بابرنے اوسکا نام رکھا

تھا اوسکا وہی نام ہے اور حاشیہ کی عبارت پچھلے نسخون کے متن مین داخل ہو گئی جسکو
اسبات مین شبہہ ہو تو یونانی نسخون کو دیکھ لے کہ وے الحاق جو بعضے نسخون کے متن مین
ہو گئے ہین وے دوسرون کے حاشیہ مین ہین۔ دیکھو اولا کہا کہ یے دونون فقرے حضرت
موسے کے لکھے ہوے نہین ہوسکتے پھر کہا اور جو کوئی ان دونون جملون کو بے تعصب غور
سے دیکھیگا الخ اور اس کے اس قول سے اور کئی صدی کے بعد الخ یہہ بات بھی معلوم ہو گئی
کہ یہہ کتاب ایسی تھی کہ صدہا سال کے بعد بھی اس مین جعلسازون کے تصرف کی گنجایش تھی
دیکھو کئی صدی کے بعد یہہ لفظ کسی نے بڑھا دیا اور وہی لفظ سب نسخون مین پھیل پڑا اور
اس قول سے جسکو اس بات مین شبہہ ہو الخ معلوم ہوتا ہے کہ اسکو کوئی نسخہ عبری معتمد ایسا
نہین ملا جسمین یہہ عبارت نہو ورنہ اسی نسخے کا حوالہ دیتا اور یونانی کے نسخون کے طرف
نہ رجوع کرتا اور یہہ عذر اوسکا کہ اس سے اس کتاب کی صداقت مین خلل نہین آتا بالکل
ضعیف ہے اور اوسکے تعصب پر دلالت کرتا ہے اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ذیل
فقرے دوسرے کے مرقوم ہے کہ جملہ اخیرہ الحاقی ہے کسی نے موسے کے بعد بڑھا دیا ہے اگر
اسکو چھوڑا جاوے تو کچھ مطلب نہین بگڑتا کہتا ہون مین کہ اگر الحاقی ہوگا تو سارا ورس
الحاقی ہوگا جملہ اخیرہ کی تخصیص لغو ہے بلکہ خود الحاقی کہنا بے سند ہے **تیسرا فقرہ**
کتاب شمار کے بتیسوین باب کا اکتالیسوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۳۹ء اور منشا کا بیٹا
یائر نکلا اور اوسنے اس نواحی کے گاؤن کو لے لیا اور اون کا نام یائر کے گاؤن رکھا اس
فقرے کا حال دوسرے فقرے کیسا ہے اور اس ڈکشنری بیبل مین جو ۱۸۳۶ء امریکا مین چھپی
اور انگلستان اور ہندوستان مین بھی ہے اور کالمٹ نامی عیسائی نے اوسکی بنا ڈالی اور
رابنسٹ اور تیلر نامی عیسائیون نے اسکی تکمیل کی یون مرقوم ہے کہ موسے کی کتاب کے
بعضے جملے ایسے مین کہ صاف دلالت کرتے ہین کہ موسے کا کلام نہین جیسے کتاب شمار
کے بتیسوین باب کا اکتالیسوان ورس اور کتاب استثنا کے تیسرے باب کا چودہوان ورس

اور بعض عبارت اوسکی موسیٰ کی عبارت سے میل نہین[1] کہاتی اور یقیناً ہم نہین کہہ سکتے

کہ یے فقرات کسکے لکھے ہوے ہین مگر بظن غالب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عزرا نبی نے ان فقرون

کو ملایا ہے اسلئے کہ عزرا کی کتاب کے نوین اور دسوین باب اور نحمیا کی کتاب کے آٹھوین

باب سے ایسا نکل سکتا ہے دیکھو ان عیسائیون نے بعض فقرات کی نسبت صاف اقرار

کیا کہ موسیٰ کا کلام نہین اور محض اٹکل سے کہا کہ عزرا نے ان کو ملایا ہو مگر یہہ اٹکل پذیرائی

کے قابل نہین اور اسکو ظن غالب کہنا خطا ہے اور کتاب عزرا کے ان بابون سے فقط اسی قدر

سمجھا جاتا ہے کہ عزرا نے بنی اسرائیل کے حرکات ناشایستہ پر افسوس کیا اور گناہون کا اقرار

کیا اور کتاب نحمیا کے اس باب سے اسی قدر سمجھا جاتا ہے کہ عزرا نے ان سب کو توریت

پڑہ کر سنائی اور ہرگز اوسمین کسی فقرے کے ملانے یا نہ ملانے کا ذکر نہین **چوتھا فقرہ** کتاب

پیدایش کے بائیسوین باب کا چودہوان درس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء اور ابیرام نے اس

مقام کا نام یہوہ یرائی رکھا چنانچہ یہہ آجتک کہا جاتا ہے کہ خدا کے پہاڑ پر دیکھا جائیگا اور اس

سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف ہیکل کے طیار ہونے کے بعد گذرا ہے اور ہیکل تو

موسیٰ کی موت سے ساڑھے چار سو برس کے بعد تیار ہوی ہے آدم کلارک اپنی تفسیر مین

عزرا کے کتاب کے دیباچہ مین اس فقرے کو الحاقی بتلا کر لکھتا ہے خدا کا پہاڑ جب تک نہین

کہا جاتا تھا جب تک اوسپر ہیکل نہین بنی تھی **پانچوان فقرہ** کتاب پیدایش کے

چھتیسوین باب کا اکتیسوان درس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء وسنہ ۱۸۲۹ء پھر اسرائیل نے کوچ کیا

اور اپنا خیمہ عیدر کے ٹیلے کے اس پار استادہ کیا اور عیدر اس منارے کا نام ہے جو یروشالم

کے دروازے پر تھا سو اس حساب سے اس کتاب کا مصنف ساول بادشاہ سے اول نہین

---

[1] صاحب استفسار اپنی کتاب کے بارہوین استفسار کے دوسری وجہ مین ایسا لکھتا ہے کہ جب عیسائی انگلش نژاد

نے مجھے اس کتاب کو دیکھ کر بتایا اوسنے اس قول کی تشریح یون کی کہ جیسے ہندی منشی کی فارسی اور اصفہانی منشی

کی ہندی ۱۲ مصنف رحمہ

چھٹا فقرہ

ہو سکتا یا تو اوسکے ہم عہد ہوگا یا اوسکے بعد **چھٹا فقرہ** کتاب استثنا کے دوسرے باب کا بارہوان ورس یون ہے نسخہ ١٤٢٩ء پر آگے سعیر مین حوری رہتے تھے اور بنی عیس نے انھین نکال دیا اور اونھین اپنے آگے نابود کیا اور ان کے قائم مقام ہوے جیسا بنی اسرائیل نے اپنی میراث کی زمین مین جو یہواہ نے انھین دی تھی کیا یہہ فقرہ بھی دلالت کرتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف موسے نہین اور آدم کلارک اپنی تفسیر مین کتاب عزرا کے دیباچہ مین اسے الحاقی کہتا ہے اور اس قول کو جیسا بنی اسرائیل نے الخ اس امر کی دلیل بتلاتا ہے مگر الحاق کے دعوے کے لئے گمان مجرد کے سوا کوئی اور دلیل نہین **ساتوان فقرہ** کتاب

ساتوان فقرہ

استثنا کے تیسرے باب کا گیارہوان ورس یون ہے نسخہ ١٤٢٩ء کیونکہ جبابرہ کی نسل مین سے فقط عوج بادشاہ بسن کا باقی رہ گیا تھا اور دیکھو اوسکا چھپر کھٹ لوہے کا تھا کیا وہ بنی عمون کے ربہ مین نہین ہے آدمی کے ہاتھ سے نو ہاتھ کا لنبا اور چار ہاتھ کا چکلا یہہ فقرا بھی پہلے فقرے کی طرح دلالت کرتا ہے اور آدم کلارک کتاب عزرا کے دیباچہ مین اسکو الحاقی بتلاتا ہے اور یون لکھتا ہے کہ محاورہ اور ربط خصوصًا جملہ اخیرہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ یہہ ورس اس بادشاہ کے مرنے کے بعد بہت دنون پیچھے لکھا گیا ہے اور حضرت موسےنے نہین لکھا کیونکہ وے تو پانچ مہینے کے اندر ہی مرچکے تھے **آٹھوان فقرہ** کتاب

آٹھوان فقرہ

شمار کے بارہوین باب کا تیسرا ورس یون ہے نسخہ ١٤٢٩ء۔١٤٥١ء اور موسے سارے لوگون سے جو روے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھا بعضے عیسائی مذہب کے عالم اور دین عیسوی کے مخالفون نے اس فقرے سے دلیل پکڑی ہے کہ اس کتاب کا مصنف موسے نہین اسپائی نوزا کہتا ہے کہ اس فقرے سے معلوم ہوا کہ اس کتاب کا مصنف موسے نہین اسلئے کہ کوئی متکبر بھی ایسی اپنی تعریف بڑھ کر نہین کرتا اور اسیطرح جان کلارک بھی جو عیسوی دین کا منکر ہے کہتا ہے اور جاننا چاہئے کہ اسپائی نوزا عیسائی مذہب تھا چیمبنی کی سائیکلوپیڈیا مین لکھا ہے کہ اسپائی نوزا عیسائی ہوا اور اسکا نام باروق رکھا گیا لیکن عیسائی ہونے کے بعد

وہ اپنے تئیں بنیمین ڈکٹ کہتا تھا اور انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مین لکھا ہے کہ اسپائی نوزا عیسائی ہوا اور لوتھرین اور کالوینی کلیساؤن مین جایا کرتا تھا اور یہہ فقرا اگرچہ ہمارے نزدیک دلیل قوی نہین لیکن جو پادری لوگ حضرت م کے بعضے بعضے ایسے اقوال پر طعن کیا کرتے ہین اور ایسے باتون کو نبوت کے منافی جانا کرتے ہین جیسا پہلی جلد مین چھٹے سوال کے جواب کے اندر تشریح اوسکی گذری سوالزاماً ہمنے بھی اس فقرے کو نقل کر دیا ہے

نوان فقرہ کتاب شمار کے اکیسوین باب کا تیسرا درس یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء چنانچہ یہوواہ نے بنی اسرائیل کی آواز سنی اور گرفتار کر دیا اور انھون نے انھین اور انکی بستیون کو حرم کر دیا اور اسنے اس مکان کا نام حرم رکھا اور جملہ اخیرہ اور ترجمون مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۳ء اور اوسنے اس مقام کا حرمہ رکھا فارسیہ ۱۸۳۹ء و آن موضع را حارمہ نام نہادہ فارسیہ ۱۸۴۵ء و آن مقام را حرماہ نام نہادند اور یہہ درس دلالت کرتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف موسے نہین بلکہ اور کوئی شخص ہے کہ اوسکی تصنیف سے پہلے کنعانیون کا قتل اور انکی بستیون کا حرم کرنا اور حرمہ نام رکھنا واقع ہو چکا ہو اور موسے تو کنعان تک پہنچے بھی نتھے قتل اور حرم کرنے اور اس نام رکھنے کا تو کیا ذکر بلکہ یے امور توریشع م کے بعد ظہور مین آئے کتاب القضات کے پہلے باب کا سترہوان درس یون ہے نسخہ ۱۸۲۵ء اور یہوذا اپنے بھائی شمعون کے ساتھہ گیا اور انھون نے ان کنعانیون کو جو صفات مین رہتے تھے جا مارا اور قریے کو حرم کر دیا اور اوسکا نام حرما رکھا اور جملہ اخیرہ اور ترجمون مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۳ء اور اوسکا نام حرمہ رکھا فارسیہ ۱۸۳۸ء و آن شہر بحارمہ مسمے گشت فارسیہ ۱۸۴۵ء و اسم شہر حرماہ نامیدہ شد اور آدم کلارک اپنی تفسیر

نوان فقرہ

آن مکان

ف اور اب یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ جو پادری فنڈر نے اپنے خط محررہ ۱۲ اگست ۱۸۵۴ء مین یون لکھا ہے کہ اسپائی نوزا ایک یہودی تھا اور اپنی بے ایمانی کے سبب یہودیون کے مجمع سے بھی نکالا گیا محض غلط ہے ۱۲ منہ رح

کے پہلی جلد کے صفحہ ۶۹۰ مین لکھتا ہے نسخہ ۱۸۵۱ء مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع کے بعد یہہ
درس ملایا گیا ہے کیونکہ یہہ تحقیق ہے کہ کنعانی وقت مذکورہ مین بالکل غارت نہین ہوئے
تھے بلکہ موسے کی موت کے بعد دیکھو اس مفسر نے بنا چاری اتنا قرار دیا کہ یہہ فقرا موسے کی
تصنیف نہین لیکن بلا دلیل الحاقی بتلایا مگر جب تک دلیل نہو ایسی بے ٹھکانے بات کو کون
سنتا ہے **دسوان فقرہ** کتاب شمار کے اکیسوین باب کا چودہوان درس یون ہے
نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۳۹ء اسی لئے یہواہ کے جنگ نامے مین لکھا ہے کہ یہہ دریاے قلزم اور وادی
ارنون کے پاس ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف موسے کے سوا کوئی اور
شخص ہے کہ اوسنے بعضے حالات کو جنگ نامہ یہواہ سے نقل کیا ہے اور یہہ بھی معلوم نہین
کہ وہ جنگ نامہ کسکی تصنیف تھا اور اوسکا مصنف کس زمانے مین ہوا ہے اور اب اوس
کتاب کا پتا بھی نہین لگتا چنانچہ انشاء اللہ چوتھی ہدایت کے اندر نوین وجہ کے بیان مین
آتا ہے آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر مین کتاب پیدائش کے دیباچہ مین بلا دلیل
الحاق کا دعوے کر کے یون لکھتا ہے یہہ لفظ خداوند کے جنگ نامے مین غالبا حاشیہ تھا
متن مین داخل ہو گیا کہتا ہون مین کہ بلا دلیل ایسے عذر غیر مسموع کو کون سنتا ہے علاوہ
اسکے دیکھو کہ وہی حاشیہ کی عبارت اسکے اقرار کے موافق سب نسخون مین پھیل پڑی پس
تحریف ان کتابون مین بہت ہی آسان تھی **گیارہوان فقرہ** کتاب خروج کے سولہوین
باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۳۹ء ۳۵ اور بنی اسرائیل چالیس برس جب تک کہ وے
بستی مین ہوئے من کہاتے رہے جب تک کہ وے زمین کنعان کی نواحی مین آئے من کہاتے
رہے ۳۶ اور ایک اومر ایفا کا دسوان حصہ ہے یہہ دلالت کرتے ہین کہ اس کتاب کا
مصنف وہ شخص ہے جسکی تصنیف سے پہلے بنی اسرائیل کنعان مین پہنچ گئے ہون اور من
موقوف ہو گیا ہو اور وزن ایفا کا رائج ہو لیا ہو اور یے امور تو حضرت موسے کی زندگی تک
ظہور مین نہین آئے بلکہ کنعان مین تو بنی اسرائیل موسے کی موت کے بعد یوشع ء کے عہد

دسوان فقرہ

گیارہوان فقرہ

مین پہنچے اور من اسوقت موقوف ہوا جب بنی اسرائیل نے عید فصح کے دن اریحا کے سرزمین مین وہان کے حاصل سے خطیرے روٹیان اور بھنی ہوئی بالین کھائین جیسا کتاب یوشع کے پانچوین باب مین ہے اور ایفا کا وزن حضرت موسے کے عہد سے بعد رواج ہوا اور آدم کلارک اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ٣٩٩ مین ٣٥ ورس کی شرح مین یون لکھتا ہے نسخہ ١٨٥١ء اس ورس سے یہہ خیال کیا گیا ہے کہ کتاب خروج من کے موقوف ہونے کے بعد لکھی گئی ہے لیکن ممکن ہے کہ عزرا نے یہ الفاظ داخل کردئے ہون کہتا ہون مین کہ اے جناب یہہ خیال صحیح ہے اور آپ کے اس دعوے بلا دلیل کو لیکن ممکن ہے کہ عزرا نے الخ کون تسلیم کرتا ہے اور الحمد للہ کہ اس بڑے مفسر کے پاس کوئی سند الحاق کی نہین اسی لئے شک کے طور کہتا ہے کہ ممکن ہے الخ **بارھوان فقرہ** کتاب پیدائش کے چودہوین باب کے چودہوین ورس مین ہے نسخہ ١٨٤٤ء جب ابرام نے سنا کہ اوسکا بھائی گرفتار ہوا تو اوسنے اپنے سیکھے ہوئے تین سو اٹھارہ خانہ زادون کو لیکے دان تک اسکا تعاقب کیا اور یہہ جملہ دان تک الخ اور ترجمون مین یون ہے فارسیہ ١٨٣٩ء تا بہ دان ایشان را تعاقب نمود فارسیہ ١٨٤٥ء او ایشان را تا دان تعاقب نمود عربیہ ١٨٣١ء فانطلق فی اثرهم حتی الی دان اور دان اوس شہر کا نام ہے جسکو بنی اسرائیل نے موسے اور یوشع علیہما السلام کے بعد شہر لیث کو فتح کرکے اور اوسکے لوگون کو قتل کرکے اور اس شہر کو جلا کے اس نئے شہر کو آباد کرکے یہہ نام رکھا تھا جیسا کتاب القضات کے اٹھارہوین باب مین مصرح ہے سو یہہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ موسے اس کتاب کے مصنف نہین بلکہ مصنف اسکا ایسا شخص ہے کہ شہر دان کے آباد ہونے کے بعد گذرا ہے اور اگر موسے ہوتے تو ضرور دان کی جگہ لیث لکھتے حالانکہ عبری کے سب نسخون مین دان کا لفظ مرقوم ہے علاوہ اسکے لوط بھتیجے ابراہیم کے تھے نہ بھائی جیسا کتاب پیدائش کے گیارہوین باب کے اکتیسوین ورس مین

بارھوان فقرہ

١ اور وہ ورس یون ہے نسخہ ١٨٤٤ء اور تارح نے اپنے بیٹے ابیرام اور اپنے پوتے لوط بیٹے اپنے بیٹے ہاران کے ... الخ ١٢ منہ

مصرحت **فائدہ** اسجا مترجم اردو ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ء والا کچھ چالاکی کر گیا کہ دان کی جگہ
بانیاس لکھ گیا **تیرھوان فقرہ** کتاب پیدایش کے تیرھوین باب کا اٹھاروان
ورس یون ہے نسخہ ۱۸۴۴ء اور ابیرام نے اپنا ڈیرا اٹھایا اور ممری کے بلوطون مین جو
جبرون مین ہے جا رہا الخ اور یہی جملہ اور ممری کے بلوطون مین الخ اور ترجمون مین یون ہے
فارسیہ ۱۸۳۹ء در بلوطستان ممری یعنے جبرون مقام نمود۔ فارسیہ ۱۸۴۵ء و در بلوستان ممری
کہ نزد جبرون است ساکن شد اگرچہ ترجمون مین کچھ خلاف ہے لیکن جبرون کا لفظ توسب
مین پایا جاتا ہے اور اسی طرح اس کتاب کے پینتیسوین باب کے ستائیسوین ورس اور سینتیسوین
باب کے چودھوین ورس مین جبرون کا لفظ واقع ہے اور جبرون ایک قریہ کا نام ہے کہ فلسطین
کی فتح کے بعد بنی اسرائیل نے یہہ نام اوسکا رکھا تھا اور پہلے اوسکا نام قریۂ اربع تھا کتاب
یوشع کے چودھوین باب کے پندرھوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۴۴ء اور اگلے وقت مین جبرون
کا نام قریۂ اربع تھا سو معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف فلسطین کے فتح کے بعد گذرا
ہے اور موسیٰ نہین اور ہارن صاحب دان اور جبرون کے لفظ کے بابت یون لکھتا ہے کہ

ممکن ہے کہ موسیٰ نے لیشم اور قریۂ اربعہ ہی لکھا ہوگا مگر کسی نقل نویس نے توضیح کے
لئے ان لفظون کو دان اور جبرون کے ساتھہ بدل ڈالا کہتا ہون مین کہ اس عذر کے موافق وہی
بات لازم آتی ہے جسکی تصریح دوسرے فقرے کے بیان مین گذری **چودھوان فقرہ**
کتاب پیدایش کے تیرھوین باب کا ساتوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ء اور ابرام
کی مواشی کے چارواہون مین اور لوط کی مواشی کے چارواہون مین جھگڑا ہوا اسوقت
کنعانی اور فرزی اس زمین مین بستے تھے اور یہہ ورس چاہتا ہے کہ کنعانی لوگ اسوقت
مین تو بستے تھے مگر پیچھے سے نکالے گئے اور اس کتاب کی تصنیف کے زمانے کے وقت نہ
بستے ہون حالانکہ وے تو فلسطین کے فتح کے بعد بھی وہان بستے تھے **پندرھوان فقرہ**
کتاب پیدایش کے بارھوین باب کا چھٹا ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ء ابرام نے

اس سرزمین مین نابلس کے مقام اور مری کے بلوط تک سیر کی اور اوسوقت کنعانی اس زمین مین تھے یہہ فقرا بھی دلالت کرتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف موسے نہون اور اون کے مفسر لاچار ہو کر وہی عذر الحاق کا بلا دلیل پیش کرتے ہین تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ یہہ جملہ اسوقت کنعانی اس زمین مین تھے اور اسی طرحا اور جملے چند جا مقدس کتابون مین ربط کے لیئے عزرا یا کسی اور الہامی شخص نے ان کتابون کی تصنیف سے مدت کے بعد اس زمانہ مین جب کہ یے کتابین جمع کی گئی تھین بڑھا دیے ہین **سولھوان فقرہ** ترجمہ سیپٹو جنٹ کے موافق جسکو یہود کے بڑے بڑے بہتر عالمون نے کیا تھا اور تشریح اسکی عنقریب آتی ہے اور ترجمے لاطینی کے موافق جو سلفا خلفا رومن کاتولیک کے ایمان کا مبنے ہے اور اون کے نزدیک اسکا اعتبار نسخے عبری اور سیپٹو جنٹ سے بڑھ کر ہے اور رومن کاتولیک کے سب انگریزی ترجمون کے موافق اور اسی طرح ڈاکٹر جنڈس کے ترجمے کے موافق ملک انگلنڈ کے رہنے والون کے سوا (شاید کہ ترجمے سریانی کے سوا بھی) سب ملک والون کے ترجمون کے موافق کتاب استثناء کے پہلے باب کا پہلا درس یون ہے یے وے باتین ہین جو موسے نے اردن کے اس پار بیابان کے میدان مین سوف کے مقابل فاران اور توفل اور لابان اور حصیروت اور ذی ذہب کے درمیان بنی اسرائیل کو کہین آور یہہ لفظ اس پار دلالت کرتا ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا اردن کے دوسرے طرف تھا اور موسیٰ لکھنے والے نہین اسی لیئے اسپای نوزا نے جو ایک فاضل عیسائی مذہب تھا اور اور کئی شخصون نے اس فقرے سے دلیل پکڑی ہے کہ استثناء کی کتاب موسے کی تصنیف نہین اور فرقے پروٹسٹنٹ کے فاضل اس اعتراض کے اٹھانے کے لیئے اس لفظ کا ترجمہ جسکا ترجمہ سب مترجمون مذکورۂ بالا نے اُس پار کیا ہے اس پار کرتے ہین اور سلف اور خلف کے علما اپنے مذہب کے ترجمون کو غلط تبلاتے ہین بھلا جب کہ سلفا اور خلفا کروڑون فاضل عیسائی مذہب

سولھوان فقرہ

؎ اور اسکا عیسائی ہونا آٹھوین فقرے مین بیان ہوا ہے ۱۲ منہ

اس ترجمے کی صحت کے قائل ہو دین تو ان سب کے مقابلے مین اس فرقے کے قول کی کیا سند
اور اس فرقے کے اقرار کے موافق دو قباحتون مین سے ایک قباحت تو ضروری لازم آتی ہے
کہ یا تو انکے وے سب سلف بڑے ہی محرف تھے کہ اونھون نے قصداً اپنے ترجمون مین غلط
ترجمہ کر کے اسکو کلام الٰہی کا مطلب بتلا کر واجب الاعتقاد کیا یا وے سب کے سب بے علم اور
بے فہم تھے کہ جہل سے ایسی فاحش غلطی مین پڑے اور اگر سب باتون سے قطع نظر کرین اور
انھین کے قول کو مان لیوین تو بھی یہہ استدلال رومن کا تو ٹھیک اور اسیطرح ان سب فرقون پر
جو اس ترجمے کی صحت کے قائل ہین تمام ہے گو جہان کے عیسائی فرقون سے ایک فرقہ دم زنی
کر کے اور باقی سب کو بے فہم یا محرف ٹھہرا کے اپنے گمان مین اپنی جان بچا لے اور باوجود اس
کے ان کے محقق بھی لاچار ہو کر اس ورس کو معہ چار ورس مابعد کے الحاقی بتلاتے ہین آدم کلارک

اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۹۴۰ مین سجاترین لکھتا ہے اس باب کے اول کے پانچ ورس باقی

کتاب کا مقدمہ ہے اور موسے کے کلام سے معلوم نہین ہوتے غالباً یوشع یا عزرا نے الحاق
کر دئے ہین دیکھو پانچ ورس کے الحاقی ہونے کا قائل ہے مگر گمان اور اٹکل کے سوا اسکو
کوئی سند نہین ملی جو اسکو پیش کرتا اور ایسے خراب اٹکل کو کون پوچھتا ہے پس حق یہی ہے
کہ پانچ ورس کا کیا ذکر ساری توریت موسے کی تصنیف نہین سترھوان فقرہ ۱ کتاب
استثنا کا سارا چونتیسوان باب اس بات کی دلیل ہے کہ یہہ کتاب موسے کی تصنیف نہین
خصوصاً اسمین یہہ الفاظ نسخہ سنہ ۱۸۳۱ و سنہ ۱۸۲۶ء ۶ آج کے دن تک کسی نے اسکی قبر کو نہ پہچانا ۱۰
اب تک بنی اسرائیل مین موسے کے مانند کوئی نبی قائم نہین ہوا (یعنی موسی کی) صاف دلالت کرتے ہین کہ
مصنف اسکا بہت ہی پیچھے حضرت موسے کے ہوا ہے اور پروٹسٹنٹ فرقے کے مفسر بھی
لاچار ہو کر بلا سند وہی کچی عذر الحاق کا پیش کرتے ہین اور اٹکلون کچھ کچھ کہتے ہین کبھی کہتے
ہین کہ اس باب کو عزرا نے لکھہ دیا ہوگا اور کبھی سموئیل پیغمبر کا نام لیتے ہین اور کبھی یوشع کو
بتلا دیتے ہین اور کبھی ستر مشائخ کے سر پر یہہ بوجھہ رکھدیتے ہین اور کبھی اور پیغمبر کے

طرف نسبت کرتے ہین اور کبھی دعوے کر بیٹھتے ہین کہ یہہ باب یوشع کے کتاب کا پہلا
باب تھا وہان سے ہٹ کر یہان لگ گیا سبحان اللہ کیا سند ہے اللہ ایسے بے سر و پا
اور بے سند باتون سے پناہ مین رکھے آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۸۵۰
مین حجابون لکھتا ہے موسے کا کلام باب گذشتہ پر تمام ہوا اور یہہ باب (یعنے ۳۴ باب)
موسے کا لکھا ہوا نہین اور یہہ احتمال کہ موسے نے اس باب کو الہام سے لکھا ہو درستی اور
خوبی سے بعید اور تمام مطلب کو بیہودہ بنا دیتا ہے اس لئے کہ خدا بدون ضرورت کے الہام
نہین کرتا اور یہان کچھ ضرورت نہین کیونکہ روح القدس جسکو اگلی کتاب کی تعلیم کرے گا
اسی کو اس کتاب کا آخر بھی بتلا دیگا اس لئے مین یقین کرتا ہون کہ کتاب استثنا کا چونتیسوان
باب کتاب یوشع کا پہلا باب ہے اور ایک یہودی ہوشیار کا حاشیہ بھی اس جا پسند
کے قابل ہے کہ بہت مفسرون کی یہہ راے ہے کہ عزرا اس باب کا مصنف ہے اور
بعض نے خیال کیا ہے کہ یوشع اور بعض نے خیال کیا ہے کہ ستر مشایخ نے موسے کی
موت کے تھوڑے ہی دن کے بعد لکھا ہے اور کہتے ہین کہ کتاب استثنا حقیقت مین
الہامی دعا پر جو بارہ فرقون کے حق مین ہے اس قول پر اے بنی اسرائیل تو خوش
احوال ہے الخ ختم ہوی اور یہہ اخیر کا باب یوشع کی کتاب کا پہلا باب تھا جو وہان سے
ہٹ کر یہان لگ گیا اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ کلام موسے ۳۳ کا باب گذشتہ
پر تمام ہوا اور یہہ باب کسی کا الحاق کیا ہوا ہے وہ شخص یوشع ہو یا سموئیل یا عزرا
یا ان کے بعد کوئی اور پیغمبر ٹھیک دریافت نہین ہوتا شاید پچھلے ورس رہائی بابل کے بعد
عزرا کے عہد مین لکھے گئے ہونگے اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین بھی اوسی کے موافق
ہے بہرحال کوئی سند نہین اٹکل پچو کسی کسی کو پکڑتے ہین کہ شاید فلانا ہو یا فلانا مگر
جب سند نہ ہو تو بے چارے کیا کرین مگر غضب یہہ ہے کہ اس بے سندی پر محض تعصب
اور تحکم کی راہ سے یہہ دعوے کرتے ہین کہ ملانے والا کوئی پیغمبر ہوگا بھلا جب سند ہو تو

ایسی بات مخالف کیون مانیگا شاید دیدہ و دانستہ لوگون کے مغالطہ دہی کو یہہ لوگ ایسا دعوے کرتے ہونگے اور صرف قیاس سے سمعیات کا ثبوت نہین ہو سکتا ہان جب سند کامل موجود ہو تو ایسے قیاس بشرطیکہ صحیح بھی ہون قرینے مؤید اس سند کی صحت کے ہو سکتے ہین اور اسلیئے کہ کسی چیز کو کسی پیغمبر کے الہام کے طرف منسوب کرنا عین خدا کے طرف منسوب کرنا ہے سو یہہ لوگ ان الحاقیات کی نسبت جو سچے پیغمبرون کے طرف باوجود نہ پائے جانے اسناد کے کرتے ہین تو عام و خاص کے نزدیک مضمون اس آیۂ کریمہ

کو یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ مصدق کرتے ہین سچ تو ہے انکے ایسے ایسے حال دیکہہ کر اس آیہ کے مفاد کی تصدیق کے واسطے کوئی حالت منتظر باقی نہین رہتی خدا ان پر رحم کرے اور اس بیجا تعصب سے انکو چہٹکارا اور راست ہدایت فرماوے. **چوتھی دلیل** کتاب استثناء کے ستائیسوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۵ع ۶ تو یہواہ اپنے خدا کا مذبح سابوت پتھرون سے بنائیو اور وہان یہواہ اپنے خدا کے لیئے سوختنی قربانی گذرانیو ۸ اور ان پتھرون پر شریعت کی ساری باتین صاف اور واضح لکہیو. اور آٹھوان ورس اور ترجمون مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ع بعینہ مطابق ہے

فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ع و بران سنگہا تمامی کلمات این توریت را بحسن وضاحت تحریر نمائی

فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ع و بران سنگہا تمامی کلمات این توریت را بخط روشن بنویس آگے موافق حکم تھا کہ خدا کا مذبح سابوت پتھرون سے بنا کر ساری توریت کو ان پتھرون پر روشن خط سے لکہہ دیجو سو اس حکم کے موافق یوشع نے کیا جیسا اُن کے کتاب کے آٹھوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۵ع ۳۰ تب یوشع نے عیبال کے پہاڑ پر یہواہ خدا کے لیئے ایک مذبح بنایا ۳۱ جیسا یہواہ کے بندے موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا تھا چنانچہ موسیٰ کی شریعت کی کتاب مین لکہا ہوا ہے کہ سابوت پتھرون کا ایک مذبح جسمین لوہا چھوایا نجانے اور انہون نے یہواہ کے لیئے اسپر سوختنی قربانیان چڑہائین اور سلامتی کی قربانیان ذبح کین ۳۲ اور

اور سینے وہان ان پتھرون پر اس شریعت کا جو موسے نے بنی اسرائیل کے حضور لکھی تھی دوہرا نسخہ لکھا اور بتیسوان ورس اور نسخون مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء اور اوسینے وہان ان پتھرون پر اس شریعت کا جو موسے نے بنی اسرائیل کے حضور لکھی تھی مثنی لکھا فارسیہ سنہ ۱۸۲۳ء و دران جا توریت موسے را بران سنگہا نقل نمود کہ آن را پیش روے بنی اسرائیل بتحریر آوردہ فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء و درانجا بران سنگہا نسخہ توریت موسے را کہ در حضور بنی اسرائیل نوشتہ بود نوشت. تو کتاب استثنا کے ستائیسوین باب کے آٹھوین ورس اور کتاب یوشع کے آٹھوین باب کے بتیسوین ورس سے ثابت ہوتا ہے کہ توریت موسے کا اتنا حجم تھا کہ اگر اسکو روشن خط سے صاف اور واضح کر کے لکھین تو مذبح کے پتھرون پر تمام و کمال آجاوے اسی لئے موسے نے ایسی وصیت کی تھی اور یوشع نے اسی وصیت کے موافق مذبح کے پتھرون پر اوسکا پورا نسخہ نقل کرایا تھا سو اس صورت مین اگر توریت کی جب بھی یہی پانچ کتابین تھین تو ممکن نتھا کہ روشن خط سے صاف اور واضح حرفون مین مذبح کے پتھرون پر لکھی جاتین پس معلوم ہوا کہ وہ توریت اور ہی تھی اور اسکی نسبت سے بہت چھوٹی تھی اور یہ تو ایک مجموعہ ہے کہ کسینے اسمین قدیم روایتون کو مکتوب ہون یا غیر مکتوب یا دونون جمع کر لیا ہے اور اس اصلی توریت کے بعض بعض احکام کو اسمین لے لیا ہے چنانچہ دوسری دلیل کے بیان مین گذرا اور جیسا کتاب استثنا کے اکتیسوین باب کے چوبیسوین اور پچیسوین اور چھبیسوین ورس مین توریت سے تمام توریت مراد ہے ایسا ہی اس جا بھی توریت سے تمام توریت مراد ہے اور اکتیسوین باب مین فقط استثنا کی کتاب مراد نہین وگرنہ لازم آوے کہ اول کی چار کتابین خارج ہون.

پانچوین دلیل فاضل نورٹن لکھتا ہے کہ عہد عتیق کی ان کتابون کے محاورے مین جو ابل کے قید کے رہائی کے بعد اور فلسطین کے دوبارا پہنچنے سے پہلے لکھی گئی ہین اور توریت کے محاورے مین فرق معتدبہ معلوم نہین ہوتا حالانکہ موسے کے زمانے اور

اس زمانے مین تو نو سو برس کا فرق ہے اور سب زبانون کا حال ایسا ہی ہے کہ زمانے کے اختلاف سے ان مین فرق ہو جاتا ہے مثلاً انگلش کے زبان مین وکلف کے زمانے سے اب تک جو چار سو برس کا زمانہ گذرا ہے بڑا فرق ہو گیا ہے اور لیوسڈن کہ پرلے درجے کی مہارت عبرانی زبان مین رکھتا ہے کتب مذکورہ کا محاورے اور زبان کو لحاظ کر کے گمان کرتا ہے کہ یہہ ساری کتابین ایک ہی زمانے مین ایک ہی ملک کے اندر تصنیف ہوئی ہین کہتا ہون مین یہہ فاضل عیسائی مذہب سچ کہتا ہے جس زبان مین ہمکو دخل ہے اُس مین یہی حال پاتے ہین مثلاً ہماری اُردو زبان کا یہہ حال ہے کہ جو شاہجہان کے عہد مین تھی اس عہد کی نسبت اسمین بڑا فرق پڑ گیا ہے اور جو محاورے اور الفاظ کہ متقدمین انکو استعمال کرتے تھے اب متاخرین انکو مکروہ جانتے ہین بلکہ بعضے الفاظ ایسے متروک ہو گئے ہین کہ اب ہم کو ان کے معانی پر بھی اطلاع نہین۔

چھٹی دلیل

چھٹی دلیل خرقیل کی کتاب کے پینتالیسوین اور چھیالیسوین باب مین بعضے احکام لکھے ہین اور وہی احکام کتاب شمار کے اٹھائیسوین اور انتیسوین باب مین مرقوم ہین اور دونون آپسمین مخالف ہین اور ظاہر ہے کہ خرقیل تو موسے کی شریعت کے پیرو تھے اگر اُن کے عہد مین اسی توریت کا وجود ہوتا اور یہی توریت موسیٰ والی تھی تو ممکن نتھا کہ حضرت خرقیل پھر اوس کے مخالف لکھتے اور فاضل نورٹن اور دلیلین بھی لاتا ہے لیکن جو بعض بعض ان کی میری مختار نہین اسلئے دل تو نہین چاہتا تھا کہ ان بعض کو ذکر کرون مگر جو وے دلیلین اس طرز پر جسکو پادری لوگ سمجھاتے ہین بری نہین تو ان کے مقابلے مین ان سے رلی ملی اور چند دلیلون کو ذکر کر کے حضرت عیسیٰ کے حواریین کے عدد کے موافق بارہ دلیلین پوری کر دیتا ہون سو ناظر کو خیال رہے کہ ساتوین دلیل سے بارہوین تک خاص نورٹن کی دلیلون کو ذکر کرتا ہون گو اُن مین سے بعض میرے مختار نہون۔

ساتوین دلیل

ساتوین دلیل موسے کے زمانے مین لکھنے کی رسم نتھی کہتا ہون مین کہ اس دلیل کا حاصل یہہ ہے کہ جب اس زمانے مین لکھنے کی رسم نتھی تو یہ پانچ کتابین

موسے کی تصنیف کسطرح ہوسکین اور یہہ دلیل بڑی قوی ہے اگر یہہ بات معتبر تاریخون سے
ثابت ہوجا۔ **آٹھوین دلیل** یوشع کی کتاب کے سوا عہد عتیق کے کسی کتاب آٹھوین دلیل
مین جو بابل کی قید سے پہلے اسکی تالیف کا گمان ہو کہین صراحۃً ایک ایسی کتاب کا جو
موسے کی طرف منسوب ہو ذکر نہین پایا جاتا اور نہ سموئیل کی کتاب مین ایسا ذکر صریح ہے
اور نہ کسی اور پیغمبر کی کتاب مین ایسی کتاب کے بابت گواہی ہے اور یہہ بھی ایک بڑی
دلیل ہے اسلیئے کہ یہہ پیغمبر تو علانیہ دین کی تعلیم کرتے تھے اگر ان کے عہد مین کوئی ایسی
کتاب جو موسے کے طرف منسوب ہوتی اور ان کے نزدیک ان کی سند ہوتی تو ضرور اپنی
کتابون مین اسبات کی تصریح کرتے سواثبات یہہ قوی ہے کہ انکے وقت مین بھی یہہ کتاب
نتھی اور جو پیغمبر کہ بابل کی قید کے بعد ہوے ان کے پاس بھی کوئی ایسی کتاب تواتر کے راہ
سے نہین پہنچی اس صورت مین عیسائی معلمون کی گواہی کو اس امر مین کسطرح اعتبار کرین کہ
ان کی کتابون مین تو عہد جدید کی گواہی بھی خاطر خواہ نہین کہتا ہون مین کہ یوشع کی کتاب کے
بعض فقرات مین جو توریت کا ذکر ہے تو اس توریت سے وہی توریت مراد ہے جسکا ذکر چوتھی
دلیل مین گذرا علاوہ اسکے یوشع کی کتاب اس توریت سے بھی زائد بے سند ہے اور جو ان حوادث
کا لحاظ کرکے جنکا ذکر پہلی دلیل مین گذرا بخت نصر کے حادثے سے پہلے توریت کا خاتمہ
ہو چکا تھا تو اسلیئے اکثر انبیاء کی کتابون مین ذکر اسکا نہوا اور یہہ فاضل اسبات مین بہت
ہی سمجھا ہے کہ عیسائی معلمون کے کتابون مین عہد جدید کی بھی پوری سند نہین عہد عتیق کو تو کیا
روون **نوین دلیل** کتاب خروج پہلے باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ سنہ و ۱۸۲۹ سنہ عہ ۷ اسرائیل نوین دلیل
کی اولاد برومند ہوی اور بڑہی اور فراوان ہوی اور نہایت زور پیدا کیا اور وہ زمین ان سے
معمور ہو گئی ۸ تب مصر مین ایک نیا بادشاہ جو یوسف کو نجانتا تھا پیدا ہوا ۹ اور اس نے
اپنے لوگون سے کہا دیکھو بنی اسرائیل ہم سے زیادہ اور قوی تر ہین ۲۲ اور فرعون نے اپنے
سب لوگون کو حکم کیا کہ ان مین جو بیٹا پیدا ہو تم اسے دریا مین ڈال دو اور جو بیٹی پیدا ہو جیتی

رہنے دو۔ اور اسی کتاب خروج کے بارہوین باب کا سینتیسوان درس یون ہے نسخہ مذکورہ اور بنی اسرائیل عین الشمس سے سوکوت تک پیادے سفر کیا اون کے مرد سوا لڑکون کے چھے لاکھ تھے اور اسی کتاب خروج کے اڑتیسوین باب کے چھبیسوین درس مین ہے نسخہ مذکورہ جو شخص کہ گنتی مین آیا بیس برس کا یا زیادہ اس سے اور وہ چھے لاکھ تین ہزار ساڑھے پانسے تھے۔ اور کتاب شمار کے پہلے باب مین ہے نسخہ مذکورہ ۴۵ سو وے سب جو بنی اسرائیل سے اپنے باپ دادون کے گھرانون مین بیس کے سے لیکے اوپر تک گنے گئے سب جو جنگ کے لیے نکلتے تھے ۴۶ چھے لاکھ تین ہزار پانسے پچاس تھے لیکن وے جو لیوانے تھے اپنے باپ دادون کے فرقے کے مطابق انکے ساتھ گنے نہین گئے۔ پھر کتاب شمار کے دوسرے باب کے بتیسوین درس مین ہے نسخہ مذکورہ وے سب جو خیمہ گاہ مین ان کے لشکرون مین گنے گئے چھے لاکھ تین ہزار پانسے پچاس تھے پھر اسی کتاب شمار کے گیارہوین باب کے اکیسوین درس مین ہے نسخہ مذکورہ تب موسی نے کہا کہ یے لوگ جنمین مین ہون چھے لاکھ پیادے ہین۔ اور کتاب شمار کے پہلے باب سے معلوم ہوتا ہے کہ لیوی کا تمام فرقہ حساب مین نہین آیا جیسے تمام عورتین اور مردون مین سے جنکی عمر بیس برس سے کم تھی محسوب انمین نہین۔ تو اب قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے سب مرد عورت بال بچے پچیس لاکھ سے کم نہونگے اور یہ چار وجہ سے غلط معلوم ہوے **اول** یہ کہ جب یے مصر مین آئے تھے تو ستر آدمی تھے جیسا کتاب پیدایش کے چھیالیسوین باب کے ستائیسوین درس اور کتاب خروج کے پہلے باب کے پانچوین درس اور کتاب استثنا کے دسوین باب کے بائیسوین درس مین مصرح ہے اور مصر مین بنی اسرائیل کل دو سو پندرہ برس ٹھہرے اور یہی قوی ہے اسلیے کہ کتاب شمار کے چھبیسوین باب کا انسٹھوان درس یون ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۴ء اور عمرام کی جورو کا نام یوخابد تھا لیوی کی بیٹی جسے اسکی ماں لیوی سے مصر مین جنی سو عمرام سے ہارون اور موسے اور اون کی بہن مریم کو جنی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یوخابد موسے کی ماں لیوی کی صلبی بیٹی تھی اور کتاب خروج کے چھٹے باب مین ہے نسخہ مذکورہ ۱۶ اور بنی لیوی کے نام

غلطی کی چار وجہ

اول وجہ

اون کے گھرانون کے مطابق یے ہین جیرشون اور قہات اور مراری اور لاوی کی عمر ایک سو
سینتیس برس کی تھی ۱۸ ابنی قہات عمرام اور یصہار اور حیبرون اور عزیائیل تھے اور قہات ایکسو
تینتیس برس جیا ۲۰ عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا وہ اس سے دو بیٹے جنی
ایک ہارون دوسرا موسی عمرام نے ایکسے سینتیس برس کی عمر پائی اس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ موسے لیوی کے نواسے اور قہات کے پوتے ہین اور قہات مصر کے آنے سے
پہلے پیدا ہوا تھا جیسا کتاب پیدایش کے چھیالیسوین باب کے گیارہوین ورس مین ہے. پس
اس حساب سے ممکن نہین کہ بنی اسرائیل چار سے تیس برس مصر مین رہے ہون بلکہ موسے کا
نسب نامہ چھوٹے مدد کے موافق منطبق نہین ہوتا اور اسی برس آگے لڑکون کا قتل بھی جاری تھا
جیسا کتاب خروج کے پہلے باب کے بائیسوین باب مین مصرح ہے سواب اگر قتل کی آفت سے
قطع نظر کرین اور فرض کرین کہ بنی اسرائیل ہر پچیس برس کے پیچھے دگنے ہوتے تھے تو بھی دوسو
پندرہ برس مین ایک[1] لاکھ کراون کی نوبت نہین پہنچتی. تا باوجود قتل اور اور مصائب کے
اتنے عرصے مین ۲۵ لاکھ کسطرح ہوگئے **دوم** یہہ کہ قیاس سے یہہ بھی بعید ہے کہ بنی اسرائیل
کی باوجود ان مصائب کے ستر سے اس کثرت کو نوبت پہنچے اور قبطیون کی جو اونکا مصر دار
السلطنت اور مجمع کی جگہہ تھا اور اون کو ہر طرح کی فراغت تھی ایسی کثرت نہوا ور باوجود انکی
ایسی کثرت اور قوت کے کہ بادشاہ اور اوسکا ملک اونکے ملاحظہ سے ڈرنے لگا بادشاہ ان پر
ایسا ظلم کرے کہ اون کے بچون کو قتل کراوے اور یے برداشت کرین اور مقابلے سے پیش
نہ آوین حالانکہ چوپائے بھی اپنی اولاد کے واسطے جان دینے کو موجود ہوجاتے ہین **سیوم**
یہہ کہ کتاب خروج کے بارہوین باب کے اڑتیسوین ورس کے موافق ان کے ساتھ گلے
اور بہت بڑے مواشی تھے اور باوجود اس کے پھر لکھا ہے کہ ہر ایک ہر روز کوچ کرتا تھا
اور ایک رات مین سب کے سب رود نیل سے اتر گئے **چہارم** یہہ کہ انکے آدمیون اور

[1] بلکہ ایک لاکھ کا کیا ذکر چالیس ہزار کو بھی نوبت نہین پہنچی ۱۲ منہ رحمہ

گئے اور بہت بڑی مواشی کے اترنے کے واسطے بہت بڑا میدان چاہیے اور کوہ سینا کے گرد تو زمین ہموار بھی نہیں سوا اسکے گرد اور اسیطرح ایلیم مین بارہ چشمون کے اوپر کسطرح اترے ہونگے پس حق یہہ ہے کہ یہہ غلط ہے اور اتنی آدمی ہونگے کہ مصر کا بادشاہ جسطرح چاہتا ان پر حکم جاری کرسکتا اور حضرت موسیٰ کا زبانی حکم اونکے کوچ کرنے اور اترنے کے واسطے کفایت کرجاتا اور اتنے تھے کہ مع اپنے گلے اور مواشی کے کوہ سینا کے گرد اور ایلیم کے بارہ چشمون پر بفراغت اتر سکتے تھے۔ کہتا ہون مین یہہ قول اوسکا اور مصر مین بنی اسرائیل کل دو سو پندرہ برس ٹھہرے تحقیق ہے اور وہ جو کتاب خروج کے بارہوین باب کے چالیسوین ورس مین چار سو تیس برس واقع ہوے ہین محض غلط ہین اور اس توریت جعلی کی بے اعتباری ثابت کرتے ہین اور تحقیق اوسکی پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے چوتھے شبہ کے جواب کے اندر قسم اول کے مثالون سے پہلی مثال کے ذیل مین گذر چکی۔

دسوین دلیل

دسوین دلیل کتاب استثنا کے ساتوین باب کا بائیسوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۳۱ و ۱۸۴۴ء اور ہوا وہ تیرا خدا ان گروہون کو تیرے آگے سے تھوڑی تھوڑی کرکے دفع کریگا تو انھین جلد ہلاک نکرسکیگا تا نہووے کہ جنگلی درندے تجھپر زیادتی کرین۔ اور یہہ بھی غلط ہے کیونکہ فلسطین کے ملک کا طول دو سو میل اور عرض سو میل تھا اور جب بنی اسرائیل چھ لاکھ کے قریب تھے تو بے اگر فلسطین کے رہنے والون کو ایکبار قتل کرکے اس ملک پر مسلط ہوجاتے تو بھی درندے ان پر غالب نہ سکتے۔

گیارہوین دلیل عجیب حکم

گیارہوین دلیل اسمین عجیب عجیب حکم موجود ہین مثلاً کتاب خروج کے اکیسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۳۱ و ۱۸۴۴ء ۲۰ اور اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیان مارے اور وہ مار کھاتے ہوے مرجاوے تو اسے سزا دی جاوے ۲۱ لیکن اگر وہ ایک یا دو دن جیوے تو اوسے سزا نہ دی جاوے اسلیئے کہ وہ اوسکا مال ہے اور اسی کتاب خروج کے بائیسوین باب کا اٹھارہوان ورس یون ہے نسخہ مسطورہ تو جادوگرنی کو جینے مت دے اور کتاب قوانین کے بیسوین باب کا ستائیسوان ورس یون ہے نسخہ مسطورہ اور جو مرد یا عورت

یہان مستی اور جادوگر ہو البتہ قتل کیجاوے چاہیے کہ تم اون پر پتھراؤ کرو اور کتاب استثنا کے
اٹھارویں باب مین ہے نسخہ مسطورہ ١٠ چاہیے کہ تم مین کوئی ایسا نہ ہو کہ اپنے بیٹے یا بیٹی کو
آگ مین گذروائے یا غیب کی بات بتاوے یا بھلائی یا برائی کا شگون دیا یا جادوگر بناوے
١١ اور افسون گر ہو اور اون دیوون سے جو مسخر ہوتے ہین سوال کرنے والا اور ساحر اور سیانا نہ
ہو اور اسیطرح اور احکام ہین اور اب یوروپ والے سب عیسائی جادو اور نجوم کے بالکل قائل
نہین۔ **بارھوین دلیل** اسمین بار بار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالی باپ دادون کے گناہون
کی سزا اون کی اولاد کو دیتا ہے مثلاً کتاب خروج کے بیسوین باب کے پانچوین ورس مین
ہے نسخہ ١٨٢٢ و ١٨٣١ و ١٨٢٩ع مین یہوواہ تیرا خدا غیور ہون کہ آبا کی بدکاریون کی سزا اون کے
لڑکون کو جو میرا کینہ رکھتے ہین انکی تیسری اور چوتھی نسل تک دینے والا ہون اور اسی کتاب کے
چونتیسوین باب کے ساتوین ورس مین ہے نسخہ مسطورہ آبا کے گناہ اون کے فرزندون اور
فرزندون کے فرزندون سے تیسرے اور چوتھے پشت تک مطالبہ کرتا ہے اور کتاب قوانین
کے بیسوین باب کے پانچوین ورس مین بھی نسخہ مسطورہ مین اوس شخص پر اور اوسکے گھرانے
پر قہر نازل کرونگا اور کتاب شمار کے چودہوین باب مین ہے نسخہ مسطورہ ١٨ باپ دادون
کے گناہون کو ان کے لڑکون سے جو وہ تیسری اور چوتھی پشت ہین مطالبہ کرتا ہے ٣٣ اور
تمھارے لڑکے اس دشت مین چالیس برس تک بھٹکتے پھرینگے اور تمھاری حرامکاری کے
اوٹھانے والے ہونگے جب تک کہ تمھاری لاشین اس دشت مین نیست نابود ہون اور کتاب
استثنا کے پانچوین باب کے نوین ورس مین ہے نسخہ مسطورہ مین یہوواہ تیرا خدا غیور خدا
ہون جو باپ دادون کی بدکاری کا بدلا کہ میرا کینہ رکھنے والے ہین اونکی اولاد سے تیسرے اور
چوتھے پشت تک لیتا ہون حالانکہ یہہ صریح ظلم ہے اور اور اقوال کے مخالف ہے کتاب استثنا
کے چوبیسوین باب کا نوان ورس یون ہے نسخہ ١٨٢٢ و ١٨٢٩ع اولاد کے بدلے ماں باپ مارے
نجاوین نہ باپ دادون کے بدلے اولاد قتل کیجاوے ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا

بارھوین دلیل

اور کتاب حزقیل کے اٹھارویں باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ء ۴ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی
مر گی ۲۰ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سوئی مر گی بیٹا باپ کے گناہ نہ سہیگا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ
سہیگا صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑیگی اور کتاب یرمیاہ کے اکتیسوین
باب کے تیسوین ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ء ہر ایک اپنی برائی سے مریگا اور ایسا ہی دوسری کتاب
سلاطین کے چودہوین باب کے چھٹے ورس اور دوسرے کتاب اخبار الایام کے پچیسوین باب کے
چوبیسوین ورس مین ہے کہتا ہون مین کہ جب ایسے باتون سے اس فاضل کے نزدیک توریت موسی
کی تصنیف نہین ہو سکتی تو اس حساب سے عہد عتیق کی اور کتابین بھی انبیا کی تصنیف نہونگی اس لیئے
کہ انمین بھی ایسی باتین موجود ہین مثلاً سلاطین کی پہلی کتاب کے اکیسوین باب کا انتیسوان
ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۹ء تو دیکھتا ہے اخاب نے میرے حضور کیونکر خاکسار بنایا ہے سو اسلیے
کہ وہ میرے آگے خاکسار بنا مین اوسکی زندگی بھر اوسپر بلا نہ بھیجونگا بلکہ اوسکے بیٹون کے
عصر مین اوسکے گھرانے پر بلا نازل کرونگا۔ اور کتاب ایوب کے اکیسوین باب کے انیسوین ورس
مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ء خدا اوسکے بچون کے لیئے اوسکے گناہون کا بھل چھپا رکھتا ہے۔ اور زبور
اناسیون کا ورس آٹھوان یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ء ہماری اگلی بدکاریون کو یاد مت کر الخ
اور زبور ایکسو نوین مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ء ۹ اوسکے بچے یتیم ہو جاوین اور اوسکی جورو رانڈ ہو جاے
۱۰ اوسکے بچے سب در بدر پھرین اور بھیک مانگین وے اپنے ویرانون مین خوراک ڈہونڈتے
پھرین ۱۲ کوئی اوسپر ترس نکھاوے اوسکے یتیمون پر کوئی رحم نکرے ۱۳ اوسکی نسل باقی نرہے
اور اوسکی پچھلی پیڑیون مین اوسکا نام مٹایا جاوے اور اسیطرح کتاب ایوب کے پانچوین باب
کے چوتھے ورس مین ہے۔ اب ان سب دلیلون سے صاف یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان
پانچ کتابون کی نسبت موسے طرف کسی کامل سند سے ثابت نہین بلکہ اوسکا خلاف ثابت ہے
تو اب حق بجانب ہمارے ہے کہ اس توریت کی سب روایتون کو درست اور صحیح نہین جانتے اور
جب تک عیسائی ہماری ان دلیلون کے اچھی طرح جواب نہ دینگے اور کامل سند پیش نکرینگے تب

تک بلاشبہ ہمارا الزام ان پر تمام رہیگا شاید اس توریت کی بھی بے سندی کا سبب ہوگا کہ عیسائیون
کے مقدس پولوس اوسکے احکام کو کمزور اور بے فائدہ اور بے مصرف اور ضعیف اور عیب دار
بتلاتے ہین جیسا چودہوین سوال کے جواب مین چوتھے موضع کے اندر پہلی قسم کے مثالون کے
بیان مین گذرا۔ اور جناب لوتھر فرقے پروٹسٹنٹ کے پیشوا اور اونکا شاگرد رشید جس سے
فرقہ انٹی نومینس کا نکلا ہے اپنے مقدس کی تقلید کرکے اس توریت کی نسبت بہت کلمات
بے ادبانہ کہتے تھے لیکن تعجب ہے ہر گاہ آمد بران مزید گردد کے حضرت موسی کو بھی توریت کے ساتھہ
لتاڑتے بیٹھے وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاطنامہ کے صفحہ سینتیسوین مین لکھتا ہے نسخہ
سنہ ۱۸۴۱ء جناب لوتھر اپنی ایک کتاب کے تیسری جلد کے چالیسوین اور اکتالیسوین صفحہ
مین لکھتے ہین ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسے کو اسلئے کہ وہ صرف یہودیون کے لئے تھا
اور ہم سے اوسکو کسی چیز مین علاقہ نہین اور ایک دوسری کتاب مین لکھتے ہین کہ ہم نہ قبول
کرینگے موسے کو اور نہ اوسکی توریت کو اس لئے کہ وہ عیسے کا دشمن ہے۔ پھر لکھتے ہین کہ
موسی تو جلادون کا استاد ہے پھر لکھتے ہین کہ دس حکمون کو عیسائیون سے کچھہ علاقہ نہین۔ پھر
لکھتے ہین کہ ان دس حکمون کو خارج کرنا چاہئے کہ تمام بدعتین ابھی موقوف ہو جاوینگی۔ کیونکہ یہ
احکام جتنے ہین سب بدعتون کے ہین۔ اور اسی جیسی انکا شاگرد یون کہتا تھا ہے دس حکم کلیسہ مین
نہ سکھائے جاوین اور اسی شخص سے فرقہ انٹی نومینس کا نکلا ہے اور اونکا یہہ عقیدہ تھا کہ توریت
اس قابل نہین کہ اوسکو خدا کا کلام سمجھا جاوے اور اونکا قول یہہ تھا کہ اگر زانی ہو یا حرامکار
یا اور کسی طرحکا گنہگار تو یقیناً رستہ نجات مین ہے اور اگر گناہ مین ڈوبا ہے بلکہ اوسکے
قعر مین پڑا ہوا یقین کرتا ہے تو خوشی مین ہے اور جو اپنے آپ کو دس احکام مین مصروف
رکھتے ہین وے علاقہ شیطان سے رکھتے ہین وے سولی پاوینگے موسے کے ساتھہ دیکھو کہ یہہ پیشوا
اور اوسکا شاگرد اور اوسکا فرقہ کیا گستاخ ہے اور مین حیران ہون کہ جب اس پیشوا کے نزدیک

لہ پیشوا موصوف موسے کو عیسے کا دشمن اور جلادون کا استاد اور دس حکمون کو واجب الاخراج اور سب

وسوین حکم ایسے ٹھہرے تو اب انکے نزدیک دین عیسوی مین ان چشمے بدعات کے مخالف اعتقاد اور
عمل چاہئے اور اس صورت مین شرک اور بت پرستی اور ماں باپ کی تعظیم نکرنا اور ہمسایہ کو آزار
دینا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور جھوٹی گواہی دینا مسیحی مذہب کے ارکان ٹھہرتے ہین اسلیئے
کہ ان سرچشمے بدعات مین تو تاکید سے توحید اور ماں باپ کی تعظیم اور یوم السبت کی تعظیم کا حکم
اور بت پرستی اور قتل اور زنا اور چوری اور ہمسایہ کے آزار سے نہی مرقوم ہے۔ اگر عیاذاً
باللہ یہہ دین ہو تو اوس سے کفر اور یہ ہی بہت افضل ہے اور بھلا جب موسیٰ کو عیسائیون
سے کسی چیز مین علاقہ نہوا اور وہ اور اوسکی توریت قبول کے قابل نہ ٹھہری تو پھر پروٹسٹنٹ
اس جلادون کے استاد اور بیٹے کے دشمن کو ظاہر مین کیون پیغمبر کہتے ہین اور اس توریت
نامقبول کو کیون مانتے ہین اور مجھ سے ایک عیسائی پروٹسٹنٹ فرقے کا کہتا تھا کہ ہمارے
مذہب کے موافق موسیٰ تو ایک چور اور ڈکیت تھا جب مین نے اس سے دلیل پوچھی تو یوحنا
کی انجیل کے دسوین باب کے آٹھوین ورس کو اپنی دلیل بتلائی اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۱ء
سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور رہزن ہین اور بھیڑون نے اونکی نسنی نسخہ ۱۸۴۴ء سب
جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہین الخ اور لارڈنر اپنی تفسیر کے جلد تیسری کے چھٹے صفحے
مین مانی کیز کے فرقے کے عقیدے کے بیان مین لکھتا ہے کہ جیروم ہمکو اطلاع دیتا ہے کہ بشب
انی اس فرقے کا بانی کہتا تھا کہ جناب مسیح کا وہ قول جو یوحنا کی انجیل کے دسوین باب کے آٹھوین
ورس مین ہے موسیٰ کے حق مین ہے اور فاسٹس کہتا ہے کہ ہمارے خداوند نے اس قول سے
موسیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے شاید فرقے پروٹسٹنٹ کے پیشوا اور اون کے شاگرد اور اوس

سب بدعات کے چشمے اور توریت کو غیر واجب التسلیم بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ موسیٰ کو ہم سے کسی چیز مین علاقہ نہین اور
اسیطرح دس حکمونکو عیسائیون سے کچھ علاقہ نہین اور اونکے شاگرد اور اونکے فرقے کے نزدیک توریت خدا کا کلام نہین
اور دسون حکم واجب الاخراج ہین اور جو انسے علاقہ رکھے وہ شیطان سے علاقہ رکھتا ہے اور ان بے ادبونکو دیکھو کہ ان دس
حکمونکی اطاعت کرنے والے کے حق مین ہر بڑے حمیت کیا ہی اچھی دعا دیتے ہین ۱۲ منہ رہ

یوشع کی کتاب کا بیان

کے فرقے نے مانی اور فاسٹس کے موافق اسی ورس سے تمسک پکڑا ہوگا اور وہ عیسائی اپنے پیشوا کی
موافق کہتا ہوگا اور اکہارن اور بشر اور داٹھہ اور وزن طراور ڈاکٹر جدس نے بھی موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر
نہین مانا اور علماے جرمن مین اب بھی راے عام ہے چنانچہ انشاء اللہ دسوین ہدایت مین آتا ہے
اور جب توریت کا جو اسرائیل مذہب کی جڑ تھی حال معلوم ہو چکا تو اب اور ون کا حال سنئے کہ یوشع
کی کتاب کا پوری طرح سے نہ مصنف معلوم ہے اور نہ اوسکے تصنیف کا زمانہ متعین ہے اور عیسائی
اٹکل پچو جو چاہتے ہین سو کہتے ہین جیرارڈ اور ڈیلوذنی اور ہیوٹ اور بشپ پاٹرک اور ٹاملائن
اور ڈاکٹر گری یوشع کی تصنیف بتلاتے ہین اور ڈاکٹر لائٹ فٹ فیناس کی اور کالون العازار کی
اور ہنری یرمیاہ کی اور وانتل سموئیل کی تصنیف کہتا ہے اور ان پانچون قولون والون کے پاس
کوئی دلیل نہین اور غضب خدا کا کہان یوشع اور کہان یرمیا ان دونون مین تو ساڑھے آٹھ سے برس
تخمیناً کا فرق ہے اگر اس کتاب کی بے سندی کامل نہوتی تو اوسکے علما کے ایسے اٹاپ سٹاپ
قول کیون ہوتے اور اس کتاب کے پندرہوین باب کے ترسٹھوین ورس کو اگر سموئیل کی دوسری
کتاب کے پانچوین باب کے چھٹے اور ساتوین اور آٹھوین ورسون سے ملا دین تو اتنی بات نکلتی ہے
کہ داؤد کے ساتوین سال جلوسی سے پیشتر یہہ کتاب لکھی گئی ہو اور اوسکا مصنف کوئی شخص
مابین عہد یوشع اور اس ساتوین سال جلوسی کے ہوا ہو اور اون کے مفسر بھی بناچاری اسبات
کا اقرار کرتے ہین تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین اس کتاب کے پندرہوین باب کے ترسٹھوین ورس

کے ذیل مین مرقوم ہے کہ اس فقرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوشع کی کتاب ساتوین سال جلوسی داؤد
سے پہلے لکھی گئی ہے۔ اور اس کتاب کے دسوین باب کے تیرہوین ورس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
کتاب کا مصنف بعض بعض حالات کو کتاب الیسر سے دیکھ کر لکھتا ہے اور ایسر کی کتاب کا ٹھکانا

ف ۱ اور مورخ انگریزی اسیکو اختیار کرتے ہین مگر ان کے پاس بھی بجز دگمان کے سوا کوئی سند نہین لب التواریخ
کے دوسرے دفتر کے جدول مین مرقوم ہے (برنس قبل ولادت مسیح کے) یوشع کی کتاب جو گمان کی گئی ہے
کہ سردار کاہن فیناس نے لکھی ۱۲ منہ رح

نہین گر گیا تھی اور اوسکا مصنف کون تھا اور کس زمانہ مین تھا لیکن سموئیل کی دوسری کتاب کے
پہلے باب کے اٹھوین ورس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا مصنف داؤد کا ہم عہد یا اون کے بعد
ہوا ہو سو اس حساب سے اس کتاب کا مؤلف بھی شاید کہ داؤد ع کا ہم عہد یا ان کے بعد ہوا ہو
اور یہی غالب ہے بہرحال یقینا کچھہ بھی معلوم نہین ہوتا اسی لئے انکے بعضے علماء نے اوسکو یرمیاہ کی
تصنیف بتلایا ہے اور جو اکثر بلا دلیل یہہ دعوے کرتے ہین کہ یہہ کتاب یوشع کی تصنیف ہے
اس لئے اس قول کو اور طرح سے بھی باطل کرتا ہون اور کہتا ہون کہ یہہ بیہودہ دعوئی چار وجہ سے مردود

پہلی وجہ

ہے **پہلی وجہ** وہی ہے جو توریت کے بے سند ہونے مین پہلی دلیل کرکے مرقوم ہوی اور **دوسری**

دوسری وجہ

وجہ بھی وہی ہے جو وہان دوسری دلیل کرکے مرقوم ہے اسلئے اس کتاب مین بھی کسی جملے سے
یہہ بات معلوم نہین ہوتی کہ یوشع نے اس کتاب کو خود لکھا ہو بلکہ اوسمین جہان یوشع کا ذکر ہے
وہان غائب کے صیغہ سے ان کو بولا گیا ہے چنانچہ ناظر اوسکو اول سے آخر تک دیکھہ لے **تیسری**

تیسری وجہ

وجہ بھی وہی ہے جو وہان تیسری دلیل تھی اسلئے کہ اوس کتاب مین بعضے بعضے فقرے ایسے ہین
جو دلالت کرتے ہین کہ وے یقینا یوشع کا کلام نہین ہوسکتے اور یہہ دعوے کہ کسی پیغمبر نے پیچھے
سے الحاق کر دئے ہونگے ہرگز سماعت کے قابل نہین جب تک کہ اوسکی کوئی دلیل نہو چنانچہ تیسری

پہلا فقرہ

دلیل مین اوسکا بیان گذرا اور ان فقرات سے یہان چند فقرون کو نقل کرتا ہون **پہلا فقرہ**
چوتھے باب کا نوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء اور یوشع نے اردن کے بیچون بیچ اس جگہہ پر
جہان ان کاہنون کے قدم ثابت ہوے جو شہادت کے صندوق کے حامل تھے بارہ پتھر نصب کئے
چنانچہ وے آجکے دن تک وہان ہین. تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ یہہ جملہ وے آجکے دن تک
وہان ہین اور اوسکے مانند عہد عتیق کے اکثر کتابون مین پائے جاتے ہین اغلب کہ الحاقی ہون
دیکھو بناچاری انکل اور ظن غالب سے الحاقی کہتے ہین اور اون کے پاس کوئی دلیل الحاقی ہونیکی
کی نہین اور اونکے اقرار سے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ عہد عتیق کی کتابون مین جہان ایسے جملے ہونگے

دوسرا فقرہ

اونکے گمان کے موافق وے سب الحاقی ہین **دوسرا فقرہ** پانچوین باب کا نوان ورس کہ

یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء پھر یہوواہ نے یوشع کو کہا کہ آج کے دن مین نے مصر کے ننگ و عار کو تم پر نمبر ۳
سے لڑھکایا اسی لئے آجکے دن تک اس جگہ کا نام جلجل ہے یعنے لڑھکنے کی جگہ **تیسرا فقرا**
ساتوین باب کے چھبیسوین درس مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء پھر اونھون نے ان پتھرون کا بڑا نمبر ۴
تودہ کیا جو آج تک ہے الخ **چوتھا اور پانچوان فقرا** آٹھوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء نمبر ۵
۲۸ اور یوشع نے عی کو جلا کے ہمیشہ کے لئے راکھ کا تودا کر دیا سو وہ آجکے دن تک ویران ہے ۲۹
اور اوسنے عی کے بادشاہ کو پھانسی دے کے شام تک درخت پر لٹکا رکھا اور جونہین آفتاب
غروب ہوا یوشع نے حکم کیا کہ اوسکی لاش کو درخت سے اتارین اور شہر کے دروازے پر پھینک
دین اور اوسپر پتھرون کا بڑا تودہ کرین سو وہ آجکے دن تک ہے **چھٹا و ساتوان فقرا** نمبر ۶ و ۷
دسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء ۱۳ تب آفتاب نے درنگ کی اور ماہتاب ٹھہر رہا جبتک
کہ ان لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا یہہ یاشا کی کتاب مین نہین لکھا کہ آفتاب آسمان
کے بیچون بیچ ٹھہر رہا ۲۷ اور غار کے منھ پر بڑے بڑے پتھر رکھے چنانچہ وے آجکے دن تک
ہین۔ اور یہہ جملہ یہہ یاشا کی کتاب مین نہین لکھا ترجمہ ۱۸۲۳ء مین یون ہے کیا یہہ کتاب
الیسیر مین نہین لکھا ہے **آٹھوان فقرا** تیرہوین باب کا تیرہوان درس یون ہے نسخہ نمبر ۸
۱۸۲۹ء لیکن بنی اسرائیل نے جسوری اور معاخاتیون کے مارنے کا ارادہ نکیا اور وے آجتک
بنی اسرائیل کے درمیان بستے ہین **نوان فقرا** چودہوین باب کا چودہوان درس یون ہے نمبر ۹
نسخہ ۱۸۲۹ء سو حبرون اس وقت سے آجتک قنزی یفنا کے بیٹے کالب کی میراث ہو الخ
دسوان فقرا پندرہوین باب کے ترسٹھوین درس مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء یبوسی جو تھے نمبر ۱۰
اورشلیم مین رہتے تھے سو اون کو بنی یہودا خارج نکر سکے چنانچہ یبوسی بنی یہودا کے ساتھ آج کے
دن تک اورشلیم مین بستے ہین **گیارہوان فقرا** سولہوین باب کے دسوین درس مین ہے نمبر ۱۱
نسخہ ۱۸۲۹ء سو وے آجکے دن تک بنی افرائیم کے ساتھ بستے ہین اور جزیہ دیتے ہین **بارہوان** نمبر ۱۲
فقرا چوبیسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء ۲۹ اور ایسا ہوا کہ بعد ان باتون کے نون کا بیٹا یوشع

یہواہ کا بندہ جو ایک سَو دس برس کا بوڑھا تھا رحلت کرگیا۔ ۳۰ اور اونھون نے اوسکو اپنی میراث کے
اطراف مین جبل جاعش کے درمیان جو کوہستان افرایم مین کوہ جاعس کے سمت شمال کو ہے اوسے
دفن کیا ۳۱ اور بنی اسرائیل یوشع کی زندگی تک اور ان مشایخ کے وقت تک کہ جنکی عمر یوشع کے
بعد دراز ہوی اور یہواہ کے سارے کامون کو جو اوسنے بنی اسرائیل کے لیئے کیئے جانتے تھے یہواہ
کی بندگی کرتے رہے ۳۲ اور یوسف کی ہڈیون کو جنھین بنی اسرائیل مصر سے چڑھا لائے تھے
اونھون نے نابلس کے بیچ اس زمین کے قطعہ مین جسے یعقوب نے سخاب کے باپ حمور کے بیٹون
سے سو درہم کو مول لیا تھا گاڑا سو وہ زمین بنی یوسف کی میراث ہوی ۳۳ اور ہارون کا بیٹا
العاذار بھی مرگیا اور اونھون نے اوسے اس پہاڑ مین جو اوسکے بیٹے فنیحاس کا تھا جو کوہستان افرایم
مین اوسے دیا گیا تھا دفن کیا۔ تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین جو خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ اس باب کے
آخر کے پانچ درس بلاشبہ یوشع کی تصنیف نہین فنیحاس یا سموئیل نے الحاق کیئے ہونگے اور ایسا
الحاق قدما مین بہت رائج تھا۔ دیکھو ایسا الحاق کو تو یقینی مانا لیکن سند کے نہونے کے سبب الحاق
کرنے والا متعین نہو سکا اور جب ایسے ایسے الحاق قدما مین بہت رائج تھے تو اونکے اس رواج
نے عہد عتیق کے کتابون کی خوب ہی گت کی ہوگی اور اس صدہا سال کے عرصے مین بہت کچھہ
ان مین الحاق ہوا ہوگا۔ گو ہر جگہہ قرینے نہونے کے سبب نہ پہچانا جاوے **چوتھی وجہ** یہہ ہے چوتھی وجہ
کہ اس کتاب کے تیرہوین باب کا پچیسوان درس کتاب استثنا کے دوسرے باب کے انیسوین
اور سینتیسوین درس کے سراسر مخالف ہے۔ اب دو حال سے خالی نہین یا تو یہہ توریت موسے
کا کلام نہین یا یہہ کتاب یوشع کی تصنیف نہین ورنہ ممکن تھا کہ یوشع ایسے معاملہ کو جو اون کے
سامنے ہوا تھا اور موسے نے اوسکو توریت مین ضبط کیا تھا ایسا مخالف لکھتے بلکہ اگر توریت
حق ہے تو یہہ کتاب کسی اور الہامی شخص کی تصنیف بھی نہین ہوسکتی یوشع کا تو کیا ذکر اور اس
مخالفت کا بیان پہلی جلد مین دوسرے سوال کے جواب کے اندر پادریون کے چوتھے شبہ کے
جواب مین پہلی قسم کے مثالون کے بیان مین دسوین مثال کے اندر گذرا اور دوسرن یہہ بھی معلوم ہوگیا

کہ بشپ ارسلی نے لاچار ہو کر یون کہا کہ اسکا عبری متن محرف ہے۔ اور کتاب القضات مین بھی بڑا اختلاف ہے اور اوسکا بھی نہ مصنف متعین ہے اور نہ اوسکی تصنیف کا زمانہ اور انکل پچو چھے قول ہین بعضے فینحاس کی اور بعضے خرقیا کی اور بعضے یرمیا کی اور بعضے خرقیل کی اور بعضے عزرا کی تصنیف تبلاتے ہین غضب خدا کا کہان فینحاس اور کہان عزرا دونون کے عہد مین نو سو برس سے زاید کا تفاوت ہے اور اگر حزقیا یا فینحاس اوسکا مصنف ہو تو یہہ کتاب الہامی بھی نہین اور یہودی کہتے ہین کہ شموئیل کی تصنیف ہے اور راعوث کی کتاب مین بھی جو ایک عورت کا قصہ ہے بڑا اختلاف ہے اور اوسکے بھی نہ مصنف کا ٹھکانا ہے اور اوسکی تصنیف کے زمانے کا پتا اور اوسمین انکلون تین قول ہین بعضے حزقیا کی اور بعضے عزرا کی اور یہودی اور جمہور عیسائی شموئیل کی تصنیف تبلاتے ہین اگر خرقیا کی تصنیف ہو تو الہامی بھی نہین اور کاتلک ہرلڈ کے ساتوین جلد کے صفحہ ۲۰۵ مین مرقوم ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۱۹ء مین جو اشاربرگ کے اندر ایک بیبل چھپی تھی اوس پر ایک مقدمہ لکھا ہے اور اوس مقدمہ مین یہہ مرقوم ہے کہ راعوث کی کتاب ایک گھر کا قصہ ہے اور یونس کی کتاب ایک کہانی سو اوسکے موافق تو یہے دونون کتابین افسانے غیر معتبر ہین۔ اور نحمیا کی کتاب مین بھی اختلاف ہے اور مختار یہہ ہے کہ یہہ تصنیف نحمیا کی ہے اور اتھا نیسیش اور اپی فانیس اور کرزاستم وغیرہم عزرا کی تصنیف تبلاتے ہین اور پہلی صورت مختار کے موافق وہ کتاب الہامی نہین اور نہ سب کی سب نحمیا کی تصنیف ہو سکتی ہے اسلئے بارہوین باب مین پہلے ورس سے چھبیسوین ورس تک نحمیا کا کلام معلوم نہین ہوتا اور ان ورسون کو اسکے قصے سے اچھا علاقہ نہین اور انمین ذکر دارا بادشاہ ایران کا ہے اور وہ تو نحمیا سے سو برس پیچھے ہوا ہے تس پیہ چھبیس ورس کسی دوسرے کے کلام سے ہین اور انکے مفسر بھی ان ورسون کو بناچاری الحاقی کہتے ہین اور الحاق کرنے والا انکے نزدیک متعین نہین ہو سکتا چنانچہ ہارن صاحب اپنی تفسیر کی چوتھی جلد مین اسبات کو ترجیح دیتا ہے کہ پہلے ورس

بیان کتاب القضات

بیان کتاب راعوث کی

بیان کتاب نحمیا کی

له یعنی ۲۴ ورس مین اور وہ ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء وہ کاہنان نیز تا برقت دارا ایرانی ۱۲ منہ رح

کتاب ایوب

المعانی مین اور آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین صفحہ ۱۶۷۶ کے اندر لکھتا ہے کہ عربی کے ترجمہ مین اول کے چھبیس ورس اور ورس اٹھیسوان نہین ہے۔ اور کتاب **ایوب** کا حال تو بہت ہی ابتر ہے اور اہل کتاب کے علما مین اوسکی بابت بڑا ہی اختلاف ہے ربی مانی ڈیز جو یہود کا عالم مشہور گذرا ہے اور لیکلرک اور میکالز اور سیملر اور بشپ اسٹاک وغیرہم کہتے ہین کہ ایوب کوئی شخص نتھا اور یہہ تو محض ایک اسم فرضی ہے اور اوسکی کتاب محض ایک افسانہ اور چھوٹی کہانی ہے اور کالمٹ اور وانٹل وغیرہما کہتے ہین کہ ایوب کوئی شخص تھا پھر ان لوگونمین اوسکے زمانے کی بابت اختلاف ہے کہ اگر تھا تو کس زمانے مین تھا اور اوسمین سات قول ہین۔ بعضون کے نزدیک موسے کا ہم عہد اور بعضون کے نزدیک یوشع کے زمانے کے بعد قضات کے ہم عہد اور بعضون کے نزدیک اہاسی رود یا اردشیر ایران کے بادشاہ کے ہم عہد اور بعضون کے نزدیک یعقوب کے ہم عہد اور بعضون کے سلیمان کے ہم عہد اور بعضون کے نزدیک بخت نصر کے ہم عہد گذرا ہے اور بعضون کے نزدیک اس زمانے مین تھا جو ابراہیم کے کنعان کے ملک مین تشریف لانے سے پیشتر گذرا ہے ہارن صاحب کہتا ہے کہ ان خیالون کا ہلکا پن انکے کمزوری کی دلیل کافی ہے. پھر اون مین وطن کی بابت اختلاف ہے کہ کس ملک کا رہنے والا تھا اور عوط اوسکی بستی جسکا ذکر اس کتاب کے پہلے باب کے پہلے ورس مین ہے کس ملک مین تھے اور اس مین تین قول ہین بوچارٹ اور اسپاہیم اور کالمٹ وغیرہم کہتے ہین کہ عرب کے ملک کے علاقہ مین زمین ریگستان مین اور میکالس اور الجن درہ دمشق مین اور بشپ لوداور آرچ بشپ ہابی اور ڈاکٹر ہیلز اور ڈاکٹر گوڈ اور بعض متاخرین کہتے ہین کہ عوط ادیمہ کا نام ہے پھر ان مین اس کتاب کے مصنف کی بابت اختلاف ہے اور اوسمین دس قول ہین بعضے الیہو کو اور بعضے ایوب کو اور بعضے سلیمان کو اور بعضے اشیا کو کہتے ہین اور بعضے موسے کو اوسکا مصنف بتلاتے ہین لیکن ان مین اختلاف ہے بعض متقدمین کے نزدیک تو حضرت موسے نے ابتداءً اسکو تصنیف کرکے عبری مین لکھا ہے اور اُرجن کے نزدیک حضرت موسے نے عبری مین سریانی سے ترجمہ

کیا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اوس کا مصنف کوئی شخص منسا بادشاہ کے وقت مین تھا اور اسکا نام معلوم نہین اور بعضے حزقیل کو اور بعضے عزرا کو بتلاتے ہین اور ایلحن کہتا ہے کہ اوسکا مصنف کوئی شخص ایلیہو کی اولاد سے ہے پھر اس مین اختلاف ہے کہ یہ کتاب کسطرح تمام ہوتی ہے چنانچہ انشاء اللہ تیسری ہدایت کے ۲۸ اختلاف مین آتا ہے۔ پس اس کتاب مین تفصیل کے رو سے چوبیس طرح کا اختلاف ہے دو طرح ایوب کے فرضی اور نہ فرضی ہونے کے اعتبار سے اور سات طرح زمانے کے اعتبار سے اور تین طرح وطن کے اعتبار سے اور دس طرح مصنف کے اعتبار سے اور دو طرح خاتمہ کے اعتبار سے شاید انھین اختلافات اور خرافات کو دیکھ کر فرقے پروٹسٹنٹ کے پیشوا لوتھر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ فقط ایک کہانی ہے جیسا کہ وارڈ صاحب نے اپنی کتاب اغلاط نامہ مین اون کے قول کو نقل کیا ہے اور تھیوڈر نے بھی اس کتاب کو بہت برا کہا ہے چنانچہ انشاء اللہ کتاب تشیید الانشا کے بیان مین آتا ہے اور عیسائی مورخ بھی انکلون لکھتے ہین لب التواریخ کے دوسرے دفتر مین جدول کے اندر اون دنون کے بیان مین جو قبل ولادت مسیح کے ہین یون مرقوم ہے ۱۵۱۲ ایوب کے تاریخ کا مظنونی زمان ۱۴۵۲ موسے کے کتب خمسہ مکتوب ہوین اور اسکے موافق ایوب کی کتاب کے تصنیف کے زمانے مین اور موسی کی کتابون کے تصنیف کے زمانے مین اکسٹھ برس کا تفاوت ہے اور

؎ مرزا پور کے پادری شیرر صاحب اپنے مطبع کے اخبار مین کہ نام اوسکا ہے خیر خواہ ہند نمبرہ جولائی ۱۸۴۲ء ایوب کا وطن ادومیہ تھا جو ملک پالسٹین کے دکھن ملک عرب اور مصر کے سرحدون میں ہے بعضون نے ایسا سمجھا کہ ایوب وہی ہے جسکا ذکر بنام یوب باب تاریخ کے کتاب کے پہلے باب مین ہے جو عیص بن اسحاق کا پوتا تھا مگر جدا ور شرح والون نے ایسا ٹھہراتا ہے کہ یہ ابراہیم کے وقت سے پیشتر تھا اور اس زمانے کا نوز تھا جو ابراہیم اور نوح کے درمیان گذرا یقین ہے کہ ایوب نے آپ ہی یہ کتاب تصنیف کی ہو مگر صورت جسمین آب ہی اسکی ترتیب موسے سے ہوئی شاید پیدائش کی کتاب چھوڑ ایوب کی کتاب سب کتابون مین قدیم ہو کہتا ہون مین کہ اولا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایوب سے شمار مین جبیل تک کوئی سند قطعی نہین پہنچی اور ثانیا جب مورخین کی تصریح کے موافق ایوب کی کتاب اکسٹھ برس پہلے موسے کے کتب خمسہ سے تصنیف ہوئی ہے اور موسے کو نبوت چودہ سے اکانوے برس پہلے مسیح کے ولادت سے ہوئی ہے اور کتب خمسہ کی تصنیف نبوت کے بعد انتالیس برس پیچھے ظہور مین آئی سو اگر اس کتاب کی ترتیب ان مضمون سے

زبور داؤد

رب ہمانی ڈیز اور ٹیکلرک اور میکالس اور سمر اور بشپ اشاک وغیرہم کے قول کے مطابق یعقوب حواری کی بھی جہالت اور اوسکے نامہ کا غیر الہامی ہونا ثابت ہے کیونکہ وہ اپنے نامہ کے پانچوین باب کے گیارہوین ورس مین لکہتا ہے تمنے ایوب کا صبر سنا ہے۔ بھلا جب ایوب نری شخص تھا اور اوسکی کتاب محض افسانہ اور جھوٹی کہانی ہے تو اوس کا صبر کہانسے آیا اور زبور داؤد کا حال بھی ایوب کی کتاب کے قریب قریب ہے کہ اسکا بھی سند سے ثابت نہین کہ مصنف اوسکا کون ہے اور کس زمانے مین ایک جلد مین جمع ہوی اور زبورون کے نام الہامی ہین یا غیر الہامی قدماء سے ارجن اور گریزاشٹم اور اگسٹاین اور انبروس اور یوتھیمیس اور اور قدماء کہتے ہین کہ ساری کتاب زبور داؤد ؑ کی تصنیف ہے اور زبور ہترون کا ورس بیسوان اس قول کو باطل ٹھہراتا ہے اور اون کے مقابلے مین ہیری اور اتہانیشیس اور جیروم اور یوسی بیس اور اور مشائخ اس امر سے منکر ہین اور ہارن صاحب کہتا ہے کہ قول اول محض غلط ہے اور بعض مفسرون نے بعضے زبورون کو کہا ہے کہ مقابیس کے زمانے مین تصنیف ہوے ہین لیکن یہہ رائے ضعیف ہے یہان تک ہارن کا قول تھا جو خلاصہ کے طور نقل ہوا اور دوسرے فرقے کے نزدیک بیس زبور سے زائد ایسے ہین کہ اون کا مصنف معلوم نہین اور دس زبور یعنے نوے سے ننانوے تک موسےٰ کی اور اکہتر زبور داؤد ؑ کی اور بارا زبور اساف کی مگر چوہترین اور اناسیوین زبور کو جو اساف کے طرف منسوب ہین بعضنے انکار کیا ہے کہ وے تصنیف اساف کی نہین اور گیارا زبور قورح کے تین بیٹون کے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ یہہ گیارا زبور کسی اور کی تصنیف ہین کہ اونسے انکے نام پر کر دئے ہین اور اٹھاسیوین زبور ہیمان کی اور نواسیوین زبور ایتھان کی اور بہتروان اور ایک سو ستائیسوان زبور سلیمان ؑ کی اور تین زبور جدوتھن کی تصنیف ہین اور بعض کسی اور کی اور کامٹ کہتا ہے کہ زبورمین داؤد ؑ

دی ہوگی تو نبوت سے بائیس برس پہلے دی ہوگی تو اب کتاب پیدائش کی قدیم ہونے کی کیا معنی شاید مورخ غلط کہتے ہون یا یہہ پادری ۱۲ منہ ۱۸ رہ

کی تصنیف کل پینتالیس زبور ہین اور بس باقی اورون کی تصنیف ہین آور یہود کے علما کہتے ہین کہ یہ زبور ان شخصون کی تصنیف ہین آدم ابراہیم موسےٰ آساف ہیمان جدوتھن قورح کے تین بیٹے آور داؤد نے سب زبورون کو لے کر ایک جلد مین جمع کر دیا ہے آور ہارن صاحب کہتے ہین کہ یہود کے علما متاخرین اور سب عیسائی مذہب کے مفسرین کا مختار یہہ ہے کہ یہہ کتاب تصنیف ان شخصون کی ہے موسیٰ داؤد سلیمان آساف ہیمان آیتان جدوتھن قورح کے تین بیٹے اور میرے پاس جو ترجمے ہین انمین سے ترجمہ اردو سنہ ۱۸۴۳ء و ترجمہ فارسی سنہ ۱۸۴۵ء مین زبورون کے پیشانی پر ان کے مترجمون نے اپنی تفسیرون سے جہان جہان مصنف کا نام معلوم ہو سکا ہے نکالکر لکھدیا ہے سو اون کے موافق یون ہے کہ اس کتاب مین داؤد کی تصنیف تہتر اور قورح کے بیٹون کے گیارا اور آساف کے بارا اور سلیمان کے دو اور ایتان اشرائی کی ایک اور موسیٰ کی ایک ہے اور یہہ سب ایکسو زبور ہوے اور پچاس زبور باقی ایسے ہین کہ ان پر کسی کا نام مرقوم نہین معلوم ہوتا ہے کہ انکی بابت بالکل کسی طرح کی سند ہاتھہ نہین لگی ورنہ لکھدیتے اور ان ترجمون کے موافق پتے وار تفصیل یون ہے۔

نام مصنف	نام ان زبورون کے جو اوس مصنف کی تصنیف مین
داؤد کا	۳ تا ۹ و ۱۱ سے ۳۲ تک و ۳۴ سے ۴۱ تک و ۵۱ سے ۶۵ تک و ۶۸ سے ۷۰ تک و ۸۶ و ۱۰۱ و ۱۰۳ و ۱۰۸ سے ۱۱۰ تک و ۱۲۲ و ۱۲۴ و ۱۳۱ و ۱۳۳ و ۱۳۸ سے ۱۴۵ تک ہے ۷۳
قورح کے بیٹے	۴۲ و ۴۴ سے ۴۹ تک و ۸۴ و ۸۵ و ۸۷ و ۸۸ ہے ۱۱
آساف	۵۰ و ۷۳ سے ۸۳ تک ہین ۱۲
سلیمان	۷۲ و ۱۲۷ زبور ہے ۲
ایتان	۸۹ زبور ہے ۱
موسےٰ	۹۰ زبور ہے ۱

نام مصنف	نام ان زبورون کے جو اس مصنف کی تصنیف ہین۔
جن کے نام متفرقات ہین لکھے	اور ۲ و ۱۰ و ۳۳ و ۴۳ و ۶۶ و ۶۷ و ۷۱ و ۹۱ سے ۱۰۰ تک و ۱۰۲ و ۱۰۴ سے ۱۰۷ تک و ۱۱۱ تا ۱۲۱ و ۱۲۳ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۸ سے ۱۳۰ تک و ۱۳۲ و ۱۳۴ سے ۱۳۷ تک و ۱۴۶ سے ۱۵۰ تک سب ۵۰

اور جمع ہونے کی بابت بعضے کہتے ہین کہ داؤد کے زمانے مین جمع ہوے اور بعضے خزقیا کے زمانے مین بتلاتے ہین کہ خزقیا کے دوستون اور نوکرون نے اون کو جمع کیا ہے اور بعضے مختلف زمانون مین کہتے ہین۔ اور ان زبورون کے نامون کی بابت بعضے مدعی ہین کہ الہامی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ کسی غیر نبی نے اپنے طرف سے انکے نام لکھدئے ہین **فائدہ** زبور بہتر وین کا بیسوان ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء یسی کے بیٹے داؤد کی دعائین بیان تمام ہوین نسخہ سنہ ۱۸۴۲ء داؤد بن کی نمازین بیان تمام ہوین فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ء مناجات داؤد بن یسی اتمام پذیرفت فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء دعاہای داؤد پسر یشی تمام شد۔ اور یہہ ورس دلالت کرتا ہے کہ اوسکے بعد کے اٹھتر زبور داؤد کی تصنیف نہین اور مترجم عربی سنہ ۱۸۱۱ء نے عجب بے ایمانی برتی ہے کہ بہتروین زبور کو اکہتروین کے ساتھہ ملا گیا اور اس ورس کو صاف ہضم کر گیا شاید لوگون کے مغالطہ دینے کے واسطے ایسا کچھہ کیا ہوگا کہ لوگ سب زبورون کو داؤد کی تصنیف جانین یا شاید اوس کے نزدیک اپنے بعضے قدما کا مذہب مختار ہوگا اور یہہ ورس اون کے مخالفون کی تحریفات سے ہوگا بہر حال یا یہہ محرف ہے یا اوسکے مذہب کے اور علما اور مترجم مگر یون کہو کہ یہہ بات تو کہلی ہے کیونکہ کتب مقدسہ مین عموماً اور زبور مین خصوصاً مترجمون کا اس قسم کا تصرف بہت ہے ایک مترجم بعض ورسون کو ایک زبور مین لکہتا ہے اور دوسرا انہین ورسون کو دوسرے زبور مین اور نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء مین ایکسواکاون زبور مین اور نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء و سنہ ۱۸۳۸ء و سنہ ۱۸۴۱ء و سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۴۵ء مین ایک سو پچاس اور ایک ترجمہ عربی زبور کا مازنی نحوی کی طرف منسوب ہے اوسکو جو اون

له اس مین اس ورس کو ۱۹ ورس مین ملالیا ہے اور مترجم جمع کے جگہہ مفرد کا صیغہ بولا ہے ۱۲ مصنف [illegible]

ترجمون سے ملا کر دیکھا گیا تو سواے بعض بعض فقرات اوائل زبور اور چند فقرات متفرق
جابجا کے ان ترجمون سے مطلق مناسبت نہین رکہتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی اور کتاب کا
ترجمہ ہے اور یہہ ترجمے کسی اور کتاب کے ہین اور مترجم ۱۸۳۳ و ۱۸۴۵ء والے کے موافق ورس
مذکور کے رو سے دو قباحتین لازم آتے ہین ایک یہہ کہ جب بہتیرون زبور کو سلیمان کی تصنیف بتلاتے
ہین تو پھر اس ورس کو اس زبور کے آخر مین کسطرح لکھتے ہین. دوسری یہہ کہ جب اس زبور پر داؤد
کے زبور تمام ہوے تو پھر اوسکے بعد اشعار زبور پر مثل چہاسیون وغیرہ کے داؤد کا نام کیون
لکھتے ہین اور کتاب امثال کا حال بھی ابتر ہے بعضے سارے کتاب کو سلیمان کی تصنیف بتلاتے
ہین مگر یہہ بالکل غلط ہے اور محاورے کا اختلاف اور فقرونکا تکرار اور تیسوین اور اکتیسوین
باب کا پہلا ورس اس بیہودے خیال کو رد کرتا ہے اور جو شخص کہ اصل سے واقف نہین اور فقط
ترجمونکا ہی ناظر ہے اوس پر بھی یہہ بات مخفی نہین رہ سکتی کہ اس کتاب کے سارے امثال تو یقینا
سلیمان کی تصنیف نہین اور نہ جتنی کتاب ان کی تصنیف ہے اسکو اونھون نے بذات خود جمع کیا
ہے بلکہ پانچ بابون کو پچیسوین سے انتیسوین تک خرقیا بادشاہ کے نوکرون نے جو سلیمان کی اولاد
سے بارہوان تخت نشین تھا جمع کیا ہے اور بیبل انگریزی کے حاشیہ کی تاریخون سے ثابت ہوتا
ہے کہ یہہ جمع سلیمان کی وفات سے دو سو ستر برس کے بعد ظہور مین آئی ہے جیسا پہلی جلد کے اندر
دوسرے سوال کے جواب مین پہلے قاعدے کے اندر بھی بیان اوسکا گذرا اور باب تیسوان آجر
بن دقی کے اور باب اکتیسوان لموئیل کی تصنیف ہے اور عیسائی مفسرون اور مورخون کو ابتک
تحقیقا معلوم نہین کہ آجور اور لموئیل کون تھے اور کس زمانے مین گذرے ہین اور نہ یہہ بات کسی دلیل
سے ابتک ثابت ہوئی ہے کہ یے دونون شخص پیغمبر تھے البتہ ان کے مفسر اٹکلون اور اوہام کرتے
ہین مگر مخالف اونکے فقط اٹکل کو بلا دلیل کسطرح تسلیم کریگا اور بعضون نے گمان کیا ہے کہ لموئیل
سلیمان کا نام ہے مگر یہہ گمان بھی ایک گمان فاسد اور وہم باطل ہے. تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے

کہ ہولڈن نے اس خیال کو کہ لموئیل سلیمان کا نام ہے رد کر کے تحقیق کیا ہے کہ یہہ کوئی اور شخص ہے

کتاب امثال

اور اسباب کی کوئی کافی دلیل ملی ہوگی کہ لموئیل کی کتاب اور اجور کی کتاب الہامی ہین ورنہ
کتب قانونی مین داخل نہوتین کہتا ہون مین ای حضرات بجہ فقط آپ کا گمان ہے اور کسی
کافی دلیل کے ملنے کی حاجت نہین آپ کے قدما نے کئی کتابون کو قانونی کتب مین داخل
کر رکھا ہے جنکو اب آپ رد کرکے غیر قانونی جتلاتے ہو آدم کلارک اپنی تفسیر کے تیسری جلد مین
صفحہ ۲۰۵۱ مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۵۱ء کوئی دلیل نہین کہ لموئیل سے مراد سلیمان ہو یہ باب اسکے
زمانے سے بہت پیچھے ملایا گیا اور بہت سے چالدی زبان کے محاورے جو اسکے شروع ہی مین ہین
اسبات کی چھوٹی دلیل نہین اور اکتیسوین باب کی بابت لکھتا ہے کہ یہ باب سلیمان کی یقینا
تصنیف نہین اور پچیسوین باب کا پہلا درس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء اور یہ بھی سلیمان کی تمثیلین
ہین جنھین شاہ یہودا خرقیا کے رفیقون نے قلمبند کیا ہے فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ء این نیز امثال سلیمان
است کہ مردان خرقیا بادشاہ یہودا نقل کردند فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء اینہا نیز امثال سلیمان اند کہ انہارا
مردان خرقیا ملک یہودا جمع نمودند عربیہ سنہ ۱۸۳۱ء فہذہ امثال سلیمان التی استکتبہا اصدقا
خرقیا ملک یہودا اور ترجمے ان کے موافق ہین اور تیسوین باب کا پہلا درس یون ہے نسخہ
سنہ ۱۸۴۴ء اجور بن یاقی کی باتین یعنی مرد کا نشا کا کلام آتی ایل سے ہان آتی ایل اور اوکال سے
فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ء این است کلمات اجور بن یقہ یعنی مقالات کہ او برای ایتیئیل بلکہ برای
ایتیئیل واوکال برزبان آورد فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء کلمات اگور پسر یاقہ یعنی وحی کہ آن مرد بہ ایتیئیل و
اوکال بیان کرد ونیست آور عربی کے مترجمون نے اسجا تماشا کیا کہ سنہ ۱۸۱۱ء والا تو الحاق کے الزام
کے دفع کرنے کو تحریف کے راہ سے اس درس کو صاف ہضم کر گیا اور سنہ ۱۸۴۴ء والے نے یون
ترجمہ کیا ہذہ اقوال الجامع بن القاری الرویا التی تکلم بہ الرجل الذی اللہ معہ
واذا کان اللہ معہ ایدہ دیکھو یہ کہان اور اگلے ترجمے کہان اور اکتیسوین باب کا پہلا
درس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء لموئیل بادشاہ کے نشا کی باتین جو اسکی ماں نے اسے سکھلائین
فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ء این است کلمات بادشاہ لموئیل مقالاتی کہ مادرش ویرا تعلیم داد فارسیہ

۱۲۲۲ء کلمات لموئیل ملک یعنے وحی جیکہ مادرش باو تعلیم نمود عربیہ ۱۸۳۱ء کلمات لموئیل
الملک الوحی التی ادبتہ فیہا امہ بہرحال ہرگز ہرگز کوئی اسباب کی دلیل نہین کہ اس
ساری کتاب کو سلیمان نے تصنیف کیا ہے اسلیئے جمہور نے بناچاری اعتراف کیا کہ بہت
لوگون نے مثل خرقیا اور اشعیا اور شاید عزرا نے بھی جمع کیا ہے۔ اور کتاب جامعہ مین بھی بڑا کتاب جامعہ
اختلاف ہے بعضے سلیمان کی تصنیف کہے ہین اور ربی قمحی کہ یہود کا عالم مشہور ہے اشعیا
کی تصنیف بتلاتا ہے اور تالمود کے علما خرقیا کی تصنیف کہتے ہین اور گرو ٹیس کہتا ہے کہ
زوربابل کے حکم سے کسی شخص نے اوسکے بیٹے ابیہود کی تعلیم کی واسطے تصنیف کی تھی۔ اور
جہان کہ عیسائی مذہب کا فاضل ہے اور جرمن کے بعضے علما خیال کرتے ہین کہ بابل قید کے بعد
تصنیف ہوئی اور وزقیل کہتا ہے کہ انٹیوکس ایپے فانس کے وقت مین لکھی گئی اور یہودی لوگ
جب قید سے چھوٹ کر آئے تھے اسوقت انھون نے اس کتاب کے مضمون کو بدعتی اور اختلافی
سمجھکر الہامی کتابون سے الگ کر دیا تھا مگر پیچھے سے باوجود اسی بدعتی اور اختلافی مضمون کے
بہم ملائی گئی۔ اور نشید الانشاد کو بعضے سلیمان کی یا کسی اونکے ہم عہد کی تصنیف بتلاتے ہین اور نشید الانشاد
ڈاکٹر کنی کاٹ اور بعضے متاخرین کہتے ہین کہ سلیمان کی تصنیف اسکو کہنا محض غلط ہے بلکہ
بہت عرصے کے پیچھے سلیمان سے تصنیف ہوئی ہے اور تہیوڈور جو شپ باپ مسوشیا کا
کا تھا اور جو تھی اور پانچوین صدی مین گذرا ہے اس کتاب کو اور ایوب کے کتاب کو بہت
ہی برا کہتا ہے اور سیمن اور لیکلیرک کو بھی اسکی صداقت پر کلام تھا اور وشٹن کہتا ہے کہ
یہہ تو ایک راگ اور باشانہ ہے اسکو الہامی کتابون سے نکالنا چاہیئے اور بعض متاخرین کی بھی
یہی راے ہے اور سملر کہتا ہے کہ ظاہر یہہ کتاب جعلی ہے اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامے
مین لکھتا ہے کہ کاسٹیلیو نے حکم کیا ہے کہ یہہ کتاب عہد عتیق کی کتابون سے نکالی جاوے
کہ ایک ناپاک راگ ہے۔ اور دانیال کی کتاب کا یہہ حال ہے کہ جناب مسیح کے ہم عہد کتاب دانیال
یہودی اور اسیطرح متاخرین یہودی دانیال کو نبی نہین کہتے بلکہ کہتے ہین کہ وہ تو بادشاہ

بابل کا ایک نوکر تھا پس اون کے نزدیک ان کی کتاب الہامی نہین آور یوسیفس ان کو نبی
کہتا ہے آور اس کتاب مین تہیوڈوشن کے ترجمے یونانی اور لاطینی ترجمے کے موافق تیسرے
باب مین تیئیسوین اور چوبیسوین ورس کے بابین تین لڑکون کا راگ اور اس کتاب کے ذیل
مین تاریخ سوسینا اور آخر مین اور بل اور ڈریگن کی کہانی تیرہوان اور چودہوان باب کر کے
مرقوم ہے اور رومن کاتہلک کے سب انگریزی ترجمون مین ابتک موجود اور واجب التسلیم ہے
اور قدماے آرجن نے اس کتاب کی نسبت ترجمہ سیپٹواجنٹ کو غلط سمجھ کر اس کتاب کو
نکال دیا تھا اور ترجمہ تہیوڈوشن سے اسکو لیکر اسکے جگہہ رکھہ دیا تھا سواد سکے نزدیک اور
اوسکے بعد اس کتاب کی نسبت بھی ترجمہ معتبر تھا آور اب پروٹسٹنٹ اس راگ اور
ان دونون باتون کو رد کرتے ہین آور آدم کلارک اپنی تفسیر کے چوتھے جلد کے اندر صفحہ ٢٢١٥
مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ١٨٥١ع دانیال کی کتاب کے تیسرے باب مین ٢٣ و ٢٤ ورس کے باب
مین جیروم اور اور ودن نے تین لڑکون کا جہوٹا راگ داخل کر لیا ہے اور مینے اسکو عبرانی نسخون
مین نہین پایا۔ اور کتاب استیر کے بابت قدماء مسیحیون کو شبہہ تھا اور تین سو چونسٹھہ برس
تک اسکو واجب التسلیم نہین جانتے تھے لیکن جب سنہ ٣٦٤ع مین کونسل لوڈیسیا جمع ہوی اوسکے حکم سے
اوسکو واجب التسلیم مانا گیا اوسکے بعد بارہ سو برس تک واجب التسلیم رہی اور رومن کاتہلک
اور یونانی کلیسہ اس سب کو اب تک واجب التسلیم جانتا ہے آرن صاحب اپنی تفسیر کے چوتھے
جلد مین لکھتا ہے ہمارے بیان استیر کی کتاب دسوین باب کے تیسرے ورس پر ختم ہوتی ہے
اور یونانی اور لاطینی مین دس ورس اسی باب مین اور چھہ باب اور زائد مین اور ان سبکو رومی
اور یونانی کلیسہ واجب التسلیم جانتا ہے آور آدم کلارک اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین صفحہ ١٤١
مین دسوین باب کے تیسرے ورس کے ذیل مین لکھتا ہے اس ورس پر عبرانی نسخہ تمام ہوتا ہے
اور یونانی اور پرانے لاطینی مین دس ورس اور ہین اور چھے باب بھی اور ہین پس استیر کے
کتاب کے کل باب سولہ مین سواد سکے موافق پروٹسٹنٹ کے فرقے نے اس کونسل کے حکم کو بھی

بحال رکھا اور کچھ توڑ ڈالا۔ یعنے ایک حصہ کا انکار کیا اور ایک حصہ کی تسلیم مگر حق یہ ہے کہ وہ سب کے سب واجب الانکار ہے کہ۔ تو اس سارے کتاب مین کہین خدا کا نام مذکور ہے اور نہ اوسکے مصنف کا پتا لگتا ہے۔ جبیل کے شار حین اٹکلون سے کچھ کچھ بے ٹھکانے باتین کہتے ہین بعضے اسکو معبد خانے کے علما کے طرف جو عزرا کے زمانے سے شیمعن کے زمانے تک گذرے ہین نسبت کرتے ہین اور فلو یہودی یہوکین کی جو اس یسوع کا بیٹا ہے جو بابل کے قید سے رہائی پاکر آیا تھا تصنیف بتلاتا ہے اور اگستائن عزرا کی تصنیف اور بعضے مردکی کی تصنیف اور بعضے مردکی اور استیر کی۔ کاتلک ہرلڈ کے جلد دوم کے صفحہ ۳۴۷ مین ہے سنت میلیٹو نے کتب واجب التسلیم کی فہرست مین اس کتاب کا نام درج نہین کیا چنانچہ یوسی بیس نے اپنی تاریخ کلیسیا کے چوتھی کتاب کے چھبیسوین باب مین لکھا ہے اور سنت گریگری نازین زن نے اپنے شعرون مین صحیح کتابون کے نام ضبط کئے ہین سو اس کتاب کا نام نہین لکھا اور سنت ایمفی لوکیس نے اپنے شعرون مین جو سلیوکس کو لکھی تھین (اوسکے واجب التسلیم ہونے پر) شبہ کیا ہے اور سنت اتھانی سیئس نے اپنے انتالیسوین چٹھی مین اس کتاب کو رد اور ناپسند کیا ہے اور سناپسس کے مصنف نے اوسے رد کیا ہے۔ اور کتاب یرمیا کے اکاونوین باب کے چونسٹھوین درس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ع یرمیا کی باتین یہان تک ہین فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ع کلمات یرمیا تا بدینجا اتمام پذیرفت فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ع کلام یرمیاہ تا بدینجاست اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یرمیا کی کتاب اکاون باب پر ختم ہوئی اور باونوان باب یرمیاہ کی تصنیف نہین اور ان کے مفسر بھی اسکو الحاقی کہتے ہین لیکن الحاق کرنے والا اونکے نزدیک متعین نہین اٹکلون کسی کسی کو بکڑتے ہین اور اسیطرح اس کتاب کے دسوین باب کا گیارھوان درس الحاقی ہے کیونکہ ساری کتاب عبری زبان مین ہے اور یہ درس کسدیون کے زبان مین سو یقین پڑتا ہے کہ کسی کسدی زبان والے نے اس کو الحاق کر دیا ہوگا اور باونوین باب کی نسبت تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب کو عزرا یا کسی اور شخص نے یرمیا کی پیشینگوئی کی توضیح کے لیے

جو باب گذشتہ پر تمام ہوئین اور انکے نوحہ کی توضیح کے لئے الحاق کردیا ہے اور ہارن صاحب
اپنی تفسیر کے چوتھی جلد کے صفحہ ۱۹۵ مین لکھتا ہے نسخہ ۱۸۲۲ء کہ یہہ بات یرمیا کے بعد یہودیون
کی رہائی کے بعد بابل کے قید سے جسکا تھوڑا سا بیان اسباب مین پایا جاتا ہے ملا یا گیا ہے
اور اسی جلد مین لکھتا ہے کہ اس پیغمبر کے سب ملفوظات عبری مین ہین مگر دسوین باب کا گیارہوان

بیان اشعیا

ورس کہ وہ کسدیون کی زبان مین ہے اور فاضل وِنما کہتا ہے کہ یہہ ورس الحاق ہے۔ اور کارکرن
کاتھلک مذہب کا مباحثہ پادری واران پروٹسٹنٹ سے ہوا تھا اور کارکرن نے اوسکو ۱۸۵۲ء
مین آگرہ کے اندر چھپوایا ہے سو وہ اس مباحثہ کے تیسرے رسالہ مین لکھتا ہے کہ اسٹاہلن نام
ایک فاضل مشہور جرمنی نے کہا ہے کہ اشعیا کی کتاب مین چالیسوین باب سے چھیاسٹھوین باب
تک ممکن نہین کہ اشعیا کی تصنیف ہو۔ دیکھو اوسکے موافق ستائیس باب اشعیا کی تصنیف نہین۔
اس تحریر سے معلوم ہوا کہ عہد عتیق کے کتابون کے واسطے کوئی سند کامل نہین اور جب عہد عتیق کی
بعض بعض کتابون کا حال معلوم ہوچکا تو اب عہد جدید سے ان بعض کتابون کا حال جو حواریون کے

بیان انجیل متی عہد جدید

طرف منسوب ہین سنئے کہ متی کی انجیل جو اول الاناجیل ہے اوسکا حال بھی عہد عتیق کے کتابونسے
ابتر ہے اسلئے کہ اولاً ظاہر ہے اسکا علی الاعلان گواہی دیتا ہے کہ یہہ جناب متی کی تصنیف نہین
کیونکہ متی نے تو جناب مسیح کے اکثر حال کو بچشم خود دیکھا اور اون کے بہت اقوال کو اپنے کانون سنا
ہے باوجود اسکے اس ساری انجیل مین کسی جا سے ایسا نہین معلوم ہوتا کہ اوسکا لکھنے والا جناب متی
حواری ہے یا اوسکے لکھنے والے نے اپنے یا اپنی آنکھہ کے دیکھے ہوئے حال کو لکھا ہے حالانکہ اون
دنون مین بھی تالیف اور تصنیف کا طریقہ ایسا ہی تھا جیسا اب ہم مین رائج ہے کہ لکھنے والا
اگر اپنا حال یا اپنے دیکھے ہوئے معاملہ کو لکھتا ہے تو اسطرح پر لکھتا ہے کہ جس سے کسی نہ کسی
جا معلوم ہوجاتا ہے کہ لکھنے والا آپ اپنا حال یا معاملہ اپنا دیکھا ہوا لکھتا ہے۔ دیکھو حواریون کے
خطوط کو اگر صحیح ہون تو ان سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے اور دیکھو لوقا کی تحریر کو کہ اوس نے
جو ساری انجیل کو اور کتاب اعمال کے انیس باب کو سنی ہوئی روایتون سے لکھا ہے تو ایسا لکھا ہے کہ

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سنی سنائی روائتین لکھتا ہے اور پھر جب جناب پولس سے ملگیا
اور اون کے سات رہا تو بیسوین باب سے ایسا لکھتا ہے کہ جس سے معلوم ہوجاکہ لکھنے والا
یہان سے اب اپنے دیکھے ہوئے حال کو لکھتا ہے اور یہان سے آپ کو صیغہ متکلم سے بیان
کرتا ہے اور یہہ بات اس کتاب کے ناظر پر مخفی نہین اور ولیم میور صاحب سکرترا اپنی اردو
تاریخ کلیسیا کے پہلے باب مین انتیسوین دفعہ کے اندر لکھتے ہین نسخہ ۱۸۴۸ء صفحہ ۲۱ پولس
انشیہ کوچک کے بیچون بیچ مین گذرکے اور اوسکے سب ملک اور بڑے بڑے شہرون مین گشت
کرکے یونانی بحر کے کنارے تک شہر تروآس مین پہنچا وہان اسکو لوقا ملا کہ اوسکے بعد وہ پولس
کے ساتہہ برابر رہا اس واسطے لوقا باقی احوال مندرجۂ کتاب اعمال کو متکلم کے صیغہ مین لکھتا ہے
بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس انجیل کے جناب متی والا نسخہ ہاتھہ آیا ہوا اور اوسنے اسمین
سے کچھہ حال لے کر اور گھٹا بڑھا کر اپنی طرز پر لکھا ہو یا شائد اپنے ہی طرف سے سب حال
لکھکر جناب متی کا نام لگا دیا ہو جیسا اسوقت مین ایسا جھوٹ مستحبات دینی سے تھا چنانچہ
انشاء اللہ چوتھی ہدایت کے بارہوین وجہ مین آتا ہے اور جب اوسکا ظاہر ایسے ایسے احتمالو
کو ترجیح دیتا ہو تو اب ہمکو اور دلیل کی حاجت نہین جیسا توریت کے بے سند ہونے کی
دلیلون سے دوسری دلیل مین گذرا تمانیا یہہ کہ جو متی حواری انکے نزدیک الہامی شخص تھے
سو یہہ انجیل اگر اون کی تصنیف ہوتی تو اوسمین غلطیان نہوتین حالانکہ وہ تو غلطیون سے پُر
ہے جیسا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین بیان اوسکا گذرا ثالثاً یہہ کہ اگر اسکے
طرز تحریر اور غلطیون سے قطع نظر کرین تو بھی یہہ ہے کہ عیسائی مذہب کے علماء متقدمین کے مذہب
اور بہت متاخرین کے مختار کے موافق وہ انجیل عبری مین تھی جو گم ہوگئی اور یہہ جواب موجود ہے
اوسکا ترجمہ ہے اور جیروم کے اقرار کے موافق اسکے زمانے تک اس اصل کا وجود بھی تھا اور یہہ
ترجمہ ایسا بے سند ہے کہ آجتک بالیقین اوسکے مترجم کا حال معلوم نہین بلکہ حال کا کیا ذکر نام بھی

سلہ یعنے ولایت روم ۱۲ منہ [illegible]

معلوم نہیں اور جب علمای متقدمین کا مذہب اور بہت متاخرین کا مختار وہ ہو تو ان سب کی کثرت خصوصاً قدما کے زمانے کے قرب کا لحاظ کرکے چند علماء پروٹسٹنٹ کی مخالفت ہرگز اہل دانش کے نزدیک اعتبار کے قابل نہیں۔ خصوصاً اس صورت مین کہ ان کے واسطے کوئی کامل دلیل نہو اور ڈھکلون ہانکتے ہون۔ اور اب سند بن اس امر کی کان لگاکر سنئے۔ ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل مین لکھتا ہے کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہین کہ متی نے انجیل یونانی مین لکھی تھی اسلئے کہ یوسی بیس نے اپنی تاریخ مین اور اسیطرح اور بہت مرشدون عیسائی نے لکھا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی مین لکھی ہے نہ یونانی مین۔ جیروم کہتا ہے کہ پین ٹی نس نے اس انجیل کی ایک عبری جلد انڈیا (یعنے حبش) مین پائی تھی۔ اور اوسنے اسکندریہ مین اسکولاکرسی سریا کے کتب خانے مین رکھی تھی کہ وہان سے وہ جاتی رہی مگر اوس کا ترجمہ یونانی باقی رہا اور مترجم کا نام ٹھیک معلوم نہین۔ یہانتک ریو کا قول ہے۔ اور سائیکلو پیڈیا برٹینکا کی انیسوین جلد مین لکھا ہے کہ عہد جدید کی سب کتابین یونانی مین لکھی گئین۔ مگر متی کی انجیل اور نامہ عبرانیہ کہ ان کا عبرانی زبان مین لکھا جانا بدلایل متیقن ہے۔ اور لارڈنر کی کلیات کے دوسری جلد کے صفحہ ۱۱۹ مین یون لکھا ہے نسخہ مطبوعہ ۱۷۲۷ء کہ پی پیس لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبری مین لکھی اور ہر کسی نے اپنی لیاقت کے موافق اوسکا ترجمہ کیا پھر صفحہ ۱۷۰ مین یون مرقوم ہے کہ ارینیوس لکھتا ہے کہ متی نے یہودیون کے لئے ان کی زبان مین انجیل لکھی جن دنون پولوس اور پطرس روم مین وعظ کرتے تھے پھر صفحہ ۲۱۷ مین یون مسطور ہے کہ یوسی بیس کہتا ہے کہ پین ٹی نس جب انڈیا (یعنے حبش) مین آیا اوسنے وہان ایک نسخہ عبری متی کے انجیل کا پایا جو وہان کے لوگون کو برتولما حواری سے پہنچا تھا اور اوسوقت سے ان کے پاس محفوظ تھا اور جیروم کہ پین ٹی نس اس نسخہ کو وہان سے اسکندریہ مین لایا اور لارڈنر نقل کے بعد یوسی بیس کے قول کی تزئیف کرتا ہے۔ پھر صفحہ ۱۷۴ مین کہتا ہے کہ اوریجن کے تین فقرے ہین ایک یہہ

له یہ تفسیر بھی اسی تفسیر کے حاشیہ کے موافق ہے ۱۲ منہ

کہ یوسی بیس نے نقل کیا ہے کہ متی نے انجیل یہودی ایمان دارون کو عبری مین دی ۔ دوسرا
یہہ کہ روایت ہے کہ متی نے پہلے لکہا اور عبریون کو انجیل دی تیسرا یہہ کہ متی نے عبریون کے
واسطے جو اس شخص کے منتظر تہے جو ابراہیم اور داؤد کی نسل سے ہونے والا تہا لکہا ۔ پہر چوتہی
جلد کے صفحہ ۹۵ مین لکہتا ہے کہ یوسی بیس لکہتا ہے کہ متی نے عبریون مین وعظ کر کے جب اور
قومون کے طرف ارادہ جانے کا کیا تو اون کو اون کی زبان مین انجیل لکہہ کر دے گیا اور صفحہ ۱۶۵
مین اہتوائی سیبش کا قول یون نقل کرتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل عبری مین یروشلم کے اندر لکہی
تہی ۔ اور خداوند کے بہائی یعقوب نے اوسکا ترجمہ کیا (یعنے یونانی مین) اور صفحہ ۱۷۴ مین لکہتا
ہے کہ سرل کہتا ہے کہ متی نے انجیل عبری مین لکہی ۔ اور صفحہ ۱۸۰ مین لکہتا ہے کہ اپی فانیس
لکہتا ہے کہ متی نے انجیل کو عبری مین لکہا اور وہی صرف عہد جدید کا لکہنے والا ہے ۔ جس نے
اس زبان کا استعمال کیا اور صفحہ ۲۲۹ مین لکہتا ہے کہ جیروم لکہتا ہے کہ متی نے یہودیہ مین
ایمان دار یہودیون کے لیئے انجیل عبرانی مین لکہی اور اسمین کا سایہ انجیل کے سچ کے ساتہہ نہین ملایا
پہر ۲۴۱ مین لکہتا ہے کہ جیروم اپنی فہرست مورخین مین لکہتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل یہودیہ
مین یہودی ایماندارون کے لیئے عبری زبان اور عبری حرفون مین لکہی اور یہہ بات کہ اوسکا
ترجمہ یونانی مین ہے اور یہہ بات کہ کسنے اوسکا ترجمہ کیا ہے تحقیق نہین ہے علاوہ اس کے
کتب خانہ ہے سیریا مین جسکو پمفلس شہید نے بڑی جانفشانی سے جمع کیا تہا وہ نسخہ
عبری موجود ہے اور مین نے ناصریون کی اجازت سے جو بریا ضلع سیریا مین رہتے تہے
اور اس نسخے کا استعمال کرتے تہے ایک نقل لی ۔ پہر صفحہ ۵۰۱ مین لکہتا ہے کہ اگستائن
لکہتا ہے کہ ان چارون مین سے متی ہی صرف کہا گیا ہے کہ اوسنے عبری مین لکہی اور باقی
نے یونانی مین پہر صفحہ ۵۳۸ مین لکہتا ہے کہ گریزاستم لکہتا ہے کہ کہا گیا ہے کہ متی نے
ایمان دار یہودیون کی درخواست سے اپنی انجیل عبری مین لکہی ۔ پہر پانچوین جلد کے صفحہ ۱۳
مین لکہتا ہے کہ اسی ڈور لکہتا ہے کہ ان چارون سے متی نے صرف عبرانی مین لکہی ہے اور

باقیون نے یونانی مین۔ اور ہارن[19] صاحب اپنی تفسیر کے چوتھی جلد مین ان شخصون کے نام
جو اس انجیل کے عبری الاصل ہونے کے قائل ہین یون لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء بلرمین[1]
گرونیس[2]۔ کسابن[3]۔ بشپ والٹن[4]۔ بشپ ہاملٹن[5]۔ ڈاکٹر کیو[6]۔ ہمنڈ[7]۔ ریل[8]۔
ہارود[9]۔ اوڈن[10]۔ کین بل[11]۔ ای کلارک[12]۔ سائمن[13]۔ ٹی منٹ[14]۔ پری ٹیس[15]۔ ڈوین[16]
کامٹ[17]۔ میکالس[18]۔ اری نیس[19]۔ ارجن[20]۔ سرل[21]۔ اپی فانیس[22]۔ گریگ نیزینزم[23] جیروم[24]
اور اور علما متقدمین اور متاخرین کے نزدیک پے پئیس کا قول مختار ہے کہ یہہ انجیل
عبری مین لکھی گئی تھی۔ اور تفسیر[1] ڈوالی اور رچرڈ منٹ مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۸ء پچھلے زمانے
مین بڑا اختلاف تھا کہ کس زبان مین یہہ انجیل لکھی گئی اور بہت قدما وضاحۃً کہتے ہین کہ متی نے
اپنی انجیل عبری زبان مین لکھی ہے جو اوسکے زمانے مین فلسطین کے ملک مین بولی جاتی تھی۔
اور اس قسم مین قدماو کا قول متفق علیہ (یعنے یہہ کہ یہہ انجیل عبری زبان مین لکھی گئی) قول فیصل
گنا جاوے۔ اور تفسیر[2] ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ عبری نسخہ کے گم ہونے کا یہہ سبب ہوا کہ
کہ فرقہ ابیونیہ نے جو جناب مسیح کی الوہیت کا منکر تھا اس نسخے مین تحریف کی تھی اور
یروشالم کی تباہی کے بعد انجیل عبری کا نسخہ جاتا رہا اور بعضے کہتے ہین کہ ناصریون یا یبونیون
نے جو نئے عیسائی ہوے تھے انجیل عبری کو محرف کیا تھا اور فرقہ ابیونیہ نے بہت سے
فقرے اوسکے نکال ڈالے تھے اور یوسی بیس اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ ارنیس کہتا
ہے کہ متی نے اپنی انجیل عبری مین لکھی ہے۔ اور لوردنر[19] جو انجیل کا بڑا حامی ہے اپنی کتاب مین
جسکا نام ای دی اوف دی جینی ونس اوف دی گاسپل (یعنے انجیل کی اصالت کی گواہی

---

[1] گرواب ظنّا یون کہتا ہے کہ غالبا متی کی انجیل عبری اور یونانی دونون زبانون مین مرقوم ہوئی ہوگی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ۔

[2] مثل گری گرے نازین وزن اور ایڈ جبو اور تھیوفلکٹ اور یوتھی میس اور یوسی بیس اور اتھا نیسیس اور گشابن اور اسی ڈور وغیرہم کی جنکو لارڈنر اور واٹسن وغیرہما نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ

پہلی جلد کے دیباچہ مین پینتالیسوین صفحہ کے اندر حاشیہ کے طور یون لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ع
مطبوعہ بلدہ بوسٹن. ہم اعتقاد کرتے ہین کہ متی نے اپنی انجیل کو عبرانی زبان مین (یعنے اس زبان مین جو
اس کے زمانے مین یہودی لوگون مین عموماً جاری تھی) لکھا ہے کیونکہ قدما و مشایخ کا جنھون نے
اس امر مین اشارہ کیا ہے بالاتفاق ایک ہی بیان ہے اور ان لوگون کو جنکی سند بہت محکم نہین
چھوڑ کر لکھتا ہون کہ پی پیس. ارینیوس. آرجن. یوسی بیس. جیروم نے اقرار کیا ہے کہ اسنے
عبرانی مین لکھی اور ایک نے بھی قدما سے اس بات کے مخالف نہین کہا. اور یہہ اس سبب سے
بڑی گواہی ہے کہ اوس وقت مین بھی ایسا ہی تعصب تھا جیسے اب ہم متاخرین مین دیکھتے ہین.
سو اگر اسمین شک ہوتا تو ان کے مقابل تعصب سے اس یونانی کو اصل بتلاتے اور ترجمہ نہ کہتے
اس صورت مین اگر ہم تمام زمانہ قدیم کی گواہی کو جو ایک ہی طور پر ہے اور اوسمین کسیطرح کا
اختلاف نہین رد کرین تو ہمکو ضرور ہے کہ یہہ اعتقاد رکھین کہ متی نے اپنی انجیل کو عبری مین لکھی
تھی. اور اس گواہی پر اب تک کوئی ایسا اعتراض میری نظر سے نہین گذرا کہ اوسکے سبب بڑی
تحقیق کی گنجایش نکلے بلکہ اوسکے خلاف قدما و مشایخ کی گواہی ہے کہ متی کے انجیل کا اصل
نسخہ عبرانی ان مسیحیون کے پاس تھا جو قوم سے یہودی تھے خواہ محرف ہو خواہ غیر محرف اور
اور ایپی فینیس کہتا ہے کہ متی نے انجیل کو عبرانی مین لکھا تھا نہ یونانی مین جیسے کہ بعضے قائل ہین کہ
متی نے انجیل کو دونون زبان مین لکھا ہے. جہان تک لوزن کا کلام تھا. اب ان علما کے اقوال
اور ان مفسرین کی تصریح سے معلوم ہوا کہ متی کی انجیل عبری زبان مین تھی اور یہی قیاس بھی چاہتا
ہے کیونکہ متی حواری یہودی تھے اور اون کی بولی عبری بھی اور اونھون نے اس انجیل کو یروشلم
اور اوسکے نواح کے ان یہودیون کے واسطے جو مسیحی ہو گئے تھے اور ان کی بولی بھی عبری تھی
لکھی تھی پس کوئی سبب نتھا کہ یونانی مین لکھتے اور وہ تو اب صفحہ جہان سے گم ہے اور یہہ ترجمہ
بے سند اوسکا موجود تو بھلا ایسے بے سند کو جسمین غلطیان بھی پائی جاتی ہین ہم کسطرح مانین

سلہ اس قول سے اون کا قول مختار بھی رد ہو گیا ۱۲ منہ

خصوصاً جبکہ اوسکے ساتھ اور کئی امور کا لحاظ کیا جاوے ایک یہہ کہ ظاہر ہے کہ کسی دو زبانون
مین سارے الفاظ کے اندر ترادف کا پایا جانا از روے استقراء کافہ اہل علم کے غیر ممکن ہے پس
اگر مترجم ہوشیار سلیقہ شعار بھی ہو تو بھی اس صورت مین اصل کھوئی جاوے اور ترجمہ باقی
رہجاوے ایک نوع کا شبہ رہتا ہے۔ دوسرے یہہ کہ اگلے زمانے مین عیسائیون مین علم کا
چرچا بہت کم تھا اور جہل کا زور پس جب تک ٹھیک ٹھیک مترجم کا حال معلوم نہو اوسکے ترجمہ
کا کیا اعتبار۔ تیسرے یہ کہ اول سے ان لوگون کو ترجمہ کا سلیقہ نہین افعال کو اسماء سے اور اسماء
کو افعال سے اور مذکر کو مونث سے اور مونث کو مذکر سے اور تثنیہ کو مفرد سے اور مفرد کو تثنیہ سے
بدل ڈالنا سلفاً خلفاً اونکا عادت کنندہ رہا ہے اور اب تک ہم دیکھتے چلے آتے ہین گو اب لکھو کہا
روپیہ ایسے امور مین صرف ہوتا ہے اور بڑا اہتمام ہوتا ہے لیکن تب بھی وہی خرابی موجود ہے
چوتھے یہہ کہ ترجمے مین جملے کے جملے اپنی طرف سے بڑہا دینے یا کچھ گھٹا دینے کی اونکی عادت
ہے اور اصل کے گم ہو جانے کے بعد ہرگز ہرگز معلوم نہین ہو سکتا کہ اصل کسقدر تھی اور مترجم نے
کیا گھٹایا کیا بڑہایا ہے اور الحاق کا ہونا وہین عیسائیون کے نزدیک ابتک یقینی ہے چنانچہ
انشاء اللہ ان پچھلے تین امور کی توضیح چوتھی اور بارھوین ہدایت کے اندر آتی ہے پانچوین یہہ کہ
محقق نورٹن کی تحقیق کے موافق وہ مترجم کوئی ایسا شخص ہے جسکو جھوٹی اور سچی روایت مین
تمیز نہین۔ اور اوسنے بعضے روایت جھوٹی بھی اپنے ترجمہ مین داخل کر لی ہے جیسا انشاء اللہ
دسوین ہدایت کے اندر اوسکا بیان آئیگا۔ اور فاسٹس جو فرقہ مانی کیز کا چوتھی صدی مین
بڑا مشہور فاضل گذرا ہے لکھتا ہے کہ انجیل جو متی کی طرف منسوب ہے اوسکی تصنیف نہین۔ اور
پروفسر باٹر جرمنی گو اب مسیحی اوسکو اچھا نہین کہتے کہتا ہے کہ یہہ ساری انجیل جھوٹی ہے
اور ٹیوز اور شلسس بہت ہی تھوڑا اعتقاد اس انجیل سے رکھتے تھے اور جناب لوتھر فرقے
پروٹسٹنٹ کے پیشوا اس انجیل اور مرقس اور لوقا کی انجیل پر شبہہ رکھتے تھے اور ان کو ناقص
سمجھتے تھے اور کتاب واسنگہام موسومہ بتدارک فی الدین مین ان کے ارشادات یون منقول

ہین یہہ جھوٹی راے واجب الرد ہے کہ انجیلین چار ہین اس لئے کہ یوحنا کی انجیل درشت ہے
اور پال اور پطرس کے خط ان تینون انجیلون سے بہت اچھے ہین اور ان کے کلام مین کوئی
چیز ایسی نہین جو اورون نے نہین لکھی اور جن لوگون نے اس مسئلہ کو (جناب مسیح کی الوہیت
پر ایمان لانا نجات کی دلیل ہے) خوب بیان کیا ہے وہی اچھے انجیل نویس ہین اسلیئے ہم درستی
سے کہہ سکتے ہین کہ پولوس کے خط انجیل ہین ان چیزون کی نسبت جنکو مرقس متی لوقا نے لکھا
ہے اور پطرس کا خط سب سے بہتر اور عمدہ رسایل رسایل عہد جدید کا ہے اور یہی سچی اور پاک
انجیل ہے۔ دیکھو یہہ پیشوا کیا کیا کہتا ہے اور اون کے اقوال کو وارڈ صاحب نے اپنی کتاب
اغلاطنامہ مین نقل کیا ہے اور کچھہ اس پیشوا پر منحصر نہین اور علماء کبار کے قول بھی اون کے
قریب قریب ہین۔ وہی وارڈ صاحب لکھتا ہے کہ جیروم اپنی چٹھی مین لکھتا ہے کہ بعضے علماء
متقدمین کو مرقس کی انجیل کے آخر کے باب پر شبہہ تھا اور بعض متقدمین کو لوقا کی انجیل کے
بائیسوین باب کے بعضے بعضے درسون پر شبہہ تھا اور بعضون کو اس انجیل کے اول کے دو باب
پر شبہہ تھا اور فرقہ مارسیونی کے نسخے مین اول کے یہہ دونون باب نہ تھے۔ اور کاتھلک ہیرلڈ
کے ساتوین جلد مین ہے صفحہ ۲۰۵ بعضے نسخون لاطینی کے ترجمے مین نسب نامہ کو اس انجیل
متی سے علیحدہ کیا ہے۔ کہتا ہون مین کہ اول کے دو باب کا الحاقی ہونا ان کے علماء محققین کے
نزدیک ثابت ہے جیسا انشاء اللہ پانچوین ہدایت کے اندر دوسرے قسم کے شواہد مین آتا
ہے۔ اور ڈاکٹر ولیمس اور فرقہ یونی ٹیرین والون نے انجیل کے چھاپنے والون نے متی کے
پہلے اور دوسرے باب کو الحاقی بتلاتا ہے اور فرقہ ابیونی کے نسخے مین یہہ دونون باب نتھے
اور جب ایک حواری کی انجیل کا حال معلوم ہوگیا۔ اب دوسرے کی انجیل کا حال سنئے کہ یوحنا
کی انجیل کا حال بھی متی کے انجیل کے قریب قریب ہے کیونکہ اولاً اوسکا خود ظاہر ہے علی الاعلان
گواہی دیتا ہے جیسا متی کی انجیل کے بیان مین گذرا اور ثانیاً اس انجیل کے اکیسوین باب کا

یوحنا کی انجیل

ف اور اس قول کی یون توجیہ کرتے ہین کہ اوسکی غرض یہہ ہے کہ چار انجیلین حقیقت مین ایک ہین اونکو چار گننا چاہیے محض بوجہ اس مسئلہ کے اسکی انجیل

جو بیسوان ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ و سنہ ۱۸۳۳ و سنہ ۱۸۳۶ عیسوی وہ مرید ہے جسنے ان کامون کی گواہی
دی اور ان باتون کو لکہا اور ہمکو یقین ہے کہ اسکی گواہی سچی ہے اسمین اس انجیل کا مولف یوحنا
کے حق مین یے الفاظ یہہ وہ مرید ہے اور اوسکی گواہی سچی ہے اور ضمائر جو مرید کے طرف پھرتے
ہین غائب کے صیغے سے بولتا ہے اور یہہ لفظ ہمکو یقین ہے اپنے حق مین متکلم کے صیغہ سے کہتا
ہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انجیل کا مولف یوحنا حواری کے سوا کوئی اور شخص ہے
کہ اوسنے یوحنا حواری کا کچھہ لکہا ہوا پاکر اوس سے اس انجیل کو لکہا ہے سو اس صورت مین
استادلن کے قول کے موافق یہی بات قوی معلوم ہوتی ہے کہ مدرسۂ اسکندریہ کے کسی طالبعلم
نے اوسکو تالیف کیا ہوگا۔ اور یوحنا کی انجیل متی کے انجیل کے طرح گم ہو گئی ہوگی۔ اور ثالثًا
دوسری ہی صدی مین جب لوگون نے اس انجیل سے انکار کیا تھا تو ارینیوس نے اون
کے جواب مین کہین یہہ نہین کہا کہ پولی کارب سے مجھے یہہ خبر پہنچی ہے کہ یہہ انجیل یوحنا کی تصنیف
ہے حالانکہ ارینیوس پولی کارب کا شاگرد ہے اور پولی کارب یوحنا حواری کا مرید اور
شاگرد ہے۔ پس اگر یہہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہوتی تو پولی کارب کو ضرور معلوم ہوتی
اور وہ ارینیوس کو بتلا دیتا اور یہہ بات قیاس سے بہت ہی بعید معلوم ہوتی ہے کہ ارینیوس
پولی کارب سے ذرا ذرا سے بات بار بار سنے اور اس امر مین ایک دفعہ بھی کچھہ نہ سُنے
اور دوسرے سوال کے جواب مین گذر چکا کہ ارینیوس روایت زبانی کو بہت مانتا تھا اور
دعوے کرتا تھا کہ خدا کے فضل سے مین نے احادیث کو بڑے غور سے سنکر اپنے سینہ پر لکھا
ہے نہ کاغذ پر اور قدیم سے میری عادت ایسی ہے کہ ان کو دیانت سے ہمیشہ دوہرا کرتا ہون سو
اس صورت مین یہہ بھی بعید ہے کہ ایسے امر کو سنکر بھول گیا ہو۔ اور یہہ بھی بعید ہے کہ یاد ہونے
کی صورت مین منکرون کے مقابلے مین یہہ سند پیش نکرے۔ اور رابعًا کاتلک ہیرلڈ کی ساتوین
جلد مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ء کے صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ استاڈلن اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ یوحنا کی
انجیل یقینا بلا ریب مدرسۂ اسکندریہ کے کسی طالب علم نے لکھی ہے اور ہارن صاحب اپنے

تعجب مین پڑگئے ہین کہ فرقہ الوجین جو دوسری صدی مین تھا اس انجیل سے اور اسیطرح یوحنا کی
سب تصنیفات سے انکار کرتا تھا اور محقق برطشنیدار کہتا ہے کہ یہ سب انجیل اور نامے
یوحنا کے اسکی تصنیف نہین بلکہ دوسری صدی کے شروع مین کسی عیسائی نے لکھدئے ہین
اور گروٹیس جو بڑا عالم مشہور محقق ہے کہتا ہے کہ یوحنا کی انجیل مین بیس باب تھے یوحنا کے
موت کے بعد اکیسوان باب افسس کے کلیسے نے اپنی طرف سے ملا دیا ہے اور آٹھوین باب
کے پہلے ورس سے گیارہوین ورس تک کو جمہور علما رد کرتے ہین جیسا پانچوین ہدایت کی
دوسری قسم مین آیا ہے کہتا ہون مین کہ اگر اس انجیل کی سند ہوتی تو اونکے علما محقق ایسی
ایسی باتین کیون کہتے اور دوسری ہی صدی مین انکار کیسا ہو سکتا۔ اور خاصکر ان چارون انجیلون
کی تالیف کے زمانے مین ایسا اختلاف ہے اور اوسمین ایسی روایتین بے سند اور کبین ہین
کہ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان انجیلون کی کوئی سند متصل ان کے پاس نہین۔ اور صاحب
اپنی تفسیر کی چوتھی جلد کے دوسرے حصہ کے دوسرے باب مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ١٨٢٢ع
کہ کلیسیا کے قدما مورخین سے انجیلون کی تالیف کے زمانے کی بابت جو احوال ہم تک پہنچے
وے ایسے غیر معین اور ابتر ہین کہ کسی ایک امر معین کی طرف نہین پہنچاتے۔ اور پرانے سے
پرانے قدما نے اپنے وقت کی گپون کو سچ سمجھکر لکھدیا۔ اور ان لوگون نے جو ان کے بعد ہوئے
ادب کرکے ان کے لکھے ہوئے کو قبول کرلیا اور یہہ روایتین جھوٹی سچی ایک لکھنے والے
سے دوسرے لکھنے والے تک پہنچین اور مدت دراز کے گذر جانے کے بعد ان کی تنقید متعذر
ہوی۔ پھر اوسی جلد مین لکھتا ہے کہ پہلی جلد سنہ ٣٧ یا سنہ ٣٨ یا سنہ ٤١ یا سنہ ٤٣ یا سنہ ٤٨ یا سنہ ٦١
یا سنہ ٦٢ یا سنہ ٦٤ عیسوی مین۔ اور دوسری انجیل سنہ ٥٦ سے سنہ ٦٥ تک اور غالباً سنہ ٦٠ یا سنہ ٦٣
مین اور تیسری انجیل سنہ ٥٣ یا سنہ ٦٣ یا سنہ ٦٤ مین اور چوتھی انجیل سنہ ٦٨ یا سنہ ٦٩ یا سنہ ٧٠ یا سنہ ٩٧
یا سنہ ٩٨ عیسوی مین تالیف ہوی اور نامہ عبرانیہ اور نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم اور سیوم یوحنا
اور نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور مشاہدات یوحنا اور نامہ اول یوحنا کے بعض ورس کا حال

نامہ عبرانیہ و نامہ ۲ پطرس و ۲ و ۳ یوحنا و نامہ یعقوب و یہودا و مشاہدات یوحنا کا بیان

تو ایسا ابتر ہے کہ کہنے کے لایق نہین کہ انکو تو محض زبردستی سے بلاسند حواریون کیطرف
نسبت کرتے ہین اور ۳۶۳ء تک سب کے سب مشکوک تھے اور نامہ اول یوحنا کے بعضے درس
تو ابتک بدستور مشکوک ہین بلکہ جمہور محققین کے نزدیک واجب الرد اور غلط اور نامہ دوم پطرس
اور نامہ دوم وسیوم یوحنا اور نامہ یہودا اور مشاہدات کو عرب کے سب کلیسے رد کرتے تھے
اور سریانی کلیسا ابتداسے اب تک ان کو رد کرتا ہے اور واجب التسلیم نہین مانتا۔ یوسی بیس اپنی
تاریخ کلیسیا کے تیسری کتاب کے تیسرے باب مین لکھتا ہے کہ پطرس کا پہلا نامہ سچا ہے۔ مگر دوسرا
نامہ کبھی پاک کتاب مین شامل نہین کیا گیا لیکن پڑہا جاتا تھا۔ اور پولوس کے نامے چودہ ہین مگر
نامہ عبرانیہ کو بعض لوگون نے الگ کر دیا ہے اور اسی کتاب کے پچیسوین باب مین لکھتا ہے کہ
نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم اور سیوم یوحنا پر گفتگو ہے کہ آیا یہ
سب انجیل نویسون نے لکھے ہین یا اور لوگون نے کہ جنکے یہی نام تھے اور اعمال پولوس اور باشتر
اور مشاہدات پطرس اور نامہ برنباہ اور اس کتاب کو جسکا نام انس ٹی ٹوشن حوارین ہے
جعلی کتابین سمجھنی چاہئین۔ اور اگر درست معلوم ہو تو مشاہدات یوحنا کو بھی ایسا ہی گن جاوے
اور اسی تاریخ کے چھٹی کتاب کے پچیسوین باب مین نامہ عبرانیہ کی نسبت ارجن کا قول یون نقل
کیا ہے کہ جو حال ہمارے قبل مین زبان زد رہا ہے یہہ ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ کلیمنٹ نے جو روم
کا بشپ تھا اس نامہ کو لکھا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ لوقا کا ترجمہ کیا ہوا ہے یہانتک قول
ارجن تھا ارنیس بشپ لیئنس نے جو تخمیناً ۱۷۸ء مین تھا اور ہپ پولی ٹس نے جو ۲۲۰ء مین
تھا اور نویشن پرسبٹر روم نے جو تخمیناً ۲۵۱ء مین تھا بالکل اس نامہ سے انکار کیا ہے اور
ٹرٹلین پرسبٹر کارتھیج کا جو ۲۰۰ء مین تھا اس نامہ کو برنباہ کا نامہ بتلاتا تھا اور کیس نے جو
کلیسہ روم کا پرسبٹر اور تخمیناً ۲۵۱ء مین تھا پولوس کے نامے تیرہ گنے ہین اور اس نامہ کو نہین
گنا اور سائی پرن بشپ کارتھیج کا جو تخمیناً ۲۴۸ء مین تھا اس نامہ کا حوالہ نہین دیتا اور سریا

سلہ یعنے قاعدہ ۱۲ سلہ یعنے جعلی اور نادرست ۱۲ منہ عفی عنہ

کا کلیسہ اب تک نامۂ دوم پطرس کو اور نامہ دوم اور سیوم یوحنا کو نہین مانتا اور اوسکا آکجر کہتا
ہے کہ جسنے نامۂ دوم پطرس کو لکھا ہے اوسنے ناحق اپنی فرصت کے وقت کو کھویا ہے اور ہارن
صاحب اپنی تفسیر کے دوسری جلد کے صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷ مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۴ء کو ترجمہ سریانی
مین نامۂ دوم پطرس اور نامہ یہودا اور نامہ دوم و سیوم یوحنا اور مشاہدات یوحنا نہین ہین اور
انجیل یوحنا کے آٹھوین باب کے دوسرے ورس سے گیارہوین ورس تک اور نامہ اول یوحنا
کے پانچوین باب کا ساتوان ورس نہین ہے اور لارڈنر اپنی تفسیر کے چوتھی جلد کے صفحہ ۱۷۵
مین لکھتا ہے کہ سرل کتاب مشاہدات کو واجب التسلیم نہین مانتا تھا اور نہ اوسکے وقت مین
یروشالم کا کلیسہ اور نہ اوسکا اس فہرست قانونی مین ذکر ہے جسے اوس نے لکھی ہے۔ پھر اسی
جلد کے صفحہ ۳۲۳ مین لکھتا ہے کہ مشاہدات یوحنا پرانے ترجمے سریانی مین نہین ہے اور نہ
بار ہی بریوس اور نہ یعقوب نے اسپر شرح لکھی ہے اور ابے بد جیسو نے بھی اپنی فہرست مین
نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم و سیوم یوحنا اور نامہ یہودا اور مشاہدات یوحنا کو چھوڑ دیا ہے اور
اور یہی راے اور سریانیون کی ہے اور یوسی بیس اپنی تاریخ کلیسیا کے ساتوین کتاب کے
پچیسوین باب مین لکھتا ہے کہ ڈیونی سیش کہتا ہے کہ بعض نے ہمسے پہلے تمام کتاب مشاہدات
کو علیحدہ کر دیا اور اوسکے رد مین کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ یہہ سب بے معنے اور بے عقلی
اور بڑا بھاری حجاب جہالت کا ہے اور یوحنا حواری کے طرف نسبت اوسکی غلط ہے اور اسکا
مصنف نہ کوئی حواری ہے اور نہ کوئی پاک آدمی اور نہ کوئی مسیحی بلکہ سرن تھس ملحد نے یوحنا
کا نام لگا دیا ہے مگر مین اوسے علیحدہ نہین کر سکتا اسلیئے کہ بہت بھائی ہین جو اوسکی قدر کرتے ہین
اور مین قبول کرتا ہون کہ یہہ پاک اور الہامی کا ہے مگر مین آسانی سے قبول نکرونگا کہ یہہ شخص
حواری تھا زبدی کا بیٹا یعقوب کا بھائی جو انجیل کا مصنف ہے بلکہ انداز محاورے وغیرہ
سے معلوم کرتا ہون وہ حواری نہین بلکہ ایک اور یوحنا ہے جسکا ذکر رسالۂ اعمال مین ہے اسکو
بھی مشاہدات کا مصنف نہین کہہ سکتا کیونکہ ایشیا مین اوسکا آنا معلوم نہین پس یہہ کوئی اور

ہے ایشیا والون سے افسیس مین دو قبرین ہین اور دونون پر یوحنا کا نام ہے اور عبارت اور مضمون سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا انجیلی اوسکا مصنف نہین اسلیئے انجیل کی عبارت اور نامہ یوحنا کی عبارت یونانی کے موافق اچھی ہے اور الفاظ سخت نہین اور مشاہدات کی عبارت یونانی کے محاورے کے خلاف ہے اور استعمال کرتا ہے وحشی سیاق کو اور حواری اپنا نام کبھی ظاہر نہین کرتا نہ انجیل مین اور نہ نامہ عام مین بلکہ کبھی اپنے آپ کو متکلم یا غائب کے صیغہ سے بیان کرتا ہے اور بغیر کسی تمہید کے شروع کرتا ہے بخلاف اوس شخص کے جو پہلے باب مین لکھا ہے ۱- یہہ یسوع مسیح کی نبوت کی بات ہے تا کہ اپنے بندون کو سب کچھ جو جلد ہونے والا ہے دکھائے اور اوسنے اسے اپنے فرشتے کی معرفت سے بھیجکے اپنے بندے یوحنا پر ظاہر کیا ۴ یوحنا ان سات کلیسے کو جو آسیا مین ہین لکھتا ہے ۹ مین یوحنا جو تمھارا بھائی اور یسوع مسیح کے دکھہ اور بادشاہت اور صبر مین تمھارا شریک ہون اس جزیرے مین جو پتمہ کہلاتا ہے خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کے لیئے آپڑا۔ اور بائیسوین باب کے آٹھوین درس مین لکھتا ہے مین یوحنا نے ان چیزون کو دیکھا اور سنا الخ پس ان درسون مین حواری کے محاورے کے خلاف اپنا نام ذکر کرتا ہے اور یہہ احتمال بھی نہین ہوسکتا کہ اسنے حواری نے اپنے معلوم کرانے کو اپنے عادت کے خلاف اپنے نام کو ذکر کردیا ہے اسلیئے کہ اگر یہہ مسطور ہوتا تو کسی ایسی خصوصیت کو ذکر کرتا کہ فقط اسی کے حق مین صادق آتی۔ مثلا یوحنا زبدی کا بیٹا یا یوحنا یعقوب کا بھائی یا یوحنا خداوند کا پیارا مرید اور مانند اوسکے حالانکہ اوسنے تو کسی خصوصیت کو ذکر نہین کیا بلکہ عام وصف کو ذکر کیا کہ تمھارا بھائی دکھہ اور صبر مین تمھارا شریک اور مین کچھہ خوشش طبعی سے نہین کہتا بلکہ میرا ارادہ یہہ ہے کہ دونون شخصون کی عبارت کا فرق ظاہر کردون یہان تک ڈیونی سیس کا کلام تھا کہ خلاصہ کے طور یوسی بیس کی تاریخ سے نقل ہوا۔ اور کاتلک ہرالڈ کی ساتوین جلد مطبوعہ ۱۸۴۴ء کے صفحے ۲۰۶ مین ہے کہ روز صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۱ مین لکھتا ہے کہ بہت محققین پروٹسٹنٹ نے کتاب مشاہدات کے

واجب التسلیم ہونے پر جھگڑا کیا ہے اور پروفسر ایوالڈ نے بڑی دہوم دہام کی گواہی سے ثابت کیا ہے کہ انجیل اور نامے اور مشاہدات یوحنا کے ممکن نہین کہ ایک ہی مصنف کی تصنیف ہون اور یوسی بیس اپنی تاریخ کلیسیا کی دوسری کتاب کے تیئیسوین باب مین لکھتا ہے کہ یہہ لحاظ کیا جاوے کہ یہہ نام (یعنے یعقوب کا نامہ) جعلی خیال کیا گیا ہے لیکن قدمار سے بہت لوگون نے اسکا ذکر کیا ہے اور اسیطرح یہودا کا نامہ خیال کیا گیا ہے مگر اکثر کلیسون مین مستعمل ہے اور جناب لوتھر فرقے پروٹسٹنٹ کے پیشوا نامہ یعقوب کو کہتے تھے کہ یہہ تو گہاس پھونس ہے۔ (یعنے بڑا ہی بے اعتبار اور بے قدر) اور سلف کے بہت عالم عیسائی نامہ یہودا کے منکر تھے۔ اور تاریخ جبل مطبوعہ ۱۸۵۰ء مین ہے کہ گروٹیس کہتا ہے کہ یہہ نامہ اس یہودا کا ہے جو یروشالم کا پندرہوان اسقف اور ایڈرین کی سلطنت مین تھا اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامے کے صفحہ ۳۰ مین لکھتا ہے کہ پومرن لوتھر کا شاگرد رشید کہ علمائی کبار فرقے پروٹسٹنٹ سے ہے لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات مین تمام کرتا ہے اور کتابونکا حوالہ ایسا مخالف دیتا ہے کہ جسمین روح القدس نہین رہ سکتا اسلئے وہ نامہ الہامی کتابو نمین نگنا جاوے۔ اور وسے ٹس ہنیوڈرس پروٹسٹنٹ نرم برگ کا واعظ لکھتا ہے کہ مشاہدات یوحنا اور نامہ یعقوب کو ہمنے قصدا چھوڑ دیا ہے اور نامہ یعقوب فقط بعض ہی جا مین جہان اوسنے اعمال کو ایمان پر بڑہایا ہے ملامت کے قابل نہین بلکہ اسمین مسئلے اور مطالب ایک دوسرے کے ضد پائے جاتے ہین اور میگ ڈی برجن سنٹیورسٹس کہتے ہین کہ یعقوب کا نامہ حواریون کے مسلون سے اسیطرح الگ ہوتا ہے جس جا نجات کو فقط ایمان پر موقوف نہین بتلاتا بلکہ اعمال پر بھی موقوف کہتا ہے اور جیسا توریت کو آزادی کا آئین کہتا ہے اور اجرسس جو فرقے پروٹسٹنٹ کا بڑا عالم ہے بہت علما پروٹسٹنٹ کا نام لکھتا ہے جنھون نے ان کتابون کو جھوٹی سمجھ کر نکال دیا ہے نامہ عبرانیہ۔ نامہ یعقوب۔ نامہ دوم و سیوم یوحنا۔ نامہ یہودا۔ مشاہدات یوحنا۔ اور ڈاکٹر بلسن پروٹسٹنٹ لکھتا ہے کہ یوسیبس کے

زمانے تک سب کتابین واجب التسلیم نہین ہوی تھین اور نامہ یعقوب اور نامۂ یہودا اور نامۂ دوم پطرس اور نامہ دوم وسیوم یوحنا مین ضد کی گئی ہے کہ حواریون کے لکھے ہوے نہین ہین۔ اور نامہ عبرانیہ ایک مدت تک رد کیا گیا تھا اور سریانی کلیسون نے نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم وسیوم یوحنا اور نامہ یہودا اور مشاہدات کو واجب التسلیم نہین مانا اور ایسا ہی عرب کے کلیسون کا حال تھا لیکن ہم مانتے ہین۔ یہان تک ڈاکٹر بلسن کا قول ہے۔ انتہی ملخصاً یہانتک اغلاطنامہ سے نقل ہوا۔ اور یوسی بیس اپنی تاریخ کلیسیا کے چھٹے کتاب کے پچیسوین باب مین لکھتا ہے کہ ارجن نے یوحنا کے انجیل کے شرح کے پانچوین جلد مین لکھا ہے کہ پولوس نے تمام گرجون کو کچھہ لکھہ کے نہین بھیجا۔ اور بعض کو جو لکھا ہے تو یہی دو چار سطر عبارت اس سے معلوم ہوا کہ نامہ عبرانیہ کے مثل اور نامے بھی بے سند ہین اور کسی اور نے لکھے مین سوا اوس کے موافق بعض نامجات مین شاید دو چار سطر عبارت پولوس مقدس کی بھی ہوگی اور کچھہ ارجن ہی پر موقوف نہین اور علمار نے بھی نامہ عبرانیہ کے سوا پولوس مقدس کے اور نامجات کی نسبت ایسا ہی کچھہ کہا ہے مثلاً نامہ فلیمون کے حق مین جیروم کے زمانے مین بعضے عالم عیسائی مذہب کہتے تھے کہ یہہ تو ایک خانگی چٹھی ہے عہد جدید سے نکالدینے کے قابل اور اونھون نے ارادہ نکالدینے کا بھی کیا تھا اور کاٹلک ہرلڈ کی ساتوین جلد کے صفحہ ۲۰۶ مین ہے کہ روز صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ مین لکھتا ہے کہ شلی میجر نے اول نامہ تمتھی پر اور اکہارن نے تمتھی کے دونون نامون اور نامہ طیطس پر حملہ کیا ہے یعنے برا کہا اور واجب التسلیم نہین مانا بہرحال وے چھٹے نامے اور کتاب مشاہدات چوتھی صدی تک مشکوک تھے اور کونسل نائس مین جو ۳۲۵ء مین قسطنطین کے حکم سے نائس شہر مین مقرر ہوی تھی مشکوک رہے تھے اور ان کونسل والون نے تو عہد عتیق کی کتابون مین کتاب جوڈتھہ کو جو یہہ بھی اس زمانے تک مشکوک تھی واجب التسلیم ٹھہرایا تھا لیکن جب ۳۶۴ء مین کونسل لوڈیسیا جمی تو اونھون نے عہد عتیق اور جدید مین اور سات کتابون کو جو اون کے وقت تک مانے بھی مشکوک تھین واجب التسلیم

ٹھہرادیا اور وے سات کتابین یے ہین ۱ کتاب استیر ۲ نامہ یعقوب ۳ نامہ دوم پطرس ۴ اور ۵ نامہ دوم اور سیوم یوحنا ۶ نامہ یہودا ۷ نامہ عبرانیہ اور یہہ حکم چھٹی کونسل جنرل (یعنے عام) سے مستحکم ہوا۔ اور ان دونون کونسلون مین مشاہدات یوحنا خارج رہے تھے۔ پھر جب ۳۹۷ء مین کونسل کارتھیج جسمین اگسٹاین اور ایجسو چھبیس اور پادری تھے جمع ہوئی تو اس کونسل نے اور سات کتابین واجب التسلیم کردین اور ایک کے واجب التسلیم ہونے کو موکد کیا اس تفصیل سے ۱ کتاب جوڈتھہ جس کے وجوب تسلیم کو موکد کیا ۲ کتاب وزڈم ۳ کتاب توبیاس ۴ کتاب باروق ۵ کتاب اکلیزیاسٹیکس ۶ و ۷ دو کتابین مقابیس کی ۸ مشاہدات یوحنا۔ اور اس کونسل کا حکم چھٹے ٹرلو سے مستحکم ہوا۔ اور جو باروق پیغمبر یرمیاہ کے سکتر تھے تو انکی کتاب یرمیاہ کی کتاب کا تتمہ سمجھی گئی اسلیئے کونسل کارتھیج نے اس کتاب کا نام علیحدہ فہرست مین نہ لکھا اور کونسل کارتھیج کے حکم کو کونسل ٹرلو اور کونسل فلورنس اور کونسل ٹرنٹ نے بجا اور مسلم رکھا اور پچھلے دو کونسلون نے کتاب باروق کا نام فہرستون مین درج کیا اسکے بعد یے کتابین جو تین صدی کے بعد مختلف وقتون مین واجب التسلیم اور قانونی ہوئی تھین بارہ سو برس تک مسیحیون کے سب فرقون مین واجب التسلیم رہین اور رومن کاتھلک آجتک واجب التسلیم سمجھتے ہین مگر فرقے پروٹسٹنٹ نے ان کونسلون کے حکمون کو منسوخ کیا کہ کتاب باروق اور کتاب توبیاس اور کتاب جوڈتھہ اور کتاب وزڈم اور کتاب اکلیزیاسٹیکس اور اسیطرح مقابیس کی دونون کتابون کو یکلخت اور کتاب استیر کے ایک حصہ کو قانونی کتابون سے نکالڈالا اور ان کو واجب التسلیم نمانا سواب معلوم ہوا کہ عہد عتیق کی طرح عہد جدید کے کتابون کی بھی کوئی سند کامل نہین اور ان چھے نامجات اور کتاب مشاہدات کی نسبت وہی کونسلی حکم ہے جیسا کتاب جوڈتھہ وغیرہ کی نسبت ہے اور یہہ حکم کئے وجہ سے حجت ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا اول وجہ یہہ ہے کہ جس کونسل لوڈیسیا نے ان چھے نامجات کو واجب التسلیم ٹھہرایا اور کتاب مشاہدات کو مشکوک رکھا تھا

اوسی کونسل نے ساری کتاب استیر واجب التسلیم کیا تھا اور جس کونسل کا . تیج نے کتاب مشاہدات کو الہامی ٹہرا کے داخل قانون کیا اوسی نے کتاب توبیاس وغیرہ کو الہامی ٹہرا کے داخل قانون کیا تھا سو جیسا کتاب جوڈیتھ کے حق مین چھٹے کے چھے کونسلون کا اور ایک حصہ کتاب استیر کے حق مین پانچ کونسلون کا اور کتاب وزدم وغیرہ کے حق مین چار کونسلون کا حکم کافذ پروٹسٹنٹ کے نزدیک جس سے بالفعل ہمارا کلام ہے واجب الرد ہے ایسا ہی ہمارے نزدیک ان چھے ناجیات کے حق مین پانچ کونسلون کا اور کتاب مشاہدات کے حق مین چار کونسلون کا حکم بھی اعتبار کے قابل نہین کیونکہ اگر ان کونسلون کا حکم ناجیات اور کتاب مشاہدات کی نسبت اعتبار کے قابل ہو تو چاہئے کہ ان اور کتابون کی نسبت بھی خصوصًا کتاب جوڈیتھ کی نسبت جنمین چھٹے کے چھے کونسلون نے برابر حکم دیا اعتبار کے قابل ہو . اور اگر ان کتابون کی خصوصًا کتاب جوڈیتھ کی نسبت اعتبار کے قابل نہین تو ان ناجیات اور مشاہدات کی نسبت بھی اعتبار کے قابل نہین . **دوم** وجہ یہہ کہ پروٹسٹنٹ کے فرقے نے انکے عدم تسلیم کے عذرون مین یے عذر پیش کئے **اول** یہہ کہ یے کتابین ان زبانون مین مثل عبری اور چالدی وغیرہا کے جنمین تصنیف ہوئی تھین نہین پائی جاتین **دوم** یہہ کہ یہودی انھین الہامی نہین سمجھتے تھے **سیوم** یہہ کہ تمام کلیسے نے انھین نہین مانا **چہارم** یہہ کہ جیروم کہتا ہے کہ یے کتابین مسائل دینی کے مقرر کرنے کے لئے کافی نہین **پنجم** یہہ کے کلوس کہتا ہے کہ پڑہی جاتی ہین لیکن نسب جگہہ (یعنی ہر جگہہ) ۔ مین اشارا ہے کہ سب نے انھین قبول نہین کیا **ششم** یہہ کہ یوسی بیس اپنی تاریخ کے چوتھی کتاب کے بائیسوین باب مین لکھتا ہے کہ وے محرف ہوئین اور جعلی ہین خصوصًا مقابیس کی دوسری کتاب ان دلائل کو اکسیو نس نے لکھا ہے کہتا ہون مین کہ چھٹی دلیل کو ہم بسر و چشم قبول کر کے کہتے ہین کہ تمھارے اقرار کے موافق تمھارے سلف کی یہہ دیانت تھی کہ ہزار ہا عالم اتفاق کر کے جھوٹی اور محرف کتابون کو واجب التسلیم ٹہرا کے سب مسیحیون کو بے ایمانی پر جمع کرتے تھے اور شئی واجب الرد کو واجب الاعتقاد بناتے تھے تو اس صورت

مین ہیسے بے دیانتون کے اتفاق اور اجماع کا کیا اعتبار تو بھلا ہم کس طرح ایسون کے اتفاق
سے کتاب مشاہدات کی سی کو جو چار سو برس تک مشکوک رہے اور قدما سے بعض نے اسکو
تصنیف سرن شس محمدی کہا اور اسکو بے عقلی اور بے معنے اور بڑا حجاب جہالت کا تبلایا اور
بعض نے باور ثابت کیا کہ مصنف اوسکا یوحنا حواری نہین ہو سکتا انبامی مانین ۔ اور پہلی
دلیل مخدوش ہے کیونکہ سنت جیروم گواہی دیتا ہے کہ اسکو کتاب تو بیاس اور کتاب
جوڈیتھ چالدیک زبان مین جوان کتابون کی اصل زبان ہے ملی تھی آور کتاب اول مقابیس
اور کتاب ایکلیزیاسٹیکس عبری زبان مین جوان کتابون کی اصل زبان ہے ملی تھی اور انھین
سے اسنے ترجمہ کیا تو بھلا ان کتابون کو کیون نہین مانتے اور اوسکی گواہی کا ثلث مذہب والون
نے ہنری وہوم وام سے نقل کی ہے علاوہ اسکے اسی دلیل سے قدمار کے مذہب کے موافق انجیل
متی سے بھی انکار کرنا چاہیے کہ جس زبان مین وہ تصنیف ہوی تھی نہین پائی جاتی ۔ تیسری
دلیل بھی مردود ہے وگرنہ لازم آتا ہے کہ کتاب ایستیر اور ان چھے نامون اور کتاب مشاہدات
سے بھی انکار کرو کہ ان کونسلون کے اول تمام کلیسیا نے انھین نہین مانا ۔ اور دلیل دوم اور
چہارم اور پنجم کے موافق پھر تمھارے سب سلف کے جو چوتھی صدی کے آخر اور اوس کے
بعد مین ہوے بددیانتی ثابت ہوتی ہے جیسا گذرا ۔ علاوہ اوسکے ایک کلوس کا قول اگر
مسند ہو تو ان نامجات اور کتاب مشاہدات کے نسبت بہت علما کا قول کیون نہ مسند ہوگا
اور علمائے کاثلک اس قول کی نقل مین تمھاری بددیانتی اور تحریف ثابت کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ اصل قول کلوس کا یون ہے کہ یے کتابین پڑہی جاتی ہین شاید سب جگہہ نہین ۔ تمسو
تمنے تحریف کی راہ سے لفظ شاید کا اوڑا دیا اور اس سے بڑہکر یوسیبیس نامہ یعقوب اور نامہ
یہودا کے حق مین کہا ہے کیونکہ وہان لفظ شاید کا نہین **سیوم** یہہ کہ ان کے سلف کے علما
جو روایت زبانی کا بڑا اعتبار کرتے تھے اور پروٹسٹنٹون کے قول کے موافق ان مین روایت
کی تنقید اچھی نہتھی ۔ بلکہ قول ہارن پرانے سے پرانے قدما اپنے وقت کی گپون کو سچ سمجہکر

سمجہ کر لکہدیتے تھے اور پچھلے لوگ اونکا ادب کرکے قبول کرلیتے تھے تسو ان کونسل والون نے
ایسی ہی گپون کے روسے کسی کتاب کو تین سو برس کے بعد اور کسیکو چار سو برس کے بعد واجب
التسلیم ٹہرادیا ہوگا اور غلطی اونسے کچہہ عجب نہین جیسے اور باتون مین کی ایسمین بھی کی انگلانڈ اور
ایرلانڈ کے کلیسیا کے عقائد مین انیسوین عقیدے کے ذیل مین مرقوم ہے نسخہ اردو منطبعہ ۱۸۴۶ء
جیسے کہ اور شلیم اور اسکندریہ وانطاکیہ کے کلیسیا نے خطا کی ویسا ہی روم کے کلیسیا نے بھی
صرف چال اور دستورات کی باتون مین نہین بلکہ اعتقادیات کے مقدمہ مین بھی خطا کی
چہارم
چہارم یہہ کہ اگر کوئی غور کریگا تو وہ معلوم کریگا کہ اونکے سلف اور خلف مین دینی کتابونکا حال
قانون سرکاری سے بڑہ کر نہین کبھی مصلحت وقت کے موافق ایک کتاب کو مانا اور کبھی
اوسکو منسوخ اور مردود کیا دیکھو اول ترجمہ سپٹواجنٹ کو جس سے انجیلون نے فقرے
کے فقرے نقل کئے ہین. اور ارجن اور جیروم کے سوا عیسائی مذہب کے سب قدما اور مشائخ
جو عبری سے ناواقف تھے اسی پر راضی رہے اور اینہین بڑا معتبر تھا اور گریز اسٹم اور تہیو ڈو
نے اسی پر شرح کی تھی اور علمائے متکلمین کے ہاتھہ مین وہی ترجمہ تھا اور کلیسا لاطینی مین
پندرہ سو برس تک وہی پڑہا جاتا تھا اور یونانی کلیسا اور اور مشرقی کلیسون مین اب تک وہی
پڑہا جاتا ہے اور قدما سے بڑے بڑے فاضل اسکو صحیح اور عبری کو محرف جانتے تھے. جیسا
انشاء اللہ دوسری ہدایت مین آتا ہے. اب پروٹسٹنٹون کے نزدیک وہ محرف ٹہر گیا اور
بے اعتبار پڑ گیا. دوم کتاب دانیال کو کہ ارجن سے پہلے اسی ترجمہ والی واجب التسلیم گنی جاتی
تھی اور ارجن نے اوسے غلط ٹہرا کر نکال دیا اور تہیو ڈوشن کے ترجمہ سے اس کتاب کو لیکر
اوسمین رکھدیا اس روز سے وہ کتاب تہیوڈوشن کے ترجمہ والی معتبر ٹہر گئی. سیوم نامہ ارس
ٹیس کو کہ سترہوین صدی سے پہلے اسکو مانتے تھے اور سترہوین صدی مین اوسکی صداقت پر
گفتگو ہوی پہر جمہور پروٹسٹنٹ کے نزدیک جعلی ٹہر گیا. چہارم ترجمہ لاطینی کو جسکو رومن کاتھلک
اب تک بڑا معتبر جانتے ہین اور عبری سے زیادہ صحیح سمجھتے ہین پروٹسٹنٹ معتبر نہین سمجھتے

بلکہ محرف گنتے ہین ہشتم چیدالیشس کی جھوٹی کتاب کو جو چوتھی صدی تک پائی جاتی تھی اور جیروم اپنی کتاب مین اوسکا حوالہ بھی دیتا ہے اور سیڈریش اپنی تاریخ مین اکثر جگہہ اس سے نقل کرتا ہے اور اوریجن کہتا ہے کہ پولوس کے گلاتیون کے نامہ مین باب پانچوین کا چھٹا ورس اور باب چھٹے کا پندرہوان ورس اسی کتاب سے نقل کیا ہے اور اوسکا ترجمہ سولہوین صدی تک موجود تھا مگر اس صدی مین کونسل ٹرنٹ نے اوسکو جھوٹا ٹھہرادیا اور وہ کتاب جھوٹی پڑگئی سو دیکھو کہ یہہ کتاب قدما مین معتبر تھی بلکہ جناب پولوس نے بھی اس سے سند پکڑی اور سولہوین صدی مین کونسل ٹرنٹ نے اسکو غیر معتبر کردیا۔ ششم عزرا کی تیسری کتاب کو جسکو کلیسہ گریک اب تک مانتا ہے رومن کاتلک اور پروٹسٹنٹ اسکو مردود کرتے ہین۔ ہفتم زبور سلیمان ع کو جسکو قدما مانتے تھے اور اپنی سچی کتابون مین اسکو ملاکر لکھتے تھے چنانچہ اب تک اون کے نسخہ کوڈکس اسکندریانوس مین اور کتابون کے ساتھہ ملا ہوا ہے اور اب عیسائی اسکو جھوٹے جانتے ہین۔ سو جیسا ان کتابون کی نسبت ظہور مین آیا ایسا ہی ان کونسلون کے احکام کو کتاب وزڈم وغیرہ اور ان چھے نامجات اور کتاب مشاہدات کی نسبت سمجھنا چاہیے اور ظاہر ہے کہ اگر اس مجموعہ عہد جدید کی سند ہوتی تو متی کی انجیل کی بابت اسبات مین کہ وہ عبرانی مین تھی جو گم ہوگئی یا یونانی مین تصنیف ہوی اور اگر عبرانی مین تھی تو اوسکا مترجم کون ہے کیون اختلاف ہوتا اور جناب لوتھر اول کے تینون انجیلون پر کیون شبہہ رکھتے اور مرقس کی انجیل کے سولہوین باب پر اور لوقا کی انجیل کے بائیسوین باب کے بعض ورسون پر بعض علماء متقدمین کو اور لوقا کی انجیل کے اول کے دونون بابون پر بعض علماء کو کیون شبہہ ہوتا اور استادلن اور محقق برٹشنیدر اور گروٹیس اور فرقہ الوجین یوحنا کی انجیل مین کیون ایسا کچھہ کہتے جسکا ذکر گذرا اور اس مجموعہ کی بعض کتابونکی تالیف کے زمانے کی بابت کیون ایسا اختلاف فاحش ہوتا اور ان نامجات اور مشاہدات کے بابت کیون ایسا جھگڑا پڑتا اور کسطرح جناب لوتھر نامہ یعقوب کو گھاس پھوس بتلاتے اور

کسطرح کتاب مشاہدات کو بعضے علماء ایک مرتد ملحد کی تصنیف بتلاتے سوا اس سارے بیان
ہے جو سند کی بابت اس ہدایت مین ہمنے کیا ثابت ہو گیا کہ نہ عہد عتیق کی سند کامل ہے
اور نہ عہد جدید کی اور جب پادری لاچار ہو جاتے ہین تو عہد عتیق کی صداقت کے لئے جناب
مسیح کی گواہی کو دلیل بناتے ہین مگر یہہ بھی ضعیف ہے چنانچہ انشاء اللہ بارہوین ہدایت مین
مفصل آتا ہے اور اس پہلی ہدایت کو میزان الحق کے مولف کے بعضے اقوال کے رد پر ختم
کرتا ہون دیکھو سند کے بابت کیا کہتا ہے استفسار کے جواب مین حل الاشکال کے نسخہ
مطبوعہ ۱۸۴۷ء کے اندر لکھتا ہے صفحہ ۱۲۱ انجیل الہام کے راہ سے حواریون کی معرفت یونانی
زبان مین لکھی گئی چنانچہ یہہ بات خود انجیل سے اور مسیحی قدیم کتابون سے صاف آشکار
و مثبت ہے ہان صرف متی کی انجیل کی بابت جو انجیل کے ترتیب دسوین حصے کے ہے
بعضے علماء نے گمان کیا ہے کہ شاید وہ اول عبرانی یا عرامائی زبان مین لکھی گئی اور بعد
یونانی مین ترجمہ ہوی مگر غالباً یہہ بھی متی حواری سے یونانی ہی مین لکھی گئی ہے صفحہ ۱۲۵
جاننا چاہئے کہ مسیحیون کو اول ہی سے معلوم ہے کہ موسے اور یشوع اور توریت کے بعض
اور کتاب مین ایسے آیات اور زبور مین ایسے زبور ہے جو موسے اور یشوع اور داؤد سے
نہین ہین لیکن اس سے توریت باطل نہین ہو سکتی کیونکہ ماورائے مسیح کی گواہی کے کتاب
کتاب اسناد مین با دلائل معتبرہ ثابت ہے کہ یہہ آیات و زبور پچھلے نبیون سے لکھی گئین
اور داخل کتاب ہوئین لیکن ایسے بھی بہت آیات ہین جو خود ہی نبی یا حواری نے اپنے
تئین غائب فرض کرکے بصیغہ غائب کلام فرمایا ہے۔ قول اوسکا الہام کی راہ سے مخدوش
ہے جیسا انشاء اللہ دسوین ہدایت مین آتا ہے۔ قول اوسکا الہام کی معرفت الخ مردود ہے
اور ہر ایک ناظر اس انجیل کا جانتا ہے کہ ہمین کہین اسبات کا پتا نہین کہ فلانی انجیل فلانے
حواری کی تصنیف ہے اور نہ اسبات کا پتا کہ فلانے انجیل کو فلانے حواری نے الہام
کے رو سے یونانی مین لکھا ہے اور چھٹے ناجات اور کتاب مشاہدات کی نسبت بہت قدا

اور بہت علماء پروٹسٹنٹ نے انکار کیا ہے اور کوئی اچھی دلیل ہمکو مسیحی قدیم کتابون کے اثبات
مین نظر سے نہین گذری البتہ ضعیف ضعیف دلیلین تو اس امر کی دیکھنے مین آئین سو وے تو
التفات کے قابل نہین۔ اگر پادری صاحب کو ان مین سے کیسی قوت کا دعوے ہو تو نقل کرین
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اونکے ضعف کو بخوبی ثابت کیا جاویگا اور اس پادری صاحب کی زبان زوری
اور دروغ بے فروغ کی کیا شکایت کرین کہ انجیل متی کی نسبت تو خود انکو برسبیل جزم و یقین
معلوم نہین ہے کہ یونانی مین اسکو کسنے لکہا اور خود صفحہ ۱۴۵ مین لکہتے ہین سچ ہے کہ انجیلون
مین سے دوسری اور تیسری یعنے مرقس اور لوقا کی انجیل خود حواری سے نہین لکہی گئی اور
چوتھی انجیل کے اکیسوین باب کا چوبیسوان ورس اور اس تمام انجیل کا ظاہر اور وہ دلیلین
اسبابات کی مقتضی ہین کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہین اور ان چہے نامجات اور مشاہدات مین
وہ جھگڑا ہے اور پہلی انجیل کے مولف نے کہین دعوے نہین کیا کہ مین رسول اللہ ہون یا مینے
کچھہ الہام سے لکہا ہے باوجود اس کے پادری صاحب بکمال بے باکی کہتے ہین کہ انجیل الہام
کے راہ سے حواریون کی معرفت یونانی زبان مین لکہی گئی قول اوسکا ان متی کے انجیل کے
بابت بعضے علما نے گمان کیا ہے کہتا ہون مین کہ اس بعض سے کیا مراد ہے اگر قدما اور
بہت متاخرین مراد ہین کہ جنکے مخالف چند علماء نکلتے ہین کہ ان کی کثرت اور علماء کی وثاقت
کا لحاظ کرکے ان چند علما کا کچھہ بہی اعتماد نہین تو مسلم ہے اور اس انجیل کے بے سند ہونے
کو کفایت کرتا ہے کہ اونکے قول کے موافق یہہ تو ایک صرف ترجمہ ہے اور اوسکے مترجم کا بہی
نام ابتک ٹہیک معلوم نہین اور اگر چند علماء قلیل مین تو یہہ قول محض غلط ہے جیسا اس
انجیل کے بیان مین گذرا۔ قول اوسکا مگر غالباً یہہ بہی الخ کہتا ہون مین کہ الحمد للہ کہ پادری صاحب
کو باوجود اس جد وکد کے ابتک اٹکل اور گمان کے سوا کوئی سند ایسی ہاتھہ نہین لگی کہ اسکے
رو سے برسبیل جزم و یقین معلوم ہوجاوے کہ متی نے اسکو یونانی زبان مین لکہا ہے اور انکا بڑا
محقق ہارن انکلون یون کہتا ہے کہ غالباً متی کی انجیل عبری اور یونانی دونون زبانون مین مرقوم

ہری ہوگی سو اسکو بھی کوئی سند نہین ملی اور مخالف ایسے اٹکل بلا دلیل کو کب مانیگا۔ اور پادری صاحب اور ہارن کے ان قولون سے جیسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کوئی سند نہین ملی ویسا ہی پادری صاحب کے اس قول سے بعضے علمار نے گمان کیا ہے کہ شاید الخ معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب کے قدما کے پاس بھی اٹکل کے سوا کوئی سند نہتھی۔ سو اس انجیل کی بابت سلفا خلفا عیسائیون کے پاس اٹکل کے سوا کوئی سند نہین۔ قول اوسکا مسیحیون کو اول ہی سے معلوم ہے الخ کہتا ہون مین کہ الحمد للہ کہ پادری صاحب نے اتنا تو اقرار کیا کہ ان کتابون مین فقط انھین مصنفون کا کلام نہین جنکے طرف وے منسوب ہین مگر یہہ قول کہ کتاب اسناد مین با دلایل معتبرہ ثابت ہے الخ محض دروغ ہے اور اسناد کی کتابون اور اون کی تفسیرون مین کسی ایک دلیل معتبر سے بھی ابتک نہ یہہ بات ثابت ہوی ہے کہ یوشع اور ایوب اور راعوث اور استیر وغیرہا کی کتابین کسکی تصنیف ہین اور نہ یہہ بات کسی ایک دلیل قوی سے ثابت ہے کہ اگر بالفرض یہہ کتابین انھین کی تصنیف ہون جنکے طرف منسوب ہین تو وے الحاقات کسی غیر نے کئے ہین۔ البتہ انکے کتب اسناد والے اور مفسر اٹکلون تو ایسا کہتے ہین کہ شاید فلانے یا فلانے نے یہہ الحاق کیا ہو۔ جیسا ہمنے اوپر بیان کیا پادری صاحب کو ہم دلایل معتبرہ سے جو بصیغہ جمع فرمائے ہین معاف رکھتے ہین کہتے ہین کہ آپ ایک دلیل معتبر اپنی کتابون سے نقل کیجیے وگرنہ ایسے دروغ بے فروغ سے توبہ کیجیے۔ قول اوسکا ایسی بھی بہت آیات ہین الخ کہتا ہون مین کہ موسے کے پانچون کتابون مین اور یوشع کی ساری کتاب اور متی اور یوحنا کی ساری انجیل مین ایک جا بھی ایسا جملہ نہین کہ جس سے یہہ بات سمجھی جاوے کہ اونکا مصنف موسے اور یوشع اور متی اور یوحنا ہے بلکہ ظاہر ان کتابون کا اسکے مخالف گواہی دیتا ہے اور اس ظاہر کو اور دلیلین تائید کرتی ہین تو اس صورت مین پادری صاحب کے اس دعوے بلا دلیل کو کوئی احمق ہی مانیگا۔ اور بس اور عاقل تو محض ایک جھوٹا دعوے شمار کریگا اور مسیح کی گواہی کا حال انشاء اللہ بارھوین ہدایت مین آتا ہے بہرحال سند کی بابت پادریون سے کچھہ اچھا بن نہین پڑتا۔۔۔

دوسری ہدایت۔ اسبات کے بیان مین کہ عہد عتیق کے نسخہ عبرانی اور سامری اور یونانی کی حقیقت کیا ہے اور کس نے کس نسخے کو اچھا جانا ہے۔ جاننا چاہئے کہ عہد عتیق کا ایک نسخہ عبرانی ہے جسکے اب عیسائی مدعی ہین کہ یہہ اصل زبان ان کتابون کی ہے اور یے کتابین اسی زبان مین مرقوم ہوئی تھین اور یے کتابین اب بھی وہی اصل کتابین ہین۔ اور متاخرین سے بہت عالم پروٹسٹنٹ اب تو اسی نسخے کے حامی ہین اور یونانی اور سامری کو ایکے سامہنے اعتبار نہین کرتے اور مخالفت کی صورت مین ان دونون کو غلط یا محرف کہتے ہین گو بعض بعض جا بناچاری ان کو انھین محرف یا غلط کے طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اور اس اپنے نسخے صحیح کو غلط یا محرف کہنا پڑتا ہے چنانچہ انشاء اللہ نوین ہدایت مین آتا ہے اور دوسرا نسخہ سامری ہے جو سامریون کے پاس پایا جاتا ہے اور یہہ نسخہ وہی عبرانی نسخہ ہے لیکن بہت حرف اور بہت ورس اس مین ایسے پائے جاتے ہین کہ اب وے عبرانی نسخے کے کسی نسخے مین پائے نہین جاتے اور سامری لوگ عہد عتیق کے کتابون مین سے موسےٰ کے پانچ کتاب اور یوشع کی کتاب اور کتاب القضات کو فقط مانتے ہین اور اون کے ماسوا کو بالکل نہین مانتے اور بہت عالم عیسائی مذہب کے مثل ڈاکٹر کنی کاٹ اور ڈاکٹر ہیلز اور ہیوبی گینٹ وغیرہم کے اس نسخے کے حامی اور عبرانی کی نسبت اسکو صحیح جانتے ہین۔ خصوصاً پانچ کتاب موسےٰ کی بابت اونکو نہایت صحیح بتلاتے ہین آدم کلارک اپنے تفسیر کے پہلی جلد مین مقدمہ کے اندر لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۰۱ء صفحہ ۲۳ سامری نسخہ وہی عبرانی ہے مگر اس سے کچھہ زائد ہے اور اس مین بہت ہی حرف اور لفظ اور پورے پورے جملے اور بہتیرے ورس پائے جاتے ہین جو اب کسی عبری نسخے مین جو ہمنے دیکھے مین ہین نہین پائے جاتے ہین۔ پھر اوسی پہلی جلد کے صفحہ ۱۸۷ مین کتاب پیدایش کے انتیسوین باب کے تیرہوے اور آٹھوین ورس کی بابت لکھتا ہے ہیوبی گینٹ سامری کی صحت کے لئے بہت ہی اصرار کرتا ہے۔ پھر اوسی جلد کے صفحہ ۳۶۹ مین کتاب خروج کے بارہوین باب کے چالیسوین ورس کے

دوسری ہدایت

عبرانی نسخہ کا بیان

سامری نسخہ

ذیل مین لکھتا ہے بہت فاضل پانچ کتاب موسیٰ کے بابت نسخہ سامری کو نہایت صحیح
مانتے ہین۔ پھر اوسی جلد کے صفحہ ۱۰۸ مین کتاب استثناء کے ستائیسوین باب کے چوتھے درس
کے ذیل مین لکھتا ہے ڈاکٹر کنی کاٹ بڑا حامی سامری کا ہے اور ڈاکٹر پاری اور دو مشہور
حامی عبرانی کے ہین لیکن پھر بھی بہت لوگ کنی کاٹ کے دلیلون کو لاجواب سمجھتے ہین اور انہین
شبہ نہین کہ یہودیون نے سامریون کی عداوت سے تحریف کی ہے اور ہارن صاحب اپنے
تفسیر کے دوسری جلد مین لکھتا ہے کہ ڈاکٹر ہیلز سامری توریت کا حامی ہے اور اوس نے
اس کی تاریخون کی صحت کو دلیلون سے خاطر خواہ ثابت کیا ہے اور ان دلیلون کی تلخیص بیان
نہین ہو سکتی جسکو منظور ہو اوسکی کتاب کے جلد اول کے صفحہ اسّی سے آخر تک دیکھے اور
ڈاکٹر کنی کاٹ کہتا ہے کہ سامریون کا ادب توریت کی نسبت اور اونکی عادتون کا لحاظ اور
جناب مسیح کا اس گفتگو سے مشہور کے وقت جو سامریہ عورت سے ہوئی تھی جب دینا (یعنے
تحریف کی بابت الزام ندینا) اور اور باتین اسکو چاہتی ہین کہ وہ جو محققین جیل نے سامریون
کو تحریف اور تبدیل قصدی کا الزام دیا ہے بے اصل ہے بلکہ تبدیل کا الزام یہودیون کو دیا
جاوے اور یوسی بیس اور صرل اور پروکوپیس اور ڈیوڈ دریس اور جیروم اور سن سلس
اور اور قدماء مشایخ عیسائیون نے اس نسخہ سامری کی سند پکڑی ہے اور اقتباس کیا ہے
مگر اوسکے بعد وہ نسخہ متروک ہوا۔ یہان تک کلام ہارن تھا۔ اور محقق لیکلرک نے عبرانی اور سامری
کے نسخون مین انشبہ موضع مین اختلاف نکالا ہے اور ہارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسری
جلد مین ان مواضع کو نقل کرکے لکھتا ہے کہ محقق مشہور لیکلرک نے بڑی محنت اور دقت سے
سامری اور عبری کا مقابلہ کرکے ان مواضع کو نکالا ہے اور ان مواضع مین کم و بیش عبری کی نسبت
سامری صحیح ہے۔ دیکھو ان عبارتون کے موافق سامری نسخہ عبرانی سے زائد اور مختلف ہے
اور بہت فاضل پانچ کتاب موسیٰ کی بابت اسکو نہایت صحیح مانتے ہین اور ڈاکٹر کنی کاٹ
اوسکا بڑا ہی حامی ہے اور اوسکو صحیح اور عبرانی کو محرف کہتا ہے اور جن لوگون نے سامریونکو

تحریف قصدی کا الزام لگایا تھا انکو برا لکھتا ہے اور یہودیون کو تحریف قصدی کا الزام دیتا ہے اور بہت لوگ اوسکی دلیلون کو لاجواب سمجھتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ بلاشبہ انکی عداوت سے یہودیون نے تحریف کی ہے اور ہیوبی گنیٹ اس نسخے کی صحت کے واسطے بہت ہی اصرار کرتا ہے اور ڈاکٹر چارلز بھی اوسکا حامی ہے اور اوسنے اوسکی تاریخون کے صحت کو دلیلون سے خوب ہی ثابت کیا ہے۔ اور ترجمہ یونانی ہے جسکو سپٹواجنٹ اور الک زندرین بھی کہتے ہین اور قدماء عیسائیون مین بھی معتبر اور صحیح تھا اور اوسی کو سچی کتاب سمجھتے تھے اور عبری کو محرف جانتے تھے اور پندرہ سو برس تک یہی حال رہا اور ظاہر ہے کہ اگر سلف کے نزدیک یہہ ترجمہ صحیح اور سچا ہوتا تو وے اوسکو چھوڑ کے عبری کے طرف متوجہ ہو جاتے اور کبھی اسکو واجب التسلیم نرکھتے حالانکہ انھون نے اسے ہی سچا سمجھا اور کلیسہ یونانی اور اور مشرقی کلیسے تو اب تک اپنے قدماء کے موافق چلتے ہین اور اسکو پاک کتاب سمجھتے ہین اور جو اہل کتاب کے پاس سند کا حال ابتر ہے اسلئے اس ترجمے کی بھی اچھی سند نہین اور اوسکا حال اختصار کے طور ہارن کی تفسیر سے جو پروٹسٹنٹون مین معتبر ہے اور ایک تاریخ سے جو مصنف اوسکا کاتلک مذہب ہے اور وہ دار السلطنت لندن کے اندر سنہ ۱۸۵۱ مین چارلس ڈالمین کے مطبع مین چھپی ہے نقل کرتا ہون. ہارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسرے جلد مین لکھتا ہے کہ ترجمہ یونانی جسکو سپٹواجنٹ یا الک زندرین بھی کہتے ہین بہت ہی پرانا گر اور یہودیون اور قدماء عیسائیون مین بڑا معتبر تھا اور دونون کے معبدون مین ہمیشہ پڑھا جاتا تھا اور اسی سے مشایخ عیسائیون نے کیا لاطینی اور کیا یونانی اسکا حوالا لیا ہے اور سوائے ترجمہ سریک کے سب وے ترجمے جنکو کلیسہ عیسائی نے جائز رکھا ہے اور زبانون مین مثل عربی اور ارمنی اور اتھیوپک اور پرانی اٹالک اور اس لاطینی کی جو جیروم ترجمے سے پہلے مستعمل تھا اسی ترجمہ سے کیے گئے ہین اور آج کے دن تک کلیسہ یونانی اور اور مشرقی کلیسون مین صرف یہی ترجمہ سپٹواجنٹ پڑھا جاتا ہے اور بہت سے بے تحقیق باتین اس ترجمے کی بابت مشہور

ہین بعضے کہتے ہین کہ اسکو مختلف آدمیون نے مختلف زمانے مین کیا ہے اور بعضے اسکو منزل
ایک معجزے کے جانتے ہین اور ان مین کئی روایتین ہین **پہلی** روایت یہہ کہ بطلیموس ثانی
مصر کے بادشاہ نے اپنے دو سردار یروشالم کو بھیجے اور وہان سے یہود کے بہتر عالمون کو جو عبرانی
اور یونانی زبان سے واقف تھے بلواکر جزیرہ فاروس مین رکھا اور اس ترجمہ کرنے کا حکم دیا
اور یہ عالم اولا جدا جدا ترجمہ کرتے تھے پھر آپس مین مقابلہ کرکے خوب بحث کے بعد ایک
بات صحیح ٹھہرا لیتے تھے اور اوسکے بعد ڈمی ٹریس بطلیموس کے کتب خانے کے داروغہ کو
لکھوا دیتے تھے اور اونھون نے باوجود اس تحقیق کے بہتر دن مین سارے ترجمے سے فراغت
پائی اور یہہ روایت ارس ٹیس کے نامہ کے موافق ہے مگر اس نامہ کی سچائی پر بڑی گفتگو
ہے لیکن صورت جعلی ہونے مین بہت پرانا جعلی ہے کیونکہ یوسیفس مورخ نے بھی اپنی تاریخ مین
اسکا ذکر کیا ہے اور ستروین اور اٹھاروین صدی کے پہلے اس نامہ کی سچائی پر گفتگو نہ تھی مگر
ستروین اور اٹھاروین صدی مین اسکی سچائی پر بڑی گفتگو ہوئی اور ہمارے جمہور علماء کا اتفاق
اوسکے جعلی ہونے پر ہے **دوسری** روایت عجیبی وہ ہے جو فلو یہودی نے کی کہ یہہ عالم
جب جزیرے فاروس مین گئے ہر ایک نے اول جدا جدا سب کتابون کا ترجمہ کیا اور تمام ہونے
کے بعد سبنے اپنے ترجمون کو ملایا تو سب ترجمے لفظاً و معناً موافق نکلے اور ایک لفظ اور ایک
حرف کا بھی فرق نہ نکلا پس ان سبنے روح القدس کی تائید سے الہام کے موافق لکھا تھا۔ اور
لکھتا ہے کہ اس عہد سے میرے عہد تک اسکندریہ کے یہود مین اس ترجمے کے شکرانہ مین ایک
دن مقرر ہے کہ اسمین ہر سال جزیرے فاروس مین جمع ہوکر عید کرتے ہین **تیسری** روایت
جسٹن شہید کی جو فلو کے موافق ہے مگر اوسمین یون ہے کہ یہود کے ستر عالمون کو ستر مکانون مین
علیحدے علیحدے بند کیا تھا اور اونھون نے علیحدہ علیحدہ ترجمہ کیا اور اوسکے بعد جب سب
ترجمون کو ملایا تو سبکے سب لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً موافق نکلے اور کہتا ہے کہ ان ستر مکانون کے
نشان میرے عہد تک موجود ہین اور یہہ جسٹن کا بیان ارس ٹیس کے بیان سے بڑی مخالفت

بڑی مخالفت رکھتا ہے کیونکہ اوسکے موافق ہر ایک نے سارا سارا ترجمہ اول علیحدہ علیحدہ کیا پھر
مقابلہ کرنے کے بعد سب ترجمون کو موافق پایا اور ارسٹیس کے موافق ہر دو دو سب اول ترجمہ
جدا جدا کرتے تھے پھر مقابلہ کرکے اور بحث کرکے ایک بات صحیح ٹھہرا کے ڈمی ٹریوس کو لکھوا دیتے
تھے اور اپی فانیس نے تطبیق کے واسطے ایک بات نکالی کہ بہتر علما سے دو دو چھتیس مکانون
مین بند کیا تھا اور ایک ایک نقل نویس اونکے لئے متعین تھا سو ہر مکان مین دو دو اول علیحدہ علیحدہ
ترجمہ کرتے تھے پھر آپسمین مقابلہ اور بحث کرکے اس نقل نویس کو لکھوا دیتے تھے اسطرح چھتیس
ترجمے علیحدہ علیحدہ تیار ہوے اور تیار ہونے کے بعد جب ان چھتیس کو مقابلہ کیا گیا تو لفظاً لفظاً
حرفاً حرفاً سب موافق نکلے تو اوسکے موافق چھتیس ترجمے الہامی نکلے اور دنبار کذب مین
ایک سچ دبا ہوا ہے جو آسانی سے تحقیق ہو نہین سکتا پس ہمکو جائز ہے کہ ان روایتون سے
ایک روایت کے طرف بھی التفات نکرین اور ہمارے نزدیک اس ترجمے مشہور مین حق یہہ
بات ہے کہ جناب مسیح کی ولادت سے دو سو بچاسی یا دو سو چھاسی برس پہلے یہہ ترجمہ ہوا ہے
اور یہودیون نے بدون حکم کسی شخص کے اس ترجمہ کو کیا ہے اور اوسکی بہت شہرت کے
لئے یہہ ایک دلیل کافی ہے کہ عہد جدید کے لکھنے والون نے بہت فقرون مین حوالا اسی ترجمہ
کا دیا ہے اور ارجن اور جیروم کے سوا سب قدما مشائخ جو عبری سے ناواقف تھے انھون
نے انھین الہامی لکھنے والون کی پیروی کی ہے اور اگرچہ یے لوگ دین کے مقدمے مین
بہت ہی گرمجوش تھے مگر تب بھی اونھون نے الہامی کتابون کی اصل عبری زبان نہین سیکھی
اور اسی ترجمے پر راضی رہے اور اسکو اپنے تمام مطلبون مین بالکل کافی سمجھا۔ اور کلیسیہ
یونانی اسکو پاک کتاب جانتا تھا اور قدر کرتا تھا۔ اور گریز اسٹم اور تہیوڈورٹ نے اوسی کی
تفسیر لکھی ہے اور اتھانے سیٹس اور بے زی ان زن اور بیزل نے اسی سے مضمون اوڑا
دیا ہے اور کلیسہ لاٹن نے بھی اسی چشمہ سے دو طرح ایک لہر لی ہے اول یہہ کہ ترجمہ
اٹالک اسی ترجمہ سے بنایا گیا ہے دوم یہہ کہ اوسنے یونانی مرشدون کے کلامون کو پڑھے

اور سائی پرن اور امبروس اور اگستاین اور گریگری کے زمانے کے گذرنے کے بعد یہہ ترجمہ علماے متکلمین کے ہاتھہ مین تھا کہ اوسی روشنی سے اپنا کار چلاتے تھے اور یہی ترجمہ کلیسہ یونانی اور لاطین مین پندرہ سو برس تک پڑھا جاتا تھا اور اسی سے سند لی جاتی تھی اور اول صدی تک یہود کے عبادتخانون مین بھی سند تھا لیکن جب عیسائی ان پر اس ترجمے سے دلیل پکڑنے لگے انھون نے اسپر زبان درازی کی کہ یہہ ترجمہ عبری متن کے موافق نہین اور دوسری صدی کے شروع مین بہت سے فقرے اس سے نکالنے شروع کئے اور آخر اوسکو چھوڑ کر اکیولا کا ترجمہ اختیار کیا اور جب کثرت سے یہود مین اول صدی تک اور عیسائیون مین مدت تک مستعمل تھا تو اوسکی نقلین کثرت سے پھیلتی جاتی تھین اور ان مین غلطیان بسبب تبدیل کے جو یہود نے قصداً کی تھی اور اسیطرح بہت غلطیان کاتبون کی غلطی اور حاشیہ اور شرح کے متن مین داخل ہونے کے سبب ظہور مین آئی تھین اسپر سنہ ۲۳۱ء مین ارجن نے بڑی محنت سے اوسکو عبری سے تطبیق دینی اور نظر ثانی کرنی شروع کی۔ اور معلوم نہین کہ کس برس مین اسکو تمام کیا اور اوسنے جس مقام مین تبدیل کی یے علامتین شناخت کے لئے مقرر کین اسطور پر کہ جہان کوئی فقرا ایسا تھا کہ وہ اس ترجمے مین تھا اور عبری مین نتھا اوسپر ایسا نشان ÷ معہ ایسے بڑے دو نقطون کے : کیا اور اسیطرح ان الفاظ پر بھی جو مترجمون نے اونکو توضیح وغیرہ کے لئے بڑہایا تھا یہی نشان کیا اور جو فقرا کہ اور ترجمون مین تھا اور اس ترجمہ مین نتھا اور ان سے لیکر اسمین بڑہایا تھا وہان ایسا نشان ※ معہ ایسے دو بڑے نقطون کے : کیا۔ اور سنٹ جیروم کہتا ہے کہ وہ ان فقرون کو اکثر ترجمہ تھیوڈوشن سے اور بہت جا ترجمہ اکیولا سے اور کہین کہین ترجمۂ سمیکس سے لیتا تھا اور کبھی دو سے اور کبھی تینون سے بھی لیتا تھا اور مترجم کے نام کا اول حرف شناخت کے لئے لکھدیتا تھا اور اس ترجمے کی کتاب دانیال کو غلط سمجھکر نکالکے اسکے جگہہ اس کتاب کو ترجمہ تھیوڈوشن سے لے کر رکھدیتا تھا اور جہان اس ترجمے مین کچھہ اخلاق تھا اوسپر یہہ نشان اول والا ÷ کرکے او

ترجمے سے صحیح کرکے اسپر وہ نشان دوم بنا دیتا تھا اور اوسنے دو نشان اور بھی کئے تھے جو علما کا اون مین بڑا اختلاف ہے کہ کس فائدے کے لئے کئے تھے ڈاکٹر اودون بہ تقلید موٹ فاکن کہتا ہے کہ وے نشان زیادتی صحت اور درستی عبارت کے تھے اور کتاب اُرجن کی شہر صور مین ایک گوشہ کے اندر پچاس برس پڑی رہی غالبًا سبب اوسکا یہہ تھا کہ جو وہ چالیس پچاس جلد کی تھی تو ہر کسیکو مقدور اوسکی نقل کی نتھی اور شاید وہان ہی پڑی پڑی ضایع ہوجاتی اگر یوسی بیس اور پمفلس اسکو سیسریا کے کتب خانے مین جہان اسکو چوتھی صدی مین جیروم نے دیکھا لاکر نرکھتے اور معلوم نہین کہ اوسکے بعد وہ کتاب کب گم ہوی شاید جب مسلمانون نے سنہ ٦٥٣ء مین اس شہر کو فتح کیا اسوقت ضایع ہوی ہوگی اور قریب سنہ ٣٠٠ء کے کاتبون کی غلطی کے سبب نظر ثانی کی احتیاج ہوی اور یوسی بیس اور پمفلس نے ہکسپلا کتاب اُرجن پر نظر ثانی کی اور اونکا نسخہ صحیح کیا ہوا کچھ کتب خانے مین فلسطین ہی مین نہین بلکہ عنقریب سب کتب خانون کے رکھا گیا اور بار بار کے نقلون سے دو چار ہی برس مین اُرجن کی علامتین ایسی مٹ گئین کہ فائدے کی نرہین اور آخر کو چھوڑ دی گئین۔ اور اسکے چھوڑ دینے نے بڑی قباحت بڑہائی کہ جیروم کے وقت مین یہہ بات کہ کسقدر اسمین اصل ترجمہ ہے اور کسقدر اصلاح اُرجن کی معلوم ہوجاتی بڑی ہی مشکل تھی اور اب تو اوسکے معلوم ہونے سے بالکل ناامیدی ہے۔ یہان تک کلام ہارن تھا جو خلاصہ کے طور نقل مین آیا اور اس تاریخ انگریزی مین ہے کہ اسکندریہ کے رہنے والون سے یہود کے ستر علما نے بادشاہ بطلیموس کے حکم سے یہہ ترجمہ کیا تھا منجملہ ان کے موسےٰ کے پانچ کتابون کا ترجمہ تو قریب ٢٨٦ برس قبل ولادت مسیح کے ہوا اور باقی کتابون کا ترجمہ اسکے بعد مختلف وقتون مین ہوا اور فلسطین کے یہودیون نے اول تو اوسکو پسند کیا مگر جب عیسائی انکے مخالفت مین اس سے سند پکڑنے لگے تب اونھون نے دوسرے صدی کے شروع مین اُس پر طعن کرنا شروع کیا اور کہنے لگے یہہ ترجمہ عبری کے موافق نہین ہے اور اصل ترجمے

بیان ہکساپلا ترجمونکا اور سمیکس تھیوڈوشن اکیولا اور

مین بہت غلطیان بعضے سہو کاتب سے اور بقول ڈاکٹر کنی کاٹ بعضے کاتبون کی شرارت سے پائی جاتی ہین اور ارجن کہتا ہے کہ یہہ اختلاف اس سبب سے واقع ہوا کہ ترجمہ ہونے کے بعد عبری کے نسخون مین اختلاف ہوا اور جو عبری زبان سب یہودیون مین معلوم ہوگئی تھی اور جو دے اپنی کتابون سے ترجمون کے سوا فائدہ نہین اوٹھا سکتے تھے جیسا ولیم کارپنٹر کہتا ہے اور ترجمہ یونانی اون کے ہر ایک عبادت خانے سے نکالا گیا تھا تو اوسکے عوض مین اور تین ترجمے شروع ہوئے اول اکوئیلا کا ترجمہ جو ۱۲۹ء مین ہوا اور یہہ شخص عیسائی ہوکے پھر یہودی ہوگیا تھا اور اوسنے حقارت کے راہ سے اپنا ترجمہ عیسائیون کو دیدیا تھا دوسرا تھیوڈوشن کا ترجمہ جو ۱۷۵ء مین ہوا تھا اور یہہ شخص ای فیسس کا رہنے والا تھا اور اوسکا ترجمہ پہلے ترجمے سے اچھا تھا اور یہہ اول تو مرشن ملحد کا مرید پھر مارسیین ملحد کا مرید تھا اور آخر مین یہودی بنگیا تھا تیسرا سمیکس کا ترجمہ جو ۲۰۰ء مین ہوا اور یہہ شخص پہلے سامری تھا پھر یہودی ہوا اور اپنے ترجمے مین عیسائیون اور یہودیون دونون پر چوٹ کرتا ہے اور اوسکا ترجمہ اور ترجمون سے محاورے مین اچھا ہے اور تینون مترجم نے کتاب اشعیا کے ساتوین باب کے چودہوین ورس مین کنواری لڑکی کے ساتھہ ترجمہ نہین کیا بلکہ جوان عورت کے ساتھہ اور ان ترجمون سے بہت جا عبارتین ترجمہ سپٹواجنٹ مین داخل ہوگئین تھین اور اوسکی نقلین بھی آپس مین اس قدر مختلف تھین کہ ایک دوسرے سے نہین ملتی تھین اوس وقت ارجن نے کتاب ہکسپیلا ۲۳۱ء مین تیار کی اور اوسمین چھے خانے کیئے اور پہلے خانے مین عبری کو عبری حرفون مین اور دوسرے خانے مین عبری کو یونانی حرفون مین اور تیسرے خانے مین ترجمہ اکوئیلا کو اور چوتھے خانے مین ترجمہ سمیکس کو اور پانچوین خانے مین سپٹواجنٹ کو اور چھٹے خانے مین ترجمہ تھیوڈوشن کو لکھا اور جہان سپٹواجنٹ مین توضیح کے لئے کوئی لفظ اور ترجمون سے کر بڑہایا گیا وہان ایسا نشان کیا * اور جو لفظ اصل عبری مین نتھا اوس پر یہہ نشان کیا ÷

اور یہہ دو نشان ‡ د + بھی اوسنے اپنی کتاب مین بعض بعض جا کیے تھے لیکن معلوم نہین کہ اون سے کیا غرض تھی اور تخمیناً سنہ ۳۰۰ء مین تین شخصون نے پرانے نسخون یونانی پر نظر ثانی کرکے تین نسخے تیار کیے اوّل لوشن نے اور یہہ نسخہ قسطنطنیہ سے انطاکیہ تک کلیسون مین مروج تھا۔ دوسرا ہیسیش نے جو اسکندریہ اور مصر کے اور نواح کے کلیسون مین مروج تھا تیسرا پمفلس نے جو فلسطین کے کلیسون مین مروج تھا۔ اور لوشن کا نسخہ ان تینون ترجمہ سپٹواجنٹ سے قریب تر تھا اور یہی اچھا تھا اور سنہ ۴۰۰ء کے بہت سے ترجمے یونانی تھے جو ایک دوسرے سے مخالف تھا اور نسخہ عبری تو بہت ہی خراب یا گم تھا اسوقت سنٹ جیروم نے اس اختلاف اور پریشانی کے انبار سے ایک صاف نور نکالا یہان تک اس مورخ کا کلام تھا اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاطنامہ مطبوعہ سنہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۱۸ مین لکھتا ہے کہ مشرق کے ملحدون نے اسمین تحریف کی ہے اور فرقہ پروٹسٹنٹ کا اگرچہ ظاہر مین اوسکا ادب کرتا ہے لیکن ان کو بعض جا لاچار ہوکر ترجمہ لاطینی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے کہتا ہون مین کہ اگرچہ ہارن اور اس مورخ کا تلک مذہب کی تحریر مین بعض بعض جا اختلاف ہے مگر تاہم انکی تحریر سے آٹھہ باتین غور کے قابل ہین پہلی یہہ کہ مسیحیون مین اسبات کی کوئی سند نہین کہ یہودیون مین سے کن شخصون نے یہہ ترجمہ کیا ہے اور کیسے جھوٹے افسانے اور گپین اسکی بابت مشہور ہین کہ خود مسیحی انکی تکذیب کرتے ہین دوسری یہہ کہ جب یہہ ترجمہ حواریون کے وقت سے پندرہ سو برس تک عیسائیون مین معتبر رہا اور اون کے کلیسون مین پڑھا جاتا تھا تو بھلا پھر اوسمین مشرق کے ملحدون نے کیسی تحریف کی اور تحریف کی صورت مین سارے سلف نے اوسی محرف کو کیون مانا اور کلیسہ یونانی اور مشرق کے اور کلیسے اب تک کیون مانتے ہین۔ اور اگر باوجود اس اعتبار اور اس کثرت استعمال کے تحریف ظہور مین آئے اور ان کے سلف مین بھی محرف مانا گیا اور ان کلیسون مین اب تک مانا جاتا ہے تو اب تین امر لازم آئے ایک یہہ کہ جب

اس زمانے مین تحریف اس مشہور نسخے مین واقع ہو گئی تو پھر عبری نسخے کے اندر جو پندرا سو برس تک عیسائی کلیسون مین کثرت سے مستعمل تھا تحریف کا واقع ہو جانا کیا مشکل تھا جسپر اب پروٹسٹنٹ مسلمانون کے مقابلے مین غل مچاتے ہین۔ دوسرا یہہ کہ اُن کے سب سلف کی جہالت اور بے اعتباری ثابت ہوتی ہے اور اونکی تسلیم اور گواہی اعتبار کے قابل نہین رہتی کہ ایک محرف کو واجب التسلیم ماننے گئے اور جب اون کے سلف کا جو بعضے ان مین سے صاحب الہام اور صاحب کرامات بھی تھے یہہ حال ہو تو پھر اون کے خلف کی تسلیم اور گواہی کا کیا اعتبار کہ نہ کوئی اُن مین صاحب الہام ہے اور نہ صاحب کرامات تیسرا یہہ کہ ان سب کلیسون کی جہالت یا بے ایمانی ثابت ہوتی ہے کہ اسی محرف کو مانتے چلے جاتے ہین تیسری یہہ کہ جب یہہ ترجمہ یہود کے عبادت خانون مین پہلی صدی کے آخر تک معتبر تھا پھر عیسائیون کی مخالفت سے دوسری صدی کے شروع مین اونھون نے اوسپر طعن کیا اور غلط بتلایا تو اب دو حال سے خالی نہین کہ اسبات مین یہودی لوگ جھوٹے تھے اور وہ ترجمہ صحیح تھا تو اب ان کی بددیانتی اور بے ایمانی مین کیا شک رہا کہ مسیحی دین کے حسد اور دشمنی سے صحیح کو غلط بتلاتے تھے بھلا ایسی صورت مین ایسے بے ایمانون سے پھر کیا بعید ہے کہ اسی حسد اور دشمنی کے سبب یا اور سبب سے عبری نسخے مین اونھون نے تحریف کر ڈالی ہو اور اگر سچے تھے تو پھر دو حال سے خالی نہین کہ ان کو اسکے غلط ہونے کا حال پہلے سے معلوم تھا یا نہ تھا اگر تھا تو اون کی پھر بددیانتی اور بے ایمانی ثابت ہوتی ہے کہ اونھون نے اس غلط کو جان بوجھ کر چار سو برس تک اپنے عبادت خانون مین رائج اور معتبر رکھا اور واجب التسلیم بتلایا اور جیسا اس جا ظہور مین آیا ایسا ہی کیا بعید ہے کہ اونھون نے دیدہ و دانستہ عبری کی بے سند کتابون کو بھی ایسا ہی واجب التسلیم ٹھہرا رکھا ہو اور اگر معلوم نتھا تو پھر اون کی کمال مساہلت معلوم ہوتی ہے کہ بے تحقیق ایک چیز کو مان لیتے تھے اور واجب التسلیم ٹھہرا دیتے تھے سو پھر عبری نسخے کی بابت بھی یہی احتمال ہے کہ بے تحقیق اور بے سند

اونھون نے مان لیا ہے جیسا اسکی کتابون سے ظاہر مین ایساہی کچھ سمجھا جاتا ہے اور یہی
دونون الزام عیسائیون پر اور بھی برے طرح سے وارد ہوتے ہین کیونکہ دوسری صدی
کے شروع مین تو حواریون کے تابعین کا طبقہ موجود تھا اور ان مین بقول عیسائیون کے
بہت صاحب کرامات اور صاحب الہام بھی تھے اور اون کے وقت مین اور اسیطرح پندرا
سو برس تک یہہ ترجمہ واجب التسلیم رہا تو پہلی صورت مین تابعین کے طبقہ سے پندرہوین صدی
تک کے سب لوگون کی بددیانتی ثابت ہوتی ہے کہ دیدہ ودانستہ ایک غلط کتاب کو اونھون
نے واجب التسلیم ٹہرایا سو ایسون سے کیا بعید ہے کہ ایسے ہی عہد جدید کے بے سند اور غلط
کتابون کو دیدہ ودانستہ اونھون نے واجب التسلیم ٹہرادی ہون اور دوسری صورت
مین یہود سے زیادہ اونکی مساہلت اور جہالت ثابت ہوتی ہے اور عہد جدید کے کتابون کے
بابت بھی یہی احتمال نکلتا ہے کہ اون لوگون نے اوسمین بھی ایسی ہی مساہلت برتی ہو۔
چوتھی یہہ کہ جب یہود نے دوسری صدی مین اوسکے اندر تحریف اور تبدیل کی تھی تو یہی
لوگ جب ایسے مشہور ترجمے مین اپنی شرارت سے نچوکے تو عبری نسخے مین جو پندرا سو برس
تک مسیحی لوگ اوسکی طرف ملتفت نتھے کب چوکے ہونگے سو اب حق ان قدما عیسائیون
کے طرف ہے جو عبری کو محرف تبلاتے ہین اور حقیقت مین اونھون نے ان شریرون
کی شرارت کو پایا ہوگا جو عبری کے نسخے مین ان کی تحریر کی نسبت کرتے تھے اور جب یہودیون
سے مسیحی دین کے حسد کے سبب ایسا فعل شنیع سرزد ہوا تو اس صورت مین اس قسم کا فعل
شنیع اگر یہود سے یا عیسائیون سے اسلام کے حسد سے بھی بعض مواضع مین سرزد ہو تو کیا تعجب ہے
پانچوین یہہ کہ تینون مترجمون نے کتاب اشعیا کے ساتوین باب کے چودہوین ورس مین
جوان عورت کے ساتھہ ترجمہ کیا ہے اور تینون مترجمون کا فضل اور کمال عیسائیون کے سلف
مین مسلم تھا بجدیکہ ارجن نے تینون ترجمون کو پسند کرکے اپنے کتاب بکسیلا مین یونانی
ترجمہ کے ساتھہ داخل کیا اور اون کے رو سے اسمین اصلاح دی خصوصاً تہیودوشن کے

ترجمہ کو توریت ہی معتبر رکھا اور غالبًا فقرے کے فقرے اوسکے لیکر بطور اصلاح کے یونانی مین داخل
کیے اور دانیال کی کتاب کو تمام وکمال اسی سے لیکر اوسمین رکھا سو اس صورت مین جواب
عیسائی مترجم اس درس مین حضرت عیسیٰ پرجانے کو کنواری عورت کے ساتھہ ترجمہ کرتے ہین
یہود اور سلف کی تفسیر کے موافق غلط ہے چھٹی یہہ کہ جب دو چار ہی برس مین کثرت نقل کے
سبب آرجن کی کتاب مین ایسی خرابی آگئی کہ اصل اور اصلاح متمیز نرہی تو توریت کا حال کئے ہزار
برس کے اندر کثرت نقلون سے کیا سمجھنا چاہیے اوسکی تو خوب ہی گت ہوی ہوگی اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ سلف مین لکھنے اور محافظت کا طریقہ اچھا نتھا ساتوان یہہ کہ جب بقول
کاڈک مورخ کے چوتھی ہی صدی مین سب ترجمے آپس مین مختلف تھے اور عبری کو یہود نے بالکل
گم یا خراب کر ڈالا تو پھر جیروم نے اس انبار ظلمت سے کیا خاک نور نکالا ہوگا اور اوسکے سوا
کہ اپنی عقل سے قرائن کا لحاظ کرکے بعض کو صحیح اور بعض کو غیر صحیح تبلاوے اور یہہ شخص نہ تو
نبی تھا اور نہ حواری تو پھر اوس کا علم کیونکر قطعی تصور ہو سکے بلکہ ہر جا ثواب اور خطا کا محتمل
ہے اس صورت مین کلیسہ رومی جو اوسکے ترجمہ کو عبری اور یونانی نسخون سے افضل ٹہراتا ہے
اور اسے واجب التسلیم تبلاتا ہے تو یہہ ان کی بھی ایک غلطی ہے آٹھوین یہہ کہ جب
یونانی ترجمے مین کثرت سے آرجن کی اصلاح تھی اور بقول آرن جیروم ہی کے وقت مین
اصلاح کی تمیز اصل سے مشکل تھی اور اوسکے بعد تو بالکل محال ہوی اور اس خلط نے بڑی قباحت
بڑہائی تو اب جو جیروم کے بعد پندرہوین صدی تک اسی ترجمے کو جو عیسائیون نے واجب التسلیم
رکھا اور اون کے سب علمائی متکلمین نے اسے مستند مانا تو ہمکو ان کی سفاہت پر بڑا افسوس
آتا ہے کہ دین کے مقدمے مین کیا ہی سہل تھے کیونکہ آرجن نہ نبی تھا اور نہ حواری بلکہ خود سے
ایک ایسا فاضل تھا کہ وہم اور خیال اوسپر ایسا غالب تھا کہ اوسکے سبب اکثر غلطی کرتا تھا چنانچہ
اوسنے توریت کی اکثر باتون مین غلطی کھائی ہے اور عبری زبان مین کچھہ وقوف کامل نرکھتا
تھا اور جہان غلطی کھاتا تھا ایسی کھاتا تھا کہ کسی آدمی نے نہین کھائی۔ وکیم میور صاحب کہ نز

اپنی تاریخ کلیسیا کے دوسرے باب کے دوسرے حصہ مین ارجن کے لئے تین کام ١ مقدس کتابون کا مقابلہ کرنا ٢ اور اونکا ترجمہ کرنا ٣ اور اون کے الفاظ کی تفسیر کرنا بیان کر کے لکھتے ہین نسخہ اردو منطبعہ ۱۸۴۳ع صفحہ اسنے توریت کی اکثر باتین خیالی طرح سے بطور تمثیل بیان کین. اور لارڈنر اپنی تفسیر کے دوسری جلد کے صفحہ ۴۰۵ مین جیروم کا قول ارجن کے تعریف مین نقل کر کے پھر اسی کا قول یون نقل کرتا ہے کہ ارجن کے علم کا لحاظ کر کے اس کی تصنیف اس طرح پڑھی جاوے جسطرح ترتولین اور نوے تس اور ترنبس اور اپولی نیریس اور اور یونانی اور لاطینی مورخین کلیسہ کی ـ اور اچھا لیا جاوے اور برا چھوڑا جاوے جیسا حواری کہتا ہے کہ سب چیزین ثابت کرو اور جو اچھی ہے اوسکو مضبوط پکڑو اور بلیی جیس سویرس کہتا ہے کہ مین ارجن سے تعجب کرتا ہون کہ کسطرح وہ اپنا ہی مخالف ہے کہ جہان صواب کو پہنچتا ہے وہان حواریون کے بعد اپنی نظیر نہین رکھتا اور جہان غلطی کھاتا ہے تو ایسی کھاتا ہے کہ کسی آدمی نے کبھی ایسی غلطی نہین کھائی ہوگی اور اسی جلد کے صفحہ ۴۰۰ مین لکھتا ہے کہ ارجن نے رسم زمانے اور ملک کے خلاف کتب مقدسہ کے سمجھنے اور اونکے علم کے پھیلانے کے واسطے عبری زبان کو سیکھا اور اونکے سبب یونانی مین تعریف کیا جاتا تھا لیکن علمائے متاخرین نے دریافت کیا ہے کہ ارجن کو عبری مین کامل وقوف نہ تھا. تیسری ہدایت حسابات کے

تیسری ہدایت

بیان مین کہ تینون نسخون مین ایسا اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے اور اسی ہدایت مین اور ترجمون کی مخالفت مین سے بھی جو عبری نسخے سے ہے بعضے مواضع بیان کرونگا اور اس ہدایت مین بہت اختلاف نقل کرونگا جسکو زیادہ منظور ہون اعجاز عیسوی مین دیکھے

پہلا اختلاف

کر وہان کئے اختلاف اور ملینگے پہلا اختلاف آدم ؑ کی ولادت سے طوفان تک عبری کے موافق زمانہ سولہ سے چھپن ہے اور یونانی کے اکثر نسخون کے موافق دو ہزار دو سو باسٹھ ہے اور اسکو تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین جدول کے اندر لیا ہے اور ایک نسخہ کے مطابق دو ہزار دو سو بیالیس ہے اور اسکو آدم کلارک مفسر نے جدول مین لیا ہے اور سامری کے موافق

تیرا نسٹے سات ہے۔ دیکھو تینون نسخون مین صدہا برس کا تفاوت ہے نہ ایک دو برس کا اور توریت سامری کے موافق لازم آتا ہے کہ آدم کے وفات کے وقت نوح ؑ دو سو تیس برس کے ہون اسلیئے کہ طوفان کے وقت مین نوح کی عمر چھے سو برس کی تھی اور آدم کی عمر نو سو تیس برس کی ہوی ہے یہہ تو باتفاق مورخین کے غلط ہے اور عبری اور یونانی اسکی تکذیب کرتے ہین کیونکہ عبری کے موافق آدم ؑ کی وفات سے ایک سو چھبیس برس کے بعد نوح کی وفات ہوی ہے اور یونانی کے اکثر نسخون کے موافق سات سو تیس برس کے بعد اور ایک نسخے کے موافق سات سو بارا برس کے بعد ہوی ہے اور یوسیفس یہودی نے جسے مسیحی بڑا مورخ گنتے ہین اس اختلاف فاحش کا لحاظ کر کے تینون نسخون کو غیر معتبر سمجھ کے اس مدت کو دو ہزار دو سو چھپن بتلایا ہے۔ اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ کے موافق تینون نسخون کے اختلاف کی تفصیل جدول مین لکھی جاتی ہے۔

نام ان بزرگون کا جنکی عمرین اولاد کے پیدا ہونیکے وقت اختلاف ہے	عبری	سامری	یونانی
آدم علیہ السلام	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰
شیث ؑ	۱۰۵	۱۰۵	۲۰۵
انوش	۹۰	۹۰	۱۹۰
قینان	۷۰	۷۰	۱۷۰
مہلائیل	۶۵	۶۵	۱۶۵
یارد	۱۶۲	۶۲	۱۶۲
حنوک ؑ	۶۵	۶۵	۱۶۵
متوسالح	۱۸۷	۶۷	۱۸۷
لامک	۱۸۲	۵۳	۱۸۸
نوح کے طوفان کے وقت	۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰
۱۰ نفر	۱۶۵۶	۱۳۰۷	۲۲۶۲

اور آدم کلارک کی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ اہتر مین بھی ایسا ہی جدول مرقوم ہے لیکن جوہلز
نے یونانی کے اس ایک نسخے کے موافق لیا ہے اور اس نسخے مین متوسلح کے سامنے ایک
سو ست سٹھہ مین اور اکثر نسخون مین ایک سو ستاسی تو اب اتنا فرق پڑا کہ پہلے جدول کے
موافق یونانی کے مطابق کل جمع دو ہزار دو سو باسٹھہ اور اوسکی جدول کے مطابق دو ہزار دو سو
بیالیس ہے اور آدم کلارک اسی صفحہ مین لکھتا ہے یوسیفس کا مختار (یعنی ٢٢٥٦) ڈاکٹر
بیلز کا قول ہے **دوسرا اختلاف** عبری کے موافق طوفان سے ابراہیم کی ولادت تک

دوسرا اختلاف

دو سو بانوے برس اور یونانی اکثر نسخون کے مطابق ایک ہزار بہتر اور ایک نسخہ کے موافق
گیارہ سو بہتر اور سامری کے نو سو بیالیس برس ہے اور دیکھا عبری مین ایک اور یونانی مین ایک
اور خبط ہے اور وہ خدشہ یہہ ہے کہ کتاب پیدایش کے نوین باب کے اٹھائیسوین درس کے
موافق جو طوفان کے بعد نوح کی زندگی ساڑھے تین سو برس کی ہوی اور ابراہیم ؑ کی ولادت
دو سو بانوے برس طوفان کے بعد ہوی تو اوسکے موافق لازم آتا ہے کہ نوح کے وفات
کے وقت ابراہیم ؑ کی اٹھاون برس کی عمر ہو اور یہہ تو باتفاق تواریخ کے باطل ہے
اور یونانی کے اکثر نسخون کے مطابق سات سو بائیس برس اور ایک نسخے کے موافق آٹھہ سو
بائیس برس اور سامری کے موافق پانسو بانوے برس نوح کے وفات کے بعد ابراہیم ؑ
کی ولادت ہوی ہے سو ان کے موافق نوح کے وفات کے وقت ابراہیم کی ولادت
بھی نہوی تھی یہ اٹھاون برس کی عمر کا تو کیا ذکر اور وہ خبط یونانی والا یہہ ہے کہ ارفخشد اور
شالح کے بیچ مین ایک اور قینان کو اپنے طرف سے بڑہا دیا ہے کہ جسکا عبری اور سامری
مین اوسکا پتا نہین لگتا اور یوسیفس نے بھی اوسکو غلط جان کر نہین لکھا اور یہہ خبط لوقا
کی انجیل مین بھی پایا جاتا ہے اور انگریزی مورخون نے اس مدت کے بیان مین تینون
نسخون کو غلط سمجھ کر اوسکو تین سو باون برس لکھا ہے اور یوسیفس کے مخالف موافق
تصریح تفسیر ہنری اور اسکاٹ کی نو سو ترانوے اور موافق تصریح آدم کلارک کی ایک ہزار

دو لکھتا ہے اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین بشپ کنڈ رکے قول کے موافق قول مختار یون مرقوم ہے کہ طوفان سے ابراہیم کی ولادت تک کل زمانہ تین سو باون برس ہے۔ کہتا ہون مین اگر اس قول سے عبری نسخے کے ایجا شرح مراد ہے تو محض غلط ہے آور تعجب ہے کہ ان مفسرون نے عبری نسخون کے سالون کو جمع کر کے کیون نہ دیکھہ لیا۔ کہ ان پر کنڈ رکی غلطی ظاہر ہو جاتی اور اگر شرح مراد نہین بلکہ اعتراض کرنا منظور ہے تو صحیح اور مسلم ہے آور بعضے عیسائی صاحب دعوے کرتے ہین کہ عبری نسخے سے طوفان سے ابراہیم کی ولادت تک دو سو بانوے برس کی مدت کا سمجھا جانا یا ابراہیم کا نوح کو دیکھنا محض غلط ہے بلکہ وہ مدت تین سو باون برس کی ہے اور ابراہیم نوح کے وفات سے دو برس بعد پیدا ہوے ہین۔ اور ان امرون کی تصریح تفسیر صغیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے۔ کہتا ہون مین یہ دعوے بالکل غلط ہے آور جناب مدعی نے نہ تفسیر کو اچھی طرح دیکھا اور نہ کتاب پیدائش کے گیارھوین باب کو۔ اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ کے موافق تینون نسخون کا اختلاف جدول مین لکھا جاتا ہے۔

[illegible]

نام بزرگون کا	عبری	سامری	یونانی
سام سے ارفکشد کی ولادت	۲ برس طوفان کے بعد	۲	۲
ارفکشد کی عمر اولاد کے وقت	۳۵	۱۳۵	۱۳۵
قینان	بالکل ندارد	بالکل ندارد	۱۳۰
شالح ایضاً	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عابر ایضاً	۳۴	۱۳۴	۱۳۴
فالغ ایضاً	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
رعو	۳۲	۱۳۲	۱۳۲
سروغ	۳۰	۱۳۰	۱۳۰

ناحور	۲۹	۷۹	۷۹
تارح	۷۰	۷۰	۷۰
	۲۹۲	۹۴۲	۱۰۷۲

اور آدم کلارک کی تفسیر کے پہلے جلد کے صفحہ ۶۹ مین بھی ایسا ہی جدول مرقوم ہے لیکن جو اس نے یونانی کے اوس ایک نسخے کے مطابق لیا ہے اور اوسمین ناحور کے مقابل ۷۹ مین اور اکثر نسخون مین جنکے موافق تفسیر عبری اور اسکاٹ مین ہے فقط ۲۹ ہین تو اب اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ جدول مذکور کے مطابق یونانی کے موافق کل جمع ایک ہزار بہتر اور اوس کے جدول کے موافق گیارا سو بہتر ہے تیسرا اختلاف لب التواریخ کے دوسرے دفتر کے شروع جدول کے اندر ان حوادث کے سنون کی تشریح مین جو جناب مسیح کی ولادت سے پہلے ہوئے صفحہ ۱۴۳ مین یون ہے نسخہ منطبعہ (۱۸۱۸) دار الحکومت کلکتہ جہان کا خلق عبری کتاب مقدس کے مطابق ۴۰۰۴ نقل سیٹواجنٹ (یعنے یونانی ترجمہ) کے مطابق ۵۸۷۲ نقل سمارٹین کے مطابق ۴۷۰۰ اور ان اختلافات مین قدما مسیحی یونانی کے حامی تھے اور یہودیون کے تحریف کا الزام لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ سنہ ۱۳۰ مین یہودیون نے یہہ تحریف کی ہے اور اگسٹاین بھی جو چوتھی صدی مین عیسائی مذہب کا بڑا فاضل گذرا ہے یہودیون کو تحریف کا الزام لگاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ انھون نے دین مسیحی کے حسد کے سبب اور ترجمہ یونانی کے غیر معتبر کرنے کو یہہ تحریف کی ہے آور ہنس ہارسلی بھی یونانی کا حامی ہے اور عبری کو غلط تبلاتا ہے اور ہیلز صاحب بھی عبری کا اعتبار نہین کرتا بلکہ اپنی دانست مین یوسیفس اور یونانی ترجمہ کی غلطیان نکالکر ایک نئی تاریخ نکالتا ہے اور اور بھی اسیطرح بہت علمائے اہل کتاب اور مورخین سے ہین کہ ان مدتون مین تینون نسخون کا اعتبار نہین کرتے تفسیر ہنری اور اسکاٹ کی پہلی جلد مین ہے کہ فضلا نے جو واردات مندرجہ عہد عتیق کی تاریخون کے نسبت حساب کئے ہین

ان حسابون مین بڑے بڑے فرق ہین خصوصا ان درازی عمرون کی تاریخون مین جو ابراہیم کی

طلب سے پہلے ہوئی ہین لیکن ان اختلافات سے اکثر مطابقین کو کچھہ بڑی غرض نہین گسناین
یہودیون کو ان بزرگون کی نسبت جو طوفان سے پہلے یا اس کے بعد حضرت موسے کے زمانہ
تک گذرے ہین تاریخون کے تبدیل اور تحریف کا الزام دیتا تھا اور الزام کی وجہ یہہ کہتا تھا کہ
اونھون نے یونانی ترجمہ کے غیر معتبر کرنے کے واسطے اور مسیحی دین کے دشمنی سے یہہ
امر کیا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی راے قدما مسیحیون مین عام تھی۔ اور یے کہتے تھے کہ
قریب ۱۳۰ئلہ ایک سو تیس کے یہود نے یہہ تحریف کی ہے۔ پھر ادسی تفسیر مین ہے کہ
ہیلز صاحب نے یوسیفس اور ترجمہ یونانی سے ان کی کچھہ غلطیان صحیح کرکے تاریخ لی ہے
کہ اسکے موافق پیدایش عالم سے ولادت مسیح تک پانچہزار چارسو گیارہ برس کی اور طوفان
سے ولادت مسیح تک تین ہزار ایک سو چھین برس کی مدت نکلتی ہے اور فرق کا باعث
یہہ ہوا کہ بزرگون کی ولادت کی تاریخ ان کے باپون کی عمر مین یونانی ترجمہ کے اندر عبرانی کی
نسبت زیادہ ہے گو کل مجموعہ ایک رہا مثلاً اگر عبرانی مین لکھا ہے کہ فلانے بزرگ جب اسکا
بیٹا پیدا ہوا سو برس کا تھا تو یونانی مین ہے کہ دوسو برس کا تھا اور بشپ ہارسلی کتاب
پیدایش کے گیارہوین باب کے گیارہوین ورس کے تفسیر مین لکھتا ہے کہ بزرگون کی عمر
کی تاریخ ترجمہ سپٹواجنٹ کے مطابق بابت زندگی انسان اور جلدی پیدا ہونے اولاد
کے خوب ہے ایک سلسلے بند معلوم ہوئی کیونکہ فالغ کے وقت مین انسان کی زندگی ایک
سو بیس برس گھٹ گئی اور وہ آخری شخص ہے جسکی دوسو برس کی عمر ہوئی ہے اسلیئے
دوسو پانچ برس تارح کی عمر مین جو ایک سو پنتالیس کی جگہہ مرقوم ہوے ہین صاف غلط ہین
اس وقت سے اسی برس کی عمر سے پہلے اور یعقوب کے عہد مین چالیس برس کی عمر کے
قریب سے اولاد پیدا ہونے لگی۔ اور یعقوب کی اولاد کے وقت مین انسان کے بدن کا
ایسا حال ہوگیا تھا جیسے اب ہے گو جسکو ہم بڑھاپا کہتے ہین بڑھاپا نہ کہلاتا تھا۔ اور عبرانی مین
عمر کا عدد بالکل تتر بتر ہے تھوڑے ہی دن سام کے بعد اولاد کی پیدایش تیس اور چالیس کی

عمر گھٹنی ہونے لگی اور باوجود اسکے انسان کی عمر مین فارنج کے وقت تک کچھ فرق نہ آیا۔ اور اسکے بعد مین دو سو برس عمر مین کم ہوگئے اور اولاد تارح کے وقت تک تیس برس کی عمر مین اور اس سے پہلے پیدا ہو جاتی تھی لیکن تارح کے لڑکا ستر برس کی عمر تک پیدا نہوا اور اسحاق نے چالیس برس کی عمر تک اور یعقوب نے چوہتر برس کی عمر تک شادی نہین کی اور ابراہیم کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ گو مرد کی سو برس کی عمر کو اور عورت کی نوے برس کی عمر کو بڑھاپا کہتے تھے لیکن حال طبعی یہہ تہا کہ آدمی کے بچے اسی اور نوے برس کی عمر مین پیدا ہو۔ اور عورت ستر اسی برس کی عمر تک اپنے جمال پر رہے۔ اور جب ابراہیم کی عمر چھیاسی برس کی تھی سارہ نے اولاد نہونے کے سبب اپنی کم قسمتی کی شکایت کی اور کہا کہ تم ہاجرہ کو اپنے نکاح مین لاؤ۔ اور اسمٰعیل کی ولادت کے بعد جو اس کی عمر کا چہتروان برس تھا ابی مالیح جرار کا بادشاہ اس پر راغب ہوا۔ ترجمہ سپٹواجنٹ کے موافق تاریخی حال ٹھیک ٹھیک معلوم ہوتا ہے لیکن عبرانی کے موافق طوفان سے ابراہیم تک تفرقہ ہے یہانتک تب بے ربطی کا کلام تھا۔ اور چارلس روجر نے اپنی کتاب "انگریزی ترجمون کے مقابلے" مین عالم کی پیدائش سے مسیح کی ولادت اور ۱۸۴۷ء تک کی مدت کے بابت مورخین کا اختلاف نقل کیا ہے اور بچپیس قولون کو جو اسکے اقرار کے موافق ان سے دو بھی موافق نہین نقل کرکے اقرار کرتا ہے کہ ٹھیک عدد کا معلوم ہونا اب محال ہے اور اسکے کلام کا ترجمہ یون ہے۔

	نام مورخین	تا ولادت مسیح		تا ۱۸۴۷ء
۱	ماریانوس سکوٹوس	۴۱۹۲		۶۰۳۹
۲	لارینٹوس کوڈومانوس	۴۱۴۱		۵۹۸۸
۳	توماس لیڈیت	۴۱۰۳		۵۹۵۰
۴	میکائیل مسٹلی نوس	۴۰۷۹		۵۹۲۶
۵	جی باٹیسٹ رک کیولس	۴۰۶۲		۵۹۰۹

۶	جیکب سلیانوس	۴۰۵۳	۵۹۰۰
۷	ہنری کوس پونڈانوس	۴۰۵۱	۵۸۹۸
۸	ولیم لینگ	۴۰۴۱	۵۸۸۸
۹	ارازمس رین ہولٹ	۴۰۲۱	۵۸۶۸
۱۰	جیکوبس کیپالوس	۴۰۰۵	۵۸۵۲
۱۱	آرج بشپ اشر	۴۰۰۳	۸۵۵۰
۱۲	ڈیونی سیس پتاویس	۳۹۸۳	۵۸۳۰
۱۳	بشپ بک	۳۹۷۴	۵۸۲۱
۱۴	کرن رنم	۳۹۷۱	۵۸۱۸
۱۵	ایلی آس ریوسس نیبردس	۳۹۷۰	۵۸۱۷
۱۶	جوہنیس کلادریوس	۳۹۶۸	۵۸۱۵
۱۷	کرسٹیانوس لونگومونٹانوس	۳۹۶۶	۵۸۱۳
۱۸	فلپ ملنخون	۳۹۶۴	۵۸۱۱
۱۹	جیکب بین لی نوس	۳۹۶۳	۵۸۱۰
۲۰	الفونسوس سال مرون	۳۹۵۸	۵۸۰۹
۲۱	انکی لینگز	۳۹۴۹	۵۷۹۶
۲۲	میتھیوس برول ڈیوس	۳۹۲۷	۵۷۷۴
۲۳	انڈریاس ہل دی گیوس	۳۸۳۶	۵۶۸۳
۲۴	رواج عام یہودیان	۳۷۶۰	۵۶۰۴
۲۵	رواج عام عیسائیان	۴۰۰۴	۵۸۵۱

آور ان قولوں میں دو قول بھی موافق نہیں آور جن لوگوں نے اس امر میں کبھی خیال نہیں کیا

ان کو یہ بات تعجب کی بڑی مشکل معلوم ہوگی لیکن ظاہر ایسا ہے کہ پاک تاریخ نویسون نے کبھی ایسا ارادہ نہین کیا کہ تاریخ کو سلسلہ وار لکھین اور اب محال ہے کہ کوئی سچا عدد معلوم کرلے۔ یہان تک کلام چارلس رو جرکا تھا۔ کہتا ہون مین کہ دیکھو کیسا اختلاف ہے اور یہودیون اور عیسائیون کے رواج عام مین بھی فرق ہے آور یہہ بات کہ ڈاکٹر ہیلز نے سامری کی تاریخون کو صحیح تبلایا ہے اور عبری کی تاریخون کو غلط آور اوسنے اثبات کو دلیلون سے خوب ثابت کیا ہے اور ہارسلی صاحب کی توبہ بھی اسیطرف اس کی اس عبارت سے جو دوسری ہدایت مین نسخہ سامری کے بیان مین گذری معلوم ہوتی ہے

چوتھا اختلاف

کتاب استثنا کے ستائیسوین باب کا چوتھا درس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۳ء و ۱۸۳۱ء بموجب تم اردن کے پار اترجاؤ تو تم اون پتھرون کو جنکے باب مین تمہین آجکے دن حکم کرتا ہون عیبال کے پہاڑ پر نصب کیجو اور اون پر چونا پھیرو۔ اور یہہ جملہ عیبال کے پہاڑ پر نصب کیجو اور ترجمون مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۳ء عیبال کے پہاڑ پر نصب کیجو۔ نسخہ ۱۸۳۱ء در کوہ عیبال برپا کنید۔ نسخہ ۱۸۴۴ء در کوہ عیبال برپا کردہ الخ اور توریت سامری مین عیبال کی جا جرزیم واقع ہوا ہے آور عیبال اور جرزیم یا گرزیم دو پہاڑ آمنے سامنے تھے جیسا اسی باب کے بارہوین اور تیرہوین درس اور اسی کتاب کے گیارہوین باب کے انتیسوین درس اور یوشع کی کتاب کے آٹھوین باب کے تینتیسوین درس سے سمجھا جاتا ہے آور یہودیون اور سامریون مین اوسکی بابت سلفاً خلفاً نزاع ہے اور وے ایک دوسرے کو تحریف کا الزام لگاتے ہین اور اسیطرح علماء عیسائی مذہب مین بھی اوسکے بابت نزاع ہے ڈاکٹر کنی کاٹ اور بہت فاضل سامریون کو سچا جانتے ہین اور یقین کرتے ہین کہ بلاشبہ اس جا یہودیون نے سامریون کی عداوت سے تحریف کی ہے اور اسیطرف آدم کلارک مفسر بھی جھکتا ہے اور فرقے پروٹسٹنٹ کے اب اکثر پادری سامریون کو تحریف کا الزام لگاتے ہین تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے سامری متن مین یون ہے ان پتھرون کو جرزیم کے پہاڑ پر نصب کیجو۔ اور آدم کلارک اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۸۱۷ مین درس مذکور کی تفسیر کے ذیل مین لکھتا

چوتھا اختلاف
[illegible]

اب کے متن عبرانی مین ایسا ہی ہے مگر سامری مین جرزیم ہے ڈاکٹر کنی کاٹ سامری کا بڑا حامی
ہے اور ڈاکٹر پاری اور درشیور عبرانی کے حامی ہین لیکن پھر بھی بہت لوگ کنی کاٹ کے
دلیلون کو لاجواب سمجھتے ہین اور اسمین شبہ نہین کہ یہودیون نے سامریون کی عداوت سے
تحریف کی ہے اور سب مانتے ہین کہ جرزیم مین چشمے اور باغ اور باغیچے اور سبزہ بہت ہے
اور عیبال خشک اور چٹیل پہاڑ ہے اس سبب سے پہلا برکت سنانے کے لئے اور دوسرا لعنت
کے لئے مناسب ہے یہان تک کلام آدم کلارک کا تھا اور ہارن کی عبارت دوسری ہدایت مین
نسخہ سامری کے بیان کے ذیل مین گذری اور دافع البہتان والاعلاء صولت الضیغم کے جواب مین
پہلے فصل کے اندر لکھتا ہے نسخہ اردو منطبعہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۱۰۱، جب (یعنی یہود) اسے (یعنی ہیکل
کو) پھر تعمیر کرنے لگے اور سامریون کو بسبب ان کی بت پرستی کے شریک ہونے کے مانع ہوئے
تب اونھون نے حسد سے دوسرے پہاڑ پر دوسری ہیکل بنائی اور اپنی کمک کے لئے توریت مین
ایک بات جعل کی کہ جس سے معلوم ہووے کہ یہ وہی جگہ ہے جہان خدا نے فرمایا تھا کہ میری عبادت
کرنی چاہئے پس یہود کی توریت اور سامریون کی توریت کا فقط یہی فرق ہے اور ان دونوکو مقابلہ
کرنے سے صرف یہ بحث ہو سکتی ہے کہ خدا کی ہیکل کہان بنانا چاہئے اور سب باتون مین سامری
توریت ہمارے کتاب کے موافق ہے اور یہ تبدیل موسیٰ کے مرنے کے بعد کچھ زیادہ پانسو برس
کے واقع ہوئی یہان تک دافع البہتان کا کلام تھا۔ کہتا ہون مین بہر حال یہان بھی یقینا ایک غلط
ہے سامری کو کہو یا عبری کو۔ اور دافع البہتان والے کے اقرار کے موافق پانسو برس سے زائد کے بعد
سامریون کی وہ تحریف ایسی کارگر گئی کہ ان کے سارے فرقہ اور قوم کے نسخون مین پھیل گئی اور
اس مذہب کے اعلے ادنے اس فعل بد پر متفق ہوگئے تو اب معلوم ہوا کہ صدہا سال کے بعد بھی تحریف
چل جاتی ہے اور سب قوم کے اعلے اور ادنی ایک فعل پر بے ایمانی برت کے متفق ہوجاتے ہین
اور قول اوسکا یہود کے توریت اور سامریون کی توریت کا فقط یہی فرق ہے بالکل جھوٹ اور غلط
ہے کیونکہ ہارن کی تصریح کے موافق محقق کنیکاٹ نے دونون کے اندر ششہزار موضع مین فرق نکالا

ہے اور مین اختلاف تو اس کتاب مین بھی اس اختلاف سے پہلے بیان ہو چکے اور انشاء اللہ بعضے بعضے اور کا بھی بیان آتا ہے اور خود اون کے علما کی اسبات پر بھی تصریح ہے کہ سامریون نے احکام عشرہ ایک حکم اور اپنی طرف سے گہڑ کر بڑہا دیا ہے مگر اوسکی کیا شکایت ایسا جھوٹ بولنا اور مغالطہ دینا تو پادریون کی قدیمی عادت ہے.

پانچوان اختلاف کتاب خروج کے بارہوین باب کا چالیسوان درس عبری مین سامری اور یونانی کے مخالف ہے اور اسیجا بھی اون کے مفسرون نے لاچار ہو کر عبری کو غلط اور سامری اور یونانی کو صحیح بتلایا ہے اور انجیل اور تاریخ بھی سامری اور یونانی کی سچائی پر گواہی دیتی ہے اور اوسکا بیان بڑی تفصیل سے پہلے جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے چوتھے شبہ کے جواب کے ذیل مین گذرا.

چھٹا اختلاف کتاب پیدایش کے چوتھے باب کا آٹھوان درس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۴۴ء و تب قین اپنے بھائی ہبل سے بولا اور جب وے دونون کھیت مین تھے یون ہوا کہ قین اپنے بھائی ہبل پر اٹھا اور اوسے مار ڈالا اور یہہ درس توریت سامری اور ترجمہ یونانی اور اور پرانے ترجمون کے موافق یون ہے اور قین اپنے بھائی ہبل سے بولا کہ آؤ ہم میدان کو چلین اور جب وے دونون کھیت مین تھے الخ پس یہہ جملہ کہ آؤ میدان کو چلین عبری سے گر گیا ہے کسی طرح ہانون ارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسری جلد کے صفحہ ۱۹۳ مین حاشیہ کے اندر لکھتا ہے کہ یہہ جملہ سامری اور یونانی اور ارامی اور اسیطرح لاطینی کے اس نسخہ مین جو بشپ والٹن کے پالی گلاٹ مین چھپا ہے موجود ہے اور ڈاکٹر کنی کاٹ نے عبری مین اس جملے کے داخل کر لینے کے واسطے حکم کیا تھا اور بلاشبہ یہہ اچھی عبارت ہے پھر اسی جلد کے صفحہ ۳۲۸ مین لکھتا ہے کہ بعضے دفعہ ترجمہ یونانی کی عبارت صحیح ہوتی ہے گو وہ عبری کے ان نسخون مین جو اب مروج ہین نہو. مثلا جیسا درس مذکور کہ اس مین عبرانی نسخے خطی ہون یا مطبوعہ صریح نقصانی ہین. اور عبری ترجمہ انگریزی کا مترجم جو بیان اچھی طرح دریافت نکر سکا تو اوسنے ترجمہ یون کیا قابیل نے اپنے بھائی ابیل سے باتین کین اور عبرانی کے اس نقصان کو ترجمہ سیپٹواجنٹ

پورا کرتا ہے اور سامری متن اور ترجمہ لاطینی اور ارامی اور ترجمہ یونانی ایکوئلا کا اور کالدی زبان
کی دو تفسیریں اور وہ فقرہ جسکو فلو یہودی نے نقل کیا ہے سب شواہد کے موافق ہیں اور
آدم کلارک مفسر بھی اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۶۳ میں ہارن کے مطابق کہتا ہے اور عربی
ترجمہ میں اس جملہ کو داخل کر لیا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء وقال قائن لہابیل اخیہ لنخرج الی
الحقل ولما صار الی الحقل الخ اور اب فرقہ پروٹسٹنٹ کے اکثر مترجم عبری ترجمہ انگریزی
سے دہوکا کہا کر اسی غلطی میں پڑتے ہیں نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ء تب قابیل نے اپنے بھائی ابیل
سے باتیں کریں اور یوں ہوا کہ جب وے دونوں میدان میں تھے الخ فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ء او وقائن
برادرش ہابیل متکلم شد و واقع ہنگام بودن ایشان در صحرا الخ اور مترجم سنہ ۱۸۴۵ء والے نے
عجب خبط کیا کہ جملہ متروکہ سے کچھ ملا لیا اور کچھ چھوڑ دیا اور ترجمہ یوں کیا و قائن ہابیل برادر خود
را گفت کہ بیا و ایشان در صحرا بودند الخ **ساتواں اختلاف** کتاب پیدایش
کے ساتویں باب کے سترہویں درس میں یوں ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ء اور طوفان کا پانی زمین
پر چالیس دن تک ابلا رہا اور لاطینی کے بہت نسخوں میں اور ترجمہ یونانی میں چالیس دن رات
کا لفظ واقع ہے جیسا اس باب کے بارہویں درس میں عبری کے نسخے میں بھی اب تک موجود
ہے سو عبری میں لفظ رات کا گر گیا ہے ہارن صاحب اپنی تفسیر کے پہلی جلد میں لکھتا ہے
کہ لفظ رات کا عبری میں داخل کرنا چاہیے **آٹھواں اختلاف** کتاب پیدایش
کے انتیسویں باب میں عبری میں یوں ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ء ۲ اور سنے نظر کی اور میدان میں
ایک کواں دیکھا اور دیکھا کہ کوئے کے نزدیک گوسپندوں کے تین گلے بیٹھے ہوئے تھے اور
کوئے کے منہ پر بڑا پتھر دھرا تھا ۳ اور جب گلے وہاں جمع ہوتے تب وے اس پتھر کو کوئے
کے منہ پر سے ڈہلکاتے تھے اور گوسپندوں کو پانی پلا کے پتھر کو اوسکی جگہ پر پھر رکھدیتے
تھے ۸ وے بولے ہم یوں نہیں کر سکتے جب تک سارے گلے اکٹھے نہو دیں اور سو وقت کہ وے
پتھر کو کوئے کے منہ پر سے ڈہلکا دیں اور ہم گوسپندوں کو پانی پلا دیں اور ترجمہ فارسیہ

سنہ ۱۸۴۴ع کا اوسکے مطابق ہے اور توریت سامری اور ترجمہ یونانی اور ترجمہ عربیہ پالی گلاٹ بشپ والٹن مین گلّے کے جگہہ گڈریہ کا لفظ ہے اور یہی صحیح ہے اسلیئے کہ کوئے کے منھ پر سے پتھر کو ڈھلکانا اور گوسپندون کو پانی پلانا گڈریون کا فعل ہے نہ گلّون کا اور اسباب مین تیسرے ورس سے پہلے کہین گڈریے کا لفظ مذکور نہین کہ اوسکی طرف غائب کی ضمیر پھیرے بلکہ گلّے ہی کا لفظ مذکور ہے ترجب ہارسلی اپنی تفسیر کے پہلے جلد کے صفحہ ۴۰ مین دوسرے ورس کے ذیل مین بابت اس لفظ کے تین گلّے لکھتا ہے شاید تین گڈریے ہون دیکھو کنی کاٹ کو پھر آٹھوین ورس کے ذیل مین بابت اس لفظ کے جب تک سارے گلّے لکھتا ہے اچھا اگر یون ہو جب تک تمام گڈریے تو خوب ہو دیکھو سامری اور سپٹواجنٹ اور ترجمہ عربیہ ہیوبی گینٹ اور کنی کاٹ کو اور آدم کلارک اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۱۸۰ مین لکھتا کہ ہیوبی گینٹ سامری کی عبادت کی صحت کے لئے بہت ہی اصرار کرتا ہے اور ان صاحب اپنی تفسیر کے پہلے جلد مین ڈاکٹر کنی کاٹ اور ہیوبی گینٹ کے موافق اقرار کرتا ہے کہ عبری مین کاتب کی غلطی سے گلّے کا لفظ گڈریے کے لفظکی جگہہ لکھا گیا ہے آور عیب کے چھپانے کو بعضے بعضے مترجم تحریف کر بیٹھے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ع ورس ۲ اور اوسنے نظر کی اور میدان مین ایک کوا دیکھا اور لوگ کوے کے نزدیک بھیڑون کے تین گلّے بیٹھے ہوے تھے الخ نسخہ سنہ ۱۸۳۹ع ورس ۲ و در آنجا تمامی گلها جمع می شدند و شبانان از سر چاه سنگ را غلطانیده گوسفندان را آب می خورانیدند الخ دیکھو خدا سے نہ ڈر کے پہلا مترجم دوسرے ورس مین یہ لفظ اور لوگ اور دوسرا مترجم تیسرے ورس مین یہ لفظ شبانان بڑھا گیا

نوان اختلاف

نوان اختلاف

کتاب پیدائش کے پینتیسوین باب کا بائیسوان ورس عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ و سنہ ۱۸۲۹ و سنہ ۱۸۳۱ع اور جب اسرائیل اس سرزمین مین جا رہا تو یون ہوا کہ روبن گیا اور اپنے باپ کے حرم بلہا سے ہم بستر ہوا اور اسرائیل نے سنا۔ تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ یہودی مانتے ہین کہ اس ورس مین کچھہ ترک ہو گیا ہے اور یونانی ترجمہ اوسکو اسطرح

ہوا اگر دیتا ہے کہ وہ برا تہا اوسکی نگاہ مین دیکھو اہل کتاب کے اقرار کے موافق عبری سے یہہ سارا جملہ اوڑ گیا ہے اور یونانی مین اب تک موجود ہے سو عبری سے جملہ کا اوڑ جانا بھی دشوار نہین ایک حرف یا دو حرف کا نہ کیا ذکر **دسوان اختلاف** کتاب پیدایش کے چوالیس باب کا پانچوان درس عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ع کیا یہہ وہ نہین جس مین میرا خداوند پیتا ہے اور اوسکے سی سچمی کوئی آیندہ کی خبر دیتا ہے تمنے یہہ برا کام کیا نسخہ سنہ ۱۸۴۴ع کیا تمہارے پاس وہ نہین جس مین میرا خداوند پیتا ہے یہہ اوسکو خوب معلوم ہو سکتا تھا پھر جو تمنے کیا برا کام کیا نسخہ سنہ ۱۸۳۹ع آیا ہمان جام نیست کہ مخدوم من ازان می نوشد و ازان نیز فال می گیرد درین امر مرتکب گناہ شدہ اید کہتا ہون مین کہ اول ان ترجمون کا خبط دیکھنے کے لایق ہے پہلے والے کہتے ہین اور اس کیسی سچمی کوئی آیندہ کی خبر دیتا ہے اور دوسرا کہتا ہے یہہ اسکو خوب معلوم ہو سکتا تھا اور تیسرا کہتا ہے و ازان نیز فال می گیرد اور اسی کے موافق سنہ ۱۸۴۵ع اوردو والا بھی یون ترجمہ کرتا ہے و با او تفاول می نماید۔ اور ثانیا بشپ ہارسلی اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۲۸ مین لکھتا ہے کہ اس درس کے اول مین ترجمہ سپٹواجنٹ سے اتنا بڑہانا چاہیے تم نے میرا پیالہ (یعنے وہ چاندی کا پیالہ) کیون چرایا **گیارہوان اختلاف** کتاب پیدایش کے پچاسوین باب کا پچیسوان درس عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۹ و سنہ ۱۸۴۴ع اور یوسف نے بنی اسرائیل سے یہہ قسم لے کے کہا خدا مقرر تمکو یاد کریگا اور تم میری ہڈیون کو یہان سے لیجائیو آور جملہ اخیر نی اور ترجمون مین یون ہے و ازین جا استخوانہای مرا ہمراہ خود برید فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ع و شما استخوان ہای مرا ازین جا بردارید۔ اور سامری اور ترجمہ یونانی اور سریانی اور لاطینی مین جملہ اخیر کی یون ہے اور تم میری ہڈیون کو یہان سے اپنے ساتھہ لے جاؤ۔ سو عبری مین بعضے لفظ جملہ اخیرہ سے گر گئے ہین ہارن صاحب کہتا ہے کہ مسٹر بشپ انڈ نے اپنے ترجمہ بیبل مین ان الفاظ متروکہ کو داخل کر لیا ہے اور خوب کیا۔ کہتا ہون مین کہ عبری نسخون کے ترجمون مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ع وفات فرمود

عظامی من بینہا وخذوہا معکم[ف] **بارہواں اختلاف** کتاب خروج
کے دوسرے باب کا بائیسواں ورس عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۳۱ع وہ بیٹا جنی
اوسنے اوسکا نام جیرشوم رکھا کیونکہ اوسنے کہا کہ مین اجنبی ملک مین مسافر ہون اور ترجمہ یونانی
اور لاطینی اور بعضے اور پرانے ترجمون مین اس ورس کے آخر مین اتنی عبارت زائد ہے اور اس
نے ایک دوسرا جنا جسکا نام الیعازر کہا کیونکہ اوسنے کہا کہ میرے باپ کا خدا میرا مددگار ہو
اور اوسنے مجھے فرعون کی تلوار سے بچایا۔ آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے پہلی جلد مین صفحہ ۳۱۰
کے اندر اس جملے کو ترجمون سے نقل کرکے لکھتا ہے ہیوبی گینٹ نے لاطینی ترجمہ مین اسکو
داخل کرلیا ہے اور مدعی ہے کہ اوسکا یہی موضع ہے اور یہہ جملہ عبری کے کسی نسخے مین کیا خطی
کیا مطبوعہ پایا نہین جاتا باوجودیکہ ایسے سندی ترجمون مین ہے۔ کہتا ہون مین کہ عبری کے
ترجمے بھی اوسکے موافق ہین لیکن تلوار کے لفظ کی جاہ تنہہ کا لفظ اوسمین واقع ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ع
فولدت لہ ابنا ودعا اسمہ جرسون قائلا انما انا کنت ملتجئا فی ارض غریبۃ
وولدت ایضا غلاما ثانیا ودعا اسمہ العازار فقال من اجل ان الہ ابی اعاننی
واخلصنی من ید فرعون پس یہہ جملہ بھی اسیجا عبری سے گر گیا ہے اور اسی کتاب کے
اٹھارہوین باب کے چوتھے ورس کے اندر عبری مین بھی موجود ہے **تیرہواں اختلاف**
کتاب خروج کے چھٹے باب کا بیسواں ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۲۶ و سنہ ۱۸۳۳ع عمرام
نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا وہ اس سے دو بیٹے جنی ایک ہارون اور دوسرا
موسے عمرام نے ایک سو سینتیس برس کی عمر پائی اور یہہ جملہ وہ اس سے دو بیٹے جنی ایک ہارون
اور دوسرا موسے توریت سامری اور ترجمہ یونانی مین یون ہے وہ اس سے ہارون اور موسی
اور مریم اونکی بہن کو جنی دیکھو عبری مین کمی کے ساتھہ یا سامری اور یونانی مین زیادت کے ساتھہ
تحریف ہے اور اول غالب معلوم ہوتا ہے اور آدم کلارک مفسر اس عبارت کو سامری
اور یونانی سے نقل کرکے لکھتا ہے کہ بعضے بڑے محققین نے خیال کیا ہے کہ یہ الفاظ اصل

ف یعنے سو تم میری ہڈیون کو یہان سے اٹھاؤ اور اپنے ساتھہ لیجاؤ ۱۲ منہ رحمہ

چودھوان اختلاف

متن عبری کے نسخہ کے اندر تھے. کہتا ہون مین کہ اس درس کے اندر جو مترجم عربی سنہ ۱۶۲۵
و سنہ ۱۶۷۱ و سنہ ۱۸۳۱ء مین تحریف ہوی ہے اوسکا بیان چودھوین سوال کے جواب مین چوتھے
موضع کے اندر گذرا. **چودھوان اختلاف** کتاب شمار کے دسوین باب کا چھٹا
درس عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۳۹ء جب تم دو بارا چھوٹی بڑی آواز سے پھونکو
تو جنوبی خیمون کا کوچ ہووے سو وے اونکے کوچ کے لئے ہر پھونکنے مین چھوٹی بڑی آواز
سے پھونکین اور یونانی ترجمے مین اتنی عبارت اور زائد ہے اور جب تم تیسری آواز پھونکو
تو مغربی خیمون کا کوچ ہووے اور جب تم چوتھی آواز پھونکو تو شمالی خیمون کا کوچ ہووے
آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۶۶۳ مین لکھتا ہے کہ مغربی اور شمالی کا
اس جگہہ ذکر نہین ہوا پر یقین ہے کہ وے بھی آواز سے کوچ کرتے ہونگے اسی لیئے
عبرانی متن مین اس جا نقصان معلوم ہوتا ہے جو یونانی اوسکو یون پورا کرتا ہے کہ اور
جب تم تیسری آواز الخ اور ہارسلی لکھتا ہے کہ یہہ درس سپٹوا جنٹ مین زائد ہے

پندرھوان اختلاف

پندرھوان اختلاف کتاب شمار کے دسوین باب مین مابین دسوین
اور گیارھوین درس کے اتنی عبارت توریت سامری مین زائد ہے. یہواہ نے موسی کو
خطاب کرکے فرمایا کہ تم اس پہاڑ پر بہت رہے اب پھرو اور سفر کرو اور اموریون کے
پہاڑ اور اون کے سب باشندون مین میدان زمین پہاڑون مین نشیب مین جنوب کو اور
دریا کے بندر کو کنعانیون کے سرزمین اور لبنان مین بڑی نہر تک جو نہر فرات ہے جاؤ
دیکھو مین نے تمھین یہہ زمین عنایت کی داخل ہو اور اس زمین پر جسکی بابت یہواہ نے
تمھارے باپ دادون ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب سے قسم کی کہ تمکو اور تمھارے بعد
تمھارے نسل کو دونگا میراث مین لو ہارسلی اپنی تفسیر کی پہلی جلد کے صفحہ ۱۶۱ مین
لکھتا ہے کہ کتاب شمار کے دسوین باب مین مابین درس دسوین اور گیارھوین کے
وہ عبارت جو کتاب تثنا کے پہلے باب کے چھٹے اور ساتوین اور آٹھوین درس

مین پائی جاتی ہے مرقوم ہے اور پروکوپیس کے وقت مین یہہ حال ظاہر ہوا ہے. یہانتک کلام ہارسلی کا ہے سو دیکھو کہ عبری متن مین اتنی عبارت یہان سے گر گئی ہے۔

سولہوان اختلاف

سولہوان اختلاف کتاب شمار کے چھبیسوین باب کا دسوان ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۳۹ ع اور زمین نے اپنا منہہ کھولا اور اونکو قورح سمیت نگل لیا جسوقت کہ جماعت مری جب کہ اس آگ نے اڑہائی سو آدمیون کو کہا لیا سو وہ ایک عبرت ہوئی اور سامری مین یون ہے اور زمین نگل گئی اونکو جب کہ وہ گروہ مرا اور آگ نے کہا لیا قورح کو اڑہائی سو آدمی سمیت جو ایک عبرت ہوئی. آدم کلارک اپنی تفسیر کی پہلی جلد کے صفحہ ۷۰۱ مین سامری کی عبارت نقل کرکے کہتا ہے کہ حقیقت مین معاملہ یہی معلوم ہوتا ہے اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ یہہ عبارت سیاق اور ایک سو چھٹے زبور کے سترہوین ورس کے مناسب ہے

سترہوان اختلاف

سترہوان اختلاف کتاب استثناء کے دسوین باب مین عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۳۹ ع ۶ تب بنی اسرائیل نے بیروت بنی یاعقان سے موسیرا کو کوچ کیا وہان ہارون کا انتقال ہوا اور وہین مدفون ہوا اوسکا بیٹا العازار کہانت کی منصب پر اوسکا قائم مقام ہوا. ۷ وہان سے اونھون نے جدجود کو کوچ کیا اور جدجود سے یطبات کو جو ایک سیراب سرزمین ہے ۸ اسوقت یہواہ نے بنی لیوی کو اسلیئے جدا کیا کہ یہواہ کے صندوق کو اوٹہاوین اور یہواہ کے حضور کہڑے ہو کے خدمت گزاری کرین اور اوسکا نام لیکے برکت مانگین چنانچہ آجکے دن تک یونہی ہے اور ظاہر مین یہہ عبارت کتاب شمار کے تینتیسوین باب کے عبارت کے مخالف ہے اور سامری مین اس جگہہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کتاب شمار مین ہے اور عبارت اوسکی یون ہے نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۳۹ ع ۳۱ اور موسیروت سے بنی یاعقان مین آئے ۳۲ اور بنی یاعقان سے چل کے حور الجدجاد کو خیمہ گاہ کیا ۳۳ اور حور الجدجاد سے روانہ ہو کے یطبات مین آرہے ۳۴ اور یطبات سے عبرونا مین آئے ۳۵ اور عبرونا سے چلکے عصیون جابر

مین پہنچے ۳۶ اور عصیون جابر سے دشت سین جو قادس ہے آپڑے ۳۷ اور قادس
سے چلکے کوہ ہور مین جو زمین ادوم کی سرحد ہے آئے ۳۸ یہان ہارون کاہن یہواہ کے
ارشاد سے کوہ ہور پر گیا اور اوسنے بنی اسرائیل کے مصری ہجرت کے چالیسوین برس
کے پانچوین مہینے کے پہلی تاریخ وفات پائی ۳۹ اور ہارون ایک سو تیس برس کا تہا جو
جو اوسنے کوہ ہور مین وفات پائی ۴۰ اور عراد کنعان کے بادشاہ دار دم کے رہنے والے
نے جو کنعان کے جنوب کے سمت کو رہتا تہا سنا کہ بنی اسرائیل آپہنچے ۴۱ اور کوہ ہور
سے کوچ کرکے صلمونا مین آئے ۴۲ اور صلمونا سے کوچ کرکے فونون مین آئے ۴۳
اور فونون سے الخ اور آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کی پہلی جلد مین ۷۹۹ و ۸۰۰ صفحون کے
اندر ڈاکٹر کنی کاٹ کی ایک بڑی لمبی چوڑی تقریر نقل کرتا ہے کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ سامری
کی عبارت صحیح اور عبری کی عبارت غلط ہے اور درس پانچوین اور دسوین کے باین مہینے
درس سے نوین تک اس جا محض اجنبی ہین اگر اون کو اوڑا یا جاوے تو ساری عبارت
خوب مرتبط ہو جاتی ہے سو یہے چارون درس کاتب کی غلطی سے مرقوم ہوے ہین اور
کتاب استثنا کے دوسرے باب کے ہین۔ اور اس تقریر کے نقل کے بعد اوسکو پسند کر
کے لکہتا ہے کہ یہہ تقریر جلدی سے انکار نکیجا وے کہتا ہون مین کہ کنی کاٹ نے دو حکم کیے
ایک یہہ کہ سامری کی عبارت صحیح اور عبری کی غلط ہے۔ دوسرا یہہ کہ یہہ درس دوسرے
باب کے تہے غلطی سے یہان لکہے گئے اور آدم کلارک نے تسلیم کیا۔ **آٹھوان اختلاف**
کتاب استثنا کے تیسوین باب کا پانچوان درس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۶۳۲ و ۱۸۲۹ء
اونہون نے آپ کو خراب کیا اونکا داغ وہ داغ نہین جو اوسکے لڑکون پر ہوتا ہے
وے کجرو اور شریر قرن مین اور سامری اور یونانی اور ترجمہ ارامی مین یون ہے وے
خراب ہوگئے ہین وے اوسکے نہین ہین یہہ غلطی یا داغ کے سبب ہین۔ تفسیر ہنری اور
اسکاٹ مین ہے کہ یہہ عبارت اصل کے قریب تر ہے اور ہرسلی اپنی تفسیر کے پہلے

جلد کے صفحہ ۱۵و۲ مین لکھتا ہے کہ اس ورس کو سامری اور ہیبشوا جنٹ اور ہیبوبی کنیٹ اور

کنی کاٹ کے موافق پڑہنا چاہیے اور عبری متن یہان محرف ہے کہتا ہون مین کہ اگلے

اختلاف مین معلوم ہو جاگا کہ اوس ورس کے بابت محقق ہیلکرک کی بھی یہی تحقیق ہے کہ قرینہ

اور سیاق سامری اور یونانی کی صحت کو چاہتا ہے پس بقول اشب ہاسلی کے عبری توریت

اسجا محرف ہے اور مترجم عربی ١٨٣١ یون ترجمہ کرتا ہے اخطوا الیہ وھو بری من

انباء القبائح ایھا الجیل الاعوج املتلوی

دیکھو کیا بے باکی ہے کہ جو تم کی زبان پر آیا لکھدیا۔ اور اوسکو کلام ربانی ستلایا **انیسوان**

اختلاف لیکلرک نے جسکو اون مشہور محقق کہتا ہے عبری اور سامری مین اشتبہ بیان اختلاف

موضع اختلاف کے نکال کے اونکو اسطرح چھے قسم پر بانٹتا ہے پہلے قسم وہ کہ ان مواضع۔ مین

سامری عبری کی نسبت صحیح زائد ہے اور وہ گیارہ موضع ہین۔ دوسری قسم وہ کہ قرینہ اور

سیاق وسکو چاہتا ہے کہ وہ جو سامری مین ہے اور وے سات موضع ہین تیسری قسم

وہ کہ سامری مین زیادتی ہے اور وے تیرا موضع ہین۔ چوتھی قسم وہ کہ سامری مین اون

موضع کے اندر تبدیل ہوئی اور تبدیل کرنے والا کوئی محقق ہوشیار ہے اور وے سترا موضع

ہین۔ پانچوین قسم وہ کہ سامری مین وے موضع پر مضمون اور پر نغز ہین اور وے دس

موضع ہین۔ چھٹی قسم وہ کہ ان مواضع مین سامری کے اندر نقصان اور کمی ہے اور وے دو

موضع ہین۔ اور اون صاحب کی اس عبارت سے جسکی نقل دوسری ہدایت کے اندر توریت

سامری کے بیان مین گذری معلوم ہو چکا ہے کہ ان اشتبہ موضع مین عبری کی نسبت سامری

کم و بیش صحیح ہے اور ان مواضع کی تفصیل جدول مین لکھی جاتی ہے

پہلی قسم کے ۱۱ موضع		دوسرے قسم کے ۷ موضع		۳ قسم کے ۱۳ موضع		۴ قسم کے ۱۷ موضع		۵ قسم کے ۱۰ موضع		۶ قسم کے ۲ موضع	
کتاب پیدایش مین ۹ موضع		کتاب پیدایش مین ۶ موضع		کتاب پیدایش مین ۳		پیدایش مین ۱۳		کتاب پیدایش مین ۶		کتاب پیدایش مین ۲	
درس	باب	درس	باب	درس	باب	درس	باب	درس	باب	درس	باب
۴	۲	۴۹	۳۱	۱۵	۲۹	۲، ۱۰	۲، ۴	۸	۵	۲۰	۱۶
۲	۷			۳۶	۳۰	۵	۹	۳۱	۱۱	۲۵	۱۴
۱۹	۱۹	۲۶	۳۵	۱۶	۴۱	۱۹	۱۰				
۲	۲۰	۱۷	۳۷	کتاب خروج ۷		۲۱	۱۱	۹	۱۹		
				درس	باب	۳	۱۸	۳۴	۲۷		
۱۶	۲۳	۳۴ و ۴۳	۴۱	۱۸	۷	۱۲	۱۹	۴	۳۹		
۱۳	۳۴			۲۳	۸	۱۶	۲۰	کتاب خروج مین ۲			
		۱۳	۷۴	۵	۹	۳۸ و ۵۵	۲۴	درس	باب		
۱۰ و ۱۱	۹ ۴	کتاب استثنا مین ۱		۲۰	۲۱	۷	۳۵	۴۰	۱۲		
۲۹	۵۰			۵	۲۲	۶	۳۶				
کتاب خروج مین ۲		درس	باب	۱۰	۲۳	۵۰	۴۱	۱۷	۴۰		
درس	باب	۵	۳۲	۹	۳۲	کتاب خروج مین ۳		کتاب شمار مین ۱			
۲	۱			کتاب قرانین ۲۷		۵	۱	درس	باب		
۲	۴			درس	باب	۶	۱۳	۱۴	۴		
				۱۰	۱	۵	۱۵	کتاب شمار مین ۱			
				۴	۱۷	کتاب شمار مین ۱		درس	باب		
				کتاب استثنا مین ۱							
				درس	باب	درس	باب	۱۶	۲۰		
				۲۱	۵	۳۲	۲۲				

اور کوئی محقق لیکلرک کے کلام سے حصر نہ سمجھے اور یہہ خیال نکرے کہ فقط انہین ۹۵ موضع مین
عبری اور سامری کے اندر اختلاف ہے اسلیئے کہ ان مواضع سے جنکا ذکر مین نے تفصیلاً کیا
چھٹا اور آٹھوان اور تیرھوان اور پندرھوان اور سولھوان اور سترھوان موضع ایسا ہے کہ
ان کو اس محقق نے کسی قسم مین نہین لیا۔ اور اون کے سوا اور بھی موضع ہین جو اس کتاب
مین مین نے ذکر نہین کیئے **۲۰ اختلاف** کتاب یوشع کے دسوین باب کا پندرھوان
ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء جدا اوسکے یوشع نے اور اوسکے ساتھ سارے بنی اسرائیل
نے جلجال کے خیمہ گاہ کو مراجعت کی اور یہہ ورس ترجمہ یونانی مین نہین اور عبری تحریفاً کسینے
بڑھا دیا ہے۔ بشپ ہارسلی اپنی تفسیر کے پہلے جلد کے صفحہ ۲۶۰ مین لکھتا ہے کہ ترجمہ سپتواجنت
کے موافق اس ورس کو چھوڑ دینا چاہیئے **۲۱ اختلاف** کتاب یوشع کے انیسوین
باب کا چونتیسوان ورس عبری کے اندر یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء اور حد مغرب کی جانب مین ازنوت
تابور کی طرف پھرے اور وہان سے حوقوق پاس نکلکے زبولون سے جنوب کی سمت اور آشیر
سے مغرب کی سمت اور بنی یہوداہ کے سرحد مین اردن سے مشرق کی سمت جاملے۔ اور یہہ جملہ
اور بنی یہوداہ کے سرحد مین الخ اور ترجمون مین یون ہے نسخہ ۱۸۴۴ء اور بنی یہوداہ کی سرحد
مین یردن سے مشرق کی سمت جاملے۔ نسخہ ۱۸۳۱ء و بطرف طلوع آفتاب تا یہودا بر لب
یردن رسید۔ حالانکہ یہہ غلط ہے اور یہہ جملہ سپتواجنٹ مین پایا نہین جاتا۔ اور آدم کلارک
مفسر عبری کے اندر اسمین تحریف کرتا ہے جیسا اوسکا بیان پہلے جلد کے اندر دوسرے
سوال کے جواب کے اندر پادریون کے چوتھے شبہ کے جواب کے ذیل مین پہلی قسم کے مثالون
سے بارھوین مثال کے اندر گذرا۔ اور مترجم ۱۸۴۴ء والا اسجا بھی تحریف کر گیا اور اس ورس
کا یون ترجمہ کیا و این سرحد بطرف غربی به ازنوت تابور گردش میکرد و از انجا به حقوق
میرسید و از طرف جنوب بزبولون میخورد و از طرف مغرب به آشیر میخورد و در سمت برخورشید
آفتاب باردن میخورد **۲۲ اختلاف** کتاب یوشع کے چھبیسوین باب مین عبری کے

نسخے اندر یون ہے نسخہ ۱۸۳۲ء | بعد اسکے یسوع نے سارے بنی اسرائیل کے اسباط کو
سکم مین جمع کیا الخ ۲۵ سو یسوع نے اس روز لوگون سے عہد کیا اور اون کے لیئے سکم مین
ایک رسم اور دستور مقرر کیا اور یہ عہد یسوع نے سارے بنی اسرائیل کے الخ اور یہ عہد
ان کے لیے سکم مین الخ اور ترجمون مین یون ہے نسخہ ۱۸۳۱ء و یہو شوع تمامی فرقہائے
بنی اسرائیل را در سکم جمع کردہ و قانونے و آئینے در سکم برائے ایشان مقرر کرد نسخہ ۱۸۴۵ء و
یوشع تمامی اسباط اسرائیل را بہ سکم جمع آوردہ و از برائے ایشان فرایض و احکام در سکم
وضع کرد۔ اور ترجمہ یونانی مین سکم کے جگہ شیلو ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور مترجم ۱۸۲۶ء والا
سکم لکھتا ہے شیلو بلکہ نابلس لکھتا ہے اور عبارت اوس کی یون ہے بعد اوس کے
یوشع نے سارے بنی اسرائیل کے فرقون کو نابلس مین جمع کیا اور اون کے لئے نابلس
مین ایک رسم اور دستور مقرر کیا۔ ۲۳ **اختلاف** کتاب یوشع کے اوسی چوبیسوین

۲۳ اختلاف

باب کے تیسوین ورس کے بعد یونانی ترجمہ مین اتنی عبارت زائد ہے اور او مضمون یہ
اوس قبر مین جس مین اوسکو گاڑا اوسکے ساتھ وے لوہے کی چھریان رکھی جن سے
اوسنے جلجال مین بنی اسرائیل کی ختنہ کی تھی جیسا اونھین خداوند نے حکم کیا جب وہ
اونھین مصر سے باہر لایا۔ اور وے آجکے دن تک وہان ہین۔ اور آدم کلارک اپنی تفسیر
کی دوسری جلد مین اس عبارت کو نقل کر کے لکھتا ہے کہ اگستاین اس فقرے کو کتاب
یوشع کے تیسوین سوال مین لکھتا ہے غالبا اوس نے کسی نسخہ سپٹواجنٹ سے نقل
کیا ہوگا۔ ۲۴ **اختلاف** کتاب القضات کے پہلے باب کا اٹھارہوان

۲۴ اختلاف

ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء ۱۸۳۱ء اور یہوداہ نے غزہ اور اوسکے نواحی اور
عسقلان اور اوسکے نواحی اور عقرون اور اوسکے نواحی کو لے لیا اور سب ترجمے فارسی
اور عربی اور انگریزی اوسکے موافق ہین اور ترجمہ یونانی مین یون ہے اگرچہ یہوداہ نے
غزہ اور اوس کے نواحی پر قبضہ نہین کیا اور نہ عسقلان پر الخ دیکھو ایک مین اثبات او

دوسرے مین نفی ایک یقیناً غلط ہے اور محرف ۲۵- **اختلاف** کتاب ۲۵ اختلاف
القضات کے چودہوین باب کے پندرہوین ورس مین عبری نسخے کے اندر یون ہے نسخہ
۱۸۲۹ و ۱۸۳۲ء اور ساتوین دن اونھون نے شمشون کی جورو سے کہا اور ترجمہ یونانی
مین ساتوین دن کے جگہہ چوتھا دن واقع ہے۔ ۲۶- **اختلاف** کتاب القضات ۲۶ اختلاف
کے سولہوین باب مین عبرانی نسخہ نقصانی ہے ہارسلی اپنی تفسیر کی پہلی جلد مین لکھتا
ہے کہ اس باب کے تیرہوین ورس کے آخر اور چودہوین ورس کے اول مین کچھہ رہگیا ہے
سو سپٹواجنٹ سے لیکر اسطرح بڑہانا چاہیے اور اوس نے اوس سے کہا کہ اگر تو میرے
ساتھہ لٹین تانے کے ساتھہ بنے اور میخ سے دیوار سے لگا دے تو ایسا کمزور ہو جاؤنگا
جیسے اور آدمی اور اوسنے اوسے سلایا اور اوسکی سات لٹین تانے کے ساتھہ بن کے
میخ اوسے باندہا اور ایک ستون پر الخ ۲۷- **اختلاف** سموئیل کی پہلی کتاب ۲۷ اختلاف
کے چودہوین باب کا اٹھارہوان ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء اوسوقت ساؤل
نے اخیاہ کو کہا خدا کا صندوق یہان لا کیونکہ خدا کا صندوق اس روز بنی اسرائیل کے درمیان تھا
اور ترجمہ یونانی مین یہہ ورس یون ہے اسوقت ساؤل نے اخیاہ کو کہا افود لا کیونکہ اسوقت
وہ افود کو پہنے ہوے بنی اسرائیل کے آگے تھا۔ دیکھو عبری کا مطلب کہان اور یونانی کا
کہان ۲۸- **اختلاف** اسی کتاب کے اوسی چودہوین باب کا بائیسوان ورس ۲۸ اختلاف
عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء اور وہ سب بنی اسرائیل بھی جو کوہ افرایم مین چھپ رہے
تھے یہہ سنکے کہ فلسطانی بھاگے فی الفور نکل کے قتال کے میدان مین اون پر آپڑے۔ اور
ترجمہ یونانی اور لاطینی مین اتنی عبارت زائد ہے اور ساؤل کے ساتھہ دس ہزار آدمیون
کے قریب تھے آدم کلارک اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین صفحہ ۱۱۳۴ کے اندر اس عبارت
کو نقل کرکے کہتا ہے کہ اس زیادتی کے لئے کوئی سند نہین ۲۹- **اختلاف** ۲۹ اختلاف
اسی کتاب کے سترہوین باب اور اٹھارہوین باب مین عبری اور یونانی مین بڑی مخالفت

ہے۔ آدم کلارک مفسر اس کتاب کے تیرھوین باب کے بارھوین درس سے کی شرح کے ذیل
مین لکھتا ہے کہ اس ۱۲ ورس سے ۳۱ ورس تک اور کتالیسوان درس اور درس ۱۵۴
سے آخر باب تک اور اٹھارھوین باب کے اول کے پانچ ورس اور ورس ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷
و ۱۸ و ۱۹ سپٹوا جنٹ مین غائب ہین اور نسخہ اسکندریانوس مین پائے جاتے ہین۔
دیکھو آخر اس باب کو ڈاکٹر کنی کاٹ نے تحقیق کر دیا ہے کہ یہ ورس اصل متن کے جزو
نہین۔ پھر اسی باب کے آخر مین ایک لمبی چوڑی تقریر کنی کاٹ کی نقل کرتا ہے کہ اس سے
الحاقی ہونا ان درسون کا ثابت ہے اور اوسمین کے بعضے جملے نقل کرتا ہون۔ کہتا ہے
اگر کوئی کہے کہ یہہ الحاق کب ہوا تو کہونگا کہ یوسیفس کے وقت مین یہودیون کو خیال تھا کہ
مقدس کتابون کے تاریخ کو جلا دیوین نمازین اور گیت اور تاریخ کی نئی باتین ایجاد کرکے
دیکھو بہت سے الحاق کتاب استیر کے اور بڑی کہانی شراب اور عورتون اور سچ کی جو
اصل تاریخ عزرا اور نحمیا کی بیچمین لی گئی اور بنائی گئی۔ اور اب وہ عزرا کی کتاب اول کہلاتی
ہے اور دیکھو تین لڑکون کا گیت جو دانیال کی کتاب مین داخل کر دیا اور دیکھو بہت سے
الحاق یوسیفس مین۔ پس ہو سکتا ہے کہ یہ باتین حاشیہ مین لکھی گئی ہون پھر کاتبون
کی بے پروائی سے متن مین لکھی گئی ہون۔ **۳۰ اختلاف** کتاب دوم سموئیل کے
چوتھے باب کا چھٹا ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء سو او نھون نے گھر کے اندر
چپکے سے گھسکے گیہون لینے کے بہانے سے اوس کی پانچوین پسلی مین مارا اور راخاب اپنے
بھائی بعنا سمیت بھاگ گیا۔ اور یہہ ورس ترجمہ سپٹوا جنٹ مین یون ہے۔ اور اب
دیکھو کہ گھر کا دربان گیہون صاف کرتا تھا اور تھک کر سو گیا پس ریکاب اور بعنہ دونون
بھائی چپکے سے گھر مین گئے الخ اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ یوسیفس کا بیان
۳۱ بھی یونانی کے مطابق ہے ۳۱ **اختلاف** کتاب سموئیل کے پانچوین باب مین
عبرانی نسخہ کے اندر یون ہے نسخہ ۱۸۲۵ء ۱۴ اور اوسکے ان بیٹون کے نام جو اورشلیم

مین پیدا ہوئے یہہ تہے سا موع اور سا خوب اور ناتان اور سلیمان ۱۵ اور یوحنا بار
اور الیشع اور نفع اور نفیع ۱۶ اور الیشاع اور الیداع اور الیفلط اوسکے موافق داؤد
کے گیارہ بیٹے ہین اور سپٹواجنٹ مین اسیجا چوبیس نام لکھے ہین اور آدم کلارک مفسر
اس اختلاف کو بیان کرکے اور ان چوبیس نامون کو لکھہ کر کہتا ہے کہ بلاشبہ بیان کچھہ اونکے
مین تحریف ہے دیکھو اس مفسر کے اقرار کے موافق تیرا کا فرق ہے اور نامون مین تحریف
ہے ۳۲ **اختلاف** کتاب دوم سموئیل کے چھٹے باب کا پہلا ورس عبری مین ۳۲
یون ہے نسخہ ۱۰۲۹ عہ پہر داؤد نے بنی اسرائیل مین سے تیس ہزار انتخابی جوان جمع کیے
اور آدم کلارک مفسر لکھتا ہے کہ یہان تیس ہزار ہین اور سپٹواجنٹ مین ستر ہزار دیکھو چالیس
ہزار کا فرق ہے کتاب دوم سموئیل کے چوبیسوین باب کے تیرہوین ورس مین عبری کے
اندر سات برس ہین اور یونانی مین تین برس اور آدم کلارک مفسر نے عبری کے محرف
ہونے کا اسیجا اقرار کیا ہے اور بیان اسکا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین
پادریون کے چوتہے شبہ کے جواب کے ذیل مین پہلی قسم کے مثالون مین تیسری مثال کے
اندر گذرا۔ ۳۴ **اختلاف** سلاطین کے پہلے کتاب کے پانچوین باب کے سولہوین ۳۴
ورس عبری کے اندر یون ہے نسخہ ۱۰۲۹ عہ سلیمان کے تین ہزار تین سے اہلکار تہے اور
آدم کلارک لکھتا ہے کہ یونانی مین اسیجا تین ہزار چہہ سو ہین۔ دیکھو کہ دونون مین تین سو
کا فرق ہے ۳۵ - **اختلاف** سلاطین کی پہلی کتاب کے چھٹے باب کا پہلا
ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۰۲۱ عہ زمین مصر سے بنی اسرائیل کے نکلنے کو چار سے اسی ۳۵
برس گذرے تہے کہ سلیمان کی سلطنت کے چوتہے سال جو بنی اسرائیل پر تہی زِف کے
مہینے جو دوسرا مہینا سال کا ہے ایسا ہوا کہ سلیمان نے خدا کا گھر بنانا شروع کیا۔ آدم کلارک
مفسر اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین صفحہ ۱۲۹۳ کے اندر اس ورس کے ذیل مین لکھتا ہے

کہ مجھے ضرور نہین کہ اس زمانے کے بابت تاریخ والون کے اختلاف پر مطلع کرون کیونکہ

چھسل عبری مین ۲۰۰۴ یونانی مین ۴۰۴۰ - گلیکاس کے نزدیک ۴۳۰۰ فلیدو کلاونوس
کے نزدیک ۵۹۰۰ - یوسفیس کے نزدیک ۵۹۲ سلپی سیوس سویرس کے نزدیک ۵۰۰۲
کلیمنس اسکندریانوس کے نزدیک ۵۰۰۰ سیڈری نس کے نزدیک ۴۶۲ گوڈ دو مانوس
کے نزدیک ۵۹۰۸ دوسی یرسل وکالدس کے نزدیک ۵۰۰۸ سرار یوسس کے نزدیک
۶۰۸۰ نیکلاس ابراہیم کے نزدیک ۵۴۲۰ مستلی نوس کے نزدیک ۵۹۲ پنیاد یوسس
وو دانتھی روس کے نزدیک ۵۰۲۰ دیکھو اگر سلاطین کی کتاب الہامی اور غیر محرف ہوتی تو
یہ مورخ خصوصا یوسفیس اور کلیمنس اسکندریانوس کسطرح اسکی مخالفت کرتے اور
ان لوگون نے تو اس جانہ جبری کو معتبر جانا نہ یونانی کو پس معلوم ہوا کہ سلف کے اہل کتاب
کے نزدیک ان کتابون کا اعتبار اور اور تاریخ کے برابر نہ تھا ۳۶ - **اختلاف**
کتاب اول اخبار الایام کے نوین باب کا پینتیسوان درس یون ہے نسخہ ۱۸۴۲ء اور جبعون
مین جبعون کا باپ یعوایل رہتا تھا اور اوسکے جورو کا نام موکہ تھا اور جملہ اخیرہ اور ترجمون
مین یون ہے نسخہ ۱۸۳۸ء نام زن وے موکہ بود نسخہ ۱۸۴۵ء نام زنش معکاہ بود -
آدم کلارک مفسر لکھتا ہے کہ عبری مین ہین لکھتا ہے اور ترجمہ یونانی اور لاطینی اور سریانی
مین جورو - اور مترجمین نے انھین ترجمون کی پیروی کی ہے - دیکھو غضب خدا کا کہان جورو
اور کہان بہن - اور یہان تو فرقہ پروٹسٹنٹ کے مترجمین بھی جو عبری کے حمایت کا دم بھرتے
ہین لاچار ہو کے عبری کو محرف اور غلط سمجھکر ترجمہ یونانی اور لاطینی کی پیروی کرتے ہین -
۳۷ - **اختلاف** کتاب دوم اخبار الایام کے بائیسویں باب کے دوسرے درس
مین عبری نسخہ کے اندر اٹھارہ اور ترجمہ ہ یکسو بیس ۴۲ برس مرقوم ہے اور ترجمہ یونانی کے
نسخہ اسکندریانوس مین فقط بیس ۲۰ واقع ہین اور یہی صحیح ہے ۳۸ - **اختلاف**
کتاب دوم اخبار الایام کے انتیسویں باب کے دوسرے درس مین عبری کے اندر بیالیس
مین اور یونانی کے بعضے نسخون مین بائیس اور یہی صحیح ہے ۳۹ - **اختلاف**

کتاب دوم اخبار الایام کے اٹھائیسوین باب کے ۱۹ ورس مین عبری کے اندر شاہ اسرائیل کا لفظ واقع اور یونانی اور لاطینی مین شاہ یہودا ہے اور یہی صحیح ہے ۴۰ م اختلاف کتاب دوم اخبار الایام کے چھتیسوین باب کے دسوین درس مین عبری کے اندر صدقیاہ کو یہویکین کا بھائی لکھا ہے اور یونانی اور اور ترجمون مین چچا اور یہی صحیح ہے۔ اور ان چار اختلافون کا یعنے سینتیسوین سے چالیسوین تک کا بیان پہلے جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے چوتھے شبہ کے جواب کے ذیل پہلی قسم کے مثالون کے اندر گذرا ۴۱ م۔ اختلاف آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے دوسرے جلد مین صفحہ ۶۷۶ کے اندر لکھتا ہے سپٹواجنٹ مین کتاب نحمیا کے بارہوین باب کے اندر تیسرا ورس لفظ شکنیاہ کے سوا اور ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ ورس متروک ہین اور ترجمہ عربی مین پہلے ورس سے چھبیسوین درس تک اور انتیسوان درس متروک ہے ۴۲ م۔ اختلاف۔ کتاب استیر کے عبری نسخہ مین کل دس باب ہین اور دسواں باب تیسرے ورس پر ختم ہوتا ہے اور یونانی اور پرانی لاطینی مین اس کتاب کے سولہ باب ہین اور دسوین باب کے تیرا ورس اور بیان اوسکا پہلی ہدایت کے اندر اس کتاب کے بیان مین گذرا ۴۳ م۔ اختلاف کتاب ایوب کے اٹھیسوین باب کا چودہوان درس عبری کے اندر یون ہے نسخہ ۱۸۲۳ء چون گل از مہر مبدّل می شود و ایشان چون در لباس فاخرہ ظاہر ہستند اور ترجمہ یونانی مین یون ہے مٹی

لے کے کیا تو نے اسے زندہ پیدائش بنایا اور اوسکو بولنے کی قوت دیکر زمین پر رکھا دیکھو وہ کہان اور یہہ کہان زمین آسمان کا فرق ہے ایک ان مین سے غلط اور محرف

ہے یہہ تفسیر مہری و مشکاٹ مین ہے کہ اس درس نے مفسرون کو بہت خیال مین ڈالا ہر ۴۴ م۔ اختلاف کتاب ایوب کے بیالیسوین باب کا ۱۷ ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۴۴ء اور ایوب عمر دراز اور پر سالہ مرگیا اور اس درس پر عبری نسخہ

ختم ہوتا ہے اور یونانی ترجمہ مین اس ورس کے آخر مین اتنی عبارت زائد ہے کہ وہ ان لوگون
کے ساتھ جنھین خداوند اوٹھاتا ہے پھر اوٹھیگا۔ اور اس ترجمہ کے بعد ایوب کا ایک
نسب نامہ اور کچھہ حال اوسکا مختصر طور سے مرقوم ہے اور اس تتمہ کو کامٹ اور ہرڈر
نے واجب التسلیم اور کتاب الہامی کا جزو مانا ہے اور فلو اور پولی ہشٹر نے بھی مانا
اور ارجن کے وقت مین بھی اوسکو مانتے تھے۔ اور تھیوڈوشن نے بھی اپنے ترجمہ یونانی
مین اس تتمہ کو لکھا ہے اور اب متاخرین اسمین شک کرتے ہین تفسیر ہنری اور اسکاٹ
مین ہے کہ ظاہرا یہہ تتمہ جعلی ہے گو مسیح سے پیشتر لکھا گیا ۴۵ **اختلاف** چودہوین
زبور کا تیسرا ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۳۱ء وے سب بیراہ ہو گئے وے سب
کے سب سڑ گئے کوئی نیکوکار ایک بھی نہین۔ اور ترجمہ یونانی واٹیکانوس اور ترجمہ لاطینی
اور ایتھیوپک اور ترجمہ عربی مین اسکے بعد اتنی عبارت زائد۔ ۴ انکے گلے کھلی ہوئی قبرین
ہین وے اپنی زبانون سے جھوٹ کہتے ہین اونکے لبون کے اندر کالے سانپون کا زہر
ہے ۵ ان کے منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرے ہین ۶ اُن کے پانو خون کرنے کو
تیز رو ہین ۷ ہلاکی اور افسوس اون کے راہون مین ہے ۸ اور وے آرام کی راہ نہین
پہچانتے ہین ۹ اون کے آنکھون کے سامنے خدا کا خوف نہین ہے اور عیسائیون کے مقدس
پولوس نے بھی اس عبارت کو اپنے نامہ رومیہ کے تیسرے باب مین تیرہوین ورس
سے اٹھارہوین ورس تک مختار قول کے موافق یونانی ہی سے نقل کیا ہے بلکہ عیسائیون
سے بعض حضرات نے تحریف کرکے ان چھے ورسون کو زبور مین بھی انجیل سے لیکر
ملا دیا تھا اور مترجم لاطینی اور ایتھیوپک اور عربی نے تو بلاشبہ انکو کتاب الہامی زبور
مین کا جزو جانا ہے آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے تیسرے جلد مین زبور مذکور کے ورس
تیسرے کی شرح کے ذیل مین صفحہ ۱۹۶۵ کے اندر لکھتا ہے تیسرے ورس کے بعد چھے
ورس جو نامہ رومیہ کے تیسرے باب کے ۱۳ ورس سے ۱۸ ورس تک پولوس نے

نقل کیے ہین ترجمہ یونانی واٹیکانوس مین اور ترجمہ لاطینی اور ترجمہ اتہیوپک اور ترجمہ عربی مین واقع ہین۔ پھر پانچوین جلد کے اندر نامۂ رومیہ کے تیسرے باب کے ۱۲ ورس کے شرح کے ذیل مین لکھتا ہے یہہ ورس اور اوسکے بعد کے ورس ۱۸ تک ترجمہ سپٹوا جنٹ مین موجود ہین لیکن عبری مین نہین ہین۔ اور بہت ہی ظاہر ہے کہ حواری نے ترجمہ ہی سے نقل کیے ہین۔ کیونکہ ورس مذکورہ اور کسی جگہہ پائے نہین جاتے جو حواری کے الفاظ سے اتنی مناسبت رکھتے ہون اگرچہ ورس مذکورہ اسکندریانوس کے نسخہ مین نہین لیکن لاطینی اور اتہیوپک اور عربی مین موجود ہین۔ چونکہ یہہ ورس سپٹوا جنٹ کی بہت پرانی نقلون مین نہین اس لیے بعض نے کہا ہے کہ حواری نے اون کو مقدس کتابون کے مختلف جگہون سے لیا ہے اور نقل نویسون نے اوسکے بعد ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ورس کو چودھوین زبور سے منقول دیکھ کر یہہ خیال کیا کہ یے ورس باقی بھی اصل متن مین داخل تھے سو اونھون نے اپنی نقلون مین حواری کے متن سے لیکر اونکو ملا لیا۔ یہان تک کلام آدم کلارک کا تمام ہوا دیکھو اس قول سے اور بہت ہی ظاہر ہے الخ صاف تبلاتا ہے کہ اوسکے نزدیک مختار یہی اور بعض کا قول ضعیف ہے۔ قول اوسکا لیکن چونکہ سپٹوا جنٹ کے الخ کہتا ہون مین کہ دو حال سے خالی نہین یا تو وے بہت پرانے نسخے یہود کے عبادت خانون کے ہونگے کہ ان مین اونھون نے نامۂ رومیہ کی تغلیط کے واسطے ان ورسون کو گرا دیا ہوگا یا حضرات عیسائیون نے اپنی انجیل کی تصحیح کے واسطے اپنے سب نسخون مین اونکو ملا لیا ہوگا۔ بہر حال دونون سے ایک محرف ہے اور یہہ قول نقل نویسون نے الخ پچھلے احتمال کو موید ہے۔

۴۶۔ **اختلاف**۔ زبور چوتیسوین کا دسوان ورس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۳۱ء اور حاجت مند باگ بھوکے ہین الخ نسخہ ۱۸۴۴ء باگھ حاجتمند اور بھوکے ہین الخ نسخہ ۱۸۲۵ء شیر بچگان محتاج می شوند وفاقہ میکشند الخ اور یونانی مین یون ہے امیر آدمی غریب اور بھوکے ہین الخ آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے تیسرے جلد مین

صفحہ ۴۰۲ کے اندر یونانی کی عبارت کو نقل کرکے کہتا ہے کہ ہیوبی گینٹ یہی عبارت

کو پسند کرتا ہے اور مضمون اور ربط بھی یقیناً اسکو چاہتا ہے اور لاطینی اور یونانی اور

رتھیوپک اور عربی اور انیگلو سکسن مین یہی عبارت ہے۔ اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ

مین ہے کہ یونانی کے موافق اور ترجمے بھی ہین اور اس لفظ مین جسکے معنے شہر ہین اور

اس لفظ مین جسکے معنے قوی ہین صرف ایک حرف کا فرق ہے ۴۷ **اختلاف**

زبور چالیسوین کے چھٹے درس کے اندر عبری مین یون ہے تونے میرے کان کھولے

اور نامہ عبرانیہ کے دسوین باب کے پانچوین درس مین یون ہے میرے لئے ایک بدن

تیار کیا اور اسیجا ان کے مفسر غلطی اور تحریف کرمان گئے ہین لیکن ڈاکٹر کنی کاٹ اور

آدم کلارک نے اسکو عبرانی نسخے مین اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈمینٹ مین یونانی اور

نامہ عبرانیہ کے اندر مانا ہے آور جامعین تفسیر ہنری اور اسکاٹ نے ان کے تعین مین

توقف کیا ہے اور تشریح اسکی پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین اور دوسرے

کے تیسرے شبہ کے جواب مین ساٹھوین اختلاف کے بیان مین گذری ہے۔

۴۸ **اختلاف** زبور اکاسیوین کا پانچوان درس عبری مین یون ہے اوسنے

یوسف کے لئے جب وہ زمین مصر کے برابر پہنچا جہان مینے وہ بولی سنی جسے مین نہین سمجھتا تو

یہہ دستور ٹہرایا اور یہہ جملہ جہان مین نے وہ بولی سنی جسے مین نہین سمجھتا یونانی ترجمہ

مین یون ہے جہان اوسنے وہ بولی سنی جسے وہ نہ سمجھا۔ آدم کلارک اپنی تفسیر کے

تیسرے جلد مین صفحہ ۲۹۱ کے اندر لکھتا ہے چالڈی کے سوا سب ترجمے غائب کے

صیغہ کے ساتھ پڑھتے ہین اور انہین ترجمہ کے موافق کنی کاٹ نے متن کو درست کر دیا۔

کہتا ہون مین کہ فرقہ پروٹسٹنٹ کے پادری جواب عبرانی کے حامی ہین اس جگہہ مختلف

ہین۔ کوئی ان ترجمون کے موافق ترجمہ کرتا ہے اور اصل کو چھوڑتا ہے اور کوئی اصل کے

موافق نسخہ ۱۸۲۱ع و ۱۸۳۳ع جہان اوسنے وہ بولی سنی جسے وہ نہ سمجھا عربیہ ۱۸۳۱ع

وسمع لسانا لم یکن یعرفہ فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ء و در انجا زبان مجہول را می شنیدم فارسیہ سنہ ۱۸۴۴ء پس در انجا زبانی را کہ نفہمیدم شنیدم ۴۹ ۔ **اختلاف** زبور نواسیوین کا درس ۱۹ عبری نسخون مروجۃ الحال مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ و سنہ ۱۸۴۴ء تونے رویا مین اپنے مقدس کو فرمایا الخ فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ء پس در عالم رویا با عزیز خود تکلم نمودے عربیہ سنہ ۱۸۳۱ء حینئذ کلمت نبیک بالوحی اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ سب ترجمون اور عبری کے بہت نسخون مین یون ہے تونے رویا مین اپنے مقدسون کو فرمایا الخ اور رومن کاتھلک کے انگریزی ترجمون مین اب تک ایسا ہی ہے معلوم نہین کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے پادری سارے ترجمون اور عبری کے بہت نسخون کی کسلیئے مخالفت کرتے ہین اور جمع کے بدلے مفرد لکھتے ہین ۔ ۵۰ **اختلاف** ستانوین زبور کا ساتوان درس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ء شرمندہ ہوویں وے سب جو کھودے ہوئے بت پوجتے ہین اور بتون پر پھولتے ہین سارے معبودو تم اوسے سجدہ کرو اور آخر کا جملہ یونانی مین یون ہے خدا کے سارے فرشتے اسکی عبادت کرین اور یونانی کے موافق عیسائیون کے مقدس پولس نامہ عبرانیہ کے پہلے باب کے چھٹے درس کے اندر نقل کرتے ہین نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء و سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۴۴ء خدا کے سارے فرشتے اوسکی پرستش کرین ۱ ۵ ۔ **اختلاف** ایک سو پانچوین زبور کے اٹھائیسوین درس مین عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ء اونھون نے اوسکی بات سے سرکشی نہ کی نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء انھون نے اوسکے سخن سے سرکشی نہ کی اور یونانی مین یہہ جملہ یون ہے انھون نے اوسکی بات سے سرکشی کی ۔ دیکھو اول مین نفی اور دوسرے مین اثبات ایک یقینا غلط اور محرف ہے تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے اس فرق کے سبب سے مباحثہ نے بہت طول پکڑا ہے اور ظاہرا یہہ فرق حرف نفی کے داخل کرنے یا چھوڑنے سے پیدا ہوا ہے دیکھو اون کے مفسر لاچار ہو کر ایک کی غلطی اور تحریف کا تو اقرار کرتے ہین لیکن غلط کو معین نہین کر سکتے ۵۲ **اختلاف** ایک سو چھبیسوین زبور کے اٹھوین درس مین عبری

کے اندر یون ہے شریرون کی گروہ نے مجھے گھیر لیا آور یونانی مین یون ہے شریرون کے جانون نے مجھے گھیرا۔ اور رومن کاتلک سلفاً خلفاً یونانی کے موافق لکھتے آئے ہین مگر اسیجا نو پروٹسٹنٹ بھی لاچار ہوکر عبری کو چھوڑتے ہین اور یونانی کے موافق اپنے ترجمون مین لکھتے ہین نسخہ سنہ ۱۸۲۱ و سنہ ۱۸۳۲ع شریرون کے جانون نے مجھے گھیرا نسخہ سنہ ۱۸۳۱ع وجماعۃ عاصیان مرا گرفتہ است نسخہ سنہ ۱۸۴۵ع و دستہ ہاے شریران مرا احاطہ نمودند نسخہ سنہ ۱۸۳۱ع و حبال الخطاۃ التفت علی غالب یہہ ہے کہ اسیجا تو سب مسیحی عبری کی عبارت کو ناپسند کرتے ہین۔ **۵۳ ، اختلاف** کتاب اشعیا کے نوین باب کے چھٹے درس مین عبری ۵۳
مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ع ونامش عجیب مشیر خداے قادر پدر قرن لایزال حاکم سلامت خوانده خواہد شد نسخہ سنہ ۱۸۴۵ع و اسم او عجیب و واعظ و خدای کبیر و والد جاوید و سرور سلامت خوانده خواہد شد۔ نسخہ سنہ ۱۸۴۴ع اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب مصلح خداے قادر اب ابدیت شاہ سلامت ان کے موافق ایک نام یہہ ہے ہمیشگی کا باپ اور ترجمہ یونانی مین اسکے عوض بڑے شارع کا پیغمبر ہے دیکھو یہہ کہان اور وہ کہان۔ آدم کلارک مفسر اپنے تفسیر کے چوتھے جلد مین صفحہ ۲۶۸۸ کے اندر لکھتا ہے۔ عبری مین ہمیشگی کا باپ یونانی مین بڑے شارع کا پیغمبر اور عبری کے ایک نسخہ مین باپ مدد کرنے والا ظاہر مین یہہ کسی یہودی کی تحریف ہے **۵۴ ، اختلاف** کتاب اشعیا کے چالیسوین ۵۴
باب کا پانچوان درس عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ع اور خداوند کا جلال آشکارا ہوگا اور سب بشر ایک ساتھ دیکھینگے کہ خداوند کے منہ نے یہہ فرمایا ہے اور ترجمہ یونانی مین یون ہے اور خداوند کا جلال آشکارا ہوگا۔ اور سب آدمی ایک ہی ساتھ نجات ہمارے خدا کی دیکھینگے۔ کیونکہ خداوند کے منہ نے یہہ فرمایا ہے آدم کلارک اپنی تفسیر کے چوتھی جلد مین صفحہ ۲۷۰۵ کے اندر اس عبارت کو نقل کرکے لکھتا ہے مین خیال کرتا ہون کہ یہہ اصل ہے اور انگریزی مترجم نے یہہ لفظ اسکو کہ جو یونانی ترجمہ کے اس زیادتی

کے قایم مقام ہے بڑہا دیا ہے اور یہہ ترجمہ ترگ عبری متن مین بہت پرانی ہے جو کالدی
اور لاطینی اور سریانی کے ترجمون سے پہلے ہوی ہے مگر سپٹوا جنٹ کے سب نسخون مین
یہ الفاظ موجود ہین اور لوقا نے ان کو تیسرے باب کے چھٹے درس مین مانا ہے۔ میرے
ایک نہایت پرانے نسخے مین سارا درس غائب ہے اور ہارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسرے
جلد کے پہلے حصے کے آٹھوین باب مین لکھتا ہے کہ لوقا نے تیسرے باب کے چھٹے درس
مین یونانی کے موافق لکھا ہے اور بشب لوتھ نے اوسکو صحیح عبارت جانکر اپنے ترجمہ مین کتاب
اشعیا کے اندر داخل کر لیا ہے۔ اور تفسیر ہنری و اسکاٹ مین ہے کہ بعد لفظ دیکھینگے کے یہ
الفاظ نجات ہمارے خدا کے بڑہانے چاہئین۔ دیکھو باونوین باب کے دسوین درس کو
اور ترجمہ یونانی کو دیکھو۔ کہ ان مفسرون کے اقرار کے موافق یہہ تحریف بالنقصان عبری
۵۵ کے اندر ہے اور بقول آدم کلارک بہت پرانی ہے **۵۵ اختلاف** یرمیا کے
کتاب کے اکتیسوین باب کے بتیسوین درس مین عبری مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ع اور انہون
نے میرے اس عہد کو توڑا باوجودیکہ مین اون کا شوہر تھا خداوند کہتا ہے اور یونانی مین اس
کے بدلے باوجودیکہ مین انکا شوہر تھا یون ہے اور مین نے اونکا ملاحظہ کیا۔ اور نامہ عبرانیہ
کے آٹھوین باب کے نوین درس مین یونانی کے موافق اس درس کو نقل کیا ہے نسخہ
سنہ ۱۸۲۳ع اور مین نے اونکا اندیشہ کیا دیکھو دونون عبارتون مین کتنا فرق ہے۔
۵۶ **۵۶ اختلاف** کتاب یرمیا کے چھیالیسوین باب کا پندرہوان درس عبری مین
یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ع کیا سبب ہے کہ تیرے بہادر گرائے گئے وے کہڑے نرہے کیونکہ
خداوند نے انکو اوندا کیا اور ترجمہ یونانی مین یون ہے کیون اپس تیرا پسندیدہ سانڈ
تجہہ سے بہاگا کیون وہ کہڑا نہین رہا۔ اسلئے خداوند نے اوسے گمزور کیا اور تیرا گروہ گمزور
اور بے مروت تھا۔ دیکھو وہ عبارت کہان اور یہہ کہان **۵۷ اختلاف** دانیال
کی کتاب کے تیسرے باب کے درس ۲۳ و ۲۴ کے بیچ مین لڑکون کا راگ اور جس

کتاب کے آخر مین تاریخ سماۃ اور لکھائی بل اور ذرنجین کے تیرھوان اور چودھوان باب کرکے ترجمہ یونانی تھیوڈوشن اور لاطینی مین مرقوم ہے اور رومن کا تھلک کے سارے انگریزی ترجمون مین اب تک موجود اور واجب التسلیم ہے اور عبری مین اونکا وجود نہین۔

۱۵۸ **اختلاف** توریت سامری مین احکام عشرہ مشہورہ پر ایک حکم اور بڑہایا ہوا ہے جسکو جمہور علماۓ عیسائی مذہب کے محرف تبلاتے ہین اور کہتے ہین کہ سامریون نے شرارت سے بڑہا دیا ہے۔ **چوتھی ہدایت** ان وجوہ کے بیان مین کہ ان کے سبب اہل کتاب کے مقدس کتابون کے اندر تحریف ہوجانا بہت ہی آسان تھا۔ **پہلی** وجہ یہہ ہے کہ انگریزی مورخون کے تصریح کے موافق جو ساتوین صدی مین قلم کا ایجاد ہوا ہے اور آٹھوین صدی مین کاغذ کا ایجاد۔ اور پہلے زمانے مین لکھنے اور محافظت کا طور بھی اچھا تھا اسلئے کتابون کا وجود بہت ہی قلت سے ہوتا تھا اور محرفون کو تحریف کی گنجایش بہت ہوتی تھی اور بہت آسانی سے کرسکتے تھے ایک تاریخ انگریزی مین جو ۱۸۵۰ء مین چارلس ڈالین کے مطبع کے اندر دارالسلطنت لنڈن مین چھپی ہے یون مرقوم ہے کہ اگلے زمانے مین لوہے یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے یسیسے یا لکڑی یا موم وغیرہا کی تختیون پر لفظون کے نقش کھودا کرتے تھے اور پھر سب سے پہلے مصر والے درخت پیپرس کے پتے ان تختیون کے بدلے استعمال مین لائے۔ پھر شہر پرگمس مین خس کی وصلی ایجاد ہوی اور آٹھوین صدی مین روئی اور ریشم سے کاغذ تیار ہوا۔ اور تیرہوین صدی مین کپڑے سے بنایا گیا اور قلم کا ایجاد ساتوین صدی مین معلوم ہوتا ہے اور اگلے زمانے مین کتاب ایک ہی طرف لکھی جاتی تھی اور لپیٹ کر رکھتے تھے اور کھولنے کے وقت بڑی جگہہ درکار ہوتی تھی بعد و سکے مربع ورقون پر دو طرفہ لکھنا شروع ہوا۔ پس اس بات سے واضح ہے کہ اس زمانے کی نسبت اگلے زمانے مین لکھنا اور ترجمہ کرنا اور پڑہنا اور کتاب کو حفاظت سے رکھنا بہت ہی مشکل تھا اور جعل اور تحریف کا ہوجانا اوس وقت کی کتابون مین خواہ ارادے بد سے ہو یا اور سبب سے بہت

ہی آسان تھا اور خرابیون مذکورہ کے سبب سے سب سے زیادہ توریت اور انجیل مین
مجددون کا لحاظ کر کے اسکی قابلیت تھی۔ یہان تک اس مورخ کا کلام تہا۔ دیکھو ان خرابیون کا
لحاظ کر کے یہہ مورخ عیسائی مذہب اقرار کرتا ہے کہ مجددون کو تحریف اور جعل کی توریت
انجیل کے اندر بڑی گنجایش تھی۔ اور کچھہ اس مورخ پر موقوف نہین۔ ان باتون کی اور
مورخ انگریزی بھی تصریح کرتے ہین اور کچھہ تحریف قصدی پر موقوف نہین بلکہ اس سبب سے
کہ جو سابق کے زمانے مین لکھنے اور محافظت کا طور اچھا نتھا بلا قصد بھی بڑی بڑی خرابیان
پڑجاتی تھین۔ دیکھو دو چار ہی برس مین اوریجن کی کتاب مین ایسی خرابی پڑگئی تھی کہ اصل
اور اصلاح متمیز نرہی تھی تو اب اور کتابون کا صدہا سال کے عرصے مین کیا قیاس
کیا جاوے اور اس امر کا بیان دوسری ہدایت کے اندر ترجمہ سپتواجنٹ کے بیان مین
مین گذرا۔ اور آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ پہلے مین لکھتا ہے نسخہ ١٨٥١ء
پہلے زمانے مین شرح کا یہہ دستور تھا کہ حاشیہ پر کسی کسی لفظ کے معنے لکہدیتے تھے۔
پھر اوسکے بعد یہہ دستور ٹھہرا کہ متن ہی کے ساتھہ شرح کو ملا دیتے تھے اور تمیز کے واسطے
کچھہ نشان کر دیا کرتے تھے اور بعضے دفعہ متن کی سطر کو اوپر اور شرح کی سطر کو نیچے لکھتے
تھے اور کبھی شرح کو صفحے کے آخر مین لکھتے تھے۔ اور مین نے ان سب طرح کے نسخون
کو دیکھا ہے اور میرے پاس بھی ایک انجیل ہے جو وکلف کے زمانے کے پیشتر کی لکھی ہوئی
ہے اور اسمین شرح متن کے ساتھہ مرقوم ہے اور تمیز کے لیئے پیچھے سے کسی نے لکیر شرح
کی عبارت کے نیچے کھینچدی ہے اور ایسے دستورات ایک بڑے اختلاف عبارت
کے سبب پڑے ہین کیونکہ جہان تمیز کے نشان غفلت یا غیر غفلت کے سبب چھٹ گئے
وہان شرح کی عبارت متن کی جزو سمجھی گئی۔ اور کاتبون نے اوسکو متن مین داخل کر لیا

یہان تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ دیکھو یہہ مفسر اقرار کرتا ہے کہ ایسے دستورات ایک
بڑے اختلاف عبارت کے سبب پڑے ہین۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ ان

دوسری وجہ

خرابیوں کے سوا جنکا ذکر پہلی وجہ مین گذرا یہہ خرابی ہوی کہ ان حوادث اور کثرت بابت
کا لحاظ کرکے جنکا بیان مشروحاً پہلی ہدایت کے اندر توریت کے بیان مین پہلی وجہ کے اندر
گذرا توریت بلکہ عہد عتیق کے صحیفے اور کتابون کا بھی بخت نصر کے گردی سے پہلے ہی گویا
تیسری وجہ
خاتمہ ہو چکا تھا۔ **تیسری وجہ** یہہ کہ بخت نصر کے حادثہ مین یہود پر بہت بڑی تباہی
پڑی کہ ہیکل ڈہائی گئی اور وے لوگ مقتول اور اسیر ہوے اور سب نسخے پرانے عہد عتیق
کے کتابون کے جو اوس وقت تک تھے برباد ہوے بحدیکہ اگر عزرا پیدا ہوتے اور وے توریت
کو پھر نہ لکھتے تو توریت صحیح کا وجود اوس وقت مین بھی کسیکے پاس نہ نکلتا۔ اور دوسرون کا تو کیا
ذکر۔ اس جعلی کتاب مین جو عزرا کے طرف منسوب ہے مرقوم ہے کہ توریت جلائی گئی
اور کوئی توریت کو نہ جانتا تھا اور کہا گیا ہے کہ پھر عزرا نے روح القدس کے مدد سے اس
سب کو جو توریت مین تھا لکھدیا ہے۔ اور کلیمنس اسکندریانوس لکھتا ہے کہ مقدس کتابین
جاتی رہین اور عزرا کو الہام ہوا کہ دوبارا ان کو از سرنو کر دے اور ترتولین کہتا
ہے کہ مشہور رہے کہ یروشلم کی غارتی کے بعد جو بابلیون کے ہاتھہ سے ہوی یہود کی کتابون کا
کل مجموعہ عزرا کے ہاتھہ سے از سرنو پھر لکھا آیا ہے اور تہیوفلکٹ کہتا ہے کہ مقدس
کتابین بالکل جاتی رہی تھین عزرا نے الہام سے پھر از سرنو بنائی ہین اور بارہوین ہدایت
چوتھی وجہ
کی چوتھی قسم مین اس قسم کی مناسبت کا ذکر آتا ہے **چوتھی وجہ** یہہ ہے کہ جب پھر عزرا
نبی کے طفیل سے عہد عتیق کے کتابون کا وجود ہوا تو ان پر پھر انیتوکس شہنشاہ
فرنگستان کے عہد مین ایکسو اڑسٹھہ برس قبل ولادت مسیح کے ایک بڑی آفت پڑی کہ اوس
بادشاہ ظالم نے سب اصل نسخے عزرا کے اور سب نسخے مقدس کتابون کے جتنے انکو
بڑی کوشش سے ملے پہاڑ کر جلا دئے اور ہر مہینے مین تلاش اس امر کی کرواتا تھا اور جسکے
پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلتی تھی اوسکو مروا ڈالتا تھا اور اس کتاب کو پہاڑ کر جلا دیتا
تھا۔ مقابیس کی پہلی کتاب کے پہلے باب مین ہے کہ انیتوکس شہنشاہ فرنگستان نے

اورشلیم کو فتح کرکے عہد عتیق کے کتابون کے جتنے نسخے جہان سے اوسے ملے پھاڑ کر جلا دئے اور حکم دیا کہ جسکے پاس عہد عتیق کی کوئی کتاب نکلیگی یا وہ شریعت کے رسم بجا لاویگا مار ڈالا جاویگا۔ اور ہر مہینے مین اس امر کی تحقیق عمل مین آتی تھی اور جسکے پاس عہد عتیق کی کوئی کتاب نکلتی یا ثابت ہوتا کہ وہ شریعت کے رسم کو بجا لایا وہ مارا جاتا تھا اور وہ کتاب تلف کیجاتی تھی یہان تک مقابیس کا کلام تھا جو خلاصہ کے طور نقل ہوا اور یہہ حادثہ ساڑے تین برس برابر رہا تھا۔ جیسا تاریخ کی کتابون سے ثابت ہے اور یوسیفس مورخ نے اپنی تاریخ کے پانچوین کتاب کے نوین باب مین لکھا ہے اور ملنر کاتلک اپنی کتاب مین جو سنہ ۱۸۴۳ع مین بلدۂ ڈربی کے اندر چھپی ہے صفحہ ۱۱۵ مین یون لکھتا ہے کہ اہل علم کا اسپر اتفاق ہے کہ توریت کا اصل نسخہ اور اسیطرح عہد عتیق کی کتابون کے اصل نسخے شہر اورشلیم اور ہیکل کے ساتھہ بخت نصر کے لشکر کے ہاتھہ سے غارت ہوے اور جب پھر عزرا کے طفیل سے ان کی صحیح نقلین ہوئین وے نقلون کے نسخے بھی انٹیوکس کے حادثہ مین ضایع ہوے۔ پھر ان کتابون کے صداقت کی گواہی نتھی جب تک کہ مسیح اور حواریون نے اونکی صداقت کی گواہی نہدی تھی۔ یہان تک کلام ملنر کا تھا جو ترجمہ کے طور منقول ہوا اور کتاب مراۃ الصدق مین جسکو پادری طامس انگلس کاتلک مذہب نے انگریزی سے اردو مین ترجمہ کرکے چھپوایا ہے یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۱۷ عالم و فاضل اسبات پر سب متفق ہین کہ اورشلیم کی ہیکل اور شہر کے ساتھہ وہ کتاب مقدس جو موسیٰ اور قدیم پیغمبرون کے ہاتھہ کی لکھی ہوی تھی جبنو قدنذر کے عہد مین اسیری کی چڑہائی مین تاخت و تاراج ہوگئی اور اگرچہ کتاب مقدس موصوف کو اوس کی نقل مطابق اصل سے عزرا نبی نے پھر موجود کیا تھا مگر یہہ نقل بھی انطاکیس کے آیندہ ظلمون کے وقت لٹ گئی تھی ایک شخص اپنی خاص راے اور تمیز کی تقویت پر کہہ نہین سکتا کہ کتاب مقدس جو اسکے پاس ہے سچی اور اصلی ہے یا نہین۔ یہان تک کلام مرآت الصدق والے کا تہا جو اوسکے

الفاظ سے منقول ہوا۔ اور مسیح ؑ اور حواریون کی گواہی کا حال بارہوین ہدایت کے اندر آتا ہے اور بشپ ہسلی بھی اپنی تفسیر کے تیسرے جلد کے صفحہ ۲۸۵ مین لکہتا ہے کہ عبری متن کا اصل نسخہ کھو یا گیا۔ **پانچوین وجہ** یہہ ہے کہ انٹیوکس کے حادثے کے بعد یہود پر فرنگستان کے اور بت پرست بادشاہون کی عداوت سے بھی ایسی ایسی بُری آفتین پڑین کہ اُن مین گمان ہوتا ہے کہ عہد عتیق کے نسخے جو انٹیوکس کے حادثے سے بچے ہون یا اوسکے حادثے کے بعد کسی بچے ہوے نسخے سے نقل ہوے ہون ضایع ہوگئے ہون اور منجملہ ان آفتون کے ایک حادثہ طیطوس رومی کا تھا جو مسیح ؑ کے عروج سے سینتیس برس تخمینا کے بعد وقوع مین آیا۔ اور اوسکا حال یوسیفس نے اپنی تاریخ مین مفصل لکہا ہے اور اس حادثے مین گیارہ لاکہہ یہودی مارے پڑے اور ستانوے ہزار اسیری مین جاکر فروخت ہوے۔ **چھٹی وجہ** یہہ ہے کہ پندرہوین صدی تک عیسائی لوگ عبری کے طرف متوجہ نتھے بلکہ اپنے قدما اپنے عبری نسخہ کو محرف سمجھتے تھے اور اس مدت تک اونکے کلیسون مین ترجمہ سپٹواجنٹ پڑہا جاتا تھا اور یہی معتبر اور صحیح اور سچی کتاب گنا جاتا تھا اور یونانی اور مشرقی کلیسون مین تو اب تک بھی یہی پڑہا جاتا ہے سو اس لحاظ سے زمانہ سابق مین عیسائیون کے پاس عبری کے بہت نسخے نہونگے بلکہ شاید کسی کسی بڑے کتب خانون مین ایک ایک دو دو نسخہ ہوگا۔ سو عبری نسخے جسقدر رہونگے یہودیون مین ہی ہونگے اور وے بھی حوادث مذکورۂ بالا کا لحاظ کرکے قلیل ہونگے اور حوادث مذکورۂ بالا کے سوا اونکے قلت کے اور بھی دو سبب تھے ایک یہہ کہ جو عبری زبان یہودیون مین گم ہوگئی تھی اور وے اپنی کتابون سے ترجمہ کے سوا فائدہ نہین اوٹھا سکتے تھے اور اسی لحاظ سے پہلی صدی تک اونکے عبادت خانون مین بھی یہی ترجمہ سپٹواجنٹ پڑہا جاتا تھا۔ اور دوسری صدی سے اوسکو چھوڑکر اور ترجمہ اختیار کیا تھا۔ جیسا دوسری ہدایت مین اسکا بیان گذرا۔ دوسرا یہہ کہ بت پرست بادشاہون کے طرح سلاطین عیسائی مذہب

وغیرہ نے بھی اونکی عداوت پر کمر باندہی تھی اور ان کی عداوت سے یہودیون پر ہرجا بے در بے آفتین پڑین جیسا اون کے بعض کا حال پہلے سوال کے آخر مین اثبات رسالت کے نوین وجہ کے اندر گذرا۔ تو اب غالب یہہ ہے کہ عبری نسخے یہودیون مین بھی بہت ہی قلیل ہونگے بلک قریب گم ہوجانے کے ساتوین وجہ یہہ ہے کہ جو قلت سے نسخہ پایاجاتا تھا وہ بھی بہت ہی خراب تھا جیسا دوسری ہدایت مین ایک فاضل عیسائی مذہب کی تاریخ سے یون منقول ہوا کہ قریب سنہ چارسو کے بہت سے ترجمے یونانی تھے جو ایک دوسرے سے مختلف تھا اور نسخہ عبری تو بہت ہی خراب یا گم تھا اور سنہ چارسو کے بعد تو روز بروز اور حال اوس کا ابتر ہوگیا تھا۔ اور اس صورت مین یہودیون کی جو شرارت مین ضرب المثل ہین خوب ہی بات بن آئی اور دشمنون نے ایک نیا گل کھلایا اور ایک کونسل جمائی اور مقدس کتابون کے عبری نسخے جتنے ہاتھ آسکے ان کو جمع کیا اور اون پر اپنے نسخے کی مخالفت اور غلطی کا الزام لگایا اور اون کو جلوادیا سو اس حادثے مین آٹھوین صدی تک کے عبری نسخے لکھے ہوے اونکے نسخہ کے سوا غالبًا نیست و نابود ہوے اور ڈاکٹر کنی کاٹ کو جتنے نسخے ملے تھے وہ سب کے سب سنہ ہزار سے ۱۴۵۷ع تک کے لکھے ہوے تھے ریس کے سایکلو پیڈیا کی چوتھی جلد مین ببل کے بیان مین لکھا ہے کہ ڈاکٹر کنی کاٹ لکھتا ہے کہ تمام نسخے موجودہ عہد عتیق کے مابین سنہ ایکہزار اور چودہ سو ستاون کے لکھے گئے ہین اور اسی سے استدلال کرکے یہہ بات لکھتا ہے کہ تمام نسخے جو ساتوین صدی یا آٹھوین صدی کے لکھے ہوے تھے یہودیون کی کونسل کے حکم سے بسبب اس کے کہ وے نسخے ان نسخون سے جنکو وے بہتر سمجھتے تھے بہت مخالفت رکھتے تھے نیست و نابود کیے گئے اور تشب والٹن بھی اسی وجہ سے استدلال کرکے یہہ لکھتا ہے کہ جتنے سو برس کے نسخے کمیاب ہین اور سات سو آٹھ سو برس کا نسخہ تو بہت ہی نایاب جسے کہتا ہون مین کہ اس حرکت کے بعد تو انکو خوب گنجایش ہوگئی تھی کہ عہد عتیق کی کتابون مین جسطرح چاہین د

تحریف اور تصرف کرلین اور اونکی شرارت ہر طرح سے چل جاوے دیکھو جب وے اپنی شرارت سے ترجمہ سپٹواجنٹ مین جو حواریون کے وقت سے عیسائیون مین دست بدست تہا اور اونکے گرجون مین پڑہا جاتا تہا تحریف سے بچوکے تو پہر عبری مین اون کو کیا روک رہی اور حقیقت مین بچوکے جیسا انشاء اللہ پانچوین اور نوین ہدایت کے اندر آتا ہے۔

وجہ ہشتم

آٹھوین وجہ یہہ ہے کہ عیسائیون کے پہلے طبقون مین بہی مقدس کتابون کے قلب کا ایک بڑا سبب یہہ ہوا کہ مسیح کے عروج کے تیس برس کے بعد تخمیناً مسیحیون پر تین سو برس تخمیناً تک قتل اور جلاوطنی وغیرہ کی ایسی ایسی بڑی آفتین پڑین کہ ان مین ان غریبون کو رات دن اپنی جان بچانے کا فکر رہا اور ان آفتون کا لحاظ کرکے مقدس کتابون کی کثرت سے نقل کرنے یا اونکی اچہی طرح محافظت کرنے یا اونکی تصحیح مین کما ینبغی مشغول ہونا اونکو متعسر بلکہ متعذر ہوا کیونکہ آدمی کو ایسی بلاؤن مین اس قسم کی فرصت کما ینبغی کہان ملتی ہے اور ان آفتون سے دس تو قتل عام تہے اول ۶۴ء مین جو نیرو شہنشاہ فرنگستان نے کیا تہا: وہ جسمین پطرس حواری اور انکی جورو اور پولوس مقتول ہوے تہے۔ اور یہہ قتل نیرو کی زندگی تک دار السلطنت اور اوسکے ضلعون مین جاری رہا اور اوسکے وقت مین مسیحیون کے حق مین دین مسیحی کا اقرار سخت جرم قرار دیا گیا تہا۔ دوسرا قتل جو دومشیان کی سلطنت مین ہوا اور یہہ ظالم بہی نیرو کی طرح دین عیسوی کا بدخواہ تہا اور ایک فرمان خونی جاری کیا اور ایک قتل عام ایسا کرایا کہ اس دین کے استیصال کا خوف ہوا۔ اور یوحنا حواری جلاوطن ہوے اور فلیوکلیس کلیمنس مقتول ہوا۔ تیسرا قتل ترجان کی سلطنت مین قریب ۱۰۱ء کے شروع ہوا اور اٹھارہ برس تک جاری رہا اور اس مین اگناشش گورنہیہ کا اسقف اور کلیمنٹ روم کا اسقف اور شمعون یروشالم کا اسقف قتل ہوے۔ چوتہا قتل مرقس انتونینس کی سلطنت مین ۱۶۱ء مین شروع ہوا اور مشرق سے گویا مغرب تک پہنچا اور دس برس سے زائد یہہ حادثہ رہا اور یہہ بادشاہ

حکیم فلسفی اور بت پرستی مین بڑا متعصب تھا ۔ پانچوان قتل بادشاہ سویرس کی سلطنت مین
سنہ ۲۰۲ء کے قریب جاری ہوا اور ہزارون آدمی مصر مین اور اسطرح ملک فرانس اور کارتھیج
مین قتل ہوے اور یہ قتل ایسا سخت تھا کہ عیسائی خیال کرتے تھے کہ دجال کا وقت آگیا
چھٹا قتل مکسیمین کے عہد سلطنت مین قریب سنہ ۲۳۵ء کے شروع ہوا اور ایک خونی فرمان
جاری ہوا اور اسمین علما اور پادری لوگ بہت قتل ہوے کیونکہ اوسنے یہ خیال کیا تھا کہ
جب اہل علم نہونگے تو عوام کو اپنے طور پر کر لینا بہت آسان ہے اور اس حادثہ مین پوپ
پونٹیانوس اور انٹیروس مارے گئے ۔ ساتوان قتل دیشس کی سلطنت مین سنہ ۲۵۳ء
کے قریب ہوا اور اس شہنشاہ نے چاہا کہ مذہب عیسوی کو بالکل نابود کرے اور اضلاع
کے حکام کے نام فرمان جاری ہوے اور اس حادثہ مین بعضے مسیحی اپنے دین سے پھر گئے
اور مصر اور افریکا اور اٹالی اور مشرق اسکے ظلمون کے تماشا گاہ تھے ۔ آٹھوان قتل
ولریان کی سلطنت مین سنہ ۲۵۷ء کے قریب ہوا اور ہزارون آدمی قتل ہوے ۔ پھر ایک
نیا اشتہار نہایت سخت اس مضمون کا جاری ہوا کہ اسقف اور خادمان دین فی الفور قتل
کئے جاوین اور باقی عزت دارون کا مال ضبط کرکے ان کو ذلیل کیا جاوے اور اسپر
بھی اگر مسیحی رہین تو قتل کئے جاوین اور عزت دار عورتین ضبطی مال کے بعد جلاوطن کی جاوینگی
اور باقی نوکر سرکار اور جتنے مسیحی ہون غلام بناکے قید کئے جاوینگے اور پا بزنجیر ہوکر
سرکاری مشقت کرینگے ۔ نوان قتل اریلین کے سلطنت مین قریب سنہ ۲۷۴ء کے
شروع ہوا اور ایک خونی فرمان جاری ہوا لیکن قتل بہت نہونے پایا کہ وہ خود مارا گیا
دسوان قتل سنہ ۳۰۳ء مین بڑی شدت سے شروع ہوا اور اس قتل مین مشرق سے مغرب تک
ساری زمین خون سے بھری اور تمام شہر فریجیا کو ایک دفعہ جلادیا کہ وہان ایک عیسائی
نہ بچا ۔ یہان تک اونکی تاریخون سے ترجمہ ہوکر نقل ہوا ۔ دیکھو اگر ایسے حادثے بیچ ہین
تو ایسے حادثون مین پہلے طبقون مین مقدس کتابون کی قلت کسطرح نہوسکے ۔

نوین وجہ

نوین وجہ یہہ ہے کہ آٹھوین وجہ والے سبب کے سوا ایک یہہ آفت پڑی کہ سنہ ۳۰۳ مین دیوکلیشین شہنشاہ فرنگستان کا حادثہ ظہور مین آیا کہ اس شہنشاہ نے اسبات مین کوشش کی کہ مقدس کتابون کے وجود کو صفحہ جہان سے مٹا دے سو اوسکے حادثے مین مقدس کتابون کے نسخے جو قلت سے موجود تھے ان مین سے اکثر برباد ہوے اور شاید بہت ہی کم بچا ہو۔ لارڈنر اپنی تفسیر کے ساتوین جلد کے صفحہ ۵۲۳ کے اندر لکھتا ہے کہ نسخہ ۱۸۲۰ء کہ مارچ کے مہینے دیوکلیشین کے سنہ ۱۹ جلوسی مین فرمان جاری ہوا کہ کلیسے گرائے جاوین اور مقدس کتابین جلائی جاوین پھر صفحہ مذکورہ مین لکھتا ہے کہ یوسی بیس بڑے غم سے کہتا ہے کہ اوسنے بچشم خود دیکھا کہ کلیسے بنیاد سے گرائے گئے اور مقدس کتابین بازارون مین جلائی گئین اور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ کلیسیا کے صفحہ ۱۲۹ مین لکھتے ہین نسخہ ۱۸۴۸ء کہ سنہ ۳۰۲ء مین ایک نہایت سخت اشتہار کیا گیا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ مسیحیون کا عبادت کے واسطے جمع ہونا ممنوع اور باعث قتل کا ہوگا۔ عبادت خانے مسمار اور اجاڑے جاوین عیسائیون کی کتابین تلاش کر کے جلائی جاوین پھر صفحہ ۱۳۰ مین لکھتے ہین عیسائیون کی کتابین خصوصًا خدا کی پاک کتاب جسکو وے اپنی جان کے برابر رکھتے تھے اون کی جتنی جلدین تلاش سے ملین جلائی گئین اور جسکے یہان نہین پائی گئین یا جسنے چھپا رکھین اور دینے سے انکار کیا سخت عذاب مین پھنسا۔ یہان تک کلام مورخ ممدوح کا تھا جو بعینہ اوسیکے لفظون سے منقول ہوا آہ۔ اور انھین نو وجہون مذکورہ بالا کا لحاظ کر کے عہد عتیق اور جدید کی بہت مقدس کتابین عالم کے صفحہ سے ایسی گم ہوگئین کہ اونکے نام کے سوا کچھہ اونکا نشان باقی نہین رہا۔ پادری طامس انگلس کاتلک مذہب اپنی کتاب مرات الصدق مین یون لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۱۷۱ ایک عالم ثابت کرتا ہے کہ کم سے کم بیس کتابین جلد مقدس کے بالکل کھوئی گئین یہان تک طامس انگلس کا کلام تھا جو اوسکی عبارت سے نقل ہوا اور اونہین سے مجکو جنکا نام و سراغ پھرتے

اتنہ لگتا ہے ناظرین کے تنبیہ کیلئے ظاہر کر دیتا ہون۔

عہد عتیق کی کتابین

۱ جنگ نامہ جسکا حوالہ کتاب شمار کے اکیسوین باب کے چودہوین ورس مین ہے اور
وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء اسلئے ہیواہ کے جنگ نامہ مین لکہا ہے کہ بہہ دریاے قلزم
اور وادی ارنون کے پاس ہے تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ یہہ کتاب غالباً وہ تھی
جسکو موسے نے یوشع کی تعلیم کے واسطے لکہا تہا اور اس مین مواب کی زمین کی سرحدون
کا بیان تہا۔ ۲۔ کتاب الیسر جسکا حوالہ کتاب یوشع کے دسوین باب کے تیرہوین ورس
مین ہے اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۳۰ء تب آفتاب نے درنگ کیا اور ماہتاب کھڑا
رہا۔ یہان تک کہ ان لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا کیا یہہ کتاب الیسر مین نہین
لکہا ہے الخ اور اسیطرح اوسکا حوالہ کتاب دوم سموئیل کے پہلے باب کے اٹھارہوین ورس
مین ہے ۳ ایک ہزار اور پانچ گیت سلیمان ع کی ۴ تاریخ مخلوقات سلیمان ع کی تصنیف
۵ تین ہزار امثال سلیمان کے جنمین سے کچہہ اب تک باقی ہین۔ اور ان تینون کا حوالہ سلاطین
کے پہلی کتاب کے چوتہے باب کے ۳۲ و ۳۳ ورسون مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء ۳۲ اور اوسنے
تین ہزار مثلین کہین اور اوسکے گیت ایک ہزار اور پانچ تہے ۳۳ اور اس سرو کے درخت سے
لیکے جو لبنان مین تھا اس زوفا کی گہانس تک جو دیوارون پر اگتی ہے اسنے سب درختون
کی خاصیت بیان کی اور چارپایون اور پرندون اور رینگنے والون اور مچھلیون کا ذکر کیا
آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین امثال اور گیتون کے بابت بتیسوین ورس
کے شرح کے ذیل مین لکہتا ہے امثال اب جو سلیمان کے طرف منسوب ہین ۹۰۰ یا
۹۲۳ کے قریب ہین اور اگر بعضون کے قول کو جو کہتے ہین کہ اول کے ۹ باب سلیمان ع
کی تصنیف نہین مانا جاوے تو قریب ۶۵۰ کے ہین اور ایک ہزار پانچ گیتون مین صرف
نشید الانشاد باقی ہے اگر زبور ایک سو ستائیسوین کو جسکو اسکا نام پر لکہہ رکھا ہے شامل

مگر بین اور صحیح زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبور اوسکے باپ داؤد نے اس کے تعلیم کے لئے چھوڑا ہے۔ اور ۳۳ ورس کی شرح مین یون لکھتا ہے کہ علماء کے دل نے اس تاریخ مخلوقات کے جاتے رہنے سے جو ہمیشہ کے لئے جاتی رہی رنج کھایا ہے ۶ کتاب قوانین سلطنت سموئیل کی تصنیف جسکا حوالہ سموئیل کے پہلے کتاب کے دسوین باب کے پچیسوین ورس مین ہے اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۲۹ء پھر سموئیل نے جماعت کو سلطنت کے آداب بتلائے اور کتاب مین لکھکے ہوا ؟ کے حضور رکھے الخ ۷ تاریخ سموئیل عہ کی تصنیف جسکا حوالہ کتاب اول اخبار الایام کے انتیسوین باب کے تیسوین ورس مین ہے اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۳۲ء دیکھو وہ سب سموئیل غیب گو کی تواریخ اور جدید غیب بین کی تواریخ مین لکھا ہے۔ آدم کلارک اپنی تفسیر کے ۲ جلد مین صفحہ ۱۵۲۲ کے اندر لکھتا ہے یے کتابین مفقود ہین ۸ کتاب سمعیا ۹ کتاب عید وغیب بین کی اور ان دونون انکا حوالا کتاب دوم اخبار الایام کے بارہوین باب کے پندرہوین ورس مین ہے اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۳۲ء رجعام کا احوال اول و آخر جو ہے سو سمعیاہ نبی کی تواریخ مین اور نسب نامہ کے طور پر عید وغیب بین کی تواریخ مین لکھا ہے ۱۰ کتاب ناتن نبی کی۔ ۱۱ کتاب اخیا نبی کی ۱۲ کتاب مشاہدات عید وغیب بین کی۔ اور ان تینون کا حوالہ کتاب دوم اخبار الایام کے نوین باب کے انتیسوین ورس مین ہے اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۳۲ء اور سلیمان کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ تو ناتن نبی کی تواریخ اور سیلانی اخیاہ کی نبوت مین اور عید وغیب بین کے رویا مین جو اوسنے یربعام بن نباط کی بابت دیکھا تھا لکھا ہے آدم کلارک مفسر اس ورس کی شرح مین اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین صفحہ ۱۵۲۹ کے اندر لکھتا ہے یہ سب کتابین مفقود ہین اور کتاب اول سلاطین کے گیارہوین باب کے اکتالیسوین ورس کے شرح مین اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین صفحہ ۱۳۲۰ کے اندر یون تصریح کرتا ہے کہ اس کتاب احوال سلیمان کو اخیاہ اور ناتن

پیغمبر اور عید و غیب بین نے لکہا تہا کہ جیسا کتاب دوم اخبار الایام کے نوین باب کے
انتیسوین درس سے واضح ہے غالبا انہین سے کتاب سلاطین اور کتاب اخبار الایام
جمع ہوئین لیکن مدت ہوئی کہ اصل مفقود ہین۔ اور اس مفسر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی
کہ کتاب احوال سلیمان انہین تین کتابون سے عبارت ہے اور شاید یہہ کتاب کوئی اور
ہو تو اس صورت مین یہہ تیرہوین کتاب ٹہر گئی۔ اور وہ درس کتاب سلاطین والا یون
ہے نسخہ ۴۱ء اور سلیمان کا باقی احوال اور سب کچہہ جو اوسنے کیا اور اوسکی حکمتین کیا
وے سلیمان کے احوال کے کتاب مین مکتوب نہین۔ ۱۳ کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی کی
جسکا حوالہ کتاب دوم اخبار الایام کے بیسوین باب کے چونتیسوین درس مین ہے اور
وہ درس یون ہے نسخہ ۳۴ء اور یہوسفط کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ یاہو
بن حنانی کی تواریخ مین جو اسرائیل کے بادشاہون کی کتاب مین مدخول ہوئی لکھا ہے۔
آدم کلارک اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین صفحہ ۱۵۶۱ کے اندر لکھتا ہے یہہ کتاب اب
بالکل مفقود ہے گو کتاب دوم اخبار الایام کے تصنیف کے وقت موجود تھی ۱۴ کتاب
اشعیاہ جسمین عزیاہ بادشاہ کا حال اول سے آخر تک لکہا تہا اور اوسکا حوالہ کتاب دوم
اخبار الایام کے چھبیسوین باب کے بائیسوین درس مین ہے اور وہ درس یون ہے
نسخہ ۲۲ء اور عزیاہ کا باقی احوال اول و آخر جو ہے سو اموص کے بیٹے یسعیاہ
نبی نے لکہا ہے آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے دوسرے جلد مین صفحہ ۱۵۳۰ کے اندر
لکھتا ہے یہہ کتاب بالکل مفقود ہے ۱۵ کتاب مشاہدات اشعیا جسمین خرقیا بادشاہ
کا حال مفصل مرقوم تہا اور اوسکا حوالہ کتاب دوم اخبار الایام کے بتیسوین باب کے
بتیسوین درس مین ہے نسخہ ۳۲ء اب خرقیاہ کا باقی احوال اور اوسکے نیک کام
دیکہو وے اموص کے بیٹے یسعیاہ نبی کے رویا مین اور یہوداہ کے اور اسرائیل کے
بادشاہون کے دفتر مین مکتوب ہین اور مسیحی مذہب کے اول طبقات مین ایک کتاب

مشاہدات اشعیا کرکے پائی جاتی تھی لیکن اسکو اب جعلی کہتے ہین ۔ شاید کسی یہودی یا عیسائی
جعلساز نے اس کا ورس کی تصحیح اور اور غرض کے واسطے بنائی ہوگی ۔ ۱۶ یرمیا کا مرثیہ جو
اس مشہور نوحہ یرمیا کے سوا تھا اور اوسکا حوالہ کتاب دوم اخبار الایام کے پینتیسوین باب
کے پچیسوین ورس مین ہے اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۴۴ء اور یرمیاہ نے یوسیاہ
پر مرثیہ بنایا الخ آدم کلارک مفسر اس ورس کی شرح مین لکہتا ہے یہہ مرثیہ یرمیاہ کا اب
مفقود ہے اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین ہے کہ یہہ مرثیہ اب گم ہے اور یہہ مرثیہ
یقیناً وہ نہین بن سکتا جو اب یرمیا کا نوحہ کرکے مشہور ہے اسلیئے کہ یہہ نوحہ اورشلیم
کی بربادی اور صدقیا کی موت پر ہے اور وہ مرثیہ یوشیا کی موت پر تھا ۔ ۱۷ کتاب
تواریخ الایام اور اوسکا حوالہ نحمیا کی کتاب کے بارہوین باب کے تیئیسوین ورس مین ہے
اور وہ ورس یون ہے نسخہ ۱۸۴۴ء بنی لاوی کے ابوی رئیس تواریخ الایام کے کتاب
مین یوحنان بن الیسیب کے دنون تک لکہے گئے ہین آدم کلارک اپنی تفسیر کی دوسری
جلد مین صفحہ ۱۶۷۶ کے اندر لکہتا ہے یہہ تاریخ کی کتاب اون کتابون مین جو اب ہمارے
پاس ہین نہین ہے کیونکہ ان مین کوئی ایسی فہرست نہین ہے بلکہ یہہ تو کوئی اور کتاب
تھی جو اب مفقود ہے ۔ ۱۸ و ۱۹ یوسیفس مورخ حضرت خرقیل کے طرف
دو کتابین اور منسوب کرتا ہے حالانکہ انکا اب پتہ نہین لگتا ۔ غرض یہہ ہے کہ اس قسم
کے عہد عتیق کی اور بہی بہت کتابین تہین جو ان حوادث مذکورہ بالا کا لحاظ کرکے غارت
ہوگئین اور کاتلک مذہب کے علما اب تک اقرار کرتے ہین کہ یہودیون نے قصداً بہی
اس قسم کے بعض کتابون کو پہاڑ ڈالا ہے اور بعض کتابون کو جلا دیا ہے تمنر ڈکاتلک
اپنی کتاب سوالات السوال مین سوال دوم کے ذیل مین لکہتا ہے نسخہ ۱۸۴۳ء مطبوعہ
دار السلطنت لنڈن بے کتابین جن مین یہہ ذکر تہا دینے جسکو منی نے دوسرے
باب کے ۲۳ ورس مین لکہا ہے) نیست و نابود ہوگئین ہین اسلیئے جو انبیا کی کتابین

اب موجود میں کسی میں عیسی ہو ناصری نہیں کہلاتے کریزاسٹم اپنی تفسیر نوین متی میں لکھتا ہے کہ بہت نبی پیغمبرون کی کتابین نیست و نابود ہوگئی ہین اسلئیے کہ یہود نے غفلت بلکہ بے دینی سے بعضے کتابین کہودی ہین اور بعضے کتابین پہاڑ ڈالین اور بعضے جلادی ہین۔ یہان تک قول کریزاسٹم کا تہا اور یہہ بات کہ اونہون نے یہ کتابین پہاڑ ڈالین اور جلادین نہایت غالب معلوم ہوتی ہے کیونکہ اونہون نے یہہ دیکہہ کر کہ حواری دین عیسوی کے مسئلون کے لئیے ان کتابون سے سند پکڑنے لگے یہہ فعل کیا ہوگا اور یہہ معلوم ہوتا ہے ان کتابون کے کہودینے سے جنکا متی نے حوالہ دیا ہے دیکہو جسٹن کو طریفون کے خلاف مین کہتا ہے کہ یہود نے بہت کتابین عہد عتیق سے نکال ڈالین تاکہ معلوم ہوجاوے کہ عہد جدید پوری موافقت اس سے نہین رکہتا اس سے یہ بات صریح معلوم ہوتی ہے کہ بہت ہی کتابین عہد عتیق کی نیست و نابود ہوگئین یہان تک ہمفرڈ کا کلام تہا۔

عہد جدید کی کتابین

متی کی انجیل اور دو خط پولوس کے

۱۔ متی کی انجیل کا عبری نسخہ جسکا اب تحقیق کے موافق فقط ترجمہ ہی موجود ہے۔

۲۔ لادوقیون کے نام پولوس کا خط جسکا حوالہ کلسیون کے نام کے چوتھے باب کے انیسوین ورس مین ہے اور وہ ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۲ء اور جب یہہ خط تم مین پڑہا جاوے تو ایسا کرو کہ لادوقیون کی مجلسون مین بھی پڑہا جاوے اور لادوقیون کا خط تم بہی پڑہو یہہ صاف دلالت کرتا ہے کہ جناب پولوس نے ایک خط لادوقیون کو بہی لکہا تہا اور وہ خط اب مفقود ہے اور ایک خط جو نام اس قسم کا پایا جاتا ہے جمہور مسیحی اسکو جعلی گنتے ہین جیسا انشاء اللہ عنقریب بارہوین وجہ کے اندر آتا ہے

۳۔ کرنتیون کے نام پولوس کا ایک خط جسکا حوالہ کرنتیون کے اس مشہور نامۂ اول

کے پانچوین باب کے نوین ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء ۹ مین نے خط مین تمہین لکھا کہ تم
حرامکارون مین مت ملے رہو ۱۱ پر مین نے اب تمہین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی جو نام کا بھائی
ہو کے حرامکاری یا لالچ یا بت پرستی یا عیاشی یا مے پرستی یا غارت گری کرے تو تم اوس سے
میل نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھہ کھانا تک نہ کھانا پس وہ خط جسکا حوالہ نوین ورس مین دیئے
ہین اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب گم ہے۔ پادری طامس انگلس کاتلک مذہب
اپنے رسالہ مرآت الصدق مین لکہتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۱۰۳ دلی پاولس نے قرنتیون
کو تین مکتوب لکھے ان مین سے پہلا کھو یا گیا کیونکہ اسمین جسے ہم پہلا کہتے ہین دلی پاولس
لکھتا ہے کہ مین نے تمہین ایک مکتوب مین لکھا ہے پس وہ مکتوب جو اوسنے انھین لکھا
کہان ہے یہان تک کلام مرآت الصدق والے کا تھا کہتا ہون مین کہ کاتلک مذہب کے
علما اسبات کے یقینا مقر ہین کہ یہہ نامہ کھو یا گیا ہے اور پہلے طبقون مین جناب پولوس
کے اور دو نامے بہی قرنتہیون کے نام پائے جاتے تھے مگر اب جمہور مسیحی ان کو جعلی گنتے ہین
شاید اس جعل بنانے والے نے اس نوین ورس کی تصحیح کے لئے اور اسیطرح نامہ دوم
قرنتہیون کے دسوین باب کے نوین ورس کے تصحیح کے لئے یہہ جعل بنایا ہوگا کیونکہ اس ورس
سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب پولوس نے قرنتیون کو بہت خط لکھے تھے اور وہ ورس یون ہے
نسخہ سنہ ۱۸۳۲ء مین یہہ کہتا ہون نہووے کہ مین ایسا ظاہر کرون کہ خطون کو لکھہ کے تمہین ڈراتا
ہون اور یہہ جملہ نہووے کہ مین ایسا ظاہر الخ اور ترجمون مین یون ہے فارسیہ سنہ ۱۸۳۲ء مبادا
چنین ظاہر شود کہ شمارا بنامہا مے ترسانم عربیہ سنہ ۱۸۳۱ء ولئلا اظن ظنا اننی اخوفکم
بالرسائل دیکہو باتفاق سب ترجمون کے لفظ خطون اور نامہا اور رسائل کا صیغہ جمع کے
ساتھہ آیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت خط پولوس نے قرنتہیون کو لکھے تھے۔

دسوین وجہ

دسوین وجہ یہہ ہے کہ ان خرابیون کے سوا جنکا ذکر اوپر کے وجہون مین گذرا اور بڑی
خرابیان اور بہی تہین **پہلی خرابی** یہہ کہ صد ہا سال تک مسیحیون مین جعل بہت ہی شایع

تہا اور اون کے عالم بھی جاہلون سے بدتر تھے اور اس لحاظ سے کہ دینی عہدے علانیہ بکا کرتے تھے تو ان عہدون پر غالبًا نالایق اور کچے لوگ ہوا کرتے تھے اور ان زمانون کے اندر جو تھوڑا بہت مسیحیون مین کیکو علم ہوتا تھا سو راہبون کو ہوتا تھا لیکن انکا فرقہ ایسی دیوانگی اور خبط مین مبتلا تھا اور اول اور دوسری صدی کے مسیحیون مین جہل کے سوا ایک اور طرہ تہا کہ اکثر وے رذیل قومون سے تھے اور باوجود اسکے پھر وے ایسے ایسے حادثون مین گرفتار ہوگئے جنکا ذکر اوپر گذرا اور ظاہر ہے کہ اکثر جاہل اور رذیل قوم کو مآل کا فکر کم ہوتا ہے خصوصًا جب کہ کسی حادثہ قومی مین گرفتار بھی ہون تو اس لحاظ سے اول طبقون مین مسیحیون سے مقدس کتابون کی محافظت اچھی طرح نہوسکی اور اسناد کا طریقہ بھی اچھی طور جاری ہونیکا اور اونکے عہد مین اس لحاظ سے جعلسازون کو جعل کی بڑی گنجایش رہی **دوسری خرابی** یہہ ہے قدما مسیحیون کو جہل کے سوا سادگی کے سبب بھی روایات کی تنقید نتھی جیسے صحیح غلط بات سنتے تھے اسے یقین کر بیٹھتے تھے اور گپون کو سچ سمجھ کر لکھہ دیتے تھے اور پرانے سے پرانے کا کسی شخص کا قدما رے حال دیکھو تو یہی نکلتا ہے. موشیم مورخ اپنی تاریخ کے پہلی جلد مین دوسری صدی کے علماء کے حال مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۲ء صفحہ ۶۴ اگر خلاف بد کے رہنما سے ایسا شخص مراد ہے جو ان کامون کے عدد و خاصیت سے جو عیسائیون پر لازم تھے واقف نہو اور نیکی اور بدی کی بھی صاف صاف تمیز نہ کرسکتا ہو اور کتب مقدسہ کے اصل مطلب مین خوض نکر سکتا ہو اور اسی سبب سے اکثر بے تحقیقی مین ڈانواں ڈول ہو یا احکام الٰہی کے بیان کرنے مین غلطی مین پڑجاتا ہو گو بسا اوقات اچھی بات بھی کہتا ہو. اگر بد رہنما سے ایسا شخص جسکی ابھی تعریف گذری مراد ہو تو یقینًا مانا جاوے کہ یہہ لقب تو بلاشبہہ بہت سے مرشدون سے علاقہ رکھتا ہے. یہان تک موشیم کا کلام تھا جو ترجمہ کے طور نقل ہوا. دیکھو اس مورخ کے اقرار کے موافق دوسری ہی صدی مین جو تابعین کا طبقہ تھا جب کہ عیسائی مذہب کے اکثر مرشدون اور رہنماؤن کا یہہ حال تھا تو اب جعلسازون اور بدعتیون کی جنکا ذکر گیا ہوئین

وجہ کے اندر آتا ہے کیا شکایت کی جاوے اور ڈاکٹر مشل رب التواریخ کے دوسرے دفتر مین چھٹے باب کے پانچوین فصل مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۶ء ان عُبّاد کے فرقے (یعنے راہبون) کی نمود اسلیئے ہوئی کہ ان جہالت کے زمانون مین جو تھوڑا بہت کہ علم تھا سو انھین پر منحصر تھا اور اسی دفتر کے اسی باب کے چوتھے فصل مین راہبون کے فرقے کے طریقہ کے حال مین یون لکھتا ہے یہہ دیوانہ پن پہلے پہلے ملک مصر مین چوتھے قرن مین آغاز ہوا اور وہان سے ساری مشرق اور مرز بوم افریقیہ کے اکثر ملکون مین اور روم مین پھیل پڑا اور اوسی باب کے چھٹی فصل مین لکھتا ہے۔ پانچوین قرن مین ایک سُرّی فرقہ اسطوانہ نشاہ نکلا اور اوس کا یہہ رویہ تھا کہ مختلف ارتفاع کے اساطین پر ساری عمر کاٹین یہہ دیوانگی نواح مشرق مین کئے قرنون تک جاری رہی۔ اور نوین باب کے پانچوین فصل مین لکھتا ہے دنیوی ہوا و ہوس اور بے قید استیعاب لذات اور ازبسکہ جہالت علماء دین کی گویا کہ شعار تھی اور دینی عہدون کو علانیہ بیچنا اسکا سبب تھا کہ وے عہدے نالایقون اور بچون کے ہاتھ لگین اور ولیم میور صاحب سکرتر اپنی تاریخ اردو کے دوسرے باب کے پہلے حصہ کے چھٹے دفعہ مین لکھتے ہین نسخہ سنہ ۱۸۴۸ء صفحہ ۲۹ پہلے مسیحیون کو پچھلے زمانے کی فکر تھوڑی تھی اور وے اپنے کلیسیا کے حال کی کچھہ کتاب یادداشت رکھتے تھے بلکہ ظلم و تعدی کی برداشت کرکے اپنی اوقات صبر و فروتنی سے بمشکل کاٹتے تھے۔ پھر تیسرے باب کے پہلے حصہ مین پہلے دو صدیون کے بیان مین نسخہ مذکورہ صفحہ   اس زمانے مین مسیحی بیشتر غریب اقوام اور اوسط اور ادنے اور کمتر اشرافون سے تھے ان کی کثرت کی یہی ایک وجہ تھی اور اسی سبب سے اونھون نے زیادہ شہرت نہین پائی اور تواریخون مین کم مذکور ہوا کیونکہ نیچ قوم ہمیشہ اورون سے زیادہ ہوتی ہے اور لوگ اونکی خبر تھوڑی لیتے ہین بلکہ مورخون کی کتابین اشخاص نامور اور اہل حشمت اور مقدور والون کے حال مین لکھی جاتی ہین۔ یہان تک کلام سکرتر موصوف کا تھا اور ان صاحب کی بھی

گیارہوین وجہ

عبارت کی نقل جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدما مشائخ کو روایت کی تنقید نہی پہلی ہدایت کے اندر گذری **گیارہوین وجہ** یہہ ہے کہ باوجود کثرت جہل کے ایک بڑی خرابی اور تہی کہ یہودیون اور عیسائیون مین اصلاح اور الحاق کا بڑا رواج تہا اور یہہ بات ان مین کچہ معیوب نتہی۔ اصلاح کے طور کبہی جملے کے جملے بڑہا دیتے تہے اور بعضے دفعہ گہٹا دیتے تہے اور کوئی سنائی روایت کو حاشیہ پر لکہہ دیتا تہا اور دوسرا نقل اسے ہر کہ آمد برآن مزید کرد۔ اُس روایت کو متن مین داخل کردیتا تہا اور اسکو مقدس کتاب کی جلا اور ترمیم سمجہتے تہے۔ پہلی ہدایت کے اندر یوشع کی کتاب کے بیان مین معلوم ہوچکا ہے کہ تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین اسبات کا اقرار ہے کہ ایسا الحاق قدما مین بہت رائج تہا اور یہہ بہی اسی ہدایت مین معلوم ہوچکا کہ عیسائی مفسرین کے اقرار کے موافق فقرے کے فقرے بلکہ باب کے باب الحاقی ہین اور الحاق کرنے والے کے نام ونشان کا اٹکل کے سوا کچہہ بہی علم نہین۔ اور دوسری ہدایت کے اندر ترجمہ سپٹوا جنٹ کے بیان مین گذرا کہ اُرجن نے آپہین فقرے کے فقرے اور ترجمون سے ملائے تہے اور جیروم ہی کے وقت مین یہہ بات کہ کسقدر اصل ہے اور کسقدر ارجن کی اصلاح معلوم ہونی مشکل تہی اور اب تو بالکل اس سے ناامیدی ہے اور ارجن نہ نبی تہا اور نہ حواری بلکہ قدما سے ایک ایسا فاضل تہا کہ وہم اور خیال اوسپر ایسا غالب تہا کہ اسکے سبب اکثر غلطی کرتا تہا اور جہان غلطی سے ٹہوکر کہاتا تہا ایسی کہاتا تہا کہ کسی آدمی نے نہین کہائی اور عبری زبان مین بہی کامل وقوف نرکہتا تہا۔ پہر بہی اس رواج کے موافق اسی ترجمہ کو جو ارجن کی اصلاح کے ساتہہ مخلوط تہا پندرہوین صدی تک عیسائیون نے واجب التسلیم رکہا اور اون کے علما و متکلمین نے اسکو سند مانا اور تیسری ہدایت کے اندر تیسوین اختلاف مین معلوم ہوا کہ آدم کلارک مفسر نے کتاب اول سموئیل کے سترہوین اور اٹہارہوین باب کے دو دسون کے بابت ڈاکٹر کنی کاٹ کی تحقیق کے موافق الحاقی ماننکر سوال و جواب کے طور سے یون لکہا ہم

اگر کوئی سوال کرے کہ یہہ الحاق کب ہوا کہتا ہون مین کہ یوسیفس کے وقت مین یہودیون
کو خیال تہا کہ مقدس کتابون کی تاریخ کو جلائے دیوین۔ نمازین اور گیت اور تاریخ کی نئی
باتین ایجاد کرکے۔ دیکہو بہت سے الحاق کتب استر کے اور بڑی کہانی شراب اور عورتون
اور سچ کی جو اصل تاریخ عزرا اور نحمیا کے بیچمین لی گئی اور بنائی گئی جو اب عزرا کی پہلی کتاب
کہلاتی ہے اور دیکہو ان تین لڑکون کا گیت جو دانیال مین داخل کردیا اور دیکہو بہت
سے الحاق یوسیفس مین۔ پس ہوسکتا ہے کہ یہ باتین حاشیہ مین لکہی گئی ہون۔ پہر کاتبون
کی بے پرواہی سے متن مین لکہی گئی ہون۔ یہان تک آدم کلارک کا کلام تہا اور پہلا بیسوین
اختلاف مین معلوم ہوگیا ہے کہ اسی مفسر کے اقرار کے موافق بعضے حضرات عیسائیون نے
نامہ رومیہ سے چہہ درس لیکر عبری نسخے مین چودہوین زبور کے اندر بڑہا دئیے تہے
مگر اونکی یہہ اصلاح اور تحریف اچہی نہ چلی۔ اور ہارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسرے
جلد کے صفحہ ۳۲۱ مین عہد جدید کے الحاقات کے بیان کے بعد یہہ لکہتا ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۲ع
ایسے ہی بہت سے الحاق حواریون کے اعمال مین ہوے ہین جو صحیح کرنے کے خیال سے
وقوع مین آئے۔ پہر اسی صفحہ مین یون لکہتا ہے کہ قصداً تحریف اون لوگون نے بہی کی جو
دیندار کہلاتے تہے اور بعد اونکے وہی تحریف ترجیح دیجاتی اور مقبول ٹہرائی تہی۔
اس وجہ سے کہ یا تو مسئلہ مقبولہ کے تائید ہو یا جو کچہہ اعتراضات اس مسئلہ پر عاید ہوتے
ہون اونکے جواب ہون۔ اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ عربی ترجمہ کے اندر اٹہتیسوین زبور
مین بیسوین درس کے بعد یہہ جملہ زائد ہے انہون نے مجکو جو پیارا ہون مردہ لاش
کرکے خارج کردیا اور اونہون نے میرے بدن کو میخون سے چہیدا ہے۔ اور آدم
کلارک اپنی تفسیر کی تیسری جلد کے اندر صفحہ ۲۰۵۶ مین اس فقرے کو نقل کرکے
یون کہتا ہے یہہ جملہ اور ترجمون مین نہین ہے اور صرف اتہیوپک مین آتا ہے اور انہون
نے اپنے بہائیون کو ناپاک لاش ٹہرا کے خارج کیا انوس کہتا ہے کہ یہہ عبارت اسکے

وقت مین بعضے یونانی اور لاطینی کے نسخون مین ملتی تھی اور تھیودورد نے عبارت عربی

کے ترتیب پڑھی ہے۔ اسطور پر اونھون نے مجھ بیچارے کو حقیر اور مردہ لاش

ٹھرا کے خارج کر دیا اور مین نہین جانتا کہ یہہ عبارت کہان سے آئی۔ یہانتک آدم کلارک کا کلام تھا۔ دیکھو حضرت مسیح پر جانے کے لئے کیا ہی اچھا جبہ گھڑ کے بڑا دیا تھا۔ اور اب تو اسکو جھوٹا فقرہ سمجھتے ہین اور ترجمہ عربیہ مین بھی جو ۱۸۳۱ سنہ ء کے اندر چھپا ہے اسکو نہین لیا۔ اور اس قسم کی اصلاح اور الحاق بیان کے محتاج نہین اسلئے اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہون۔ **بارھوین وجہ** یہہ ہے کہ وہ اصلاح خیالی اور اعتقادی بھی جو تھی سو تھی اس سے بڑھکر ایک یہہ خرابی ظہور مین آئی تھی کہ حضرات یہود اور عیسائیون مین جھوٹھ بولنا اور جعل بنانا پہلے قرون سیحی مین بہت ہی رائج تھا۔ یہودیون مین یہہ بات جناب مسیح کے ولادت سے پہلے رائج تھی اور بمنزلہ مستحبات دینی کے سمجھی جاتی تھی اور صدہا آدمی الہام کا جھوٹا دعوے کرتے تھے چنانچہ بعضے انبیاء اور حواری اپنے عہد کے یہودی لوگون پر واویلا کرتے ہین۔ اور مسیحیون مین جناب مسیح کے عروج سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حواریون ہی کی زندگی مین عیسائیون مین بھی یہہ بلا پھیل گئی تھی اور غیر معتبر اور جھوٹی کتابین اور جھوٹے نامے بنانے اور جھوٹے وعظ کرنے کا چرچا ہو گیا تھا۔ اور حواریون کے زمانے کے بعد تو اوسنے بہت ہی زور پکڑا یعنی یہود کے طرح ان مین بھی جھوٹھ بولنا اور فریب دینا خداپرستی کے ترقی کے واسطے مستحبات دینی سے سمجھا گیا۔ اور جب اوریجن وغیرہ علماء مسیحیہ نے اس امر مین فتوے دیدیا تو پھر اس جھوٹ کی اور اس جعل کی کچھ روک نرہی اور بڑا ہی رائج ہو گیا اور اس مستحب دینی کا یہہ ثمرہ نکلا کہ عہد عتیق اور جدید کی صدہا جعلی کتابین پیغمبرون اور اچھے لوگون کے نام سے بنائی گئین۔ اور ان مین سے بعضے بعضے تو صدہا سال تک معتبر بھی رہی۔ اور پھر جھوٹی ٹھرائی گئی اور بعضے بعضے تو اب تک ان کے بعضے فرقون مین واجب التسلیم ہے اور نوین صدی تک وہ جعل سازی برابر جاری رہی

بارھوین وجہ

اور دسوین صدی مین تو اس فصل بد کا دریا اس طغیانی سے موج زن ہوا کہ جسکا کچھہ کنارا نرہا۔ اور اب تک بھی وہ سبب دینی متروک نہین ہوا۔ اب اختصار کے طور ان امور کو ثابت کرتا ہون۔ یرمیا کی کتاب کے چھٹے باب کا تیرہوان ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ع چھوٹے سے بڑے تک سب اپنے کو لالچ مین دیتے اور نبی سے کاہن تک سب جھوٹ سے چلتے ہین۔ اور پچھلا فقرا اور ترجمون مین یون ہے فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ع وز پیغمبر تا کاہن ہمگی کاذب اند عربیہ سنہ ۱۸۱۱ع ومن الکاهن الی النبي جمیعهم صنعوا کذبا۔ یعنے امام سے نبی تک سب نے جھوٹی باتین بنائین۔ دیکھو اس مین کھلا کھلا ہے کہ بنی اسرائیل کے سب کے سب کیا چھوٹا کیا بڑا جھوٹ بولنے پر متفق ہین اور عالم اور جاہل اور نبی اور کاہن سب کے سب ایک ہی گھاٹ اتر گئے اور کاہن اور نبی کا جھوٹ بولنا یہی ہے کہ کاہن غیر حکم خدا کو خدا کا حکم تبلا دے اور نبی اپنی باتون کو خدا کی وحی کہے۔ بھلا جب سب کے سب ایسے ہون اور نبی اور کاہن بھی ایسے ہی بن جان تو تحریف کرتے کیا لگتا ہے اور یرمیا کی کتاب کے تیئسوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ع ۱۱ نبی اور کاہن دونون ناپاک ہین ہان مین نے اپنے گھر مین انکی برائی پائی خداوند کہتا ہے ۱۳ اور مین نے سمرون کے نبیون مین نادانی دیکھی ہے اونھون نے بعل سے نبوت کی اور میری اسرائیل کو گمراہی مین مین ڈالا۔ ۱۴ بھی مین نے یروشلم کے نبیون مین ہولناک چیز دیکھی وے زناکاری کرتے اور جھوٹ سے چلتے ہین بدکارون کے ہاتھون کو بھی تقویت دیتے ہین یہان تک کہ کوئی اپنی برائی سے نہین پھرتا الخ ۳۰ اسلئے دیکھہ مین ان نبیون پر آتا ہون خداوند کہتا ہے جو ہر ایک اپنے پڑوسی سے میری باتین چراتے ہین ۳۱ دیکھہ مین ان نبیون پر آتا ہون خداوند کہتا ہے جو اپنی زبان کو کام مین لاتے ہین اور کہتے ہین کہ اوسنے کہا ہے ۳۲ دیکھہ مین ان پر آتا ہون خداوند کہتا ہے جو جھوٹے خوابون کی نبوت کرتے ہین اور انھین بیان کرتے اور اپنی جھوٹائی اور لاف زنی سے میرے لوگون کو بہکاتے ہین۔ لیکن

مین نے اونھین نہین بہیجا نہ انہین حکم دیا الخ ۳۶ تم نے زندے خدا رب الافواج ہمارے
خدا کی باتون کو بگاڑا ہے اور ورس ۳۶ اور ترجمون مین یون ہے فارسیہ سنہ ۱۸۳۸
کلمات خداوندحی خداوند افواج خداے ما را تغیر نمودید ۔ دیکہو یروشلم کے پیغمبرون کا کیا
حال تہا اور اون کی یہہ وصف بدیہی تہی کہ اونھون نے خدا کی باتون کو بگاڑا اور بدلا تہا
اور یہہ عام ہے کہ خواہ کمتوبی باتون کو بگاڑا اور بدلا ہو خواہ غیر کمتوبی کو بہلا پہر تحریف
ایسے لوگون سے کیا بعید متصور ہو ۔ اور اسیطرح اور جا بہی اس کتاب مین اس قسم کا ذکر
ہے مثلاً پانچوین باب کے ورس ۳۰ و ۳۱ مین ۔ اور اٹہائیسوین باب کے ورس پہلے سے
چوتہے تک اور انتیسوین باب کے اکیسوین ورس سے اٹہائیسوین ورس تک اور نامہ
طیطس کے پہلے باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۳۳ ع ۱۰ | بہیترے نافرمان بردار اور بیہودہ گو
اور دغاباز ہین خصوصا وے جو مختون ہین ۱۱ سو اونکا منہ بند کیا چاہیے کہ وے پاجی
نفع کے لئے نامناسب باتین سکہلا کے بعضے گہرانون کو زیروزبر کرتے ہین ۱۴ | اور یہودی
کہانیون پر اور ایسے آدمیون کے حکمون پر جو سچائی کو مروڑتے ہین کان نہ دہرین ۔ اس سے
صاف واضح ہے کہ یہودی پاجی اپنے نفع کے لئے نامناسب باتین سکہلا کر گہر کے گہر الٹ
پلٹ کر ڈالتے تہے اور سچائی کو مروڑتے تہے اور اسی لحاظ سے جناب مسیح نے بہی اپنے
مریدون کو ان کی تعلیم کے سننے سے منع فرمایا تہا ۔ متی کے انجیل کے سولہوین باب کے چہٹے
ورس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ ع خبردار فریسیون اور صدوقیون کے خمیر سے پرہیز کرو ۔ اور
خمیر سے مراد تعلیم ہے جیسا اسی باب کے بارہوین ورس مین ہے اور لوقا اپنے انجیل کے
پہلے باب مین لکہتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۳ ع ۱ | ای بزرگ تہوفل اسلئے کہ بہتون نے اختیار کیا کہ
اس احوال کو جو حقیقت مین درمیان گذرا بیان کرین ۲ جیسا اونھون نے جو شروع سے خود
دیکہنے والے اور کلام کے خدمت کرنے والے تہے ہمکو سونپا ۳ مین نے بہی مناسب جانا کہ
سب کو سرے سے اچہی طرح دریافت کر کے تیرے لئے درستی سے لکہون ۔ آدم کلارک تفسیر

اپنی تفسیر کی پانچوین جلد مین صفحہ ۱۸۸۹ کے اندر لکھتا ہے ہمیشہ سے رسم ہے کہ بڑے آدمیون کے بہت سے مورخ ہوا کرتے ہین اور یہی حال خداوند کا ہے لیکن چونکہ اکثر اون کے بیانون سے نادرست تھے اور ان چیزون کو جو واقع نہین ہوئی تھین اونھون نے یقینی کرکے لکھدی تھین اور اور حالات مین عمداً یا سہواً غلطی کی تھی خصوصاً جہان لوقانے اپنی انجیل کو وہان لکھا تھا اسلیئے روح القدس کو اچھا معلوم ہوا کہ لوقا کو سب حالات کا ٹھیک علم دے تاکہ دیانت دار لوگ ٹھیک حال معلوم کرین۔ یہان تک کلام آدم کلارک کا تھا۔ دیکھو یہہ مفسر اقرار کرتا ہے کہ اور تاریخین بھی لوقا کے تاریخ کے مثل بن چکی تھین۔ لیکن ان مین یہہ نقصان تھا کہ ان کے اکثر بیان نادرست تھے اور ان چیزونکو جو واقع نہین ہوئی تھین اونھون نے یقینی کرکے لکھدیا تھا اور اور حالات مین عمداً یا سہواً غلطی کی تھی۔ دیکھو پہلے ہی طبقہ کے لوگون کی یہہ دیانت تھی اور طبقون کی دیانت کو کیا رو دین۔ اور ایسی غلطی عمداً کا تحریف کے سوا اور کیا نام ہے بھلا اب ایسے لوگون سے تحریف کا کیا استبعاد ہے اور نامہ گلتیون کے پہلے باب مین ہے درس ۶ مین تعجب کرتا ہون کہ تم اتنا جلدی اس سے جسنے تمھین مسیح کے فضل مین بلایا پھر کے دوسری انجیل کے ہو گئے ہو سو وہ دوسری تو نہین مگر بعضے ہین جو تمکو گھبراتے ہین اور مسیح کی انجیل الٹ دینے چاہتے ہین۔ دیکھو پولس مقدس اقرار کرتے ہین کہ اسوقت مین ایک اور انجیل تھی اور اسوقت مین بعضے انجیل کے الٹنے کے درپے تھے۔ آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کی چھٹی جلد مین اس مقام کی شرح مین یون لکھتا ہے۔ یہہ بات تحقیق ہے کہ مسیحی دین کے اول قرنون مین بہت سی جھوٹی انجیلین رائج تھین اور انھین جھوٹی اور نادرست احوال کے انبوہ نے لوقا کو انجیل کے لکھنے پر برانگیختہ کیا ان جھوٹی اناجیل سے ستر سے زائد کا تو ذکر ہے اور قدما کے کلام مین بہت سے ان کے جزو باقی ہین اور فابری یوس نے اون جھوٹی اناجیل کو جمع کرکے تین جلدون مین چھاپا تھا اور ان انجیلون سے بعض مین شریعت موسوی کے اطاعت کا اور ختنہ کا وجوب انجیل کے اطاعت کے ساتھہ مبین ہے اور نہین

سے کسی ایک کے طرف حواری کا اشارہ معلوم ہوتا ہے الخ دیکہو ہن مفسر کے اقرار کے موافق لوقا کی انجیل کے تالیف کے پہلے جہوٹی انجیلین رائج تہین اور بستر سے زائد کا تو ذکر ہے اور انہین سے کسی ایک طرف پولوس مقدس اشارہ کرتے ہین موشیم مورخ اپنے تاریخ کی پہلی جلد مین ناصریون اور ابیونی فرقہ کے حال مین لکہتا ہے نسخہ ۱۸۳۲ء کہ ان دونون فرقون کے پاس ایک انجیل تہی جو ہمارے انجیل سے مختلف ہے اور اس انجیل کے حق مین ہمارے علما مین اختلاف ہے۔ یہان تک موشیم کا کلام تہا اور اسیجا میکلین حاشیہ کے طور لکہتا ہے کہ انجیل ناصریون والی یا عبرانی یقینا وہی ہے جو ابیونی فرقہ کے پاس تہی اور بارہ حواریون کی انجیل کرکے مشہور ہے اور غالبا یہہ وہی ہے جسکی طرف پولوس گلیتون کے نامہ کے پہلے باب کے چہٹے درس مین اشارہ کرتا ہے۔ یہان تک میکلین کا کلام تہا اور تہسلنکون کے نامہ دوسرے باب کے درس دوسرے مین ہے نسخہ ۱۸۳۲ء کہ تم اس خیال سے کہ مسیح کا دن آ پہنچا ہے جلد اپنے دل کی ڈہارس مت کہو دو اور نہ گہبراؤ۔ نہ کسی روح نہ کسی کلام نہ کسی خط سے یہہ سوچکر کہ وہ ہمارے طرف سے ہے تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ بعض نے خیال کیا ہے کہ اس درس مین اشارہ ہے کہ تہسلنکیون کو اور بہی پولوس کے نامے جعلی دکہائے گئے تہے۔ کہتا ہون مین کہ ظاہر یہی ہے اور شاید احتیاطا پیش بندی کے طور جعلسازی کے شیوع کا ملاحظہ کرکے لکہا ہوگا۔ اور نامہ دوم کرنتہیون کے گیارہوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۴۲ء ۱۲ پر مین جو کرتا ہون سو ہی کرتا رہونگا کہ مین ان کو جو قابو ڈہونڈتے ہین قابو پانے ندونگا جس بات مین وے فخر کرتے ہین ایسے جیسے ہم ہین پائے جاوین کیونکہ ایسے جہوٹے رسول دغاباز کارندہ ہین جو اپنی صورتون کو مسیح کے رسولون سے بدل ڈالتے ہین۔ دیکہو جناب پولوس شکوہ کرتے ہین کہ ان کے وقت مین ایسے لوگ تہے جو اپنی صورتون کو حواریون کی صورتون سے بدلتے تہے اور رسالت عیسوی کا دعوا کرتے تہے اور قابو ڈہونڈتے تہے آدم کلارک

اپنی تفسیر مین اس مقام کے شرح مین لکہتا ہے کہ وے شخص جہوٹہا دعوے کرتے تہے کہ ہم مسیح کے رسول ہین لیکن حقیقت مین مسیح کے رسول نتہے اور وے وعظ اور محنت کرتے تہے مگر اپنے فائدے کے سوا اور کچہہ مطلب نرکہتے تہے . اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین بارہوین درس کے ذیل مین ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہوٹے رسول گرنتہیون مین حواریون کی سی وضع بنا کے دعوے کرتے تہے کہ ہم اپنے وعظ پر کچہہ نہین لیتے اور اپنی استغنائی پر فخر کرتے تہے لیکن باوجود اسکے اور بہائیون سے خفیہ اپنے مریدون سے تحفے لیتے تہے بلکہ ادن سے چہین لیتے تہے اسپر حواری نے اس لحاظ سے ہے کہ وے شرمندہ ہووین اور مسیح کے سچے رسولون کی چال پکڑین یہ لکہا کہ مین گرنتہیون سے کبہی کوئی چیز نہ لی ہے اور نہ لونگا نہ خفیہ اور نہ ظاہر . یہان تک کلام ان مفسرون کا ہے سو معلوم ہوا کہ حواریون ہی کے وقت مین جہوٹے حواری اور مسیح کے رسول نکل پڑے تہے .

اور یوحنا حواری اپنے نامہ اول کے چوتہے باب کے پہلے درس مین لکہتا ہے نسخہ ١٨٢١ع ای حبیبو تم ہر ایک روح کی تصدیق نکرو بلکہ روحون کو آزماؤ کہ وے خدا کے طرف سے ہین کہ نہین کیونکہ بہت سے جہوٹے پیغمبرون نے دنیا مین خروج کیا ہے دیکہو اسمین یوحنا حواری بہی پولوس کے طرح شور مچاتے ہین آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر مین اس مقام پریون لکہتا ہے اول زمانے مین ہر ایک معلم دعوے کرتا تہا کہ مجکو روح القدس کا الہام ہی اسلئے کہ تمام پیغمبر معتبر اسیطرح آئے تہے اور روح سے مراد یہان آدمی ہے جو دعوے کرے کہ مین روح کے اثر مین ہون اور اس کے کہنے کے موافق سکہاتا ہون **قوله** روحون کو آزماؤ یعنے سکہلانے والون کو دلیل سے آزماؤ . **قوله** بہت سے جہوٹے پیغمبر یعنے سکہلانے والے جنکو روح القدس نے الہام نہین کیا خصوصا یہودیون مین الخ یہان تک کلام آدم کلارک کا تہا اسمین مصرح ہے کہ اول زمانے مین ہر معلم الہام کا دعوے کرتا تہا اور ایسے جہوٹے مدعی الہام کے یہودیون مین بہت تہے اور پطرس حواری اپنے دوسرے

نام کے ۲ باب کے پہلے ورس مین لکھنے مین نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء ہے جیسے جھوٹے نبی اس قوم مین
تھے ویسے جھوٹے معلم تم مین بھی ہونگے جو ہلاک کرنے والی بدعتین پردے مین نکالین گے
اور اس خداوند کا جس نے انہین مول لیا انکار کرینگے اور آپ کو جلد ہلاک کرینگے ۔ اور
یہہ جملہ ہلاک کرنے والی بدعتین پردے مین نکالینگے اور ترجمون مین یون ہے فارسیہ سنہ ۱۸۴۱ء
بدعتہاے مہلک را در خفا داخل خواہند نمود عربیہ سنہ ۱۸۱۶ء یدخلون الطرق المهلكة
بالخفية پطرس حواری انہین تنبیہ کرتے ہین کہ وے بدعتین ایسی ہونگی کہ لوگون کے نزدیک
شریعت عیسوی سے ممتاز ہونگے آدم کلارک مفسر اس ورس کے شرح مین لکھتا ہے
شروع ہی دین عیسوی مین بہت سے بدعتی فرقے پھیل گئے تھے بڑے انکے فرقہ ابیونی
و فرقہ سرن تھس وغیرہا کے تھے جنکے بہت سے تعجبی باتین قدما نے ذکر کی ہین ۔ ان
مین سے جنکی طرف حواری اشارہ کرتا ہے معلوم نہین غالبا کوئی مرید یہودیون کے یا نکولا
تمس کے ہونگے ۔ یہان تک آدم کلارک کا کلام تہا اور یہودا حواری نے اپنے وقت
مین ایسے لوگون کو بہت ہی کثرت سے دیکھا تھا کہ سارے خط مین انکی شکایت کرتا ہے
تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین پطرس حواری کے اس قول کی شرح مین ہے کہ یہودا
لکھتا ہے کہ جس وقت اسنے اپنا نامہ لکھا تھا اوس وقت مین یے جھوٹے معلم آچکے تھے اور
کہتا ہے کہ انھون نے توفیق خدا کو شہوت رانی سے بدل دیا تہا اور ہارن صاحب اپنی
تفسیر کے پہلے جلد کے پانچوین تتمہ کے دفعہ دوم مین لکھتے ہین کہ پاک نویسون نے خبر دی
ہے کہ ایسے لوگ انہین کے زمانے مین پیدا ہوگئے تھے اور اونکی بھی خبر دی ہے کہ آگے
کو بدلوگ ہونگے جیسا کہ لوقا نے پہلے باب مین اور پولوس نے نامہ گلاتیون کے پہلے باب
کے چھٹے ورس سے نوین ورس تک اور تسالنیقیون کے دوسرے نامہ کے دوسرے
باب کے دوسرے ورس مین تصریح کی ہے اور حواریون کے زمانے کے بعد بہت جھوٹی
کتابین جو عیسے اور حواریون اور اونکے ہمراہیون کے طرف منسوب تھین اور ان کو ادل

کی چار صدی والون نے انجیلون اور نامون اور اعمال اور مشاہدات وغیرہا کا خطاب
کرکے ذکر کیا ہے بہت سی بڑھ گئین اور ان مین سے بہت تو نیست و نابود ہو چکے ہین
اور بعضے اب تک موجود ہین - پھر لکھتے ہین جھوٹی کتابین جو اب موجود ہین یہ ہین

ابگرس کے نام یسوع مسیح کا ایک خط

یسوع کا جو یروشالم مین لیوپاس شہر ایرس کے پادری کے نام آسمان سے گرا تھا

آئین حواریونکا

عقاید حواریون کے

برناباہ اور کلیمنس اور اگناشش اور پولیکارب کے نامے

انجیل طفولیت

انجیل ولادت مریم

انجیل یعقوب

انجیل نیقودیموس

شہادت ہیکلہ یا اعمال پولوس

بارا حواریون کی تاریخ ابدیاس کی تصنیف

لاودقیونکو پولوس کا خط

سنیکا کے نام پولوس کے اور ماسوا ان کے چھے خط

موشیم اپنی تاریخ کی پہلی جلد کے صفحہ ۶۵ مین دوسری صدی کے علما کے بیان مین لکھتا ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۲ع کہ افلاطون اور فیثاغورث کے پیرون کا ایک معقولہ تھا کہ راستی اور خداپرستی کے ترقی کے لئے جھوٹ بولنا اور فریب دینا صرف جائز ہی نہین بلکہ تحسین کے قابل بھی ہے اور مسیح ع کے پہلے مصر کے یہودیون نے انسے یہہ معقولہ سیکھا تھا جیساکہ بلاشبہ بہت سے پرانے ملفوظون سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے اور ان دونون سے یہہ بڑی وبا غلطی کی عیسائیون کو لگی جیساکہ یہہ امر بہت سے کتابون سے جو جھوٹ سے بڑے بزرگون کے طرف منسوب ہین کھلتا ہے۔ یہان تک موشیم کا کلام تھا۔ اور ولیم میور صاحب اپنی اردو تاریخ کلیسیا کے تیسرے باب کے دوسرے حصہ مین تیسرے دفعہ کے اندر لکھتے ہین نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۸ع دوسری صدی مین مسیحیون مین گفتگو

رہی کہ جب بت پرست فیلسوف اور حکیمون کے ساتھہ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو انہین کے
بحث کا طرز اور طریقہ اختیار کرنا جائز ہے کہ انہین آخر کار ارجن وغیرہ کے رائے کے
بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا اوس سے مسیحی بحاثون کی البتہ تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث
مین زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی مین کچھہ خلل پڑا پھر اوسی سبب سے بعض
لوگ یہہ بھی جانتے ہین کہ وے جعلی تصنیفات پیدا ہوئین جو کہ اس زمانے کے بعد کثرت
سے لکھی گئین اسطرحسے کہ فیلسوف لوگ جب کسی طریقے کی پیروی کرتے تھے تو کبھی کبھی
اس کے حق مین کتاب لکھہ کے کسی معروف کے نام سے اجرا کرتے تھے کہ اس حیلہ سے لوگ
اسپر متوجہ ہو کر اسکی باتین زیادہ مانینگے اگرچہ اوسکی باتین برملا خود مصنف کی ہوتین سو
اسیطرح مسیحی جو فیلسوفون کی طرح بحث کرتے تھے کتاب لکھہ کے کسی حواری یا خادم
حواری یا معروف مصنف کے نام سے رواج دیتے تھے ایسا دستور تیسرے صدی مین
شروع ہوا اور کئے سو برس تک رومی کلیسیا مین جاری رہا یہہ بات بہت ہی خلاف حق
اور قابل الزام شدید کے تھی۔ یہان تک ولیم میور کا کلام تھا جو انہین کی عبارت سے منقول
ہوا۔ اور تنبیہ واجب الاظہار یہہ ہے کہ جب دوسری ہی صدی بلکہ اول ہی صدی سے
علماء مسیحی کی بددیانتی شروع ہوئی اور اوسکے بعد دوسری ہی صدی مین جھوٹ بولنا
اور فریب دینا خداپرستی کی ترقی کے واسطے بمنزلہ مستحب دینی کے ٹھہرایا گیا۔ اور ایسے علماء
نے جنکو مسیحی اب تک اپنا مقتدا گنتے ہین جعلسازی کے واسطے فتوی دیا اور ایسی جعلسازی
صدہا سال جاری رہی تو بھلا اس امر مستحب اور اس علما کی دیانت کا خیال کرکے کب بعید
معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگون نے یہہ لحاظ کرکے کہ مسیحی دین کی ترقی اور عوام کا اعتقاد بچا ہو جا
ایسا بھی فتوے دیا ہو کہ اس انجیل متعارف مین بھی بہت کچھہ گھٹایا بڑھایا جاوے یا اصل نسخے
تہمت لگا کر یا بدون تہمت ہی کے گم کرکے اور بنائے جاوین اور یہہ انجیل اسی صدی مین اور
انجیلین کے طرح تیار کی ہو اور ان جعلسازون نے صدہا سال تک اس انجیل کے بھی فقرون کو

تھے اور سچ خواہش کیا ہوگا اسلئے کہ جو خط اور کتابین مقدس کتابون کے برابر نہین تھین انکین بھی نہین چوکے ڈیونیسیش گورنتھیہ کے اسقف ہی کی زندگی مین اوسکے خطون مین تحریف کر بیٹھے کہ جسپر لاسینے داہی دی اور زجن کی تحریف تفسیر کو تحریف کرکے خراب کیا اوراگناٹیوس کے نام سے کئے نامے بناڈالے اور بعضے ان خطون مین جو اسکی طرف منسوب ہین شرارت سے بگڑ گئے اور اسیطرح اورجایوسی بیس اپنی تاریخ کے چوتھی کتاب کے تیئیسوین باب مین لکہتا ہے کہ ڈیونیشیس گورنتھیہ کا اسقف کہتا ہے کہ مین نے بھائیون کے درخواست کے موافق نامے لکھے تھے اور ان شیطان کے خلیفون نے ان کو گندگی سے بھرڈالا بعض باتین بدل دین اور کچھ داخل کین جنکے لیے دوہرا غم ہے اسلئے یہہ تعجب کا مقام نہین کہ اگر بعض نے خداوند کے پاک کتابون مین بھی ملانے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ انہون نے اور کتابون مین جو ان کتابون کے مقابل نہین وہی قصد کیا۔ آدم کلارک اپنی تفسیر کے اول ہی مین مقدمہ کے اندر لکہتا ہے اُریجن کی بڑی بڑی کتابین مفقود ہو گئی ہین اور اسکی ہومیلون مین بہتیری باقی ہین لیکن ان مین اس کثرت سے شرح تمثیلی اور خیالی طور سے ہے کہ وہ بڑی دلیل اسبات کی ہے کہ انہین اریجن کے بعد تحریف ہوئی اور لارڈنر اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین لکہتا ہے کہ یوسی بیس اور جیروم نے اوسکے (یعنے اگناٹیوس کے) سات خط کا ذکر کیا ہے اور اونکے سوا اور خط بھی اوسکے طرف منسوب ہین کہ جنکو جمہور علما جعلی سمجھتے ہین اور میرے نزدیک بہی ظاہر ہی ہے اور ان سات خطون کے دو نسخے ہین ایک بڑا دوسرا چھوٹا اور سوا مسٹر وسٹن اور دو چار اوسکے تابعین کے سبکی یہی رائے ہے کہ بڑے نسخے مین الحاق ہوا ہے اور چھوٹا نسخہ اوسکی قابلیت رکہتا ہے کہ اوسکی طرف منسوب ہو اور مین نے جو غور سے دونون نسخون کا مقابلہ کیا یہہ بات معلوم ہوئی کہ چھوٹے نسخہ مین الحاق کرکے بڑا نسخہ بنا لیا ہے اور یون نہین کہ چھوٹا نسخہ بڑے نسخہ سے مختصر کرلیا ہو اور قدما کے حوالے بھی چھوٹے نسخہ سے بڑے نسخہ کی نسبت

زائد مناسبت رکھتے ہین باقی رہا یہہ سوال کہ آیا خطوط مذکورہ چھوٹے نسخہ کے حقیقت مین اگناٹیوسس کے ہین یا نہین اسمین بڑا جھگڑا ہے اور بہت بڑے بڑے محققون کے قلم اس امر مین کام مین آئے ہین اور مین جانبین کی تحریر کو دیکھکر اس سوال کو مشکل سمجھتا ہون اور میرے نزدیک اتنی بات ثابت ہے کہ یہی خطوط وہی ہین جنکو یوسی بیس نے پڑھا ہے اور ارجن کے وقت مین موجود تھے اور بعضے فقرے اگناٹیوسس کے زمانے کے اچھے مناسب نہین تو یہہ بات معقول معلوم ہوتی کہ انہین الحاقی مانین نہ یہہ کہ اونکا لحاظ کرکے ان سب خطون کو رد کرین خصوصاً نسخون کی کمیابی کی صورت مین جسمین ہم اب مبتلا ہین اور جو بڑے خطون مین کسی ایرین نے الحاق کیا ہے اسیطرح ہو سکتا ہے کہ چھوٹے خطون مین بھی کسی ایرین یا کسی دیندار یا دونون نے دست اندازی کی ہوگی گو میرے نزدیک اس دست اندازی سے بڑی خرابی نہین آئی یہان تک لاڈنر کا کلام تھا جو خلاصہ کے طور سے منقول ہوا اور اسی کتاب کا محشی اوسکے حاشیہ مین لکھتا ہے کہ پچھلے دنون مین اگناٹیوسس کے تین خطون کا سریانی ترجمہ ظاہر ہوا اور اسکو کیورڈی ٹن نے طبع کیا ہے اور اس نسخے ملفوظ نے اس امر کو تحقیق کے قریب کر دیا ہے کہ خطوط یونانی چھوٹے مین جنکو اشر نے درست کیا ہے الحاق ہوا ہے۔ اور اوسکے بعد چار دلیلین اس امر کے اثبات کیلئے لاتا ہے اب ان دونون تحریرون سے چار باتین معلوم ہوئین پہلی یہہ کہ دو چار عالمون کے سوا سب علما مسیحی کا اس پر اتفاق ہے کہ بڑے نسخے مین الحاق ہوا ہے اور الحاق کرنے والا کوئی ایرین کے فرقے سے ہے پس بڑا نسخہ تو مسیحیون کے نزدیک غیر معتبر ہے دوسری یہہ کہ چھوٹے نسخہ کو بھی جزماً نہین کہہ سکتے کہ اسمین وہی خطوط ہین جو اگناٹیوسس نے لکھے تھے باوجود اسکے پھر اسمین الحاق یقینی ہے اور الحاق کرنے والا کوئی ایرین یا کوئی دیندار مسیحی ہے یا دونون ہین تیسری یہہ کہ حضرات دیندار بھی اپنی عاقبت سنوارنے کو اپنے اس قاعدے دوسری صدی والے کے مطابق ویسے بد امر کے درپے تھے۔ چوتھی یہہ کہ ان سات خطون کے سوا جو اور خط

نمبر ۴

ہین انکو جمہور مسیحی جعلی سمجھتے ہین اور لارڈنر کا مختار بھی یہی ہے آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر
کے اول مین مقدمہ کے اندر لکھتا ہے ہارمنی ٹیشن کا اصل نسخہ گم ہوگیا ہے اور جواب
موجود ہے اوسپر علماء کا شبہہ ہے اور یہہ شبہ اونکا ٹھیک ہے یہان تک آدم کلارک
کا کلام تھا سو اوسکی تحقیق کے موافق اصل نسخہ گم اور نسخہ موجودہ جعلی ہے۔ واٹسن اپنی
کتاب کے تیسری جلد مین لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۷۰ع ہارمنی ٹیشن کی تھیودورٹ کے
وقت مین موجود تھی اور سب کلیسون مین پڑہی جاتی تھی لیکن اوسنے اوسکے سب نسخون
کو غارت کردیا تہا کہ انجیل کو اوسکے جگہہ قایم کرے یہان تک واٹسن کا کلام تھا۔ دیکھو
باوجودیکہ سب کلیسون مین رائج تھی اوسپر بھی یہہ حرکت تھیوڈورٹ کی ایسی چل گئی کہ
وہ صفحۂ جہان سے گم ہوگئی سو پہلے وقتون مین ہر قسم کی تحریف چلسکتی تھی خیر اس ایک
معتقد نے تو یہہ حرکت کی تھی دوسرے کسی معتقد نے اوسکا نسخہ پھر جعلی بناکر کھڑا کردیا
جسکو آدم کلارک جعلی بتلاتا ہے بہلا جب اونکے دینداروں اور غیر دینداروں کا
ڈیونسیس اور اریجن اور اگناٹیوس اور ٹیشن وغیرہم کے کلام کی نسبت یہہ
حال ہو کہ اپنے اپنے مطلب کے موافق ان کو محرف کرین سو ایسی لوگ اپنی جلتی مین مقدس
کتابون مین کب چوکتے ہین۔ خیر کچھہ ہو ایسے بے ایمان جسکا شروع دوسری ہی صدی
سے ہوا برابر صدہا سال چل گئے اور دسوین صدی مین بہت زور پر تھی ہارن صاحب
اپنی تفسیر کے دوسری جلد کے اندر نسخہ قدکس الکسندرنیوس کے حال مین اوڈن کا قول
قول یون نقل کرتا ہے اوڈن کہتا ہے کہ اتہانے سیش کا نامہ جھوٹا ہے اور اوسکی زندگی
مین بن نہین سکتا اور جو دسوین صدی مین جھوٹ کا بڑا زور تھا تو اسی صدی مین یہ نامہ
جعلی بھی بنایا گیا ہوگا یہان تک ہارن کا کلام تھا اور لب التواریخ کے تیسرے دفتر کے
نوین باب کے سولہوین فصل مین فرانس کے علما اور علما مسیحیون کے شرارت کے
بیان مین جو وہ شرارت اون سے کاتلک مذہب کے مقابلے مین سرزد ہوی یون مرقوم

نے تصانیف جھوٹی لوگون کے نام سے منتشر ہونے لگین کہ جنمین ایسی ایسی باتین مندرج تہین جو کہ صریح ان آراکے برعکس تہین کہ جن کر دے مصنفین جب کہ وے ذی حیات تہے یہان تک کلام لب التواریخ والے کا تہا جو اوسکی عبارت سے منقول ہوا اور اب تک بہی جاری ہے مین نے بچشم خود پادریون سے اکبرآباد کے اپنے مباحثہ مین دیکہا انا للہ وانا الیہ راجعون خدا ہم کو اور اون لوگون کو ہدایت فرماوے کہ ایسے حرکات سے باز آوین اور اچہے کامون کی توفیق دے آمین۔ اور ایسے جعلی کتابون کے جو بڑے بڑے موذب نامون کے ساتہہ منسوب ہوکر دنیا مین پہیلائی گئی ہین جسقدر مجہہ کو نام معلوم ہوے مین ان کو لکہدیتا ہون۔

عہد عتیق کی جعلی کتابین

عدد

۱ کتاب مشاہدات ۲ کتاب پیدائش کی جہوٹی کتاب اور اوسکی اصل تو عبری مین چوتہی صدی تک پائی جاتی تہی اور جیروم نے اوسکا حوالا بہی دیا ہے اور سیڈری نس نے اپنی تاریخ مین اکثر جا اس سے نقل کیا ہے اور اورجن کہتا ہے کہ پولوس نے گلاتیون کے نامہ کے پانچوین باب کے چہٹے ورس کو اور چہٹے باب کے پندرہوین ورس کو اسی کتاب سے نقل کیا ہے اور اوسکا ترجمہ سولہوین صدی تک موجود تہا اور اس صدی مین کونسل ٹرنٹ نے اسکو جہوٹا ٹہرایا سو جب وے جہوٹی اور جعلی ٹہر گئی۔ دیکہو قدما نے اس کتاب کو صحیح جانا تہا یہان تک کہ اورجن کے اقرار کے موافق جناب پولوس نے بہی اس سے سند پکڑی ہے اور سولہوین صدی مین جعلی ٹہری ۳ کتاب معراج آورجن کہتا ہے کہ یہودا کے نامہ کا نوان ورس اسی سے منقول ہے اور لارڈ نر نے اپنی تفسیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۵۱۲ مین آورجن کے اس قول کو نقل کیا ہے ۴ کتاب الاسرار ۵ ٹشٹمنٹ ۶ کتاب الاقرار اور یہہ چہے کتابین حضرت موسے کے طرف منسوب ہین

اور اب مسیحی انکو جھوٹی بتلاتے ہین اور طرفہ یہہ کہ اون نفر دن کو جو انہین جھوٹی کتابون
سے منقول ہین روح القدس کا کلام بتلاتے ہین - اور صاحب کہتا ہے کہ مظنون یون
ہے کہ یے جعلی کتابین ملت مسیحی کے شروع مین ایجاد ہوی ہون - یہان تک کلام اون
تہا سو اس محقق کے ظن کے موافق پہلی ہی صدی مین یے کتابین حضرت موسے کے سر
تھوپی گئین ۷ عزرا کی تیسری کتاب اور اسکو رومن کاتھلک اور پروٹسٹنٹ واجب التسلیم
نہین سمجھتے اور کہتے ہین کہ اسمین الحاق ہو گیا ہے اور کلیسہ گریک اسکو اب تک مانتا ہے
۸ عزرا کی چوتھی کتاب اور بعضے عیسائی مرشدون نے اوسکا حوالہ بھی دیا ہے مگر اب
مسیحی اسکو نہین مانتے اور جعلی بتلاتے ہین ۹ معراج اشعیا جو اشعیا کے طرف منسوب
ہے اور جمہور اسکو جعلی کہتے ہین اور ہیرکس نے جو چوتھی صدی مین تہا اسکو مانتا تھا
۱۰ مشاہدات اشعیا جو یہہ بھی اشعیا کی طرف منسوب ہے - اور اسکو جعلی کہتے ہین ۱۱ چند
ملفوظات جو حبقوق علیہ السلام کے طرف منسوب ہین ۱۲ زبور جو سلیمان ع کے طرف
منسوب ہے اور قدمانے اوسکو مانا تہا اور کوڈکس اسکندریانوس کے نسخے پرانے مین
اور کتابون کے ساتہہ ملا ہوا ہے ۱۳ یرمیاہ کی کتاب اس کتاب مشہور کے سوا جو یرمیاہ
کے طرف منسوب ہے اور جیروم نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے جیسا نورٹن نے اس
بات کی اپنی کتاب الاسناد مین تصریح کی ہے -

عہد جدید کی کتابین

صاحب اکسہومو اپنی کتاب کے تتمہ کے پانچوین باب مین یون لکھتا ہے کہ یہہ فہرست ان
کتابون کی ہے جو مسیح ع کے یا حواریون کے یا مسیح کے اور مریدون کے طرف منسوب
ہین اور قدماء مشایخ عیسائی مذہب نے انکا ذکر کیا ہے -

عیسے ع کے طرف

معہ عدد

۱ ابگرس بادشاہ اڈیسا کے نام — ایک خط
۲ پطرس اور پولوس کے نام — ایک خط
۳ تمثیلون اور وعظ کی کتاب — ایک

۴ دہرم گیست جو حواریون اور مریدون کو خفیہ سکہاتے تھے — ایک
۵ شعبدہ بازی اور سحر کی کتاب — ایک

۶ کتاب جنم بھوم مسیح اور مریم اور دایہ مریم کی — ایک
۷ نامہ جو چھٹی صدی مین آسمان سے گرا — ایک

مریم علیہا السلام کے طرف سے ملے عدد

۱ اگناشس کے نام — ایک خط
۲ سی سیلیان کے نام — ایک خط
۳ کتاب جنم بھوم مریم — ایک
۴ کتاب مریم اور دایہ مریم کی

۵ تاریخ اور حدیث مریم کی — ایک
۶ کتاب معجزات مسیحی — ایک
۷ چھوٹے بڑے سوالون مریم کی کتاب — ایک

۹ نسل مریم اور انگشتری سلیمانی کی کتاب — ایک

پطرس حواری کیطرف لہ سے عدد

۱ انجیل پطرس — ایک
۲ اعمال پطرس — ایک
۳ مشاہدات پطرس — ایک
۴ ایضا مشاہدات پطرس — ایک

۵ نامہ بنام کلیمنس — ایک
۶ مباحثہ پطرس و اپیئن — ایک
۷ تعلیم پطرس — ایک
۸ وعظ پطرس — ایک

۹ آداب نماز پطرس — ایک
۱۰ کتاب خانہ بدوشی پطرس — ایک
۱۱ کتاب قیاس پطرس — ایک

یوحنا کے طرف

نہ عدد

۱ اعمال یوحنا — ایک

۲ انجیل دوم یوحنا — ایک

۳ کتاب خانہ بدوشی یوحنا — ایک

۴ حدیث یوحنا — ایک

۵ نامہ بنام ہیڈ روپک — ایک

۶ وفات نامہ مریم — ایک

۷ مسیح اور ان کے نزول کا صلیب سے تذکرہ — ایک

۸ کتاب دوم مشاہدات یوحنا — ایک

۹ آداب نماز یوحنا — ایک

اندریا حواری کے طرف

دو عدد

۱ انجیل اندریا — ایک

۲ اعمال اندریا — ایک

متی حواری کے طرف

دو عدد

۱ انجیل طفولیت — ایک

۲ آداب نماز متی — ایک

فلپ حواری کیطرف

دو عدد

۱ انجیل فلپ — ایک

۲ اعمال فلپ — ایک

برتولما حواری کے طرف

ایک عدد

۱
انجیل برتولما ایک

توما حواری کیطرف

۵ عدد

۴	۳	۲	۱
مشاہدات توما ایک	انجیل طفولیت مسیح ایک	اعمال توما ایک	انجیل توما ایک

۵
کتاب خانہ بدوشی توما ایک

یعقوب حواری کیطرف

۳ عدد

۳	۲	۱
وفات نامہ مریم ایک	آداب نماز یعقوب ایک	انجیل یعقوب ایک

متیاہ حواری کے طرف جو مسیح کے مرجانے بعد حواریوں میں داخل ہوا تھا

۳ عدد

۳	۲	۱
اعمال متیاہ ایک	حدیث متیاہ ایک	انجیل متیاہ ایک

مرقس کے طرف

۳ عدد

۳	۲	۱
کتاب پطرس برنباہ ایک	آداب نماز مرقس ایک	مصریوں کی انجیل ایک

برنباہ کیطرف

دو عدد

۱ انجیل برنباہ — ایک

۲ نامہ برنباہ — ایک

ہتی ڈیوشن کیطرف

ایک عدد

۱ انجیل ہتی ڈیوشن — ایک

پولوس کے طرف

[illegible] عدد

۱ اعمال پولوس — ایک

۲ اعمال تہکلا — ایک

۳ لاودیقیون کے نام — ایک خط

۴ ہتسلنیکیون کے نام تیسرا خط — ایک

۵ کرنتہیون کے نام تیسرا خط — ایک

۶ کرنتہیون کے طرف سے خط اور اسکا جواب پولوس کیطرف سے — ایک

۷ سنیکا کے نام پولوس کا خط اور سنیکا کا خط پولوس کے نام — ایک

۸ مشاہدات پولوس — ایک

۹ ایضا مشاہدات پولوس — ایک

۱۰ وڑن پولوس — ایک

۱۱ اناٹےکشن پولوس — ایک

۱۲ انجیل پولوس — ایک

۱۳ وعظ پولوس — ایک

۱۴ منتر سانپ کی کتاب — ایک

۱۵ پری سیپٹ پطرس وپولوس — ایک

ایک اور صاحب اکسیہومو ران کتابون کی فہرست لکھنے کے یون لکھتاہے کہ جب
دین عیسوی کے شروع ہی جن ان اناجیل اور مشاہدات اور مکاشفات کی جواب

تک بھی اکثر ادن کے اکثر عیسائیون کے نزدیک مسلم ہین طغیان آگئی تھی تب اب ہم
کونسے قاعدے سے پہچانین کہ یہی کتابین جنکو پروٹسٹنٹ مانتے ہین الہامی ہین اور اس
امر کے لحاظ کرنے سے کہ ان کی یہہ کتابین مثل سبھی چھاپے کی ایجاد سے پہلے الحاق اور
تبدیل کی قابلیت رکھتی تھین مشکل پڑتی ہے کہتا ہون مین کہ ان اقوال مین یہہ شخص
سچا ہے اور اس شخص کو اگرچہ پادری لوگ اچھا نہین سمجھتے اور اس لحاظ سے کہ
ملحد ہے ہم بھی اسکو برا کہتے ہین مگر ہمنے اس عبارت کو اسکی کتاب سے فقط اس لحاظ
سے نقل کیا کہ اوسمین تفصیل ہے اور جو یہہ بات انکے مفسرین کے اقرار سے ثابت
ہے اور اسنے بھی اونھین کی معتبر کتابون سے نقل کیا ہے تو اب کچھہ اس نقل مین ہرج
نہین. دیکھو اتنا تو آدم کلارک کی عبارت سے بھی معلوم ہوگیا کہ مسیحی دین کے اول قرنون
مین بہت سی جھوٹی انجیلین رائج تھین اور ان جھوٹی اناجیل سے ستر سے زائد کا تو ذکر
ہے اور ادن نے بعض کی تفصیل کرکے کہا تھا اور ماسوا ان کے سوا اس صورت مین
پادریون کو انکار کی گنجائش نہین اور صاحب اسہیومو نے بھی سبکو نہین لکھا بلکہ انہین
کو لکھا ہے جو جناب مسیح اور حضرت مریم اور حواریون اور مسیح کے اور مریدون کے طرف منسوب
ہین اور ان کے سوا اور بھی بہت ہین جیسے کلیمنس اور اگناشس اور پولیکارپ کے نامے اور
ماسوا ان کے بہرحال ایسی جعل سازی تو مسیحیون مین ایک ہنر اور ایک پسندیدہ امر تھا سو
اس لحاظ سے جتنی ہو تھوڑی ہے تیرہوین وجہ یہہ ہے کہ شروع ہی دین عیسوی مین
بدعتی فرقون کی بہت کثرت ہوگئی تھی اور حوادث مذکورہ وجوہ بالا کا لحاظ کرکے ان کو تحریف
اور اپنے مزخرفات کے پھیلانے کی بہت ہی گنجائش تھی سو اونھون نے عیسائیت کے
پردے مین بہت کچھہ خاک اڑائی چودہوین وجہ یہہ ہے کہ جناب مسیح کے عروج
سے تین سو سولہ برس کے بعد پوپون کی سلطنت جسکو پروٹسٹنٹ دجالی سلطنت کہتے ہین
شروع ہوگئی تھی اور پندرہوین صدی تک اس سلطنت کا بڑا ہی زور شور رہا تھا.

تیرہوین وجہ

چودہوین وجہ

اور ان پوپون اور ان کے تابعین کے ہاتھہ سے جو جو رخنے دین عیسوی مین پڑے ہین یا جو جو باتین اور خرابیان ظہور مین آئین پروٹسٹنٹ کے فرقے کی کتابین ان سے مالامال ہین اور اس سارے حال کے لکھنے سے تو ہمکو شرم آتی ہے اور ترک بھی نہین کیا جاتا اس لئے کچھہ تھوڑا سا حال لکھتا ہون تا یہیر صاحب پروٹسٹنٹ اپنی کتاب مین مشاہدات کی بابت صفحہ ۶۸ مین یون لکھتا ہے کہ حضرت عیسے کے تین سو سولہ برس کے بعد دجالی اور پوپی سلطنت شروع ہوئی اور ۱۲۶۰ برس تک بلا حجت و تکرار قایم رہے۔ اور دوسرے پروٹسٹنٹ لوگون کے ایک بڑے مستند کتاب مین یون ہے کہ آٹھہ سو برس سے زیادہ تک دنیا دار اور پادری لوگ اور فاضل اور جاہل اور دین عیسوی کے سارے قرن اور فرقے اور سب درجے کے مرد اور عورت بچے اور بڑے بت پرستی مین ڈوب گئے تھے اور ایک اور بڑا مستند پروٹسٹنٹ فرقے کا یون لکھتا ہے کہ اصلاح کے شروع مین جب دجال اپنی سلطنت پر قابض تھا اور دہمی سے چھپا ہوا تھا تب لوتھر اٹھا۔ اور ایک اور پروٹسٹنٹ لکھتا ہے کہ ہم کہتے ہین کہ بہت صدیون تک تمام روے زمین پر عموماً ارتداد پھیلا ہوا تھا۔ اور اسوقت ہمارا کلیسا ظاہر نتھا۔ دیکھو ان کے اقرار کے موافق آٹھہ سو برس سے زائد تک تمام روئے زمین کے عیسائی فرقون مین عموماً ارتداد پھیلا رہا۔ اور دین عیسوی کے سارے فرقے اور سب درجے کے مرد اور عورت کیا فاضل اور کیا جاہل بری بت پرستی مین ڈوبے ہوے تھے اور دسوین صدی مین گذرا کہ ڈاکٹر ٹیلر کے اقرار کے موافق دینی عہدے علانیہ بکا کرتے تھے اس سبب سے غالباً ان عہدون پر نالایق اور بیچے لوگ قایم ہوا کرتے تھے اور لب التواریخ کے دوکرڈ فرکے نوین باب کے چوتھے فصل مین ہے نسخہ ۱۸۲۹ء پوپ نیکولس اول نے بہت ہی تیز اور تند ہو ۸۶۳ء فوشیش پر ارتداد کا فتوے دیا اور فوشیش نے اپنے طرف سے پوپ کے لئے بھی ایسا ہی کچھہ حکم جاری کیا اب کلیسا مین اتفاق نرہا یونانی اور لاطینی علماے دین مین کلیسیا کے انتظام کی بابت بہت سے اختلاف راے کے مروج ہو رہے تھے چنانچہ عزوۃ خدام دین

کی اور انکی داڑہی وغیرہ کا مونڈہنا لیکن حقیقت مین اونکے نفاق کا اصل مادہ حسد تھا۔ یہان تک لب التواریخ کی عبارت ہے جو خلاصہ کے طور منقول ہوئی اور اسمین پہلے پروٹسٹنٹون کے کلام سے کچھہ مخالفت ہے مگر تاہم اس سے اتنی بات تو ثابت ہے کہ حسد کے سبب پوپ نے فوشیئش پر اور فوشیئش نے پوپ پر ارتداد کا فتوے دیا اور علماء لاطینی اور یونانی مین اختلاف آرا کا مروج ہوا۔ اور گیارہوین باب کے چوتھی فصل مین ہے کہ دو بدذات عورتین کئی سال تک دربار پوپ کا کام کرتی رہین اور مقدس پطرس کے تخت پر اپنے دو آشنایون کو مقرر کیا۔ اور گیارہوین باب کے چھٹی فصل مین ہے ان ایام مین جب کہ علماء دین ایسے فاسق تھے پوپ کا عہدہ اکثر نیلام پر چڑہایا جاتا تھا بنیڈکٹ اور یوحنای نوزدہم دونون بھائیون نے (یعنے ایک نے ایک کے بعد) مقدس پطرس کے تخت کو نیلام مین مول لیا اور تاکہ تخت مقدس انھین کے خاندان مین رہے انکے دوستون نے بعدہ بنیڈکٹ نہم کے لیئے خریدا کہ جسکی عمر ان دنون بارہ برس کی تھی تین پوپکے پہلے یون مشورہ کیا کہ آپس مین خزانہ تقسیم کرین مگر بعدہ ایک جو تیسرے پوپ کے ہاتھہ اپنے سب حصون کو انہون نے بیچ ڈالا۔ یہان تک کلام اس مورخ کا ہے بھلا جب حضرت پطرس کے تخت کا یہ حال ہو کہ جو نیلام مین خریدے وہی اوسپر چڑہ بیٹھے اور سارے فرقے کا مجتہد اور پیشوا ٹھہرے گو کیسا ہی شخص ہو تو پھر کیون نہ سبھی لوگ گمراہ ہون اور سترہوین باب کے دوسرے فصل مین اس لڑائی کے حال مین جو مسلمانون کے ساتھہ ہوئی تھی اور جسکا نام جنگ مقدس رکہا ہے یون ہے سنہ ۱۰۲۹ء ایک بڑا انبوہ طامعین و مفسدین عماید کا اپنے سب متعلقین کے ساتھہ عزیمت و غنیمت کے لئے اور اس امید پر کہ نجات ابدی ہوگی (جس کا ایک عجیب و غریب حکم سے پوپ نے وعدہ کیا تھا) فوراً صلیب دو ڈھا چل نکلے۔ پھر سترہوین باب کے چھٹے فصل مین ہے مورخون نے شمار کیا ہے کہ فلسطین کے سب جہادون مین ملک مشرق مین قریب چالیس لاکھہ یورپیون کے مدفون ہوئے۔ یہان تک اس مورخ کا

کلام تھا۔ دیکھو پوپ نے عیسوی شریعت کے خلاف کیسا فتوے لگایا تہا کہ اوسکے موافق
سب مسیحی معتقد طامع اس گناہ مین پڑے اور چالیس لاکھہ مسیحی کا مرنا اس گناہ مین ہوا چہر
اکیسوین باب کے فصل مین ایک پوپ کے حال مین یون ہے یہہ پوپ سب گذرے
ہوے پوپون سے زیادہ تر متکبر و ظالم تہا اور چہبیسوین باب کے پہلے اسباب کا سبب کے
عجیب و غریب نقلیات لعب کہ بہت ہی قبیح تہین کسطرح پہیلین یون مرقوم ہے یون
سمجہا گیا ہے کہ قسیسون سے یہہ بات اس نسبت سے اچہا دہوی کہ وے میلان طبیعت
بشری کو اپنے قابو مین رکہین اور تفہیم و مدرکہ کو تہذیب کی طرف پہنچانے دین۔ یہانتک
کلام اس مورخ کا تہا اسکے موافق پادریون کی دیانت ایسی تہی کہ اپنے نفع کے لئے علے
الاعلان رسوم فسق اور فجور کو نکال کے عیسائیون کو آپ اسکی طرف متوجہ کراتے تہے پہر
اٹہائیسوین باب کے پہلے فصل مین ہے پوپ لیو دہم کی استعداد لذات اور اولو العزمیون
کے انجام کے لئے ضرور پڑا کہ مبلغ خطیر دستیاب ہووے اوسنے سارے ممالک مسیحی
مین اعتراف کے عفو تکالیف کے لئے اسناد بیچنا شروع کیا ابتدا مین یہ اسناد عفو فقط
معافی خراج کے لئے جاری ہوا کرتے تہے بارہوین قرن کے اساقفہ نے انہین معاملات
و عبادات کے عفو سزا کے لئے بہی مروج کیا مگر جبکہ پوپ نے اسکی ترویج بالکل اپنے
ہی ذمہ کی تب ان کے لئے کوئی حد نرہی کیونکہ ماضی و حال و استقبال کو تینون کے گناہ مطلقا
اس سے بخشے جاتے تہے۔ یہان تک کلام اس مورخ کا تہا۔ دیکھو کیا دینداری تہی اور اس
سند کا مضمون یہہ ہوتا تہا اے فلانے ہمارا خداوند یسوع مسیح تجہ پر رحم کرے مین حواریون
کی نیابت کے اقتدار سے جو مجہہ کو مفوض ہوا تجہکو کلیسیا کی اس ملامت اور الزام اور تکلیفات
سے جنکا تو مستوجب ہوا ہے بری کرتا ہون علاوہ اسکے ان تمام زیادتیون اور تقصیرون اور
گناہون سے جو سرزد ہوے ہون کیسے ہی کیون نہ بڑے ہون اور کسی سبب کے وقوع مین آئے
ہون اگرچہ وہ ساری خطائین پوپ ہمارے مرشد کی معافی کے لئے رکہی گئی ہون مین

ساری نالیاقتی کے نشان اور بدنامی کے داغ جو تجھ پر اسوقت تک ہوے ہون مٹاتا ہون اور ان تکلیفات کو جو تو اعراف مین پاوے مین دور کرتا ہون کلیسیا کے تمام سکرامنٹ مین تیرا حصہ نیا قایم کرتا ہون آولیاؤن کے گروہ مین تجھ کو شامل کرتا ہون اور اس پاکی اور بے گناہی مین جو اصطباغ پانے کے وقت تجھ کو حاصل تھی پھر داخل کرتا ہون پس مرنے کے وقت سب دروازے جس سے گنہگار رنج اور سزا مین داخل ہون تیرے لئے بند ہو جاوین اور اسکے بدلے خوشی اور عیش کا دروازہ جو بہشت کو جاتا ہو تیرے واسطے کھولا جاوے اور اگر تو بہت برسون کے بعد مرے تو یہہ معافی تیری زندگی کے آخر ساعت تک قائم رہے گی باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے آمین۔

دستخط

فرائرجان ٹٹزل کتیری

اور اسی سند نے خرابی ڈالی کہ فرقہ پروٹسٹنٹ کا نکلا کیونکہ لیو دسوین نے جب کہ پوپ کی گدی پر جلوس کیا تو اوسنے اس قدیمی دستور کو خوب ہی جاری کیا اور اپنے تابعین کو حکم دیا کہ گناہون کی معافی کی سندین بہنچا کرین سیکسنے مین اکثر اگسٹاین کے گروہ کے اسکام کے لیئے امور ہوا کرتے تھے اور اس کام مین انکو فائدہ بھی ہوا کرتا تھا اور عزت بھی بڑھتی تھی اس عہد مین یہہ عہدہ ڈومیشان کے گروہ کو ملا اسپر اٹلین لوتھر جو اگسٹاین کے گروہ مین سے تھا بگڑ بیٹھا اور اس سند کے قباحت بیان کرنے شروع کئے جب پوپ کو خبر پہنچی تب پوپ نے اول تو چٹھیان وغیرہ لکھکر اسکو فہمائش کی اور جب وہ انحراف سے باز نہ آیا تب ایک فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ اگر لوتھر اپنی خطاؤن سے نہ آوے تو کلیسیا سے خارج کردیا جاوے۔ لوتھر اس فرمان کو خیال مین نہ لایا بلکہ اوسنے اوٹھا اسکو جلوا دیا اور پوپ کی اطاعت سے نکلکر اس پروٹسٹنٹ فرقے کی بنا ڈالی اور اس پیشوا اور مصلح کا قصہ دراز ہے اسلئے اسکو چھوڑ کر کہتا ہون کہ مسیحی لوگ اپنے اعتقاد مین یہہ سند

حاصل کرکے ماضی اور مستقبل اور حال کے سب گناہون سے پاک اور صاف ہو جاتے تھے
اور اعراف اور دوزخ کے فکر سے بالکل فارغ ہوکر اولیاؤن کے گروہ مین داخل ہو جاتے
تھے سبحان اللہ کیا معاملہ لعنت تھا ایسے شرارتون پر خدای تعالے دسوین سیپارے
کے گیارہوین رکوع مین ان کی مذمت فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا ان کثیرًا
من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل
اللّٰہ یعنے اے ایمان والو بہت عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہین مال لوگون کے ناحق
اور روکتے ہین اللہ کے راہ سے اور پروٹسٹنٹ کے فرقہ کے پیشوا لوتھرنے جو پوپ اور متعلقین
پوپ کے حق مین لکھا ہے ناظر کے ملاحظہ کے واسطے نقل کردیتا ہون جاننا چاہیے کہ پیشوا موصوف
کی سات جلدین ہین اور پہلی جلد ۱۵۱۲ء اور دوسری جلد ۱۵۶۲ء اور تیسری جلد ۱۵۵۳ء اور
چوتھی جلد ۱۵۷۴ء اور پانچوین جلد ۱۵۵۴ء اور چھٹی جلد ۱۵۸۰ء اور ساتوین جلد ۱۵۵۸ء
مین چھپی ہے اور کاتلک ہرلڈ کے نوین جلد کے صفحہ ۲۰۷ مین ان ساتون جلدون سے کچے
انتخاب کئے ہین سو مین اسجا سے ترجمہ نقل کرتا ہون کہ پیشوا موصوف اپنے ساتوین
جلد کے ۲۷۴ مین لکھتے ہین مین اول وہ شخص ہون جسکو خدانے اون چیزون کے ظاہر
کرنے کے لیے جو تم مین وعظ کی جاتی ہین بلایا اور مجھ کو تحقیق ہے کہ تمہارے پاس خدا کا
کلام پاک ہے دیکھے چلو چھوٹے پال خبردار رہو گرنے سے میرے گدہے خبردار رہو اے
میرے پوپ گدہے اور آگے مت بڑہو میرے چھوٹے گدہے شاید گرکے ٹانگ توڑوگے
اس لیے کہ اب کے سال ہوا اس قدر کم ہوی ہے کہ برف بہت چکنا اور پھسلنا ہے
اور اگر خدانخواستہ تم گر پڑوگے تو سب خلقت کہل کرکے کہیگی کہ یہہ کیا شیطانی
کام ہے دور ہو جاؤ اے شریر و بے باک مرکو احمقو گدہو کیا تم اپنے تئین نادان گدہون
احمقون سے کچھہ بہتر خیال کرسکتے ہو حقیقت مین تو اے پوپ گدہے بلکہ نادان
گدھا ہے اور ہمیشہ گدہا ہی رہیگا۔ پھر اسی جلد کے صفحہ ۲۷۴ مین لکھتے ہین کہ اگر

مین حاکم ہوتا تو یہی حکم دیتا خرابی شریرون کو کہ پوپ اور اوسکے کہنے متعلقین کی مشکین
باندہ کر اسٹیا مین جو روم سے بین کوس ہے اور وہان ایک بڑا ڈبرا دیتے سمندر
ہے اور وہ پوپ اور اوسکے متعلقین کے صحت پانے کے لئے بیماریون اور کمزوریون
سے اچھا حمام ہے ڈبوا دیتا۔ اور مین ضامن دیتا ہون اپنے قول کو بلکہ خداوند مسیح
کو کہ اگر مین آدہا گہنٹہ بہی اوس مین آہستہ سے ڈبوا دیتا تو وے سب بیماریون سے
اچھے ہوجاتے اور اوس جلد کے صفحہ ۴۵۱ مین لکھتے ہین کہ پوپ اور اوسکے متعلقین
عہدے دار خرابیون اور بے باک شریرون اور مردکون اور فریبیون اور جہوٹون
کا گروہ ہے اور بڑے شریرون کا سند اوس اور وہ پوپ بہت بڑے جہنمی
شیطانون سے اور ایسا پڑا ہے کہ اوسکے تہوک اور ناک مین بہی شیطان نکلتے ہین اور
دوسری جلد کے صفحہ ۱۰۹ مین لکھتے ہین کہ پہلے مین نے کہا تہا کہ جان ہس کے بعضے
مسئلے انجیل نویسون کے ہین اب اس قول سے رجوع کرکے کہتا ہون کہ بعضے نہین
بلکہ کل مسئلے جان ہس کے دجال اور اوسکے حواریون نے کونسل کونسٹنس مین رد کئے
تہے اور مین تیرے منہ پر تجہکو صاف کہتا ہون اے پاک نائب خدا کے کہ جان ہس کے
سب مسئلے مردودی اور واجب التسلیم ہین اور سب تیرے مسئلے بیدینی یا الحادی اور شیطانی
ہین اسلئے مین جان ہس کے مسئلون مردودہ کو مسلم رکہتا ہون اور خدا کی توفیق سے اونکی حمایت
کے لئے تیار ہون۔ یہان تک پیشوا موصوف کا کلام تہا اور جاننا چاہئے کہ جان ہس کے
مسایل مین ایک یہہ مسئلہ بہی تہا کہ اگر بادشاہ یا بشپ ایک گناہ کبیرا کرے تو وہ بادشاہ
اور بشپ نہین رہتا سو یہہ مسئلہ بہی پیشوا موصوف کے مسلمات سے ہے آور دیکہو کہ ایسے
ان کلامون مین پوپ اور اوسکے متعلقین کو کیا کچہہ کہتے ہین۔ آور پانچوین جلد کے صفحہ ۳۱۱
مین لکہتے ہین کہ پوپ کے پیرو سکہلاتے ہین کہ مسیح پر ایمان لانا بے گناہ ٹہراتا ہے بشرطیکہ
احکام خدا کی بہی حفاظت رہے اور یہہ تو حضرت مسیح کا صریح انکار اور ایمان کا مٹانا ہے

یہان تک پیشواے موصوف کا کلام تھا اور جو ان لوگون کے عہد سلطنت مین سواے بعض خواص
کے اجازت نتھی کہ عہد عتیق اور جدید کے اصل نسخون کے طرف کوئی توجہ کرے بلکہ یہے
لوگ عہد عتیق کے اصل کتابون کو تو محرف جانتے تھے سو اس لحاظ سے ان کے پیرون
کو عہد عتیق اور جدید کے اصل نسخون سے کچھ بڑی غرض متعلق نتھی بلکہ ان کا سارا انتظام
اور مدار پادریون کے قول پر جو بقول ڈاکٹر مینلر کے غالبا نالایق اور اوچھے ہوتے تھے تھا
تو ان کی عہد سلطنت مین کہ گویا تمام عیسائی نو قرن پر تھی اصل نسخون کی ہر قرن مین بڑی
ہی قلت منظور تھی سو اس خیال سے ان نسخون مین تحریف کی اور بھی بہت گنجایش تھی
اور ان کے نزدیک بڑا معتبر لاطینی ترجمہ تھا اور ان کے کلیسون مین یہی بڑا مستعمل تھا
سو اسمین بھی یہہ لوگ الحاق اور تحریف سے نہین چوکے ہارن صاحب اپنی تفسیر کے
چوتھے جلد مین صفحہ ۴۶۳ کے اندر لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء پانچوین صدی سے چودہوین
صدی تک بہت سے خرابیان اور الحاق اوسمین ہوے ہین۔ پھر صفحہ ۴۶۰ مین لکھتا
ہے کہ یہہ بات ضرور یاد رکھی جاوے کہ کوئی ترجمہ مثل ترجمہ لاطینی کے خراب نہین
کیا گیا اسکے نقل کرنے والون نے بہت ہی ناجائز بے قیدی سے عہد جدید کی ایک
کتاب مین دوسرے کتاب کے فقرے داخل کئے اور حاشیون کے عبارت متن مین
درج کر لی۔ یہان تک ہارن کی عبارت تھی جو ترجمہ کے طور منقول ہوئی دیکھو جب ان لوگون
کی وہ دیانت ہو جسکو پروٹسٹنٹ ظاہر کرتے ہین اور زمانے اور رواج کا حال بھی ویسا ہو
جیسا وجوہ مذکورہ بالا مین گذرا اور ایک ہزار برس کے عرصے تک اس لاطینی ترجمہ مین جو ان
کے سب کلیساؤن مین دست بدست تھا اور بہت ہی مستعمل تھا انکے ہاتھون سے یہہ الحاق
اور خرابیان ہوئی ہون تو پھر عہد عتیق اور عہد جدید کے اصل نسخون مین جو حقیقت مین
بمنزلہ متروک کے اور کمیاب تھے انکے ہاتھون سے بڑی خرابیان کیون نہ ہوئی ہونگی سو
اب منصف کو ان چودہ وجوہ کے ملاحظے کے بعد کسی طرح سے اس بات مین شک نہ رہیگا

کہ اگلے زمانے مین ان کے مقدس کتابون کے اندر تحریف یا الحاق کا ہونا کسیطرح سے عقل
کے نزدیک مستبعد نہین ہے بلکہ بہت ہی ممکن اور سہل الوقوع ہے اور اس امکان کے
موافق ظہور مین بہی آیا ہے اور اون کے خود قدماء عہد عتیق کے اصل نسخون کی تحریف کے
قائل تھے جیسا انشاء اللہ ساتوین ہدایت کے اندر آتا ہے۔ رومن کاتہلک اور متاخرین
پروٹسٹنٹ ترجمہ سپٹوا جنٹ کی تحریف کے قائل ہین جیسا دوسری ہدایت کے اندر گذرا اور
ترجمہ لاطینی مین پروٹسٹنٹ تحریف اور الحاق کے قائل ہین جیسا ابہی گذرا **پانچوین ہدایت**
تحریف کی تین قسمین ان کے کتابون مین متحقق ہین یعنے کہین ایک فقرے یا کلمے کو دوسرے
فقرے یا کلمے سے بدل ڈالا اور کہین فقرہ یا کوئی کلمہ بڑہا یا گیا یا ایک کتاب غیر الہامی کو
الہامی ٹہرایا گیا اور کہین فقرہ یا کلمہ گہٹا یا گیا یا ایک کتاب الہامی کو قصداً بالکل گم
کر ڈالا یا اوسکے الہامی ہونے کا انکار کیا۔ اول کو تحریف بالتبدیل اور دوسری کو
تحریف بالزیادت اور تیسری کو تحریف بالنقصان کے ساتہہ تعبیر کرونگا اور تینون کے
شواہد ترتیب وار ذکر کرونگا اور تحریف اس سے زائد کیا ہوگی کہ بہت سی کتابین
جعلی قصداً بناڈالین جسکا ذکر بارہوین وجہ مین گذرا۔ اور تحریف بالنقصان اس سے
زائد کیا ہوگی کہ علماء کاتہلک کے اقرار کے موافق یہودیون نے قصداً عہد عتیق کے بعضی کتابین
پہاڑ ڈالین اور بعضے جلادین اور اون کو نیست ونابود کردیا جیسا اوسکا بیان نوین وجہ
مین گذرا لیکن اب اس امر سے قطع نظر کرکے شواہد کو ذکر کرتا ہون **پہلی قسم کے شواہد**
۱ شاہد آدم علیہ السلام کے ولادت سے طوفان تک کا زمانہ **۲ شاہد** طوفان
سے ابراہیم کی ولادت تک کا زمانہ۔ آن دونون جا مین قدماء مسیحی اور گستاین اور تب اہلی
کے موافق جو یونانی کے حامی ہین اور یہودیون کو تحریف کا الزام لگاتے ہین اور یوسیفس
کے موافق جو توریت کے تینون نسخون کو اس امر مین غلط سمجھتا ہے اور ڈاکٹر ہیلز کے
موافق اور مورخین عیسائی اور یہودی اور اور علماء کے نزدیک عبری نسخہ کے اندر اسم

تحریف ہے اور بیان اوس کا تیسری ہدایت کے اندر بیسویں اختلاف مین گذرا۔ ۴ شاہد ڈاکٹر کنی کاٹ اور اور بہت علما کی تحقیق کے موافق کتاب استثنا کے ستائیسوین باب کے چوتھے ورس مین عبری نسخے کے اندر تحریف سے جزیریم کی جگہہ عیبال لکھا گیا ہے اور اسیطرف آدم کلارک مفسر کی بھی توجہ معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ بہت لوگ کنی کاٹ کے

دلیلون کو لاجواب سمجھتے ہین اور انہین شبہہ نہین کہ یہودیون نے سامریون کی عداوت سے تحریف کی ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر چوتھے اختلاف کے بیان مین گذرا ۴ شاہد کتاب پیدایش کے انتیسوین باب کے تیسرے اور آٹھوین ورس مین گورپے کے لفظ کی جگہہ تحریف سے گدے کا لفظ لکھا ہے جیسا ڈاکٹر کنی کاٹ اور ہیوبی گینٹ اور ہارن اور بشپ ہرسلی وغیرہم نے اقرار کیا ہے اور بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر آٹھوین اختلاف کے بیان مین گذرا ۵ شاہد کتاب شمار کے چھبیسوین باب کے دسوین ورس مین عبری کے نسخے کے اندر تحریف ہے اور صیحح وہ ہے جو سامری مین ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر سولہوین اختلاف کے بیان مین گذرا۔ ۶ شاہد کتاب استثنا کے تینتیسوین باب کے پانچوین ورس مین ڈاکٹر کنی کاٹ اور ہیوبی گینٹ اور جامعین تفسیر ہنری اور اسکاٹ اور محقق لیکلرک کی تحقیق کے موافق عبری نسخے کی عبارت اچھی نہین اور بشپ ہرسلی علے الاعلان حکم کرتا ہے کہ عبری متن یہان محرف ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر اٹھارہوین اختلاف کے بیان مین گذرا ۷ شاہد کتاب یوشع کے چوبیسوین باب کے پہلے اور پچیسوین ورس مین شیلو کی جگہہ تحریف ہے عبری نسخے کے اندر سکم لکھا گیا ہے اور بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر بائیسوین اختلاف مین گذرا۔ ۸ شاہد سموئیل کی دوسری کتاب کے چوبیسوین باب کے تیرہوین ورس مین عبری نسخہ کے اندر سات برس تین برس کی جگہہ تحریف اور غلطی سے واقع ہوے ہین اور آدم کلارک اس تحریف کا مقر ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر تینتیسوین اختلاف کے بیان مین اجمالاً اور پہلی جلد کے اندر تفصیلاً گذرا۔ ۹ شاہد اخبار الایام کی پہلی کتاب کے نوین باب کے

چھبیسوین درس مین عبری نسخے کے اندر جورد کے لفظ کی جگہہ تہن کا لفظ لکھا گیا ہے اور پروٹسٹنٹ فرقے کے سب مترجم بھی جو عبری کا دم بھرتے ہین اسکا عبری کو محرف سمجھہ کر ترجمہ یونانی اور لاطینی کے موافق جورد ہی کا لفظ لکھتے ہین اور بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر چھبیسوین اختلاف کے بیان مین گذرا۔ ۱۰ **اشاہد** کتاب دوم اخبار الایام کے بائیسوین باب کے دوسرے درس مین عبری نسخے کے اندر تحریف سے بیالیس کا لفظ بائیس کے لفظ کی جگہہ لکھا گیا ہے اور بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر آٹھوین اختلاف کے بیان مین گذرا۔ ۱۱ **اشاہد** کتاب دوم اخبار الایام کے اٹھائیسوین باب کے انیسوین درس مین عبری نسخے کے اندر شاہ اسرائیل کا لفظ شاہ یہودا کے جگہہ تحریف سے واقع ہے۔ ۱۲ **اشاہد** کتاب دوم اخبار الایام کے چھتیسوین باب کے دسوین درس مین عبری نسخے کے اندر چچا کے لفظ کی جگہہ بھائی کا لفظ تحریف سے لکھا گیا ہے اور ان دونون کا بیان تیسری ہدایت کے اندر اکتالیسوین و چالیسوین اختلاف مین اور پہلی جلد کے اندر گذرا ۱۳ **اشاہد** چونتیسوین زبور کے دسوین درس مین عبری نسخے کے اندر اس فقرے کی جگہہ امیر آدمی فقیر اور بھوکے ہین تحریف ہے یہہ فقرا ہے بالجہہ حاجتمند اور بھوکے ہین۔ اور بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر چھیالیسوین اختلاف مین گذرا ۱۴ **اشاہد** زبور چالیسوین کے چھٹے درس مین عبری نسخہ کے اندر یہہ فقرا تونے میرے کان کھودے واقع ہے۔ اور یونانی اور انجیل مین اوسکی جگہہ یہہ فقرا ہے تونے میرے لئے ایک بدن طیار کیا۔ اور مسیحین عیسائی مفسر ایک جگہہ تحریف اور غلطی یقینا مانتے ہین۔ مگر بعضے زبور اور بعضے انجیل پر لگاتے ہین اور بعضے توقف کرتے ہین بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر سینتالیسوین اختلاف کے بیان مین اجمالاً اور پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین چاروین کے تیسرے شبہہ کے جواب مین ساتھوین اختلاف کے بیان کے اندر گذرا ۱۵ **اشاہد** زبور اکاسیوین کے پانچوین درس مین عبری نسخے کے اندر تحریف سے لفظ آس کی جگہہ لفظ مین کا واقع ہوا ہے اور بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر اٹھتالیسوین

اختلاف مین گذرا۔ **۱۶ شاہد**۔ زبور ایکسو پانچوین کے اٹھائیسوین ورس کے اندر عبری
نسخے مین یہہ فقرا ہے۔ انھون نے اوسکی بات سے سرکشی نہ کی۔ اور یونانی مین اوسکی جگہہ یون ہے
اونہون نے اوس کی بات سے سرکشی کی۔ اور ان مین سے ایک یقینا غلط اور محرف ہے اور
بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر اکاونوین اختلاف مین گذرا۔ **۱۷ شاہد** زبور ۱۱۹
کے اکسٹھوین ورس مین یہہ فقرا شریرون کے گروہ نے مجھے چورایا۔ اس فقرے کی جگہہ
شریرون کے جالون نے مجھے گھیرا۔ عبری نسخے کے اندر تحریف سے واقع ہوا ہے اور اسجگہہ
بھی پروٹسٹنٹ کے فرقے نے عبری کی عبارت کو محرف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے اور بیان اوسکا
تیسری ہدایت کے اندر باونوین اختلاف مین گذرا **۱۸ شاہد** کتاب دوم سموئیل کے
چوبیسوین باب کے نوین ورس مین بنی اسرائیل ۸ لاکھہ اور بنی یہوداہ پانچ لاکھہ اور کتاب
اول وقایع الایام کے اکیسوین باب کے پانچوین ورس مین بنی اسرائیل گیارہ لاکھہ اور بنی
یہوداہ چار لاکھہ ستر ہزار ہین اور دونون صحیح نہین ہوسکتے۔ ایک اون سے محرف ہے
اور آدم کلارک مفسر تحریف کو تو اسجا مانتا ہے مگر معین نہین کرسکتا۔ اور بیان اوس کا
مشروحا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین بارھوین سکے چوتھے شبہہ کے جواب مین
پہلی قسم کے مثالون سے دوسری مثال مین گذرا **۱۹ شاہد**۔ ہارسلی اپنی تفسیر کے
پہلی جلد کے صفحہ ۲۹۱ مین کتاب القضات کے بارھوین باب کے چوتھے ورس کی بابت
لکھتا ہے ہیوبی گینٹ نے اس فقرے دہندے کو حتی الوسع صاف کیا ہے لیکن یہہ بلاشبہہ
محرف اور خراب کیا ہوا ہے۔ **۲۰ شاہد** کتاب اول سموئیل کے تیرھوین باب کے پانچوین
ورس مین ہے [illegible] اور فلستی بھی بنی اسرائیل سے لڑنے کو جمع ہوئے تیس ہزار رتھ
اون کی رتھون مین الخ۔ آدم کلارک اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین اس ورس کی شرح
مین لکھتا ہے مین خیال کرتا ہون کہ اسجا غلطی سے تین کی جگہہ تیس لکھا گیا ہے اور سریانی
اور عربی مین تین ہین اور سوارون کے لئے یہی ٹھیک اندازہ ہے اور غالبا یہی اصلی عبارت

ہے یہان تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین ہے کہ بشب پارک اور واکٹر ورلنرن لکھتے ہین کہ یہہ عدد عجیب معلوم ہوتا ہے اور ترجمہ عربی اور سریانی مین تیس ہزار کی جگہہ تین ہزار ہین۔ اور پہر بھی یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس قدر رغلطیون مین ہر قسم کی گاڑیان داخل ہین یہان تک ڈوالی اور رچرڈ مینٹ کا قول تہا **۲۱ شاہد** کتاب دوم سموئیل کے پانچوین باب کے چھٹے ورس کی شرح مین آدم کلارک اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین صفحہ ۱۲۱ کے اندر یون لکھتا ہے جیسا اس فقرے نے مفسرون کو حیران کر رکھا ہے ایسا کسی فقرے نے حیران نہ کیا ہوگا۔ اور میرا حال اگر پوچھو تو یہہ ہے کہ یہہ اس محنت کے قابل نہین جو اوسپر خرچ کی گئی ہے اور نہ مین مضمون کو مختلف راؤن سے بھر دنگا یہان تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ کہتا ہون مین کہ اصل عبری مین کچھہ تحریف اور خرابی ہوی ہے کہ وہ ان مفسرون کی اس بڑی حیرانی کا سبب بنی ہے۔ **۲۲ شاہد** اسی کتاب کے چھٹے باب کے پانچوین ورس کے شرح مین آدم کلارک مفسر یون لکھتا ہے اس ورس کو کتاب اول اخبار الایام کے تیرہوین باب کے آٹھوین ورس سے صحیح کر لیا جاوے۔ یہان تک کلام آدم کلارک کا تہا دیکھو اوسکے نزدیک یہہ ورس غلط اور محرف ہے اسلئے اوسکی تصحیح کے لئے حکم کرتا ہے **۲۳ شاہد** کتاب دوم سموئیل کے آٹھوین باب کے چوتھے ورس مین ایک ہزار سات سو اور دسوین باب کے اٹھارہوین ورس مین سات سو۔ اور کتاب اول اخبار الایام کے اٹھارہوین باب کے چوتھے ورس اور انیسوین باب کے اٹھارہوین ورس مین سات ہزار ہین۔ اور ہارن صاحب اپنی تفسیر کی پہلی جلد مین لکھتا ہے کہ سات ہزار جو کتاب اول اخبار الایام کے اٹھارہوین باب کے چوتھے ورس اور انیسوین باب کے اٹھارہوین ورس مین واقع ہین ٹھیک عدد ہے اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین کتاب اول اخبار الایام کے انیسوین باب کے شرح مین ہے کہ غالبا یہہ فرق اس جہت سے واقع ہوا کہ شمار مین ایک حرف شمار کی جگہہ دوسرا حرف لکھا گیا ہے۔ دیکھو ان کے مفسرون کے نزدیک غلطی تو مسلم ہے گو گمان غالب کے

اعتماد سے بد خطا غریب کاتبون کے سر تھوپی گئی اور پچھلے اختلاف کے دفع کرنے کو اردو
اور فارسی کے مترجمون نے تحریف کی ہے مگر عربی ترجمہ سنہ ۱۸۳۱ء والے مین اون کے
مفسرین کے اقرار کے موافق اب تک ویسا ہی اختلاف ہے ورس ۱۸ باب ۱۹ کتاب
اول اخبار الایام کا فهرب ارام من قدام اسرائیل وقتل داؤد من ارام سبعة
آلاف مرکب واربعین الف رجل الخ ورس ۱۸ باب ۱۰ کتاب ۲ سموئیل کا
وقتل داؤد من السریانیین سبع ماة مرکب واربعین الف فارس الخ
اوران دونون ورسون مین ایک اختلاف اور بھی ہے کہ ان مین چالیس ہزار پیادے
اور دوسرے مین چالیس ہزار سوار ہین **۲۴ و ۲۵ شاہد** سموئیل کی دوسری
کتاب کے پندرہوین باب کے آٹھوین ورس کے اندر غلطی اور تحریف کے راہ سے
ارامی کا لفظ ادوم کے جگہہ اور ساتوین ورس کے اندر چالیس کا لفظ چار کی جگہہ مرقوم
ہے جیسا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے چوتھے شبہہ کے
جواب مین پہلی قسم کی مثالون سے ، ۸ مثالون کے اندر گذرا۔ اور وہان یہہ بھی معلوم
ہوگیا کہ آدم کلارک دونون جا تحریف کو مان گیا ہے۔ اور اول کی نسبت اوسنے یون
لکھا ہے کہ غالبا بیان آرامی غلطی سے آدم کی جگہہ لکھا گیا اور دوسرے کی نسبت
لکھتا ہے کہ اسمین شک نہین کہ یہہ عبارت محرف ہے اور پھر لکھتا ہے کہ بہت فضلا
کی رائے یہہ ہے کہ غلطی سے چار کی جگہہ چالیس لکھا گیا ہے **۲۶ شاہد** کتاب دوم
سموئیل کے تئیسوین باب کے آٹھوین ورس مین عبرانی نسخے مین بڑی تین تحریفین ہین
۲۷ شاہد کتاب دوم سموئیل کے دسوین باب مین تین جا اور کتاب اخبار الایام
کے اٹھارہوین باب مین ۷ جا ہدرعزر غلطی اور تحریف سے ہددعزر کی جگہہ لکھا گیا ہے
۲۸ شاہد کتاب یوشع کے ساتوین باب کے اٹھارہوین ورس مین ممکن غلطی سے
زکر کی جگہہ واقع ہوا ہے **۲۹ شاہد** کتاب اول اخبار الایام کے تیسرے باب کے

پانچوین ورس مین یہ لفظ عمی ایل کی بیٹی بت سوع غلطی اور تحریف سے واقع ہوا ہے
اور صحیح الیعام کی بیٹی بت سبع ہے ۳۰ شاہد کتاب دوم سلاطین کے چودھوین باب
کے اکیسوین ورس مین عزریاہ غلطی اور تحریف سے واقع ہوا ہے اور صحیح عزیاہ ہے
۳۱ شاہد کتاب دوم اخبار الایام کے اکیسوین باب کے سترہوین ورس مین یہو آخز غلطی
اور تحریف سے واقع ہوا ہے اور صحیح اخزیاہ ہے اور ہارن صاحب ان چھتے تحریفون کی
بابت جن کا ذکر ۲۶ شاہد سے ۳۰ تک گذرا اقرار کرکے کہتا ہے کہ اسیطرح اور جابجی نامون
مین تحریف ہے جسکو زائد منظور ہو ڈاکٹر کنی کاٹ کی کتاب ۲۳ صفحے سے ۲۶ صفحہ تک
دیکھے۔ اور اس غلطی کے صحیح کرنے کا پھر ایک قاعدہ لکھتا ہے اور تشریح ان چھے کی پہلی
جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پہلی قسم کے مثالون کے اندر ۱۸ و ۲۱ و ۲۲
و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ مثالون مین گذری ۳۲ شاہد کتاب اول سلاطین کے چوتھے
باب کے چھبیسوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۳۲ء اور سلیمان کے چالیس ہزار اصطبل تھے
جہان اوس کے رتھ کا ڈیون کے گھوڑے بندے تھے اور بارہ ہزار سوار تھے آدم کلارک
مفسر عدد کی بابت ترجمون اور شرحون کا اختلاف نقل کرکے لکھتا ہے کہ اس اختلاف
کا لحاظ کرکے اچھا یہ ہے کہ ہم قائل ہون کہ عدد مین تحریف ہوی دیکھو اسیجا بھی یہہ مفسر
تحریف کے اقرار کے سوا اور کوئی اچھی وجہ نہین دیکھا ۳۳ شاہد سلاطین کی پہلی کتاب
کے ساتوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۳۲ء ۲۴ اور گرداگرد اوسکے کنارے کے نیچے
گولہ تھین جنانین گھیرا اوسکا دس ہاتہہ کا گرداگرد بحر سے لگا ہوا گولون کی دو قطارین
خوب ڈہالی ہوئین ۲۵ اور بحر بارہ بیلون پر رکہا گیا۔ الخ اور اخبار الایام کی دوسری کتاب
کے چوتھے باب مین ہے نسخہ مذکورہ ۳ اور گرداگرد اوسکے کنارے کے نیچے بیلون کی
مورتین بنائین جو اوسکے دس ہاتہہ کے دور مین تھین اور اس بحر کو چارون طرف سے
گھیرتی تھین۔ الخ ۴ اور بحر بارہ بیلون پر رکہا گیا الخ اول مین ۲۴ ورس کے اندر دو

جا لفظ گا شمعون کا اور دوم مین ۳ ورس کے بیلون کا لفظ واقع ہے پس ایک محرف ہے آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین اخبار الایام کے عبارت کی شرح مین لکھتا ہے کہ بڑے محققین نے خیال کیا ہے کہ سلاطین کی کتاب کی عبارت یہان بھی اِل جاوے اور ممکن ہے کہ تحریف سے بقریم کا لفظ بقیم کی جگہہ واقع ہوا۔ یہان تک عبارت آدم کلارک کی تھی جو ترجمہ کے طور سے منقول ہوی اور بقریم کے معنے بیل کے ہین سو اس تحقیق کے موافق سلاطین کے کتاب مین بھی چھبیوین ورس کے اندر بھی تحریف کا اقرار کرنا پڑیگا۔ اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ اسمیں حرفون کے بدلجانے سے فرق ہوا ہے

۳۴ شاہد کتاب دوم سلاطین کے سولہوین باب کے دوسرے ورس مین ہے نسخہ ۱۸۳۱ء شتہ آحاز بوقت جلوس بست سالہ بود الخ اردو اور عربی کے ترجمے سب اوسکے موافق ہین لیکن غلطی اور تحریف سے اسمین بیس کا لفظ تیس کی جگہہ لکھا گیا ہے تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ غالبًا یہان بیس کا لفظ تیس کے لفظ کی جگہہ لکھا گیا دیکھو ورس ۲ باب ۱۸ اس کتاب کا یہان تک ان مفسرون کا کلام تہا سو اون کے گمان غالب کے موافق بھی عبری نسخہ محرف ہے **۳۵ شاہد** وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاطنامہ کے صفحہ ۱ مین لکھتا ہے کہ عبری مین یون ہے کہ اوسنے جناعزوبہ اوسکی بی بی اور دربعت اور اوس کلام کو جو بے معنے ہے اور مترجم جبل یون ترجمہ کرتا ہے کہ اوسنے جناعزوبہ کو اپنی بی بی دربعت سے اور کوئی یون کہ اوسنے جنا دربعت کو اپنی بی بی عزوبہ سے یہان تک وارڈ کا کلام تھا کہتا ہون مین کہ یہہ عبارت کتاب اول اخبار الایام کے دوسرے باب کے اٹھارہوین ورس مین ہے اور مترجمون کا کیا قصور اسیا عبری نسخہ کسی طور مانو ایسا خراب ہے کہ اٹکلون ترجمہ کرنا پڑتا ہے اور اب تک مترجمون مین وہ حیرانی باقی ہے کہ ہر کوئی اپنی ہی کہتا ہے۔ نسخہ ۱۸۳۱ء اور حصرون کے بیٹے کالب نے اپنی جورو عزوبہ سے اور دربعت سے اولاد پائی۔ اور عزوبہ کے بیٹے یہ ہین یسر اور سوباب اور اردون فارسیہ ۱۸۳۸ء عزو

از کالیب بن حصرون عزوبہ زنش و یریعوت بار ور گردیدند و پسران وے ایشند یشر و شوباب وارددون آور ان دونون مین اگرچہ کچھ مخالفت ہے لیکن دونون سے معلوم ہوتا ہے کہ عزوبہ اور یریعوت دونون کالیب کی جوروان تھین اور ترجمہ انگریزی عبری بھی اسی فارسی ترجمہ کے موافق ہے فارسیہ ۱۸۳۸ء وکالیب پسر حصرون از زوجہ اش عزوبہ پسران تولید نمود کہ اینہا باشند یریعوت و یشر و شوباب و ارددون آور اسکے موافق یریعوت بیٹی ہے نہ جورو عربیہ ۱۸۳۱ء فکالیب بن حصرون اخذ امرأۃ اسمہا عزوبہ واولدہا ہاشر وشوباب واردون اوسکی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یریعوت کالیب کی بیٹی ہو اور ضمیر مونث کی اسیکی طرف پھرتی ہو اور یاشر اور شوباب اور اردون کالیب کے نواسے ہون نہ بیٹے آور رومن کاتھلک کے انگریزی ترجمے عربی ترجمے کے موافق ہین ۳۶ **شاہد** کتاب اول اخبار الایام کے ساتوین باب کا چھٹا ورس یقیناً غلط اور محرف ہے اور اسکا سب اہل کتاب کیا یہودی اور کیا عیسائی مانتے ہین کہ غلط ہے کہ عزرا نبی نے بے تمیزی سے بیٹے کی جگہہ پوتا اور بالعکس لکہدیا ہے جیسا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے چوتھے شبہہ کے جواب مین پہلی قسم کے مثالون سے سولہوین مثال کے اندر گذرا ۳۷ **شاہد** کتاب اول اخبار الایام کے آٹھوین باب مین ۲۹ ورس سے ۳۸ ورس تک اور نوین باب مین ۳۵ ورس سے ۴۴ تک اختلاف کے ساتھہ نام پاے جاتے ہین اور اس جا بھی علما اہل کتاب کے قائل ہین کہ ان دو فردون مین جنسے عزرا نے نقل کیا ہے اختلاف تہا اور عزرا کو صحیح کی غلط سے تمیز نہو سکی تو اوسنے دونون کو لکھہ دیا اور بیان اوسکا انہین پہلی قسم کی مثالون سے سترہوین سوال کے اندر گذرا ۳۸ **شاہد** کتاب اول اخبار الایام کے بیسوین باب کے تیسوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۳۱ء اور اوسنے ان لوگون کو جو اوسمین تھے باہر نکال کے آرون سے اور لوہے کے ہلون سے اور کلہاڑون سے کاٹ ڈالا اور سموئیل کے دوسری کتاب کے

بارہوین باب کے اکتیسوین ورس مین اس لفظ کے عوض کاٹ ڈالا یون بے محنت کر ڈالی
دیکھو کہان یہہ لفظ اور کہان وہ ایک یقیناً غلط ہے ہارن صاحب اپنی تفسیر کی پہلی جلد مین سموئیل
کی کتاب کی عبارت کو صحیح ٹہرا کے کہتا ہے کہ کتاب اخبار الایام کی عبارت کو اوسکے موافق
بنانا چاہئے **۳۹ شاہد** اخبار الایام کی دوسری کتاب کے تیرہوین باب مین تیسرے
ورس کے اندر چار لاکھ اور آٹھ لاکھ کا لفظ اور سترہوین ورس کے اندر پانچ لاکھ کا واقع ہوا ہے
اور لاطینی کے بہت نسخون مین اصلاح دیکر چار لاکھ کو چالیس ہزار اور آٹھ لاکھ کو اسی ہزار
اور پانچ لاکھ کو پچیس ہزار بنا دیا ہے اور اس اصلاح کو اون کے مفسرین نے بھی مان لیا ہے
اور آدم کلارک نے مانکر یہہ بھی کہا ہے کہ ان تاریخ کی کتابون مین عدد کے اندر ہم کو اکثر
تحریف کے وقوع کی زیاد کا موقع ہوا ہے آور بیان اوسکا پہلی جلد کے اندر انہین پہلی قسم
کی مثالون سے پندرہوین مثال کے اندر گذرا۔ **۴۰ شاہد** کتاب دوم اخبار الایام کے
چھتیسوین باب کے نوین ورس مین یہویکین کے جلوس کے وقت آٹھ برس کی عمر لکھی ہے
اور اوسکے مفسرون نے اوسکو یقیناً غلط اور محرف مانا ہے۔ آور آدم کلارک نے صاف اقرار
کیا ہے کہ یہہ تو ضرور ہی غلط اور محرف ہے۔ آور بیان اوسکا انھین پہلی قسم کی مثالون سے
پانچوین مثال کے اندر گذرا۔ **۴۱ شاہد** کتاب دوم اخبار الایام کے سولہوین باب کا
پہلا ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء آسا کی سلطنت کے چھتیسوین برس مین اسرائیل کا بادشاہ بعشا الخ
تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین ہے کہ اس ورس کے کتاب اول سلاطین کے پندرہوین
باب کے تینتیسوین ورس سے مقابلہ کرنے سے بڑی مشکل ہوتی ہے کیونکہ اس ورس کے
موافق آسا کے سلطنت کے تیسرے سال مین بعشا تخت سلطنت پر بیٹھا ہے اور اوس نے
چوبیس برس سلطنت کی ہے سو اس حساب سے بعشا کی سلطنت کا آخر سال آسا کے چھبیسوین
سال جلوسی کے موافق نکلتا ہے اور آسا کے چھتیسوین سال جلوسی سے تو بعشا دس برس
آگے مر چکا تھا اور اس مشکل کی علمانے دو توجیہین کی ہین اول یہہ کہ یوسیفس سے مستند

لیکر کہا ہے کہ کاتبون سے عدد مین غلطی ہوئی کہ ٣٦ کو ٢٦ کی جگہہ اس درس مین اور ٣٥ کو ٢٥ کی جگہہ اسی کتاب اخبار الایام کے پندرہوین باب کے انیسوین درس مین لکہہ گئے دوسرے یہہ کہ یہہ سال چھتیسوان بنی اسرائیل کی سلطنت کے منقسم ہونے کے وقت سے ہے جو یربعام کے وقت مین وقوع اوسکا ہوا تہا نہ آسا کی سلطنت کا۔ اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین ہے کہ ظاہر مین یہہ تاریخ غلط ہے اور اشر جو بڑا عالم مسیحی مذہب ہے کہتا ہے کہ وہ سال چھتیسوان منقسم ہو جانے سلطنت کا ہے نہ آسا کی سلطنت کا۔ کہتا ہون مین کہ ان مفسرون نے بھی وہی دو توجیہین کین جو تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین کچھہ تفصیل کے ساتھہ ہین۔ اور پہلی توجیہہ کے موافق تو عدد کی تحریف کا خود ہی اقرار دونون مین درسون مین ہے اور دوسری توجیہہ کے موافق اس عبارت مین آسا کی سلطنت کے چھتیسوین برس یقینا تحریف کا اقرار کرنا پڑیگا سو ہر صورت مین تحریف ہے چاہے عدد مین کہو چاہے غیر عدد مین **۴۲ شاہد** زبور ایکسوین کا سترہوان درس جواب کے اردو اور فارسی کے ترجمون مین اسکو ٢٢ زبور کا ١٦ درس کر کے لکہا ہے عبری مین یون ہے۔ کیونکہ کتون نے مجہہ کو گہیرا ہے شریرون کی گروہ نے میرا احاطہ کیا ہے اور دونون ہاتہہ میرے شیر کے مانند ہین اور اس فقرے کو اور دونون ہاتہہ میرے شیر کے مانند ہین لاطینی ترجمہ مین یون لکہا ہے اونہون نے میرے ہاتہہ اور میرے پانؤ چہیدے۔ اور رومن کاتلک جو اول ہی سے لاطینی کو عبری سے سب جا افضل اور معتبر سمجہتے ہین اسجا بہی اول سے عبری کی غلطی کے معترف ہین مگر بحمد اللہ کہ اسجا تو کل پروٹسٹنٹ بہی عبری کو اچہا نہین کہتے اور اپنے سارے ترجمون مین لاطینی کے موافق ترجمہ کرتے ہین۔ اب دو حال سے خالی نہین یا تو اسجا مسیحیون نے اصلاح دی ہے اور تحریف کی ہے تاکہ اون کے زعم کے مطابق یہہ خبر مسیح پر خوب جم جا۔ یا یہودیون نے عبری مین تحریف کی ہے تاکہ مسیحیون کا وہ زعم اوٹہہ جا۔ **۴۳ شاہد** کتاب امثال کے اٹہارہوین باب کا پہلا درس ایسا بیمعنی واقع ہوا ہے کہ اوسکا مطلب کچھہ اچہا نہین سمجہا جاتا یونانی والے اگلون یون ترجمہ کرتے

مین وہ جو دوست سے جدا ہوا چاہتا ہے عذر ڈہونڈہتا ہے لیکن وہ ہمیشہ ملامت کے قابل ہوگا۔ اور عربی ترجمہ اسیکے موافق ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء من یرید الابتعاد عن صدیقہ یلتمس حجۃ وفی کل وقت یکون معیرا اور بعض نے عبری کے حاشیہ پر ایک عبارت لکہی ہے کہ اب پروٹسٹنٹ کا فرقہ اسیکے موافق ترجمہ کرتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء مفرد خواہش کے مطابق ڈہونڈہتا ہے اور ہر منصوبہ مین چہیڑتا ہے فارسیہ سنہ ۱۸۳۸ء اونکہ خود را ممتاز میگرداند بمقتضاے رغبت خود میجوید خود را در ہر نکتہ داخل میکند۔ فارسیہ سنہ ۱۸۴۵ء مرد منفرد کہ جویاے ہوس خویشتن است بر ہر فن مجادلہ مینماید۔ بہرحال عبری مین ظاہرا کچہہ تحریف ہوی ہے کہ اس خرابی کا سبب پڑی ہے۔ اور تفسیر ہنری و اسکاٹ مین ہے کہ اسکا اصل عبری بہت ہی پوشیدہ ہے۔ ۴۴ **شاہد** کتاب اشعیا کے چوتہوین باب کا چوتہا درس اون کے مفسرین کے اقرار کے موافق عبری مین محرف ہے اور بیان اسکا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے تیسرے شبہ کے جواب کے اندر انسٹہوین اختلاف کے بیان مین گذرا۔ ۴۵ **شاہد** کتاب اشعیا کے چونسٹہوین باب کے دوسرے درس کے شرح مین آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے چوتہے جلد مین لکہتا ہے میری راے یہہ ہے کہ متن عبرانی بہت ہی محرف ہے اور صحیح یہہ ہے جیسے موم آگ سے پگہلتا ہے ۴۶ **شاہد** کتاب پیدایش کے چہیالیسوین باب کے پندرہوین درس مین غلطی اور تحریف ہے تینتیس کا لفظ چونتیس کی جگہہ لکہا گیا۔ اور بیان اسکا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے چوتہے شبہ کے جواب کے اندر پہلی قسم کے مثالون سے انتیسوین مثال کے اندر گذرا۔ ۴۷ شاہد سے ۵۲ شاہد تک علماء محققین عیسائی مذہب کے علی الاعلان اقرار کرتے ہین کہ ان چہہ موضع مین عبری محرف ہے اور ہارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین لکہتا ہے کہ ان فقرات مفصلہ ذیل مین عبری معلوم ہوتی ہے کہ خراب کی گئی۔ ۱ باب نمبر سے ملاکیا کا پہلا درس ۲ باب پانچوین میکا کا دوسرا

درس ۳ زبور سولہوین کا ۸ درس سے ۱۱ درس تک ۴ باب نوین عاموص کا ۱۱ و ۱۲ درس
۵ زبور چالیسوین کے ۷ درس سے ۸ درس تک ۶ زبور ایک سو دسوین کا چوتھا درس
بیان تک ہارون کا کلام تھا۔ دیکھو ان چھٹے موضع کو عبری مین محرف تبلاہے اور اول کے پانچ
موضع کا محرف ہونا ہمکو ترجمون کے مدد سے معلوم ہو سکتا ہے مگر چھٹے موضع کا حال اچھی طرح
اون سے کھلا نہین لیکن جو یہ عیسائیون کا بڑا محقق ہے ہمکو اسکا اقرار ہی کافی ہے اور غالب
یہ ہے کہ اسجا یہ موضع عبری مین ان کے نزدیک بہت ہی محرف یا اون کے مطلب کے منافی ہوگا
کہ سب مترجمون نے اوسکو چھوڑ دیا ہے جیسا زبور ۱۲ کے ستر ہوین درس مین عبری کو چھوڑ دیا ہے
اور بیان اوسکا عنقریب بیالیسوین شاہد مین گذرا۔ اور پہلے موضع کا حال شروع پہلی جلد کے
اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے تیسرے شبہ کے جواب مین نوین اختلاف کے
بیان مین گذرا ہے اور پانچوین موضع کے چھٹے درس کا بھی اگرچہ حال پہلی جلد کے اوسی جا مین
ساٹھوین اختلاف کے بیان مین مفصلا اور اسی دوسری جلد مین تیسری ہدایت کے اندر
سینتالیسوین اختلاف کے بیان مین اور اوس پانچوین ہدایت کے اسی پہلی قسم کے چودہوین
شاہد کے بیان مین اجمالا گذر چکا ہے مگر جو اس محقق نے اسجا تین درس کے بابت اختلاف
کیا ہے اسلئے اس موضع کو معہ اور چار موضع باقیہ کے لکھتا ہون **دوسرا موضع** کتاب
میکا کی پانچوین باب کا دوسرا درس عبری مین یون ہے نسخہ ۱۸۴۳ء برای بیت لحم افراثہ
با وجودیکہ تو یہوداہ کے ہزارون مین چھوٹا ہے تو بھی تجھ مین سے میرے لئے وہ شخص نکلیگا
جو اسرائیل مین حکومت کریگا۔ اور اوسکا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے فارسی ۱۸۳۸ء
اما تو ای بیت لحم افراثہ با وجودیکہ درمیان ہزاران یہوداکوچکی لیکن از تو آن کسے برای
من خواہد برآمد کہ در اسرائیل حکومت ورزد کہ برآمدن او از قدیم الایام ملک انزل می بود
اور یہ عبارت متی کے انجیل کے دوسرے باب کے چھٹے درس مین یون منقول ہوی ہے
نسخہ ۱۸۴۳ء ای یہوداکے بیت لحم تو یہوداکے سردارون مین چھوٹا نہین کیونکہ تجھسے ایک

سرداری بخشیگا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا دیکھو یہہ عبارت کہان اور وہ کہان
تیسرا موضع زبور سولہوین مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء ۸ میری نگاہ ہمیشہ خداوند پہ ہے
کیونکہ وہ میرے دہنے ہاتھ ہے مجھکو کبھی لغزش نہوگی ۹ سو میرا دل خوش ہے اور میری
شوکت شاد ہے میرا جسم بھی توکل مین چین کریگا ۱۰ کہ تو میری جان کو پاتال مین رہنے نہ دیگا اور تو اپنے
مقدس کو سڑنے نہ دیگا ۔ ۱۱ تو مجھکو زندگانی کی راہ دکھلاویگا تیرے حضور مین خوشیون سے
سیری ہے تیرے دہنے ہاتھ ابد تک عشرتین ہین اور اس عبارت کو کتاب اعمال کے
دوسرے باب مین یون نقل کیا ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء ۲۵ اسلیئے کہ داؤد اسکے حق مین کہتا ہے
کہ مین نے خداوند پر جو سدا میرے سامنے ہے نظر کی کہ وہ میرے دہنے طرف ہے تاکہ مین
نہ ہلون ۲۶ اسی سبب میرا دل خوش ہے اور میری زبان نہال ہے بلکہ میرا بدن بھی امید
مین چین کریگا ۔ ۲۷ کہ تو میری جان کو عالم غیب مین چھوڑیگا نہ اپنے قدوس کو سڑنے دیگا
تو نے مجھے زندگی کی راہ بتائین ۲۸ تو مجھے اپنے دیدار سے خوشی سے بھر دیگا ۔ دیکھو کہان وہ
عبارت اور کہان یہہ ۔ **چوتھا موضع** کتاب عاموص کے نوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء
۱۱ مین اسی دن مین داؤد کے گرے ہوے مسکن کو کھڑا کرونگا اور اوسکے دراڑون کو
بند کرونگا اور مین اوسکی شکست ریز کو پھر بناؤنگا اور اگلے زمانے کے مانند تعمیر کرونگا ۔
۱۲ تاکہ وے ادوم کے باقی لوگون کو اور ساری قومون کو جن پر میرا نام کہا جاتا ہے میراث
مین لیوین خداوند جو اس کام کا کرنے والا ہے فرماتا ہے اور اس عبارت کو کتاب اعمال
کے پندرہوین باب مین یون نقل کیا ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء ۱۶ خداوند جو یہہ سب کرتا ہے یون فرماتا
ہے کہ بعد اوسکے مین پھر آونگا اور داؤد کے گرے ہوے ڈیرے کو پھر بناؤنگا ۱۷ اور اوسکے
ٹوٹے پھوٹے کی مرمت کرکے اوسے پھر کھڑا کرونگا کہ باقی آدمی اور سب غیر قومین جو میرے
نام کی کہلاتی ہین خداوند کو ڈھونڈین ۔ دیکھو وہ عبارت کہان اور یہہ عبارت کہان ۔
پانچوان موضع چالیسوین زبور مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۳ء ۶ ذبیح اور ہدیہ کو تو نہین چاہتا تو

نے میرے کان کھولے چڑھاوے اور خطیت کا تو طالب نہین ۷ تب مین نے کہا دیکھو مین آتا ہون کتاب کے ورقون مین میرے حق مین یہہ لکھا ہے ۸ ای میرے خدا مین تیری رضا مندی بجالانے پر خوش ہون تیری شریعت تو میرے دل کے بیچ مین ہے ۔ اور اِس عبارت کو جو پولوس مقدس نامہ عبرانیہ کے دسوین باب مین یون نقل کرتے ہین نسخہ ۱۸۴۴ء ۵ قربانی اور نذر کو تو نے نچاہا پر میرے لئے ایک بدن تیار کیا ۶ سوختنی قربانی اور ان قربانیون سے جو گناہ کے لئے ہے تو راضی نہوا ۷ تب مین نے کہا کہ دیکھہ مین آتا ہون میری بابت کتاب کے دفتر مین لکھا ہے تاکہ ای خدا تیری مرضی بجا لاؤن ۔ دیکھو یہہ عبارت کہان اور وہ عبارت کہان

۵۳ شاہد کتاب خروج کے اکیسوین باب کے آٹھوین ورس مین حضرت موسیٰ کا قول عبری نسخے مین یون ہے اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے نامزد نہین کرکے رہ گیا ناراضی ہو تو اوسکا فدیہ دے کے الخ اور حاشیہ پر عبری نسخے کے اور نسخے سے وہ عبارت یون نقل ہوئی ہے اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے نامزد کرکے رہگیا ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دے کے الخ دیکھو اصل مین ہے نامزد نہین کرکے رہگیا اور حاشیہ مین ہے نامزد کرکے رہگیا ایک محرف ہے اور اب عیسائی اپنے ترجمون مین اوسی حاشیہ والی عبارت کو لیتے ہین چنانچہ ترجمۂ انگریزی عبری و ترجمہ اردو و فارسی مین یہی عبارت ڈالی ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ اصل والی عبارت اون کے نزدیک محرف ہے لیکن بشپ ہارسلی اپنی تفسیر کی پہلی جلد مین اصل ہی والی عبارت کو اچھا کہتا ہے اور لکھتا ہے بہتر یون ہے اپنے نامزد کرکے

۵۴ شاہد کتاب قوامین کے گیارہوین باب کے اکیسوین ورس مین عبری مین یون ہے پر تم سب رینگنے والے پرندون مین سے جو چار پانون سے چلتے ہین اور اونکی پچھلی ٹانگین اگلے پانون سے لمبی ہوئی نہین ہین کردے اون سے کودکر زمین پر چلتے ہین تو اونہین سے کھاؤ وہ اسی جملہ کے عوض اور اون کی پچھلی ٹانگین اگلے پانون سے لمبی ہوئی نہین ہین عبری نسخہ کے حاشیہ پر اور نسخون سے ایکر یہ جملہ ہے اور اونکی پچھلی ٹانگین اگلے پانون سے لمبی ہوئی ہین ۔ اور اسی

حاشیہ کی عبارت کو اب عیسائی لوگ اپنے ترجمون مین لیتے ہین سوا اون کے نزدیک وہ متن والی عبارت محرف ہے۔ ٥٥ شاہد کتاب قوانین کے پچیسوین باب کے تیسوین ورس مین متن عبری مین یون ہے اور اگر سال بھر کی مدت مین اوسکا فدیہ نہ دیا جاوے تو وہ گھر جو شہر پناہ کے اندر نہین ہے خریدار پاس اوسکے قرنون مین ہمیشہ تک اوسکا ہوا اور اس جملے کے عوض وہ گھر جو شہر پناہ کے اندر نہین ہے حاشیہ پر اوسنسخے سے لیکر یون لکھا ہے وہ گھر جو شہر پناہ کے اندر ہے اور اسی عبارت کو اب عیسائی اپنے ترجمون مین لیتے ہین سو اون کے نزدیک وہ متن والی عبارت محرف ہے۔ اب ناظر خیال کرے کہ ان تینون مواضع مین اصل متن کے موافق نفی اور حاشیہ کے مطابق اثبات ہے لہذا ان مسئلون مین جن سے یہ عبارتین متعلق ہین شبہہ رہا مثلا اول موضع مین لونڈی کے مسئلے مین معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص اسے آزاد کرے آیا وہ جسنے اوسے اپنے نامزد نہین کیا یا وہ شخص جسنے اوسے اپنے نامزد کر لیا ہے۔ اور دوسرے موضع مین نہین معلوم ہوتا کہ کونسے جانور بنی اسرائیل کے لئے حلال تھے آیا وے جنکے پچھلے ٹانگین اگلے پاؤن سے لمبی ہوئی نہین یا وے جنکی لمبی ہوئی ہین۔ اور تیسرے موضع مین معلوم نہین ہو سکتا کہ خریدار کے پاس آیا وہ گھر ہمیشہ کو ہوا جو شہر پناہ کے اندر نہین ہے یا وہ گھر جو شہر پناہ کے اندر ہے ٥٦ شاہد کتاب اعمال کے ٢٠ باب کے ٢٨ ورس مین مین ہے نسخہ ١٨٢٣ء خدا کے کلیسے کو جسے اوس نے اپنے لہو سے مول لیا چراؤ۔ گرسباخ کہتا ہے کہ خدا کا لفظ غلط ہے اسجا خداوند کا لفظ رکھنا چاہیے کہتا ہون مین دیکھو کہ کسی تثلیثی نے اسجا یہ تحریف اسلیئے کی کہ اس ورس سے جناب مسیح کی خدائی ثابت ہو جائے ٥٧ شاہد نامہ اول تمطی کے تیسرے باب کے سولہوین ورس مین ہے نسخہ ١٨٢٣ء یقینا دین کا بڑا راز یہہ ہے کہ خدا جسم مین ظاہر ہوا۔ گرسباخ کہتا ہے کہ صحیح یون ہے یقینا دین کا بڑا بھید ہے وہ کہ جسم مین ظاہر ہوا۔ یعنے خدا کے لفظ کی جگہہ وہ کا لفظ رکھنا چاہیے اور مترجم عربی سنہ ١٦٧١ و سنہ ١٨٢١ء و ١٨٣١ء والے نے ترجمہ ویسا ہی کیا ہے جیسا گرسباخ کہتا ہے۔

۵۸ شاہد مکاشفات کے ۸ باب کے ۱۳ ورس مین ہے نسخہ ۱۸۴۴ء ایک فرشتے کو آسمان کے بیچ اڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز کہتے ہین کہ فرشتے کی جگہہ عقاب کا لفظ چاہیے۔

۵۹ شاہد یعقوب کے نامہ کے ۲ باب کے ۱۸ ورس مین بہت نسخون کے اندر یون ہے تو اپنا ایمان عمل کے ساتہہ مجہہ پر ظاہر کر اور گریسباخ اور شولز کہتے ہین کہ صحیح یون ہے کہ تو اپنا ایمان بے عمل کے مجہہ پر ظاہر کر اور اب مترجم انہین کی پیروی کرتے ہین **۶۰ شاہد** افسیون کے نامہ کے ۵ باب کے ۲۱ ورس مین ہے نسخہ ۱۸۴۴ء خدا سے ڈر کے ایک دوسرے کی فرمان برداری کرو گریسباخ اور شولز بالاتفاق لکھتے ہین کہ خدا کے لفظ کی جگہہ مسیح کا لفظ چاہیے۔ اور انہین کی تحقیق کے مطابق عربی کے مترجم ۱۶۷۱ء و ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء والے ترجمہ یون کرتے ہین و لیخضع بعض لبعض بخوف المسیح یعنے چاہیے کہ ایک دوسرے کی فرمان برداری کرے مسیح کے ڈر سے **۶۱ شاہد** متی کے انجیل کے انیسوین باب کے سترہوین ورس مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۳ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء اوس نے اوس سے کہا تو مجھے کیون نیک کہتا ہے کہ نیک نہین مگر ایک یعنے خدا۔ الخ اور اسیجا گریسباخ خدا سے نڈر کے اور اپنے تثلیث کے عقیدے کے مخالف اس عبارت کو سمجھ کے اوسین اصلاح یون دیتا ہے تو کیون مجھ سے نیکی کی بابت پوچھتا ہے دیکھو غضب خدا کا تثلیث کے منافی فقرے کو کیسا بے طور الٹ دیا مگر شولز نے جو وہ بھی گریسباخ کی طرح صحیح اور محقق گنا جاتا ہے اور پچاس برس تخمینا کے بعد گریسباخ کے ہوا ہے خدا سے ڈر کے کہا کہ نہین وہی عبارت پہلی صحیح ہے۔ اور اردو مترجم بھی گریسباخ کی اطاعت نہین کرتے

دوسری قسم کے شواہد۔ ۱ **شاہد** ۱ کتاب ہستیر کا ایک حصہ ۲ کتاب بارو ق ۳ کتاب دانیال کا ایک حصہ ۴ کتاب توبیاس ۵ کتاب جوڈتھ ۶ کتاب وزڈم ۷ کتاب ایکلیزیاسٹیکس ۸ کتاب اول مقابیس ۹ کتاب دوم مقابیس۔ اور یہ نو کتابین تین صدی کے بعد مختلف وقتون مین علماے مسیحی کے اجماعون اور کونسلون سے واجب التسلیم ہوئی تہین اور کتاب جوڈتہہ تو پیچھے کے اجماعون اور کونسلون مین واجب التسلیم ٹہری تھی۔ اور بارا سو برس

تک یہہ کتابین مسیحیون کے سب فرقون مین واجب التسلیم رہین. اور رومن کاتھلک جن کا گروہ
اب بھی چھبے گروہ زاید پروٹسٹنٹون کے گروہ سے ہے آج تک اون واجب التسلیم جانتے ہین
اور پروٹسٹنٹ کا فرقہ اوسکو نہین مانتا. اور منجملہ عذر عدم تسلیم کے یہہ عذر بھی پیش کرتا ہے
کہ وے محرف ہوئین اور جعلی ہین سو اب دو حال سے خالی نہین کہ اوسمین یہہ لوگ سچے
ہین یا جھوٹے اگر سچے ہین تو اون کے سلف کے علمار کی بے دیانتی اور تحریف ثابت ہوتی
ہے کہ اونھون نے اجماع کر کے جھوٹی اور محرف کتابون کو واجب التسلیم ٹہرا دیا تہا خصوصًا
جو وہہ کوکہ برابر چھے کے چھبے اجماعون اور کونسلون مین واجب التسلیم رکہا تہا اور اسیطرح
رومن کاتھلک کے تمام گروہ کی تحریف اور بے دیانتی ثابت ہوتی ہے کہ اب تک غیر
واجب التسلیم کو واجب التسلیم بتلاتے ہین. اور اگر جھوٹے ہین تو اس فرقے کے سب علما خلفاً
اور سلفاً محرف اور بے دیانت ٹہرتے ہین کہ کتب واجب التسلیم کو غیر واجب التسلیم بتلاتے
ہین- اور اسیطرح ہم تیسری کتاب عزرا کے حق مین بھی کہہ سکتے ہین. کیونکہ کاتھلک اور پروٹسٹنٹ
اوسکے واجب التسلیم ہونے کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسمین الحاق ہو گیا ہے اور
کلیسہ گریک اسکو اب تک مانتا ہے **۲ شاہد** ترجمہ سپٹواجنٹ کی بابت یہود اور
عیسائیون کی تحریف اور بد دیانتی ثابت ہوتی ہے جیسا شروط دوسری ہدایت کے اندر
گذرا **۳ شاہد** ترجمہ لاطینی جو رومن کاتھلک کے نزدیک عبری سے زائد معتبر ہے بقول
علما پروٹسٹنٹ کے محرف ہے. اور اونکا اقرار ہے کہ کوئی ترجمہ لاطینی کے مانند خراب
نہین کیا گیا. جیسا چوتھی ہدایت کے آخر مین گذرا ہم سے. **۴ تک شاہد** وے
سولہ فقرے توریت کے اور ایک سارا باب کتاب استثنا کا جنکا تفصیلاً بیان پہلی ہدایت
کے اندر توریت کے بیان مین تیسری دلیل کے اندر گذرا. ہمارے ان مخالفین پر جو توریت
کو موسیٰ کی تصنیف بتلاتے ہین تحریف یا زیادت کے ۱۱ شاہد ہین. اور جب تک سند
کامل اسبات کی نہ گذریگی کہ کسی پیغمبر نے ان کو لاحق کیا ہے تب تک یے سب تحریف

کی دلیل رہینگے اور اوس سے جا ظاہر ہوا کہ مخالفین کے پاس اٹکل کے سوا کوئی دلیل بھی نہین ہے
پس ہمارا مطلب ثابت ہے ۲۱ سے ۳۲ شاہد تک دے گیارا فقرے اور ایک
سارا باب کتاب یوشع کے اندر جنکا بیان تفصیلا اس کتاب کے بیان مین گذرا - اور حقیقت
مین ہمارے اون مخالفین پر جو اس کتاب کو یوشع کی تصنیف بتلاتے ہین تحریف یا زیادت کے
بارا شاہد ہین ۳۳ شاہد کتاب نحمیا کے بارہوین باب کے چھبیسوین درس اول کے جیسا
پہلی ہدایت کے اندر اس کتاب کے بیان مین گذرا ۳۴ شاہد رب معانی ڈیز اور لیکلرک
اور میکالس اور سملر اور بشپ اسٹاک وغیرہم کی تحقیق کے مطابق جو ایوب کو محض ایک
اسم فرضی بتاتے ہین اور اوسکی کتاب کو محض ایک افسانہ اور جھوٹی کہانی کہتے ہین ایوب
کی ساری کتاب جعلی ہے اور اس تحقیق کے موافق یعقوب حواری کی بھی جہالت اور اوسکے
نامے کا جعلی اور غیر الہامی ہونا ثابت ہے اور بیان اوسکا پہلی ہدایت کے اندر ایوب کی
کتاب کے بیان مین گذرا ۳۵ شاہد ہیو دور اور سیمن اور لیکلرک اور ڈسٹن
اور سملر اور بعض متاخرین اور کاسٹلیو کے تحقیق کے موافق ساری کتاب نشید الانشاد
کی اور بیان اوسکا اس کتاب کے بیان مین گذرا - ۳۶ شاہد یرمیا کی کتاب کا باونوان
باب ۳۷ شاہد یرمیا کی کتاب کے دسوین باب کا گیارہوان درس اور بیان ان
دونون کا اس کتاب کے بیان مین گذرا - ۳۸ شاہد اسٹاہلین نام ایک فاضل مشہور
جرمنی کی تحقیق کے موافق کتاب شعیا کے ستائیس باب آخر کے چالیسوین سے چھیاسٹھوین
تک - اور بیان اوسکا اس کتاب کے بیان مین گذرا - ۳۹ شاہد متی کی انجیل تحقیق کے
موافق اور بیان اوسکا پہلی ہدایت کے اندر اس انجیل کے بیان مین گذرا ۔ ۴۰ شاہد
محقق گروٹیس کی تحقیق کے موافق انجیل یوحنا کا اکیسوان باب اور بیان اوسکا پہلی
ہدایت کے اندر گذرا ۴۱ شاہد سے ۴۶ تک نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم و
سیوم یوحنا اور نامہ یعقوب اور نامہ یہوداہ اور کتاب مشاہدات اور بیان ان کے

کا پہلی ہدایت کے اندر گذرا ۴۷ **شاہد** ترجمہ یونانی اور لوقا کی انجیل مین ارفخشاد کے
سالح کے بیچمین تحریف یا غلطی کی راہ سے ایک قینان کو بڑہا دیا ہے جیسا تیسری ہدایت
کے اندر دوسرے اختلاف کے بیان مین اور پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب
مین پادریون کے تیسرے شبہ کے جواب مین پہلے اختلاف کے بیان مین گذرا۔
۴۸ **شاہد** کتاب استثنا کے دسوین باب مین ڈاکٹر کنی کاٹ کی تحقیق کے موافق
جسکو آدم کلارک مفسر نے بھی پسند کیا ہے ہ مین پانچوین اور دسوین درسون کے چار درس
چھٹے سے نوین تک کسی نے تحریف کی راہ سے بڑہا دئے مین۔ آور عبری کی عبارت اسکا
غلط ہے آور صحیح وہ عبارت ہے جو سامری مین واقع ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر
سترہوین اختلاف کے بیان مین گذرا۔ ۴۹ **شاہد** کتاب استثنا کے تینتیسوین باب کے
دوسرے درس مین یہہ لفظ اور اوسکی دسوین پشت تک غلط ہے اور محرف ہے۔ اور
بیان اوسکا پہلی جلد کے اندر پادریون کے چوتھے شبہ کے جواب مین پہلی قسم کے
مثالون سے اٹھائیسوین مثال مین گذرا۔ ۵۰ **شاہد** کتاب یوشع کے دسوین باب کا
پندرہوان درس عبری نسخے کے اندر کسی نے تحریفاً بڑہا دیا ہے آور بیان اسکا تیسری
ہدایت کے اندر بیسوین اختلاف مین گذرا ۵۱ **شاہد** کتاب یوشع کے تیرہوین
باب کے پچیسوین درس مین یہہ جملہ بنی عمون کی آدہی سرزمین عراعیر تک جو ربا کے
سامنے ہے غلط اور محرف ہے۔ آور ہارسلی نے اقرار کیا ہے کہ اسکا عبری مین
محرف ہے اور بیان اوسکا پہلی جلد کے اندر پادریون کے چوتھے شبہ کے جواب مین
پہلی قسم کے مثالون سے دسوین مثال کے اندر گذرا۔ ۵۲ **شاہد** کتاب یوشع کے
اکیسوین باب کے چونتیسوین درس مین عبری کے نسخے مین یہہ عبارت اور بنی یہوداہ
کے سرحد مین اردن سے مشرق کے سمت جاتی غلط اور محرف ہے اور بیان اوسکا
تیسری ہدایت کے اندر اکیسوین اختلاف مین اور پہلی جلد کے اندر پادریون کے چوتھے شبہ

کے جواب مین پہلی قسم کے مثالون سے بارہوین مثال کے اندر گذرا ۵۳ شاہد کتاب القضات کے پہلے باب کے چھٹے درس دسوین سے پندرہوین تک الحاقی ہین جیسا بشپ ہارسلی نے اپنی تفسیر کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۸۳ مین تصریح کی ہے ۵۴ شاہد کتاب القضات کے سترہوین باب کے ساتوین درس مین یہہ لفظ جو لاوی تھا غلط محرف ہے اور بیان اوسکا پہلی جلد کے اندر پادریون کے چوتھے شبہہ کے جواب مین پہلی قسم کے مثالون سے چودہوین مثال کے اندر گذرا۔ ۵۵ شاہد کتاب اول سموئیل کے چھٹے باب کے انیسوین درس مین بلاشبہ اون کے مفسرین کے اقرار کے موافق تحریف ہے اور آدم کلارک کہتا ہے کہ غالب یہہ بات ہے کہ اسجا متن مین تحریف ہے بعضے لفظ جاتے رہے ہین یا پچاس ہزار کا لفظ ارادے یا جہالت سے بڑھایا گیا ہے۔ پھر ترجمون کے اختلافات اور بعض وجوہ لکھکر کہتا ہے کہ یہہ اختلافات اور وہ عدم امکان ہمکو یقین دلاتا ہے کہ یہان ضرور تحریف ہے یا کچھہ بڑھایا گیا یا گھٹایا گیا۔ اور بیان اوسکا پہلی جلد کے اندر پادریون کے چوتھے شبہہ کے جواب مین پہلی قسم کی مثالون سے چھٹی مثال مین گذرا ۵۶ شاہد سموئیل کی کتاب کے سترہوین باب مین پچیس درس یعنے ۱۲ سے ۳۱ تک اور اکتالیسوین درس اور ۵۴ وین درس سے آخر باب یعنے ۵۸ تک اور اٹھارہوین باب کے اول کے پانچوین اور ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ درس ڈاکٹر کنی کاٹ کے تحقیق کے موافق جسکو آدم کلارک مفسر پسند کرتا ہے الحاقی ہین اور مفسر مذکور لکھتا ہے کہ کاتبون کی بے پروائی سے حاشیہ سے متن مین داخل ہوگئے ہین اور بیان اوس کا تیسری ہدایت کے اندر اتیسوین اختلاف کے بیان مین گذرا۔ اور بشپ ارسلی اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے اندر صفحہ ۳۲۰ مین لکھتا ہے کہ سموئیل کے کتاب کے سترہوین باب کے درس بارہوین سے اکتیسوین تک بیس درسون کو کنی کاٹ الحاقی اور قابل الاخراج سمجھ کر کہتا ہے کہ جب ہمارے ترجمہ کی پھر تصحیح کیجاوے تو ان درسون کو نہ داخل کرنا چاہیے

۵۷ و ۵۸ و ۵۹ **شاہد** لوقا کی انجیل کے تیسرے باب کے انیسوین درس مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۳ء پر ہیرودیس چوتھائی کے حاکم نے اپنے بھائی فیلپ کی جورو ہیرودیا کے سبب الخ لفظ فیلپ کا اسمین غلط اور ان کے مفسرین کے اقرار کے موافق محرف ہے اور بیان اسکا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے تیسرے شبہ کے جواب مین تیسرے اختلاف کے اندر گذرا اور وہان یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ ہارن نے اقرار کیا ہے کہ غالبا فیلپ کا نام کاتب کی غلطی سے متن مین داخل ہوگیا ہے اوسکو متن سے نکالا جاوے اور گریسباخ نے اس لفظ کو متن سے نکال دیا ہے اور جامعین تفسیر ہنری و اسکاٹ نے لکھا ہے کہ فیلپ کا لفظ کاتب کے غفلت سے متن مین داخل ہوگیا ہے اور اسکو بہت خطی نسخون اور اکثر اون نسخون مین جو اول مطبوع ہوے ہین چھوڑ دیا ہے اور یہہ بھی وہان معلوم ہوگیا ہے کہ جیسا فیلپ کا لفظ اسمین غلط ہے ویسا ہی متی کے چودہوین باب کے تیسرے درس اور مرقس کے چھٹے باب کے سترہوین درس مین غلط اور محرف ہے سو حقیقت مین یہہ تین شاہد ہین۔ ۶۰ **شاہد** لوقا کی انجیل کے ساتوین باب کے اکتیسوین درس مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۳ء اور خداوند نے کہا مین اس زمانہ کے لوگون کو کس سے تشبیہ دون الخ اور یہہ جملہ خداوند نے کہا تحریف سے بڑہایا گیا ہے۔ آدم کلارک مفسر اس درس کی شرح مین لکھتا ہے اس امر کی پوری گواہی ہے کہ یہ الفاظ لوقا کے کبھی متن کے جزو نہین تھے اور ہر ایک محقق ان کو رد کرتا ہے اور بنجل اور گریسباخ نے ان کو متن سے نکالدیا ہے۔ یہان تک آدم کلارک کا کلام تھا کہتا ہون مین کہ حضرات مسیحیون کی حرکت کو دیکھو کہ باوجود اسبات کے کہ یہ الفاظ کبھی متن کے جزو نتھے اور ہر ایک محقق اون کو رد کرتا ہے پھر بھی اپنے ترجمون مین لکھے چلے جاتے ہین سو بتلاؤ کہ تحریف پھر کس چیز کا نام ہے اور مترجم اردو سنہ ۱۸۳۹ء والے نے اور

کہا کہ اس تحریف مین بھی تحریف کر گیا۔ اور لفظ یہہ بھی کا اپنے طرف سے بڑہا گیا اور ترجمہ
یون کیا۔ اور خداوند نے یہہ بھی کہا مین اس زمانے کے لوگون کو کس سے تشبیہ دون الخ
۶۱ شاہد متی کی انجیل کے ستائیسوین باب کے نوین درس مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۴۴ء
تب وہ جو یرمیا نبی کی معرفت سے کہا گیا تھا پورا ہوا الخ اور لفظ یرمیا کا سچا یقینا غلط
ہے مگر ہارن اس فرقہ کا محقق تحریف یا زیادت کا قایل ہو کے اس غلطی کو کاتب کے
سر لگاتا ہے کہ اوسنے اپنے طرف سے یہہ لفظ بڑہا دیا ہے اور اپنی تفسیر کے
پہلی جلد کے اندر صفحہ ۶۲۵ مین یون لکھتا ہے کہ انجیل نویس نے اصل مین نام پیغمبر کا نہین
لکھا تھا۔ کسی کاتب نے یرمیا کا نام درج کر دیا ہے ۶۲ شاہد متی کی انجیل کے
ستائیسوین باب کے پینتیسوین ورس مین یہہ عبارت نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۴۴ء
اسیطرح جو نبی نے کہا تھا سو پورا ہوا کہ اونھون نے میرے کپڑے آپسمین بانٹے
اور میرے کرتے کے لئے قرعہ ڈالا۔ اون کے مفسرین کے اقرار کے موافق الحاقی اور
واجب الاخراج ہے اور ہرگز متن کی جزو نہین اور گریسباخ نے اوسکو قطعی جعلی سمجھہ کر
چھوڑ دیا ہے۔ ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ کے اندر
لکھتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء کہ یہہ عبارت یونانی کے ۱۶۱ نسخون مین اور سریانی اور پرانے
روم سے اور عربی کے ترجمون کے سب خطی نسخون مین اور اسیطرح کاپٹک مین اور
سہی ڈک اور اتھیوپک کے ترجمون کے سب نسخون مین اور ترجمہ فارسی پالی گلاٹ مین
نہین پائی جاتی اور کریزستم اور تیتوس بسترا اور یوتھیمیس اور تھیوفلکٹ اور
اوریجن اور ارمینوس کے پرانے مترجم اور ہلگستاین اور جون کوس کے حوالون مین یہہ
عبارت نہین ہے اور یہہ عبارت کسینے یوحنا کے انجیل کے انیسوین باب کے چوبیسوین
ورس سے لیکر الحاق کر دی ہے اور گریسباخ نے اچھا کیا جو اوسکو قطعی جعلی سمجھکر چھوڑ دیا
یہان تک ہارن کا کلام تھا جو خلاصہ کے طور نقل ہوا۔ اور آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کے

پانچوین جلد مین اِس ورس کی شرح مین یون لکہا ہے یہہ عبارت بالکل چہوڑ دی جاوے
انجیل نویس کے اصل متن کی جز نہین۔ اور اچہے نسخے اور قریب سارے ترجمون نے اور
بے شمار مشہور قدمائے اسکو چہوڑ دیا ہے اور یے الفاظ صریح الحاقی ہین جو یوحنا کے
انیسوین باب کے چونتیسوین ورس سے لئے گئے ہین۔ یہان تک آدم کلارک کا کلام تہا۔
۶۳ شاہد نامۂ اول یوحنا کے پانچوین باب مین ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء ۷ کہ تین ہین جو
آسمان پر گواہی دیتے ہین۔ باپ اور کلام اور روح قدس اور یے تینون ایک ہین ۸
اور تین ہین جو زمین پر گواہی دیتے ہین روح اور پانی اور لہو اور ان تینون کا ایک مضمون
ہے اور ان دونون درسون مین اصل عبارت اتنی تہی۔ تین ہین جو گواہی دیتے ہین۔
روح اور پانی اور لہو اور ان تینون کا مضمون ایک ہے اسکے بعد کسی حضرت دیندار
عیسائی نے تثلیث کے عقیدے کے اثبات کے لئے اس قدر عبارت بڑہا دی جو آسمان
پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح قدس اور یہہ تینون ایک ہین۔ اور تین ہین جو
زمین پر اور گریسباخ اور شولز بالاتفاق حکم کرتے ہین کہ یہہ عبارت الحاقی ہے۔ اور
ہارن صاحب بہی جو بڑے متعصب ہے۔ الحاق کی دلیلون کی قوت کا لحاظ کرکے لاچار ہو کر
صاف حکم لگاتا ہے کہ اس عبارت کو جعلی سمجہ کر چہوڑا جاوے اور جامعین
تفسیر ہنری اور اسکاٹ بہی اسے جعلی سمجہتے ہین۔ اور آدم کلارک مفسر کی بہی اسیطرف
توجہ معلوم ہوتی ہے اور اکبر آباد کے مباحثہ مین جب اسکو پیش کیا گیا تہا تو پادری فنڈر
صاحب نے لاچار ہو کر صدہا آدمیون کے سامہنے اقرار کیا تہا کہ اسیجا اور اسیطرح ایک
دو جگہہ تحریف ہوئی ہے۔ اور پادری فرنچ صاحب اُن کے شریک نے ترقی کرکے کہا
کہ سات آٹہہ جگہہ تبدیل و تحریف ہوئی ہے اور سریانی کے دونون ترجمون کے کسی نسخہ
مین اور اسیطرح کاپٹک اور سہی ڈک اور اتہیوپک اور ارمنی اور پرانی روسی کے کسی
نسخہ مین یہہ عبارت نہین پائی جاتی اور اسیطرح ترجمہ عربی کے کسی خطی نسخہ مین نہین پائی جاتی

اور ڈاکٹر کنن لکہتا ہے کہ اوسنے اس عبارت کو اس نسخے سریا مین جو بہت ہی پرانا اور
وہ ہزار برس زمانہ سے ہندوستان کے کلیسہ مین تہا نہین پایا اور نہ کسی اور سریا کے نسخون مین
جو اوسنے دیکہے ۔ اور لاطینی کے چالیس نسخون مین نہین پائی گئی اور ہارن صاحب نظر ثانی
کے وقت کہتا ہے کہ ان چالیس مین پچیس نسخے تو بہت ہی پرانے ہین اور اونکی گواہی پچیس
نئے نسخون سے بہتر ہے اور گسنازین جو بڑا عالم مسیحی مذہب کا چوتہی صدی مین گذرا ہے
دس رسالے اس نامہ پر لکہے ہین ایک مین بہی اس عبارت کا پتا نہین ۔ اور جو اگسٹائن
تثلیثی اور ایرین فرقے کے مقابل تہا اگر یہہ عبارت ہوتی تو تثلیث کے ثابت کرنے کو
اوسکو ضروری ہی نقل کرتا اور اس تکلف مین نہ پڑتا کہ آٹہوین ورس پر حاشیہ کے
طور یون لکہتا کہ پانی سے مراد باپ اور خون سے بیٹا اور روح سے روح القدس ہے
اور مارسش کہتا ہے کہ ان نسخون مین جو اری نیس اور کلیمنٹ اسکندریہ والے کے پاس
تہے اور یقیناً وے دوسری صدی کے بعد لکہے گئے نہین ہو سکتے اور اسیطرح ان نسخون
مین جو اوریجن کے پاس تہے اور یقیناً وے نسخے تیسری صدی کے بعد کے نہین ہو سکتے اور
اور اسیطرح یونانی مرشدون کے ان نسخون مین جو کونسل نائس مین تہے اور وے نسخے
یقیناً چوتہی صدی کے بعد کے نہین ہو سکتے ۔ اور اسیطرح ہر صدی کے نسخون مین اس صدی
تک کہ اس صدی کے لکہے ہوے پرانے نسخے ہم تک پہنچے یہہ عبارت نتہی اور جناب لوتہر
مصلح دین کے جرمنی ترجمہ مین یہہ عبارت نتہی اور ان کی زندگی مین جتنے بار وہ ترجمہ چہپا
ان سب نسخون مطبوعہ مین یہہ عبارت نہین ہے اور آخری نوبت مین جو اپنی زندگی مین
سنہ ۱۵۴۶ء کے اندر اس ترجمہ کو پہر چہپوایا اور اون کی زندگی مین اوسکی طبع پوری نہوی تہی
بلکہ کچہہ رہگئی تہی جو ان کی وفات کے بعد پوری ہوی سو اس ترجمہ کے مقدمہ مین لکہہ گئے
تہے کہ کوئی شخص اس میرے ترجمہ مین تبدیلی نکرے مگر یہہ بات تو جو مسیحیون کی عادت
جبلی ہے بعید تہی اور وے اپنی عادت کو کسطرح چہوڑتے سو اوسکے موافق تحریف سے چوکے

اور اونکی وفات سے تیس برس کے عرصے کو بھی گذرنے نہ دیا کہ اونکی وصیت کے خلاف اس
جھوٹے اور جعلی فقرے کو انکے ترجمہ مین ملا دیا۔ اور پہلے پہل یہہ بے دیانتی اونکے ترجمہ مین واقع ہوئی
جو فرینک فارٹ مین ۱۵۷۴ء کے اندر چھپا تہا اور اسکے بعد پھر فرینک فارٹ والے کچھہ خدا سے یا
بدنامی سے ڈرے جو پھر کے بار یہہ ترجمہ وہان چھپا اوس سے وہ جملہ نکالا گیا لیکن پھر وٹنبرگ
اور ہیمبرگ تثلیثیون کو اپنی عادت کا چھوڑنا مشکل ہوا۔ اونھون نے پھر اس عبارت کو اس ترجمہ
کے اندر جو ۱۵۹۶ء و ۱۵۹۹ء مین وٹنبرگ مین اور ۱۵۹۶ء مین جو ہیمبرگ مین چھپا داخل کرلیا اسکے
بعد وٹنبرگ والے فرینک فارٹ والون کے طرح کچھہ بدنامی سے ڈرے جو پھر اس ترجمہ کو اونھون
نے چھاپا اس عبارت کو نکال دیا اور اسکے بعد پھر تثلیثی یارون نے خوف خدا اور بدنامی اور مترجم
کی وصیت کو بالاے طاق رکہہ کر اس فقرے کے الحاق کو عام کرلیا۔ بھلا جنکی یہہ عادتین ہون ان
سے کیا کوئی خاک عدم تحریف کی توقع رکھے۔ اور کالون صاحب پروٹسٹنٹ کے فرقے کے دوسرے
پیشوا نے اپنے ترجمہ مین گو اسکو رہنے دیا مگر اوسپر اپنا شبہ ظاہر کیا۔ اور لاٹن کے اس ترجمہ مین جو
بیوجوڈا کے طرف منسوب ہے اور ۱۵۴۳ء مین اسٹی ونزلی چھاپا ہے اس جملہ کو متن سے نکال کر حاشیہ
پر لکھا۔ اور کاسٹیلیو کے ترجمہ مین جو اول ۱۵۵۱ء پھر ۱۵۶۳ء مین چھپا ہے اوسپر نشان علیحدگی کا
بنایا گیا۔ اور ترجمہ ٹنڈیل صاحب مین جو انگریزی مین ترجمہ ہوا ہے اور ۱۵۳۴ء مین پھر ۱۵۳۶ء مین چھپا
ہے اور کورڈیل کے بیبل مین جو ۱۵۳۵ء مین چھپی ہے اور متھیو کی بیبل مین جو اول ۱۵۳۷ء مین پھر
۱۵۴۹ء پھر ۱۵۵۱ء مین چھپی ہے اور کرینمر کی بیبل مین جو اول ۱۵۳۹ء مین پھر ۱۵۴۱ء مین چھپی ہے
اور ٹروینر کی بیبل مین جو اول ۱۵۳۹ء پھر ۱۵۴۱ء پھر ۱۵۴۹ء مین چھپی ہے اور اس بیبل مین جو
بشپ ناردن سٹل اور جینڈ کے اہتمام اور تصحیح سے ۱۵۴۱ء مین چھپی ہے اور اس عہد جدید مین جسکو
گوال ٹیر نے سر جان چیک کے واسطے ۱۵۵۰ء مین لاٹن اور انگریزی مین چھاپا ہے اور اسمین
جسکو پل نے ۱۵۵۰ء مین چھاپا اور اوس بیبل مین جسکو گرافٹن نے ۱۵۵۲ء مین چھاپا اور اس
انگریزی بیبل مین جسکو ہیری سن نے ۱۵۶۲ء مین لنڈن کے اندر چھاپا ان سب کے نسخون

مین نشان شک کا اس جملہ پر بنا یا ہوا تہا اور ایک تاریخ مین جسکا نام لائی بریری یوسفل نالج ہے اور کمیٹی کے پادریون نے تالیف کر کے ۱۸۳۳ع مین کمیٹی کے حکم سے لنڈن کے اندر اسکو چہپوایا ہے یون مرقوم ہے کہ اسحاق نیوٹن نے ایک رسالہ پچاس صفحون کا لکہا ہے اور اوسمین نامہ یوحنا اور پولوس کے دو فقرون پر تثلیث کے مسئلہ کے متعلق بحث تحقیقی کی ہے اور نیوٹن صاحب خیال کرتا ہے کہ کاتبون نے ان مین تبدیلی کی ہے یہان تک عبارت اوس تاریخ کی تہی جو ترجمہ کے طور منقول ہوئی اور اسحاق نیوٹن کا گمان بلاشبہ سچا ہے اور مجہے تو یہہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ جو اگسٹائن نے ایک توجیہہ آٹہوین ورس کے حاشیہ پر لکہی تہی وہ بہت ہی بعید تہی تثلیثیون نے اوسی مین تغیر و تبدیل کر کے اسکو ساتوان ورس قرار دیکے متن مین داخل کر لیا ہے اور جوا وسے تثلیث مین بہت مفید سمجہتے ہین باوجود علم کے اوسے خارج نہین کرتے دیکہو پیشوا پروٹسٹنٹ کے ترجمہ مین یہہ عبارت نہی اوس مین بہی کبہی درج کی اور کبہی نکالی پہر داخل ہی کر لئے۔ اور جو ہارن صاحب بارا ورقون کے قریب مین دلایل فریقین کو معہ ردو قدح کے نقل کر کے پہر خلاصہ کے طور نقل کیا ہے جو اس سب کے نقل کرنے مین بہت ہی طول ہوے اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ مین اس خلاصہ کا خلاصہ نقل ہوا ہے اسلئے اوسی تفسیر کی عبارت کا ترجمہ نقل کرتا ہون اور وہ یہہ ہے ہارن طرفین کے دلایل لکہہ کر پہر دہراتا ہے کہ اس دہرائی کا خلاصہ یہہ ہے کہ اس فقرے کے جہوٹے کہنے والے کہتے ہین اول یہہ کہ یہہ فقرہ یونانی کے کسی ایسے نسخے مین جو سولہوین صدی کے پہلے کا لکہا ہوا ہو نہین پایا جاتا۔ دوسرے یہہ کہ چہاپے کے چہپے ہوے نسخون مین جو بہت سے بہتر تحقیق سے چہپے ہین نہین پایا جاتا تیسرے یہہ کہ کسی پرانے ترجمہ مین لاطینی کے سوا پایا نہین جاتا۔ چوتہے یہہ کہ لاطینی کے بہی اکثر پرانے نسخون مین نہین پایا جاتا۔ پانچوین یہہ کہ اوسکا حوالا کسی نے قدما مشایخ اور مورخین کلیسہ سے نہین لیا چہٹے یہہ کہ کسی نے مشایخ لاطینی سے بہی اسکا حوالا نہین لیا۔ ساتوین یہہ کہ مصلحین پروٹسٹنٹ

نے اوسکو چھوڑ دیا ہے یا اوسپر شبہ کا نشان کر دیا ہے اور سچے کہنے والے اس فقرے کے کہتے ہین اول یہہ کہ پرانے ترجمے لاطینی اور بہت نسخے لاطینی ولگیٹ مین پایا جاتا ہے دوسرے یہہ کہ عقاید یونانی اور آداب نماز کلیسہ یونانی کے کتاب مین اور اوراد والے کتاب نماز کلیسہ لاطینی مین پایا جاتا ہے اور بعضے قدما مشایخ لاطینی نے اوسکا حوالہ لیا ہے اور یے دونون دلیلین مخدوش ہین اور سچی ہونے کی گواہی اندرونی یہہ ہے اول ربط جملہ کا دوم قاعدہ نحویہ سوم حرف تعریف کا۔ چہارم اس فقرے کے محاورے کی مشابہت یوحنا کے محاورے سے اور نسخون مین ترک ہونے کی وجہ اسکی ممکن ہے کہ یون بیان کیجاوے کہ اصل کے نسخے ہون یا یون ہوا ہو اوایل مین کمی نسخون کے وقت کاتب کے فریب یا غفلت سے یہہ امر ہوگیا ہو۔ یا ایرین کے فرقے نے اوسکو نکال ڈالا ہو یا دیندارون نے اوسکو تثلیث کا ایک بعید سمجھ کر نکالدیا ہو۔ کاتب کی غفلت اوسکا سبب ہوی ہو جیسا اور نقصون کو سبب ہوی ہے گریگ مرشدون نے اُن فقرون کو بھی چھوڑا ہے جو اس بحث مین تھے اور ہورن انصاف اور بے ریائی سے دلائل گزشتہ پر نظر ثانی کر کے کہتا ہے کہ یہہ فقرا جعلی سمجھ کر چھوڑا جاوے اور ایسے نسخون کے سوا جنکی سچائی مین شبہہ ہو ایسے فقرے کے داخل کرنے کو کوئی سند جائز نہین کر سکتی۔ اور موافق خیال مارش کے کہتا ہے کہ کوئی اندرونی گواہی کیسی محکم ہو ایک بیرونی گواہیون کے انبار پر جو اس سلطنت (یعنے اس فقرے کے جھوٹے ہونے) پر مین غالب نہین آسکتی۔ یہان تک کلام اون مفسرونکا تہا۔ دیکھو ان کی تصریح کے موافق ہارن نے انصاف اور بے ریائی سے اس فقرے کو جعلی کہا ہے سو اب ان مفسرونکا ہی مختار یہی نکلا۔ اور مخالفون کے دلائل مین اگر کچھہ قوت تھی تو اوسی اندرونی گواہی کو تھی اوسکو بھی ہارن نے مردود ٹھہراکے حکم کیا کہ بیرونی گواہیون کے ایک انبار پر غالب نہین آسکتی اور اسیجا ان مخالفون کے اقرار سے یہہ بات بھی حاصل ہوی کہ اگلے زمانے مین نسخون کی قلت کے سبب کاتب اور اوید

باطل فرقون کا جعل چلتا تھا سو اب بیری وہ بات جسکا بیان چوتھی ہدایت مین گذرا کیسی سچی نکلی۔ تو اب خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ ان کاتبون نے اور اور فرقون باطلہ نے اسوقت مین کیا کچھہ خاک اوڑائی ہوگی۔ اور یہہ عذر کہ دینداروں نے تثلیث کا ایک بھید سمجھہ کر نکال دیا ہوگا بڑا ہی سچا ہے دوسرے صدی کے قاعدے کے موافق حضرات دیندار ایسے امور مین حکمت کا جو مقتضا دیکھتے تھے اپنے مقدس کتابون کو برتتے تھے تو بھلا ان حضرات دینداروں کی تحریف قصدی مین کیا شک رہا کوئی نہین ہارن علے الاعلان اقرار کرتا ہے کہ بعضے خرابیان اونھون نے بھی کی ہین جو دیندار کہلاتے تھے جیسا چوتھی ہدایت کے گیارہوین وجہ مین گذرا۔ سو خدا جانے کہ صدہا سال کے عرصے مین ان حضرات نے بمقتضاے دینداری کیا کچھہ الٹ پلٹ اور کمی بیشی کی ہوگی۔ **۶۴ شاہد** کتاب مشاہدات کے پہلے باب کے دسوین اور گیارہوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۲۳ء و ۱۸۳۶ء مین نے تری جیسی ایک بڑی آواز اپنے پیچھے یہہ کہتی ہوی سُنی ۱۱ کہ مین الف اور یا ہون اور اول و آخر ہون اور جو کچھہ تو دیکھتا ہے کتاب مین لکھہ الخ اسمین یہ الفاظ اول و آخر ہون کسی تثلیثی نے تحریف کی راہ سے بڑھا دئے ہین اور گریسباخ اور شولز بالاتفاق اون کو الحاقی بتلاتے ہین اور بعضے مترجم بھی خدا سے ڈر کے اسکو محرف چھوڑنے لگے ہین نسخہ ۱۶۷۱ء و ۱۸۲۱ء و سمعت خلفی صوتا عظیما مثل بوق قائلا الذی تراہ اکتب فی سفر یعنی مینے اپنے پیچھے سے ایک بڑی آواز تری کیسی یہہ کہتے ہوے سنی کہ جو تو دیکھتا ہے اوسکو کتاب مین لکھہ اور ان ترجمون نے لفظ اور تی کو بھی چھوڑ دیا ہے غالبا وہ بھی الحاقی ہے **۶۵ شاہد** کتاب اعمال کے آٹھوین باب کا سینتیسوان ورس یون ہے نسخہ ۱۸۳۰ء و ۱۸۳۶ء و ۱۸۴۴ء فیلبس بولا اگر تو اپنے سارے دل سے ایمان لاتا ہے تو روا ہے اوسنے جواب مین کہا مین ایمان لاتا ہون کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے اور یہہ تمام ورس کسی حضرت تثلیثی نے اس جملے کے

واسطے یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے الحاق کر دیا ہے۔ اور گریسباخ اور شولز بالاتفاق اسے الحاقی بتلاتے ہین۔ مگر اب تک تثلیثی نہین چوکتے کہ اپنے ترجمون مین لکھے چلے جاتے ہین

۶۶ شاہد کتاب اعمال کے نوین باب مین ہے نسخہائے مسطورہ ۵ اوسنے پوچھا اے خداوند تو کون ہے خداوند نے کہا مین یسوع ہون جسے تو ستاتا ہے کانٹون پر لات مارنا تجھے دشوار ہے ۶ اوسنے لرزان و حیران ہو کے اوس سے کہا اے خداوند تو کیا چاہتا ہے مین کیا کرون الخ گریسباخ اور شولز کہتے ہین کہ ان درسون

مین اتنی عبارت کانٹون پر لات مارنا تجھے دشوار ہے اوس نے لرزان و حیران ہو کے اس سے کہا ای خداوند تو کیا چاہتا ہے مین کیا کرون الحاقی ہے کہتا ہون مین کہ دیکھو یہان بھی وہی حرکت ہے جو عادت جبلی کے موافق چلی جاتی ہے گو بہت مفید نہو اور ان کے مترجم اب تک باز نہین آتے **۶۷ شاہد** کتاب اعمال کے دسوین باب کا چھٹا درس یون ہے نسخہاے مسطورہ وہ لب دریا شمعون چمار کے گہر مین رہتا ہے جو کچہ تجھے کرنا ہوگا وہ بتلاویگا۔ گریسباخ اور شولز کہتے ہین کہ اتنی عبارت جو کچہ تجھے کرنا

ہوگا وہ بتلاویگا الحاقی ہے اور یہان بھی وہی عادت جبلی ہے گو بہت مفید نہو۔

۶۸ شاہد نامہ یہودا کے چوتھے درس مین ہے کہ وے خدا کا جو اکیلا مالک ہے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہین اور گریسباخ اور شولز کہتے ہین کہ صحیح یون ہے وے ہمارے اکیلے مالک اور خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہین یعنے کئے لفظ الحاقی ہین اور جو اس اصلاح مین خداوند کے لفظ کے ساتہہ حرف عطف کا مذکور ہے تو یہہ اصلاح بھی اصل کے طرح توحید حقیقی کے منافی اور تثلیث کی مثبت نہین گو اتنا تو فرق ہے کہ اصل ظاہر کے موافق توحید حقیقی کے مثبت اور تثلیث کے منافی تھی مگر اب حضرات تثلیثی مترجم کام کرتے ہین کہ خدا سے مڈر کے تثلیث کی جڑ جمانے کو یون ترجمہ کرتے ہین نسخہ دستخطہ ۱۸۴۴ء اور خدائے وحید و مالک ہمارے خداوند مسیح کا انکار

کرنے مین دیکھو جو ہمارے کفظ کے آگے سے حرف عطف کا اڑا دیا تو اس حرکت کتنا فرق
پڑ گیا اور تثلیث کی کیسی جڑ جم گئی **۶۹ شاہد** گرنتھیون کے پہلے خط کے دسوین
باب کا اٹھائیسوان ورس یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۲ و سنہ ۱۸۳۳ء پر اگر کوئی تمہین جتا دے
کہ یہ بتون کی قربانی ہے تو اوسکے لئے جسنے جتایا اور دل کے لئے نہ کہاؤ کہ زمین اور
اوسکی ساری چیزین اللہ کی ہین۔ اور یہہ فقرا کہ زمین اور اوسکی ساری چیزین اللہ
ہین۔ اون کے مفسرین کے اقرار کے موافق الحاقی اور بے سند اور واجب الاخراج
اور فضول ہے اور گرسباخ نے اوسکو یقینی واجب الاخراج سمجھہ کے متن سے نکالدیا
ہے آدن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۰۲ مین لکہتا ہے کہ یہ فقرا
کوڈکس اسکندریانوس اور واٹیکانوس اور گنٹابریجن سس اور باسلین سیس
اور بربی اور ہارلیانوس اور سٹربی مین اور اسیطرح گرسباخ کے نسخون کی گنتی
کے سات نسخون مین نہین پایا جاتا اور اسیطرح ترجمہ سریانی اور ترجمہ کا پٹک اور
ہیتی ڈک اور اتھیوپک اور آرمنی اور لاطینی ولگیٹ اور پرانے ترجمہ اٹالک اور
اور عربی کے اس ترجمہ مین جسکو اربی نیس نے چھاپا ہے نہین پایا جاتا۔ اور یوہانی
ڈماسی نوس اور رام برو سیاس ٹر اور اگستاین اور اسی ڈور اور بیڈ نے جو اس
ورس کا حوالا لیا ہے اس فقرے کو نقل نہین کیا اور گرسباخ نے اوسکو یقینا قابل
اخراج سمجھکر متن سے نکالدیا اور حقیقت مین کوئی سند اس فقرے کی نہین اور فضول
ہے غالبا چھبیسوین ورس سے لیکر ملا گیا یہان تک ہورن کا کلام تھا اور آدم کلارک مفسر
اس ورس کے شرح مین تحقیق کے بعد یون لکہتا ہے گرسباخ نے متن سے نکالدیا اور
حقیقت مین اوسکی حمایت کی کوئی سند نہین۔ یہان تک آدم کلارک کا کلام ہے
اور عربی کے ترجمہ سنہ ۱۶۷۱ و سنہ ۱۸۲۱ و سنہ ۱۸۳۱ء مین بھی نہین ہے۔ **شاہد** متی کی انجیل
کے بارہوین باب کے آٹھوین ورس مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۲ء کیونکہ ابن آدم سبت

کا بھی خداوند ہے لفظ بھی کا الحاقی ہے اور گرلیباخ نے اوسکو متن سے نکال دیا ہے ہارنصاب
اپنی تفسیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۲۰ مین لکھتا ہے کہ یہ لفظ ستاسی نسخون خطی اور
بہت سے نسخون مطبوعہ مین اور ترجمہ سریانی اور عربی اور فارسی پالی گلاٹ تبت والیش
اور ترجمہ کاپٹک اور ترجمہ پرانی روسی اور اٹالک کے ترجمون مین نہین پایا جاتا۔ اور ٹرلو ٹلین
اور سائی پرن اور اُرِجن اور گریز باخ شم اور یوتھی میس اور تھیوفلکٹ نے جو اس درس
کو اپنے حوالون مین نقل کیا اس لفظ کو نہین لیا۔ مرقس کے دوسرے باب کے اٹھائیسوین
درس یا لوقا کے چھٹے باب کے پانچوین درس سے الحاق کیا گیا ہے اور گریسباخ
نے خوب کیا جو اس الحاقی لفظ کو نکالدیا۔ یہان تک ہارن کا کلام تھا ۱ے **شاہد**
متی کی انجیل کے بارہوین باب کا پینتیسوان درس یون ہے نسخہ مشتہرہ جو اچھا آدمی
دل کے اچھے خزانے سے اچھی چیزین نکالتا ہے الخ ان کے مفسرون کے اقرار کے موافق
دل کا لفظ الحاقی ہے ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۲۰ مین لکھتا
ہے کہ یہ لفظ ایک سو سات خطی نسخون مین اور بہت سے نسخون مطبوعہ مین اور ترجمہ فارسی
اور عربی اور پرانی روسی اور انگلو سکسنی اور پرانی اٹالک اور لاطینی ولگیٹ مین نہین
پایا جاتا۔ اور ارجن اور اس کتاب کے مصنف نے جو ارسطولی کے فرقے کے مقابل
لکھا گیا ہے اور گری گری نازین زن اور گریگری نسہ اور گریز باخ شم اور تھیوفلکٹ
اور سائی پرن اور لیبری اور لوسی فر اور دام بروس باسٹر نے جو اس درس کو اپنے
حوالون مین نقل کیا ہے اس لفظ کو نہین لیا اور یہ لفظ لوقا کے چھٹے باب کے پینتالیس
وین درس سے الحاق ہو گیا ہے۔ یہان تک ہارن کا کلام تھا اور آدم کلارک مفسر تحقیق
کے بعد لکھتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کاتب نے بیان کی طرح پر یہ لفظ بڑھا دیا ہے
یہان تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ ۲ے **شاہد** وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ
کے صفحہ ۳ مین لکھتا ہے نسخہ مشتہرہ کہ جان کالون حواریون کے عقیدے مین شک

رکہتا تہا کہ حواریون کا بنایا ہوا ہے یا نہین اور اس جملے کو کیونکہ بہت سے بڑہائے گئے پر
جتنے ہوے تہوڑے ہین جو متی کی انجیل کے بیسوین باب کے سولہوین درس مین رد کر کے
خارج کرتا تہا۔ یہان تک وارڈ کا کلام تہا۔ اور اسکے موافق دو باتین معلوم ہوئین ایک
یہہ کہ جان کالون پروٹسٹنٹ کے فرقہ کے پیشوا کے نزدیک اس عقیدے حواریون کی
جسے ہمارے زمانے کے مسیحی ایمان کا مدار گنتے ہین حواریون کی طرف نسبت کسی قطعی دلیل
ثابت نہین آور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ اردو کلیسیا کے تیسرے باب کے ۱،
دفعہ مین اس عقیدے کی بابت لکہا ہے نسخہ ۱۸۴۸ع صفحہ ۸۰ پچہلے زمانے مین مشہور تہا
کہ وہ حواریون کا خاص لکہا ہوا ہے پر اوسکی دلیل کامل نہین ملتی لیکن ظن غالب ہے کہ
وہ فی الحقیقت بہت پرانا ہے بلکہ پہلے زمانے مین اجرا ہوا۔ یہان تک کلام اس مورخ
کا تہا سو اس سے یہی معلوم ہوا کہ اسبات کی کہ وہ حواریون کا خاص لکہا ہوا ہے کوئی
کامل دلیل نہین اور اسبات کی کہ بہت پرانا ہے الخ دلیل فقط ظن غالب ہے اور بس اور
اور حق یہہ ہے کہ وہ تو صلیب پرستون کا گہڑا ہوا ہے اور بس حواری لوگ ایسے عقیدے سے پاک
تہے۔ دوسری یہہ کہ وہ انجیلی فقرا مردود ہے اور واجب الاخراج اور آدم کلارک مفسر بہی
اس درس کی شرح مین اپنے پیشوا کے موافق اس فقرے کی بابت کہتا ہے **۳ شاہد**
متی کی انجیل کے چہٹے باب کا تیرہوان درس یون ہے نسخہ ۱۸۴۲ع اور ہمین آزمایش مین نہ ڈال
بلکہ بدی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے آمین۔ اور اسمین
یہہ جملہ کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے الحاقی ہے اور رومن کاتہلک
اوسکو الحاقی بتلاتے ہین اور ترجمہ لاطینی اور رومن کاتہلک کے سب انگریزی ترجمون مین
نہین پایا جاتا۔ اور عربی کے ترجمہ مین بہی نہین نسخہ ۱۶۷۱ع و ۱۸۲۱ع و ۱۸۳۱ع ولا تدخلنا
فی التجارب بل نجنا من الشریر آمین اور اردو کے ترجمے منطبعہ ۱۸۳۹ع و ۱۸۴۳ع
مین جو مطبع بپٹسٹ مشن کے اندر کلکتہ مین چہپے ہین اس جملے پر علیحدگی کا نشان ہے اور

بڑے محقق عیسائی مذہب کے اسکو الحاقی بتلاتے ہین۔ آدم کلارک مفسر اس ورس کی شرح مین گو
اوسکا تو مختار نہین یون نقل کرتا ہے کہ اس فقرے کو گریسباخ اور شولز نے اور نہایت بڑے محققون
نے رد کیا ہے یہان تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ کہتا ہون مین کہ جب نہایت بڑے محققون نے
اس فقرے کو رد کیا ہو تو کیون نہ مردود ہوگا۔ ۴۷ شاہد یوحنا کی انجیل کے آٹھوین
باب کے انسٹھوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۳۲ء تب اونھون نے پتھر اوٹھائے کہ اوسے
مارین پر یسوع نے اپنے تئین پوشیدہ کیا اور اون کے بیچمین ہوکے ہیکل سے نکلا۔ اور یون
چلا گیا۔ اور اسمین یہ الفاظ اور اون کے بیچمین ہوکے اور یون چلا گیا الحاقی ہین۔ اور رومن
کاتلک کے سب ترجمون مین نہین۔ آلدرسے ان کو الحاقی بتلاتے ہین۔ اور عربی کے ترجمہ مین
بھی متروک ہین۔ نسخہ ۱۶۷۱ء و ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء فاخذوا حجارة ليرجموه فاما يسوع فتوارے
وخرج من الهيكل یعنے تب اونھون نے پتھر لئے کہ اوسے مارین پر یسوع چھپ گیا۔ اور ہیکل
سے نکلا۔ وارڈ صاحب اپنے کتاب اغلاطنامہ کے صفحہ ۱۸ مین لکھتا ہے نسخہ ۱۸۴۱ء یوحنا
کی انجیل کے آٹھوین باب کے انسٹھوین ورس مین یہ الفاظ اون کے بیچمین ہوکے اور
یون چلا گیا الحاقی ہین۔ اور بیزا نے لکھا ہے کہ یہ لفظ بہت پرانے مین پائے جاتے ہین مگر
مین اراز مس کے راے کے موافق جانتا ہون کہ یہ لفظ ان کے بیچمین ہو کے لوقا کے
چوتھے باب کے تیسوین ورس سے لئے گئے ہین اور کاتب نے حاشیہ پر لکھا ہوے دیکھکر
اون کو غلطی سے متن مین داخل کر دیا ہے اور یہہ لفظ یون چلا گیا۔ کسی نے اس باب کے دوسرے
باب سے ربط دینے کے واسطے ملا دئے ہین۔ اور میری خیال مین اسے نقط بہت سے
نہین پڑا کہ گریزباسشم اور تشابن نے انکا ذکر نہین کیا بلکہ اسواسطے بھی کہ دے غالبا
بے ربط ہین کیونکہ جب وہ چھپ گیا تہا تو پھر اون کے بیچمین سے ہوکے کیا نکلا۔ اسطرح
بیزا جھگڑا کرتا ہے۔ اور اوسکے متقدون نے جو ۱۵۱۶ء و ۱۵۶۲ء و ۱۵۶۶ء و ۱۵۵۹ء مین انگریزی
ترجمہ چھاپا اوسکے قول کے موافق ان لفظون کو گرا دیا تہا۔ مگر اوسکے بعد ۱۵۹۰ء و ۱۵۹۳ء

پھر ان لفظون کو داخل کر لیا اور متی کے انجیل کے چھٹے باب کے تیرہوین ورس مین یہہ جملہ
کیونکہ بادشاہت اور قدرت الحاقی ہے اور ارازمس نے اوسکو ناپسند کیا ہے اور
بنجر[1] نے کہا ہے کہ یہہ ٹکڑا تو پیچھے سے جوڑا گیا ہے اور معلوم نہین کہ اوسکا جوڑنے والا کون ہے
اور لارنر شتش والا نے بلا دلیل کہا ہے کہ خداوند کے کلام سے یہہ جملہ گر گیا ہے بلکہ اوسکو
چاہیے تھا کہ لعنت اور ملامت اونپر کرے جنھون نے بے لحاظی سے اس اپنے گھڑنے کو
خداوند کی نماز کا جزو بنا دیا. ۵ **شاہد** یوحنا کی انجیل کے ساتوین باب کے ترپنوین
ورس سے آٹھوین باب کے گیارہوین ورس تک جنمین ایک زانیہ عورت کا قصہ ہے الحاقی
ہین کہ تحریف کے راہ سے بڑہائے گئے. ہارن صاحب چوتھے جلد کے صفحہ ۳۱۰ مین لکھتا ہے
کہ ارازمس اور کالون اور بیزا اور گروٹیس اور لیکلرک اور وٹسٹین اور سملر اور شلز
اور لمپس اور ہین لین اور پالس اور شمٹ اور اور مصنف جنکا ذکر وٹفنسل اور کوچر
نے کیا ہے ان ورسون کی سچائی پر گفتگو کرتے ہین. پھر لکھتا ہے کہ کریزاسٹم اور تھیوفلکٹ
اور نونس کی شرحین جنھون نے اس انجیل کی شرح لکھی ہے نہ یے ورس نقل ہوے نہ انکی
شرح کی گئی ہے. اور ٹرٹولین اور سائپرن زنا اور عفت کے باب مین رسالے لکھے ہین لیکن
ان ورسون سے کہین تمسک نہین پکڑا. اگر یے ورس اونکے نسخون مین ہوتے تو یقینا
ان کو سند مین ذکر کرتے. اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ کے صفحہ ۲۰۸ مین لکھتا ہے
کہ بعض قدمانے یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کے شروع پر شبہہ کیا ہے. اور نورٹن جو انجیل
کا بڑا حامی ہے اپنی کتاب الاسناد مین لکھتا ہے کہ یہہ قصہ زانیہ عورت کا الحاقی ہے. اسلئے
کہ اونکے بہت نسخون مین نہین پایا جاتا. اور اسیطرح اتنے بہت نسخون مین اسپر شبہہ کا نشان
کر دیا ہے کہ ہم قواعد مقررہ کے موافق اعتماد تام سے کہہ سکتے ہین کہ یوحنا نے اوسکو نہین لکھا
یہان تک. نورٹن کا کلام تھا اور سریانی ترجمہ مین بھی نہین جیسا پہلی ہدایت کے اندر گذرا جانا

[1] اور عربی اور اردو کے ترجمہ مین یہہ قصہ آٹھوین باب کے شروع سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جانیے کہ ہارن ان درسون کا حامی بنکر دو دلیلین اون کی صداقت کی ذکر کرتا ہے اگرچہ اس لحاظ سے کہ جب اتنے علما جنکا خود ذکر اوسنے کیا اون کے الحاقی ہونے پر متفق ہون اور اتنے بہت نسخون مین متروک ہون اور اتنے بہت نسخون مین ان پر شبہ کا نشان ہو تو اس صورت مین اگر ایک دو انکا حامی بنے یا بعضے غیر معتمد نسخون مین پائے جائین تو انکی صداقت ثابت نہوگی۔ ہمکو اسکی دلیلون کی طرف التفات کی حاجت نہین۔ لیکن اس لحاظ سے کہ کوئی ناواقف اسکے ان دلیلون سے دھوکہ نہ کھا جا اون کو نقل کرکے رد کرتا ہون اپنی چوتھی جلد کے صفحہ ۳۱۰ مین لکھتا ہے بہت نسخون مین گو کہ ناسخ نے انکے قریب نشان کیے ہین پائے جاتے ہین مگر بہت اختلاف عبارت کے ساتھہ۔ اگر اصلی نہوتے تو کسطرح ان نسخون مین داخل ہو جاتے۔ علاوہ اسکے ان مین کوئی ایسی بات نہین کہ مسیح کے چلن کے خلاف ہو بلکہ اونکی بردباری اور فیاضی اور غریبی کے مناسب ہے اور اگسٹاین نے ان درسون کی تصدیق کرکے نسخون مین ان کے چھوٹ جانے کی یہہ وجہ بیان کی ہے کہ اس لحاظ سے کہ کوئی خداوند کو خطاوالی عورت کے چھوڑ دینے پر الزام ندے کاتبون نے ان درسون کو چھوڑ دیا ہے۔ مگر یہہ وجہ کچھ نہین اسلیئے خداوند بموجب اپنے اظہار کے دنیا کو سزا دینے نہین آیا۔ پس اسی کے موافق تدارک کرنا چاہیئے۔ دوم یہہ کہ یہہ حکومت اس ادب کی بھی مخالفت تھی جو خداوند درباب اطاعت حکام سکے رکھتا تھا۔ یہان تک کلام ہارن تھا کہتا ہون مین یے دونون دلیلین مخدوش ہین دلیل اول تو اسلیئے کہ خود اقرار کرتا ہے کہ انہی نسخون مین بہت اختلاف عبارت کے ساتھہ پائے گئے۔ پس یہہ بڑا اختلاف عبارت اون کے اصلی نہونے کی دلیل ہے اور مسیحیون کی عادت اور اس زمانے کے چلن کا لحاظ کرکے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عیسائیون مین یہہ ایک روایت زبانی تھی اور اسکے موافق بعض بعض دیندارون نے اپنے اپنے نسخون کے حاشیون پر اپنی اپنی طرف سے عبارت بنا کر لکھدی ہوگی کہ رفتہ رفتہ بعضے کاتبون نے جو اون نسخون سے نقل کیا انھین عبارتون کو حاشیہ سے نکالکر

متن مین داخل کر لیا۔ اور دوسری دلیل اسلئے کہ اوسکو دعا سے مناسبت نہین اور حال چلن مسیح کے مخالف ہونے سے ضلالت کہان لازم آتی ہے اور اگسٹاین کی اس توجیہ سے جسکو ہارن نے مردود ٹھرایا ہے اتنی بات تو معلوم ہو گئی کہ جو تھی ہی صدی مین یہ درس نزدیک تھے اور یہہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اس صدی اور اوس صدی کے پہلے اصلاح کا ایسا رواج تہا کہ حضرت کاتب بارہ بارہ درسون کے قریب قصداً گرا دیتے تھے بتواب دیکھیے کہ جب ان کتابون کا تواتر لفظی ثابت ہو تو کاتبون کے ایسے ایسے وہم اور خیالون نے ان کتابون مین کہانتک نوبت پہنچائی ہوگی ۶ ۔ شاہد متی کی انجیل کے چھٹے باب کے اٹھارہوین ورس مین ہے نسخہ ۱۸۰۳ و ۱۸۲۲ و ۱۸۲۳ مراد و تیرا باپ جو پردے مین دیکھتا ہے تجھے ظاہر مین بدلہ دیگا۔ اور اسمین یہہ لفظ ظاہر مین الحاقی ہے آدم کلارک مفسر اس ورس کی شرح مین یون لکھتا ہے کہ یے الفاظ تو ان نسخون مین جو بڑے حرفون مرقوم تھے اور سوا سے زائد اور نسخون مین اور اکثر ترجمون مین نہین ہین اور بہت مرشدون نے چھوڑ دیے ہین اور جو اونکے واسطے اچھی سند نہین تو گریسباغ اور وٹسٹین اور بنجل نے اونکو متن سے نکالدیا۔ ۷ ۔ شاہد متی کی انجیل کے چھٹے باب کے چھبیسوین ورس مین ہے فکر نکرو ہم کیا کہا ینگے الخ اور یہہ جملہ ہم کیا کہا ینگے الحاقی ہے آدم کلارک مفسر اس ورس کی شرح مین لکھتا ہے کہ دو نسخون اور اکثر پرانے ترجمون مین نہین ہے اور بہت سے قدما نے چھوڑ دیا ہے اور گریسباغ نے اسپر شبہ کا نشان کر دیا ہے ۸ ۔ شاہد مرقس کی انجیل کے دوسرے باب کے سترہوین ورس مین ہے مین نیک لوگون کو نہین بلکہ توبہ کے لئے گنہگارون کو بلانے آیا ہون اسمین سے یے الفاظ توبہ کے لئے الحاقی ہین۔ آدم کلارک مفسر اوس ورس کی شرح مین لکھتا ہے یے الفاظ کوڈکس اسکندریانوس اور واٹیکانوس اور جینیری اور سیربوس اور دیکیوس اور استانیس نسخون مین نہین ہین اور سریانی اور فارسی اور کاتھک اور اتھیوپک اور ارمنی اور کاتک اور لاطینی کے ترجمون نے اور پرانی لاطینی کے چھے نسخون

نے اور نو بھی نیس اور گشابن نے چھوڑ دیئے۔ اور گریسباخ نے ان کو متن سے نکال دیا
ہے اور کروٹیس اور بل اور بنجل گریسباخ کا اتباع کرتے ہین۔ یہانتک آدم کلارک کا کلام تھا
۷۹ شاہد متی کی انجیل کے نوین باب کے تیرہوین ورس مین یہ الفاظ توبہ کرانے
کے لایق الحاقی ہین۔ اور گریسباخ نے انکو متن سے نکالدیا ہے آدم کلارک مفسر اس ورس
کی شرح مین لکھتا ہے یہ الفاظ کوڈکس واٹیکانوس اور کوڈکس بیزی اور اور سولہ نسخون
مین اور ترجمہ سریانی کے سب خطی اور مطبوعہ نسخون مین اور ترجمہ فارسی اور اتہیوپک اور ارمنی
اور کاتھک اور انیگلوسکسن مین اور پرانے لاطینی کے سب نسخون مین مین نسخون کے سوا اور
لاطینی مین اور کلیمنس رومی اور ارجن اور ہیزل اور جیروم اور گشابن اور برجناہ مین متروک
ہین اور بل اور بنجل نے اس ترک کو اچھا کہا ہے اور گریسباخ نے متن سے نکالدیا ہے
یہانتک آدم کلارک کا کلام تھا۔ **۸۰ شاہد** متی کی انجیل کے بیسوین باب کے ۲۲ و
۲۳ ورس مین یہ جملہ اور وہ غوطہ جو مین کہانے پر ہون کیا تم کہا سکوگے الحاقی ہے
اور گریسباخ نے اپنے دونون طبع مین چھوڑدیا ہے۔ آدم کلارک مفسر بائیسوین ورس
کے شرح کے ذیل مین لکھتا ہے کو اسیطرح یہہ جملہ ورس ۲۳ مین کوڈکس واٹیکانوس و بیزی
و رگیوس اور دو اور مین اور ۲۳ ورس کا جملہ سات اور مین اور ترجمہ کاٹیک اور ساہی ڈک
اور اتہیوپک اور ترجمہ فارسی مستہوی لاک اور لاطینی ولگیٹ مین اور پرانی لاطینی کے
سب نسخون مین دو نسخون کے سوا نہین ہے اور گروٹیس اور بنجل خیال کرتے ہین کہ چھوڑ
دئے جاوین اور گریسباخ اپنے دونون طبع مین چھوڑدیا ہے اور ارجن اور ایے فانیس
اور ہیلرے اور جیروم اور امبروس اور جون کورس نے بھی چھوڑدیا ہے اور اون قواعد کے
موافق بھی جو محققین نے جھوٹی اور سچی عبارت کے پہچاننے کے واسطے مقرر کئے ہین
یہہ جملہ نہین معلوم ہوتا کہ متن کا جزء ہو یہانتک آدم کلارک کا کلام تھا۔ **۸۱ شاہد**
لوقا کی انجیل کے نوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۶ و سنہ ۱۸۲۳ و سنہ ۱۸۲۶ ع ۵۵ تب اوسنے نے

پھر کے ان پر ملامت کر کے کہا کہ تمہارا کسطرح کا دل ہے تم نہین جانتے ہو ۵۶ ابن آدم
لوگون کی جان مارنے نہین بلکہ بچانے آیا ہے پھر دوسرے گانو کو گئے ان درسون
مین یہہ جملہ ابن آدم لوگون کی جان مارنے کو نہین بلکہ بچانے کو آیا ہے الحاقی ہے آدم
کلارک مفسر اپنی تفسیر مین ان درسون کی شرح مین یون لکھتا ہے کہ گریسباخ نے اس
جملہ کو متن سے نکالدیا۔ اور غالب یہہ ہے کہ نہایت پرانے نسخون مین ان درسون کو یون
پڑا ہے تب ادسنے پھر کے اون پر ملامت کر کے کہا کہ تمہارا کسطرح کا دل ہے تم نہین
جانتے اور دے دوسرے گانو گئے یہان تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ ۸۲ شاہد
نورٹن جو انجیل کا بہت بڑا حامی ہے اپنی کتاب مین جسکا اے۔ وی۔ ڈنس جنی ونس
اوف دی کاسپیل نام ہے اور بوسٹن شہر مین ۱۸۳۷ء کے اندر چھپی ہے تحقیق کر کے
صفحہ ۵۳ مین لکھتا ہے کہ متی کے انجیل کے اول کے دونون باب الحاقی ہین پھر صفحہ ۵۹
مین لکھتا ہے کہ یہہ دونون باب اپنی خاصیت ذاتی سے جھوٹی انجیلون کے ساتھ مثل
انجیل طفولیت وغیرہ کے مناسبت رکھنے مین پھر صفحہ ۶۱ مین تحقیق کر کے لکھتا ہے کہ
ادلہ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ اول کے دونون باب متی کی تصنیف نہین اور اوس کے
بعضے اور اقوال کی نقل پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب مین پادریون کے تیسرے
شبہ کے جواب مین پہلے اور دوسرے اور تیسرے اختلاف کے بیان مین گذر رہے
۸۳ شاہد وہی محقق نورٹن صفحہ ۶۳ مین تحقیق کے بعد یہودا اسکریوتی کے سارے
قصہ کو جو متی کی انجیل کے ستائیسوین باب مین تیسرے درس سے دسوین درس تک
مذکور ہے یقینا غلط اور بادی النظر کے موافق الحاقی بتلاتا ہے اور بیان اوسکا پہلی جلد کے
اندر ادسی تیسرے شبہ کے جواب مین ۱۹۔ اختلاف کے بیان مین گذرا۔ ۸۴ شاہد
متی کی انجیل کے ستائیسوین باب کا ۵۲ و ۵۳ درس الحاقی ہے اور محقق نورٹن اوس
کی دلیلین ذکر کر کے کہتا ہے کہ یہہ جھوٹی حکایت ہے اور غالب یہہ ہے کہ یروشلم

کی بربادی کے بعد جو عبری یہودیون مین ایسی حکایتین رائج تھین کسی نے عبری انجیل کے حاشیہ پر اس حکایت کو لکھدیا ہوگا کاتب نے اس حاشیہ کو متن مین داخل کرلیا اور وہی نسخہ مترجم یونانی کے ہاتھہ پڑا۔ اور اوسنے اوسیکے موافق ترجمہ کرلیا۔ یہان تک نورٹن کا کلام تہا اور اس امر کے مناسب کا بیان پہلی جلد کے اندر اسی تیسرے شبہہ کے بیان مین نسخون اختلاف کے بیان مین گذرا ۸۵ **شاہد** انجیل مرقس کے سولہوین باب کا بارا ورس نوین ورس سے بیسوین ورس تک جو آخری ورس ہے الحاقی ہین محقق نورٹن اس انجیل کے بیان مین ۷۰ صفحہ کے اندر لکھتا ہے کہ اس انجیل مین ایک ہی عبارت تحقیق کے قابل ہے جو سولہوین باب کے نوین ورس سے آخر باب تک ہے اور تعجب ہے کہ گرنیباخ نے اپنے متن مین ان ورسون پر شبہہ کا نشان نہین بنایا لیکن اپنی شرح مین الحاقی ہونے پر دلیلین لایا ہے اور اون دلیلون کو ذکر کرکے لکھتا ہے کہ اون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ عبارت مشتبہ ہے خصوصا جبکہ ہم کاتبون کی اس جبلی عادت کو خیال کرین کہ ان کو عبارت کے داخل کرلینے مین خارج کرنے سے رغبت بہت تھی یہان تک نورٹن کی عبارت ہے +
۸۶ **شاہد** محقق نورٹن لوقا کی انجیل کے بیان مین ۹۷ صفحہ کے اندر لکھتا ہے کہ اس انجیل کے اندر ایک عبارت ہے کہ اوسکے مشتبہ ہونے کی قوی دلیل ہے اور وہ عبارت وہ ہے جو اس انجیل کے بائیسوین باب کے ۴۳ و ۴۴ ورس مین ہے۔ پھر دلیل کے ذکر کے بعد کہتا ہے کہ ہمین یون خیال کرنا چاہئے کہ یہہ عبارت کسی نسخہ کے حاشیہ مین ہوگی کاتب نے اوسے متن مین داخل کرلیا ۸۷ **شاہد** یوحنا کی انجیل کے پانچوین باب مین ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء ورس ۳ ان اسارون مین بیمارون اور اندہون اور لنگڑون کی ایک بڑی جماعت پڑی تہی جو پانی کے ہلنے کی راہ تکتی تھی ۴ کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض مین اترکے پانی ہلاتا تہا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوسمین اترتا اوس بیماری سے جسمین وہ گرفتار رہتا چنگا ہوجاتا ۵ اور وہان ایک شخص تہا الخ ان ورسون مین الحاق ہے محقق

نورٹن صفحہ ۸۴ مین کہتا ہے کہ اتنی عبارت جو پانی کے ہلنے کی راہ تکتے تھے کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض مین اترکر پانی ہلاتا تہا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوسمین اترتا اس بیماری سے جسمین وہ گرفتار تہا چنگا ہوجاتا غالبا الحاقی ہے پہر اوسکی دلیل ذکر کرکے کہتا ہے کہ اس دلیل سے سمجہا جاتا ہے کہ کسی نسخہ کے مالک یا کاتب نے اس عبارت کو حاشیہ پر لکہا ہوگا اوس کے بعد حاشیہ سے متن مین آگئی **۸۸ شاہد** محقق نورٹن یوحنا کی انجیل کے اکیسوین باب کے چوبیسوین و پچیسوین ورسون کی بابت صفحہ ۸۸ مین دلیل کو نقل کرکے کہتا ہے کہ غالب یہہ ہے کہ یہہ حاشیہ ہے جو متن مین داخل ہوگیا ہے کہنا ہو نہین کہ اس محقق کا اقرار قصہ عورت زانیہ کے بابت جو انجیل یوحنا کے ساتوین و آٹھوین بابون مین ہے پچہتروین شاہد مین گذرا۔ سو اس محقق کے نزدیک جو انجیل کا بہت ہی بڑا حامی ہے آٹھہ موضع ایسے الحاقی ہین کہ اونمین بعضے باب کے باب اور بعضے ورس کے ورس ہین **۸۹** آدم کلارک اپنی تفسیر کے دیباچہ مین اولا اقرار کرتا ہے اور ثانیا کتاب استثناء پہلے باب کے شرح مین پہلی جلد کے اندر یون لکہتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۷۴۹، اس باب کے اول کے پانچوین ورس باقی کتاب کا مقدمہ ہے اور موسے کے کلام سے معلوم نہین ہوتے غالبا یوشع یا عزرا نے الحاق کردئے ہین یہانتک اوس شخص کا کلام تہا سو دیکہنے وقرار کیا کہ موسے کے کلام سے تو نہین اور یہہ عذر اوسکا کہ غالبا یوشع الخ سماعت کے قابل نہین جیسا بارہا گذرا **۹۰** ڈاکٹر بربٹ کی اس رسالے مین جو واٹسن کے تیسرے جلد مین ہے یون مرقوم ہے کہ یہودیون نے دانیال کی اس پیشینگوئی مین جو اون کے کتاب کے نوین باب مین ہے ایک رہو و دیگرا اوسکو ایسا بگاڑ ڈالا ہے کہ اب حضرت عیسے ؑ پر نہین جم سکتے اوسکے موافق یہودیون کی یہہ تحریف دانیال کی کتاب مین تعینی ہے۔

تیسری قسم کے شواہد۔ **پہلا شاہد** کتاب خروج کے بارہوین باب کے چالیسوین ورس مین عبری نسخے سے لفظ اباو اجداد او زمین کنعان کا گر گیا ہے اور

اونکے مفسروں نے لاچار ہو کر اسکا عبری کو غلط اور محرف بتلایا ہے اور اسکا بیان تیسری ہدایت
کے اندر پانچویں اختلاف کے بیان میں اجمالا اور پہلی جلد کے اندر تفصیلا گذرا ہے دوسرا ۲ شاہد
شاہد کتاب پیدایش کے چوتھے باب کے آٹھویں درس میں یہ فقرا آؤ میدان کو چلیں
عبری کے نسخے سے گر گیا ہے۔ اور ڈاکٹر کنی کاٹ اور ہارن اور آدم کلارک کی تحقیق کے موافق
اوسے عبری کے نسخے میں پڑہنا چاہیئے اور بیان اوسکا چھٹے اختلاف کے بیان میں گذرا۔
تیسرا شاہد کتاب پیدایش کے ساتویں باب کے سترویں درس میں لفظ رات کا گر گیا ۳ شاہد
ہے اور اون کے مفسر اقرار کرتے ہیں کہ اسے عبری میں پڑہنا چاہیئے اور بیان اسکا تیسری ہدایت
کے اندر ساتویں اختلاف میں گذرا۔ **چوتھا شاہد** پیدایش کے پینتیسویں باب کے ۴ شاہد
بائیسویں درس میں عبری نسخے کے اندر یہ فقرہ وہ برا تھا اوسکی نگاہ میں عبری کے نسخے سے
گر گیا ہے اور یہودی لوگ اوسکے مقر ہیں۔ جیسا تیسری ہدایت کے اندر نویں اختلاف
کے بیان میں گذرا۔ **پانچواں شاہد** کتاب پیدایش کے ۴۴ باب کے ۵ درس میں ۵ شاہد
عبری کے نسخے سے یہ فقرا تم نے میرا پیالہ کس لئے چرایا۔ گر گیا ہے۔ اور اوسکا بیان دسویں
اختلاف کے بیان میں گذرا۔ ۶ **شاہد** کتاب خروج کے دوسرے باب کے بائیسویں ۶ شاہد
درس میں عبری کے نسخے سے اتنی عبارت اور اوس نے ایک دوسرا جنا جسکا نام الیعازر
رکھا کیونکہ اوسنے کہا کہ میرے باپ کا خدا میرا مددگار ہے اور اوسنے مجھے فرعون کی تلوار
سے بچایا۔ جیسا تیسری ہدایت کے اندر بارہویں اختلاف کے بیان میں گذرا **شاہد** ۷ شاہد
کتاب خروج کے ۶ باب ۲۰ درس میں عبری کے نسخے سے یہ لفظ اور مریم اون کی بہن کو گر
گیا ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر تیرہویں اختلاف کے بیان میں گذرا۔ ۸ **شاہد** ۸ شاہد
کتاب شمار کے دسویں باب کے ۶ درس سے عبری نسخے میں اتنی عبارت اور جب تم تیسری
آواز پھونکو تو مغربی خیموں کا کوچ ہووے اور جب تم چوتھی آواز پھونکو تو شمالی خیموں کا کوچ
ہووے گر گئی ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر چودہویں اختلاف کے بیان میں گذرا۔

۹ شاہد ۹ شاہد بشپ ہارسلی کے تحقیق کے موافق کتاب القضات کے سولہویں باب میں
تیرہویں درس کے آخر اور چودہویں درس کے اول سے اتنی عبارت اور اوس نے اوسے
کہا کہ اگر تو میرے سات لٹیں تانے کے سات بنے اور میخ سے دیوار سے لگادے تو لیا
کمزور ہوجاونگا جیسے اور آدمی اور اوسنے اوسے سلایا اور اوسکے سات لٹیں تانے کے
سات بن کے میخ سے اوسے باندھا۔ گرگئی ہے جیسا تیسری ہدایت کے اندر ۲۶ اختلاف کے
۱۰ شاہد بیان میں گذرا۔ ۱۰ شاہد کتاب اشعیا کے چونسٹھویں باب کے پانچویں درس میں تحریف ہے
آدم کلارک مفسر اس درس کی شرح میں لکھتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسجا نسخے نے کاتب کی غلطی
سے نقصان کہایا ہے اور تحریف بہت مدت کی ہے کیونکہ پرانے مترجم بھی متاخرین کی طرح
۱۱ شاہد اوسکے معنے اچھے نہیں بتاسکے۔ یہاں تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ ۱۱ شاہد کتاب اشعیا
کے چالیسویں باب کے پانچویں درس میں عبری نسخے سے عیسائی مذہب کے مفسرین کے اقرار کے
موافق یہ الفاظ نجات ہمارے خدا کی گرگئے ہیں اور بیان اوسکا تیسری ہدایت کے اندر
۱۲ شاہد چونویں اختلاف میں گذرا۔ ۱۲ شاہد لوقا کی انجیل کے اکیسویں باب کے مابین درس
۳۲ و ۳۳ کے ایک سارا فقرا گرگیا ہے۔ ہارن صاحب چوتھی جلد کے صفحہ ۲۷۰ میں لکھتا ہے
لوقا کے اکیسویں باب کے مابین درس ۳۲ و ۳۳ میں ایک پورا جملہ گرگیا ہے اسکو متی کے
۲۴ باب کے ۳۶ درس یا مرقس کے ۱۳ باب کے ۳۲ درس سے بڑھانا چاہیے تاکہ لوقا
اور انجیل نویسوں کے موافق ہوجائے۔ پھر حاشیہ میں لکھتا ہے کہ لوقا کے متن کے اس
بڑے نقصان سے تمام محققین اور مفسرین نے چشم پوشی کی تھی یہاں تک کہ ڈاکٹر ہیلز نے
اوسپر توجہ کی۔ یہاں تک ہارن کا کلام تھا۔ دیکھو اس مفسر کے اقرار کے موافق ایک سارا جملہ
اوڑگیا ہے جو اوسے بڑہانا چاہیے اور وہ فقرا متی کے ۲۴ باب کے ۳۶ درس میں یوں ہے
نوشتہ لیکن اوس دن اور اس گھڑی کو فقط میرے باپ کے سوا آسمان کے
۱۳ شاہد فرشتوں تک کوئی نہیں بتاسکتا ہے ۱۳ شاہد کتاب اعمال کے سولہویں باب کے

ساتویں درس میں یوں ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء پر روح نے اونھیں جانے ندیا۔ گریسباخ اور شولز
کہتے ہیں کہ صحیح یوں ہے۔ پر روح عیسے نے اونھیں جانے ندیا یعنے لفظ عیسے کا سہوا
گر گیا ہے۔ اور اون کی تحقیق کے موافق مترجم عربی سنہ ۱۶۷۱ء و سنہ ۱۸۳۱ء والے نے اس لفظ
کو داخل بھی کر لیا ہے اور یوں ترجمہ کیا ہے فلم یترکہم روح یسوع **شاہد** یوحنا
کی انجیل کے ساتویں باب کے ۵۳ درس سے ۸ باب کے گیارہویں درس تک ایک عورت
زانیہ کے قصے کے بیان میں یہودوں کا یہہ قول حضرت عیسے کے سامنے مذکور ہے۔ یہہ
عورت عین حالت زنا میں پکڑی گئی ہے اور ہمکو موسے نے توریت میں حکم دیا ہے کہ
ایسے کو سنگسار کریں پھر تو کیا کہتا ہے۔ اور حضرت عیسے نے اس امر میں اونکی تکذیب
نہیں کی۔ سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت میں زانیہ کے واسطے رجم کا حکم تھا اور
وہ حکم حضرت عیسے کے وقت تک پایا جاتا تھا۔ پر اب وہ حکم توریت میں نہیں ملتا۔ سو اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسے کے بعد یہہ تحریف کی ہوگی اور اوسے گرا دیا
ہوگا۔ اور بعضے عیسائی جو تکلیف کرکے کچھہ نکالتے ہیں وہ جو التفات کے قابل نہیں ذکر نہیں کرتا
بہرحال ان عیسائیوں پر جو اس عورت کے قصہ کو جعلی نہیں بتلاتے، توریت میں ایک
یہہ بھی تحریف بالنقصان ثابت ہوتی ہے اور جو جعلی بتلاتے ہیں اون کے نزدیک ایک بڑا
مسئلہ زانیہ کے عدم حد والا الٹ جاتا ہے۔ اور جو انصاف سے اس پانچویں ہدایت پر نظر
کریگا اوسپر یہہ بات مخفی نہیں رہیگی کہ تحریف کی سب قسمیں عہد عتیق اور جدید کی کتابوں میں متحقق
ہیں اور پادریوں کا دعوے عدم تحریف کا جھوٹا ہے۔ و للہ الحمد علی ذلک۔

چھٹی ہدایت اسبات کے بیان میں کہ اگر کسی اگلے پیغمبر کی کتاب میں کچھہ تحریف ہوگئی
تو پچھلا پیغمبر اوسکے سنوارنے میں متوجہ نہیں ہوا۔ اور وہ تحریف اوس سے نہیں نکلی۔ میں کہتا
ہوں میں کہ اللہ تعالی کی عادت جاری نہیں کہ جو ایک کتاب پہلے نبی کی خراب یا محرف ہو جاتو
پچھلے نبی کو الہام جدید کرکے اوسکی غلطیاں نکلوائے اور اسمیں کچھہ حکمت ہوگی۔ جو ہم کو

نہیں معلوم ہے اور نہ یہہ بات ضرور ہے کہ پچھلا نبی اپنے کلام میں تصریح کر دے کہ فلانی کتاب
میں فلانا فلانا موضع محرف یا غلط ہے اور نہ یہہ ضرور کہ مقابلے میں مخالف کو اس غلطی اور تحریف
کا الزام لگا دے اور یہہ امور کئے وجہ سے ثابت ہیں۔ **اول** یہہ کہ جو اہل کتاب کے تسلیم — اول وجہ
کے موافق بخت نصر کے حادثے سے پہلے ہی عہد عتیق کے کتابوں کا بہت حال ابتر ہو گیا تھا
اور اس حادثے میں تو ایسا ابتر ہوا کہ اگر عزرا پیغمبر نہ ہوتے تو توریت وغیرہ کے نام کے
سوا نشان بھی نہ ملتا سو اس لحاظ سے حقیقت میں عہد عتیق کی ان سب کتابوں کے جو عزرا نبی سے
پہلے تھیں عزرا نبی لکھنے والے ٹھہرتے ہیں۔ اور انھیں کی نقل پر ان عہد عتیق کی کتابوں کا اعتماد ہوا ہے
اور اس عادت الہیہ کے موافق نقل کرنے کے وقت الہام جدید نہیں ہوا بلکہ انہیں بعضو نسخوں
باقی سے اونھوں نے نقل کیا اور جو ان نسخوں میں کثرت سے اختلافات اور غلطیاں تھیں تو ان میں
سے جس جگہہ میں صحیح کی غلط سے تمیز نہ ہو سکی اوس جگہہ اونھوں نے ویسا ہی غلط یا اختلاف کے ساتھ
لکھہ دیا ہے اور جس کتاب کے نسخے بہت ہی خراب ہو گئے تھے اوس کتاب کو ناشا چھوڑ
دیا ہے اور اس باب میں علما اہل کتاب کے انکار نہیں کر سکتے۔ آدم کلارک مفسر ایسے غلط
لکھدینے کے عذر میں اخبار الایام کے پہلی کتاب کے ساتویں باب کے چھٹے درس کی شرح
میں یوں لکھتا ہے نسخہ ۱۸۳۸ء صفحہ ۱۴۸۱۔ اس جگہہ بے تمیزی سے بیٹے کی جگہہ پوتا اور بالعکس
لکھا گیا۔ ایسے اختلافوں میں تطبیق دینی بے فائدہ ہے۔ یہود کے علماء کہتے ہیں کہ عزرا کو جس
نے یہہ کتاب لکھی معلوم نہ تھا کہ آیا بعضے اونکے بیٹے تھے یا پوتے۔ اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ شجرے
فردیں جن سے اوسنے نقل کیا اکثر ناقص تھیں اور یہاں ہمکو چاہیے کہ ایسے سوالوں کو
چھوڑ دیں۔ یہاں تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ پھر اسی کتاب کے آٹھویں باب کے انتیسویں درس
کی شرح میں یوں لکھتا ہے کہ اس درس سے اٹھتیسویں درس کے آخر تک اور نویں
باب کے پینتیسویں درس سے چوالیسویں درس تک نام کچھ اختلاف کے ساتھ پائے
جاتے ہیں۔ اور علماء یہود کہتے ہیں کہ عزرا نے دو کتابیں پائی تھیں۔ جنمیں ایسے فقرے ناموں

میں کچھ اختلاف کے ساتھ پائے جاتے تھے۔ اور جو عزرا کو تمیز نہو سکی کہ کون ان میں بہتر ہے تو اوسنے دونوں کو لکھ دیا۔ یہاں تک آدم کلارک کا کلام تھا۔ دیکھو کہ یہہ مفسر فقط اپنی ہی راے نہیں لکھتا بلکہ یہود کے علماء کے قول کو نقل کر کے آپ بھی تسلیم کرتا ہے تو اس صورت میں یہہ امر یہودیوں اور مسیحیوں کے نزدیک مسلم ہے اور عبری لوگ کہتے ہیں کہ عزرا نے کتاب اول اور دوم اخبار الایام کو حجی پیغمبر اور زکریا پیغمبر کی مدد سے لکھا ہے سو اس لکھنے میں یہ دونوں پیغمبر بھی شریک تھے۔ اور جب اونکے اقرار کے موافق ان مواضع میں فرزندوں کے نقصان یا کتابوں کے اختلاف کے سبب بے تمیزی سے بیٹے کی جگہہ پوتا اور بالعکس لکھا گیا اور خرابی پڑ گئی باوجودیکہ اسجا دو پیغمبر اور بھی اونکے مددگار تھے تو ایسی ہی اگر اور جگہہ بھی خرابی پڑی ہو تو کیا چیز مانع ہے۔ بلکہ وہ سبب جو اکثر جا موجود تھا تو قیاس چاہتا ہے کہ صدہا ایسی ہی غلطیاں ہوئی ہوں اور خرابیاں پڑی ہوں۔ تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ میں کتاب امثال کے اول میں یوں مرقوم ہے نوشتہ اس بادشاہ روشن ضمیر (یعنے سلیمانؑ) نے اس عقل کے جو خدا نے اسکو بخشی تھی خلق اللہ کی تعلیم اور سلطنت کے لئے بہت کتابیں بنائیں۔ اور اون میں سے فقط تین ہی کو عزرا نے کتب قانونی میں داخل کیا اور باقی کو اس لحاظ سے کہ اونکی تالیف سے تعلیم مذہبی مقصود نہ تھی یا اس لحاظ سے کہ اتفاق سے خراب ہو گئی تھیں۔ ناقص خیال کیا یہاں تک ان مفسروں کا کلام تھا۔ دیکھو اس قول کے موافق یا اس لحاظ سے کہ اتفاق سے خراب ہو گئی تھیں۔ ناقص خیال کیا۔ صاف یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عزرا پیغمبر نے سلیمان کے بعضے الہامی کتابوں کو خراب اور محرف ہو جانے کے سبب چھوڑ دیا ہے۔ اور اگر تامل کرو تو صاف معلوم ہوگا کہ چھوڑ دینے کی حقیقت میں یہی وجہ تھی۔ اور اول وجہ لغو ہے۔ کیونکہ اگر تعلیم مذہبی منظور نہوتی تو نشید الانشاد کو کتب قانونی میں کیوں داخل کرتے کہ بعضے علماء مسیحی جسکو راگ اوباشانہ اور ناپاک بتلاتے ہیں۔ سو دیکھو خراب اور محرف ہو جانے کے سبب عزرا پیغمبر کو بعض کتابیں الہامی چھوڑنی پڑیں۔ اور الہام جدید سے اون کو سنوار کر

کتب قانونی میں داخل نہ کر سکے اور جب عزرا نبی سے جو گویا خود موجد ان کتابوں کا ہے۔ اگلی خرابی اور تحریف نہ نکلی تو دوسرے نبی سے کیا توقع کیونکہ اور تو درپے اون کے لکھنے اور سنوارنے کے عزرا نبی کے بعد نہیں ہوا۔ **دوسری وجہ** یہہ کہ جو اونکے علما کی تحقیق کے موافق عزرا دوسری وجہ
نبی سے وے غلطیاں ہو گئی تھیں انکو بھی انکے بعد حواریوں کے زمانہ تک نہ کسی پیغمبر نے سنوارا اور نہ کسی حواری نے بلکہ بدستور باقی رہیں۔ **تیسری وجہ** یہہ کہ پہلی ہدایت کے اوپر گذرا کہ ایوب کی کتاب کے حق میں رب مائی ڈنیز جو یہودی عالم مشہور ہے اور لیکلرک اور سیملس تیسری وجہ
اور سملر اور بشپ اسٹاک وغیرہم کہتے ہیں کہ یہہ کتاب تو محض ایک افسانہ اور جھوٹی کہانی ہے۔ اور ایوب محض ایک اسم فرضی ہے۔ اور نشید الانشاد کے حق میں تھیودورمت برائی کرتا ہے اور سیمین اور لیکلرک اوسکی سچائی پر کلام کرتے ہیں اور وسٹن اوس کو ایک راگ اوباشانہ اور واجب الاخراج بتلاتا ہے اور سملر جعلی کہتا ہے اور کاسٹیبو حکم کرتا ہے۔ کہ ایک ناپاک راگ واجب الاخراج ہے۔ اور عزرا نبی نے اوسکی بھی نقل کرکے عہد عتیق میں داخل کیا تھا سو جب عزرا نے ایک ساری کتاب جھوٹی اور بری اور محض افسانہ کو اور ایک دوسرے اور اوباشانہ اور ناپاک راگ واجب الاخراج کو نقل کرکے عہد عتیق کی کتابوں میں داخل کیا تھا سو اس سے اب معلوم ہوتا ہے کہ اونھوں نے فقط اتنا ہی کیا ہے کہ اوس وقت میں یہودی جن کتابوں کی قدر کرتے تھے خواہ غلط اور محرف ہوں خواہ جھوٹی کہانی خواہ ایک جھوٹا ناپاک اور اوباشانہ راگ واجب الاخراج ان ان کتابوں کو لیکر نقل کردیا۔ اور بدون الہام کے جہاں غلطی صحیح ہوسکی صحیح بھی کردی۔ اور یہہ بات انکو منظور تھی کہ جسطرح ہوسکے صحیح کرکے چوتھی وجہ
لکھیں اور الہام جدید کے لکھنے کے وقت پابند رہیں۔ **چوتھی** یہہ کہ انبیاء اسرائیلیہ بخت نصر کے عہد سے جناب مسیح کے عہد تک اکثر اوقات میں ایسے ایسے حادثوں میں مبتلا رہے کہ ان کو اتنی فرصت نہ ملی کہ ایسے امر جلیل القدر کے طرف متوجہ ہوں۔ **پانچویں** یہہ کہ اگر بر تقدیر پانچویں وجہ
فرصت بھی ملی تھیں اسرائیل کی شرارت سے اپنی وہ بات چلتی نہ دیکھی۔ دیکھو حضرت یرمیاہ

باآواز بلند چلاتے تھے کہ امام سے نبی تک سب نے جھوٹی باتیں بنائیں اور خدا کی باتوں کو
بگاڑا اور تغیر کیا ہے اور اسیطرح کی انکی برائیاں ظاہر کرتے تھے **چھٹی** یہہ کہ یونانی ترجمہ دو سو بینہ ۶
پچاسی یا دو سو چھاسی برس مسیح سے پیشتر تیار ہوکے یہودیوں میں مستعمل تھا اور حواریوں کے
ہی عہد سے عیسائیوں میں بھی مستعمل ہو گیا تھا۔ اور عہد جدید کے لکھنے والوں نے بھی اس سے
بہت فقروں میں حوالا لیا ہے اور وہ عبری سے بلاشک بہت جگہوں میں ایسا مخالف ہے کہ
ایک کے غلط کہنے کے سوا کچھہ نہیں بن پڑتا۔ اور سلف کے مسیحی عبری کو غلط اور محرف جانتے تھے
اور اب جمہور پروٹسٹنٹ اس ترجمہ کو غلط کہتے ہیں۔ اور اوس کے تیار ہونے کے وقت
سے مسیح کے زمانہ تک جتنے نبی گذرے کسی نے اون میں سے وے غلطیاں نہ نکالیں اور نہ حواریوں
نے جو عیسائیوں کے نزدیک پیغمبروں سے مرتبہ میں بڑھکر ہیں وے غلطیاں نہ نکالیں بلکہ
کسی نبی یا حواری کے کلام میں یہہ بھی صراحتہً مذکور نہیں کہ یونانی یا عبری میں فلانا لفظ یا
فلانا فقرہ محرف یا غلط ہے بھلا اگر غلط کو نکال سکتے اور صحیح کرسکتے تو پھر غلط کو کیوں رہنے دیتے
اور حواریوں کو الہام سے خدا نے اس بات سے بھی مطلع نہ کیا تھا کہ یہی ترجمہ یونانی پندرہویں
صدی تک سب جگہوں میں واجب التسلیم رہیگا پھر بعضے عبری کے طرف جھک
جاوینگے۔ وگرنہ سلف کی رائے کے لحاظ سے عبری کے طرف توجہ کرنے سے منع کر جاتے
اور جمہور پروٹسٹنٹوں کی رائے کے موافق یونانی کے استعمال سے اس مدت دراز تک **ساتویں** بینہ ۷
یہہ کہ سامری اور عبری میں بعضے جگہہ ایسی ہی مخالفت ہے کہ ایک کو غلط کہنے کے سوا چارا نہیں
اور جناب مسیح کے کتنے سو برس آگے وہ سامری نسخہ بھی سامریوں میں مستعمل تھا۔ اور یہودی سامریوں
کو اور سامری یہودیوں کو سلفاً خلفاً تحریف کا الزام لگاتے چلے آتے ہیں۔ اور بہت فاضل
موسے کے پانچوں کتابوں کے نسبت سامری کے نسخے کو نہایت صحیح مانتے ہیں۔ اور ڈاکٹر
کنی کاٹ تو کھلم کھلا سامری کا حامی بنکر یہودیوں کو تحریف قصدی کا الزام لگاتا ہے۔ اور
ہارن کے اصرار کے موافق ڈاکٹر ہیلز بھی سامری کا حامی ہے۔ اور اوس نے بڑے قوی

ویسلون سے اوسکے تاریخوں کی صحت ثابت کی ہے جیسا دوسری ہدایت میں اس نسخہ کے
بیان میں اور تیسری ہدایت میں چوتھے اختلاف کے بیان میں گذرا - اور جمہور پروٹسٹنٹ
جو عبری کے حامی ہیں اب تک بھی بعضے مواضع میں لاچار ہوکر سامری کی طرف جھکتے ہیں - اور
اوسیکی عبارت کو پسند اور اختیار کرتے ہیں جیسا تیسری ہدایت کے اندر پانچویں اور چھٹے
اور آٹھویں اور گیارہویں اور تیرہویں اور سولہویں اور سترہوین اور اٹھارہوین اور انیسویں
اختلاف میں گذرا - اور جمہور پروٹسٹنٹ سامری کو محرف بتلاتے ہیں اور ان کا اسبات
پر اتفاق ہے کہ سامریوں نے عیبال کی جگہ جرزیم بنادیا ہے اور احکام عشرہ میں
ایک حکم اپنی طرف سے گھڑکے داخل کرلیا ہے - بہرحال دونوں نسخوں سے ایک نسخہ
بعض بعض جابین غلط اور محرف ہے - اب بتلاؤ کہ مسیح کے زمانے تک جو صدہا برس گذرے
کس لیے ان غلطیوں کو نکالا مسیح کے بعد حواریوں نے جو عیسائیوں کے زعم میں پیغمبر ہیں نے
برابر ہیں کونسی غلطی اور تحریف کو سنوارا - بلکہ کسی کے کلام میں یہہ بات بھی مذکور نہیں کہ
فلانا لفظ یا فقرہ سامری میں یا عبری میں غلط اور محرف ہے بلکہ ایک سامری عورت نے چھیڑا

تہا کہ حضرت عیسے کو کہا تہا کہ ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر (یا جرزیم پر) سجدہ
کیا اور تم (یعنے یہودی لوگ) کہتے ہو کہ وہ مقام جہاں چاہیے کہ لوگ سجدہ کریں یروشالم
میں (یعنے عیبال پہاڑ پر) ہے جیسا یوحنا کی انجیل کے چوتھے باب کے بیسویں درس میں
ہے - اور اسبات میں جو یہودی قدیم سے سامریوں کو اور سامری قدیم سے یہود کو تحریف کا
الزام لگاتے ہیں تو اب یہہ بڑا موقع تھا کہ حضرت عیسے اوسکے جواب میں سامریوں کو تحریف
کا الزام لگاتے - لیکن نہ لگایا - بلکہ اس امر میں بالکل سکوت کیا - اور بات کو اور طرح پر

پھیر کے اتناہی کہا ہے اے عورت میری بات کو سچ جان کہ وقت آتا ہے کہ تم نہ اس پہاڑ میں
اور نہ یروشالم میں باپ کو سجدہ کروگے اور یہہ سکوت اور عدم الزام سے یہہ بھی معلوم ہوگیا
کہ کسی پیغمبر کے الزام نہ لگانے اور خاموش رہنے سے کتاب کی سچائی اور عدم تحریف

ثابت نہین ہوتی ورنہ جمہور پروٹسٹنٹون کو لازم پڑیگا کہ سامری کو صحیح اور غیر محرف مانین جیسا ڈاکٹر کنی کاٹ اسی دلیل سے سامری کی صحت ثابت کرتا ہے **آٹھوین وجہ** یہہ ہے کہ اون کے مفسرین کے اقرار کے موافق جسکی نقل پہلی ہدایت کے اندر متی کے انجیل کے بیان مین گذری اور ساتوین ہدایت کے اندر بھی چودہوین قول کے بیان مین آتی ہے متی کے انجیل کے اصل عبری نسخے کے گم ہوجانیکا یہہ سبب ہوا کہ فرقے ابیونی نے اس مین تحریف کی تھی سو دیکھو کہ اس عہد مین بعضے حواری موجود تھے اور پادریون کے قول کے موافق بعضے بعضے تابعی بھی صاحب الہام تھے پھر بھی اس نسخے محرف کو ان مین سے کسی نے نہ سنوارا بلکہ بالکل چھوڑ دیا یہان تک کہ صفحہ جہان سے جاتا رہا **فایدہ** بعضے علماء محقق عیسائی مذہب کی تحقیق سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو ایک قوم مین ایک بات بڑی مشہور ہو یا اس زمانے مین مروج عام ہو گو غلط ہی ہو تو اوس سے خود پیغمبر بھی دہوکا کھا جاتا ہے اور غلطی مین پڑ جاتا ہے اور اپنی تصنیف مین اقرار اوسکا کر بیٹھتا ہے دیکھو بھوتون کے تسلط کے معاملے کو کہ علماء یورپ کے نزدیک یقینا باطل ہے اور حواری لوگ جو عیسائیون کے اعتقاد کے موافق ہوتے ہوئے سب سے بھی رتبہ مین بڑھکر ہین اور ان کے تابعین اس غلطی مین پڑ گئے ہین اور انجیل مین جابجا اوسکا اقرار کرتے ہین اور آٹھوان حصہ انجیل کا تخمینا اس حال سے مالامال ہے اور اسبات کو کسیطرح اون کی نبوت کے منافی یا انجیل کی صداقت کے مخالف نہین سمجھے بلکہ عیاذا باللہ وہ غلطی حضرت مسیح کے قولون مین بھی موجود ہے۔ پیلی اپنی کتاب الاسناد مین لکھتا ہے نسخہ ۱۸۵۰ء اور وے لوگ جو یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ رای غلط ہے یعنی بھوتون کے تسلط کی) اس زمانے کی عام تھی اور انجیل کے مولف اور یہودی اس زمانے کے بھی اس مین پڑے۔ اس امر کے اقبال سے نہ چوکین کہ اس سے دین عیسوی کی سچائی کو کوئی خوف نہین۔ یہان تک پیلی کا کلام تھا **ساتوین ہدایت** اسبات کے بیان مین کہ عیسائی مذہب کے مخالف بلکہ بعضے بعضے فرقے موافق کے بھی علماء سلفا اور خلفا تحریف

کی دہائی دیتے چلے آئے ہین۔ اور مخالف فرقون کا ذکر کرنا اگرچہ ازانا مناسب نہین تھا لیکن جو پادری لوگ کبھی کبھی ان مسلمانون کے سامنے جو اون کے کتابون سے واقف نہین ایسے تقریرین کیا کرتے ہین کہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریف کا دعوے مسلمانون نے ہی کیا ہے کسی اور نے نہین کیا تو اس لحاظ سے مخالف فرقون کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے۔ سو اس ہدایت کو دو امر پر منقسم کر کے اول مین موافقین کا اقرار اور دوم مین مخالفین کا کلام نقل کرونگا۔ اور ان دونون امرون کے لکھنے سے پہلے ویریوس ریڈنگ۔ کے معنے کو بیان کر دینا ضرور ہے کیونکہ پادری لوگ عوام کو مغالطہ دینے کے واسطے اکثر دعوے کر بیٹھتے ہین کہ جنکا ہمارے علما اقرار کرتے ہین وے تو ویریوس ریڈنگ ہین نہ تحریفین۔ اور کبھی ویریوس ریڈنگ کے معنے غلطی کاتب بیان کیا کرتے ہین حالانکہ یے دونو مغالطے ہین اور نیس ہارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسری جلد مین لکھتا ہے نسخہ ۱۸۲۲ء والا جو لنڈن مین تیسرے دفعہ چھپا صفحہ ۳۲۵ آرا ٹہ یعنے غلطی کاتب اور ویریوس ریڈنگ یعنے اختلاف عبارت مین۔ میکالیس کی تفریق اچھی معلوم ہوتی ہے کہ جب دو یا زیادہ مختلف عبارتین پائی جاوین تب ان مین ایک ہی سچی ہوسکتی ہے اور باقی یا تو قصداً تحریف ہے یا کاتب کی بھول پر اصل عبارت کو جھوٹی اور ساختہ عبارت سے تمیز کرنا اکثر دشوار ہے۔ سو جب ذرا بھی شبہ رہے تب سب کو اختلاف عبارت کہینگے مگر جب صریح معلوم ہو کہ بیان کاتب نے جھوٹ لکھا ہے تب اسکو غلطی کاتب کی کہینگے۔ یہان تک ہارن کی عبارت تھی اور اس قسم کے ویریوس ریڈنگ فقط انجیل کے اندر مل صاحب نے تیس ہزار اور گریسباخ نے ایک لاکھ پچاس ہزار

لہ اور جب ریڈنگ ویریوس کے یہ معنے ٹھہر چکے جو مذکور ہوئے اور پھر وہی ویریوس ریڈنگ ان کے محققین کے اقرار کے موافق تیس ہزار یا ڈیڑھ لاکھ یا دس لاکھ ان کے مقدس کتاب مین پائے گئے تو پھر اس قول مین کہ کتب مقدسہ مین ایسے اختلاف عبارت کے بہت ہین جو یقیناً نہین معلوم ہوسکتا کہ ان مین مصنف کی اصل عبارت کونسی ہے اور محرف کونسی کوئی خلاف نہین اور پادری فنڈر صاحب نے جواب خط محررہ ۱۲ اگست مین ڈاکٹر صاحب کے

حساب کیے ہین آور شولز کا حال معلوم نہین کہ اوسنے جو زیادہ سعی کی اور آخری محقق ہے کتنے ایسے ویری یوس ریڈنگ شمار کیے ہین اور انسائی کلوپیڈیا برٹینیکا کی انیسوین جلد کے اندر اسکریچر کے بیان مین مرقوم ہے کہ وٹیس ٹین نے ایسے اختلافات دس لاکھ سے زیادہ جمع کئے ہین آور دین عیسوی کا منکر پارکر صاحب ظرافت کی راہ سے یون لکھا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ قایل ہین کہ مقدس کتابون کا خدا حافظ ہے اور اس مین غلطیان نہین کیا پروٹسٹنٹ نے اختلاف عبارت کے متعددہ مین عمل کیا ہے اور کیا کے پلوس اپنی کتاب کو جو اوسنے عہد عتیق کے اختلافات کے اثبات مین لکھی ہے پروٹسٹنٹ کی عنایت مین چھپوا سکتا ہے اور دین پروٹسٹنٹ کہتا ہے کہ معجزے ازلی اور ابدی نے عہد عتیق اور جدید کو اوسکے سے اونے صدمہ سے بھی باز رکھا ہے لیکن یہہ مسئلہ اس عمدہ فوج اختلاف عبارت کے سامنے جو تیس ہزار ہے کھڑا نہین رہ سکتا۔ یہان تک پارکر صاحب کا کلام تھا۔ کہتا ہون مین ایک ڈیڑہ لاکھ عمدہ تک دس لاکھ عمدہ فوج کے مقابل ٹہر نہین سکتا۔ مگر یون کہو کہ یہہ ایسا مضبوط گڈہ ہے کہ اگر ایسے ایسے دس کرڑوڑ اختلاف عبارت ہون تو بھی اس مسئلہ کو کچھہ ضرر نہین اور کتب مقدسہ مین اسنے کچھہ تغیر نہین آتا بلکہ بمضمون قول مشہور چیزے کہ بکان نمک افتاد نمک شد ان کتابون کا وہ حال ہے کہ جس واہی تباہی کا کلام ان مین ملجاتا ہے وہ بھی کلام ربانی کے برکت سے کلام ربانی ہوجاتا ہے تو اب اس صورت مین ہمکو سکوت کے سوا چارا نہین۔ ہم بھی جبرا مان لینگے اور یہہ سمجھینگے ؎ این دنا قت نشکند در ہیچ چیز + چون وضوئے محکم بی بی تمیز + اور جب ہارن کی عبارت سے وہ فرق معلوم ہوگیا تو ان دونون متناقضون کا حال بھی کھل گیا۔ اور ہمارے نزدیک ویری یوس ریڈنگ کا اقرار بعینہ تحریف کا اقرار ہے۔ آور اگر کوئی ویری یوس ریڈنگ کا اقرار کرے اور لاعلمی سے تحریف کا انکار کرے تو ہم مین اور اس مین فقط نزاع لفظی ہوگی۔

(بقیہ حاشیہ) جواب مین اس قول کو خلاف کہا تو اس خلاف کہنے مین خود خلاف کہا اور یقینا عمدا جھوٹ بولا ۱۲ مصنف عفی عنہ

اور بس جنانچہ انشاء اللہ مباحثہ کی نقل مین آجیگا۔ اور ان ویریوس ریڈنگ سے بعضے جملون اور فقرون اور لفظون مین ہین اور بعضے اعراب اور نقطون اور حرفون مین اور جب یہہ بات معلوم ہوگئی تو مطلب مین شروع کرتا ہون **پہلا امر** اور اس امر مین ہم ۲ قول نقل کرونگا

۱ ہارن صاحب اپنی تفسیر کے دوسری جلد کے آٹھوین باب مین ویریوس ریڈنگ کے بیان مین یون لکھتا ہے نسخہ ۳۲۳ کہ اونکے وقوع کے چار سبب ہین **پہلا سبب** غفلت اور سہو کاتب اور یہہ کئی وجہ سے ہوسکتا ہے **پہلی وجہ** یہہ کہ لکھانے والے نے خود کچھہ کا کچھہ تبلایا۔ یا لکھنے والے تبلانے والے کی بات نہ سمجھکر کچھہ کا کچھہ لکھدیا۔ **دوسری وجہ** یہہ کہ عبرانی اور یونانی حروف باہم مشابہ ہین پس ایک کے عوض سہواً دوسرا لکھا گیا **تیسری وجہ** یہہ کہ کاتب نے اعراب کو لکیر سمجہا یا لکیر کو جسپر لکھتا تھا حرف کا جزو جانا یا اصل مطلب نہ سمجھکر عبارت بنادی اور یون غلطی کی **چوتھی وجہ** یہہ ہے کہ کاتب کہین سے کہین لکھہ گیا اور جب اسکو خبر ہوی تو اسنے بجاے اسکے کہ اپنے لکھے کو چھیل ڈالے سو اوسنے جہان سے چھوڑ دیا تہا پھر وہین سے لکھنا شروع کیا۔ اور جو عبارت کہ لکھہ چکا تھا اسکو بھی رہنے دیا۔ **پانچوین وجہ** یہہ ہے کہ کاتب نے کچھہ چھوڑ دیا اور کچھہ لکھکر اسکو خیال آیا تو اوسنے اس چھوٹی ہوی عبارت کو لکھہ لیا۔ سو اسصورت مین ایک جگہہ کی عبارت دوسری جگہہ چلی گئی **چھٹی وجہ** یہہ ہے کہ کاتب کی نظر چوک کر ایک سطر سے دوسری سطر پر جا پڑی اور کچھہ عبارت رہ گئی **ساتوین وجہ** یہہ ہے کہ کاتب نے الفاظ مخفف اور کوتاہ کو کچھہ کا کچھہ سمجھ کر پورا لفظ لکھدیا اور اسیطرح غلطی ہوگئی **آٹھوین وجہ** یہہ ہے کہ جہالت اور غفلت کاتبون کی ویریوس ریڈنگ کے وقوع کا بڑا منشا و منبع ہوی ہے کہ اونھون نے حاشیہ یا تفسیر کو متن کا جزو سمجھکر داخل کرلیا۔ **دوسرا سبب** غلطی کا نقصان خود اس نسخہ کا ہے جس سے نقل کیا اور وہ بھی کئی طور پر ہے **اوّل** یہہ کہ حرکات اور شوشے حروف کے اڑگئے اور محو ہوگئے **دوم** یہہ کہ وہی حرکات اور شوشے جو صفحہ کے دوسری طرف تھے پھوٹ کر اس صفحہ کے

حروف کے ساتہہ ایسے مل گئے کہ اونکا جز سمجھے گئے **سیوم** یہہ کہ کوئی فقرا کسی نسخہ مین چھوٹ گیا
اور کاتب نے اسکو حاشیہ پر بے نشان کے لکہدیا سو اوس سے دوسرے لکہنے والے کو غلطی
ہوئی اور اوسے معلوم نہوا کہ اس حاشیہ والی عبارت کو کہان داخل کرے **تیسرا سبب**
اختلاف کا خیالی تصحیح اور اصلاح ہے اور یہہ بھی کئی صورت پر ہوئی **پہلی صورت**
یہہ ہے کہ کاتب نے کسی عبارت کو جو حقیقت مین ناقص نتھی ناقص سمجھا یا مطلب کے سمجھنے
مین غلطی کی یا خیال کیا کہ اس عبارت مین قاعدے کی غلطی ہے. حالانکہ خود وہی غلطی پر تھا
یا وہ قاعدے کی غلطی جسکو وہ صحیح کرتا ہے حقیقت مین مصنف ہی سے واقع ہوئی۔ **دوسری**
صورت یہہ ہے کہ بعض محقق کاتبون نے صرف قاعدے کی غلطی درست نہین کی بلکہ
غیر فصیح عبارت کو فصیح کیا یا فضول لفظون کو یا مترادف لفظون کو جنکا فرق اونکو معلوم نہوا حذف
کرڈالا اور اوڑا دیا **تیسری صورت** سب سے زیادہ یہہ ہوئی کہ مقابل کے فقرون کو یکسان
کیا اور اس طرح کا تصرف انجیلون مین خصوصًا ہوا۔ اور پولوس کے نامجات مین اوسکے
سبب اکثر الحاق ہوا تاکہ عہد عتیق سے جو حوالے اسنے لئے ہین سپتوا جنٹ کے موافق ہون
چوتھی صورت بعضے محققین نے عہد جدید کو ولگیٹ (یعنے لاطینی) ترجمہ کے موافق بنادیا
چوتھا سبب اختلاف عبارت کا تحریف قصدی ہے جو کسی نے اپنے مطلب کے
لئے کی ہووے اور وہ تحریف کرنے والا خواہ دیندار ہو خواہ بدعتی۔ اور قدیم بدعتیون مین مرسیون
سے زیادہ کسی پر تحریف کا الزام نہین لگایا گیا ہے اور نہ کوئی ایسی حرکت ناشایستہ کے سبب
اس سے زیادہ ملامت کا مستحق تہا۔ سوا اسکے یہہ بات بھی محقق ہے کہ بعضے تحریفین قصدا اون
لوگون نے بھی کی ہین جو دیندار کہلاتے تھے اور اون کے بعد وہی تحریفین ترجیح دی جاتی تہین
تاکہ کسی مسئلہ مقبولہ کی تائید ہو یا جو کچھہ اعتراض اوسپر وارد ہوتا ہے اٹہہ جا۔ یہان تک ہارن کا کلام
تھا۔ جو خلاصہ کے طور نقل ہوا۔ اور ہارن صاحب نے ہر سبب کے بیان مین اسکی قسمون کی بہت سی
مثالین نمونے کے طور لکہی ہین۔ اور ان سب کے بیان مین جو طول ہوتا ہے اس سبب سے اون کو

چھوڑ گیا مگر کئے مثالیں جوادس نے دینداروں کی تحریف کی بابت فاف صاحب کی کتاب سے نقل کی ہیں نقل کر دیتا ہوں لکھتا ہے مثلاً لوقا کے ۲۲ باب کا ۴۳ ورس جسکا ذکر اوپر ہو چکا قصداً چھوڑ اگیا۔ اور متی کے پہلے باب کے ۱۸ ورس میں یے الفاظ قبل اسکے کہ وے ہم بستر ہوں اور ۲۵ ورس میں یے الفاظ اوسکا پہلوتا بیٹا قصداً چھوڑے گئے ہیں تاکہ مریم کی دائمی دوشیزگی پر شبہہ نہ پڑے۔ اور نامہ اول کرنتھیون کے ۱۵ باب کے ۵ ورس میں بارا کی جگہہ گیارا بنائے گئے تاکہ پولوس پر جھوٹ کا الزام نہ لگے کیونکہ یہودا اسکریوتی تو مرچکا تھا۔ اور مرقس کے ۱۳ باب کے ۳۲ ورس میں کچھہ فقط چھوڑ دئے گئے اور بعض مرشدوں نے بھی ان الفاظ کو رد کیا ہے کیونکہ ان کو یہہ خیال تہا کہ وے لفظ ایرین فرقے کے مؤید تھے۔ اور لوقا کے پہلے باب کے ۳۵ ورس میں کچھہ لفظ سریانی اور فارسی اور عربی اور اتھیوپک اور اور ترجموں کے نسخوں میں اور بہت مرشدونکے حوالوں میں بڑہائے گئے یوتی کینس کے فرقے کے مقابلہ میں کیونکہ وہ اسبات کا منکر تہا کہ حضرت عیسیٰ میں دونوں صفتیں ہیں۔ اور ہارن کی اس تحریر سے ناظر منصف پر یہہ بات ظاہر ہے کہ تحریف کی جتنی صورتیں وہم اور خیال میں گزرتے ہیں سو سب اونسنے بیان کر دیں اور ہر ایک کی مثال نقلا کے یہہ دکھا دیا کہ مقدس کتابوں میں سب صورتوں سے تحریف ہوئی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جب کبھی کاتبوں نے حاشیہ کی عبارت متن میں داخل کر لی اور کبھی محققین نے غیر فصیح کو فصیح بنا دیا اور کبھی الفاظ فضول اور مترادف کو اڑا دیا اور سب کتابوں میں عموماً اور انجیلوں میں خصوصاً اور پولوس کے نامجات میں اکثر فقروں کے یکساں کرنے کو الحاق کیا۔ اور بعضے محققین نے ولگیٹ ترجمہ کی موافقت کے

سن ۱۵ اسلئے کہ بعض دیندار عیسائیوں نے خیال کیا کہ فرشتے کی خداوند کو قوت دینی خداوند کے درجہ الوہیت کے نقصان کا سبب ہے ۱۲ ہارن صفحہ ۳۲۱ جلد ۲

سن ۵۲ ابروس کہتا ہے کہ بہت نسخوں میں جو میرے وقت میں رائج ہیں وے الفاظ چھوڑے گئے کیونکہ وے الفاظ ایرین کے مسئلہ کے مؤید تھے ۱۲ ہارن صفحہ ۳۲۱ جلد ۲

واسطے کم و بیشی کی اور کبھی حضرات دیندارون نے قصداً تحریف کی اور کبھی بد عقیدون نے خاک اڑائی۔ تو بھلا اب کونسی صورت تحریف کی باقی رہگئی جو پادری لوگ اسکا انکار کرین اور جو ہارن نے جو بڑا دیندار اور منصف کہلاتا ہے اور باوجود غایت تعصب کے بناچاری اتنا لکھا تو دلیل ہے کسی پروتسٹنٹ کو انکار نہین ہو سکتا ۔ ۲ ۔ بشب ہارسلی اپنی تفسیر کی تیسری جلد مین صفحہ ۲۸۱ و ۲۸۲ کے اندر کتاب یوشع کے مقدمہ مین یون لکھتا ہے آرچ بشب نیوکم اقرار کرتا ہے کہ محرف عبارتون سے جو مطبوعہ کو خراب کئے ہوئے ہین بڑی مشکلات واقع ہوتی ہین۔ پھر بشب ہارسلی اس قول پر اعتراض کرتا ہے اور خود یون لکھتا ہے اور یہہ بات کہ پاک متن نے تحریف پائی تھی بلاشبہہ ہے اور نسخون کے اختلاف سے پر ظاہر ہے اسلئے کہ مختلف عبارتون مین صرف ایک ہی درست ہو سکتی ہے اور یہہ بات بھی غالب ہے بلکہ مین کہتا ہون کہ یقین کے قریب ہے کہ خراب سے خراب عبارتین بعضے دفعہ چھپتے ہوئے متن مین راہ پا گئی ہین۔ مگر یہہ کہ یوشع کی کتاب مین عہد عتیق کی اور کتابون سے تحریفات زیادہ ہین مجھے اسکی کوئی دلیل نظر نہین آتی اور مین اسبات کا انکار کرتا ہون کہ کسی جگہہ اتنی بہت تحریفات ہین یا وے ایسے ہین کہ اس کتاب کی عبارت کے مبہم ہونے کا سبب پڑی ہون۔ یہان تک بشب ہارسلی کا کلام تھا۔ دیکھو یہہ محقق گو بشب آرچ نیوکم پر اعتراض کرتا ہے مگر اتنی بات تو مانتا ہے کہ یہہ بات کہ پاک متن نے (یعنے جبیل کے متن نے) تحریف پائی بلاشبہہ ہے اور یہہ بات بھی یقین کے قریب ہے کہ خراب سے خراب عبارتین بعضے دفعہ چھپے متن مین راہ پا گئی ہین۔ پھر اسی تیسری جلد کے صفحہ ۲۰۵ مین لکھتا ہے کہ یہہ بات یقیناً بہت درست ہے کہ عبرانی متن بخت نصر کے ہیکل غارت کرنے کے بعد بلکہ شائد کچھہ زمانے کے پیشتر سے ان نقلون مین جو لوگون کے پاس تھین بہت بری تحریف کی حالت مین تھا نسبت اوسکے کہ اوسکا یہہ حال عزرا کے تصحیح کے بعد کبھی ہوا ہے۔ یہان تک بشب ہارسلی کا کلام تھا سو ان عبارتون کے موافق یہہ فاضل مشہور جناب مسیح کے زمانے کے پہلے اور بعد مین تحریف کا قائل ہے ۳ یوسی بیس اپنی

تاریخ کے چوتھی کتاب کے اٹھارہین باب مین یون کہتا ہے کہ جسٹن شہید نے طریفون کے
مقابلے مین چند پیشین گوئیان ذکر کرکے دعوے کیا ہے کہ یہودیون نے انھین مقدس کتابون
سے نکال ڈالا۔ اور واٹسن کی تیسری جلد کے صفحہ ۳۲ مین ہے کہ البتہ اس بات مین مجھے کچھ شک
نہین ہے کہ جسٹن نے طریفون کے ساتھ مباحثہ کرنے کے وقت مین جن عبارتون کے نکال ڈالنے
کا الزام یہودیون کو لگایا تھا گو اب عبری اور سپٹوا جنٹ کے نسخون مین نہین پائی جاتی ہین
پر حقیقت مین جسٹن اور ارینیوس کے وقت مین دونون کے اندر موجود اور کتاب مقدس
کا جزو تھین خصوصاً وہ عبارت جسکی نسبت جسٹن یہہ کہتا ہے کہ وہ یرمیاہ کے کتاب مین تھی
سلبر جیس جسٹن کے حاشیہ مین اور ڈاکٹر گریب ارینیوس کے حاشیہ مین لکھتے ہین کہ
معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کو اپنے پہلے خط کے چوتھے باب کے چھٹے ورس کے لکھنے کے
وقت اسی پیشین گوئی کا خیال تہا۔ اور ہارن چوتھی جلد کے صفحہ ۶۲ مین لکھتا ہے کہ جسٹن اپنی
کتاب مین طریفون یہودی کے مقابلہ مین دعوے کرتا ہے کہ عزرا نے لوگون سے کہا تھا
کہ یہہ عید فسح کا کھانا ہمارے خداوند نجات دہندہ کا کھانا ہے تو سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس
نشان یعنے کہانے سے اچھا سمجھوگے اور اسپر ایمان لاؤگے تو یہہ زمین کبھی ویران نہوگی
اور اگر تم اسپر ایمان نہ لاؤگے اور اوسکا وعظ نہ سنوگے تو تم غیر قومون کی ہنسائی کا سبب
ہوگے۔ اور وائی ٹیکر لکھتا ہے کہ یہہ فقرا غالباً عزرا کی کتاب کے چھٹے باب کے ورس
۲۱ و ۲۲ کے مابین ہو۔ اور ڈاکٹر ای کلارک جسٹن کی تصدیق کرتا ہے۔ یہان تک ہارن کا
کلام تھا۔ ان عبارتون سے واضح ہے کہ جسٹن شہید نے طریفون یہودی کے مقابلہ مین کئی
پیشین گوئیان ذکر کرکے دعوے کیا ہے کہ یہودیون نے اونکو تحریف کرکے کتب مقدسہ
سے نکال ڈالا ہے۔ اور گریب اور سلبر جیس اور وائی ٹیکر اور ای کلارک اور واٹسن
نے اوس کے دعوے کی تصدیق کی ہے اور واٹسن مدعی ہے کہ گو اب عبری اور سپٹوا جنٹ
کے نسخون مین نہین پائی جاتین پر حقیقت مین جسٹن اور ارینیوس کے وقت مین دونون مین

موجودہ مقدس کتابوں کی جزو نہیں، پس ان علماء کے اقرار کے موافق جسٹن اور ارینیوس کے عہد کے بعد یہ تحریف ہوئی ہے ۴ تفسیر ہنری اور اسکاٹ میں ہے، کہ اگسٹاین یہودیوں کو ان بزرگوں کی نسبت جو طوفان سے پہلے ہوئے، یا اس کے بعد حضرت موسیٰ کے زمانے تک گذرے ہیں تاریخوں کی تبدیل اور تحریف کا الزام لگاتا تھا، اور الزام کیوجہ یہ کہتا تھا، کہ انہوں نے یونانی ترجمہ کے غیر معتبر کرنیکے واسطے اور دین مسیحی کی دشمنی سے یہ امر کیا تھا، اور معلوم ہوتا ہے، کہ یہی رائے قدماء مسیحیوں میں عام تھی، اور یہ کہتے تھے، کہ قریب ۱۳۰ء کے یہودنے یہ تحریف کی ہے، یہاں تک کلام ان مفسروں کا تھا، اور جاننا چاہیے، کہ تفسیر ہنری واسکاٹ وہ تفسیر ہے، جسکو ایک سو کئی علماء کی کتابوں سے جمع کیا گیا ہے اور عیسائیوں کے نزدیک بڑی معتبر ہے، اور لندن کی ٹرکٹ سوسائٹی نے بھی اسکو معتبر اور مستند سمجھ کے چھپوایا ہے، سو ان مفسرون کے قول سے معلوم ہوا کہ سلف کے مسیحی اور اگسٹائن یہودیوں کو تحریف قصدی کا الزام لگاتے تھے، اور مدعی تھے، کہ انہوں نے یہ تحریف ۱۳۰ء کے قریب ہی کی ہے، اور اب ایک جھوٹ پادری فنڈر صاحب کا دیکھو، کہ حل الاشکال کے صفحہ ۷۵ میں لکھتے ہیں، کہ اگسٹاین لکھتا ہے، کہ کتب مقدسہ کو خراب کرنا کبھی ممکن نہ تھا، الخ حالانکہ مفسرین مذکورین اقرار کرتے ہیں، کہ وہ یہودیونکو تحریف کا الزام لگاتا تھا، اور یہی رائے قدماء مسیحیوں میں عام تھی، پادری صاحب کسی معتبر کتاب کا حوالہ دیں کہ وہ اگسٹائن کا قول اس میں منقول ہے ۵ چوتھی ہدایت کے اندر نویں وجہ میں گذرا، کہ ممفرد کاٹلک اور انگریز استھم کا قول یوں نقل کرتا ہے، کہ یہود نے غفلت بلکہ بے دینی سے بعضی کتابیں کھو دی ہیں اور بعضی کتابیں پھاڑ ڈالیں، اور بعضی جلادیں، پھر آپ لکھتا ہے کہ یہ بات کہ انہوں نے وے کتابیں پھاڑ ڈالیں اور جلادیں نہایت غالب معلوم ہوتی ہے ۶ واٹسن اپنی کتاب کی تیسری جلد میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۷۹۱ء صفحہ ۲۸۳ مدت ہوئی کہ ارجن ان اختلافوں کی شکایت کرتا تھا، اور ان کو مختلف سببوں کیطرف نسبت کرتا تھا، مثل تغافل اور بدذاتی اور بیباکی کاتبوں کی اور جیروم کہتا ہے، کہ جب اس نے عہد جدید کے ترجمہ کرنیکے واسطے اور نسخوں کو جو اس کے پاس تھے ملایا، بڑا اختلاف پایا اور صاحب اکیہومو اپنی کتاب میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۱۳ء صفحہ ۱۰، ارجن تیسری صدی میں نسخوں کے خراب ہونے کی بڑے زور سے فریاد کرتا ہے، اور کہتا ہے، کہ ہم کاتبوں کی غلطی اور

اس بددیانتی اور بے باکی کا کہ جس سے انہوں نے متن کو صحیح کیا ہے، کیا حال بیان کریں
اور اسی طرح ان کی بے قیدی کا جس سے زیادہ یا کم کیا ہے، کیا حال کہیں **ساتواں**
قول آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں مقدمہ کے اندر لکھتا ہے کہ جیروم کے پہلے
مختلف مترجموں نے بہت سے ترجمے لاطینی زبان میں کئے تھے، اور بعضے ان کے پرلے درجے
کے محرف تھے، اور بعضے مواضع ان کے اور مواضع کے متناقض تھے، جیسا جیروم فریاد
کرتا ہے، ۸ وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ کے مقدمہ میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۴۱ء صفحہ
۱۷ و ۱۸ ڈاکٹر ہمفری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷۸ میں لکھتا ہے، کہ یہودیوں کے وہم
نے (عہد عتیق کی کتابوں کو) کئی جا ایسا خراب کیا ہے، کہ پڑھنے والا اسکو سہولت سے معلوم
کر سکتا ہے، پھر لکھتا ہے، کہ یہود کے علماء نے مسیح کی بشارات کو بہت بری طرح سے بگاڑ
ڈالا ہے، پھر لکھتا ہے، کہ ایک دوسرا پروٹسٹنٹ لکھتا ہے، کہ پرانے مترجم نے ایک طور پر
پڑھا ہے، اور اب یہودی اس کو اور طرح پڑھتے ہیں، اور میرے نزدیک یہود کے کاتبوں اور
ان کے ایمان کیطرف خطا کی نسبت کرنی بہتر ہے، اس سے کہ اس کو پرانے مترجم کی جہل
اور سستی کیطرف نسبت کریں، اس لئے کہ یہودی لوگ مسیحؑ کے قبل اور بعد زبور کی
حفاظت اپنے راگوں کی نسبت کم کرتے تھے، یہاں تک وارڈ کا کلام تھا، یہاں بھی دیکھو
کہ یہ عالم یہود کو تحریف کا الزام لگاتے ہیں، ۹ تیسری ہدایت کے اندر چوتھے اختلاف
کے بیان میں آدم کلارک مفسر کا قول گذرا، کہ ڈاکٹر کنی کاٹ سامری کا بڑا حامی ہے، اور
بہت لوگ کنی کاٹ کی دلیلوں کو لاجواب سمجھتے ہیں، اور انہیں شبہ نہیں، کہ یہودیوں نے
سامریوں کی عداوت سے تحریف کی ہے، اور ہارن کا قول اس امر میں دوسری ہدایت کے
اندر گذرا، ۱۰ تیسری ہدایت کے اندر آدم کلارک مفسر کا قول ۲۹- اختلاف کے بیان میں
گذرا، کہ یوسیفس کے وقت میں یہودیوں کو خیال تھا، کہ مقدس کتابوں کی تاریخ کو جلا دیں نمازیں
اور گیت اور تاریخ کی نئی باتیں ایجاد کریں دیکھو بہت سے الحاق کتاب استیر کے اور شراب اور
عورتوں اور سچ کی بڑی کہانی جو عزرا اور نحمیا کی اصل تاریخ کے بیچ میں بنائی گئی ہے، اور
اب وہ عزرا کی پہلی کتاب کہلاتی ہے، اور دیکھو تین لڑکوں کا گیت جو دانیال کی کتاب
میں داخل کر دیا، اور دیکھو بہت سے الحاق یوسیفس میں یہاں تک آدم کلارک کا قول
تھا، دیکھو، اس میں یہودیوں کی بسبب تحریف کا الزام اور زمانہ تحریف کا دونوں مصرح

ساتواں قول
آٹھواں قول
نواں قول
دسواں قول

ہیں، ۱۱ فیلبس کواڈ نوس راہب اپنی کتاب خیالات میں جس کو اس نے احمد شریف بن
زین العابدین اصفہانی کے جواب میں لکھی ہے، اور سنہ ۱۶۴۹ء میں چھپی ہے، چھٹی فصل کے
اندر یوں لکھتا ہے، کہ نسخہ قصاعبیہ میں بہت ہی تحریف پائی جاتی ہے، خصوصاً کتاب امثال
سلیمان میں، اور ربّ اقیلا نے جو انکلیس کر کے مشہور ہے، سب توریت کو نقل کیا ہے، اور
اسی طرح ربّ یوناتن ابن عزیال نے کتاب یوشع بن نون اور کتاب القضات اور کتاب السلاطین
اور کتاب اشعیا اور انبیاء کی باقی کتابوں کو نقل کیا ہے، اور ربّ یوسف اعمیٰ نے زبور
اور کتاب ایوب اور راعوث اور استیر اور سلیمان کی کتابوں کو نقل کیا ہے، اور ان سب
نے تحریف کی ہے، اور ہم نصرانیوں نے ان کی کتابوں کو محافظت سے رکھا ہے، تاکہ یہودیوں
کو تحریف کا الزام دیں، اور ہم ان کی اباطیل کو نہیں مانتے، یہاں تک فیلبس کواڈ نوس
کا کلام تھا، اور صاف اقرار کرتا ہے، کہ ان سب یہودوں نے کتب مذکورہ میں تحریف کی
ہے، ۱۲ چوتھی ہدایت کے اندر ساتویں وجہ کے بیان میں ریس کی سائیکلوپیڈیا سے منقول
ہوا، کہ یہود نے ایک کونسل جما کے مقدس کتابوں کے نسخوں کو جو آٹھویں صدی تک کے
تھے، تحریف اور غلطی کا الزام لگا کر جلوا دیا تھا، ۱۳ لارڈنر اپنی کتاب الاسناد کی پانچویں جلد
کے صفحہ ۱۲۴ میں لکھتا ہے، نسخہ ۵۰۶ء کہ جب قسطنطنیہ میں مسالہ حکم تھا، پاک انجیلیں مصنفوں
کی جہالت کے سبب سے بحکم بادشاہ اناسطیشوس کے بری ٹھیرائی گئیں، اور ان کی پھر کر
تصحیح ہوئی، یہاں تک کلام لارڈنر کا تھا، اب خدا کے واسطے دیکھو، کہ یہ انجیلیں اگر الہام
سے لکھی گئی ہیں، جیسے پادری دعوے کرتے ہیں، تو پھر مصنفوں کی جہالت اور بری ٹھیرائے
جانے کے اور پھر کر تصحیح ہونے کے کیا معنے، کیا عیاذاً باللہ روح القدس جاہل ہے، اور
تحریف میں اب پھر کیا حالت منتظرہ باقی رہی، اور اگر یہ انجیلیں کونسل گھر کی گھڑی
ہوئی ہیں، جیسے اور بہت سی تھیں، جنکا ذکر چوتھی ہدایت کے اندر بارہویں وجہ کے بیان
میں گذرا، تو البتہ اب ان سب امروں کے معنے صاف ہیں، مگر اب سب مجموعہ کے جعلی اور
محرف ہونے میں کیا اشتباہ رہا، اور اس جا یہ شبہ بھی ظاہر ہوگیا، کہ وہ جو پادری لوگ
کہا کرتے ہیں، کہ ہماری مقدس کتابوں میں کسی بادشاہ یا حاکم نے دست اندازی نہیں کی
محض جھوٹ ہے، اور حق یہ ہے، کہ یہ انجیلیں بھی کونسل گھر کی ساختہ اور گھڑی ہوئی
ہیں، کہ سرکار انگریزی کے قانون کے موافق ان کی ترمیم بمقتضائے وقت ہوتی رہی ہے

چودھواں قول تفسیر ہنری اور اسکاٹ میں ہے، کہ انجیل متی کے عبری نسخے کے گم ہو جانے کا یہ سبب ہوا، کہ فرقہ ابیونی نے جو جناب مسیح کی الوہیت کا منکر تھا، اس نسخے میں تحریف کی تھی، اور یروشلم کی تباہی کے بعد وہ نسخہ جاتا رہا، اور بعضے کہتے ہیں، کہ ناصریوں نے یا یہودی مریدوں نے عبری انجیل کو محرف کیا تھا، اور فرقہ ابیونی نے بہت سے فقرے اس کے نکال ڈالے تھے، **۱۵** ہارن صاحب پہلی جلد کے صفحہ ۶۸ میں لکھتا ہے، کہ الحاق کی بابت مانا جاوے، کہ توریت میں ایسے فقرے (یعنی الحاقی) موجود ہیں، پھر دوسری جلد کے صفحہ ۴۴۵ میں لکھتا ہے، کہ عبرانی متن میں محرف مقامات تھوڑے ہیں، یعنی صرف نو ہی ہیں، جنہیں ہم پہلے ذکر کر چکے **۱۶** دوسری ہدایت کے اندر ہارن کی تحریر سے معلوم ہو چکا، کہ دوسری صدی کے شروع میں یہودیوں نے بہت سے فقرے ترجمہ سپٹواجنٹ سے نکالنے شروع کئے تھے، اور اس کے نسخوں میں بہت غلطیاں یہود کی تحریف قصدی کے سبب اور اسی طرح حاشیہ اور شرح کے متن میں داخل ہونے کے سبب ہی ظہور میں آئی تھیں اور بقول مورخ انگریزی کے اس ترجمے میں بہت غلطیاں بعضی سہو کاتب سے اور بقول ڈاکٹر کنی کاٹ بعضی کاتبوں کی شرارت سے پائی جاتی ہیں، اور بقول وارڈ کے اس میں شرق کے ملحدوں نے تحریف کی ہے **۱۷** چوتھی ہدایت کے اندر چودھویں وجہ کے بیان میں ہارن کے قول سے معلوم ہو چکا، کہ پانچویں صدی سے پندرھویں صدی تک ترجمہ لاطینی میں بہت سی خرابیاں اور الحاق ہوئے ہیں، اور اس کے مانند کوئی ترجمہ خراب نہیں کیا گیا، اس کے نقل کرنیوالوں نے بہت ہی ناجائز بے قیدی سے عہد جدید کی ایک کتاب میں دوسری کتاب کے فقرے داخل کئے، اور حاشیوں کی عبارت متن میں درج کر دی، **اٹھارہواں قول** پہلی ہدایت میں گذرا، کہ اُن کتابوں کے حق میں جنکو رومن کیتھولک مانتے ہیں، اور پروٹسٹنٹ نہیں مانتے، پروٹسٹنٹ لوگ عدم تسلیم کا ایک یہ بھی عذر بیان کرتے ہیں کہ وے محرف اور جعلی ہیں، خصوصاً مقابیین کی دوسری کتاب **انیسواں قول** آدم کلارک مفسر اپنی تفسیر کی دوسری جلد میں سموئیل کی دوسری کتاب کے ۲۴ باب کے ۹ ورس کی شرح میں لکھتا ہے، عہد عتیق کی تاریخ کی کتابونمیں ورجا کی نسبت بہت سی تحریفیں ہوئی ہیں، اور ان کی تطبیق میں محنت کرنی عبث ہے، بہتر یہ ہے، کہ ایک ہی دفعہ اس بات کو قبول کریں، جسکا انکار فتحیابی سے نہیں ہو سکتا، گو اصل عہد عتیق کے لکھنے

چودھواں قول پندرھواں قول سولھواں قول سترھواں قول اٹھارہواں قول انیسواں قول

والے الہامی تھے، لیکن نہیں کر سکتے، کہ وہ الہام نقل نویسوں کو بھی تھا، یہاں تک اس مفسر کا کلام تھا، دیکھو، سارے عہد عتیق کی کتابوں میں عموماً اور تاریخ کی کتابوں میں خصوصاً تحریف کا صاف صاف اقرار کرتا ہے، اور کہتا ہے، کہ بہتر یہی ہے، کہ اس بات کو قبول کریں، جسکا انکار نتیجابی سے نہیں ہو سکتا، پھر وہی مفسر اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۱۲ باب کی شرح میں لکھتا ہے، اور ان تاریخ کی کتابوں کے علاوہ میں ہم کو اکثر تحریف کے وقوع کی فریاد کا موقع ہوا ہے، یہاں تک اس مفسر کا کلام تھا، سو اسنے بھی صاف صاف اقرار کرتا ہے، **بیسواں قول** اکھارن جو ایک بڑا عالم عیسائی مذہب جرمن میں گذرا ہے اپنی کتاب میں لکھتا ہے، کہ کلیمنس دوسری صدی کے آخر میں ان آدمیوں کا ذکر کرتا ہے جو انجیلوں کو محرف کرتے تھے، سو اس کے موافق عیسائی مذہب کے علماء نے دوسری ہی صدی سے اس امر کی فریاد کی ہے، جیسے مخالفین بھی دوسری صدی سے اس امر کی فریاد کرتے ہیں، جیسا انشاء اللہ عنقریب دوسرے امر کے بیان میں تیسرے قول میں معلوم ہو جائیگا، اور اکھارن کی تمام عبارت کی نقل بارھویں ہدایت میں آتی ہے، **اکیسواں قول** بادشاہ جیمس اول کے عہد میں پروٹسٹنٹوں نے بادشاہ کو عرضی اس مضمون کی دی تھی، کہ ہماری نماز کی کتاب میں جو زبور داخل ہیں، ان میں عبری کے مخالف دو سو جگہ کے قریب زیادتی اور کمی اور تبدیلی پائی جاتی ہے **بائیسواں قول** مسٹر کارلائل کہتا ہے، کہ انگریزی مترجموں نے مطلب کو فاسد کیا، سچ کو چھپا دیا، اور جاہلوں کو فریب دیا، اور انجیل کے سیدھے مطلب کو ٹیڑھا کیا، اور ان لوگوں کو نور سے ظلمت اور سچ سے جھوٹ زیادہ پسند ہے، **تیئیسواں قول** مسٹر بروٹن نے کونسل کے لارڈ لوگوں سے درخواست کی تھی، کہ ایک نیا ترجمہ انگریزی طیار ہو، کیونکہ جو ترجمہ کہ اب انگلستان میں مروج ہے وہ غلطیوں سے پر ہے، اور بشپ لوگوں سے کہا تھا، کہ تمہارا انگریزی ترجمہ مشہور ایسا ہے، کہ عہد عتیق کی کتابوں کی عبارت کو ۸۴۸ جگہ الٹتا ہے، اور کروڑہا آدمیوں کو عہد جدید کے کتابوں کے رد کرنے اور دوزخ میں پڑنے کا سبب ہوا ہے، اور ترجموں کی بابت اور بھی ایسے قول ہیں، جنکا بیان بارھویں ہدایت کے پہلی قسم میں شروع ہوتا ہے **چوبیسواں قول** اکبر آباد کے مباحثہ میں علی رؤس الاشہاد پادری فرنچ صاحب نے کہا تھا، کہ صاحب (یعنی پادری فنڈر صاحب) بھی اس بات کو مانتے ہیں، کہ سات آٹھ جگہ

بیسواں قول ۔ اکیسواں قول ۔ بائیسواں قول ۔ تیئیسواں قول ۔ چوبیسواں قول

تبدیل وتحریف ہوئی ہے، اور میں نے ۲۳ ذی حجہ ۱۲۷۰ھ میں ایک خط فرنچ صاحب کو لکھا تھا، انھوں نے اس کے جواب میں صاف اقرار کیا تھا، کہ چار پانچ آیتوں کے حق میں قریب یقین ہوا، کہ یا سہواً یا عمداً براہ تحریف متن کے (یعنی انجیل کے متن کے) درمیان آئیں اور اس کی نقل پہلی جلد کے اندر مقدمہ میں بھی گذری ہے، اور اسی طرح اور قول[1] ہیں، کہاں تک لکھیں، انہیں تو بونسے یہ بات معلوم ہوگئی، کہ موافق والے بھی سلفاً خلفاً کی تحریف کا اقرار کرتے چلے آتے ہیں، اور اسقدر اقرار مسلمانوں کے دعوے کے واسطے شافی وکافی ہے، کیونکہ اہل اسلام کا بھی تنہا دعوے ہے، کہ یہ بیبل کا مجموعہ موجودہ سب کا سب جزماً خدا کا کلام نہیں ہے، اور سند کے نہ ہونے اور بعض مواضع میں تحریف کے وقوع سے مشکوک ہوگیا ہے، سو یہ دعوے بفضل اللہ بخوبی ثابت ہے، **دوسرا امر** الارڈ اپنی کتاب الاسناد کی تیسری جلد میں فرقہ مانی کینر کے حال میں لکھتا ہے، کہ یہ فرقہ عہد جدید کی مقدس کتابوں کو تو مانتا ہے، لیکن الحاق کا ان میں قائل ہے ۲ پھر فاسٹس کا قول جو اس فرقہ کا ایک عالم مشہور چوتھی صدی میں گزرا ہے، اور اگسٹائن کے مقابل تھا یوں لکھتا ہے، کہ ان چیزوں سے انکار کروں جنکو فریب سے تمہارے باپ دادوں نے اس میں الحاق کردیں ہیں، اور اس کی خوبصورتی اور بہتری کو بدشکل اور خراب کردیا ہے، کیونکہ یہ تحقیق ہے، کہ اس عہد جدید کو نہ حضرت عیسٰی نے لکھا ہے، نہ اُنکے حواریوں نے، بلکہ ایک مدت کے بعد کسی گمنام شخص نے لکھا ہے، اور اس نے اس لحاظ سے کہ مبادا اس کو ان حالات سے جو لکھتا ہے بغیر واقف سمجھکر اعتبار نہ کریں، حواریوں اور

---

[1] مرات الصدق میں جس کا مصنف پادری طامس انگلش کا متعلق مذہب ہے، یوں ہے نسخہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۴۷ و ۴۸، فقط چودھویں مزمور کو جو کتاب عام نماز میں موجود ہے، اور جسپر پروٹسٹنٹ پادری بحلف اپنی پزیرائی اور رضامندی اقرار کرتے ہیں، دیکھو، اور پھر اس مزمور کو پروٹسٹنٹوں کی کتاب مقدس میں مطالعہ کرو، تو دیکھوگے، کہ چار آیتیں نماز کی کتاب میں بہ نسبت کتاب مقدس کے کم ہیں، اگر چہ یہ چاروں آیتیں کلام الٰہی سے ہیں، تو کتاب مقدس سے کیوں چھوڑدی ہیں، اور جو کلام الٰہی سے نہیں ہیں، تو پروٹسٹنٹ عام نماز کی کتاب میں ان آیتوں کی عدم صداقت کیوں نہیں ظاہر کرتے، حقیقت صریح یہ ہے، کہ پروٹسٹنٹوں نے یا کچھ بڑھانے سے یا گھٹانے اس پیشینگوئی کے لفظوں کو اور خدا کے کلام کو بگاڑا ہے، یہاں تک مرات الصدق والے کا کلام تھا، جو اسی کے الفاظ سے منقول ہوا، ۱۲ منہ رح

حواریوں کے رفیقوں کے نام لگا دیتے ہیں۔ اور اس نے عیسیٰؑ کے مریدوں کو بڑی تکلیف دی ہے، کہ ان کے نام سے ان کتابوں کو جنمیں بہت سی غلطیاں اور تضاد ہے بنایا، کیا یہ حضرت عیسیٰ کے مریدوں کے ساتھ جو باہم متفق اور یکدل تھے، برائی کرنی نہیں، یہاں تک لارڈنر کے کلام کا ٹکڑا تھا، پھر اسی کے قول میں نقل کرتا ہے، اس میں کیا قباحت ہے، کہ ہم بھی عہد جدید سے صرف وہی چیزیں مانیں، جو ان کی عزت کے قابل ہیں، اور ان کو اس نے یا اُس کے حواریوں نے کہا ہے، اور خارج کریں اُنکو، جو حواریوں نے جہالت سے کہیں، یا جھوٹ اور بے حیائی سے انکی طرف منسوب ہوئیں، یہاں تک لارڈنر کا کلام تھا، اور مانی کیز کے فرقے کیطرح اور فرقوں کا یہی حال تھا، ۲۴ اکھارن سلسوس کے قول کو جو ایک فاضل بت پرست دوسری صدی میں گزرا ہے، اور اس نے ایک کتاب مسیحی دین کے ابطال میں بھی لکھی ہے، اپنی کتاب میں یوں نقل کرتا ہے، کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلوں کو تین بار چار بار بلکہ اس سے بھی زائد ایسا بدلا ہے، کہ گویا انکا مضمون بھی بدل گیا یہاں تک اس فاضل بت پرست کا کلام تھا، اور اب جو ملحد لوگ بکتے ہیں، اور ان کی صدہا کتابیں چھپ کر شائع ہو گئیں ہیں، ان کی مزخرفات کے نقل کرنے کو دل نہیں چاہتا، جس کا جی چاہے، ان کی کتابوں میں دیکھ لے، اور یہ کلام تو تحریف لفظی میں تھا

اثبات تحریف معنوی

اور تحریف معنوی میں تو کچھ کلام ہی نہیں، سب عیسائی بالاتفاق مانتے ہیں، کہ یہودیوں نے تحریف معنوی کی ہے، اور کرتے ہیں، خصوصاً بشارات مسیحی میں، اور جو یہ بات مسلمات سے ہے، اس کے بہت شواہد لانے کی حاجت نہیں، اس لئے میزان الحق سے فقط دو قولوں کو نقل کر دیتا ہوں، پہلے باب کے تیسرے فصل میں ہے، نسخہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۲۹ مسیحی دین کے پہلے معلم فقط یہی بیجا دعوے کرتے ہیں، کہ یہودیوں نے اُن آیات کو کہ جن میں یسوع مسیح کا اشارہ ہے، نالایق اور نامناسب طور پر تفسیر اور خلاف بیان کیا ہے، پھر دوسرے باب کے مقدمہ میں ہے، نسخہ ۱۸۴۹ء صفحہ اور پیشین گوئیوں یعنی اخبارات قبل از وقوع کو جو پرانے عہد کی کتابوں میں مسیح کیطرف اشارہ ہیں، برخلاف بیان اور تفسیر کر کے کہتے ہیں، کہ مسیح جسکا وعدہ ہوا، اب تک نہیں آیا، بلکہ آوے گا، یہاں تک میزان الحق کی عبارت تھی، اور اس قول سے فقط یہی بیجا دعوے الخ جو یہ بات سمجھی جاتی ہے، کہ پہلے معلم تحریف لفظی کا دعوے نہیں کرتے تھے، سو یہ بالکل غلط ہے، جیسا عنقریب

...... اسی ہدایت میں تیسرے[۳] اور چوتھے[۴] اور پانچویں[۵] قول کے بیان میں گذرا آٹھویں ہدایت اس بات کے بیان میں کہ ان کی مقدس کتابوں میں ایسے اختلاف اور غلطیاں ہیں کہ اگر اور سب امور سے قطع نظر کریں، تو وے بھی ابطال کی مقتضی ہیں، کہ یا تو ان میں تحریف ہوئی یا ان کے لکھنے والے الہامی شخص نہ تھے، اور جو پہلی جلد کے اندر دوسرے[۲] سوال کے جواب میں پادریوں کے تیسرے شبہ کے جواب کے اندر عہد جدید کے ساٹھ اختلافوں کو اور پادریوں کے چوتھے[۴] شبہ کے جواب کے اندر عہد عتیق اور جدید کی تراسی[۸۳] غلطیوں کو لکھ آیا ہوں، تو اس سبب سے اس جا بہت نہ لکھونگا، بلکہ عہد جدید سے تو فقط اور چھ[۶] اختلافوں کو لکھونگا، کہ پہلے ساٹھ[۶۰] اختلافوں کے ساتھ ملکر چھیاسٹھ[۶۶] ہو جائیں گے، اور عہد عتیق کے تیس[۳۰] اختلافوں کو لکھوں گا، اور بعضے ان سے جو ایسے ہیں جنکا ذکر پہلی ہدایتوں میں یا پہلی جلد کے اندر گذر گیا ہے، اجمالاً لکھونگا، اور ان کو گو ناظر تفحص کر کے معلوم کر سکتا تھا، لیکن اس واسطے لکھا گیا

پہلا اختلاف

کہ اس کو حاجت کیوقت تلاش کی حاجت نہ ہو، **پہلا اختلاف** متی کی انجیل کے دسویں باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۰ء و ۱۸۴۴ء و ۱۸۴۶ء، **۱۹** لیکن جب وے تمہیں پکڑوائیں، فکر نہ کرنا، کہ ہم کیونکر کہیں، یا کیا کہیں، کہ اسی گھڑی وہ بات جو تم کہو گے تمہیں دی جائیگی، **۲۰** کہ تم نہیں کہو گے، بلکہ تمہارے باپ کی روح تم میں کہیگی، اور اسی طرح مرقس کی انجیل کے ۱۳ باب کے ۱۱ درس اور لوقا کی انجیل کے ۱۲ باب کے ۱۱ و ۱۲ درس میں ہے، اور ان تینوں انجیلوں کے موافق معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت عیسٰی کا اپنے مریدوں کو وعدہ تھا، گرفتاری کے بعد حاکموں کے سامنے جو تم کہو گے، وہ الہامی اور روح القدس کا قول ہوگا، حالانکہ یہ غلط ہے اور کتاب اعمال کے تئیسویں باب کے مخالف ہے، نسخہ ہائے مسطورہ **۱** تب پاول نے مجلس کو غور سے دیکھ کے کہا، اے بھائیو، میں نے سب کی طرح کی صاف دلی سے آجکے دن تک خدا کے آگے عمر بسر کی ہے، **۲** اسوقت حننیاہ سردار امام نے ان کو جو اس پاس حاضر تھے، حکم کیا، کہ اس کے منہ پر طمانچہ ماریں **۳** پاول نے اس سے کہا، اے رنگین دیوار خدا تجھکو طمانچہ مار یگا، تو شرع کے موافق مجھ پر فتوی دینے بیٹھا ہے، اور شرع کے برخلاف حکم دیتا ہے، کہ مجھے طمانچہ ماریں، **۴** وے جو نزدیک کھڑے تھے، کہنے لگے، کیا تو خدا کے سردار امام کو ملامت کرتا ہے، **۵** تب پاول نے کہا، بھائیو خیال نہ تھا، کہ یہ سردار امام ہے، کہ لکھا ہے، کہ تو اپنے لوگوں کے حاکم کو بری بات مت کہہ، دیکھو، اگر وہ قول صادق

ہوتا، تو جناب پولوس کیوں غلطی کرتے، کیا عیاذاً باللہ روح القدس سے بھی غلطی ہوا کرتی ہے
اور ان کے علماء بھی ایسا اختلاف اور غلطی کے قائل ہیں، جیسا دسویں ہدایت کے اندر گیارہویں
سند کے بیان میں آتا ہے، **دوسرا اختلاف** کتاب اشعیا کے چالیسویں باب کا پانچواں
ورس لوقا کے تیسرے باب کے چھٹے ورس سے مخالف ہے، اور ان کے مفسرین کے اقرار
کے موافق اول محرف ہے، اور بیان اس کا ۳ ہدایت کے اندر ۴۵ اختلاف میں گذرا ۵
تیسرا اختلاف میکا کی کتاب کے پانچویں باب کا دوسرا ورس متی کی انجیل کے ۲
باب کے ۶ ورس سے مخالف ہے **چوتھا اختلاف** ۱۶ زبور کا ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ورس
کتاب اعمال کے ۲ باب کے ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ ورس سے مخالف ہے، **پانچواں**
اختلاف زبور چالیسویں کا ۶ و ۷ و ۸ ورس نامہ عبرانیہ کے ۱۰ باب کے ۵ و ۶ و ۷
ورس سے مخالف ہے، **چھٹا اختلاف** کتاب عاموس کے ۹ باب کا ۱۱ و ۱۲ ورس
کتاب اعمال کے ۱۵ باب کے ۱۶ و ۱۷ ورس سے مخالف ہے، اور ان چاروں کا بیان پانچویں
ہدایت کی پہلی قسم کے شواہد میں ۴۸ شاہد سے ۵۱ شاہد تک گذرا، اور وہاں یہ بھی معلوم ہو
گیا، کہ ان کے مفسروں کے اقرار کے موافق عہد عتیق کی عبارت ان سب جگہوں میں محرف
ہے، **ساتواں اختلاف** سموئیل کی ۲ کتاب کے ۲۴ باب کے ۹ ورس میں بنی اسرائیل
آٹھ لاکھ اور بنی یہودا پانچ لاکھ اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۲۱ باب کے ۵ ورس
میں بنی اسرائیل گیارہ لاکھ اور بنی یہوداہ چار لاکھ ستر ہزار ہیں اور دونوں میں اختلاف ہے
اور ایک یقیناً غلط ہے، **۸ اختلاف** سموئیل کی ۲ کتاب کے ۲۴ باب کے ۱۳
ورس میں سات برس اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۲۱ باب کے ۱۲ ورس میں تین برس
ہیں، اور ایک یقیناً غلط ہے **۹ اختلاف** اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۲۲ باب کے
۲ ورس میں اخزیاہ کی عمر تخت نشین ہونے کے وقت بیالیس ۴۲ برس کی اور سلاطین
کی ۲ کتاب کے ۸ باب کے ۲۶ ورس میں بائیس ۲۲ برس کی لکھی ہے، اور دونوں میں اختلاف
ہے، اور اول یقیناً غلط ہے، **۱۰ اختلاف** اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۳۶
باب کے ۹ ورس میں یہویکین کی عمر تخت نشین ہونے کے وقت آٹھ برس کی اور
سلاطین دو کتاب کے ۲۴ باب کے ۸ ورس میں اٹھارہ برس کی لکھی ہے، اور دونوں
میں اختلاف ہے، اور اول غلط ہے، **۱۱ اختلاف** یوشع کی کتاب کے ۱۳

دوسرا اختلاف

تیسرا اختلاف چوتھا اختلاف پانچواں اختلاف چھٹا اختلاف ساتواں اختلاف ۸ اختلاف ۹ اختلاف ۱۰ اختلاف ۱۱ اختلاف

باب کے ۲۵ درس سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت موسیٰ نے بنی عمون کی آدھی سرزمین بنی جادؔ کے حصے میں دی تھی، اور کتاب استثناء کے ۲ باب کے ۹ اور ۱۹ درس سے اس بات کی غلطی معلوم ہوتی ہے، ۱۲- **اختلاف** اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۷ باب کے ۶ درس اور اسی کتاب کے ۸ باب کے ۱ و ۲ درس اور کتاب پیدائش کے ۴۶ باب ۲۱ درس میں دو طرح کا خلاف ہے، اوّل ناموں میں دوم عدد میں اور ان کے مفسرین کے اقرار کے موافق اخبار الایام میں غلطی ہے، ۱۳- **اختلاف** اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۸ باب اور ۹ باب میں باہم ناموں کے اندر کا اختلاف ہے، اور ایک جگہ غلطی ہے، ۱۴- **اختلاف** سموئیل کی ۲ کتاب کے ۲۳ باب کے ۸ درس اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۱۱ باب کے ۱۱ درس میں اختلاف ہے، اور ڈاکٹر کنی کاٹ نے سموئیل کی عبارت میں غلطی اور بڑی تین تحریفیں مانی ہیں ۱۵- **اختلاف** اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۳۶ باب کے ۱۰ درس میں صدقیاہ کو یہویکین کا بھائی لکھا ہے، اور سلاطین کی ۲ کتاب کے ۲۴ باب کے ۱۷ درس میں چچا اور دونوں میں مخالفت ہے، اور اوّل غلط ہے، ۱۶- **اختلاف** سموئیل کی ۲ کتاب کے ۱۰ باب میں تین جگہ اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۱۸ باب میں سات جگہ ہدرعزر ہے، اور سموئیل کی اسی کتاب کے ۸ باب میں ہددعزر ہے، اور یہی صحیح ہے، اور اوّل غلط ہے، ۱۷- **اختلاف** یوشع کی کتاب کے ۷ باب کے ۸ درس میں عکن اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۲ باب کے ۷ درس میں عکر ہے، اور اوّل غلط ہے، ۱۸- **اختلاف** اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۳ باب کے ۵ درس میں عمی ایل کی بیٹی بت سوع اور سموئیل کی ۲ کتاب کے ۱۱ باب کے ۳ درس میں الیعام کی بیٹی بت سبع ہے، اور اوّل غلط ہے، ۱۹- **اختلاف** سلاطین کی ۲ کتاب کے ۱۴ باب کے ۲۱ درس میں عزریاہ اور اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۲۶ باب کے ۱ درس میں عزیاہ ہے، اور اوّل غلط ہے ۲۰- **اختلاف** اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۲۱ باب کے ۱۷ درس میں یہواخز اور سلاطین کی ۲ کتاب کے ۸ باب کے ۲۴ درس میں اخزیاہ ہے، اور اوّل غلط ہے، ۲۱- **اختلاف** سموئیل کی ۲ کتاب کے ۵ و ۶ باب سے معلوم ہوتا ہے، کہ داؤد علیہ السلام خدا کے صندوق کو فلسطیوں کی لڑائی کے بعد لائے، اور

اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۱۳ و ۱۴ باب سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس لڑائی سے پہلے لائے، اور ان دونوں میں اختلاف ہے، اور ایک غلط ہے، **۲۲- اختلاف** کتاب شمار کے ۳۱ باب سے معلوم ہوتا ہے، کہ موسیٰ ع کے عہد میں سب مدیانی نیست و نابود ہو چکے تھے، اور کتاب القضات کے ۶ باب سے اسکا خلاف معلوم ہوتا ہے، **۲۳- اختلاف** کتاب پیدائش کے ۶ باب میں ساتویں باب کے ۲ و ۳ درس سے حکم مخالف ہے، اور ان ستر۱ اختلافوں کا بیان یعنی ۱ سے ۲۳ تک پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب میں پادریوں کے چوتھے شبہ کے اندر پہلی قسم کی مثالوں سے ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۳۱ و ۳۴ و ۳۵ مثالوں میں گذرا **۲۴- اختلاف** سموئیل کی ۲ کتاب کے ۸ باب کے ۴ درس میں ایک ہزار سات سو[له] اور ۱۰ باب کے ۱۸ درس میں سات سو اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۱۸ باب کے ۴ درس اور ۱۹ باب کے ۱۸ درس میں سات ہزار[ته] ہیں، اور اول غلط ہے اور آدم کلارک مفسر نے اپنی تفسیر کی ۲ جلد میں سموئیل کی ۲ کتاب کے ۸ باب کی شرح میں اس بات کی مخالفت کے مواضع کو جو اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۱۸ باب سے ہے ضبط کیا ہے، اگرچہ بعضے ان مواضع کا ذکر گذر بھی چکا ہے، مگر ناظر کے فائدے کیواسطے ترجمہ اردو ۱۸۴۲ء کے موافق سب کو ذکر کر دیتا ہوں،

۸ باب کا درس	۱۸ باب کا درس	سموئیل کے لفظ	اخبار الایام کے لفظ
۱	۱	دار السلطنت کے لگام کو انکے اختیار سے نکال لیا	جت اور اسکا دیہات فلستیوں کے ہاتھ سے لے لیا
۳	۳	ہددعزر	ہددعزر سے
۴	۴	ایک ہزار سات سو سوار	ایک ہزار رتھ اور سات ہزار سوار تھی
۸	۸	اور بطح اور بیروتی سے جو ہددعزر کے شہر میں تھے بہت سا تانبا لے آیا	اور داؤد ہددعزر کے شہروں طبحت اور کون سے بہت پیتل لایا الخ

له اکثر ترجمے مختلف ہیں، ہر مترجم جدا طرز پر گیا ہے ۱۲ ته اکثر مترجم نے صحیح لکھا تھا مگر تفسیر کے موافق نقل ہوا ۱۲

۸ باب کا ورس	۱۸ باب کا ورس	سموئیل کے لفظ	اخبار الایام کے لفظ
۹	۹	بادشاہ تعی[۱] ہددعزر[۲]	بادشاہ تعو[۱] ہدرعزر[۲]
۱۰	۱۰	یورام	ہدورام
۱۲	۱۲	ارامیوں کو	ادومیوں کو
۱۳	۱۳	ارامی	ادومی
۱۷	۱۷	اخی ملک[۱] سرایاہ[۲]	ملک[۱] شوشا[۲]

پھر سموئیل دسویں باب اور اخبار الایام کے ۱۹ باب کی مخالفت کو یوں ضبط کرتا ہے،

۱۰ باب کا ورس	۱۹ باب کا ورس	سموئیل کے لفظ	اخبار الایام کے لفظ
۱۶	۱۶	سوبک جو ہددعزر کی فوج کا سردار تھا الخ	ہدرعزر کا سپہ سالار سافک الخ
۱۷	۱۷	اور حیلام تک آیا	اور ان پر چڑھ آیا
۱۸	۱۸	سات سو گاڑیاں اور چالیس ہزار سوار کتا کئے اور ان کی فوج کے سردار سوبک کو مار لیا	سات ہزار سارتھیوں کو اور چالیس ہزار پیادوں کو مار ڈالا، اور لشکر کے سردار سافک کو قتل کیا

سو دیکھو، اس ایک اختلاف میں اور کئی اختلاف نکل پڑے، **۲۵- اختلاف** سلاطین کی پہلی کتاب کے ۴ باب کے ۲۶ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۴۲ء اور سلیمان کے چالیس ہزار اصطبل تھے، جہاں اس کی گاڑیوں کے گھوڑے بندھے تھے الخ اور اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۹ باب کے ۲۵ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۴۲ء اور سلیمان کے چار ہزار تھان گھوڑوں اور رتھوں کے تھے، الخ دیکھو کہاں چالیس ہزار اور کہاں چار ہزار اور آدم کلارک اول کو غلط کہتا ہے، **۲۶- اختلاف** سلاطین کی پہلی کتاب کے ۷ باب کے ۲۴ ورس میں دوجا گانٹھوں کا لفظ اور اس باب کے ۲۵ ورس میں اور اسی طرح اخبار الایام کے ۲ کتاب کے ۴ باب کے ۳ و ۴ ورس میں بیلوں کا لفظ واقع ہے، اور اول صحیح اور دوسرا غلط ہے **۲۷- اختلاف** سلاطین کی ۲ کتاب کے ۱۶ باب کا ۲ ورس اسی کتاب کے ۱۸ باب کے ۲ ورس سے

مخالف ہے، اور اول غلط ہے **۲۸-اختلاف** اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۲ باب کا ۳ ورس سموئیل کی ۲ کتاب کے ۲ اباب کے ۱۳ ورس سے مخالف ہے، اور اول غلط ہے، **۲۹-اختلاف** اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۱۶ باب کا پہلا ورس سلاطین کی پہلی کتاب کے ۱۵ باب کے ۳۳ ورس سے مخالف ہے اور اول غلط ہے، اور بیان ان چھ کا یعنی ۲۴ سے ۲۹ تک پانچویں ہدایت کے اندر پہلی قسم کے شواہد میں ۲۳ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۸ و ۴۱ شاہد کے اندر گزرا **۳۰-اختلاف** سلاطین کی پہلی کتاب کے ۷ باب کے ۲۶ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۳۲ء اور بحر میں دو ہزار بت کی گنجائش تھی، اور اخبار الایام ۲ کتاب کے ۴ باب کے ۵ ورس میں ہے نسخہ ۱۸۳۲ء اور بحر میں تین ہزار بت کی گنجائش تھی، دیکھو دونوں میں ایک ہزار کا اختلاف ہے، **۳۱-اختلاف** عزرا کی کتاب کے ۲ باب اور نحمیا کی کتاب کے ۷ باب میں بڑا اختلاف ہے، اور اختلاف کے سوا یہ بات ہے، کہ دونوں جمع ۴۲۳۶۰ لکھتے ہیں، اور جمع کرنے سے ایک جگہ بھی اتنے نہیں آتے، بلکہ عزرا میں ۲۹۸۱۸ ہوتے ہیں، اور نحمیا میں ۳۱۰۸۹ آتے ہیں، اور یوسیفس مورخ اپنی تاریخ کی ۱۱ کتاب کے پہلے باب میں یوں لکھتا ہے جو بابل کی قید سے چھوٹ کے یروشالم کو آئے، بیالیس ہزار چار سو باسٹھ تھے، یہاں تک یوسیفس کا کلام تھا، اور اس کی تحریر سے وہ جمع اتفاقی بھی غلط معلوم ہوتی ہے، اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ میں عزرا کے باب کی شرح میں یوں ہے، بہت سے فرق اس باب میں، اور کتاب نحمیا کے ساتویں باب میں کاتبوں کی غلطی سے واقع ہوئے ہیں، اور ترجمہ انگریزی کے تیار کرنے کے وقت نسخوں کا مقابلہ کرکے بہت سے فرق نکالے گئے ہیں اور اور جا میں یونانی ترجمہ عبری کی شرح میں مدد کرتا ہے، یہاں تک کلام ان مفسروں کا تھا، دیکھو ان مفسروں نے ایسی غلطی تو مانیں، کہ اصلاح کے بعد بھی عبری اور انگریزی اور اردو اور عربی ترجموں میں اب تک اس میں سے باقی ہے، مگر کاتب کے سر لگائی **۳۲-اختلاف** اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۲ باب کے ۲ ورس میں یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۴ء تین ہزار چھ سو سردار ونکو ان پر مقرر کیا، اور سلاطین کی پہلی کتاب کے ۵ باب کے ۱۶ ورس میں تین ہزار تین سو میں، سو دونوں میں تین سو کا اختلاف ہے شاید سلاطین والی عبارت غلط ہو، کیونکہ ترجمہ یونانی میں اس جا بھی تین ہزار چھ سو تھا

دیئے ہیں، جیسا تیسری ہدایت کے اندر ۲۴ - اختلاف کے بیان میں گذرا، ۳۳۔ **اختلاف** اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۱۳ باب کے ۲ ورس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابیا کی ماں کا نام میکایاہ تھا، جو اوریل جبعانی کی بیٹی تھی، اور اسی کتاب کے ۱۱ باب کے ۲۰ ورس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اسکی ماں کا نام معکہ تھا، جو ابی سلوم کی بیٹی تھی، اور سموئیل کی ۲ کتاب کے ۱۴ باب کے ۲۷ ورس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ابی سلوم کی ایک ہی بیٹی تھی، جسکا نام تمر تھا، سو اب تینوں میں اختلاف ہے ۳۴ **اختلاف** یوشع کی کتاب کے ۱۰ باب سے معلوم ہوتا ہے، کہ بنی اسرائیل یروشالم کے بادشاہ پر فتح پاکر اس کی سرزمین پر غلبہ پا گئے تھے، اور اسی کتاب کے ۱۵ باب کے ۶۳ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۴۲ء لیکن یبوسی جو تھے، یروشالم میں رہتے تھے، سو انکو بنی یہودا خارج نہ کرسکے، چنانچہ یبوسی آج کے دن تک یروشلم میں بستے ہیں، اور اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان پر غلبہ نہ پایا تھا، ۳۵- **اختلاف** سلاطین کی پہلی کتاب کے سترہویں باب میں ایلیا پیغمبر کے حال میں یوں مرقوم ہے، نسخہ ۱۸۲۹ء ۲ اور یہواہ کا کلام اسپر نازل ہوا، ۳ کہ یہاں سے چل دے، اور مشرق کی راہ لے، اور وادی کریث میں جو اردن کے سامنے ہے، جا چھپ ۴ اور ایسا ہوگا، کہ تو اس نالے سے پیویگا، اور میں نے کوؤں کو حکم کیا ہے، کہ وے تیری پرورش کریں ۵ سو وہ روانہ ہوا، اور یہواہ کے کہے پر عمل کیا الخ ۶ اور ہر صبح اور شام کوّے اس کے لئے روٹی اور گوشت لایا کرتے تھے، اور وہ اس نالے کا پانی پیتا تھا، اور کتاب قوانین کے ۱۱ باب اور کتاب استثنا کے ۱۴ باب میں ہر قسم کا کوا حرام اور نجس لکھا ہے، تو اب کس طرح ہو، کہ ایسے پاک پیغمبر کو ناپاک جانوروں سے گوشت اور روٹی پہنچتا ہو، اور کس طرح سے معلوم ہو سکے، کہ وے کوّے گوشت لاتے تھے، پہلے مردار لاشوں پر نہ ٹھیرے ہوں گے، علاوہ اس کے برس دن تک ایلیا پیغمبر کو گوشت روٹی پہنچتا تھا، تو کسطرح ہو، کہ صبح شام کوّے بلا ناغہ اسی مدت تک ایسی خدمت بجا لاویں، بہر حال یہ غلط ہے، اور کتاب قوانین اور استثنا کے مخالف، اور جب عیسوی دین کے منکروں نے اس پر طعن کیا، تو ان سے اس کے سوا کچھ نہیں بن پڑا، کہ مترجمین اور شارحین نے ترجمہ غلط کیا ہے، اور کوؤں کی جگہ عرب کے لوگ بھلے چاہئیں، جیسا بارہویں ہدا-

یوں آتا ہے، ۲۶ - **اختلاف** کتاب دوم سموئیل کے ۲۴ باب کے پہلے درس میں ہے۔ نسخہ ۱۸۴۲ء بعد اس کے خداوند کا غصہ بنی اسرائیل پر بھڑکا، کہ اس نے داؤد کے دل میں ڈالا، جو بنی اسرائیل اور بنی یہوداہ کو گنے، ترجمہ فارسیہ ۱۸۴۵ء، وخداوند بار دیگر بر اسرائیلیاں غضب ناک شدہ داؤد را برایشاں برانگیزانید الخ عربیہ ۱۸۳۱ء ثم ان اشتد غضب الرب علی اسرائیل والقی فی قلب داؤد الخ اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے ۲۱ باب اور درس میں یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۲ء اور شیطان اسرائیل کے مقابلے میں اٹھا، اور داؤد کے دل میں ڈالا، کہ اسرائیل کی اسم نویسی کرے، فارسیہ ۱۸۴۵ء، وشیطان بخلاف اسرائیل ایستاد وداؤد را وسوسہ نمود الخ دیکھو اول کے موافق خدا نے دل میں ڈالا، اور دوسرے کے موافق شیطان نے، مگر یوں کہو، کہ خداوند اور رب سے عیاذاً باللہ شیطان ہی مراد ہے، جیسا پروٹسٹنٹوں کے اعتقاد کے موافق اور جا میں ایسا اطلاق اسپر آیا ہے، اگر نتھونکے ۲ نامہ کے ۴ باب کے ۴ درس میں ہے، نسخہ ۱۸۴۲ء اس جہاں کے خدا نے ان کی عقلوں کو جو بے ایمان ہیں تاریک کردیا ہے فارسیہ ۱۸۱۶ء و ۱۸۲۸ء و ۱۸۴۱ء و ۱۸۴۲ء خدائے ایں جہاں فہم ہائے بے ایمان ایشاں را کور کردہ است، عربیہ ۱۶۷۱ء، و ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء الذین فیهم اله العالم هذا اعمی قلوب الکافرین عربیہ ۱۸۱۶ء وطمس اله العالم علی اذهانهم بعینه اور پروٹسٹنٹ اس لحاظ سے کہ اس میں نسبت شر کی ہے اس جہاں کے خدا یا خدائے ایں جہاں یا اله العالم سے شیطان مراد لیتے ہیں، لیکن اب مشکل یہ ہے، کہ اور جا کیا کہیں گے، مثلاً اشعیا کے ۴۵ باب کے ۷ درس میں جو یوں ہے فارسیہ ۱۸۳۸ء سازندہ نور و آفرینندہ تاریکی منم صلح دہندہ وظاہر کنندہ شر منکہ خداوندم ایں ہمہ اشیاء را بوجود مے آرم عربیہ ۱۸۳۱ء المصور النور والخالق الظلمة الصانع السلام والخالق الشر انا الرب الصانع هذه جمیعها نسخہ ۱۸۲۵ء میں یہوواہ ہوں، میرے سوا کوئی نہیں میں روشنی بناتا ہوں، اور تاریکی پیدا کرتا ہوں، اور سلامتی بناتا ہوں، اور شر پیدا کرتا ہوں، اور جس کو اختلاف زائد منظور ہوں، وہ اعجاز عیسوی میں دیکھے، کہ وہاں اور بھی ملیں گے، اور یہاں اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں **نویں ہدایت** اس بات کے بیان میں کہ جو لوگ

اب تک ان کتابوں کو الہامی کہتے ہیں، انکو بعضے مواضع میں تحریف کے تسلیم کے سوا چارہ نہیں، اور مدت دراز کے بعد بعضے مواضع میں تحریف ایسی چل گئی کہ سب نسخوں میں برابر پھیل پڑی، تحریف بالتبدیل میں پانچویں ہدایت کے اندر پہلی قسم کے شواہد میں، چوتھے شاہد کو دیکھو کہ گلے کا لفظ تحریف سے گڈریہ کی جگہ لکھا گیا، اور پانچویں اور چھٹے شاہد کو دیکھو کہ کتاب شمار کے ۲۶ باب کا دسواں ورس اور کتاب استثناء کے ۳۲ باب کا ۵ ورس محرف ہوا، اور آٹھویں شاہد کو دیکھو، کہ تین برس کیجگہ ساٹھ برس کا لفظ لکھا گیا، اور نویں شاہد کو دیکھو، کہ جورو کے لفظ کی جگہ بہن کا لفظ تحریف سے لکھا گیا، اور اس جا پروٹسٹنٹ بھی عبری کو چھوڑ کر ترجمہ لاطینی اور یونانی کے موافق جورو ہی کا لفظ لکھتے ہیں، اور دسویں شاہد کو دیکھو کہ بیالیس ۴۲ کا لفظ بائیس ۲۲ کے جا تحریف سے لکھا گیا، اور سترہویں شاہد کو دیکھو، کہ اس جملہ کی جگہ کہ شریروں کی جانوں نے مجھے گھیرا، تحریف سے یہ جملہ شریروں کے گروہ نے مجھے چورا یا، لکھا گیا، اور اس جا بھی پروٹسٹنٹ عبری کو محرف سمجھکر چھوڑتے ہیں اور یونانی کے موافق اول کو لکھتے ہیں، اور چوبیسویں اور پچیسویں شاہد کو دیکھو کہ سموئیل کی کتاب کے ۱۵ باب میں ارامی کا لفظ ادوم کی جگہ اور چالیس کا لفظ چار کی جگہ لکھا گیا، اور ۲۶ شاہد کو دیکھو، کہ سموئیل کی دوسری کتاب کے ۲۳ باب کے آٹھویں ورس میں بڑی تین تحریفیں ہیں، اور ۲۷ سے ۳۱ شاہد تک دیکھو، کہ عکن کا لفظ عکر کی جگہ اور یہ لفظ عمی ایل کی بیٹی بت سوع اس لفظ کیجگہ الیعام کی بیٹی بت سبع اور عزریاہ کا لفظ عزیاہ کی جگہ اور یہوا حذ کا لفظ اخزیاہ کی جگہ تحریف سے واقع ہوا ہے، اور ۳۴ شاہد کو دیکھو، کہ گابھوں کے لفظ کی جگہ بیلوں کا لفظ واقع ہوا ہے، اور بیالیسویں شاہد کو دیکھو کہ اس جملہ کی جگہ انہوں نے میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدے یہ جملہ اور دونوں ہاتھ میرے شیر کی مانند ہیں، واقع ہوا...... اور اس جا بھی پروٹسٹنٹ عبری کو چھوڑ کر لاطینی کے موافق اول کو لکھتے ہیں، اور ۴۴ و ۴۵ شاہد کو دیکھو کہ اشعیا کی کتاب کے ۶۴ باب کا ۲ و ۴ ورس محرف ہوا، اور ۴۷ شاہد سے ۵۲ شاہد تک دیکھو، کہ ملاکیا کی کتاب کے تیسرے باب کا پہلا ورس اور میکا کی کتاب پانچویں باب کا دوسرا ورس اور زبور سولہویں کے ۸ ورس سے ۱۱ ورس تک اور کتاب

تحریف بالزیادت کی مثالیں

عاموص کے نویں باب کا ۱۱ و ۱۲ ورس اور زبور چالیسویں کے ۶ ورس سے ۸ ورس تک
اور زبور ایک سو دسویں کا چوتھا ورس عبری میں محرف ہوا، اور دیکھو یہ سب تحریفیں
ایسی چل گئیں، کہ عہد عتیق کی کتابوں کے سب نسخوں میں برابر پھیل پڑیں، اور اسی
طرح اور بہت مثالیں تحریف بالتبدیل کی ہیں، جو میں نے اختصار کا لحاظ کر کے نہیں
لکھیں، ناظر کو قسم اول کے شواہد کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہیں، اور تحریف بالزیادت
میں دوسری قسم کے شواہد کے اندر ۴۸ ہم شاہد کو دیکھو، کہ کتاب استثناء کے دسویں
باب میں چار ورس تحریف سے بڑھائے گئے ہیں، اور ۴۹ ہم شاہد کو دیکھو کہ یہ لفظ اور
اس کی دسویں پشت تک استثناء کے ۲۳ باب کے ۲ ورس میں بڑھایا گیا، اور ۵۴
شاہد کو دیکھو، کہ کتاب القضات کے پہلے باب میں چھ ورس بڑھائے گئے، اور ۵۵
شاہد کو دیکھو، کہ سموئیل کی پہلی کتاب کے ۶ باب کے ۱۹ ورس میں ضرور تحریف ہوئی
اور ۵۶ شاہد کو دیکھو، کہ سموئیل کی پہلی کتاب کے ۱۷ باب میں پچیس ورس بڑھائے
گئے، اور انکے مفسرین کے اقرار کے موافق کاتبوں کی بے پروائی سے حاشیہ سے متن
میں داخل ہو گئے، سو دیکھو کہ یہ الحاق عہد عتیق کی اس کتاب کے سب نسخوں میں
برابر پھیل پڑا اور ۵۷ شاہد میں دیکھو، کہ فیلپ کا لفظ ان کے مفسرین کے اقرار
کے موافق کاتب کی غفلت سے لوقا کی انجیل کے متن میں داخل ہوا، اور اب اس
انجیل کے سب نسخوں میں برابر پھیل پڑا اور ۶۰ شاہد کو دیکھو، کہ یہ جملہ خداوند نے
کہا، لوقا کی انجیل میں تحریف سے بڑھایا گیا، اور اب سب نسخوں میں برابر پھیل پڑا،
اور ۶۲ شاہد کو دیکھو، کہ اتنی عبارت اسی طرح پورا ہوا، جو نبی نے کہا تھا کہ انہوں نے میرے
کپڑے آپس میں بانٹے اور میرے کرتے کے لئے قرعہ ڈالا، متی کے انجیل کے ۲۷ باب
میں ملائی گئی، اور سب نسخوں میں اب برابر پھیل پڑی، اور ۶۳ شاہد کو دیکھو، کہ
نامہ اول یوحنا میں اتنی عبارت جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں، باپ اور کلام اور روح
قدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور تین ہیں، جو زمین پر تحریف سے بڑھائی گئی، اور اب
سب نسخوں میں برابر پھیل پڑی، اور ۶۴ شاہد کو دیکھو، کہ کتاب مشاہدات کے پہلے
باب کے ۱۱ ورس میں یہ الفاظ اول و آخر ہوں، تحریف سے بڑھائے گئے اور ۶۵
شاہد کو دیکھو، کہ کتاب اعمال کے ۸ باب کا سینتیسواں ورس تحریف سے بڑھایا گیا

تحریف بالنقصان کی مثالیں

اور ۱۲ ہوں شاہد کو دیکھو، کہ کتاب اعمال کے ۹ باب میں ایک بڑی عبارت بڑھائی گئی، اور ۱۳ ویں
شاہد کو دیکھو، کہ متی کی انجیل کے بارہویں باب میں دل کا لفظ بڑھایا گیا، اور اسی طرح اور
الحاقات ہیں، جو دوسرے قسم کے شواہد کے ناظر پر کھل جاتے ہیں، اور یہ سب الحاقات
اب انجیلوں کے نسخوں میں عموماً پھیل پڑے، اور تحریف بالنقصان میں تیسری قسم کے
شواہد کے اندر پہلے شاہد کو دیکھو، کہ ان کے مفسرین کے اقرار کے موافق کتاب خروج
کے ۱۲ باب کے چالیسویں ورس میں عبری نسخے سے یہ الفاظ آباو اجداد اور زمین کنعان
گر گئے ہیں، اور دوسرے شاہد کو دیکھو، کہ کتاب پیدائش کے ۴ باب کے ۸ ورس سے
یہ جملہ آؤ میدان کو چلیں، گر گیا ہے، اور گیارہویں شاہد کو دیکھو کہ عیسائی مذہب کے
مفسرین کے اقرار کے موافق یہ الفاظ نجات ہمارے خدا کی اشعیا کی کتاب کے چالیسویں
باب کے پانچویں ورس سے عبری نسخے کے اندر گر گئے ہیں، اور اسی طرح اور جا ہے، کہ اس
قسم کے ناظر پر مخفی نہیں، اور عبری میں یہ تحریف بالنقصان ایسی چل گئی، کہ سب نسخوں میں
برابر پھیل پڑی، اور بارہویں شاہد کو دیکھو، کہ لوقا کے ۲۱ باب میں ایک سارا ورس گر گیا
ہے، اور تیرہویں شاہد کو دیکھو، کہ کتاب اعمال کے ۱۶ باب کے ۷ ورس میں عیسیٰ کا لفظ گر
گیا ہے، اور عہد جدید میں یہ نقصان ایسے پھیل گئے، کہ اب کے سب یا اکثر نسخوں میں
برابر پائے جاتے ہیں، تو ان مواضع میں جنکا ذکر اس ہدایت میں گذرا، اور اسی طرح اور
بعضے مواضع میں جنکو ہم نے قصداً نہیں ذکر کیا، اور پانچویں ہدایت کے حوالے پر چھوڑا ہے
ان کے مفسر اور محقق تحریف کے قائل ہیں، گو سب جگہ تحریف کا زمانہ متعین نہ کر سکیں،
اور ظاہر تو یہ ہے، کہ ان نو مواضع میں جنکا ذکر پہلی قسم کے شواہد میں ۲۴ و ۴۴ شاہد کے
اندر اور اسی طرح چالیس پر ساٹھ ۴۴ شاہد سے پچاس ۵۲ پر دو شاہد تک اور تیسری قسم کے
شواہد میں گیارہ شاہد کے اندر گذرا ہے، جناب مسیح کے عروج کے بعد یہود نے شرارت
سے یہ تحریف قصداً اس لئے کی ہو کہ انجیل کی مخالفت ثابت کریں، جیسے اگسٹائن اور
اور قدماء مسیحیوں کے موافق یہودیوں نے قریب ۱۳۰ء کے تاریخوں کی تبدیل اور تحریف
توریت کے اندر یونانی ترجمہ کے غیر معتبر کرنیکو اور دین مسیحی کی دشمنی کے سبب سے کی ہے،
اور دافع البہتان والے کے اقرار کے موافق سامریوں نے پانسو برس زائد کے بعد وہ تحریف
مشہور یہودیوں کی مخالفت میں کی ہے، اور جسٹن شہید کے قول کے موافق جن کو اب

تک تمام کاتھلک اور بہت فاضل پروٹسٹنٹ مذہب کے بھی تصدیق کرتے ہیں یہودیوں نے ان پیشین گوئیوں میں جو مسیحؑ کے حق میں تھیں، تحریف کی ہے، سو جیسے یہ شرارتی تحریفیں چل گئیں، ایسا ہی یہ تحریفیں بھی صدہا سال کے بعد چل گئیں، اور سب نسخوں میں برابر پھیل پڑیں، اور عہد عتیق کے اور مواضع میں غالباً یوسیفس کے زمانہ میں ہوئی ہوں خواہ شرارت سے خواہ وہم اور جہالت سے جیسا آدم کلارک مفسر کی اس کلام سے جس کی نقل ساتویں ہدایت کے اندر دسویں قول میں گذری، معلوم ہوتا ہے، اور بعضے مواضع میں اور وقت میں، اور پہلی ہدایت کے اندر معلوم ہوگیا، کہ آدم کلارک کتاب پیدائش کے ۳۶ باب کے نو ورسوں کے الحاقی ہونے کا اقرار کرتا ہے، اور کہتا ہے غالب نہیں، کہ موسیٰ نے ان کو لکھا ہو، اور نہایت قریب القیاس ہے، کہ کسی اچھے نسخے کے حاشیہ میں مرقوم ہوں، اور نقل کرنے والے نے اس خیال سے کہ متن کی ترک ہے، متن میں داخل کر لئے ہوں، پھر آدم کلارک اس لفظ کی بابت خداوند کے جنگ نامے کہتا ہے، غالباً حاشیہ تھا، متن میں داخل ہوگیا، اور نارن اس جملہ کی بابت یہی نام آج تک ہے جو استثنا کی کتاب کے ۳ باب کے ۱۴ ورس میں ہے، کہتا ہے، کہ کئی صدی کے بعد یہ لفظ حاشیہ میں بڑھایا گیا، اور حاشیہ کی عبارت پچھلے نسخوں کے متن میں داخل ہوگئی، پھر یہی نارن لفظ دان اور جبرون کی بابت کہتا ہے، کہ ممکن ہے، کہ موسیٰ نے لیش اور قریہ اربع لکھا ہوگا، مگر کسی نقل نویس نے توضیح کیلئے ان لفظوں کو دان اور جبرون کے ساتھ بدل ڈالا، سو دیکھو ان سب مواضع میں کاتب کا یہ الحاق اور تبدیل ایسی چل گئی، کہ سب نسخوں میں برابر پھیل پڑی، گو زمانہ اس کا ہم کو معلوم نہ ہو اور عبری کے نسخوں میں پھیل جانا کیا بعید تھا، دیکھو ترجمہ یونانی میں جو حواریوں کے وقت سے پندرہویں صدی تک عیسائیوں میں بڑا ہی معتبر اور مستعمل تھا، اور انکے سب کلیسوں میں پڑھا جاتا تھا، مشرق کے ملحدوں کی تحریف ایسی چل گئی، کہ سب نسخوں میں برابر پھیل پڑی، پھر عبری نسخے میں جو اس صدی تک بمنزلہ متروک کے تھا، تحریف سے کیا مانع ہے، اور عہد جدید میں دوسری صدی سے دسویں صدی تک ہر قسم کی تحریف کا بازار گرم رہا اور شرارت سے بھی اور جہالت سے بھی اور دینداری کے لحاظ سے بھی، اور دوسری صدی کے قاعدے کے برتاؤ سے بھی مقتضائے وقت کے موافق وہ تحریف عمل میں آئی

دسویں ہدایت — پہلی قسم

اور اس جا سے یہ بات بھی کھل گئی، کہ تحریف اور تبدیل حضرتؐ کے عہد سے آگے بھی بہت کچھ ہوئی ہے، اور حضرتؐ کے ظہور کے بعد بھی دسویں صدی مسیحی تک مقتضاے وقت کے موافق ہوتی رہی ہے **دسویں ہدایت** اس بات کے بیان میں، کہ اگر تحریف سے قطع نظر کیجاوے، تو بھی ان کتابوں کا باعتبار تمام حالات کے الہامی ہونا ثابت نہیں ہوتا، اور اہل کتاب کے صدہا علماء نے اکثر مواضع میں دیدہ و دانستہ ان کتابوں کے مخالف کہا ہے اور اس ہدایت کو دو قسم کرتا ہوں **پہلی قسم** اس بات کے بیان میں، کہ باعتبار تمام حالات اور گذارشات کے ان کا الہامی ہونا ثابت نہیں ہوتا، ۱ ہارن اپنی تفسیر کے پہلی جلد کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھتا ہے نسخہ ۱۸۲۲ء اگر ہم تسلیم کریں کہ بعض کتابیں پیغمبروں کی جاتی رہیں، تو کہتے ہیں وے کتابیں الہام سے نہیں لکھی گئی تھیں، اور اس بات کو اگسٹائن بڑی قوی دلیل سے ثابت کرتا ہے، اور کہتا ہے، کہ سلاطین یہودا اور اسرائیل کی تاریخوں میں بہت ایسی چیزوں کا ذکر ہے، جنکا بیان وہاں نہیں، اور ان کے بیان کا حوالا اور پیغمبروں کی کتابوں کیطرف ہے، اور بعض جگہ ان پیغمبروں کا نام بھی مذکور ہوا ہے، اور وے کتابیں اس قانون میں جس کو کلیسہ خدا واجب التسلیم مانتا ہے، موجود نہیں، اور اس کا سبب اس کے سوا نہیں بتلا سکتا، کہ ان پیغمبروں کو جن کو روح القدس بڑی بڑی چیزیں سندی مذہب کی الہام کرتا تھا، تحریر دو طرح کی تھی، ایک دیانت دار مورخین کی طرح (یعنی بغیر الہام) دوسری الہام سے، اور انکے دونو قسم کے مکتوبات میں ایسا فرق تھا، کہ اول ان کی طرف اور دوم خدا کی طرف منسوب ہوتے تھے، اور اول سے ہمارے علم کی زیادت اور دوسرے سے ہمارے دین اور قانون کی سند مقصود تھی ۲ پھر اسی جلد کے صفحہ ۱۳۲ میں جنگ نامے کے گم ہوجانے کے عذر میں جسکا ذکر کتاب شمار کے ۲۱ باب کے ۱۴ ورس میں ہے، لکھتا ہے، کہ یہ کتاب جسکا گم ہوجانا مظنون ہے، موافق رائے بڑے محقق ڈاکٹر لائٹ فٹ کے وہ تھی، جسکو موسیٰ نے عمالیق کی شکست دینے کے بعد خدا کے حکم سے یوشع کی یادداشت کے لئے بطور تذکرہ کے لکھا تھا، پس معلوم ہوتا ہے، کہ اس کتاب میں فقط حال اس فتح کا اور آیندہ لڑائی کے انتظام کی تدبیریں مرقوم تھیں، اور کسی طرح سے وہ الہامی نہ تھی، اور نہ جز کتاب قانونی کا ۳ پھر

پھر اسی جلد کے صفحہ ۲۴۸ میں حاشیہ پر یوں لکھتا ہے ، کہ جب ہم کہیں ، کہ کتب مقدسہ خدا کلام ہیں ، ہماری یہ مراد نہیں ہے ، کہ وہ سب کلام خدا نے بولا ہے ، یا لکھوایا ہے ، یا ہر چیز جو اس میں ہے ، خدا کا کلام ہے ، بلکہ انصاف اور رحم اور زندگی کی پاکی کے احکام کے بیان اور ان تاریخی حصوں میں جن میں ایسی زندگی کا جو ان اصول و احکام کے برخلاف ہے ، نتیجہ دکھایا گیا ہے ، فرق کرنا چاہیے ، پہلا تو پاک اور کلام خدا ہے ، اور دوسرا یعنی تاریخی حصہ اس میں بعضا کلام نیک آدمیوں کا ، اور بعضا شریر کا اور بعضا کلام شیطان کا ہے ، اور اس سبب سے اُس کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے ، یہاں تک ہارن کا کلام تھا ، جو خلاصہ کے طور پر منقول ہوا ، ۴ پھر اسی جلد کے ضمیمہ اول میں یوں لکھتا ہے کہ جب کہا جاوے ، کہ کتب مقدسہ خدا کی طرف سے وحی کی گئی ہیں ، تو ہم یہ نہ سمجھیں ، کہ خدا نے ہر لفظ یا ساری عبارت بتلائی ہے ، بلکہ اختلاف محاورہ اور بیان کے مختلف طرز سے یہ معلوم ہوتا ہے ، کہ ان مصنفوں کو اجازت تھی ، کہ اپنے اپنے مزاج اور سمجھ اور عادت کے موافق لکھیں ، اور علم الہام اسی طور اور قاعدے پر کام میں آیا ، جیسے رسمی علوم کام میں آیا کرتے ہیں ، اور نہ یہ خیال کیا جاوے ، کہ ہر ایک معاملے میں جو وے بیان کرتے تھے ، یا ہر ایک حکم میں جو وے دیتے تھے ، ان کو الہام ہوتا تھا ، یہاں تک ہارن کا کلام تھا ، جو خلاصہ کے طور پر نقل ہوا ، ۵ پھر کہتا ہے ، کہ عہد عتیق کی تاریخی کتابوں کے مصنفوں کو کبھی کبھی تو الہام ہونا متحقق ہے ، ۶ پھر لکھتا ہے کہ ان میں سے بعض کتابیں پیچھے سے ان پاک ملفوظوں سے جن کے مصنف پیغمبر یا سیر لوگ تھے ، اور ان دفتر کے کاغذات یا اور سچے ملفوظات سے جمع کی گئی ہیں ، جو غیر الہامی لوگوں کی تصنیف تھے ، یہاں تک کلام ہارن تھا ، ۷ تفسیر ہنری و اسکاٹ کی آخر جلد میں الگزیدر رکینن سے یوں منقول ہے ، کہ ضرور نہیں ، کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی یا قانونی ہو اور اس لئے کہ حضرت سلیمان نے بعض کتابیں الہامی لکھیں ، یہ ضرور نہیں ، کہ جو انہوں نے تاریخ کے طور لکھا ، وہ بھی الہامی ہو اور یاد رکھا جاوے ، کہ پیغمبر اور حواری خاص خاص مطلب اور موقع پر الہام کئے جاتے تھے ، یہاں تک کلام ان مفسروں کا تھا ، اور یہ تفسیر بھی پروٹسٹنٹوں کے نزدیک بڑی سندی ہے ، جیسا ساتویں ہدایت کے اندر چوتھے قول میں گذرا ، اور الگزیدر رکینن یعنے الگزیدر کے اصول ایمانیہ بھی ایک بڑی سندی اور اعتباری کتاب

ہے، چنانچہ پادری وارن صاحب نے بھی کاکرین صاحب کا تعلق مذہب کے مقابلے
میں انجیل کی صحت وعدم صحت کی بابت اسی کتاب کا حوالا دیا ہے، ۸ انسائیکلو
پیڈیا برٹینکا کی ۱۱ جلد کے صفحہ ۲۷۴ میں الہام کے بیان میں لکھا ہے، کہ اس بات پر
گفتگو ہے، کہ آیا کتب مقدسہ کی ہر بات اور ہر معاملہ الہامی ہے، یا نہیں، جیروم
اور گروٹیس اور ارازمس اور پروگوٹیس اور بہت سے لوگ کہتے ہیں، کہ کتب مقدسہ
کی سب باتیں الہامی نہیں ۹ پھر اسی کتاب کی ۱۹ جلد کے صفحہ ۲۰ میں ہے، کہ جو لوگ
اس بات کے قائل ہیں، کہ کتب مقدسہ کا ہر معاملہ اور تمام گذارشات الہامی ہیں وے
اپنے دعوے کو آسانی سے ثابت نہ کر سکیں گے ۱۰ پھر لکھا ہے، کہ اگر از راہ تحقیق ہم
سے پوچھا جائے، کہ تم عہد جدید کے کونسے اجزاء کو الہامی مانتے ہو، تو ہم جواب دیں
گے، کہ مسائل اور احکام اور پیشینگوئیاں ایسی چیزیں جو دین عیسوی کی اصل الاصول
ہیں، ان سے الہام کا خیال علیحدہ نہیں ہوسکتا، گذارشات کے لیے حواریوں
کی یاد کافی تھی، یہاں تک کلام اس کتاب کا تھا، اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس کو
بہت سے بڑے بڑے علماء انگلستان نے اکٹھے ہو کر لکھا ہے، ۱۱ ریس کی انسائی
کلوپیڈیا کی ۱۹ جلد میں لکھا ہے، کہ لوگوں نے کتب مقدسہ کے الہامی ہونے کی
نسبت گفتگو کی ہے، اور وے کہتے ہیں، کہ ان لوگوں یعنی مولفین کے افعال اور
ملفوظات میں غلطیاں اور اختلاف ہیں، متی کے ۱۰ باب کے ۱۹ و ۲۰ ورس اور
مرقس کے ۱۳ باب کے ۱۱ ورس اور اعمال کے ۲۳ باب کے پہلے سے چھٹے ورس تک
باہم مقابلہ کر کے دیکھو، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ حواری لوگ ایک دوسرے کو صاحب وحی
نہیں سمجھتے تھے، جیسا کہ یروشالم کی کونسل کی آپس کی بحث اور پولوس کے پیٹر کو الزام
دینے سے ظاہر ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ قدماء مسیحی ان لوگوں کو خطا سے خالی نہیں
سمجھتے تھے، کیونکہ بعض اوقات ان کے افعال پر روک ٹوک کی گئی ہے (اعمال کے
۱۱ باب کے ۲ و ۳ ورس اور اعمال کے ۲۱ باب کے ۲۰ سے ۲۴ ورس تک دیکھو) اور یہ
بھی کہا گیا ہے، کہ پولوس مقدس جو اور حواریوں سے اپنے آپ کو کمتر نہیں سمجھتا (۲
کرنتھیوں کے ۱۱ باب کے ۵ ورس اور ۱۲ باب کے ۱۱ ورس میں) خود اپنے حال میں
ایسا بیان کرتا ہے، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ اور ہر

وقت الہامی نہیں سمجھتا، (پہلے گرنتھوں کے ۷ باب کا ۱۰ اور ۱۲ اور ۲۵ و ۴۰ ورس اور ۲ گرنتھوں کے ۱۱ باب کا ۷ ورس) اور ہم نہیں پاتے کہ حواری لوگ ایسے طور پر گفتگو شروع کرتے ہیں، جیسے پیغمبر لوگ شروع کرتے تھے، کہ گویا وے خدا کیطرف سے بولتے ہیں، ۱۲ پھر کہا ہے کہ میکالس نے اس ہوشیاری اور خیال سے جو ایسے بڑے مطلب کے واسطے ضرور تھا، طرفین کی دلائل کو تولکر اس اعتراض کا یوں فیصلہ کرنا مناسب جانا، نجات کیلئے تو الہام البتہ مفید ہے، لیکن تاریخی کتابوں کے واسطے مثلاً انجیلیں اور اعمال اگر الہام سے بالکل قطع نظر کیجاوے، تو کچھ نقصان نہیں، بلکہ کچھ فائدہ ہی ہوگا، اگر تاریخی معاملوں میں حواریوں کی گواہی صرف ویسے انسانوں کی سی گواہی مانی جاوے، جیسا حضرت عیسیٰ نے بھی یوحنا کی انجیل کے ۱۵ باب کے ۲۷ ورس میں خود کہا ہے، تم بھی میرے لئے گواہ ہوگے اس لئے کہ تم میرے ساتھ شروع سے تھے، تو بھی کچھ نقصان نہیں، اور کوئی شخص منکر کے مقابلے میں دین عیسوی کی صداقت کی بابت کسی مسئلہ کو اولاً فرض و تسلیم کر کے گفتگو نہیں کریگا، بلکہ مسیح کی موت اور جی اٹھنے اور معجزات کی صداقت کی دلیلوں کی بنیاد انجیل نویسوں کے اعتبار پر رکھے گا، یہ سمجھکر کہ گویا وے مورخ ہیں، اور وے لوگ جو اپنے ایمان کی بنیاد کو جانچیں، ان کو لازم ہے، کہ انجیل نویسوں کی گواہی اور انسانوں کی سی سمجھیں، کیونکہ انجیل کی گذارشات کو الہامی قرار دے کر سچا ٹھیرانے میں دور لازم آتا ہے، اس لئے کہ انجیلیں بلحاظ مضامین کے الہامی ٹھیرائی گئی ہیں، پس حالات مذکورہ بالا میں بجز اس کے اور کچھ چارہ نہیں، کہ انجیل نویسوں کی گواہی اور آدمیوں کی سی گواہی سمجھی جاوے، اور تمام تاریخی معاملوں میں جو حواریوں کو ایسا سمجھنے سے دین عیسوی میں کچھ نقص و قباحت لازم نہ آوے گی، اور ہم کہیں صراحۃً لکھا نہیں پاتے کہ عام معاملے جنہیں حواریوں نے اپنے تجربے اور لوقا نے اپنی تحقیقات سے دریافت کیا، الہامی ہوویں، بلکہ اگر ہم کو اس خیال کرنے کی اجازت حاصل ہووے، کہ بعض انجیل نویسوں نے کچھ کچھ غلطی کی، اور پیچھے سے یوحنا نے اس کو درست کیا، تو انجیل کی تطبیق کے لئے بڑا فائدہ حاصل ہوگا، مسٹر گڈل صاحب کی رائے اپنے رسالہ الہام کے دوسری فصل میں میکالس کی رائے کے ساتھ متفق ہے، عہد جدید کی ان کتابوں کے الہامی ہونیکی نسبت جنکو حواریوں کے شاگردوں نے لکھا یعنے مرقس کی انجیل اور

لوقا کی انجیل اور اعمال حواریین میکاکس تامل کرتا ہے، یہاں تک کلام رئیس صاحب کا تھا، جو خلاصہ کے طور نقل ہوا، اور رئیس صاحب نے اس اپنی کتاب کو بہت سے علماء محققین کی مدد سے لکھا ہے، واٹسن کی چوتھی[۴] جلد میں رسالہ الہام کے اندر جس کو ڈاکٹر نبسن کی تفسیر سے لیا گیا ہے، یوں لکھا ہے، کہ لوقا کا الہام سے نہ لکھنا اس سے جو وہ خود دیباچہ میں لکھتا ہے، ظاہر ہے، یعنی جیسا کہ انہوں نے جو پہلے سے دیکھنے والے اور کلام کے وعظ کرنیوالے تھے، ہم سے بیان کیا، ویسا ہی بہتیری اُن باتوں کو جو ہمارے نزدیک یقینی ہیں، لکھنے میں مشغول ہوئے، اس لئے مناسب جانا گیا، کہ میں بھی ابتداء سے ان سب باتوں کو اچھی طرح دریافت کر کے تیرے لئے لکھوں، اور اسی بیان کے موافق قدیم علماء کا بھی قول ہے ....

ارینوس لکھتا ہے، کہ وے چیزیں جو لوقا نے حواریوں سے سیکھی تھیں، ہمیں پہنچائیں، اور جیروم لکھتا ہے، کہ لوقا نے نہ صرف پولوس سے جس نے گوشت میں خداوند سے صحبت نہیں پائی، بلکہ اور حواریوں سے بھی انجیل کی تعلیم پائی ہے، یہاں تک واٹسن کا کلام تھا، پھر اسی رسالہ الہام میں ہے، کہ خود حواری لوگ جب وے دین کی بات بولتے یا لکھتے تھے، تو وہ خزانہ الہام جو انکو حاصل تھا، انہیں درست رکھتا تھا، لیکن وے انسان اور ذوی العقول تھے، اور انہیں الہام بھی ہوتا تھا، اور جس طرح اور آدمی معاملات میں عقل سے الہام کے بغیر بولتے اور لکھتے ہیں، ویسا ہی وے بھی عام معاملوں میں بولا اور لکھا کرتے تھے، اور پولوس مقدس اسی لئے یہ الہام سے تمتھی کو یہ حکم دے سکتا تھا، کہ پانی میں تھوڑی شراب ملا لیا کر یا اپنی صحت بدن کی حفاظت کر، جیسا نامہ اول تمتھی کے ۵ باب کے ۲۳ ورس میں ہے، یا تمتھی کو یوں لکھے، کہ تو وہ لبادا، جسے میں نے طراوس میں قرفس کے یہاں چھوڑا، اور کتابیں خاص کر چمڑے کے ورق لیتا آئیو جیسا نامہ ۲ تمتھی کے ۴ باب کے ۱۳ ورس میں ہے، یا فلیمان کو یوں لکھے، کہ تو اس میں اس کے سوائے ایک کوٹھری میرے لئے تیار کر، جیسا نامہ[۱] فلیمان کے ۲۲ ورس میں ہے یا تمتھی کو یوں لکھے، کہ اراسطس قرنتس میں رہا، طرفمیس کو میں نے ملیطس میں بیمار چھوڑا، جیسا ورس ۲۰ باب ۴ نامہ ۲ تمتھی میں ہے، اور البتہ یہ احوال معاملات کلیمہ نہیں

---

[۱] اس نامے کا ایک ہی باب ہے ۱۲

بلکہ پولوس مقدس کا ہے، اگر نتھیوں کے پہلے نامہ کے ۷ باب کے ۱۰ ورس میں لکھتا ہے پر ان کو جنکا بیاہ ہوا ہے، میں نہیں، بلکہ خداوند حکم کرتا ہے، اور ۱۲ ورس میں کہتا ہے، پر باقیوں کو خداوند نہیں، میں کہتا ہوں، اور ۲۵ ورس میں اس طرح کہتا ہے، پر کنواریوں کے حق میں کوئی حکم خداوند کا مجھ پاس نہیں، لیکن میں اپنی اصلاح دیتا ہوں، الخ اور اعمال کے ۱۶ باب کے ۶ ورس میں ہے، ہم دیکھتے ہیں، کہ جب اسنے ایشیا میں وعظ کرنے کا ارادہ کیا، اسے روح القدس نے منع کیا، اور ۷ ورس میں ہے، کہ اس نے تبانیہ میں جانے کا قصد کیا، لیکن روح القدس نے منع کیا، پس حواریوں میں کاموں کے لئے ۲ دو اصول تھے، ایک عقل دوسرا الہام ایک کے رو سے تو عام کاموں میں حکم کرتے تھے اور دوسرے کی رو سے دین عیسوی کے باب میں اسلئے یہ واقع ہوا کہ حواری لوگ لوگونکی کشش اپنے خانگی کاموں اور ارادوں میں غلطی کرتے تھے جیسا اعمال کے ۲۳ باب کے ۳ و ۵ ورس میں اور نامہ رومیہ کے ۱۵ باب کے ۲۴ و ۲۸ ورس میں اور گرنتھیونکے پہلے نامہ کے ۱۶ باب کے ۵ و ۶ و ۸ ورس میں اور گرنتھیونکے نامہ ۲ کے ۱۱ باب کے ورس ۱۵ سے ۱۸ تک میں یہاں تک کلام واٹسن کا تھا، جو اس نے رسالہ الہام سے نقل کیا، اور ریس کی انسائیکلوپیڈیا کی ۱۹ جلد میں ڈاکٹر بنسن کے احوال میں یوں لکھا ہے، کہ بنسن نے جو کچھ الہام کے باب میں بیان کیا ہے، وہ بادی النظر میں آسان اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے، اور امتحان پر بھی نہایت بے نظیر اور لاثانی سمجھا جاتا ہے،

۱۵ باسوبر اور لیاقان لکھتے ہیں، کہ روح القدس نے جس کی تعلیم اور مدد سے انجیل نویسوں اور حواریوں نے لکھا ہے، ان کے لئے کوئی زبان نہیں ٹھیرا دی تھی، بلکہ اس نے ان کے دلوں میں صرف مطلب سمجھا دیا، اور غلطی میں پڑنے سے بچا لیا، اور ہر ایک کو اختیار دیا، کہ اپنے اپنے محاورے اور عبارت میں اس کو ادا کرے، اور جیسے ہم ان پاک لوگوں کی لیاقت اور مزاج کے موافق انکی کتابوں میں محاورے کا فرق پاتے ہیں، ویسا ہی وہ شخص جو اصل زبان سے ماہر ہوگا، متی اور لوقا اور پولوس اور یوحنا کے محاورے میں فرق پاویگا، اور اگر روح القدس حواریونکو عبارت تبلادیتا تو یہ بات ہرگز نہ ہوتی، بلکہ اس حالت میں کتب مقدسہ میں سے ہر کتاب کا محاورہ یکساں ہوتا،

---

۱ یعنی عہد عتیق کے پیغمبروں کی ۱۲

علاوہ اس کے بعضے ایسے معاملے ہیں، جسمیں الہام کی حاجت نہیں، مثلاً جب اُن لوگوں نے اپنی آنکھ سے دیکھکر یا معتبر گواہوں سے سنکر لکھا ہے، جب لوقا نے انجیل کا لکھنا اختیار کیا، وہ کہتا ہے، کہ اُس نے ان چیزوں کا حال ان لوگوں سے جو آنکھ سے دیکھنے والے تھے، سنکر لکھا ہے، اور اس لئے کہ وہ سب چیزوں سے واقف تھا اس نے مناسب جانا، کہ وے باتیں پچھلی آنیوالی پشتوں کو پہنچاوے، حالانکہ مصنف جسے ایسی باتوں کی خبر روح القدس سے ہوتی، تو عادتاً یوں کہتا، کہ جیسا مجھے روح القدس نے بتلایا ہے، میں نے ان چیزوں کا حال بیان کیا، تو پولوس مقدس کا ایمان لانا گو تعجب آمیز اور خدا کیطرف سے تھا، لیکن پھر بھی اُس حال کے بیان کرنے کے لئے لوقا کو پولوس مقدس یا اس کے ہمراہیوں کی گواہی کے سوا کچھ ضرور نہ تھا، اور اسی لئے اس میں فی الجملہ فرق ہے، لیکن کسی طرح کا تناقض نہیں، یہاں تک باسوبر اور لیافان کا کلام تھا، اور یہ بھی عیسائی مذہب کے بڑے مشہور علماء سے ہیں، اور انکی کتاب بھی بڑی معتبر کتاب ہے، جیسا ہارن اور واٹسن نے لکھا ہے ۱۶ ہارن اپنی تفسیر کی ۲ جلد کے صفحہ ۷۹۸ میں لکھتا ہے، کہ اکھارن ان علماء جرمنی میں سے ہے، جو حضرت موسیٰ کے الہام کے قائل نہیں، اور صفحہ ۸۱۸ میں لکھتا ہے، کہ اشلز اور ڈاتھ اور روزن ملر اور ڈاکٹر جڈس اسبات کے قائل ہیں، کہ موسیٰ کو الہام نہ تھا، بلکہ اس نے اپنی پانچوں کتابیں اسوقت کی مشہور روایتوں سے جمع کی ہیں، اور یہی رائے اب علماء جرمنی میں بہت پھیلی ہوئی ہے ۱۷ ہی ہارن لکھتا ہے، کہ یوسی بیس اور بعضے اور بڑے محقق لوگ جو اس کے بعد ہوئے کہتے ہیں، کہ کتاب پیدائش کو موسیٰؑ نے اسوقت میں لکھا تھا، جب کہ مدین میں اپنے خسر کے گھر بکریاں چراتے تھے، کہتا ہوں میں، کہ اس تحقیق کے موافق جو یہ کتاب نبوت سے پہلے لکھی گئی ہے تو الہامی نہیں، ۱۸ اکلی میشس کہتا ہے، کہ متی اور مرقس کی تحریریں باہم اختلاف کرتے ہیں، اور جب یہ دونوں متفق ہو جاویں، تو ان کے قول کو لوقا کے قول پر ترجیح دی جاوے گی، کہتا ہوں میں، کہ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ متی اور مرقس کی تحریریں بعض جا اختلاف معنوی ہے، اس لئے کہ موافقت لفظی تو کسی قصے میں نہیں، دوسری یہ کہ اس کے نزدیک یہ تینوں انجیلیں الہامی نہیں، ورنہ

الہامی ہونے کی صورت میں متی اور مرقس کے کلام کی ترجیح کے کیا معنے ١٩ نامہ یعقوب کے پانچویں باب کے ۱۴ اور ۱۵ میں یوں ہے، نسخہ سنہ ۱۸۴۲ء جو کوئی تم میں بیمار پڑے، تو مجلس کے قسیسوں کو بلا دے، اور وے اسپر خداوند کے نام سے تیل ڈالکر اس کے لئے دعا مانگیں، اس میں یعقوب حواری تیل ملوانے کا حکم دیتے ہیں اور جناب لوتھر پروٹسٹنٹ فرقے کے پیشوا اپنی کتاب کی دوسری جلد میں لکھتے ہیں، کہ گویہ نامہ یعقوب کا ہو، لیکن میں جواب دیتا ہوں، کہ حواری کو نہیں پہنچتا، کہ اپنی طرف سے سیکرمنٹ (یعنی حکم شرعی) اٹھا دے، یہ منصب صرف حضرت عیسیٰ کا تھا یہانتک کلام لوتھر کا تھا، اور اس قول میں کہ گویہ نامہ یعقوب کا ہو اشارہ ہے کہ اول اسی بات کی سند نہیں، کہ یہ نامہ یعقوب کا ہے، اور پیشوا موصوف اور انکے اکثر پیرو اس بات کا انکار کرتے ہیں، اور اس نامہ کو برا کہتے ہیں، جیسا پہلی ہدایت کے اندر گذرا، اور صورت تسلیم میں بھی اس کے الہامی ہونے سے انکار کرتے ہیں اس لئے کہ اگر الہامی ہوتا، تو پھر منصب نہ ہونے کے کیا معنے، ٢٠ پیلی اپنی کتاب لااسناد میں لکھتا ہے، نسخہ سنہ ۱۸۵۰ء مطبوعہ دار السلطنت لندن صفحہ ۳۲۳ دوسری غلطی جو پہلے عیسائیوں پر لگائی گئی یہ ہے، کہ وے قرب قیامت کی امید رکھتے تھے، اور میں اعتراض کی تقریر سے پہلے اسی طرح کا ایک اور نمونہ پیش کرتا ہوں، کہ ہمارے خداوند نے یوحنا کے حق میں پطرس سے فرمایا، کہ اگر میں چاہوں، کہ وہ میرے آنے تک یہاں ٹھیرے، تو تجھے کیا اور لفظوں کے معنے خلاف سمجھے گئے، کہ یوحنا نہ مریگا، اور بھائیوں میں یہ بات پھیل گئی، خیال کرو، کہ اگر یہی بات عیسائیونکی رائے عام ہو کر ہم تک پہنچتی، اور وہ سبب جس سے یہ غلطی نکلی کھویا جاتا، اور کوئی آج کیدن اس غلطی کا حوالا دے کر اس غلطی کے سبب دین عیسوی کی رد پر مستعد ہوتا، تو یہ بات بلحاظ اس چیز کے جو ہم تک پہنچی، بہت ہی بے انصافی کی بات تھی، اور جو لوگ کہتے ہیں، کہ انجیل یقین کراتی ہے، کہ حواریوں اور پہلے عیسائیوں کو اپنے ہی زمانے میں قیامت کے آجانے کی امید تھی، ان کو وہی خیال کرنا چاہیے، جو ہم نے درباب اس پرانی غلطی چند روزہ کے لکھا، اور اس غلطی نے ان کے فریبی ہونے کو روکا، اور اب اس بات میں مشکل اور سوال یہ ہے، کہ جب ہم نے

قبول کیا، کہ حواریوں کی رائے سہو کے قابل تھی، تو پھر ہم ان کی کس چیز پر بھروسا کریں، اور اس کے جواب میں منکروں کے مقابلے میں دین عیسوی کے حامی کو اتنا جواب کافی ہے کہ مجکو حواریوں کی گواہی چاہیے، اور ان کی رائے سے کچھ غرض نہیں، اور اصل مطلب چاہیے، اور نتیجے میں امن میں ہوں، لیکن اس جواب میں دو ہوشیاریاں اور بھی چاہئیں، تاکہ سب خوف بے تحقیق جاتا رہے، ایک یہ کہ اس مقصود کو جو حواریوں کے ارسال سے تھا، اور ان کے اظہار سے ثابت ہوا، اس چیز سے جو بیگانی یا اتفاقاً اس کے ساتھ مل گئی ہے، جدا کیا جاوے، اور ان معاملات کے باب میں جو دین سے بیگانے ہیں، کچھ کہنا ضرور نہیں، لیکن اُن معاملوں کے حق میں جو اُس سے ناگہانی مل گئے ہیں، کچھ کہا جاتا ہے اور بہتوں کا تسلط ایک انہیں معاملوں سے ہے، اور وے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں، کہ یہ رائے غلط اس زمانے کی عام تھی، اور انجیل کے مؤلف اور یہودی اس زمانے کے بھی اس میں پڑے، اس امر کے اقبال سے نہ چونکیں کہ اس سے دین عیسوی کی سچائی میں کوئی خوف نہیں، اس لئے کہ یہ مسئلہ وہ نہیں ہے، جو عیسیٰ دنیا میں لائے تھے، بلکہ اس وقت اور اس ملک کے مروج رائے ہونے کے سبب ناگہاں اور اتفاقاً ملفوظات عیسوی میں مل گیا، اور درست کرنا انسان کی رایوں کا روحوں کی تاثیر کے باب میں رسالت کا جزو نہیں، اور کسی صورت میں اُس کو گواہی سے علاقہ نہیں، دوسؔم یہ کہ حواریوں کے ملفوظات میں ان کے مسئلوں اور دلیلوں میں امتیاز کرنا چاہیے، ان کے مسئلے تو الہامی ہیں، لیکن وے لوگ اپنے ملفوظات وگفتگو میں ان مسائل کی توضیح اور تقویت کے واسطے مناسبتیں اور دلیلیں ذکر کرتے ہیں، مثلاً یہ مسئلہ کہ جو یہودیوں کے سوا مسیحی ہوئے، ان کے ذمہ شریعت موسوی کی اطاعت نہیں، الہامی تھا، اور اس کی تصدیق معجزات سے ہوئی، پھر بھی پولوس جب اس مطلب کو ذکر کرتا ہے، بہت سی اور باتیں اس کی تائید کے لئے پیش کرتا ہے، مسئلہ تو خود واجب التسلیم ہے، لیکن دین عیسوی کی حمایت میں حواری کی ہر دلیل کی صحت اور ہر تشبیہ کے درست ہونے کا حامی ہونا ضرور نہیں، اور یہی قول اور جگہ بھی لگیگا، اور میری رائے میں یہ بات خوب مضبوط ہے، کہ جب ربانی لوگ کسی بات پر اتفاق رکھیں، تو جو ان کے مقدمات سے نتیجہ نکلے، وہ ہم پر واجب التسلیم ہے، لیکن

ہم پر واجب نہیں، کہ تمام مقدمات کو شرح کریں، یا قبول کریں، مگر اس وقت کہ وے لوگ مقدمات کے ایسے معترف ہوں، جیسے نتیجہ کے، یہاں تک پیلی کا کلام تھا، اور اب میں صحت اور غلط سے قطع نظر کر کے کہتا ہوں، کہ پیلی نے کئی باتوں کو مان لیا پہلی یہ کہ جو حواری اور پہلے طبقے کے عیسائی بلا شبہ اس غلطی میں تھے، کہ یوحنا نہ مریگا اور ان کو یہ غلطی بھی تھی، کہ بلاشک ہمارے ہی زمانہ میں قیامت آجائے گی، اور پیلی نے منکروں کا الزام تسلیم کر کے یہی جواب دیا، کہ یہ غلطی ان کی رائے کی تھی، اس سے ہمیں کچھ کام نہیں، دوسری یہ کہ اس نے اس بات کو مان لیا، کہ مسائل اور احکام کی تبلیغ کے سوا جو معاملات کہ دین سے بیگانے ہیں، یا اتفاقاً جو امر دینی کے ساتھ مل گئے ہیں، ان میں غلطی ہونے سے کچھ حرج نہیں، تیسری یہ کہ اس بات کو بھی مان لیا، کہ مسائل کی دلیلوں میں اور اسی طرح تشبیہات میں غلطی ہو جانے سے کچھ ہرج نہیں چوتھی یہ کہ اس بات کو بھی مان لیا، کہ رواج زمانے کا لحاظ کر کے بھوت پلید کی تاثیر کا حال جو نفس الامر میں غلط ہے، خود حضرت عیسیٰ کے اقوال میں بھی پایا گیا، سو ان باتوں سے اس نے صاف اقرار کیا، کہ اس عہد جدید کے مجموعہ میں سارا کلام الہامی نہیں بلکہ ایسے معاملات میں جو دین سے بیگانے ہیں، یا اتفاقاً امر دینی کے ساتھ مل گئے ہیں، یا دلائل اور تشبیہات میں حواریوں کا کلام اور آدمیوں کی طرح محتمل خطا اور صواب کا ہے بلکہ بعض جا یقیناً غلط بھی ہے، سو اس حساب سے نصف سے زائد عہد جدید کا الہامی ہونے سے نکل گیا، ۱۲ وارڈ صاحب نے اپنی کتاب اغلاط نامہ منطبعہ ۱۸۴۱ء میں اقوال علما معتبر کے نقل کئے ہیں اور اپنی کتاب میں اس نے تبلا دیا ہے، کہ کس قول کو اس نے کس جا سے نقل کیا ہے، سو میں اس کتاب سے اس جا تو تو لوں کو نقل کرتا ہوں ا زوینگلس اور دیگر پروٹسٹنٹ کہتے ہیں، کہ پولوس کے نامجات میں سب کلام پاک نہیں، اور چند چیزوں میں اس نے غلطی کی ہے، ۲ مسٹر فلک پطرس حواری پر غلطی اور انجیل کی جہالت کا الزام لگاتا ہے ۳ ڈاکٹر گوڈ اپنی کتاب مباحثہ میں جو فادر کیم بین سے ہوا تھا، لکھتا ہے، کہ پطرس نے روح القدس کے نزول کے بعد ایمان میں غلطی کی ہے، ۴ برنشس جسکو جویل صاحب نے فاضل اور مرشد سنجیدہ کا لقب دیا ہے، کہتا ہے، کہ پطرس حواریوں کے سردار نے اور برنباہ نے روح القدس کے نزول کے بعد

یروشلم کے کلیسے سمیت غلطی کھائی ۵ جان کالون کہتا ہے، کہ پطرس نے کلیسے میں
بدعت بڑھائی، اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا، اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا، اور
پطرس اور اوروں کو ملامت کرتا ہے، ۶ میگڈی برجنس حواریین خصوصاً پولوس
پر غلطی کا الزام لگاتے ہیں ۷ دائی ٹیکر کہتا ہے، کہ مسیح ؑ کے عروج اور روح القدس
کے نزول کے بعد سب کلیسیا نے غلطی کی، نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بھی بلکہ حواریوں
نے بھی جو غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیحی کیطرف دعوت کیا، اور پطرس نے رسوم میں
اور بھی غلطی کی، اور یہ بڑی غلطیاں حواریوں سے روح القدس کے نزول کے بعد
ہوئی ہیں ۸ زنگیس، اپنے نامہ میں کالون کے بعض پیروں کا ذکر کرتا ہے، کہ کہتے تھے
کہ اگر پولوس بجئے تو امین آدے، اور کالون کے برابر وعظ کرے، تو ہم پولوس کو چھوڑ
دینگے، اور کالون کے نہیں گے ۹ تو اتھروس کہتا ہے، کہ لوتھر کے پیروؤں سے
بعضے علما اقرار رکھتے تھے، کہ ہم پولوس کے مسئلہ پر توشبہ کریں، لیکن لوتھر کے
مسئلہ اور کلیسہ اسپرگ کی عقائد کی کتاب پر شبہ نہیں کرتے، یہاں تک وارڈ کا
کلام تھا، اور یہ علما رسب کے سب فرقے پروٹسٹنٹ کے سردار ہیں، اور انکے
کلام نے سوافق ہمارے عہد جدید کا الہامی نہ ہونا اور حواریوں کا غلطی کرنا ثابت ہے
اول کے سات قول تو بیان کے محتاج نہیں، پچھلے دو قولوں میں تھوڑی سی احتیاج
ہے، سو کہتا ہوں، کہ ان دونوں کے قائل پولوس کے قولوں کو لوتھر اور کالون کے قولوں
سے کمتر سمجھتے تھے، اور لوتھر اور کالون کے قول تو یقیناً الہامی نہیں، سو اسی طرح پولوس
کے قول نکلے، وگرنہ اگر الہامی سمجھکر ایسا کہیں، تو شریعت عیسوی کے مرتد ٹھیرتے ہیں
گو مبالغہ کی راہ سے کہتے ہوں ۲۲ نورٹن جو انجیل کا بہت بڑا حامی ہے، اُس جھوٹی
حکایت کی بابت جسکا ذکر پانچویں ہدایت کے دوسری قسم کے شواہد میں ۲۴ شاہد کے
اندر گزرا، کہ لکھتا ہے، کسی نے عبری انجیل کے حاشیہ پر اس حکایت کو لکھدیا ہوگا، کاتب
نے اس حاشیہ کو متن میں داخل کرلیا، اور وہی نسخہ مترجم یونانی کے ہاتھ پڑا، اور اس نے
اسی کے موافق ترجمہ کرلیا، سو اس کلام سے معلوم ہوا، کہ یہ مترجم ہرگز الہامی شخص
نہیں، بلکہ الہامی کا کیا ذکر ایسا بھی نہیں، کہ جس کو جھوٹی سچی روایت کی تنقید ہو، اور
اول جلد کے ۶۱ صفحہ میں لکھا ہے، نسخہ ۱۸۳۷ء ان اعجازی باتوں میں جن کو لوقا

نے ذکر کیا ہے، روایتی جھوٹ بھی مل گیا ہے اور اس کے لکھنے والے نے مبالغہ شاعری
کے طور اس کو ملا لیا ہے، لیکن اس زمانہ میں جھوٹ کا سچ سے تمیز کرنا مشکل ہے،
یہاں تک نورٹن کی کلام سے خلاصہ کے طور نقل ہوا، کہتا ہوں میں، کہ اگر لوقا کی
انجیل الہامی ہوتی، تو ایسے پتھر کیوں پڑتے ۲۲ کتاب اول اخبار الایام کو
عزرا پیغمبر کی تصنیف کہتے ہیں، کہ انہوں نے اس کتاب کو حجی اور زکریا پیغمبروں کی
مدد سے لکھا ہے، باوجودیکہ تین پیغمبر اکٹھے تھے، پھر بھی اس کتاب میں غلطی ہوئی، کہ
عیسائی اور یہودی دونوں مانتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ بے تمیزی سے بیٹے کی جگہ پوتا
اور بالعکس لکھا گیا، اور یہ بھی کہتے ہیں، کہ عزرا کو جس نے یہ کتاب لکھی، معلوم نہ تھا
کہ آیا ان کے بعضے بیٹے تھے، یا پوتے، اور یہ بھی کہتے ہیں، کہ عزرا نے دو کتابیں
پائی تھیں، جن میں یہ فقرے ناموں میں کچھ اختلاف کے ساتھ پائے جاتے
تھے، اور جو عزرا کو تمیز نہ ہو سکی، کہ کون ان میں بہتر ہے، تو اس نے دونوں کو لکھ دیا،
جیسا چھٹی ہدایت کے اندر پہلی وجہ میں بیان اسکا گذرا، بھلا اگر یہ کتاب الہامی
ہوتی، تو یہ خرابی کیوں پڑتی، اور تینوں پیغمبروں کا الہام کیوں غلط پڑتا، اب دیکھو
کہ یہ بات کہ مجموعہ عہدین کی سب باتیں الہامی نہیں، کیسی سچی ہے، اور اس بات
کے قائل اہل کتاب میں سے بعضے لوگ ہیں، یا ایک جم غفیر اور معتبر، اور جب ان
کے علماء کے قول سے یہ بات ثابت ہو، اور قواعد اسلامیہ کے مطابق اور ادلہ
عقلیہ کے موافق، تو پھر کسی مسلمان کو شبہ کی جگہ نہیں، بہرحال اب میں اس
قسم کی تلخیص میں مشغول ہوتا ہوں، اور بعض مواقع میں ان کے مناسب کچھ کچھ
اضافہ کرتا ہوں وباللہ التوفیق اور کہتا ہوں، کہ احوال مذکورہ سے آٹھ امر حاصل ہوئے
پہلا امر اگسٹائن اور نارٹن اور جامعین تفسیر ہنری واسکاٹ کے موافق پیغمبروں
کی سب تحریر الہامی نہیں ہوتی، بلکہ بعضے تحریر بغیر الہام کے ایسے ہوتی ہے جیسے
اور دیانت دار مورخوں کی، اور اس تحریر کو خدا کیطرف نسبت نہیں کرتے، اور
الہامی نہیں کہتے، دیکھو جنگ نامہ خدا کو موسیٰؑ کی ہی تصنیف تھا، اور گو خدا
کے حکم سے ہی انہوں نے لکھا تھا، تو بھی محقق لائٹ فٹ، اور نارٹن کی تحقیق کے موافق
الہامی نہ تھا، اور جامعین تفسیر ہنری واسکاٹ کے موافق سلیمانؑ نے جو تاریخ کے

طور لکھا تھا، وہ بھی الہامی نہ تھا، سو اس سے یہ بات تو صاف واضح ہو گئی، کہ پیغمبر کا ہر لکھا واجب التسلیم نہیں ہوتا، بلکہ بعضا ایسا ہوتا ہے، جیسے دیانت دار مورخ کا لکھا سو ایسی تحریر کے انکار سے کفر نہ آوے گا، **دوسرا امر** ہارن کی تصریح کے موافق پیغمبر لوگوں کو ہر معاملے میں جس کو وے بیان کرتے تھے، یا ہر ایک حکم میں جو وے دیتے تھے، الہام نہیں ہوتا تھا، بلکہ جامعین تفسیر ہنری واسکاٹ کے موافق پیغمبر اور حواری خاص خاص مطلب اور موقع پر الہام کئے جاتے تھے، اور واٹسن اور ڈاکٹر بنس کی تحقیق کے موافق جس کو ریس نے اور اس کے مددگاروں نے پسند کر کے کہا ہے، کہ وہ بادی النظر میں آسان اور قرین قیاس ہے، اور امتحان پر نہایت بے نظیر اور لاثانی یہ ہے، کہ حواری لوگ عام معاملات میں الہام کے بغیر ایسے بولا اور لکھا کرتے تھے، جیسے اور آدمی غیر الہامی بولا اور لکھا کرتے ہیں، اور اسی قسم کی کئی تحریریں پولوس کے نامجات میں موجود ہیں، سو حواریوں کے لئے دو اصول تھے، ایک عقل دوسرا الہام اول کی رو سے عام کاموں میں اور دوسرے کے رو سے دین عیسوی کے باب میں حکم کرتے تھے، اور باسوبر اور لیبافان کی تحقیق کے موافق اُن معاملات میں جن کو بچشم خود دیکھا ہو، یا معتبر گواہوں سے سنا ہو، الہام کی حاجت نہیں، سو اب یہ معلوم ہوا، کہ پیغمبر کے ہر معاملے یا ہر حکم کے انکار سے کفر لازم نہ آوے گا، اور اسی طرح اُس تحریر کے انکار سے جسکو پیغمبر یا حواری نے عام معاملے میں کی ہو، مثلاً وے تحریرات مذکورہ پولوس کی کفر لازم نہ آوے گا، بلکہ ایسا ہوگا جیسے ایک آدمی دیانت دار غیر الہامی کا انکار کر دیا، اور اسی طرح اُس تحریر کا جس کو پیغمبر یا حواری یا تابعی نے ان معاملات میں کیا ہے، جنکو بچشم خود دیکھا تھا، یا معتبر گواہوں سے سُنا تھا، الہامی ہونا ضرور نہیں، **تیسرا امر** ریس کی انسائکلوپیڈیا سے واضح ہوا، کہ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ حواری لوگ ایک دوسرے کو صاحب وحی نہیں سمجھتے تھے، جیسا کہ یروشلم کی کونسل کی بحث اور پولوس کے پطرس کو الزام دینے سے ظاہر ہے، کہتا ہوں میں، کہ یہ قول ٹھیک ہے، اور اُس بحث اور اسی طرح ایک اور چھوٹی سی بحث کا، اور اس الزام کا حال یہ ہے، کہ کتاب اعمال کے پندرھویں باب میں ہے نسخہ ۱۸۴۱ء ۱ اور بعض لوگوں نے یہودیہ سے آکر

بھائیوں کو تعلیم کیا، کہ بغیر اس کے کہ تم موسیٰ کی شریعت کے موافق ختنہ کراو، تم نجات نہیں
پا سکتے، ۲ جب تشویش ہوئی، اور پاول اور برناباہ نے اُن سے مباحثہ کیا، تو انہوں
نے ٹھیرایا، کہ پاول اور برناباہ ہم سے بعضوں کو ساتھ لے کر اس سوال کے لئے حواریوں
اور پیشواؤں کے پاس یروشالم میں جاویں ۴ اور جب یروشالم میں پہنچے الخ ۶ تب
حواری اور سب پیشوا باہم جمع ہوئے، کہ اس کلام میں تامل کریں ۷ اور جب بہت بحث
ہوئی، پطرس کھڑا ہو کے الخ ۱۳ اور جب وے چپ رہے، یعقوب نے کہا، کہ اے
مرد بھائیو میری سنو ۱۹ سو میری صلاح یہ ہے، کہ ان کو جو عوام میں سے خدا کیطرف
پھرے ہیں، تکلیف دیجائے ۳۶ چند روز کے بعد پاول نے برناباہ سے کہا، آؤ
اپنے بھائیوں سے ہر ایک شہر میں جہاں ہم نے خداوند کے کلام کی بشارت دی ہے
پھر کے ملاقات کریں الخ ۳۷ اور برناباہ نے قصد کیا، کہ یوحنا کو جسکا لقب مارق
تھا، ساتھ لیوے ۳۸ پر پاول سمجھا، کہ ایسے شخص کو جو پمفولیہ سے اُن سے جدا
ہو گیا، اور کام کے واسطے انکے ہمراہ نہ آیا، ساتھ لینا خوب نہیں ۳۹ اور ان میں ایسی
شدت کی آزردگی ہوگی، کہ وے آپس سے جدا ہوگئے، اور برناباہ مارق کو لے کے
قبرس کو تری سے روانہ ہوا، اس عبارت سے صاف واضح ہوا، کہ پہلے طبقے کے مسیحی
جناب پولوس کو صاحب وحی اور مفترض الطاعت نہ سمجھتے تھے، وگرنہ یروشالم کے
آنے کی کیا حاجت تھی، اور برناباہ کیوں جھگڑا کرکے اور شدت کی آزردگی پیدا کرکے
الگ ہو جاتا، اور اسی طرح اور حواری بھی ایک دوسرے کو نبی مفترض الطاعۃ وحی
والا نہیں سمجھتے تھے، وگرنہ کونسل کی کیا حاجت تھی، اور کیوں ان میں آپس میں بڑی
بحث ہوتی، بلکہ حقیقت حال کی اتنی ہے کہ یہ لوگ اس مذہب کے مجتہد تھے
اور انکا حکم بھی اجتہاد کے طور تھا، اور ہر ایک دوسرے کو بمنزلہ مجتہد کے جانتا تھا،
اور وے لوگ بھی اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھتے تھے، دیکھو یعقوب حواری صاف کہتا
ہے، کہ میری صلاح یہ ہے، اور گلیتون کے نامہ کے باب دوم میں ہے، نسخہ سنہ ۱۸۴۲
۱۱ جب پطرس انطاکیہ میں آیا، تو میں نے روبرو اس سے مقابلہ کیا، اس لئے کہ وہ ملامت
کے لائق تھا ۱۲ کیونکہ وہ پیشتر اس سے کہ کئی شخص یعقوب کے یہاں سے آئے
غیر قوموں کے ساتھ کھایا کرتا تھا، پر جب وے آئے، تو مختون سے ڈر کے پیچھے ہٹا،

۱۳ اور الگ ہوا، اور باقی یہودیوں نے بھی اُسی کی طرح مکر کیا، یہاں تک کہ برنابا بھی
دب کر انکے مکر میں شریک ہوا، ۱۴ جب میں نے دیکھا، کہ وے انجیل کی سچائی پر سیدھی
چال نہیں چلتے، میں نے سبھوں کے سامنے پطرس کو کہا، کہ جب تو یہودی ہو کر غیر قوموں کی
طرح زندگی کرتا ہے، پس تو کس واسطے غیر قوموں پر یہ جبر کرتا ہے، کہ یہودیوں کے طور
پر چلیں، دیکھو اس نوبت میں تو گفتگو اجتہادی سے بڑھ کر گالی دھتکار پر نوبت
پہنچی، اور جناب پولوس نے حواریوں کے سردار اور جناب مسیح کے جانشین اور خلیفہ
کو ملامت کے قابل اور مکار بتلایا، اور فرمایا، کہ انجیل کے حکم کے خلاف حکم دیتا تھا کہ
یہودی طور پر چلیں اور ایسا ہی کچھ برنابا اور اور مسیحیوں کے حق میں ارشاد کیا، بھلا اگر وہ پولوس
حضرت پطرس کو نبی مفترض الطاعتہ سمجھتے، تو پھر انکو کیوں ایسا سخت و سست کہتے
اور کیوں مجمع میں ایسی درشتی کرکے ان کی بے عزتی کرتے، **چوتھا امر** ریس کی انسائی
کلوپیڈیا سے واضح ہے، کہ قدما مسیحی ان لوگوں کو خطا سے خالی نہیں سمجھتے تھے، کہتا
ہوں میں، کتاب اعمال کے ۱۱ و ۲۱ باب کی عبارت جسکا حوالہ قائل دیتے ہیں،
یوں ہے، ۱۱ باب نسخہ ۱۸۴۴ء ۲ جب پطرس یروشلم میں آیا، مختونوں نے تکرار
کرکے کہا ۳ کہ تو نامختونوں کے یہاں گیا، اور ان کے ساتھ کھایا ۲۱ باب نسخہ ۱۸۴۴ء
۲۰ انہوں نے[1] سن کے خداوند کا شکر کیا، اور اُس[2] سے کہا، کہ بھائی تو دیکھتا ہے، کہ
کتنے ہزار یہودی ایماندار ہیں، اور سب کے سب شریعت کے غیرت مند ہیں، ۲۱
انہوں نے تیری خبر پائی ہے، کہ تو سارے یہودیوں کو جو غیر ملکیوں میں ہیں، موسیٰ سے
پھرنا سکھلاکے کہتا ہے، اپنی اولاد کا ختنہ نہ کرو، اور دستوروں پر نہ چلو، ۲۲ پس
کیا ہے، جماعت بے شک جمع ہوگی، کیونکہ وے سنیں گے، کہ تو آیا ہے، ۲۳ تو وہی
کر جو ہم تجھے کہتے ہیں، ہمارے پاس چار مرد ہیں، جنہیں نذر ادا کرنا ہے، ۲۴ ان کو
لے کے آپ کو ان کے ساتھ پاک کر اور ان کے سر منڈانے میں جو خرچ ہے اسے
دے، تو سب جان جائیں گے، کہ وے باتیں جو انہوں نے تیرے حق میں سنی ہیں کچھ
نہیں ہیں، بلکہ تو آپ بھی دستور پر چلتا ہے، **پانچواں امر** ریس کی سائی کلوپیڈیا
سے یہ بھی کہا گیا ہے، کہ پولوس مقدس جو اور حواریوں سے اپنے آپ کو کمتر نہیں

چوتھا امر

پانچواں امر

[1] یعنی حواریین اور مشائخ ۱۲ منہ [2] یعنی پولوس ۱۲ منہ

سمجھنا، خود اپنے حال میں ایسا بیان کرتا ہے، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ وہ اپنے
آپ کو ہمیشہ اور ہر وقت الہامی نہیں سمجھتا، کہتا ہوں میں، کہ جن عبارتوں کا قائلین
حوالہ دیتے ہیں، یوں ہے ۲ کرنتھیوں کے ۱۱ باب کا ۵ ورس نسخہ ۱۸۴۴ء اپنے تئیں
بھی بڑے رسولوں سے چھوٹا نہیں گمان کرتا ہوں ۱۲ باب کا ۱۱ ورس نسخہ ۱۸۴۴ء
میں فخر کرنے سے بیوقوف بنا ہوں، پر میں نے تم سے لاچار ہو کے یہ کیا، چاہیے، کہ تم
میری تعریف کرتے، کہ میں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ چھوٹا نہیں ہوں، اگرچہ
ناچیز ہوں، اپہلے کرنتھیوں کے ۷ باب نسخہ ۱۸۴۴ء ۱۰ پر میں ان کو جن کا بیاہ ہوا
ہے، حکم کرتا ہوں، میں نہیں، خداوند حکم کرتا ہے، کہ جورو اپنے خصم سے جدا نہ ہووے
۱۲ باقی جو کچھ ہے، خداوند نہیں کہتا، میں کہتا ہوں، اگر کسی بھائی کی جورو بے ایمان
ہو، اور اس کے ساتھ رہنے کی رضامند ہو، تو وہ اس کو نہ چھوڑے ۲۵ کواریوں
کے حق میں خداوند کا کوئی حکم میرے پاس نہیں، لیکن جیسا میں دیانت دار ہونے
کے لئے خداوند سے رحم پایا ہوں، ایسی ہی صلاح دیتا ہوں، ۴۰ پر اگر وہ بے شوہر
رہے، تو وہ میرے دانست میں خوش وقت ہے، اور مجھے معلوم ہے، کہ خدا کی
روح مجھ میں ہے، دوسرے کرنتھیوں کے ۱۱ باب کے ۱۷ ورس نسخہ ۱۸۴۴ء جو کچھ
کہ میں اس فخر کے حال میں کہتا ہوں، سو خداوند سے نہیں، بلکہ بیوقوفی کی طرح سے
کہتا ہوں، سو ان عبارتوں سے قائلین کا دعویٰ صاف صحیح ہے، **چھٹا امر** ریس
کی سائی کلوپیڈیا میں ہے، حواری لوگ ایسے طور پر گفتگو شروع نہیں کرتے،
جس سے معلوم ہو، کہ وے خدا کی طرف سے بولتے ہیں، جیسے پیغمبر لوگ شروع کرتے
تھے، کہتا ہوں میں، کہ اس دعوے میں سچے ہیں، اور اون انجیل والے کے کلام میں
تو کہیں اس بات کی بو بھی نہیں ہے، کہ میں رسول اللہ ہوں، یا الہام سے لکھتا ہوں
اور تیسری انجیل والا خود ہی اقرار کرتا ہے، کہ میں سنی سنائی روایتوں کو لکھتا ہوں
رہا مرقس وہاں الہام کا مظنہ بھی ہم کو نہیں، اور یوحنا کا حال ہم آگے لکھیں گے،
ساتواں امر ریس کی سائی کلوپیڈیا میں ہے، کہ کتب مقدسہ کے مولفین
کی کلام میں غلطیاں اور اختلاف ہیں، میں کہتا ہوں جس غلطی اور اختلاف کا
انہوں نے حوالا دیا، اس کا ذکر آٹھویں ہدایت کے اندر پہلے اختلاف کے بیان میں

گذرا، اور ماسوا اس غلطی اور اختلاف کے ساٹھ[۶۰] اختلاف اور تراسی[۸۳] غلطیوں کا ذکر پہلی جلد کے اندر اور بعض اور غلطی اور اختلافات کا ذکر آٹھویں ہدایت کے اندر گذرا اور اکثر ان کتابوں کے حامی لاچار ہو کر وہاں تحریف کا اقرار کرتے ہیں، مگر حق یہ ہے، کہ بعض جا خود مصنفوں سے ہی وے غلطیاں اور اختلاف ہوئے ہیں، سو اب اس صورت میں اگر انکے مؤلف الہام سے لکھتے، تو یہ بات کیوں ہوتی، کیا عیاذاً باللہ خدا اور روح القدس بھی غلطی کرتے ہیں، نہیں یہی لوگ غلطی کرتے تھے، واٹسن اور ڈاکٹر بنسن کی تحقیق کے موافق حواری اپنے خانگی کاموں اور ارادوں میں غلطی کرتے تھے اور کلی می شس کے قول کے موافق متی اور مرقس کی تحریر میں بعض جا اختلاف معنوی ہے، کہتا ہوں میں، کہ اس میں کوئی شبہ نہیں، جب پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال جواب میں پادریوں کے تیسرے شبہ کے جواب میں پانچویں اختلاف کے اندر گذرا، اور وہاں یہ بھی معلوم ہوگیا، کہ نارٹن نے بعضے بعضے اختلافات کی نسبت صاف اقرار کیا ہے، کہ ان حالاتمیں تطبیق کی صورت کوئی نہیں نکلتی، اور زوینگلس اور اور پروٹسٹنٹ پولوس کے نامجات میں غلطی کے قائل ہیں، اور ڈاکٹر گوڈ اور برنشس اور جان کالون اور میگڈی برجنس علی الاعلان للکارتے ہیں، کہ جناب پطرس حواریوں کے سردار نے روح القدس کے نزول کے بعد بھی مسائل میں بلکہ ایمانیات میں غلطی کی ہے، اور انجیل سے جاہل تھے، اور کلیسہ میں بدعت بڑھائی، اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا، اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا اور اسی طرح برنباہ اور سب کلیسیا اور سب حواریوں نے عموماً اور پولوس نے خصوصاً غلطیاں کی ہیں، اور والی گیسکر کے قول کے موافق سب حواریوں نے اس بات میں غلطی کی ہے، کہ غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیحی کیطرف دعوت کی، کہتا ہوں میں، کہ اس عیسائی مذہب کے محقق کے اس قول کے حضرت مسیح کے قول موید ہیں، متی کی انجیل کے دسویں باب میں ہے، نسخہ ۱۸۴۱ء ۵ یسوع نے بارہوں کو حکم کرکے بھیجا اور کہا، کہ تم عوام کیطرف نہ جانا، اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا ۶ بلکہ بہ تخصیص اسرائیل کے گھر کی گم شدہ گوسپندوں کیطرف جائیو، اور متی کی انجیل کے ۱۵ باب میں ہے، میں اسرائیل کے گھرانے کی گمراہ گوسپندوں کے سوا اور کسی کے پاس

بھیجا نہیں گیا، اب دیکھو، کہ ان قولوں میں حضرت مسیح کی رسالت کی تخصیص ہے، اور اس فاضل کی تحقیق اور جناب مسیح کے ان اقوال سے یہ بھی معلوم ہو گیا، کہ یہ جو پادری لوگ مسلمانوں یا ہندوؤں کو اپنے مذہب کیطرف دعوت کرتے ہیں بہت بڑی غلطی کرتے ہیں، اور انجیل اور اپنے فضلاء کی تحقیق کے موافق بھی برا کرتے ہیں اور اگر مرقس کی انجیل کے سولہویں باب کے ۱۵ ورس سے دھوکا کھاتے ہیں، تو جان لو، کہ وہ ورس الحاقی ہے، اور گریسباخ نے اپنی شرح میں دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے، کہ اس باب کے ۹ ورس سے آخر باب تک الحاقی ہے، اور محقق نورٹن نے بھی اس کی تحقیق کو مان لیا ہے، جیسا پانچویں ہدایت کے اندر دوسری قسم کے شواہد میں پچاسیویں شاہد کے اندر گزرا، اور پیلی کی تحقیق کے موافق بہوت پلید کی تاثیرات کا حال جس سے آٹھویں حصے انجیل کے قریب مالامال ہے، بالکل غلط ہے، اور یہ غلطی حضرت عیسیٰ کے اقوال میں بھی موجود ہے، اور اسی طرح ان معاملات میں جو دین سے بیگانے ہیں، اور ان معاملات میں جو اتفاقاً مل گئے ہیں، اور ادلہ اور تشبیہات میں غلطی کا ہو جانا جائز ہے، سو اس کی تحقیق کے موافق نصف سے زائد عہد جدید محتمل الخطاء بلکہ بعض جا یقیناً غلط ہے، اور حواریوں اور پہلے طبقے کے عیسائیوں کا یہ غلط عقیدہ تھا، کہ یوحنا نہ مریگا، اور اسی طرح یہ غلط عقیدہ تھا، کہ قیامت ان کے ہی زمانے میں آ جائے گی، کہتا ہوں میں، کہ ان دو غلطیوں کو ان کے مفسر بھی تصدیق کرتے ہیں، یوحنا کی انجیل کے اکیسویں باب کی شرح میں بارنس یوں لکھتا ہے، کہ عیسیٰ کا لفظوں سے جو آسانی سے غلط سمجھے جا سکتے تھے، یہ غلطی اٹھی، کہ یوحنا نہ مریگا، اور اس بات سے کہ یوحنا اور حواریوں کے پیچھے بھی زندہ رہا، یہ غلطی مضبوط ہو ہو گئی، اور تفسیر ہنری اور اسکاٹ میں ہے، غالباً عیسیٰ نے اس قول سے یہودی انتقام کا لینا مراد رکھا ہوگا، لیکن حواریوں نے غلط خیال سے یہ سمجھا، کہ یوحنا قیامت تک زندہ رہے گا، یا زندہ بہشت میں اٹھا لیا جاوے گا، پھر اسی تفسیر میں ہے، یہاں سے سیکھو، کہ انسان کی روایت بے تحقیق اور اس پر ایمان کا بناء کرنا احمق پن ہے، یہ ایک روایت تھی، جو حواریوں کی روایت تھی، اور بات تھی جو بھائیوں میں عام تھی، اول کی پھیلی ہوئی، اور رائج تھی، پھر بھی وہ جھوٹی تھی،

اب یہ لکھی ہوئی روایتوں پر کتنا بھروسا کم ہے، اور یہ تفسیر روایتی تھی، کوئی نئی بات حضرت
عیسٰی کی پیشین گوئی نہ کی گئی تھی، پھر بھی غلط تھی، پھر اسی تفسیر کے حاشیہ میں ہے، کہ اس سبب
سے کہ حواری خداوند کے آنے کو صرف انصاف کے لئے خیال کرتے تھے، لفظوں کو
غلط سمجھے، جیسا کہ انجیل نویس خود بتلاتا ہے، اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ مینٹ میں ہے
کہ خداوند کے اس اظہار مبہم سے بعض مریدوں نے سمجھا، کہ یوحنا کبھی نہ مرے گا، اور
ان لوگوں میں پایا جائیگا، جو نزول عیسوی کے وقت زندہ رہیں گے، دیکھو نامہ اول
کرنتھیوں کے ۱۵ باب کا ورس ۵۱ و ۵۲ اور نامہ اول تھسلینکیوں کے ۴ باب کا
۱۷ ورس، حالانکہ ان لفظوں کے اصل معنے یہ تھے، کہ حواری یروشالم کے غارت ہونے
تک زندہ رہے گا، اور کتب مقدسہ کے بہت سے فقروں میں اس کو خداوند کے
آنے سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ نہایت بڑا انصاف اور اس کے رنج اور طاقت کی گواہی
ہے ا، کہتا ہوں میں، کہ ان پچھلے مفسروں کے نزدیک نامہ اول کرنتھیوں کے ۱۵ باب
کا ۵۱ و ۵۲ ورس اور نامہ اول تھسلینکیوں کے ۴ باب کا ۱۷ ورس اسی عقیدے
کے موافق ہیں، اور اسی طرح یعقوب کے نامہ کے ۵ باب کا ۸ ورس اور پطرس کے پہلے
نامہ کے ۴ باب کا ۷ ورس، اور مشاہدات کے ۳ باب کا ۱۱ ورس اور مشاہدات
کے ۲۲ باب کا ۷ و ۱۰ و ۲۰ ورس اور نامہ اول یوحنا کے ۲ باب کا ۱۸ ورس اس
بات پر دلالت کرتے ہیں، کہ حواریوں کو یقیناً یہ امید تھی، کہ ہم آخری زمانہ میں ہیں اور
قیامت بہت ہی نزدیک ہے، اور ہمارے طبقے کے لوگوں کی زندگی میں جناب
مسیح کا نزول ہو جائے گا، تو یہ سب قول الہامی نہیں، بلکہ اپنی غلط فہمی سے اور
غلطی اعتقاد سے ان لوگوں نے ایسا کچھ لکھا ہے، سو ان لوگوں کے غلط سمجھنے اور غلط
عقیدہ رکھنے اور غلط لکھنے میں شک نہیں، اور اخبار الایام کی پہلی کتاب میں عزرا
پیغمبر سے باوجودیکہ دو پیغمبر اور بھی ان کے مددگار تھے غلطی ہوئی، اور منقول عنہ کی
غلطی کو تینوں پیغمبر نہ نکال سکے، **آٹھواں امر** جو ان کتابوں کو الہامی کہتے ہیں، اُن
کے اب اقوال کو دیکھئے، کہ کس کتاب کو کہتے ہیں، اور اس میں بھی کس قدر کو۔ اتنا تو
متفق علیہ ہے، کہ ان کتابوں کے الفاظ اور عبارت تو الہامی نہیں، جیسا
ہارن اور باسوبر اور لیبافان کی تصریح سے معلوم ہوا، رہا مضمون سو اس کی بات

اختلاف ہے، جیروم اور گرگوریس اور ارازمس اور پروگوبیس اور اور بہت لوگ کہتے
ہیں، کہ کتب مقدسہ کی سب باتیں الہامی نہیں، اور جو سب کے الہامی ہونے
کا دعوےٰ کرتے ہیں، ان کی رائے مردود ہے، جیسا سائی کلوپیڈیا برٹینکا میں ہے
اور اس کتاب کے مولفین کے نزدیک تحقیق یہ ہے، کہ عہد جدید میں فقط مسائل
اور احکام اور پیشینگوئیاں الہامی ہیں، اور گذارشات اور حال تاریخی الہامی نہیں
اور میکاکس اور مسٹر گرڈل کے نزدیک نامجات تو الہامی ہیں، اور اناجیل اربعہ اور
اعمال غیر الہامی اور تاریخی معاملوں میں حواریوں کی گواہی ایسی ہے، جیسے اور مورخین
کی، اور لوقا کی انجیل اور مرقس کی انجیل اور کتاب اعمال کے الہامی کہنے میں
میکاکس کو تامل ہے، جیسا ریس کی سائی کلوپیڈیا میں ہے، کہتا ہوں میں، کہ نامجات
کا بھی یہ حال ہے، کہ جناب لوتھر کے نزدیک نامہ یعقوب کا اول تو مسلم ہی نہیں، اور
پھر تسلیم کی صورت میں بھی الہامی نہیں، اور ز ومیگلس اور اور پروٹسٹنٹ پولوس
کے نامجات کو الہامی نہیں مانتے، اور واٹسن کی ۴ جلد میں ہے، کہ لوقا کی انجیل
الہامی نہیں، اور یہی قول قدماء کا ہے، کہتا ہوں میں، کہ جب ان کے نزدیک لوقا
کی انجیل الہامی نہیں، تو مرقس کی انجیل بھی الہامی نہ ہوگی، کیونکہ اس کو کوئی
ترجیح نہیں، اور دونوں کے مولف تابعین میں سے ہیں نہ حواریوں میں سے، اور پاسوبر
اور پیافان کی تحقیق کے موافق لوقا کی انجیل الہامی نہیں، کہتا ہوں میں، کہ
جب ان کے نزدیک لوقا کی انجیل الہامی نہیں، تو ایسے ہی کتاب اعمال بھی
الہامی نہیں، کیونکہ یہ بھی اسی کی تصنیف ہے، اور انجیل سے رتبہ میں کمتر
اور کلی می شس کے قول کے موافق متی اور مرقس اور لوقا تینوں کی انجیلیں الہامی
نہیں، اور جو متی کی انجیل قدماء کے مذہب اور تحقیق کے موافق عبری میں تھی جو گم
ہوگئی، اور اب اس کا ترجمہ یونانی پایا جاتا ہے، سو اس ترجمہ کے مولف کا محقق نورٹن
کی تحقیق کے موافق یہ حال ہے، کہ اس کو جھوٹی اور سچی روایت کی تنقید کا رتبہ نہیں
اور اس نے جھوٹی حکایت کو بھی داخل کر دیا ہے، اور نورٹن علی الاعلان للکارتا ہے، کہ
لوقا کی انجیل کی اعجازی باتوں میں دروغ روایتی شامل ہو گیا ہے، اور اس کے
لکھنے والے نے مبالغہ شاعری کے طور اس کو ملا لیا ہے، اور اس زمانہ میں جھوٹ کا

پیچ سے تمیز کرنا مشکل ہے، اور پیلی کی تحقیق کے موافق عہد جدید میں نصف سے
زائد الہامی نہیں، اور علماء جرمن کی تحقیق کے موافق حضرت موسیٰؑ کی پانچوں کتابیں
الہامی نہیں، بلکہ انہوں نے اس وقت کی مشہور روایتوں سے جمع کیا ہے، اور
یوسی بیس اور بعضے اور بڑے محققین کے نزدیک کتاب پیدائش کی الہامی نہیں
اور جب موسیٰ کی کتابوں کی طرف ان علماء کے اعتقاد مسیحیہ کا یہ حال ہو تو عہد
عتیق کی اور کتابوں کا تو کیا ذکر کہ ان میں سے تو اکثر کے مصنفوں کے نام اور زمانے
کا ٹھکانہ بھی نہیں لگتا، جیسا پہلی ہدایت میں گذرا، اور ان آٹھ امور مذکورہ بالا کے
سوا جو ان اقوال مذکورہ سے حاصل ہوئے، **نواں امر** جو فی الحقیقت ساتویں نواں امر
امر کا تتمہ ہے، یہ بھی ہے، کہ اقوال مسیحی اکثر وقت ایسے مجمل ہوتے تھے، کہ سننے
والوں کی سمجھ میں نہ آتے تھے، اور حواری بعض وقت ادب یا خوف کر کے پوچھتے
بھی نہ تھے، مثلاً یوحنا کی انجیل کے ۲ باب میں جناب مسیح کا قول یہودیوں
کے جواب میں یوں ہے نسخہ ۱۸۴۱ء ۱۹ یسوع نے جواب دے کر انہیں کہا، اس
ہیکل کو ڈھا دو، میں اسے تین دن میں کھڑا کرونگا، ۲۰ یہودیوں نے کہا، چالیس برس میں
سے یہ ہیکل بن رہا ہے، تو اسے تین دن میں بنائے گا، ۲۱ پھر اس نے اپنے بدن کی
ہیکل کی بات کہی تھی، ۲۲ اس لئے جب وہ مردوں سے جی اٹھا، تو اس کے
شاگردوں کو یاد آیا، اس نے انہیں یہ کہا تھا، اور وے کتابوں پر اور اس کلمے پر جو یسوع
نے کہا تھا، ایمان لائے، دیکھو اس قول کو یہودیوں میں سے کسی نے نہ سمجھا تھا، کیا
فاضل اور کیا عالم اور کیا جاہل اور حواریوں نے زندہ ہونے کے بعد سمجھا کہ ہیکل
سے مراد جسم عیسوی تھا اور یوحنا کی انجیل کے ۶ باب میں ہے نسخہ ۱۸۴۱ء
۵۱ میں ہوں وہ جیتی روٹی، جو آسمان سے اتری، اگر کوئی اس روٹی کو کھائے ابد
تک جیتا رہیگا، اور روٹی جو میں دونگا، میرا گوشت ہے، جو میں جہان کی حیات
کے لئے دونگا ۵۲ تب یہودی آپس میں بحث کرنے لگے، کہ یہ مرد اپنا گوشت
کیونکر ہمیں دے سکتا ہے، کہ کھائیں ۵۳ یسوع نے انہیں کہا کہ میں تم سے سچ
کہتا ہوں، اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ، اور اسکا لہو نہ پیو، تم میں حیات نہیں
ہے ۵۴ جو کوئی میرا گوشت کھاتا ہے، اور میرا لہو پیتا ہے، حیات ابدی پاتا

ہے، اور میں اُسے پچھلے دن اُٹھاؤنگا ۵۵ کہ میرا گوشت فی الحقیقت خوردنی اور میرا لہو
فی الواقع نوشیدنی ہے ۵۶ وہ جو میرا گوشت کھاتا ہے، اور میرا لہو پیتا ہے، مجھہ میں
بستا ہے، اور میں اس میں ۶۰ تب اس کے شاگردوں بہتوں نے سن کے کہا
کہ یہ سخت مشکل کلام ہے، اسے کون سن سکتا ہے، دیکھو یہ کلام کسی یہودی کی سمجھہ
میں نہ آیا، اور بہت سے جناب مسیح کے مریدوں نے اسے سخت مشکل سمجھا، یوحنا
کی انجیل ۳ باب میں جناب مسیح کا قول نکدیمہ سے جو فاضل یہودی تھا، اور اُس
کا قول یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۴ ۳ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا، میں تجھہ
سے سچ سچ کہتا ہوں، اگر کوئی پھر پیدا نہ ہو، تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھہ
نہیں سکتا، ۴ نکدیمہ اُس سے بولا، آدمی جب بوڑھا ہوا، تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے
کیا اُسے یہ قدرت ہے، کہ اپنی ماں کے پیٹ میں جاوے، اور دوبارہ پیدا ہووے
۵ یسوع نے جواب دیا، کہ میں تجھہ سے سچ سچ کہتا ہوں، اگر آدمی پانی سے روح
سے پیدا نہ ہووے، تو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہو نہیں سکتا ۹ نکدیمہ جواب
میں اس سے بولا، یہ کیونکر ہو سکتا ہے، ۱۰ یسوع نے جواب دیا، کیا تو بنی اسرائیل
کا مرشد ہے اور یہ باتیں نہیں سمجھتا، دیکھو نکدیمہ باوجودیکہ یہودی مذہب عالم کا
اور مرشد تھا، تو بھی جناب مسیح کے قول کو نہ سمجھا، اور جب آپ نے دوبارہ کھولکر فرمایا
تو بھی نہ سمجھا، اور پوچھنے لگا، کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے، بھلا جب یہودی فاضل قابل کا
یہ حال ہو، تو اب جناب مسیح کے اکثر شاگردوں سے جو غالباً چھوٹے جاہل تھے
سمجھنے کی کیا امید ہے، یوحنا کی انجیل کے ۸ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۴۴ ۲۱
یسوع نے پھر ان سے کہا، میں تو جاتا ہوں، اور تم مجھے ڈھونڈو گے، اور اپنے گناہوں
میں مروگے، جہاں میں جاتا ہوں، وہاں تم نہیں آسکتے ۲۲ تب یہودیوں نے کہا، کیا
وہ اپنے تئیں مار ڈالیگا، جو کہتا ہے، جہاں میں جاتا ہوں، تم نہیں آسکتے، دیکھو یہاں بھی
یہودی لوگ جناب مسیح کی مراد کو نہ سمجھے، پھر اسی باب میں ہے، نسخہ ۱۸۴۴ و
۵۱ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں، اگر کوئی شخص میری بات پر عمل کرے، موت کو
کبھی نہ دیکھے گا، ۵۲ یہودیوں نے کہا، اب ہم نے جانا ہے، کہ تیرا ساتھ دیو ہے ابراہیم
اور سب نبی مرگئے، اور تو کہتا ہے، اگر کوئی شخص میری بات پر عمل کرے تو موت کا مزا بھی

نہ چکھے گا ۔ دیکھو یہاں بھی مراد کو نہ سمجھے ، اور اُلٹے نسبت دیوانہ پن کی کی ، پھر اسی باب
میں ہے ، نسخہ ۱۸۴۴ء ، ۵۶ تمہارا باپ ابراہیم میرے دن دیکھنے کو بہت چاہتا تھا ، اور اس
نے دیکھا ، اور خوش ہوا ، ۵۷ یہودیوں نے اس سے کہا ، تیری عمر تو پچاس برس کی بھی نہیں
اور تو نے ابراہیم کو دیکھا ، ۵۸ یسوع نے ان سے کہا ، کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں ، کہ
ابراہیم کے ہونے سے میں آگے ہوں ۵۹ تب انہوں نے اسے مارنے کو پتھر اٹھائے
الخ دیکھو یہاں بھی یہودی لوگ جناب مسیح کے کلام کو نہ سمجھے ، پھر اسی انجیل کے ۱۱ باب
میں ہے ، نسخہ ۱۸۴۴ء ، ۱۱ ان سے کہا ، کہ ہمارا دوست العازر سو گیا ہے ، میں اُسے جگانے
جاتا ہوں ۱۲ تب اس کے مریدوں نے کہا ، اے خداوند ، اگر سوتا ہے ، چنگا ہوگا ۱۳
یسوع نے تو اس کی موت کی بابت کہی ، پر انہوں نے گمان کیا ، کہ اس نے نیند کے چین
کی کہی ہے ، ۱۴ تب یسوع نے ان سے صاف کہا ، العازر مر گیا ، دیکھو اس جا بھی
حواری اور غیر حواری مسیح کی مراد کو نہ سمجھے ، جب تک کہ انہوں نے صاف کر کے نہ کہا
متی کی انجیل کے ۱۶ باب میں ہے نسخہ ۱۸۴۴ء ، ۶ تب یسوع نے ان سے کہا خبردار
فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے پرہیز کرو ، ۷ انہوں نے اپنے دل میں گمان
کر کے کہا ، کہ اس کا سبب یہ ہے ، کہ ہم نے روٹیاں ساتھ نہ لیں ۸ لیکن یسوع نے
یہ معلوم کر کے ان سے کہا ، اے کم اعتقادو ، تم اپنے دل میں کیوں گمان کرتے ہو کہ یہ
روٹیاں نہ لینے کے سبب سے ہے ۱۲ تب وے سمجھے ، کہ اس نے ان سے روٹی
کے خمیر سے نہیں ، بلکہ فریسیوں اور صدوقیوں کی تعلیم سے پرہیز کرنے کو کہا ، لوقا کی
انجیل کے ۹ باب میں جناب مسیح کا قول سب حواریوں کے خطاب میں یوں ہے
نسخہ ۱۸۴۴ء ، ۴۴ ان باتوں کو کانوں سے سن رکھو ، کہ ابن آدم لوگوں کے ہاتھ پکڑوا
جائے گا ، ۴۵ پر انہوں نے اس بات کو نہ سمجھا ، اور ان پر پوشیدہ ہونے سے
دریافت نہ کیا ، اور مارے ڈر کے اُس سے اُسکا سوال نہ کیا ، دیکھو یہاں سب حواریوں
نے نہ جناب مسیح کے مطلب کو سمجھا ، اور نہ مارے ڈر کے سوال کیا ، پھر اسی انجیل کے
۱۸ باب میں ہے ، ۳۱ پھر اس نے بارہوں کو ساتھ لے کر ان سے کہا ، دیکھو ہم یروشلم
جاتے ہیں ، اور سب کچھ جو ابن آدم کے حق میں نبیوں کی معرفت لکھا گیا ہے ، پورا ہوگا
۳۲ کیونکہ وہ غیر ملکیوں کے حوالے کیا جائے گا ، اور وے اس سے ہنسی کرینگے ،

اور اس پر زبردستی کریں گے، اور اس کے منہ پر تھوکیں گے، ۳۳ اور اسے کوڑے مار کر قتل کرینگے، اور تیسرے [illegible] دن پھر وہ جی اُٹھیگا، ۳۴ پر انہوں نے ان باتوں سے کچھہ نہ سمجھا اور یہ بات اُنپر چھپی رہی، اور انہوں نے ان کہی ہوئی باتوں کو نہ سمجھا، دیکھو اس جا بھی باوجودیکہ جناب مسیح اس بات کو انہیں پہلے سمجھا چکے تھے، اور یہ دوسرا مرتبہ تھا، کہ بارہ[۱۲] کے بارہ نہ سمجھے اور کچھہ بھی ان کی سمجھہ میں نہ آیا، اور ظاہر میں سبب اس کا یہ ہے، کہ انہوں نے یہودیوں سے سُن رکھا تھا، کہ مسیح ایک بڑا بادشاہ ہوگا، اور اب انہوں نے حضرت عیسٰی کو مسیح موعود جانا تھا، اور ظاہر میں کسی طرح کی سلطنت دنیاوی نہ ہوئی تھی، سو انکو یہی خیال تھا، کہ ضرور ہوگی، اور ہم بھی ان کے وعدے کے موافق بارہ[۱۲] تختوں پر جلوس کرکے بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں پر سلطنت کریں گے، اور یہ باتیں اس خیالی سلطنت اور اعتقاد کے مخالف تھیں، سو اس لحاظ سے سمجھہ میں نہ آئیں ہو گر نہ ان میں کسی طرح کا پوشیدہ پن نہ تھا، سو اب کہتا ہوں، کہ اناجیل اربع سے کسی میں حضرت عیسٰی کے قول انکے الفاظ سے تو منقول نہیں، بلکہ سب انجیلی روایت بالمعنی اپنی سمجھہ کے موافق کرتے ہیں، تو اب کونسی دلیل ہے، کہ انہوں نے ان کے قولوں کو بہت جا غلط نہ سمجھا ہو، اور وہ غلطی ان کو اپنی حین حیات تک معلوم نہ ہوئی ہو، جیسے سب اس عقیدے غلط پر تھے کہ قیامت ہمارے طبقے کے لوگوں کی زندگی میں آجائے گی، یا جیسے پطرس حواری اور پولوس اور بعضے اور جو یوحنا کی وفات سے پہلے مرے یا مارے گئے، اس عقیدے پر اُٹھے، کہ یوحنا قیامت تک زندہ رہیگا، یا زندہ بہشت میں اُٹھالیا جائے گا، اور جو الفاظ عیسوی گم ہوگئے، تو تمیز کی پھر کوئی صورت نہ رہی، اور جب یہ نو کے تو امر معلوم ہوئے، تو اب کہتا ہوں، کہ اس عہد جدید کے الہامی اور واجب التسلیم ہونے کی کوئی صورت نہیں، اس لئے کہ متی اور لوقا اور مرقس کی انجیل اور کتاب اعمال تو علما مذکورین کی تحقیق کے موافق الہامی نہیں[لہ]، اور نامہ عبرانیہ اور نامہ دوم پطرس اور نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور نامہ دوم وسیوم یوحنا اور کتاب مشاہدات تو بالکل اعتبار سے ساقط ہیں، جیسا پہلی ہدایت کے اندر گذر رہی ہے، یوحنا کی انجیل اور بعض نامجات سو ان کا حال یہ ہے، کہ یوحنا کی انجیل کی اول تو سند ہی نہیں، اور سند قطع نظر کرکے علما مذکورہ بالا

لہ اور کتاب اعمال کو فرقہ ولن ٹی نینس اور مارسیونی اور سویرینیس اور بعض فرقہ مانی کیز کا بھی رد کرتا تھا ۱۲

کی تحقیق کے موافق گذارشات اور تاریخی حال اس کا الہامی نہیں، اور متی کی انجیل کی تسلیم کی صورتمیں بھی یہی ہمارا قول ہے، اور بے ناصحات سوان میں بھی عام کاموں میں جو تحریر ہے، الہامی نہیں، اور پیلی کی تحقیق کے موافق ادلہ اور تشبیہات بھی ایسی ہی ہیں، اور زونیکلس اور پروٹسٹنٹوں کے نزدیک پولوس نے چند چیزوں میں غلطی کی ہے، اور ہم تو پولوس کو نہ حواری جانتے ہیں، اور نہ صاحب الہام اور نہ ہم کو اس سے اور اس کے ناصحات سے کچھ کام ہے، تو ہمیں اس کی تحریر کیطرف التفات کی بھی حاجت نہیں، اور جب ان کے علماء محققین کے اقرار سے ثابت ہوا کہ سب حواریوں نے عموماً اور پطرس اور پولوس نے خصوصاً غلطی کی ہے، بلکہ پطرس حواری نے ایمان کے مسئلہ میں بھی، تو اب کونسی دلیل ہے، کہ انہوں نے مسائل اور احکام کے بیان میں غلطی نہ کی ہو، اور اسی طرح جو یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے قول کو روایت بالمعنی کرتے ہیں، تو اس کے سمجھنے میں کسی جا غلطی کھا کر غلط نہ نقل کیا ہو، جیسا بعض جا غلط سمجھنا انکا مسلم ہے، اور وہ جو پیلی دعوے کرتا ہے، کہ دلیل میں تو غلطی جائز ہے، اور نتیجہ اس کا یقیناً صحیح ہے، استہزا کے قابل ہے، اس لئے غلط دلیل سے نتیجہ صحیح یقیناً کب نکلتا ہے، اسی لئے برکس جو فاضل عیسائی مذہب ہے، اس کی کتاب پر اسجا حاشیہ کے طور یوں لکھتا ہے، یہ خیال نہایت نامعقول ہے، کہ حواریوں نے نئے مقدمے استعمال کرکے نتیجہ نیک نکالا، اور اس مطلب میں جو خدا نے پیشتر الہام کیا تھا، غلطی کی، حالانکہ وے تازہ الہام کی تعلیم میں مصروف تھے، اور اسی طرح یہ خیال بھی کہ انہوں نے ایک حصہ کتب مقدسہ کو دوسرے حصہ کے لکھنے کیحالت میں پلٹا، اور جو شخص ایسے مقدمات کو کہ جنکا یقین نہیں، استعمال کرے، دیانتدار نہیں، اور حواریوں کا ان مقدمات کو دین عیسوی کے مسئلہ کے اثبات کے لئے استعمال کرنا ہر ایک عیسائی کے واسطے ان مقدمات کی صداقت کی پوری سند ہے، وگرنہ طریقہ دلیل کا بے فائدہ اور بدتر بلکہ استہزا کے قابل ہے، یہاں تک برکس کا کلام تھا، اور اس فاضل نے پیلی پر لے دے تو بہت کچھ کی، مگر کوئی وجہ اچھی اپنی طرف سے بھی نہ لا سکا، پادری لوگ عوام کے مغالطہ دینے کو تحریر اور تقریر میں دو عذر کبھی پیش کیا کرتے ہیں، سو اس جا مناسب ہے، کہ ان کو بھی ذکر کر دوں، اول یہ جب کہ مرقس کی انجیل کو پطرس نے اور لوقا کی انجیل کو پولوس نے دیکھ لیا ہے، اور یہ

دونوں تو الہامی شخص تھے، سو انکا دیکھ لینا ان کی صداقت کیلئے کافی دلیل ہے۔ دوم یہ کہ یوحنا حواری نے اناجیل ثلثہ کو دیکھ کر پسند کیا ہے، کہتا ہوں میں، کہ مرقس کی انجیل کو پطرس حواری کا دیکھنا ثابت نہیں ہوتا، ارنیوس جو سنہ ۱۷۸ء میں تھا، یوں لکھتا ہے، کہ پطرس کے مرید و مترجم مرقس نے پطرس اور پولوس کی موت کے بعد وے چیزیں لکھ کر دیں، جن کو پطرس نے وعظ کیا تھا، اور لارڈنر اپنی کتاب الاسناد میں لکھتا ہے، کہ مجھے خیال ہوتا ہے، کہ مرقس کی انجیل سنہ ۶۳ء یا سنہ ۶۴ء کے قبل نہیں لکھی گئی، اس لئے کہ پطرس کی اس وقت سے پہلے روم میں رہنے کی کوئی وجہ معقول خیال میں نہیں آتی .. اور یہ تاریخ اس پرانے لکھنے والے ارنیوس کے موافق ہے، جو کہتا ہے، کہ مرقس نے اپنی انجیل کو پطرس اور پولوس کی موت کے بعد لکھا ہے، اور باسنیج ارنیوس کی موافقت کرکے کہتا ہے، کہ مرقس کی انجیل سنہ ۶۶ء میں پطرس اور پولوس کی موت کے بعد لکھی گئی، اور اس کے نزدیک ان کی شہادت سنہ ۶۵ء میں واقع ہوئی ہے، یہاں تک لارڈنر کا کلام تھا، سو اب معلوم ہوا، کہ پطرس حواری نے مرقس کی انجیل کو نہیں دیکھا، بلکہ یہ انجیل تو ان کے مرنے کے بعد لکھی گئی ہے، اور اسی طرح لوقا کی انجیل کو پولوس کا دیکھنا بھی تین وجہ سے ثابت نہیں، **پہلی** وجہ یہ ہے، کہ علماء عیسائی مذہب کا اس پر اتفاق ہے، کہ جناب پولوس جب سنہ ۶۳ء میں قید سے چھوٹے، پھر انکا حال موت تک صحیح خبر سے نہیں ملتا، نہ کتاب اعمال سے نہ اور جاسے، اور اس بات میں گفتگو ہے، کہ قید سے چھوٹ کر کہاں گئے، بعضے گمان کرتے ہیں، کہ ہسپانیہ اور مغرب کی سمت کو اور بعضے خیال کرتے ہیں، کہ یروشلم سے ہو کر اور کلیسوں کی طرف جو انہوں نے بنائے تھے گئے، اور کئی وجہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ غالباً اول ہی صحیح ہو، اور ان کلیسوں کیطرف جو مشرق کی جانب تھے، نہ گئے ہوں اور جمہور عیسائیوں کا یہ مذہب ہے، کہ لوقا نے اپنی انجیل کو اکیلیا میں جو مشرق میں ہے لکھا ہے، اور ظن غالب یہ ہے، کہ اس نے اپنی انجیل کو لکھتے ہی تھیوفلس کے پاس جسکے واسطے تصنیف کی تھی، روانہ کردی ہوگی، اور یہ بات کہیں سے ثابت نہیں ہوئی، کہ تھیوفلس اور پولوس کی ملاقات ہوئی ہے، تو اب معلوم ہوتا ہے، کہ پولوس نے اس انجیل کو نہ دیکھا ہوگا، ہارن صاحب اپنی تفسیر کی چوتھی جلد صفحہ ۲۳۵ میں لکھتا ہے

نسخہ ۱۸۲۲ء اس جہت سے کہ لوقا نے پولوس کی تاریخ کو اس کی رہائی کے بعد سے نہیں
لکھا، اسی لئے اس کی رہائی سے جو ۶۳ء میں ہوئی، اس کی موت تک کے سفر وغیرہ کا
حال کچھ خبر سے نہیں معلوم ہوتا، یہاں تک ہارن کا کلام تھا، اور لارڈ نر اپنی کتاب الاسناد
کی پانچویں جلد کے صفحہ ۵۰۳ میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۷ء کہ اب ہمیں حواری کے اس
وقت (یعنی رہائی کے وقت سے) اس کی موت تک تاریخ مخفی ہے، لیکن وقت
مذکور کی بابت لوقا کے بیان سے کچھ مدد نہیں ملتی، اور عہد جدید کی اور کتابوں سے بھی
بہت تھوڑی اور علیٰ ہذ القیاس قدما کے کلام سے زیادہ مدد پائی نہیں جاتی، اس امر
میں گفتگو ہے، کہ رہائی کے بعد پولوس کہاں گیا، یہاں تک لارڈ نر کا کلام تھا، ان دونوں
مفسروں کے کلام سے یہ بات ثابت ہو گئی، کہ رہائی کے بعد جناب پولوس کا حال کچھ
خبر سے معلوم نہیں ہوتا، تو اب ہم پر متاخرین کا صرف قیاس حجت نہ ہو سکیگا، اور غالب
یہی ہے، کہ ہسپانیہ اور مغرب کی سمت کو گئے، جیسا اب معلوم ہو جاتا ہے، نامہ رومیہ کے
۱۵ باب کا ۲۳ ورس یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۰ء و ۱۸۴۴ء پر اس لئے کہ اب ان ملکوں میں
جگہ باقی نہ رہی، اور تمہاری ملاقات کی بھی بہت برس سے آرزو رکھتا ہوں، جب ہسپانیہ
کو روانہ ہونگا، تم پاس بھی آجاؤں گا، اس مقام سے جناب پولوس کا عزم ہسپانیہ کی
سمت جانیکا معلوم ہوتا ہے، اور جو کسی دلیل قطعی سے معلوم نہیں ہوتا، کہ رہائی سے پہلے
ہسپانیہ کو گئے ہوں، تو اب غالب یہی ہے، کہ رہائی کے بعد ضرور گئے ہونگے، کیونکہ ارادے
کے موقوف کر دینے کی کوئی اچھی وجہ نہیں پائی جاتی، اور جب تک کوئی اچھی وجہ نہ ہو،
تو ظاہر کے خلاف کو لینا ایک بے انصافی اور جناب پولوس پر الزام کا لگانا ہے، اور کتاب
اعمال کے بیسویں باب کے پچیسویں ورس میں جناب پولوس کا قول یوں ہے، نسخہ
۱۸۴۰ء و ۱۸۴۴ء اور اب دیکھو، کہ مجھے معلوم ہے، کہ تم سب جنکے درمیان میں خدا کی
بادشاہت کی خوشخبری دیتا پھرا ہوں، میرا منہ پھر نہ دیکھو گے، اس سے معلوم ہوتا ہے،
کہ ان کلیسوں کیطرف جو مشرق کی سمت تھے، جناب پولوس کا عزم نہ تھا، اور کلیمنٹ

اسقف روم اپنے نامہ میں یوں کہتا ہے، کہ پولوس تمام دنیا کو راستی سکھلا تا کنار مغرب
پر آیا، اور شہادت پا کر پاک جگہ میں گیا، یہاں تک کلیمنٹ کا کلام تھا، تو اس
سے معلوم ہوتا ہے، کہ رہائی کے بعد ہسپانیہ کو گئے ہوں، نہ مشرقی کلیسوں کی طرف

اور جب یہ بات ثابت ہو گئی، تو اب ان کا لوقا کے انجیل کو دیکھنا ثابت نہیں ہوتا **دوسری وجہ** یہ ہے، کہ لوقا کی انجیل کے لکھے جانے سے پولوس کی وفات تک بہت ہی تھوڑا زمانہ ہے، اور جب کہ مرقس نے جو بقول بابنیج کے اُنے اپنی انجیل کو سنہ ۶۴ء میں لکھا ہے اور لوقا نے جو بقول بعض کے اپنی انجیل کو سنہ ۶۳ء میں لکھا ہے متی کی انجیل کو جو بقول بعض کے سنہ ۳۲ء میں لکھی گئی ہے، اس عرصہ دراز میں باوجودیکہ ..... تمام ملک یہودیہ اور یروشالم میں پھرتے رہے ہیں، نہیں دیکھا، تو پھر پولوس نے اتنے عرصے میں کہ کل برس یا ڈیڑھ برس کا زمانہ ہوتا ہے، لوقا کی انجیل کو کس طرح دیکھا ہوگا اس لئے کہ اس عرصہ میں نہ تو پولوس کا لوقا کے پاس آنا اور نہ لوقا کا اس کے پاس جانا اور نہ انجیل کا اس کے پاس بھجوانا ثابت ہوا ہے، **تیسری وجہ** یہ ہے، کہ یہ گمان فقط ان بعضے قدماء کے قول سے اُٹھا ہے، جو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد ہوئے ہیں، سو اول یہ ہے، کہ ان کی اکثر روایت سے یہ بات پوری طرح ثابت نہیں ہوئی، مثلاً ارینیوس صرف اتنا کہتا ہے

کہ پولوس کے پیرو لوقا نے ایک کتاب میں اُس خوش خبری کو جسکا وعظ پولوس نے کیا لکھا ہے، سو اس قول سے ہرگز یہ بات معلوم نہیں ہوتی، کہ پولوس نے اس انجیل کو دیکھا ہو، بلکہ لارڈنر صاحب ارینیوس کے اس قول کو اپنی کتاب الاسناد میں نقل کر کے لکھتا ہے، کہ ربط کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ بات (یعنی لوقا کا انجیل کو لکھنا) مرقس کی انجیل کے لکھنے اور پولوس اور پطرس کی موت کے بعد واقع ہوئی ہو، یہاں تک لارڈنر کا کلام تھا، سو اس کی تحریر کے موافق بھی ممکن نہیں، کہ پولوس نے اس انجیل کو دیکھا ہو، اور ترتولین صرف اتنا ہی کہتا ہے، کہ لوقا کی تاریخ عموماً پولوس کیطرف منسوب ہے، سو اس سے بھی وہ بات ثابت نہیں ہوتی، بلکہ مطلب اس کا یہ ہے، کہ جو کچھ لوقا نے لکھا، پولوس سے سنکر لکھا ہے اور ارجن کا قول ایسا ہے، کہ خود عیسائی مذہب کے علماء لاچار ہو کر اقرار کرتے ہیں، کہ اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی، بلکہ وہ تو نامہ رومیہ کے ٢ باب کے ١٦ ورس یا نامہ تمتھی کے ٢ باب کے ٨ ورس یا نامہ ٢ کرنتھونکے ٨ باب کے ١٨ ورس پر گواہی ہے، اور دوئم یہ ہے، کہ اگر ان ہی لیں، کہ بعضے روایت سے ثابت ہوتی ہے، تو اس بعضے روایت کی کوئی سند نہیں پائی جاتی، کہ ان کو یہ روایت کس سے پہنچی تھی، بلکہ وے لوگ صرف اپنے گمان کے موافق کہتے

ہیں، اور ظاہر ہے، کہ جب جامعین تفسیر ہنری اور اسکاٹ کے اقرار کے موافق یہ روایت کہ یوحنا قیامت تک نہ مریگا، حواریوں کی روایت تھی اور بات تھی، جو عام تھی، اور کی پھیلی ہوئی، اور رائج تھی، اور تفسیر روایتی تھی، کہ کوئی نئی بات حضرت عیسیٰ کی نہ تھی، پھر بھی جھوٹی اور غلط تھی، تو پھر عیسائی مذہب کے ان بعضے قدما کی جو سو اور ڈیڑھ سو برس کے بعد ہوئے روایت کو بے سند کیسے قبول کریں، حالانکہ قدماء عیسائی مذہب کو ہرگز روایات کی تنقید نہ تھی، محض جھوٹی گپوں، کو اعتقاد کر بیٹھے تھے، جیسا نارٹن کہتا ہے، پرانے سے پرانے قدماء نے اپنے وقت کی گپوں کو سچ سمجھکر لکھدیا، اور ان لوگوں نے جو ان کے بعد ہوئے ادب کرکے ان کے لکھے کو قبول کرلیا، اور یہ جھوٹی سچی روایتیں ایک لکھنے والے سے دوسرے لکھنے والے تک پہنچیں، اور مدت دراز کے بعد ان کی تنقید متعذر ہوئی، یہاں تک نارٹن کا کلام تھا، اور اسی طرح اناجیل ثلثہ کو یوحنا حواری کا دیکھنا کئی وجہ سے جھوٹ ہے، یا مفید نہیں، **پہلی وجہ** یہ ہے، کہ متی اور مرقس کی تحریریں بعض بعض جا یقیناً ایسا اختلاف معنوی ہے، کہ نارٹن سا متعصب صاف اقرار کرتا ہے، کہ ان حالات میں تطبیق کی کوئی صورت نہیں نکلتی، جیسا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب میں گذرا، اور کلی می شس بھی اس امر کا مقر ہے، جیسا اسی ہدایت کے اندر اٹھارہویں سند میں گذرا، بلکہ تینوں انجیلوں کی تحریریں اختلاف معنوی اور غلطیاں ہیں، جیسا مشروحاً پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب میں گذرا، اور خود انکے علماء بھی اس بات کے مقر ہیں، جیسا ریس کی سائی کلوپیڈیا سے گیارہویں سند میں گذرا، تو اب دو حال سے خالی نہیں، کہ یہ غلطیاں اور اختلاف یوحنا حواری کے دیکھنے اور سند کرنے کے وقت موجود تھے، یا نہ تھے، اگر تھے، تو یوحنا کو معلوم ہوئے تھے، یا نہیں، اگر معلوم ہوئے تھے تو پھر پوچھا جائیگا، کہ یوحنا نے ان غلطیوں اور اختلاف سمیت ان کی سند کردی تھی، یا اصلاح دے کر ان کو نکال دیا تھا، لیکن جو تحریف کا تصرفات مسیحیوں میں اول ہی سے چرچا تھا، اور دوسری صدی سے اس قسم کی حرکات مستحبات دینی میں سمجھی گئیں تھیں، اور متی کی انجیل کا اصل عبری نسخہ ان کے مفسرین کے اقرار کے موافق اسی تحریف کے صدقے سے گم ہوا، اور کلیمنس دوسری صدی میں ان لوگوں کے نام لکھتا ہے جو انجیلوں کو محرف کرتے تھے، اور آرجن تیسری صدی میں بڑے زور سے فریاد کرتا ہے، اور کہتا ہے

کرہم کاتبوں کی غلطی اور اس بددیانتی اور بیباکی کا جس سے انہوں نے متن کو صحیح کیا ہے، کیا حال بیان کریں، اور اسی طرح ان کی اس بے قیدی کا جس سے زیادہ یا کم کیا ہے، کیا حال کہیں، اور یہ حرکت ایسی تھی کہ موافق کا کیا ذکر مخالف بھی اس سے ایسے واقف تھے کہ اپنی تحریر اور تقریریں سلفاً اور خلفاً چلاتے اور شکایت کرتے ہیں، دیکھو سلسوس فاضل بت پرست کو جو دوسری صدی میں للکارتا ہے، کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلوں کو تین بار چار بار بلکہ اس سے بھی زائد ایسا بدلا ہے، کہ گویا ان کا مضمون بھی بدل گیا، اور فاسٹش کو جو چوتھی صدی میں فرقے مانی کیز کا ایک مشہور فاضل گذرا ہے، دہائی دیتا ہے اور کہتا ہے، کہ ان چیزوں سے انکار کروں، جو فریب سے تمہارے باپ دادوں نے الحاق کردی ہیں، سو محرف لوگوں نے اس کی اصلاح سے پہلوتہی کر کے پھر سب ان غلطیوں اور اختلافات کو ایسا داخل کرلیا، جیسا سولہویں صدی کے محرفوں نے جناب لوتھر کے ترجمہ میں باب پانچویں نامہ اول یوحنا میں اس جھوٹے اور جعلی فقرہ مشہور کو جس کا ذکر پانچویں ہدایت کے اندر دوسری قسم کے شواہد میں گذرا، پھر داخل کرلیا ہے، پہلی شق تو بالکل باطل ہے، کیونکہ ممکن نہیں، کہ یوحنا حواری سا شخص جان بوجھ کر ایسی بددیانتی برتے، اور دوسری شق میں، اور اسی طرح اس صورت میں جو اس کو معلوم ہی نہیں ہوئی تھی، اور اسی طرح اس صورت میں جو سند کرنے کے وقت موجود ہے، نہ تھے، اس تصدیق اور سند کا کچھ فائدہ نہ رہا، بلکہ دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہوا، سو اب حق یہ ہے، کہ یوحنا حواری نے ان کو نہیں دیکھا، اور ایک دو قدما کی روایت سے جن کا حال ایسا تھا، جیسا اوپر گذرا، اس امر باطل کا اعتقاد نہیں ہو سکتا، خصوصاً یوسی بیس جیسے شخص کی روایت کے موافق کہ عیسائیوں کے نزدیک ایک بدعتی ہے، جو ایرس کے معتقدوں سے تھا، اور اس نے اتھانیشیش کا عقیدہ اپنی طرف سے گھڑ دیا تھا، اور آجگروس کے نامہ کو جسے اب علماء عیسائی مذہب کے کیا کاتھلک کیا پروٹسٹنٹ جعلی سمجھتے ہیں، سچا جانتا تھا، علاوہ اس کے اگر مرقس کی انجیل کو پطرس حواری یا یوحنا حواری نے دیکھ بھی لیا ہو، تو ایک اور طریق سے کچھ مفید نہیں، اس لئے کہ متی کی انجیل کی طرح اس کا اصل نسخہ بھی گم ہے، اور فقط یونانی ترجمہ اس کا موجود ہے، چنانچہ کاردنل بردنیس اور بر طلاش کہتے ہیں، کہ یہ انجیل اصل میں لاطن زبان میں تھی، بعد اس کے یونانی میں

ترجمہ ہوئی، اور کچھ تھوڑی سی اس اصل میں سے وِنِس شہر کے کتب خانہ میں موجود بھی ہے کہ وہاں کے لوگ اس کے اصل ہونے کے مدعی ہیں، اور ایک پرانا نسخہ سریانی زبان کا تھا، اسپر بھی لکھا تھا، کہ مرقس نے اپنی انجیل رومی (یعنی لاٹن) زبان میں لکھی تھی، **دوسری وجہ** یہ ہے، کہ اگر بر تقدیر دیکھا بھی ہو، تو بھی ان وجوہ کا لحاظ کر کے جنکا ذکر چھٹی ہدایت کے اندر گذرا، یوحنا حواری کے دیکھنے سے ان کا سندی اور بے نقصان ہونا ثابت نہیں ہوتا، **تیسری وجہ** یہ ہے، کہ جب ان کے علما کبار کے اقرار کے موافق حواری لوگ خود اپنی تحریر میں غلطیاں کرتے ہوں، اور جناب پطرس حواریوں کے سردار نے روح القدس کے نزول کے بعد بھی مسائل میں بلکہ ایمان میں غلطی کی ہو، اور کلیسہ میں بدعت بڑھائی ہو، اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا ہو، اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا ہو، اور اسی طرح برنباہ اور سب کلیسیا اور سب حواریوں نے عموماً اور پولوس نے خصوصاً غلطیاں کی ہوں، اور والی ٹیکر کے قول کے موافق سب حواریوں نے اس بات میں بھی غلطی کی ہو، کہ غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیحی کیطرف مدعو کیا، سو اب اگر نظر کرنے کے وقت دوسرے کی تحریر میں ان سے غلطی ہو تو کیا عجب ہے، اور کتاب اعمال کو تو یوحنا کا دیکھنا کسی ضعیف روایت سے بھی ہماری نظر سے نہیں گذرا، اور یہ پچھلی دونو وجہیں مرقس اور لوقا کی انجیل کو پطرس اور پولوس کے دیکھنے کی بابت بھی کہہ سکتے ہیں، **دوسری قسم** اسبات کے بیان میں، کہ اہل کتاب کے صدہا علما نے اکثر مواضع میں دیدہ و دانستہ ان کتابوں کے مخالف کہا ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر انمیں تحریف نہ ہوتی، یا ان کی سب باتیں الہامی ہوتیں، تو یہ لوگ پھر کیوں لیا کرتے ہیں، اور جو ان مواضع کا اس کتاب میں کئی جا ذکر کیا گیا ہے، اس لئے ان کے تکرار کو چنداں مفید نہ سمجھکر اجمالاً حوالہ دیتا ہوں، تیسری ہدایت کے اندر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ تا ۱۴ و ۱۶ تا ۲۲ و ۲۶ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۳ و ۳۵ تا ۴۴ و ۴۶ تا ۴۸ و ۵۲ و ۵ اختلافوں کو دیکھو، اور پانچویں ہدایت کے اندر پہلی قسم کے شواہد میں ۸ تا ۱۰ و ۲۲ تا ۲۴ و ۴۴ تا ۵۲ شاہد کو اور دوسری قسم کے شواہد میں ۳۲ تا ۳۵ و ۳۷ تا ۴۶ و ۴۹ و ۵۱ تا ۵۵ و ۷۵[1] تا ۸۰ شاہد کو اور تیسری قسم کے

[1] ۵۱ اور ۵۵ کو اس لئے نہیں لیا، کہ تیسری ہدایت کے ۲۹ - اختلاف میں گذر چکا ہے ۱۲ منہ رح

شواہد میں ۱۰ و ۲۱ شاہد اور ساتویں ہدایت میں ۲ و ۳ و ۸ و ۱۳ قول کو، اور آٹھویں ہدایت کے اندر او ۱۳ اختلاف کو دیکھو، **گیارہویں ہدایت** اس بات کے بیان میں کہ جو ان کی کتب مقدسہ کے موافق پیغمبروں کی عصمت کسی گناہ سے ثابت نہیں، بلکہ نبوت کے بعد زنا اور بت پرستی اور احکام تبلیغی میں جھوٹ بولنا بھی ان سے ثابت ہے اور انہیں کتابوں کے موافق معجزے اور کرامت کا صدور نبوت کی دلیل بلکہ ایمان کی بھی دلیل نہیں، تو اس سبب سے ان کتابوں کے الہامی ہونے میں ایک اور شبہ ہے، اس لئے کہ جو شخص نبوت کے بعد بھی بت پرستی سے نہ چوکے، تو اس کو خدا پر بہتان باندھنے سے کیا مانع ہے، اور جب بعض احکام تبلیغی میں جھوٹ بولنا یقینی ہو، تو اور مواضع میں شک کیوں نہ پڑے، بلکہ حق یہ ہے، کہ دعوائے نبوت اور دعوائے عصمت گویا درحقیقت متحد ہے، اور اگر عصمت کو مطلق نبوت کے لوازم سے نہ مانو، تو کسی پیغمبر کی نبوت ثابت ہوتی ہے، اور نہ اس کے کلام کا وحی اور الہامی ہونا اس لئے کہ جب پیغمبر کے پیغام کی نسبت یہ گمان ہوا، کہ شاید جھوٹا پیغام ہو، تو اب وہ پیغام قطعی نہ رہا، اور اسی طرح اس پیغمبر کے جھوٹے پیغمبر ہونے کا گمان درست ہوا، اور آدمؑ سے عیسیٰؑ تک یہ گمان ہو جائیگا، کہ شاید یہ سب جھوٹے پیغمبر ہوں، اگر کہو، کہ اگرچہ اور پیغمبر تو معصوم نہ تھے، مگر حضرت عیسیٰ معصوم تھے، اور انہوں نے گواہی دی، کہ سلیمان اور داؤد اور ماسوا انکے باوجودیکہ انہوں نے نبوت کے بعد بت پرستی بھی کی یا بتخانے بنوائے یا احکام تبلیغیہ میں جھوٹ بولے، یا زنا کیا، یا اور شنائع کئے، تو بھی پیغمبر تھے، تو کہوں گا، کہ اب حضرت عیسیٰ کی عصمت کہاں سے ثابت ہوئی آیا کسی اور غیر معصوم کے قول سے یا خود انکے ہی قول سے، اور دونوں صورتوں میں پھر وہی احتمال ہے، کہ شاید یہ قول جھوٹا ہو، اور جب ان کی عصمت مشکوک ہوئی، تو اب ان کی گواہی سے دوسرے غیر معصوم کی نبوت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ خود ان کی نبوت بھی ثابت نہ ہوگی، اگر کہو، کہ حضرت عیسیٰ صرف نبی نہ تھے، بلکہ خدا بھی تھے، تو اب ان کے قول سے ان کی نبوت اور انکی گواہی سے غیر معصوموں کی نبوت ثابت ہو جائے گی، تو کہوں گا کہ ان کی الوہیت اب کس طرح سے ثابت ہوتی ہے، آیا انہیں کی نبوت یا دوسرے کی نبوت سے یا محض عقل کے رو سے، شق اول تو باطل ہے، اس لئے پہلی تقریر کے موافق نبوت

مشکوک ہے، اور جب نبوت مشکوک ٹھیری تو الوہیت بھی مشکوک ہوئی اور دوسری شق میں دور لازم آتا ہے، کہ دوسری نبوت کی صحت انکی الوہیت پر موقوف تھی اور انکی الوہیت اس دوسری نبوت کی صحت پر موقوف ہوئی پس دوسری نبوت کی صحت خود اپنے نفس پر موقوف ہوئی سو یہ بھی بدیہی بطلان ہے، اور تیسری شق تو عقلاً محال ہے، اور خود عیسائی لوگ بھی معترف ہیں، کہ عقل سے ثابت نہیں ہو سکتی، اور اس جگہ صاحب استبشار ایک بات اچھی کہتا ہے، کہ لوگو انصاف کی جگہ ہے، کہ پادریوں کے عقیدہ الوہیت کا وہ حال کہ تثلیث سے ملکر توحید غارت کی گئی، اور عقیدہ رسالت کا یہ حال کہ مطلق عصمت کی نفی کر کے اچھی طرح سے خاک میں ملایا گیا، پھر بھی ان کو ملت اسلامیہ کے مقابلے میں یہ دعوے ہے، کہ ہم بھی دیندار ہیں، معلوم نہیں، کہ بے دینی ان کے نزدیک کس چیز کا نام ہے، خیر کچھ ہو، اس کو چھوڑ کر اب بر سر مطلب آتا ہوں، اور اس ہدایت کی دو قسم کرتا ہوں **پہلی قسم** اسبات کے بیان میں کہ ان کی کتابوں کے موافق پیغمبر معصوم نہیں، اور اس قسم میں جو لکھتا ہوں، بناچاری الزاماً لکھتا ہوں، ورنہ اکثر ایسی واہی روایتوں سے جو اس میں مذکور ہونگی، دل سے بیزار ہوں، اور بعض کو تو محض کفر صریح سمجھتا ہوں، ناظر اس بات میں مجھے بفحوائے نقل کفر کفر نباشد، معاف رکھے، اور بعضی ہمارے نزدیک گو خطا نہیں، مگر یہ لوگ جو خطا سمجھتے ہیں، تو الزاماً اس کو بھی نقل کیا گیا، اور جو پادری ولیم اسمتھ نے توریت اور اپنی تفاسیر سے منتخب کر کے آدم ؑ سے یعقوب ؑ تک کا حال ایک رسالے اردو میں لکھا ہے، اور طریق الاولیا، اسکا نام رکھ کر ۱۸۴۵ء میں مرزاپور کے اندر چھپوایا ہے تو یعقوب تک کا حال اسی رسالے سے اسی کی عبارت سے نقل کروں گا، وباللہ التوفیق

آدم ؑ کی خطائیں

آحضرت آدم ؑ کے حال میں یوں ہے، **صفحہ ۲۰ و ۲۱** آدم اور حوا نے شیطان کے ورغلانے سے اُس درخت کا پھل کھایا، جسکا خوب ہی پھل پایا، اگرچہ صریح یہ حکم تھا، کہ اس کا پھل نہ کھانا، اور اس کا حکم بجالانا سہج تھا، کیونکہ باغ کے اور سب درختوں کا پھل انکے لئے روا تھا[1]، پس جب انہوں نے ایسا سہج حکم نہ مانا، اور تو کیا مانیں گے جو ایک خطا کی، تو ہزاروں خطا کرینگے، کیا دہشت ری، اسی لئے سزا پانے اور نکالے جانے کے لائق ہوئے، کہتا ہوں میں، کہ یہ آدم ؑ کی ایک خطا ہے **۲ پھر صفحہ ۲۲**

[1] ان خطاؤں میں یہ لوگ تاویل نہیں کرتے ۱۲

میں سے بری خواہشیں اور حرص اس کے دل میں پیدا ہونے لگے، اور باطن کی سلامتی و خوشی جیئیت ہو گئی جھگڑے اور فساد نے اس کی طبیعت میں جڑ پکڑلی، اور برائی اس کے مزاج میں جم گئی، پھر اس نے خود بخود اپنے تئیں ملزم جانکر اور خدا کے خوف کا عذاب مان کر اس کے حضور پر نور سے بھاگنے کا ارادہ کیا، کہ آپ کو درخت تلے چھپا دے، واہ ایک دم میں اس کی سمجھ کا چراغ کیسا گل ہو گیا، اور اس کی عقل پر اندھیرا چھا گیا، کہ خدا جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، جا تاکہ اس سے چھپ سکیگا، پھر صفحہ ۲۳ میں لکھتا ہے، پھر جب آدم اس کے سامنے حاضر ہوا، تو کیا اس نے فروتنی سے اپنے گناہ کا اقرار کیا؟ توبہ، کہتا ہوں کہ یہ دوسری خطا ہے ۳ اسی ۲۳ صفحہ میں ہے، افسوس ہزار افسوس اسکی توبہ کا نشان کہیں نہیں ملتا، اور اس نے گناہ معاف ہونے کے لئے ایک بار بھی دعا نہ مانگی، بلکہ ڈھٹائی سے چاہا، کہ حوا پر بلکہ مثل مشہور کے موافق الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے خدا پر بھی الزام رکھے، اور آپنے آپکو بے قصور عصمت معمور ٹھیرا ہے، کہتا ہوں میں یہ تیسری خطا ہے، اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی، کہ مسیحیوں کے نزدیک آدمؑ کی توبہ ثابت نہیں، تو اب پادری فنڈر صاحب کا دعوے توبہ کی بابت محض جھوٹ ہے، اور بیان اس کا پہلی جلد کے اندر بھی دوسرے سوال کے جواب میں پادریوں کے چوتھے شبہ کے جواب کے اندر دوسری اور تیسری قسم کی مثالوں سے ستائیسویں مثال کے بیان میں گذرا ۴ حضرت نوحؑ کے حال میں یوں مرقوم ہے، صفحہ ۰ ے نوح کی خطا کہ طوفان کے بعد اس سے ہوئی، ہمیں اس کو چھپانا لازم نہیں، یعنی وہ شراب پی کے متوالا ہوا، چنانچہ پیدائش کے ۹ باب ۲۰ و ۲۱ آیت میں ہے کہتا ہوں میں کہ ۲۱ ورس یوں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء اور شراب پی اور اسے نشہ ہوا، اور اپنے خیمہ کے اندر کپڑے اتار پھینکے، سو دیکھو، ایسے متوالے بنے تھے، کہ کپڑے بھی اتار پھینکے تھے،

۵ ابراہیمؑ کے حال میں یوں مرقوم ہے، صفحہ ۷۴ جب تک وہ ستر برس کا نہ ہوا اس کی بات کچھ معلوم نہ ہوئی، اس نے بت پرستوں میں پرورش پائی، اور ان میں اپنی بہت عمر گذاری، معلوم ہوتا ہے، کہ اسکے ماں باپ سچے خدا کو نہ جانتے تھے، اور شاید خود ابراہیم بھی اس وقت تک بت پرست رہا، جب تک خدا کی مرضی نہ ہوئی، کہ اس پر ظاہر ہو پھر آپنے آپکو اس پر ظاہر کر کے اس کو دنیا کے اور لوگوں سے الگ کر لیا، اور اپنا

نوح کی خطا

ابراہیم کی بت پرستی

خاص بندہ بنایا، کہتا ہوں میں، کہ مسیحیوں کے نزدیک کسی دلیل سے ثابت نہیں، کہ ابراہیم نے ستر برس کی عمر سے پہلے بت پرستی نہ کی ہو، بلکہ احتمال ہے، کہ اسوقت تک بت پرستی کرتے ہوں اور ان کے نزدیک غالب یہی ہے، کیونکہ جب ان کے نزدیک انبیاء کی عصمت نبوت کے بعد بھی نہیں، نبوت سے پہلے کا تو کیا ذکر اور ابراہیمؑ کی سب قوم اور ان کے سب گھرانے کا وہ حال تھا، جو مذکور ہوا، سو اس احتمال غالب کے موافق اس بڑے پیغمبر کا ستر برس کی عمر تک بت پرستی کرنا ثابت ہوتا ہے، گو عیسائیوں کے نزدیک اس سے نبوت کو کچھہ ضرر نہ ہو، سو اس احتمال غالب کے موافق یہ بھی ابراہیم کی ایک خطا ہے ۶ پھر صفحہ ۹۲ میں ہے جب ابراہیم مصر کو چلا، اس سے ایک ایسی بات ہو گئی، کہ اگر اس کا چھپا رکھنا لازم ہوتا، تو ہم چھپانے پر کیا کریں، کہ وہ اگرچہ خلیل اللہ اور ایک بڑا نبی تھا پھر بھی بشر اور خطاکار، اس کا گناہ یہ کہ اس نے یہ سمجھہ کر کہ مصر والے میری جورو کو خوبصورت دیکھہ کر مجھے مار ڈالیں گے، اسکا انکار کیا اور کہا کہ یہ میری بہن ہے، خدا کا وعدہ جو اس کے حق میں بچانے کا تھا، وہ کیا بھول گیا، کہتا ہوں میں، کہ ابراہیم کا یہ جھوٹ بولنا اور جورو کو بہن کہنا دوسری خطا ہے، جسکو پادری صاحب دیانت کے مقتضا سے چھپانا لازم نہیں جانتے ۷ پھر صفحہ ۹۲ و ۹۳ میں ہے، ابراہیم ہاجرہ کے نکاح میں لانے سے بے گناہ نہیں ٹھیر سکتا، کیونکہ مسیح کی بات جو انجیل میں لکھی ہے، ابراہیم کو خوب معلوم تھی، کہ جس نے انسان کو پیدا کیا، ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کو اس نے بنایا، اور فرمایا، کہ اس کے سبب آدمی ماں باپکو چھوڑ کر اپنی جورو سے ملا رہے گا، اور وہ دونوں ایک تن ہوں گے، کہتا ہوں میں کہ جب اس نکاح سے گناہ گار ہوئے تو یہ نکاح جائز نہ تھا، تو ہاجرہ سے جب ابراہیم ہمبستر ہوئے تو وہ زنا ہوا، تو یہ زنا بارہا اس بڑے پیغمبر سے ظہور میں آیا، بلکہ اب ایک اور بڑی مشکل ہوتی ہے، کہ جب ان کو یہ بات مسیح کی انجیل والی معلوم تھی، تو ان کو یہ بات موسیٰ کی توریت والی بھی معلوم ہو گی، کہ بہن علاتی سے نکاح کرنا، جس کو مفسر عیسائی زنا کے برابر لکھتے ہیں حرام ہے، اور دونوں کا مار ڈالنا واجب ہے، اور مرد ملعون ہو جاتا ہے، جیسا چودھویں سوال کے جواب کے اندر چوتھے موضع میں پہلی قسم کی مثالوں سے دوسری مثال کے بیان میں گذرا، اور سارہ تو علاتی بہن تھی، سو یہ نکاح بھی حرام تھا، تو اب عیاذاً باللہ

لوطؑ کی پانچ خطائیں

ابراہیم کی ساری عمر کیا نبوت سے پہلے اور کیا بعد زنا میں گذری اور دونوں سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ بھی عیاذاً باللہ حرامی ہوئی۔ خدا کی پناہ پادری لوگ اپنی اس انجیل مروج کی تائید کیلئے کیا کیا بیہودہ احتمال نکالتے ہیں، خیر کچھ ہو، ابراہیمؑ کی یہ تیسری خطا ہے، ۸ صفحہ ۹۹ میں ہے، یہاں بھی اُس نے کم اعتقادی ظاہر کی جیسے مصر میں کی تھی، کہ پھر اپنے جورو کا انکار کر کے کہا، کہ یہ میری بہن ہے، پھر لکھتا ہے ابراہیم نے جب مصر میں پہلے اپنی جورو کا انکار کیا، تب اپنے جی میں یہ ٹھانا ہوگا، کہ پھر ایسا گناہ مجھ سے نہ ہوگا، پر دیکھو غفلت میں آکر پھر شیطان کے اُسی جال میں پھنس گیا، کہتا ہوں میں، کہ یہ دوسری بار کا جھوٹ بولنا جو غالباً توبہ کے بعد ہے، چوتھی خطا ہے غرض کہ پادری صاحب کی تحریر کے موافق اس ابوالانبیاء سے نبوت کے قبل ستر برس کی عمر تک بت پرستی کا کرنا احتمالاً اور بار ہا زنا کرنا اور دو بار جھوٹ بولنا یقیناً ثابت ہے، ۹ لوطؑ کے حال میں یوں مرقوم ہے، صفحہ ۱۱۶۔ افسوس ہزار افسوس نہایت کم ہیں، وہ لوگ جو دولت اور حشمت کو پہنچکر اس کا نشہ سنبھال سکتے ہیں، معلوم ہوتا ہے، کہ یہ لوط کے لئے بھی ایک پھندا ٹھیرا، اس کے اور ابراہیم کے جانوروں کے بڑھ جانے سے ان دونوں کے نوکروں میں جھگڑا ہوا، چنانچہ اس کا ذکر ابراہیم کے احوال میں گذرا، پس لوط اپنے بزرگ چچا سے الگ ہوا، اور اسکے دینداروں کی سے دوستی وصلاح کے فائدے سے محروم رہا، اس نے یہ سب اسلئے کیا، کہ بہت مال جمع کرے، کہتا ہوں میں، کہ لوطؑ کی یہ پہلی خطا ہے، کہ دولت اور حشمت کا نشہ نہ سنبھال سکے، اور دنیا کی طمع سے اپنے بزرگ چچا اور پیغمبر سے الگ ہوگئے۔ ۱۰ صفحہ ۱۱۷ میں ہے، لوط پر یہ بڑا الزام ٹھیرا، کہ اس نے آسمانی چیزوں سے زیادہ دنیا کی چیزوں کی فکر کی، جب وہ پھر جا کر سدوم کے بت پرستوں اور گنہگاروں میں رہا، تو اس نے اپنے وطن کے بت پرستوں کو کیوں چھوڑا، اور جب وہ بغیر ضرورت واحتیاج کے خدا کے دشمن اور کافروں میں جا رہا، تو اس کے دل میں خدا کی دہشت کہاں پائی گئی، کہتا ہوں میں، کہ یہ لوط کی دوسری خطا ہے، کہ دنیا کی طمع سے بت پرستوں میں سکونت اختیار کی ۱۱ جب کئی بادشاہ سدوم اور عمورا پر چڑھ آئے، اور لوط اور ان کے کنبہ کو پکڑ کرلے گئے، اور ابراہیم ان سے جا کر لڑے ......

لوط ؑ اور انکے کنبے کو چھوڑ لائے، اس حال میں صفحہ ۱۲۰ کے اندر یوں مرقوم ہے جب لوط پھر آیا، تو افسوس کہ پھر وہیں سدوم میں جا بسا، وہ خدا کی طرف سے تنبیہ پاکر اور بڑی تکلیف اٹھا کر دوبارہ اسی خراب جگہ میں گیا، پر کیا اس کا پچھلا حال پہلے سے کچھ ابتر ہوا، سو ہرگز نہیں، کیونکہ جہاں بدی ہوتی، وہاں اس کو سزا آگے پیچھے ضرور ہوتی ہے کہتا ہوں میں، کہ یہ تیسری خطا ہے، جو تنبیہ پائے پھر دوبارہ سدوم کو گئے ۱۲ صفحہ ۱۲۸ میں ہے اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ وہ پہاڑ کے ایک غار میں رہا، اب یہاں اس کے حال پر پردہ ڈالنا چاہیے، سو لکھا ہے، کہ وہ دو راتیں متوالا ہو کر اپنی دونوں بیٹیوں کے بستر پر سویا، خدا کی کتاب میں اس کے سوا اور کچھ نہیں لکھا، آدم اور آدم زاد کیا ہے، جب خدا اُسے چھوڑ دیتا، تو ہر بدی جو اس کی طبیعت میں بھری ہے، ادل سے اُبل آتی ہے پھر لکھتا ہے، اس کے حال پر رونا آتا ہے، ہم افسوس کر کے اور خوف کھا کر۔ اور اپنے حال پر ڈر کر اس کی بابت تعجب کرتے ہیں، کہ میں یہ وہی ہے، جو سدوم کی تمام خرابیوں سے بچا، خدا کی راہ پر مضبوط اور اس شہر کی سب طرح کی مستی اور گندگی سے دور رہا، غار کے جنگل میں جاتے ہی کیا ایسی بدی غالب آگئی پس کون ہے جو شہر یا بیابان جنگل یا غار میں گناہ سے نڈر رہ سکتا ہے، کہتا ہوں میں، کہ یہ چوتھی خطا ہے، جو سب خطاؤں سے بڑھ کر ہے، جسپر پادری صاحب بھی افسوس کرتے ہیں، اور خوف کھا کے تعجب کی رُو سے کچھ کچھ کہتے ہیں، اور اس قول کے معنے سو خدا کی کتاب میں اس کے سوا اور کچھ نہیں لکھا، اچھی طرح ہماری سمجھ میں نہیں آئے، اس لئے کہ پادری صاحب کی اس خدا کی کتاب میں یہ حال تو مفصل لکھا ہے کہ بیٹیوں نے کس طرح شراب پلائی، اور لوط ؑ کس طرح ہمبستر ہوئے، اور دونوں صاحبزادیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں، اور دو صاحبزادے جنے، جن کی اولاد کو خدا نے بہت کچھ بڑھایا، اور پھیلایا، ایک کی اولادیں کل موابی ہیں، اور بنی عمان کل دوسرے کی اولاد ہیں، اور پادری صاحب کی خدا کی کتاب کے موافق ان دونو صاحب زادوں پر اور طرح کے بھی اللہ نے انعام کئے، مثلاً یہ کہ یہ دونوں صاحبزادے حضرت عیسیٰ کے جو پادری صاحب کے گمان میں خود خدا ہی تھے نسب میں داخل ہوئے اس لئے بعید اور رحجام ستی کی تصریح کے موافق حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ میں داخل ہیں،

اور یعبیکی ماں رعوث تھی، جو پہلے صاحب زادے کی اولاد میں ہے اور رجعام کی ماں
دوسرے صاحبزادے کی اولاد سے ہے، جیسا کہ بیان اس کا پہلی جلد کے اندر چھٹے سوال
کے جواب میں گذرا، سو دیکھو یہ کتنا بڑا احسان ہے، کہ خدا کے سلسلہ نسب میں داخل
ہوں، اور مثلاً یہ کہ خدا نے بنی اسرائیل کو جو اس کے پہلوٹے بیٹے یعقوب کی اولاد
ہیں، یعنی اپنے پوتوں کو فرمایا تھا، کہ جب تو بنی عمان کے آمنے سامنے آ پہنچے، تو
انہیں دکھ نہ دے، نہ انکا مقابلہ کر، کیونکہ میں بنی عمان کی سرزمین میں تجھے میراث نہیں
دینے کا، کہ اسے میں نے بنی لوط کی میراث میں دیا ہے، جیسا کتاب استثناء کے ۲
باب کے ۱۹ ورس میں ہے، سو دیکھو یہ بھی کتنا بڑا احسان ہے، کہ ان کی خاطر
پوتوں کو میراث سے محروم کیا، اور جو پادری صاحب نے مجملاً کہا ہے، سو اس لئے
مناسب یوں معلوم ہوا کہ پادری صاحب کی خدا کی کتاب سے نقل کر دوں، کتاب
پیدائش کے انیسویں ۱۹ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲، ۱۸۲۹ء ۳۱ بڑی نے چھوٹی سے
کہا، کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے، اور زمین پر کوئی مرد نہیں رہا، جو ہمارے پاس آئے جیسے
تمام دنیا میں رسم ہے ۳۲ پس آؤ، ہم اپنے باپ کو شراب پلاویں، اور ہم اس سے
ہم بستر ہوویں، تاکہ ہم اپنے باپ سے کوئی نسل رکھیں ۳۳ تب انہوں نے
اس رات اپنے باپ کو شراب پلائی، اور بڑی گئی، اور اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی
اس نے اس کے لیٹتے وقت اور اٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا، ۳۴ جب دوسرا
دن ہوا، بڑی نے چھوٹی سے کہا، کہ دیکھ میں کل اپنے باپ کے ساتھ سوئی، ہم
اس کو آج رات بھی شراب پلاویں، اور آج تو جا کر اس سے ہم بستر ہو تاکہ ہم اپنے
باپ کی نسل لیویں ۳۵ تب انہوں نے اپنے باپ کو اس رات بھی شراب پلائی
اور چھوٹی اٹھکر اس کے ساتھ سوئی، اس نے اسے بھی لیٹتے وقت اور اٹھتے
وقت اسے نہ پہچانا، ۳۶ سو لوط کی دو بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں ۳۷
اور بڑی ایک بیٹا جنی، اور اس کا نام ماب رکھا، کہ وہ موابیوں کا جو آج تک ہیں باپ
تھا ۳۸ اور چھوٹی جو تھی، وہ بھی ایک بیٹا جنی، اور اسکا نام بن عمی رکھا، اور وہ
بنی عمان کا جو آج تک ہیں، باپ ہے، سو دیکھو اس قصے میں کھلم کھلا ہے کہ لوط ؑ
نے بوڑھاپے میں متوالے بن کر یہ حرکت کی، اور دونوں صاحب زادیوں نے اس

حرکت سے دو صاحبزادے جنیں بھلا اگر پہلی رات چوکے تھے تو نشہ اترنیکے بعد دوسری رات کیوں نہ سنبھلے اور نشہ اترنیکے یا حمل کے ظہور کے بعد بیٹیوں کو کیوں سزا دی اور اب حیرت یہ ہے کہ جب انکی خدا کی کتاب کے موافق یہ پیغمبر بڑھاپے میں شراب کے نشہ میں بیٹیوں تک کو نہ چھوڑے، سو اور لوگ، جو بوڑھے بھی نہ ہوں، اور رات دن پیتے ہوں، اور ان کی قوم میں مردوں اور عورتوں کے رلنے ملنے میں کچھ روک ٹوک بھی نہ ہو، کیا حال ہوتا ہوگا، ادب نہیں چاہتا تھا، کہ کچھ کہا جائے اور بلحاظ قول مشہور عاقلاں خود مے دانند کچھ کہنے کی بھی حاجت نہیں، اس لئے اس امر میں دم نہیں مارتا، اور لوط کی بزرگی میں عیسائیوں کو شبہ نہیں، اس لئے کہ اس انجیل مروج الحال میں ان کی تعریف موجود ہے، نامہ ۲ پطرس کے ۲ باب میں ہے نسخہ ١٨٤٣ء درس ۲۷ لیوپر نیک لوط کو جوان بدکاروں کی ناپاک چلن سے دق تھا، بچایا، ۸ کہ وہ نیک کار ان میں رہ کر ان کے بے شرع کاموں کو دیکھہ سنکے ہر روز اپنے نیک دل میں اذیت پاتا تھا ۱۳ اسحاقؑ کے حال میں یوں مرقوم ہے، ۱ صفحہ ١٦٨ اسحاق کا ایمان ڈگمگا گیا، کہ اس نے اپنی جورو کو کہا، کہ یہ میری بہن ہے پھر صفحہ ١٦٩ میں ہے، افسوس ہزار افسوس، کہ ایک لاثانی کے سوا کسی آدم زاد میں کمال نہیں پایا جاتا، پر طرفہ ماجرا ہے، کہ شیطان کے جس دام میں اسحاق کا باپ ابراہیم پھنسا تھا، وہ خود بھی پھنس گیا، سو اسنے بھی اپنی جورو کا انکار کر کے کہا، کہ یہ میری بہن ہے، جب فرستانیوں کے بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تونے یہ کیوں کیا، تب اس نے کہا، میں نے اپنے دل میں سوچا، کہ یہاں کے لوگ خدا ترس نہیں، وے میری جورو کے لئے مجھے مار ڈالیں گے، بادشاہ نے اسے بچایا اور ملامت کی، دیکھو پیدائش کی کتاب کے ۲۶ باب کے ۱۰ و ۱۱ آیت کیا ہی افسوس کی بات ہے، کہ خدا کے ایسے نزدیکی نصیحت کے محتاج ہوں، کہتا ہوں میں، کہ اسحاقؑ کی یہ پہلی خطا ہے، کہ جسپر پادری صاحب اسحاقؑ کا ایمان ڈگمگایا بتلاتے ہیں، اور ہزاروں افسوس کھاتے ہیں ١٣ و ۵ صفحہ ١٧١ اسحاق کا لاڈلا بیٹا عیص تھا، اور جیسا لاڈلوں کا دستور ہے، وہ اپنے باپ کے بہت رنج کا باعث ہوا، عیص نے اپنے پہلوٹے ہونے کا حق بیچنے سے اپنی بے دینی ظاہر کی، پھر لکھتا ہے، اور جوان ہو کر کنعانی بت پرستوں سے بڑا میل و محبت پیدا کر کے ان کی بیٹی بیاہ لایا، اس کے باپ کو اس کا بڑا رنج ہوا پر تو بھی وہ پیار سے اپنے کو نکال نہ سکا، بلکہ خدا کا کلام بھلا کر چاہا، کہ پہلوٹے ہونیکا

اسحاقؑ پر [illegible]

یعقوب کی خطائیں

حق اسے پھیر دے، اور عہد کے سب وعدے اسی کے حق میں ٹھیرا دے، کہتا ہوں یہ
کہ اسحاق ؑ کی یہ دوسری خطا ہے، کہ اس لاڈلے کو محبت کے مارے نہ نکالا، بلکہ خدا کے کلام
کو جھٹلا کر اُلٹا چاہا، کہ پہلوٹھے ہونے کا حق اسے پھیر دے، اور عہد کے سب وعدے اسی کے
حق میں ٹھیرا دے، اور جو بت پرست عورت کے ساتھ نکاح کرنا بُرا ہے، تو پھر یعقوب ؑ کو
کیوں نصیحت کی تھی، کہ تو اپنے ماموں لایان کی بیٹیوں میں سے بیاہ لا، کیونکہ وہ بھی تو
بت پرست تھا، پیدائش کی کتاب کے ۲۸ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء آ ۱
اور اسحاق نے یعقوب کو بلایا، اور اسے برکت دی، اور اُسے فرمایا، کہ تو کنعانی بیٹیوں سے
شادی مت کیجو ۲ اُٹھ اور فدان ارام کو اپنے نانا بتوائیل کے گھر جا اور وہاں سے اپنے
ماموں لایان کی بیٹیوں سے شادی کر لے، اور لایان کا بت پرست ہونا بیسوں سندیں
آتا ہے، سو یہ اسحاق کی تیسری خطا ہے ۲۶ آ یعقوب کے حال میں یوں مرقوم ہے صفحہ
۱۷۸ و ۱۷۹ عیص ایک روز شکار کر کے تھکا ماندہ اور بہت ہی بھوکا گھر کو آیا، یعقوب نے
پیچی پکائی تھی، اس نے دیکھکر لالچ کیا، یعقوب نے اسے کہا، کہ اگر تو اپنے پہلوٹھے
ہونے کا حق مجھے دے، تو میں تجھے یہ کھلاؤں گا، عیص نے یہ مان لیا، اور اپنے پہلوٹھے
ہونے کا حق جس سے وعدہ اور کاہن ہونا اور دین دنیا کی سب برکتیں علاقہ رکھتی ہیں
اپنی زبان کی چاٹ کے لئے بیچ ڈالا، اس لئے انجیل میں اُسے بے دین لکھا ہے پھر
لکھتا ہے، پر اس مقدمہ میں یعقوب بھی تعریف کے قابل نظر نہیں آتا، پھر لکھتا ہے،
جب وہ اپنے بھائی کی حاجت دیکھکر بے بدلے تھوڑی سی پیچی نہ دے سکا، تو اس کی
برادرانہ الفت کہاں باقی رہی، محبت چاہیئے، کہ بے طمع ہو، اور اس کا کرنے والا اپنے
فائدہ کا متلاشی نہ ہو، کہتا ہوں میں، کہ یعقوب کی یہ پہلی خطا ہے، ۷ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۱
جب اسحاق نے چاہا، کہ عیص کو برکت دے، تب رفقا نے ایک تدبیر سوچی، جس
سے یعقوب اپنے باپ کو دھوکا دے کر اور اپنے بھائی کے بھیس میں ہو کر مکر کی راہ
سے برکت پا دے، دیکھو پیدائش کی کتاب کا ۲۷ باب، یعقوب اس سے بہت ہی
ڈرا، پر اس کی ماں نے اسے ابھارا، اس نے جو اس گندے کام کو ہاتھ لگا کر بُرے
بھلے حال کس طرح نباہ دیا، تو اس کا کچھ تعجب نہیں، پھر کیا ہی خوف کا مقام ہے، کہ
ایسے شخص نے جھوٹ پر جھوٹ بولا، اور اپنی فریب بازی میں خدا کے نام کو بھی شریک کیا،

پھر لکھتا ہے، اسنے اپنے بھائی کے بھیس میں ہوکر اسحاق کو دھوکا دیکر کہا کہ میں ہی تیرا پہلوٹا بیٹا عیس ہوں، اور صرف یہی نہ کہا کہ میں تیرا پہلوٹا بیٹا عیس ہوں جو کچھ تو نے فرمایا میں بجالایا بلکہ یہ بھی کہا، جو نہایت بیدینی کی بات ہے، کہ تیرے خداخداوند نے اسے میرے پاس پہنچایا، پھر جب اس کے باپ نے اس سے پوچھا کیا تو وہی میرا بیٹا عیس ہے، تو اس وقت بھی دُہرا کر جھوٹ بولا، اور کہا ہاں میں وہی ہوں، ہم اس مقدمہ میں یعقوب کی بابت کچھ عذر نہیں کر سکتے، ایسے کام سے سب نیک لوگوں کو نفرت رکھنا، اور دور بھاگنا چاہیئے، یعقوب کا اصل مطلب تو اچھا تھا، کیونکہ وہ جانتا، کہ برکت اس کا حق ہے، لیکن جس وسیلے سے اس نے حاصل کرنا چاہا، وہ بُرا تھا، خلاصہ یہ کہ اس نے بُرا اس لئے کیا، کہ بھلائی ملے، انجیل میں لکھا ہے، کہ ایسوں پر سزا کا حکم واجب ہے، پھر لکھتا ہے، اس مقدمہ میں جس قدر یعقوب کی تقصیر ٹھیری، اس سے بڑھکر اس کی ماں گنہگار ہوئی، وہ تو اس فساد کی بانی تھی اور اسی نے یعقوب سے فریب کی یہ سب باتیں کروائیں، پھر لکھتا ہے، شاید ربقا اور یعقوب دونو کا خیال اس پیشین گوئی کیطرف تھا، جو خدا نے فرمائی تھی، کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا، یہاں تک تو انکا کچھ قصور نہیں، پر جب خدا کے مطلب کو اپنی بے صبری کے سبب بے ایمانی اور بری راہ سے پورا کرنا چاہا، تو وہ بڑے تقصیروار ٹھیرے، کہتا ہوں میں کہ یہ یعقوبؑ کی دوسری خطا ہے، جو ماں کی شرکت میں ہوئی، اور اس امر میں ہمیں کہنے کی حاجت نہیں، خود پادری صاحب فرماتے ہیں، کہ اس مقدمہ میں یعقوبؑ کی بابت کچھ عذر نہیں کر سکتے، اور اس کے ماسوا اپنی دیانت سے بہت کچھ یعقوب اور انکی ماں کے حق میں ارشاد کرتے ہیں، مثلاً یہ کہ ١ جھوٹ پر جھوٹ بولا، اور اپنی فریب بازی میں خدا کے نام کو بھی شریک کیا، اور یہ کہ ٢ یہ بھی کہا، جو نہایت بے دینی کی بات ہے، ٣ اور یہ کہ خلاصہ یہ کہ اس نے برا کیا ٤ ایسیوں پر سزا کا حکم واجب ہے، اور یہ کہ ٥ اس سے بڑھ کر اس کی ماں گنہگار ہوئی، اور یہ کہ ٦ جب خدا کے مطلب کو اپنی بے صبری کے سبب بے ایمانی اور بری راہ سے پورا کرنا چاہا، تو وہ بڑے تقصیروار ٹھیرے ١٨ صفحہ ١٠٠ میں لابان بڑا لالچی تھا، اور اس نے صرف اپنے فائدے کے لئے یعقوب کو اپنے گھر میں رکھا، اور مشکل مشکل کام اس سے لینے لگا، اور جب اس نے جانا، کہ اس کی بیٹی راحیل پر وہ فریفتہ ہے، تو اس سے بیاہ دینے پر وہ راضی ہوا، مگر اس شرط پر کہ اس کے عوض یعقوب

سات برس اس کی نوکری بجالاوے یعقوب اسکا عاشق صادق تھا کمال خوشی سے اس نے یہ قبول کرلیا، اور لکھا ہے، کہ راحیل کے عشق کے غلبہ کے سبب سات برس اسے محنت میں دو روز کے برابر گذر گئے، جب مدت پوری ہو چکی اتب جیسے یعقوب نے اپنے بھائی کو دہوکا دیا تھا ویسے ہی لابان نے اسے دہوکا دیا، کہ رات کو اندھیرے میں راحیل کے بدلے اُس کی بہن لیاہ کو یعقوب کے بغیر جانے اس کے ساتھ سونے کو اس کے پاس بھیجدیا، فجر کو جب یعقوب نے جانا، کہ وہ تو لیاہ ہے، اتب لابان پر بہت غصہ ہوا، لابان بولا، کہ ہمارے یہاں دستور نہیں، کہ چھوٹی بڑی سے پہلے بیاہی جائے، بھلا اگر تو اور سات برس خدمت کرے، تو میں راحیل کو بھی تجھے دوں یعقوب نے اپنے فریب کا کڑوا پھل یوں کھایا، اور اس نے بناچاری خواہ نخواہ دو جوروئیں کرنی پڑیں کہتا ہوں میں، کہ پادریوں کے زعم کے موافق یعقوب کی یہ تیسری خطا ہے، کہ راحیل پر فریفتہ ہو کے، اور عاشق صادق بن کے چودہ ۱۴ برس برابر اس کے باپ کی خدمت کی یہاں پادری لوگ عشق پرستی کو نبوت کے منافی کیوں نہیں جانتے ۱۵ صفحہ ۱۸۹ میں ہے، یعقوب کو مناسب نہ تھا، کہ وہ دو بیبیاں کرے، پر معلوم ہوتا ہے، کہ اگر لابان اس معاملے میں اُسے دہوکا نہ دیتا، تو وہ راحیل کے سوا دوسری جورو نہ کرتا، اور اس سے کئی جورو کرنے کی دلیل نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ بات نہ خدا کے حکم سے اور نہ یعقوب کی مرضی سے ہوئی، کہتا ہوں میں، کہ یہ لفظ مناسب نہ تھا، نہایت ہی غیر مناسب ہے بلکہ اس کے عوض یہ لفظ جائز نہ تھا کہنا چاہیے، اور وہ عذر بھی لغو ہے، کیونکہ پادریوں کے زعم کے موافق جب ایسا نکاح غیر جائز ہے، اور گناہ کا وسیلہ، جیسا یہ پادری خود ابراہیم کے نکاح کی بات ہاجرہ سے لکھ آیا ہے، سو ایسے عذر سے گناہ سے کب بچ سکتے ہیں، علاوہ اس کے اگر یہ ایک نکاح عذر کے سبب ہو، تو زلفا اور بلہا لونڈیوں کی بات کیا کہیگا، وہاں تو کسی نے دہوکا نہیں دیا تھا، اور کیا یعقوب کو مسیح کی وہ بات جسے پادری نے ابراہیم کے کئی خطاؤں میں لکھا ہے، معلوم نہ تھی، اور جب وہ معلوم ہوگی تو کیا وہ موسیٰ والی بات معلوم نہ ہوگی، کہ ایک بہن کے جیتے جی دوسری سے نکاح کرنا درست نہیں، جیسا کتاب قوانین کے ۱۸ باب کے ۱۸ ورس میں ہے، اور الزاما کہتا ہوں، کہ پادری لوگ ارشاد کریں، کہ لیاہ اور راحیل کے نکاحوں میں غیر جائز کونسا

ہوا اگر پہلا ہے، جو در ہو کے سبب معتبر نہ ہوا، تو لازم آتا ہے، کہ صدہا انبیاء اسرائیلیہ مثل موسیٰ و ہارون و داؤد و سلیمان و عیسیٰ وغیرہم کے جو سب لیاہ کی اولاد میں ہیں عیاذاً باللہ کچھ اور ہی ہوں، اور اگر دوسرا غیر جائز ہے، تو یوسفؑ اور یوشعؑ اور ان کے علاوہ جو راحیل کی اولاد سے ہیں، حال ایسا ہی ہوا، اور لازم آوے، کہ یعقوبؑ نے ان میں سے ایک کے ساتھ اس کی حین حیات تک زنا کیا ہو، اور زلفا اور بلہا کی اولاد کا طیب النسل نہ ہونا اور یعقوبؑ کا انسے صدہا بار زنا کرنا تو پادریوں کے نزدیک محل انکار نہ ہوگا، دیکھو، یہ، پادری اللہ ان کو ہدایت کرے، اپنی رسم کو نبھانے کو کیا کیا قہر کرتے ہیں، اور خدا کے پیغمبروں کو کیا کیا الزام لگواتے ہیں، نعوذ باللہ منہ

شرور الفسنا ۲۰ صفحہ ۱۹۲ میں ہے کہ ایک بڑے اچنبھے کی بات مذکور ہے، کہ راحیل اپنے باپ لابان کی مورتیں چرالے گئی، پر بڑا تعجب آتا ہے، کہ آیا لابان کے یہاں جو ابراہیم کے کنبوں میں تھا، مورت تھی، پھر لکھتا ہے، کچھ لکھا نہیں، کہ راحیل ان مورتوں کو کیوں لے گئی، شاید زر کے لالچ سے لی گئی ہوگی، پھر اگر پوجنے کو لے گئی، تو بڑی گنہگار ٹھیری، کہتا ہوں میں، کہ لابان تو یقیناً بت پرست تھا، جیسا پیدائش کی کتاب کے اس باب کے ۳۰ و ۳۲ درس سے سمجھا جاتا ہے، اس لئے کہ پہلے میں یعقوبؑ سے لابان کا قول اور دوسرے میں لابان سے یعقوبؑ کا قول یوں منقول ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء، تو نے کس لئے میرے خداؤں کو چرا لیا، جس کسی کے پاس تو اپنے خداؤں کو پاوے، اُسے جیتا مت چھوڑ، اور وہ جو پادری صاحب یوں کہتے ہیں، شاید زر کے لالچ سے لے گئی ہوگی اپنے مذہب کا لحاظ کرتے ہیں، بلکہ غالب یہ ہے، کہ ان کی مقدس کتاب کے موافق راحیل اور یعقوبؑ کا گھرانا بت پرستی کرتا تھا، بیت ایل کے جانے کے وقت اس بت پرستی کو چھوڑا ہے، کتاب پیدائش کے ۳۵ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء ۲ تب یعقوب نے اپنے گھرانے اور اپنے سب ہمراہیوں کو کہا کہ بیگانے معبودوں کو جو تمہارے درمیان ہیں نکال پھینکو، اور پاک و صاف ہو، اور اپنے کپڑے بدلو، ۳ اور آؤ ہم اٹھیں، اور بیت ایل کو جاویں، الخ ۴ اور انہوں نے سارے بیگانے معبودوں کو جو ان کے ہاتھوں میں تھے، اور مندرے جو ان کے کانوں میں تھے، یعقوب کو دیئے، اور یعقوب نے انہیں بلوط کے درخت تلے جو نابلس کے نزدیک تھا، دبا دیا، دیکھو غالب اس سے کیا معلوم ہوتا ہے

بہر حال پادری صاحب کی تحریر کے موافق راحیل کی خطا تو صریح ہے، چوری ہوا یا چوری اور بت پرستی دونوں، یعقوبؑ کی خطا یہ ہے، کہ اس چوری پر راحیل کو سزا نہ دی، اور نہ ان مورتوں کو لابان کے پاس بھیجوایا، اور گمان غالب کے موافق یہ بھی خطا ہے، کہ اپنے کنبے اور ہمراہیوں کو اول ہی سے بت پرستی سے کیوں نہ روکا تھا، جیسا اب روکا، ۲۱ صفحہ ۲۰۲ میں ہے، دینا نامی ایک اس کی اکلوتی بیٹی تھی، وہ ان دنوں سیانی ہونے لگی، اور اس شہر کے لڑکوں سے ملنے گئی، وہاں کے سردار کا بیٹا اسے دیکھکر اسپر فریفتہ ہو گیا، اور لے پھسلا کر اس کے ساتھ ہمبستر ہوا، پیدائش کا ۳۴ باب * اسپر اس لڑکی کے بھائیوں نے وہاں کے لوگوں کو دغا دے کر تمام مردوں کو قتل کیا، اور شہر کو لوٹ لیا، اور اپنی بہن کو لے کر چلے گئے * اس بیجا حرکت اور خون ریزی سے بیچارے یعقوب کا دل نہایت پریشان ہوا، اور دریائے غم میں ڈوب گیا، پر لاچار کیا کرے، بیٹوں سے کہا، کہ تم نے مجھے یہ کیا ہی رنج پہنچایا، اور اس ملک کے سامنے ایک نفرت کا سبب ٹھیرایا، میرا ساتھ گنتی میں تو تھوڑا ہے، کہ انکے پاسنگ نہیں، سو وہ جمع ہو کر مجھے گھیر اور اپنی نگاہ میں تولکر ابھی مار ڈالیں گے، اور میں اور میرا خاندان ہلاک ہو جائے گا، کہتا ہوں میں اگر واجب القتل تھا، تو اس سردار کا بیٹا تھا، اور اور مرد اور سارا شہر واجب القتل نہ تھا، کہ یعقوبؑ کے بیٹوں نے ایک لخت سب مردوں کو دغا سے قتل کیا، اور ان کی سب دولت اور ان کے سب بال بچوں اور عورتوں کو غنیمت میں لیا، اس میں یعقوب کے بیٹوں کی تو خطا ظاہر ہے، اور یعقوبؑ کی خطا یہ ہے، کہ بیٹوں کو کیوں سزا نہ دی، اور بال بچوں اور عورتوں کو چھڑوا کے مقتولوں کا مال و اسباب کیوں نہ پھروا دیا، اور اگر بیٹوں پر قبضہ نہ چلتا تھا، تو پھر آپ ان ظالموں کے ساتھ کیوں رہے، الگ ہو جانا تھا، حالانکہ ان باتوں سے کوئی بات بھی نہ کی، البتہ اپنی بدنامی سے ڈرے، اور اپنی اور اپنے خاندان کی ہلاکت کا اندیشہ تو کیا، سو یہ اور بات ہے، اس باب کے بعضے درس یوں ہیں، نسخہ ۱۸۲۲ و ۱۸۲۹ء ۲۵ دینا کے دو بھائی شمعون اور لیوی نے اپنی تلواریں لیں، اور جرأت سے شہر پر آ پڑے، اور سب مردوں کو قتل کیا، ۲۶ اور انہوں نے حمور اور اس کے بیٹے سخام کو تلوار کی دھار سے مار ڈالا، اور سخام کے گھر سے دینا کو لے کر نکل گئے ۲۷ اور یعقوب کے بیٹے مقتولوں پر آئے، اور شہر کو غارت کیا،

کیونکہ انہوں نے ان کی بہن کو بے حرمت کیا تھا، ۲۸ انہوں نے انکی بھیڑ بکریاں اور ان کے
گائے بیل اور انکے گدہے اور جو کچھہ کہ شہر میں اور کھیت پر تھا، لوٹ لیا، ۲۹ اور ان کی سب
دولت اور ان کے سب بچے اور ان کی جوروئیں لے لیں، اور سب کچھہ کہ گھر میں تھا لوٹ
کے صاف کیا، ۳۰ اور یعقوب نے شمعون اور لیوی کو کہا، کہ تم نے مجھے دکھ دیا، کہ اس
زمین کے باشندوں میں کنعانیوں اور فرزیوں کے درمیان مجھے گھنونا کر دیا، اور ہم
تھوڑے ہیں، وے سب میرے مقابلے کو اکٹھے ہونگے، اور مجھے قتل کرینگے، اور میں اور
میرا گھر برباد ہوئیگا، ۲۲ صفحہ ۲۰۵ میں ہے، اس کے پہلوتے بیٹے رادبین نے اپنے
باپ کی جورو بلہا کے ساتھ زنا کیا، کہتا ہوں میں، کہ یہ کتاب پیدائش کے ۳۵ باب میں
ہے، اور اس میں رادبین کی خطا تو ظاہر ہے، کہ اپنے باپ کی جورو سے اسنے زنا کیا،
اور یعقوب کی یہ خطا ہے، کہ اس ناخلف کو اور نہ اس جورو مرداد کو سزا دی، بلکہ سنکر
چپ ہو گئے ۲۳ پھر اسی صفحہ میں ہے اس کے بیٹے یہودا سے بھی بڑی بدچلنی ہوئی
جس کے سبب اس کے باپ یعقوب کو کمال رنج و نہایت افسوس ہوا، کہتا ہوں میں
کہ جو پادری صاحب نے بعضے وجوہ کا لحاظ کر کے اس حال کو مجمل لکھا ہے، مناسب
یہ ہے، کہ اول ان کی مقدس کتاب سے نقل کروں، اس کے بعد الزاماً جو عرض کرتا ہو
عرض کروں، کتاب پیدائش کے ۳۸ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء، ۱۳ اور
تامار سے یہ کہا گیا، کہ دیکھہ تیرا سسر تمناس کو جاتا ہے، الخ ۱۴ اس نے رنڈاپے کے
کپڑوں کو اتار پھینکا، اور برقع اوڑھا، اور تمناس کے راستے میں ایک کشادہ جگہ بیٹھی الخ
۱۵ جب یہودا نے اُسے دیکھا، جانا، کہ کوئی کسبی ہے، الخ ۱۶ اور راہ سے اس کیطرف
کو پھرا، اور اُسے کہا، کہ چلئے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے، اور نجانا، کہ وہ
اس کی بہو تھی، وہ بولی، کہ تو جو میرے ساتھ خلوت کریگا، مجھے کیا دیگا، ۱۷ وہ بولا میں
گلے میں سے بکری کا ایک بچہ بھیجونگا، اس نے کہا، کہ تو مجھے جب تک اسے بھیجے کچھہ
گروی دیگا، ۱۸ وہ بولا کیا گروی تجھے دوں، وہ بولی، اپنی انگوٹھی اور اپنے بازوبند اور
عصا جو تیرے ہاتھ میں ہے، اس نے دیا، اور اس کے ساتھ خلوت کی، اور وہ اس سے
حاملہ ہوئی ۲۴ اور یوں ہوا، کہ تین مہینے کے بعد یہودا سے کہا گیا، کہ تیری بہو تامار نے
زنا کیا، اور دیکھہ کہ اُسے چھنالے کا پیٹ بھی ہے، یہودا بولا، کہ اسے باہر لاؤ اور جلا دو

۲۵ جب وہ نکالی گئی، اس نے اپنے سُسرے کو کہلا بھیجا، کہ مجھے اُس شخص کا پیٹ ہے،
جس کی یہ چیزیں ہیں، اور کہا دریافت کیجئے، یہ انگوٹھی اور بازوبند اور عصا کس کا ہے ۲۶
تب یہودا نے اقرار کیا، اور کہا، کہ وہ مجھ سے زیادہ راست باز ہے، الخ ۲۷ اور اس کے
جننے وقت یوں ہوا، کہ اس کے پیٹ میں دو بچے تھے، ۲۸ اور جب وہ جننے لگی، تو
ایک کا ہاتھ نکلا، اور دائی جنائی نے پکڑ کے اس کے ہاتھ میں تاگا باندھ کے کہا، کہ یہ پہلے
نمود ہوا، ۲۹ اور یوں ہوا، کہ اس نے اپنا ہاتھ پھر کھینچ لیا، اور دیکھو کہ دو نہیں، اسکا
بھائی نکل پڑا، تب وہ بولی، کہ تو نے کیا شکست دی، یہ شکست تجھی پر آوے گی،
اس لئے اسکا نام فارض ہوا، ۳۰ بعد اُس کے اس کا بھائی جس کے ہاتھ میں تاگا
بندھا تھا پیدا ہوا، اس کا نام زارح رکھا، دیکھو اس سارے باب میں کہیں یہ بات مذکور
نہیں، کہ یعقوب کو کمال رنج اور نہایت افسوس ہوا، اور دیکھو کہ یعقوبؑ کے بڑے
صاحب زادے تو باپ کی جورو سے خراب ہوئے، اور دوسرے صاحب زادے
اپنی بہو پر چڑھ بیٹھے، اور پہلے تو حکم کیا، کہ باہر لا کے جلا دو، اور جب معلوم ہوا، کہ یہ سب
میری کرتوت ہے، تو اقرار کیا وہ مجھ سے زیادہ راست باز ہے، سبحان اللہ کیا اچھے
راست باز تھے، جو ان کی بہو ان سے زیادہ راست باز نکلی، پر سچ تو ہے، کیوں راستباز
نہ ہو، کہ جہان کو چھوڑ کے خود سسرے ہی کو دھوکا دے کر اسی سے خراب ہو کر حاملہ ہوئی
اور اس میں یہودا اور تامار کی خطا تو ظاہر ہے، اور یعقوبؑ کی خطا یہ ہے، کہ انہوں نے
نہ اس صاحب زادے والا تبار کو، اور نہ اس بہو عفت شعار کو سزا دی، اور ظاہر تو یہی
ہے، کہ اس وقت ان کی شریعت میں زنا کی سزا جلا دینا تھا، جیسا یہودا نے حکم کیا تھا، اور
یہ جو صاحب زادے اس حرکت سے پیدا ہوئے، ان میں سے اسی فارض کی اولاد
میں حضرت داؤد اور سلیمان اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں، جیسا متی کے پہلے باب سے ظاہر
ہے، اسو دیکھو، کہ ان کتابوں کے موافق ان انبیاء کا نسب کن لوگوں کی طرف منتہی ہوتا
ہے، اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی نبوت اور بزرگی میں مسیحیوں کو انکار کی جگہ
نہیں، اور ان کی مقدس کتاب میں ان لوگوں کی بہت کچھ تعریف کی ہے ۲۴ کتاب
خروج کے ۳۲ باب میں ہے، انسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء ۱ اور جب دیکھا قوم نے کہ موسیٰ
نے اُترنے میں پہاڑ سے دیر کی، تو ہارون کے پاس جمع ہوئے، اور اُس کو کہا، کہ اٹھ

اور ہمارے لئے معبود بنا الخ ۲ تب ان کو ہارون نے کہا، کہ زیور سونے کے جو کانوں میں تمہاری عورتوں اور تمہارے بیٹوں اور تمہاری بیٹیوں کے ہیں، گھسوٹ کر میرے پاس لاؤ، ۳ پس سب قوم نے زیور سونے کے جو ان کے کانوں میں تھے، گھسوٹ لئے، اور ان کو ہارون کے پاس لائے، ۴ اور ہارون نے انکو ان سے لیا، اور ایک نقشہ کھینچا پھر ایک بچھڑا ڈھال کر بنایا، اور انہوں نے کہا، کہ اے اسرائیل یہ معبود تمہارے ہیں، جو تم کو مصر کی زمین سے چھڑا لائے، ۵ جب اُس کو ہارون نے دیکھا، تو ایک قربانگاہ روبرو اس کے بنائی، اور یہ کہتے ہوئے منادی کی، کہ کل یہوواہ کیلئے عید ہے، دیکھو اس عبارت کے موافق خود ہارون ؑ نے ایک بچھڑا ڈھال کر بنایا تھا، اور اس کے سامنے خود ہی ایک قربان گاہ بنائی تھی، اور خود ہی یہ منادی کی تھی، کہ یہوواہ کے لئے کل عید ہے، سو وہ عید بھی ہوئی، جیسا اس باب میں مذکور ہے، تو اس پیغمبر نے خود بت بنایا، اور بت پرستی کی اور کرائی اور نبوت میں اس کے کلام نہیں، پادری اسمتھ تحقیق دین حق کے پہلے حصے کے بیالیسویں صفحہ میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۴۲ء جیسے انکے (یعنی بنی اسرائیل کے) درمیان بادشاہ نہ تھا ویسے موسیٰ اور ہارون اور انکے ستر مددگار کے سوا ان کے درمیان کوئی نبی بھی نہ تھا، پھر لکھتا ہے، موسیٰ اور ہارون اور انکے مددگار کے سوا اُن کا کوئی نبی نہ تھا، ان دو عبارتوں میں ہارون کی نبوت کی بلکہ اُن ستر مددگاروں کی نبوت کی بھی تصریح ہے، مگر یہ خیال رکھنا چاہیئے، کہ جس نسخے کا میں حوالا دیتا ہوں، وہ ۱۸۴۲ء والا ہے، اس لئے کہ پادری لوگ ہر بار کے چھپوانے میں اپنی کتاب کو بہت کچھ پلٹ ڈالتے ہیں، اور توریت میں جابجا حضرت ہارون کے حق میں ایسا کچھ مرقوم ہے، کہ اس سے ان کی نبوت ثابت ہوتی ہے، کتاب خروج کے ۴ باب کے ۲۷ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء اور یہوواہ نے ہارون کو کہا، کہ بیابان میں جاکر موسیٰ کی ملاقات کر، وہ گیا الخ اور کتاب شمار کے ۱۸ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء ۱ پھر یہوواہ نے ہارون کو فرمایا الخ ۸ پھر یہوواہ نے ہارون کو خطاب کیا، الخ ۲۰ پھر یہوواہ نے ہارون کو فرمایا الخ اور کتاب شمار کے ۲ باب کے ۱ ورس اور ۴ باب کے ۱ ورس و ۱۷ ورس اور ۱۴ باب کے ۲۶ ورس اور ۱۶ باب کے ۲۰ ورس اور ۱۹ باب کے ۱ ورس میں یعنی اس کتاب میں چھ جگہ یوں مرقوم ہے، کہ یہوواہ نے موسیٰ اور ہارون کو خطاب کرکے فرمایا، اور کتاب خروج کے ۶ باب کے ۱۳ ورس میں

ہے، نسخہ ١٨٢٢ء و ١٨٢٩ء، تب یہواہ نے موسیٰ اور ہارون کو کہا، الخ سو دیکھو، کہ ان کی رو سے خدا تعالیٰ نے ہارون کو جیسے حضرت موسیٰ کی شرکت میں وحی کی ہے، ویسی ہی جدا بھی کی ہے، اور کتاب خروج کے ملاحظہ سے یہ بات ثابت ہے کہ فرعون کے مقابلے میں جتنے معجزے صادر ہوئے، انہیں سے اکثر ہارون سے ظاہر ہوئے ہیں، اور ہارون ع کا کیا ذکر ان کی بہن مریم بھی پیغمبر تھی، کتاب خروج کے ١٥ باب کے ٢٠ درس میں ہے، نسخہ ١٨٢٢ء و ١٨٢٩ء، تب ہارون کی بہن مریم نبیہ نے دف ہاتھ میں لیا الخ نسخہ ١٨٤٤ء میں بھی بعینہ یہی عبارت ہے، فارسیہ ١٨٣٩ء پس مریم نبیہ خواہر ہرون دف در دست گرفت الخ اور خود ہارون اور مریم سے نبوت کا دعوے منقول ہے، کتاب شمار کے ١٢ باب کے ٢ درس میں ہے، نسخہ ١٨٢٢ء و ١٨٢٩ء، اور بولے کیا یہواہ نے خالی موسیٰ ہی سے باتیں کی ہیں، کیا ہم سے اس نے بھی باتیں نہیں کیں، اور نسخہ ١٨٤٤ء والا اس کے موافق ہے، مگر اتنا فرق ہے، کہ یہواہ کی جگہ خداوند کا لفظ واقع ہے، اور زبور ١٠٥ کے درس ٢٦ میں ہے، نسخہ ١٨٣١ء اس نے اپنے بندے موسے کو اور اپنے برگزیدہ ہارون کو بھیجا،

اور زبور ١٠٦ کے ١٦ درس میں ہے، نسخہ ١٨٣١ء انہوں نے خیموں کی جگہ میں موسیٰ پر اور یہواہ کے پاک مرد ہارون پر حسد کیا،

اور یہ بات کہ ہارون ع حضرت موسیٰ کے نائب تھے، ان کی نبوت کو منافی نہیں، نہ عقلاً اور نہ شرعاً اور نہ لازم آتا ہے، کہ یوشع ع جو حضرت موسیٰ کے نائب تھے، بلکہ جتنے انبیاء اسرائیلیہ جو حضرت موسیٰ کے پیچھے اور حضرت عیسیٰ سے پہلے ہوئے، اور توریت کے پیرو تھے، پیغمبر نہ ہوں، اور اسی طرح حواری لوگ جو پادریوں کے زعم میں موسیٰ ع سے بڑھکر ہیں پیغمبر نہ ہوں، اور اب معلوم ہوا کہ جو فنڈر صاحب حل الاشکال میں لکھتے ہیں، نسخہ ١٨٤٥ء صفحہ ١٠٥

گوسالہ پرستی کسی نبی نے کبھی نہیں کی، بلکہ صرف ہارون نے ایک وقت یہودیوں کے خوف کے مارے کی تھی سو وہ نبی نہیں، صرف کاہن تھا، محض موسیٰ کا پیغمبر محض غلط ہے، اور صرف صاحب استفسار کے الزام اٹھانے کو ایسی حرکت کرتے ہیں، علاوہ اس کے جو صاحب استفسار گوسالہ پرستی اور بت پرستی دونوں پر طعن کرتا ہے، سو اس صورت میں اگر بالفرض مان بھی لیں، کہ کسی پیغمبر نے گوسالہ پرستی نہیں کی، تو پادری صاحب کی مجال نہیں کہ مطلق بت پرستی سے انکار کریں، اس لئے کہ سلیمان ع کی بت پرستی کرنے اور بت خانے

ثمشون پیغمبر کا زنا

ہونے کا حال ان کی مقدس اور الہامی کتاب میں ایسا صاف لکھا ہے، جس میں تاویل کی گنجائش نہیں، جیسا پہلی جلد کے اندر گذر گیا، اور تیسویں سند میں آتا ہے ۲۵ کتاب القضات کے سولہویں باب میں ہے، کہ شمشون پیغمبر غزہ میں ایک فاحشہ سے خراب ہوئے، پھر انہوں نے نہر سلدق میں ایک عورت سے آشنائی کی، کہ جسکا نام دلیلہ تھا، اور رات کو اسی کے گھر میں جاکر سویا کرتے تھے، اور فلسطانیوں نے اس فاحشہ کو گیارہ سو روپیہ اس شرط پر دینے کئے، کہ یہ بات شمشون سے پوچھ دے، کہ اس کی شہ زوری کہاں سے ہے، اور کسطرح گرفتار ہوگا، اس فاحشہ نے اس طمع سے اُنسے پوچھا تین بار تو انہوں نے جھوٹ بولا، اخیر اس نے ہر روز تنگ کرنا شروع کیا، اور یہ طعنہ دیتی تھی، کہ تو کہتا ہے، کہ میں تجھے چاہتا ہوں، پھر بھی مجھے نہیں بتاتا، اخیر کو انہوں نے تنگ ہو کر دل کی بات اُگل دی، پھر اس فاحشہ نے فلسطانیوں کو بلاکر پکڑوا دیا، اور اسی جا شہید ہوئے، سو اس کے موافق اس پیغمبر کا بارہا زنا کرنا اور جھوٹ بولنا ثابت ہوا، اور شمسون کی نبوت سے عیسائی انکار نہیں کر سکتے، اس لئے کہ نامہ عبرانیہ کے ۱۱ باب میں صریح ہے ۲۹ جب داؤد ع م شاؤل بادشاہ بنی اسرائیل سے ڈر کے بھاگے تھے، اُس حال میں سموئیل کی پہلی کتاب کے ۲۱ باب میں یوں مرقوم ہے، نسخہ ۱۸۲۹ء ۱ اور داؤد نبہ میں اخی ملک کاہن کے پاس آیا، اور اخی ملک داؤد کے آنے سے ڈرا، اور بولا، تو کیوں تنہا ہے، اور تیرے ساتھ کوئی نہیں ۲ سو داؤد نے اخی ملک کاہن کو کہا، کہ بادشاہ نے مجھے ایک کام کو بھیجا ہے، اور فرمایا ہے، کہ یہ کام کہ جو میں نے تجھے کہا ہے، کسی پر آشکارا نہ ہووے، اور جوانوں کو میں نے فلانی فلانی جگہ بھیج دیا ۳ اب بتلا تیرے پاس کچھ ہے، ایک پانچ گردے روٹیوں کے یا جو کچھ حاضر ہو، سو میرے ہاتھ میں دے، ۶ سو کاہن نے تبرک کی روٹی اسے دی، الخ ۸ پھر داؤد نے اخی ملک سے پوچھا یہاں تیرے قابو میں کوئی نیزہ یا تیغ تو نہیں، کیونکہ میں اپنی تلوار اور اپنے سلاح ساتھ نہیں لایا، کہ مجھے بادشاہ کے کام کی جلدی تھی، دیکھو داؤد نے اخی ملک سے جھوٹ پر جھوٹ بولے اور اس جھوٹ کے سبب جو اخی ملک نے ان کے ساتھ سلوک کیا، اس کا یہ ثمرہ نکلا، کہ اس شہر کے سب مرد عورت بال بچے شاؤل نے سنکر قتل کروڈالے، بلکہ دودھ پیتے بچوں اور بیلوں اور گدہوں اور بھیڑوں کو بھی یک لخت تلوار سے قتل کرایا، جیسا اسی کتاب کے ۲۲ باب میں تفصیلاً لکھا ہے، اور خود داؤد نے اخی ملک کے ایک بیٹے سے جو اتفاقاً بچکر نکل بھاگا تھا، اقرار کیا ہے، کہ تیرے باپ کے سارے گھرانے کے مارے جانے کا باعث میں ہوا، جیسا اسی باب ۲۲

داؤد کی دروغ گوئی

کے ۲۶ ورس میں ہے ۲۷ سموئیل کی ۲ کتاب کے ۱۱ باب میں ہے. نسخہ ۱۸۲۹ء ۲ اور ایک دن
شام کو ایسا ہوا، کہ داؤد اپنے فرش پر سے اٹھا، اور اپنے قصر کے بام پر ٹہلنے لگا، اور وہاں سے
اس نے ایک عورت کو دیکھا، جو نہا رہی تھی، اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی ۳ اور داؤد
نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے، سو کہا گیا، وہ الیعام کی بیٹی بت شیع حیطانی
اوریا کی جورو تھیں، ۴ اور داؤد نے لوگ بھیجے تاکہ اس عورت کو داؤد پاس لائیں، چنانچہ
وہ اس پاس آئی، سو وہ اس سے ہمبستر ہوا، کہ وہ اپنی ناپاکی سے تازہ پاک ہوئی تھی، اور پھر
وہ اپنے گھر کو چلی گئی، ۵ اور اس عورت کو پیٹ رہ گیا، سو اس نے داؤد کو خبر بھیجی، کہ مجھے
پیٹ رہ گیا، ۶ اور داؤد نے یوآب کو کہلا بھیجا، کہ حیطانی اوریا کو میرے پاس بھیجدے، سو
یوآب نے اوریا کو داؤد پاس بھیجدیا ۸ پھر داؤد نے اوریا کو کہا، کہ اپنے گھر میں جا ۹
پر اوریا بادشاہ کے قصر سے نکل کر آستانے پر اپنے خداوند کے خادموں کے ساتھ سو رہا،
اور اپنے گھر نہ گیا ۱۰ اور خبرداروں نے داؤد سے کہا، کہ اوریا اپنے گھر نہ گیا، سو داؤد نے
اوریا کو کہا، کیا تو سفر سے نہیں آیا، پس تو اپنے گھر کو کیوں نہ گیا، ۱۱ تب اوریا نے داؤد سے
کہا، کہ صندوق اور بنی اسرائیل اور بنی یہوداخیموں میں رہتے ہیں، اور میرا خداوند، یوآب اور
میرے خداوند کے خادم کھلے میدان میں پڑے ہوئے ہیں، پس میں کیونکر اپنے گھر جاؤں
کھاؤں اور پیوں اور اپنی جورو کے ساتھ سو رہوں، تیری حیات اور تیری جان کی قسم، کہ میں
یہ کبھی نہ کروں گا، ۱۲ پھر داؤد نے اوریا کو کہا، کہ آج کے دن بھی یہیں رہ جا، اور کل میں تجھے
روانہ کروں گا، سو اوریا اس دن بھی صبح تک اورشلیم میں رہ گیا، ۱۳ تب داؤد نے اسے بلا
کے اپنے سامنے کھلایا، اور پلایا، اور اسے مست کیا، اور شام کو وہ باہر جا کے اپنے خداوند
کے خادموں کے ساتھ اپنے بستر پر سو رہا، پر اپنے گھر میں نہ گیا ۱۴ اور صبح کو داؤد نے یوآب کے
لئے خط لکھ کے اوریا کے ہاتھ میں دیا اور اسے روانہ کیا ۱۵ اور اس نے خط میں یہ لکھا، کہ اوریا کو
جنگ کی گرمی کے وقت اگاڑی کیجو، اور اس کے پاس سے پھر آئیو، تاکہ وہ مارا جائے، اور مقتول
ہو، ۱۶ اور ایسا ہوا، کہ یوآب جو اس شہر کے گرداگرد اترا، تو اس نے اوریا کو ایسے مقام پر چھوڑا
جہاں اس نے جانا، کہ جنگی لوگ وہاں ہیں، ۱۷ اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے
لڑے، اور وہاں داؤد کے خادموں میں تھوڑے سے کام آئے، اور حیطانی اوریا بھی مارا گیا،
۲۶ اور اوریا کی جورو اپنے شوہر اوریا کا مرنا سن کے سوگ میں بیٹھی ۲۷ اور جب سوگ کے

دن گذر گئے، تو داؤد نے اسے اپنے گھر میں بلوالیا، اور اسے اپنی جورو بنایا، سو وہ اس کے لئے
بیٹا جنی، پر داؤد کے اس کام سے یہوواہ آزردہ ہوا، اور اسی کتاب کے ۱۲ باب میں اس حرکت
پر اللہ تعالےٰ کا عتاب ناتان پیغمبر کی معرفت یوں مرقوم ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء ۱۸۲۹ء ۹ سو تو نے کیوں
یہوواہ خدا کے حکم کی تحقیر کر کے اس کے آگے بدی کی، کہ تو نے حیطانی اوریا کو تیغ سے قتل کروایا
اور اس کی جورو کو لیکے اپنی جورو کیا، اور اس کو بنی عمون کی تلوار سے مروا ڈالا، ۱۴ لیکن اس
کام کے سبب سے جو تو نے کیا، کہ یہوواہ کے دشمنوں کے کفر کا باعث ہوا، یہ لڑکا بھی جو تیرے
لئے پیدا ہوگا، مقرر مر جائیگا ۱۵ اور ناتان گھر کو گیا، اور یہوواہ نے اس لڑکے کو جو اوریا کی جورو
سے پیدا ہوا، مارا، کہ وہ بیمار پڑا، ۱۶ سو داؤد نے اس لڑکے کیلئے خدا سے عرض کیا، اور روزہ
رکھا، اور گھر میں جا کر ساری رات زمین پر پڑا رہا، ۱۷ اور اس کے گھر کے مشائخ اٹھ کے اس
پاس آئے، کہ اسے خاک پر سے اٹھا دیں، پر وہ راضی نہ ہوا، اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھایا ۱۸
اور ساتویں دن وہ لڑکا مر گیا، الخ اس کے موافق داؤد نے آٹھ خطائیں کیں، پہلی تو یہ ہے
کہ بیگانی عورت کو حرام کی نظر سے دیکھا، اور فریفتہ ہو کر اسے بلوا بھیجا، دوسری یہ ہے، کہ
اس کے ساتھ زنا کیا، جو حرام قطعی ہے کہ کتاب خروج کے ۲۰ باب کے ۱۳ اور ۱۴ درس میں ہے،
نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء تو خون مت کر تو زنا مت کر الخ تیسری یہ کہ زنا بھی ہمسایہ کی جورو سے
کر کے اس کے چھین لینے کا لالچ کیا، کہ وہ ایک اور گناہ ہے، اسی کتاب کے باب کے ۱۷
درس میں ہے نسخہ مذکورہ تو اپنے ہمسایہ کے گھر کا لالچ مت کر، تو اپنے ہمسایہ کی جورو
اور اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے بیل اور اس کے گدہے اور کسی چیز کا جو تیرے
ہمسائے کی ہے، لالچ مت کر، چوتھی یہ ہے کہ زنا کی حد نہ اپنے اوپر اور نہ اس عورت پر جاری
کروائی، حالانکہ کتاب قوانین کے بیسویں باب کے دسویں درس میں ہے، نسخہ مسطورہ وہ شخص
جو دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے ہمسائے کی جورو سے زنا کرے، وہ زنا کرنے والا اور زنا کرنے
والی دونوں البتہ قتل کئے جاویں، انکا خون انہیں پر ہے، گیا یہ توریت کے احکام اوروں ہی
لوگوں کیواسطے تھے، پانچویں یہ کہ جب اس حرام سے حمل رہ گیا، اوریا کو فریب سے بلوا
کر چاہا، کہ وہ گھر جاوے، لیکن جب وہ دیانت دار گھر نہ گیا، تو اگلے دن اس پر ملامت کی
اس پر جب اس نے کمال دیانت کے راہ سے عذر کر کے قسم کھائی، کہ میں نہ جاؤنگا، تب
ایک اور فریب کھیلا، کہ اسے اپنے سامنے شراب پلا کر مست کیا، کہ شاید مستی کی صورت

میں اپنی عورت کا خیال کر کے اسکے پاس جائے لیکن وہ دیانت دار مستی میں بھی نہ بہکا، اور اس حالت میں بھی اس نے اپنی جورو حلال نہایت خوبصورت کا خیال نہ کیا، سبحان اللہ عام کا یہ حال اور خدا کے پیغمبروں کا وہ حال کہ لوط نے متوالے ہو کر بڑھاپے میں اپنی بیٹیوں سے زنا کیا، اور اس پیغمبر نے بدون مستی کے ہوشیاری میں یہ خرابیاں ڈالیں، چھٹی یہ کہ جب اس کے مست کرنے سے بھی فائدہ نہ نکلا، اس کے قتل پر کمر باندھی، اور کافروں کی تلوار سے قتل کروا دیا، ساتویں یہ ہے، کہ جب تک ناتان پیغمبر نے آکر ملامت نہ کی، تب تک اپنے ان گناہوں کو کچھ گناہ نہ سمجھا، کتب مقدسہ کے خلاصہ اردو میں جس کا نام مقدس کتاب کا احوال ہے، یوں مرقوم ہے، ایک بڑی شہوت اس کے دل میں سما گئی، اور ازبسکہ آدمی شہوتوں سے اندھا بہرا سخت دل ہوجاتا ہے، بادشاہ شہوت سے اوریا نام ایک منصبدار کی جورو پر عاشق ہوا، اور اس نے فوج کے سردار یواب کو فرمایا کہ تو اوریا کو لڑائی میں کسی خطرناک جگہ کھڑا کرتا کہ وہ دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاوے، اگرچہ آپ سے یہ یاد کرنا مناسب تھا، کہ ساؤل نے ایک بار اسی طور انہیں ہلاک کرنا چاہا تھا، اور خدا نے انہیں بچایا، پر اس لئے کہ شہوت سے اس کے دل کی آنکھیں اندھی ہو گئیں تھیں، اور خدا نے اوریا کی ہلاکت ہونے دی تھی، اس کو وہ خیال نہ آیا، بلکہ قریب ایک برس کے اس گناہ سے غافل رہا، یہاں تک عبارت اس کتاب کی تھی، جو اسی کے الفاظ سے منقول ہوئی، دیکھو یہ فاضل عیسائی مذہب کیسے الفاظ تعظیم کے داؤد کے حق میں بولتا ہے، اور اقرار کرتا ہے، کہ ایک برس کے قریب اس گناہ سے غافل رہا، آٹھویں یہ کہ باوجودیکہ ناتان پیغمبر کی معرفت قطعی حکم پہنچ چکا تھا، کہ وہ لڑکا حرامی بچہ بقدر مر جائیگا، پھر بھی سات دن روزہ رکھا، اور زمین پر پڑے رہے، اور روتے اور دعا کرتے رہے، کہ وہ لڑکا جیتا رہے، مقدس کتاب کے احوال میں ہے جو کسیکو خبر ہو جاتی ہے، کہ اس کی بے لگام شہوتوں کی سزا کے سبب اسکا بیٹا مر جائے گا تو البتہ اسے سخت رنج ہوتا ہے، سو داؤد نے سات دن روزہ رکھا اور روتا اور دعا مانگتا زمین پر پڑا رہا کہ خدا اس لڑکے کو جیتا رکھے، یہاں تک اس کتاب کی عبارت تھی ۲۸ امنون جو حضرت داؤد کا پہلوٹا بیٹا تھا، اپنی تامار بہن پر عاشق ہوا، اور ایسا بے چین ہوا، کہ بیمار پڑ گیا، اور جب داؤد ان کے دیکھنے کو گئے، تو اس نے درخواست کی، کہ میری بہن تامار

لہ عیساموئیل کی ۲ کتاب کے ۳ باب کے ۲ ورس میں ہے ۱۲ منہ رح

کو حکم کیجیے کہ دو پھلکے اپنے ہاتھ سے پکا کر کھلائے جا ، سو داؤد نے اس کو بھیجا ، اور اس نے آکر سامنے
پھلکے پکائے ، اور رکاب میں رکھکر امنون کے پاس لائی ، سو اسحال میں سموئیل کی ۲ کتاب کے
۱۳ باب میں یوں مرقوم ہے ، نسخہ ۱۸۲۹ء ۱۰ اور امنون نے تامار کو کہا ، کہ کھانا کوٹھری کے اندر
لا ، کہ میں تیرے ہاتھ سے کھاؤنگا ، سو تامار نے وہ پھلکے جو اسنے پکائے تھے لئے ، اور کوٹھری
میں اپنے بھائی امنون کے پاس لائی ۱۱ اور جب وہ کھانا اس کے سامنے لائی ، کہ اُسے
کھلاوے ، تو اس نے اُسے پکڑا اور کہا ، کہ اے بہن آمل کے سو رہیں ۱۲ ، وہ بولی نہیں
بھیا مجھے رسوا نہ کر ، کہ اسرائیلیوں میں یہ بات اچھی نہیں ، سو تو یہ جہالت کا کام نہ کر ۱۴ لیکن
اس نے اس کی بات نہ مانی ، کہ وہ اس سے بہت زورآور تھا ، سو اس سے زبردستی کی
اور اس کے ساتھ سویا ۱۵ اور امنون نے اس سے بڑی دشمنی پیدا کی ، ایسا کہ جیسا وہ اس
پر عاشق تھا ، اس سے زیادہ اسکا دشمن ہوا ، پھر امنون نے کہا ، اُٹھ چلی جا ۱۷ تب امنون نے
اپنے ایک چاکر کو بلایا ، اور اُسے کہا ، کہ اسے میرے گھر سے باہر نکال کے جلد دروازے
میں قفل لگا دے ۱۸ غرض اس کے خادم نے اُسے باہر کر دیا ، اور اس کے جاتے ہی قفل
لگا دیا ۲۱ اور جب داؤد بادشاہ نے یہ سب باتیں سنیں ، تو بہت ناخوش ہوا ، دیکھو جیسے
حضرت یعقوب کے پہلوٹے جناب راؤبن نے اپنے باپ کی جورو سے زنا کیا تھا ، یہاں
حضرت داؤد کے پہلوٹے نے اپنی کنواری بہن سے زنا کیا ، اور لطف یہ ہے ، کہ زنا کرتے
ہی اس کا دشمن بن گیا ، سو اس میں امنون کی خطا تو صریح ہے ، مگر داؤد ع کی خطا یہ ہے ،
کہ اسنے زانی اور زانیہ کے ساتھ توریت کے حکم کو نہ برتا ، اور فقط ناخوش ہونے سے مطلب
نہیں نکلتا ۹ ۲ ابیشالوم ناخلف دوسرے صاحب زادے نے ارادہ کیا ، کہ داؤد ع اپنے
باپ کو مار کر آپ تخت پر بیٹھ جائے اور بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ متفق کر لیا ، اور یہ ناخلف
پورا راؤبن کے دستور پر چلا ، بلکہ اس سے بھی بڑھ گیا ، کہ اپنے باپ کی جوروں سے
سارے بنی اسرائیل کے سامنے کھلم کھلا زنا کیا ، جیسا سموئیل کی ۲ کتاب کے ۱۶ باب میں
ہے ، اور پھر اپنے باپ سے لڑا ، اور ایسی سخت لڑائی ہوئی ، کہ بیس ہزار بنی اسرائیل مارے
گئے ، جیسا اسی کتاب کے ۱۸ باب میں ہے ، سو ان حرکتوں کی بابت ملعون اور واجب
القتل تھا ، کتاب استثناء کے ۲۷ باب کے ۲۰ ورس میں ہے ، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء
وہ جو اپنے باپ کی جورو کے ساتھ سووے ، اس پر لعنت الخ ، اور کتاب قوانین کے

سلیمان کی خطائیں

بیسویں باب کے ۱۱ ورس میں ہے، نسخہ ہائے مذکورہ اور جو شخص کہ اپنے باپ کی جورو سے ہمبستر ہوا اس نے اپنے باپ کی برہنگی کھولی، البتہ وے دونوں قتل کئے جاویں، ان کا خون انہیں پر ہے، سو ان احکام کے موافق ابشالوم ملعون اور واجب القتل اور وے سب عورتیں بھی ایسے ہی واجب القتل تھیں، باوجود اس کے حضرت داؤد نے نہ ان عورتوں کو قتل کرایا، اور نہ یہ چاہا، کہ باوجود ایسی ایسی سخت حرکات کے ابشالوم مارا جائے، بلکہ اپنے سپہ سالاروں کو فرماتے تھے، کہ میری خاطر ابشالوم جوان کے ساتھ ملائمت کیجو، اور جب نواب سپہ سالار نے اس حکم کے برخلاف اسے مار ڈالا، تو داؤد نے یہ خبر سنکر بہت رنج کیا، اور روتے روتے کہا، ہائے میرے بیٹے ابشالوم، ہائے میرے بیٹے ابشالوم، کاش کہ تیرے عوض میں مرتا، ہائے ابشالوم میرے بیٹے میرے بیٹے، دیکھو ان روایتوں سے جو داؤد کے حال میں، ۲۷ سند سے ۲۹ سند تک منقول ہیں معلوم ہوتا ہے، کہ داؤد توریت کی حدود جاری کرنے میں بڑے ہی مداہن تھے ۳۰ کتاب اول سلاطین کے ۱۱ باب کے موافق جنکی نقل پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب میں پادریوں کے چوتھے شبہ کے جواب کے اندر دوسری اور تیسری قسم کی مثالوں سے ستائیسویں مثال کے بیان میں گزری، سلیمان ع نے چھ خطائیں کیں، اول سب سے بڑی خطا یہ ہے، کہ بڑھاپے میں جوروؤں کے بہکانے سے مرتد اور مشرک بن کر بت پرستی کی، اور بتوں کے حضور بخور جلایا کرتے تھے، اور قربانیاں گزرانا کرتے تھے، حالانکہ توریت میں بت پرستی کی بڑی ہی ممانعت ہے، اور اس کی سزا مار ڈالنا اور سنگساری ہے، گو وہ بت پرستی کرنے والا شخص پیغمبر ہی بڑے معجزے والا ہو، دوئم یہ کہ ان بتوں کے لئے بیت المقدس کی طرح بڑے بڑے عالیشان بتخانے بنوائے، جو یوسیا بادشاہ کے عہد تک جو سلیمان ع کی پندرہویں پشت سے قائم تھے، توریت میں تو صد ہا جا بڑی تاکید سے بت خانوں کے ڈھانے اور توڑنے کا حکم تھا، مگر اس بزرگ پیغمبر نے اُلٹی اپنی طرف سے بنائے، سیوم یہ کہ ان عورتوں سے نکاح کیا، جنسے رلنا ملنا بھی جائز نہ تھا، سو یہ نکاح درست نہ ہوا، اور لازم آیا، کہ ہزارہا بار زنا کیا ہو، چہارم یہ کہ ہزار جوروئیں اور حرمان کیں، حالانکہ توریت میں اس شخص کے واسطے جو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو بہت جوروئیں کرنے کی ممانعت مرقوم ہے، پنجم یہ کہ عورتوں کے ساتھ عشق پرستی کی جو پادریوں کے زعم میں بالکل نبوت کے منافی ہے،

ششم یہ کہ نہ اپنے اوپر اور نہ اُن عورتوں پر جنہوں نے ورغلایا تھا، بت پرستی کی حد جاری کرائی اور ان کی توبہ بھی تمام عہد عتیق میں کہیں منقول نہیں، اور بڑی دلیل توبہ نہ کرنے کی یہ ہے کہ اگر توبہ کرتے، تو وے بتخانے توریت کے حکم کے موافق ضرور گروا دیتے، اور ان غیر جائز عورتوں کو اپنے گھر اور تصرف سے باہر کر دیتے، حالانکہ کوئی بات بھی نہیں کی، اور وے بت خانے تو ان کی پندرہویں نسب تک قائم تھے، یوسیا بادشاہ پندرہویں[۱۵] پشت نے انکو گرایا ہے، اور تشریح ان سب امور کی پہلی جلد میں گذری، اس رسالے میں جسکا نام مقدس کتاب کا احوال ہے، یوں مرقوم ہے، اس نے کئی سو عورتیں کیں، جن میں کنعانی ادومی، صیدانی اور مصری اور اور قوموں کی شہزادیاں تھیں، جنہوں نے اپنے اپنے طریق کی بت پرستی یروشلم میں بھی نہ چھوڑی، بلکہ سلیمان کو بھی بت پرستی کیطرف مائل کیا، اسی طرح وہ بادشاہ جو سب سے زیادہ عقلمند تھا، گناہ میں پھنس کر، لوگوں کی عبرت اور اس عہد کے جو خدا نے بنی اسرائیل سے کیا تھا، توڑنے کا باعث ہوا، یہاں تک اس رسالے کی عبارت تھی، سو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، کہ توبہ نہیں کی، وگرنہ جیسا داؤد کے حال میں اس زنا سے توبہ کرنے کا حال اس نے لکھا ہے، یہاں بھی لکھدیتا، لیکن اس نے نہیں لکھا، بلکہ ان کے حال کو اسی عبارت مذکور پر ختم کر دیا ہے، اور فنڈر صاحب کا توبہ کا ادعا محض غلط ہے،

۱۳ سلاطین کی پہلی کتاب کے ۱۳ باب میں ایک پیغمبر کے حال میں کہ جو بحکم ربانی یہوداہ سے آکر یوربعام بادشاہ اسرائیل کو اس بات کی خبر کہ اس مذبح کو جو تو نے بنایا ہے، یوسیا بادشاہ جو داؤد کی اولاد سے ڈھاوے گا دیکر اپنے وطن کو پلٹ چلے تھے، یوں مرقوم ہے، نسخہ ۱۸۳۹ء ۱۱ سو وقت بیت ایل میں ایک بوڑھا نبی رہتا تھا، سو اس کے بیٹے اسکے پاس آئے، اور ان کاموں کو جو مرد خدا نے اس روز بیت ایل میں کئے، اُسے خبر دی اور اس کی اُن باتوں کو جو اس نے بادشاہ سے کہیں تھیں، اپنے باپ کے آگے بیان کیا ۱۳ سو ان کے باپ نے ان سے پوچھا وہ کس راہ سے گیا تھا، الخ ۱۴ اور اس مرد خدا کے پیچھے چلا، سو اسے بطم کے درخت کے تلے بیٹھا پایا، الخ ۱۵ تب اس نے اسے کہا، میرے گھر چل، اور روٹی کھا ۱۶ وہ بولا نہ میں تیرے ساتھ رہ سکتا ہوں، اور نہ میں تیرے گھر جا سکتا ہوں، اور نہ میں تیرے ساتھ اُس جگہ روٹی کھاؤنگا، اور نہ پانی پیونگا ۱۷ کہ یہواہ کا مجھکو

یوں حکم ہوا، کہ تو وہاں نہ روٹی کھانا، نہ پانی پینا، اور جس راہ تو جاتا ہے، اس راہ سے ہو کر نہ پھرنا، ۱۸ تب اُس نے کہا کہ جیسا تو ہے، میں بھی ایک نبی ہوں، اور یہواہ کے فرمان سے ایک فرشتے نے مجھکو کہا، کہ اُسے اپنے ساتھ اپنے گھر میں پھیر لا، تاکہ وہ روٹی کھاوے اور پانی پیوے، اور اس نے اس سے دغا کیا ۱۹ سو وہ اُس کے ساتھ پھر گیا، اور اس کے گھر میں روٹی کھائی اور پانی پیا ۲۰ اور جس وقت وے دونوں دسترخوان پر بیٹھے تھے، اس وقت ایسا ہوا، کہ یہواہ کا کلام اس نبی پر جو اُسے پھیر لایا تھا، نازل ہوا، ۲۱ اور اس نے اُس مرد خدا کو جو یہودا سے آیا تھا، چلا کے کہا، اس لئے کہ تو نے یہواہ کے حکم سے منہ پھیرا، اور تو نے اپنے یہواہ کے حکم کو جو اُس نے تجھے کیا تھا، یاد نہ رکھا ۲۲ اور تو پھر آیا، اور تو نے اس ہی جگہ جہاں یہواہ نے تجھے فرمایا تھا، کہ نہ روٹی کھانا، نہ پانی پینا، روٹی بھی کھائی اور پانی بھی پیا، سو تیری لاش تیرے باپ دادوں کی قبر میں داخل نہ ہوگی، ۲۳ اور جب وہ روٹی کھا چکا اور پانی پی چکا، تو اس نے اپنے گدھے پر اس نبی کے لئے جسے وہ پھیر لایا تھا، زین باندھا ۲۴ اور جب وہ روانہ ہوا، تو راہ میں اُسے ایک شیر ملا، اور اُس نے اُسے مار ڈالا، سو اُس کی لاش راہ میں پڑی تھی الخ ۲۵ اور جب اُدھر سے لوگوں کا گذر ہوا، تب انہوں نے دیکھا کہ لاش راہ میں پڑی ہے، اور شیر لاش کے پاس کھڑا ہے، سو انہوں نے شہر میں آکر وہاں جہاں وہ بوڑھا نبی رہتا تھا، بیان کیا، ۲۶ اور اس نبی نے جو اسے راہ سے پھیر لایا تھا، سُن کے کہا الخ ۲۸ تب وہ گیا الخ ۲۹ سو اس نبی نے اس مرد خدا کی لاش کو اٹھایا، اور گدھے پر ڈالا اور وہ بوڑھا نبی شہر میں داخل ہوا، الخ سو دیکھو اس جناب بوڑھے پیغمبر نے کہ اس عبارت میں بھی پانچ جگہ[سله] ان کے حق میں نبی کا لفظ بولا گیا ہے، اور اٹھارہویں[۱۸] درس میں خود اسی جناب کا سچی نبوت کا دعوے منقول ہے، اور بیسویں[۲۰] درس میں اُس سچی نبوت کی تصدیق موجود ہے، کیسا خدا پر بہتان باندھا، کہ ایک جھوٹا حکم خدا کا گھڑ کے دوسرے پیغمبر کو فریب میں لا کر خدا کے غضب میں گرفتار کرا کے مروا ڈالا، سو اس سے ثابت ہوا، کہ انبیاء اسرائیلیہ اہل کتاب کے نزدیک جیسے اور گناہ مثل زنا اور بت پرستی اور گوسالہ پرستی وغیرہ کیا کرتے تھے، ایسے ہی احکام تبلیغیہ میں جھوٹ بولا کرتے تھے، دیکھو جب پیغمبر الہام والے جھوٹ بولنے سے نہ چوکیں، غریب جاہلوں کا تو کیا اب ذکر رہا، اور اسی رسالے میں جسکا نام تقدیس

سله یعنی ۱۸ اور ۲۰ درسوں کے ماسوا ۱۲ منہ رح

کتاب کا حوالہ ہے۔ یوں مرقوم ہے، جب وہ مرد خدا کے حکم کو عمل میں لا چکا، تو جلدی سے خدا
کے حکم کے موافق اپنے گھر پھرنے لگا، پر ایک بوڑھے نبی نے جو بیت ایل کا رہنے والا تھا، اس
کا پیچھا کر کے اسے بہکایا، کہ پھر... وہاں اس کے ساتھ خدا کے حکم کے برخلاف کھانا کھائے
سو جب وہ روانہ ہوا، تو راہ میں ایک شیر نے اسے مار ڈالا، پر اس کا گوشت نہ کھایا، بلکہ جب
تک بیت ایل کے اسی بوڑھے نبی نے اس بھولے ہوئے نبی کو نہ گاڑا، وہ اور اس کی سواری
کا گدھا لاش کے پاس کھڑے رہے، یہاں تک عبارت اس رسالے کی تھی، تو اس کے
نزدیک بھی وہ بوڑھا نبی پیغمبر تھا، مگر تعجب ہے، کہ وہ مرد خدا تو اس نافرمانی پر مارا گیا، اور اس
بوڑھے نبی کا اس اتنی بڑی خطا پر بال بھی بیکا نہ ہوا، اور اب یہ بھی معلوم ہو گیا، کہ وہ جو پادری
فنڈر صاحب میزان الحق میں یوں لکھتے ہیں، نسخہ ۱۸۵۰ء نبی کے حق میں ہمارا یہ اعتقاد ہے
کہ نبی و حواری اگرچہ اور امور میں قابل سہو و نسیان ہوتے ہیں، لیکن تبلیغ و تحریر میں معصوم
ہیں محض غلط ہے، اسلئے کہ تبلیغ میں تو قصداً جھوٹ بولنا جو سہو اور نسیان سے بڑھکر ہے
ان سے ابھی ثابت ہوا، اور سہو اور نسیان کا بیان شروع گیارھویں ہدایت کے اندر گذرا ۱۲
جب اخاب بادشاہ اسرائیل نے اسوریہ کے بادشاہ پر فتح پاکر اس کی اور اس کے لشکر
کی جان بخشی کر دی تھی، اسحال میں سلاطین کی پہلی کتاب کے بیسویں باب میں یوں مرقوم
ہے، نسخہ ۱۸۲۵ء ۳۵ اسوقت نبی زادوں میں سے ایک نے یہواہ کے حکم کے مطابق اپنے
یار سے کہا، مجھے مار لیجیے، سو اس کے یار نے اس کے مارنے سے انکار کیا ۳۶ تب اسنے
ایک دوسرے کو جو اسے ملا، کہا، مجھے مار لیجیے، اس نے اسے مارا، اور اس نے اسے
زخمی کیا ۳۷ تب وہ نبی چلا گیا، اور راہ میں بادشاہ کی راہ دیکھنے لگا، اور اپنے منہ پر
راکھ مل کے آپ کو بدل ڈالا ۳۸ اور جونہیں بادشاہ ادھر سے گذرا، تونہیں وہ بادشاہ
کے آگے چلایا، اور کہا، کہ تیرا خادم جنگ گاہ میں گیا تھا، اور ناگاہ ایک شخص ایکطرف گیا، اور
اپنے ساتھ ایک شخص کو مجھ پاس لے آیا، اور اسے کہا، کہ اس کو جانے مت دے، اور اگر
یہ جاتا رہے گا، تو اس کے بدلے تیری جان جائے گی، اور نہیں تو ایک قنطار سونا دے گا
۳۹ اور جس وقت تیرا خادم گھبرا رہا تھا، اسوقت وہ جاتا رہا، سو شاہ اسرائیل نے اسے
کہا، تیرا یہی فیصلہ ہے، تو نے آپ اپنا انصاف کیا ۴۰ پھر اس نے پھرتی کر کے اپنے منہ
کی راکھ پونچھی، تب شاہ اسرائیل نے اسے پہچانا، کہ وہ نبیوں میں سے ایک ہے،

۴۲ تب اس نے اسے کہا یہوواہ یوں فرماتا ہے، اس لئے کہ تو نے اپنے ہاتھ سے ایک شخص کو چھوڑ دیا جسے میں نے واجب القتل کیا تھا، سو اس کے بدلے تیری جان جائے گی، اور تیرا لشکر اسکے لشکر کے بدلے ہوگا، کہتا ہوں میں، اس پیغمبر نے بھی جھوٹ بولا، کیونکہ یہ قول کہ ناگاہ ایک شخص ایک طرف گیا، الخ بالکل جھوٹ ہے، اور جو اس پیغمبر نے اتنا اہتمام کیا، کہ اپنے آپ کو زخمی کرایا، اور منہ پر خاک ملکر اپنا روپ پلٹا، تو شاید یوں ہو، کہ یہوواہ ہی نے اس طرح پر حکم کی تبلیغ کو حکم دیا ہو سو اس صورت میں یہ جھوٹ بولنا خدا کے حکم سے تھا ۳۳ جب اسرائیل کا پادشاہ اور یہوداہ کا بادشاہ اسوری بادشاہ کی لڑائی پر متفق ہوئے، اور چار سو جھوٹے پیغمبروں نے کہا، کہ فتح پاؤگے، اسپر بادشاہ یہوداہ نے پورا اعتماد نکرکے اسرائیل کے بادشاہ سے میکایا پیغمبر کو بلوایا، اس حال میں سلاطین کی پہلی کتاب کے ۲۲ باب میں یوں مرقوم ہے ۱۵ اسو وہ
شاہ پاس آیا، تب شاہ نے اسے فرمایا اے میکایا ہم لڑنے کو راموت جلعاد پر چڑھیں، یا موقوف کریں، اس نے جواب میں کہا، جا اور کامیاب ہو، کہ یہوواہ اسے شاہ کے قبضے میں کر دے گا
۱۶ پھر شاہ نے اس سے کہا، کہ میں کہاں تک تجھے قسم دیا کروں، کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہے، مگر یہوواہ کے نام سے وہی جو سچ ہے ۱۷ تب وہ بولا، میں نے سارے بنی اسرائیل کو ان گوسپندوں کے مانند جو بے چوپان ہوں، پہاڑوں پر بھٹکتے دیکھا، اور یہوواہ نے فرمایا، کہ انکا کوئی آقا نہیں سو ان میں سے ہر ایک اپنے گھر سلامت چلا جاوے، اس کے موافق میکایا پیغمبر نے اول بار صریح جھوٹ بولا، اور سولھویں[۱۶] ورس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ایسا جھوٹ بولنا تو میکایا پیغمبر کی عادت سے تھا، ۳۴ یرمیاہ کی کتاب کے ۳۸ باب میں ہے، کہ صدقیا بادشاہ کے حکم کے موافق یرمیاہ نے جھوٹ بولا، اب جو ایسی باتوں کے لکھنے میں طول ہوا، اس لئے ان انبیاء کے ذکر کو جو توریت کے معتقد تھے، ایک اور پیغمبر عجیب الشان کے ذکر پر ختم کر دیتا ہوں ۳۵ بنی اسرائیل کے پادشاہ ساؤل کے حال میں جسے خدا نے پسند کر کے اول اول بنی اسرائیل پر بادشاہ کیا تھا، اور پھر اس کے افعال بد سے اللہ صاحب بہت پچھتایا تھا، سموئیل کی پہلی کتاب کے دسویں باب میں یوں مرقوم ہے، النسخہ ۱۸۲۹ء ۱۰ اور جب وے اس کوہ کی سمت کو آئے، تو نبیوں کا گروہ ان سے دوچار ہوا، اور خدا کی روح اس پر چڑھی، اور اس نے بھی ان کے درمیان پیشین گوئی کی ۱۱ اور اس کے اگلے جان پہچانوں نے جو یہ دیکھا، کہ وہ نبیوں

ف اور پچھتانے کا حال سموئیل کی پہلی کتاب کے ۱۵ باب کے ۱۰ اور ۳۵ ورس میں ہے ۱۲

کے درمیان پیشین گوئی کرتا ہے، تو ایک نے دوسرے سے کہا، کہ قیس کے بیٹے کو کیا ہوا، کیا
شاول بھی نبیوں کے درمیان ہے ۱۲ اور ایک نے انہیں سے جواب دیا، اور کہا، کہ انکا باپ
کون ہے، تب ہی سے یہ مثل چلی، کیا شاول بھی نبیوں میں ہے، ۱۳ سو جب وہ پیشین گوئی
کر چکا، تو اونچے مکان میں آیا، پھر اسی کتاب کے ۱۱ باب کے ۶ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۲۹ء اور جونہی
شاول نے یہ سندیسہ سنے[له] تو ہیں خدا کی روح اس پر چڑھی، اور اس کا غصہ بے طرح بھڑکا
ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاول پر روح القدس کا فیضان تھا، اور خدا کی روح اس
پر نازل ہوتی تھی، اور وہ پیشین گوئی بھی کیا کرتا تھا، اور اسی کتاب کے ۱۶ باب میں ہے نسخہ
۱۸۲۹ء ۱۴ یہواہ کی روح شاول پر سے چلی گئی، اور یہواہ کے حکم سے ایک بری روح اسے
ستانے لگی ۲۳ اور ایسا ہوا، کہ جب خدا کی روح شاول پر چڑھتی تھی، تو داؤد بربط ہاتھ سے بجاتا
تھا، اور شاول خوشوقت ہوتا تھا، اور راحت پاتا تھا، اور شریر روح اس پر سے اترتی تھی
اور یہ جملہ جب خدا کی روح شاول پر چڑھتی تھی، ترجمہ اردو ۱۸۴۲ء میں یوں ہے، جب خدا
کی روح شاول پر چڑھتی تھی، اور ترجمہ فارسی ۱۸۳۸ء میں یوں ہے، روح کثیف از طرف
خدا بر شاول نازل می شود اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ شاول نبوت کے
بعد اس درجے سے گرایا گیا اور شریر روح اس پر مسلط ہوئی، اور داؤد کے ستار بجانے سے
وہ روح اتر جاتی تھی، سو معلوم ہوا، کہ نبی نبوت کے بعد اس مرتبہ سے کبھی گرایا بھی جاتا ہے
دوسری یہ کہ جس لفظ کا ترجمہ اردو کے مترجموں نے روح خدا کے ساتھ کیا، مترجم فارسی نے
شریر روح کے ساتھ، تو اب معلوم ہوا، کہ روح خدا کا اطلاق شریر اور شیطانی روح پر بھی کتب
مقدسہ کے موافق صحیح ہے، پھر اسی کتاب کے ۱۹ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۹ء ۲۳ تب وہ
رامہ نایوت کی طرف چلا، اور خدا کی روح اس پر بھی آ چڑھی، اور وہ چلتا گیا، اور پیشین گوئی
کرتا گیا، یہاں تک کہ رامہ کے نایوت میں پہنچا ۲۴ اور اس نے بھی اپنے کپڑے اتار پھینکے
اور سموئیل کے آگے اس نے بھی پیشین گوئی کی، اور اس سارے دن ساری رات ننگا پڑا
رہا، اسی لئے یہ مثل ہوئی، کیا شاول بھی نبیوں میں ہے، دیکھو اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے
کہ نبوت کے مرتبہ سے گرائے جانے کے بعد شاول پھر نبوت کے عہدے پر سرفراز ہوا اور روح القدس
کا نزول اس پر پھر اس زور شور کا ہوا، کہ اس نے کپڑے بھی اتار پھینکے، اور سارے دن اور

[له] یعنی ناحاش بادشاہ عمونیس کے یبیس جلعاد پر چڑھ آیا ہے اور بڑے ظلم کا ارادہ رکھتا ہے ۱۲ منہ رحمہ

ساری رات ننگا پڑا رہا، اور پیشینگوئی کی بھی پھر طاقت ملی، تو یہ شاؤل صاحب الہام روح رحمانی اور شیطانی کا جامع تھا، اور اسپر بار ہا حضرت داؤد نے خدا کے مسیح کا اطلاق کیا ہے، جیسا سموئیل کی پہلی کتاب کے ۲۴ و ۲۶ باب اور دوسری کتاب کے پہلے باب میں مصرح ہے، اور اس پیغمبر جامع روح رحمانی و شیطانی اور خدا کے مسیح نے جو جو شرارتیں کی ہیں، اہل کتاب کو خوب معلوم ہے، اور سموئیل کی پہلی کتاب میں مرقوم ہیں، اس رسالے میں جسکا نام کتاب جو مقدس کا احوال ہے یوں مرقوم ہے، نسخہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۹۰ جب وہ عمالیقوں پر غالب ہوا، اس نے خدا کے حکم کے برخلاف آدمی اور جانور جیتے رکھے، صفحہ ۹۱ اس وقت سے ساؤل کی سرکشی اور بے آرامی دمبدم بڑھتی گئی، اور خدا کا روح اس سے جدا ہوا، پھر اسی صفحہ اور صفحہ ۹۲ میں ہے، تب سموئیل نے تیل کا سینگ لے کے داؤد کو اس کے بھائیوں کے درمیان ممسوح کیا، اور خداوند کا روح اسی دن سے داؤد پر اترتا پر ساؤل سے جدا ہوتا رہا، اور وہ نہایت بے آرام ہوا، صفحہ ۹۲ جب ساؤل اپنی بے آرامی کے سبب کسی شخص کو ڈھونڈتا تھا، کہ جسوقت شریر روح اسے ستاوے، تو وہ اس کے آگے بربط بجا کے اور گیت گا کے اسے خوش کرے، تب لوگوں نے اسے یسی کے بیٹے کی خبر دی صفحہ ۹۶ یہ نامور بادشاہ روح القدس کے جدا ہونے کے بعد یہاں تک خراب ہو گیا، کہ اس نے کاہنوں کا تمام شہر برباد اور مردوں اور عورتوں اور لڑکوں کو قتل کیا، یہاں تک تو حال ان انبیاء کا تھا، جو توریت کے معتقد تھے، اب حال حواریوں کا سنئے، جو عیسائیوں کے زعم میں موسیٰ سے افضل ہیں، لیکن جو یہ حال مشروحاً پہلی جلد کے اندر پہلے سوال کے جواب میں گزر چکا ہے اجمالاً لکھوں گا، ۳۶ اس انجیل مروج الحال کے موافق یہوداہ اسکریوتی جناب مسیح کا رسول جو عیسائیوں کے زعم کے موافق رسول اللہ بھی ٹھیرا، اور برگزیدہ حواری اور صاحب کرامات اور روح القدس سے مستفیض تھا، اس نے فقط تیس روپے کے لالچ سے بے ایمان ہو کر جناب مسیح کو پکڑوا دیا، پھر آپ اپنے ہاتھ سے حرام موت پھانسی کھا کر مر گیا، اور یوحنا حواری کی گواہی کے موافق وہ چور تھا، اور تھیلی ساتھ رکھا کرتا تھا، اور جو کچھ اس میں پڑتا تھا لیجاتا تھا، دیکھو یہ ایک رسول اللہ انجیل کا معتقد کیا ہی عجیب الشان تھا ۳ جناب پطرس حواریوں کے سردار کا حال سنئے، کہ جنکی جلالت یہ ہے، کہ اس انجیل مروج کے موافق جناب مسیح کے کلیسے کی بنیاد اور ان کے عاشق اور نائب اور آسمان کی بادشاہت

کی کنجیوں کے مالک تھے، اور تقدیر ربانی گویا انکی محکوم تھی، اور اب تک انکی جلالت مسلم ہے
اول تو انہوں نے جناب مسیح کے قول کی کئی بار تکذیب کی، باوجودیکہ دوسری بار میں جناب
مسیح نے تاکیداً فرمایا تھا، کہ تو آج مرغ کی بانگ دینے سے آگے تین بار میرا انکار کرے گا،
پھر بھی بار بار بکے چلے جاتے تھے، کہ کبھی انکار نہ کرونگا، گو مارا جاؤں دوم یہ کہ باوجود اس
بڑے بول کے جناب مسیح کے گرفتار ہوتے ہی اڑ گئے سیوم یہ کہ جھوٹی قسم کھا کے کہا
کہ میں اس شخص یعنی جناب مسیح کو نہیں جانتا، چہارم یہ کہ پھر قسمیں کھاکے اور لعنت کرکے
کہنا شروع کیا، کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا، پنجم یہ کہ گرفتاری کی رات میں باوجودیکہ جناب
مسیح بہت ہی غمگین تھے، اور انسے شکایت کرکے فرمایا تھا، کہ اے شمعون تو سوتا ہے
کیا تو ایک گھڑی نہ جاگ سکا، تب بھی نہ جاگے، بلکہ سو رہے، اور جناب مسیح نے ان کو
شیطان اور اپنا مخالف اور ٹھوکر کھلانے والا پتھر اور خدا کی باتوں کا خیال نہ رکھنے والا اور
الہیات کی سرشت سے بے نصیب فرمایا ہے، اور جناب پولوس نے ان کو خصوصًا اور
برنباہ اور اور یہودیوں کو عمومًا ریاکار اور مکار کہا ہے، اور یہ بھی کہا ہے، کہ یہ انجیل کے
موافق راہ راست پر نہیں چلتے، اور یہ انجیل کے مخالف غیر ملکیوں کو تکلیف دیتا ہے،
کہ یہودیوں کے طور پر چلیں، اور دسویں ہدایت کے اندر گذرا، کہ جان کالون فرقے
پروٹسٹنٹ کا پیشوا کہتا تھا، کہ پطرس نے کلیسے میں بدعت بڑھائی، اور آزادگی عیسوی
کو خوف میں ڈالا، اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا، اور ڈاکٹر گوڈ کہتا تھا، کہ پطرس نے روح القدس
کے نزول کے بعد ایمان میں غلطی کی ہے ۳۸ جناب مسیح کے بعض اقوال سے معلوم ہوتا ہے
کہ حواریوں اور جناب مسیح کے اور مریدوں کو رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہ تھا، اور نماز
روزہ ادا نہ کرتے تھے ۳۹ سب کے سب نامرد اور بیوفا تھے، کہ جناب مسیح کی گرفتاری
کے وقت انکو تن تنہا چھوڑ کر سب اڑ گئے، اور ایسے کم محبت تھے، کہ جان دینے کا تو
کیا ذکر، گرفتاری کی رات میں باوجودیکہ جناب مسیح بہت ہی بے چین اور غمگین تھے،
جاگتے بھی نہ رہے، اور سو گئے، اور جناب مسیح نے پہلی بار جگا کر سب سے عمومًا اور جناب
پطرس سے خصوصًا شکایت کے طور یوں فرمایا تھا، کہ کیا تم ایک گھڑی میرے ساتھ نہ جاگ
سکے، اور اے شمعون تو سوتا ہے کیا تو ایک گھڑی نہ جاگ سکا، اور اس شکایت کا کچھ خیال
نہ کیا، پھر سو رہے، دوسری بار جناب مسیح نے پھر جگایا، پھر سو رہے، تیسری بار میں دق ہو کر

فرمایا کیا تم اب بھی سوتے ہو، اور آرام کرتے ہو، بس وقت آپہنچا ہے، دیکھو دنیاداروں کا یہ حال ہے، اگر انکے کسی پیارے کو بےچینی ہوتی ہے، تو وے بےچین ہوکر گھبرا پڑتے ہیں، اور نیند ان کی آنکھوں سے اُڑ جاتی ہے، انکو اگر محبت ہوتی تو کیسی نیند آتی، اور تقیہ برتتے گے، جو پادریوں کے نزدیک بے ایمانی کی علامت ہے، اور جناب مسیح کے عروج کے وقت تک انکے ہمراہی رہنے، اور ایمان لانے کا یہ سبب تھا، کہ ان کو امید تھی، کہ ہمکو دنیا کی سلطنت ملے گی، اور جب جناب مسیح مصلوب ہوئے، تو سب کے سب بالکل مایوس ہو گئے، مگر جب جی اُٹھے، تو پھر اسی پرانی آرزو نے غلبہ کیا، اور وہی خیال پھر دل میں جما، بحدیکہ جناب مسیح کے عروج کیوقت جو ایک اضطراب اور جدائی کا وقت تھا، اس کے سوا اور کچھ نہ پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت بادشاہت بنی اسرائیل پر مقرر کرتا ہے، اور بعد عروج کے اگرچہ کچھ ہوش میں آئے، لیکن یہ خیال دل میں خوب جم گیا تھا، کہ ہمارے ہی طبقے کے لوگوں کی زندگی میں جناب مسیح کا نزول ہو جائیگا، اور جو ہم سے جیتا رہے گا، بدلیوں پر چڑھ کر ان کے استقبال کو جاوے گا، اور یوحنا تو یقیناً اس وقت تک جیتا رہے گا، سو اس خیال کے موافق غالب یہی ہے، کہ اس تخت نشینی کی امید دل سے نہ گئی تھی، اور یہی رہی تھی کہ عنقریب جو نزول ہو جائیگا، تو تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان بارہ تختوں کے جنکا مسیح نے وعدہ کیا ہے، مالک بن بیٹھیں گے، دیکھو ان کی مقدس کتابوں کے موافق کوئی عیب باقی نہ رہا، کہ انبیاء کے سر نہ لگا، کیا بت پرستی کرنا، اور کیا بتخانہ بنانا، اور کیا زنا کرنا اور کیا چوری کرنا، اور کیا جھوٹ بولنا، کیا احکام تبلیغیہ میں اور کیا اور معاملات میں اور کیا جھوٹی قسمیں کھانا اور کیا قتل اور کیا اور، سو اب غور کی جگہ ہے، کہ سب ایسی برائیاں انبیاء پر تجویز کرنی اور رسالت کے خاندے کو خاک دھول میں ملانا اور اسی طرح کے اور قبائح[1] اور الزامات کا تسلیم کرنا اور ان کتابوں کو الہامی اور غیر محرف کہے جانا کیسی بے انصافی کی بات ہے، حاشا انبیاء کی ہرگز ہرگز شان نہیں، کہ وے بت پرستی کریں، یا بت خانے بنواویں، یا احکام تبلیغیہ میں جھوٹ بولیں، یا اپنی بیٹیوں سے خراب ہو جائیں، یا اور اس قسم کے شنائع کریں، بلکہ یقیناً ایسے ایسے جھوٹے قصے یہودیوں اور صلیب پرستوں نے بنائے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام کا دامن ایسے شنائع سے پاک ہے، اللہ ہمکو ایسے بد عقیدوں سے پناہ میں رکھے، اور اپنے انبیاء کے طفیل

[1] جنمیں سے بعض بعض کی تصریح پہلی جلد اور اُوس جلد کے اندر گذری ہے ۱۲ منہ رح

دوسری قسم

خاتمہ ہمارا خیر پر کرے اور قیامت میں اپنے برگزیدہ بندوں کے گروہ میں اٹھادے، آمین آمین آمین

دوسری قسم اس بات کے بیان میں، کہ معجزے اور کرامت کا صدور نبوت کی دلیل بلکہ ایمان کی بھی دلیل نہیں، ۱ متی کی انجیل کے ۷ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۲۳ء ۲۲ بہتیرے مجھے اس دن کہیں گے اے خداوند اے خداوند ہم نے تیرے نام سے کیا نبوت کی بات نہیں کہی، اور تیرے نام لیووں کو نہیں بہکایا، اور تیرے نام سے بہت سی کرامتیں ظاہر نہیں کیں، ۲۳ تب میں انہیں بھی جواب دونگا، اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو، میں تمہیں کبھی نہیں جانتا تھا، اس میں حضرت مسیح نے ایسا صاف فرمادیا کہ پھر اس امر میں کسی طرح کا اشتباہ نہیں رہا، تفسیر ہنری واسکاٹ میں ہے ایمان معجزوں والا بدوں اس ایمان کے کہ جو نجات کا وسیلہ ہے، اور بدوں اس کے جو عشق اور اطاعت سے کار کرتا ہے، ممکن ہے، کہ پایا جاوے، اور ہر طرح کی زبان بولنے اور مریضوں کو شفا بخشنے کی قدرت دنیا میں مقبول کرتی ہے، لیکن خدا کے نزدیک پاکیزگی مقبول ہے، اور خدا کا فضل اس آدمی کو جس سے کرامت کا صدور نہ ہو آسمان پر لے جائیگا اور معجزہ بدوں فضل کے آسمان پر نہیں لے جاتا، اور کرامتیں اب موقوف ہوگئیں، ان کے ساتھ یہ عذر بھی موقوف ہوا، یہاں تک کلام مفسروں کا تھا، سو اس میں صاف اقرار ہے، مگر یہ قول اور کرامتیں اب موقوف ہوگئیں، الخ غلط ہے، اس لئے کہ اس انجیل کے موافق کرامت کا صدور جھوٹوں سے قیامت تک رہیگا ۲ متی کی انجیل کے چوبیسویں باب کے ۲۴ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۲۳ء جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے، اور ایسے بڑے معجزے اور کرامتیں دکھلاویں گے، کہ اگر ممکن ہوتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے ۳ تسلینکیوں کے دوسرے نامہ کے دوسرے باب کے ۹ ورس میں دجال کے حال میں یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۱ء اس کا آنا شیطان کے کئے کے کامل قدرت اور جھوٹے عجائب وغرائب کے ساتھ ہوگا، نسخہ ۱۸۴۰ء و ۱۸۴۳ء اور اس کا آنا شیطان کے کارگر ہونے کے مطابق ہر طرح کی قدرت اور جھوٹے عجائب وغرائب سے فارسیہ ۱۸۴۱ء و ۱۸۴۳ء ظہورش از عمل شیطان با ہر قسم معجزہ و عجائب و غرائب کاذب سے باشد، ۴ مشاہدات کے ۱۳ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۴۰ء و ۱۸۴۴ء ۱۳ اور بڑے عجائب ظاہر کئے، یہاں تک کہ آدمیوں کی نظر میں آسمان سے زمین پر آگ برسائی ۱۴ اور جن معجزوں کو اس حیوان کے سامنے دکھانے کی قدرت اُسے دی گئی تھی، اُن سے زمین کے رہنے والوں کو دغا دیا، الخ ۵ یہوداایش کریوطی جس کا ذکر پہلی قسم میں گذر الطرق

حواری کیطرح بیماریوں اور کوڑھیوں کے چنگا کرنے اور مردوں کے جلانے اور دیووں کے نکالنے کی قدرت رکھتا تھا، ۷ شاول بھی پیشین گوئی کرتا تھا جو بڑی قسم معجزے کی ہے، اور اسکا ذکر بھی اوپر گذرا ہے توریت کے مطابق ساحروں نے کئی معجزات موسویہ کے مقابل ویسا ہی کر دیا تھا، ۸ عہد عتیق اور عہد جدید کے موافق جن کے آشنا کو غیب کی بات تبلا دینے کی طاقت ہوتی ہے، اور یہ بھی طاقت ہوتی تھی کہ مدت کے مردے کو زندہ کر کے بلا لیں، ۹ یوسیفس مورخ کی تحریر کے موافق سلیمان نے ایسے منتر اور اعمال بنائے تھے، کہ انسے بیماریوں کی تخفیف ہوتی تھی، اور جنات دور ہو جاتے تھے، اور وہی مورخ لکھتا ہے کہ میرے عہد تک وے عمل خوب جاری رہے، اور ان تین ۳ پہیلیوں کی تصریح پہلی جلد کے اندر پہلے سوال کے جواب میں گذری بارہویں ۱۲ ہدایت بعضے ترجموں ۲ اور جناب مسیح اور حواریوں کی گواہی اور ۳ بعضے پرانے نسخوں کے بیان میں اور ۴ اثبات کے بیان میں اگر میری رائے اس عہد عتیق اور جدید کی نسبت کیا ہے، اور اس ہدایت کو چار قسم کر کے پہلی قسم میں بعضے ترجموں کا حال اور دوسری قسم میں بعضے پرانے نسخوں کا حال اور تیسری قسم میں جناب مسیح اور حواریوں کی گواہی کا حال اور چوتھی قسم میں اپنی رائے کو لکھونگا، پہلی قسم بعضے ترجموں کے حال کے بیان میں پہلا جو قدیم اور بڑا معتبر ہے، ترجمہ سپٹواجنٹ ہے، اور اس کے خزانے کا حال دوسری ہدایت کے اندر گذرا دوسرے دے بہت سے ترجمے لاطینی زبان میں تھے، جو جیروم سے پہلے کئے تھے، اور انکا یہ حال تھا کہ بعضے ان کے پرلے درجے کے محرف تھے، اور بعضے مواضع ان کے اور مواضع کے متناقض تھے، جیسا جیروم فریاد کرتا ہے، اور اس امر کی آدم کلارک مفسر نے اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں مقدمہ کے اندر تصریح کی ہے تیسرے دے بہت سے ترجمے یونانی سپٹواجنٹ کے سوا تھے جو جیروم سے پہلے ۳۸۴ء کے قریب پائے جاتے تھے، اور ان کا حال یہ تھا کہ خراب اور ایک دوسرے سے مختلف تھے، جیسا اس مورخ انگریزی کی تحریر سے جسکی نقل دوسری ہدایت میں گذری معلوم ہوا ہے، چوتھا یہ ترجمہ لاطینی مشہور جو کا تعلق مذہب کے دین و ایمان کا مدار ہے، اور اس کی خرابی کا حال چوتھی ہدایت کی چودھویں ۱۴ وجہ میں گذرا پانچواں ترجمہ یونانی اراز مس کا جو ۱۵۱۶ء میں تیار ہوا، اور حال اس کا یہ ہے، کہ پندرھویں صدی تک انگلستان میں یونانی زبان کا کچھ چرچا نہ تھا، لیکن جب کہ ۱۴۵۳ء میں اہل اسلام نے شہر قسطنطنیہ

کو فتح کر لیا، تو اس وقت اہل یونان یورپ کے مختلف ملکوں کیطرف چلے گئے، اور کچھ انگلستان میں بھی آئے، اور سنہ ۱۵۱۰ء میں یونانی علم کی انگلستان میں تعلیم شروع ہوئی، تو پھر اس زبان کا چرچا یہاں بھی شروع ہو گیا، اور ارازمس نے اپنا ترجمہ تیار کیا، ولیم کارپنٹر جو فرقے پروٹسٹنٹ کا ایک بڑا عالم ہے، کہتا ہے، کہ اول اول جو نسخہ یونانی نکلا، وہ نسخہ ارازمس کا ہے، جو سنہ ۱۵۱۶ء میں طیار ہوا، اور جن نسخوں سے اس نے وہ نسخہ بنایا، وے صرف چار ہی نسخے تھے، اور ان میں سے بھی تین نسخے جنکو وہ بہت استعمال کرتا تھا، پورے نہ تھے، بلکہ ان میں صرف عہد جدید کی کتابوں کے جزو تھے، اور کچھ معتبر بھی نہ تھے، اور وہ بعضے یونانی مرشدوں کے کلام سے اور لاطینی ترجمہ سے صحیح کرتا تھا، اور اگر کسی جا میں مطلب نہ کھلتا، تو اپنے خیال کے موافق صحیح کر دیتا تھا، اور اس مصالح کی حالت (یعنی نسخوں کی ایسی قلت اور خرابی) سے جو ارازمس کے پاس تھا، یہ ظاہر ہے، کہ وہ گو کیسا ہی فاضل ذہین ہو، اسکا نسخہ بہت بہتر نہیں ہو سکتا، اور اس نے پچھلے طبقوں میں بہت سی تبدیلیاں کیں، گو ان میں بہت اچھی بھی تھیں، لیکن اس کے اصل نسخے میں فرق نہیں ہوا، یہاں تک ولیم کارپنٹر کا کلام تھا، سو دیکھو باقرار ولیم کارپنٹر کے یہ ترجمہ بھی خراب ہی تھا چھٹا ترجمہ انگریزی ٹنڈیل کا جس کو ٹنڈیل صاحب نے ارازمس کے ترجمہ کے اس نسخے سے جو تیسری بار چھپا تھا، بنایا ہے، اور جب اصل اس کی کا وہ حال جیسا اوپر گذرا تو اب اس فرع کا حال کیا پوچھنا چاہیے، بشپ ٹونسٹل نے اس ترجمے سے فقط عہد جدید کے ترجمے کے اندر دو ہزار خرابیاں نکالیں تھیں اور اڈورڈ تنشم کے وقت غلطی کا الزام لگا کر اس کے سب نسخے جلائے گئے، یہاں تک وارڈ کی کتاب سے منقول ہوا اور واٹسن اپنی کتاب کی تیسری جلد میں میں لکھتا ہے، سنہ ۱۴۰۸ء جب وکلف کے ترجمے کے جلا دینے کا حکم نکل چکا، تب ٹبلر نے سنہ ۱۴۱۲ء میں ایک کتاب لکھی، اور سنہ ۱۴۲۸ء میں ایک کونسل بیٹھی، اور اس کے حکم سے وکلف کی ہڈیاں نکالکر جلائیں، اور دریا میں بہائی گئیں، اور سنہ ۱۵۴۶ء میں لوئسی کارڈنل اور اور بشپ لوگوں نے حکم کیا، کہ ٹنڈیل کا ترجمہ نہ پڑھا جائے، اور ممانعت کے واسطے اس مضمون کا اشتہار ا ... نہ اپنے علاقوں میں جاری کیا، کہ لوتھر کے بعض پیرؤوں نے غلط ترجمہ کیا ہے اور خدا کے کلام کو جھوٹے ترجمے اور الحادی حاشیہ نے خراب کیا ہے اسلئے وہ ترجمہ جس کے پاس ہو تین دن کے اندر وائکر جنرل کے پاس حاضر کر دے اور نہ کلیسا سے نکالا جاوے گا اور بدعتی ہونے

کی تہمت اسے لگے گی، اور اسی سال ٹونسٹل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے عنقریب تمام نسخے پال کے کراس میں جلا دیے، اور ۱۵۲۹ء میں ٹونسٹل نے اسٹفن پیکنگٹن سوداگر کی معرفت اس ترجمہ کے نسخے خرید کر کے مقام چیپ سائڈ میں علانیہ جلا دیئے، اس کے بعد جب ٹنڈیل نے نظر ثانی کر کے پھر دوبارہ ۱۵۳۰ء میں مطبوع کرایا، اور اپنے بھائی جان ٹنڈیل اور اوروں کی معرفت اس کو پوشیدہ پھیلایا، اس پر بشپ لنڈن نے ان پھیلانے والوں کو طلب کیا، اور تشہیر کر کے انہیں کے ہاتھ سے سب نسخوں کو چیپ سائڈ کے اندر جلوا دیا اور اٹھارہ ہزار آٹھ سو چالیس پونڈ اور دس پنس ان پر جرمانہ ہوا، (جس کے ہمارے ملک کے رواج کے موافق ایک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو روپیہ اور ساڑھے چھ آنے تخمیناً ہوتے ہیں) اور ۱۵۴۶ء میں بادشاہ ہنری ہشتم کا حکم ہوا، کہ ٹنڈیل اور کوورڈیل کا ترجمہ اور اسی طرح اور کتابیں جن کی پارلیمنٹ نے اجازت نہیں دی، اور فرت اور وکلف وغیرہ ہما کی کتابیں نہ پڑھی جاویں بلکہ جلا دینے کے لئے ملکی اور کلیسیوں کے افسروں کے حوالے کیجاویں، چنانچہ بشپ لنڈن کے حکم کے موافق پال کراس میں جلائی گئیں اور ۱۵۴۸ء میں نماز کی کتاب معہ انجیل کے جلائی گئی، اور ۱۵۵۵ء میں ایک اشتہار اس مضمون کا جاری ہوا، کہ بدعتی کتابیں نہ کہیں پہنچائی جاویں، اور نہ کوئی اپنے پاس رکھے، یہاں تک وانسن کی عبارت تھی، ساتواں ترجمہ جناب لوتھر مصلح دین عیسوی کا جو ڈچ زبان میں تھا، اور اسکا حال یہ ہے، کہ زوئنگلس نے جو فرقے پروٹسٹنٹ کا ایک بڑا عالم ہے، مصلح دین عیسوی کو اس ترجمے کی بابت یوں لکھا تھا، اے لوتھر تو خدا کے کلام کو بگاڑتا ہے، تو تو پاک کتابوں کا بڑا ہی بگاڑنے والا اور پلٹ دینے والا ہے، تجھ سے ہمیں کتنی شرم آتی ہے، کہ ہم اب تک تیری بیحد قدر کرتے تھے اور اب ایسا ثابت کریں، کہ تو ایسا ہے، اور اس کے عوض میں جناب مصلح نے مز وئنگلس کے ترجمہ کو خارج کیا تھا، اور دین کے مقدمے میں زوئنگلس کو احمق اور گدھا اور دجال اور فریبی کہا ہے، اور کگرمن صاحب اس ترجمے کے حق میں لکھتا ہے کہ یہ ترجمہ عہد عتیق کی کتابوں کا خصوصاً ایوب کی کتاب اور پیغمبروں کی کتابوں کا دائمی (یعنی عیب دار) ہے، اور کچھ تھوڑا نہیں، اور بسر اور اوسیانڈر جناب مصلح کو کہتے تھے، کہ تو نے ترجمہ غلط کیا ہے، اور سٹافیلس اور امیبرس نے فقط عہد جدید کے ترجمہ میں چودہ سو خرابیاں نکالیں ہیں اگر وے بگڑتی ہیں، کہتا ہوں میں، یہاں تک جو اس ترجمہ کی بابت نقل ہوا، وارڈ صاحب نے اپنی

کتاب اغلاطنامہ میں لکھا ہے، اور اس جا جو جناب لوتھر اور اور فضلاء کی ردو بدل مذکور ہوئے
تو مناسب ہے کہ کچھ اور اقوال انکے علماء ہم عصر کے اور خود انہیں کے قولوں کو نقل کر دوں
تاکہ علو شان جناب مصلح کا ناظر پر ظاہر ہو جائے اور ان اقوال کو کاتھلک ہرلڈ کی نویں جلد اور
کتاب اغلاطنامہ کے ۴۲ صفحہ سے نقل کرونگا، اور ان دونوں نے جو ان کتابوں کے نام جن
سے نقل کئے ہیں، ہر قول کے مقابل لکھدیے ہیں، ان کو نقل کرونگا، پہلے تبرکاً انہیں کے
قول سے شروع کرتا ہوں ۱ آدمی کی طبیعت گھوڑے کی مانند ہے، اگر خدا اس پر بیٹھا، تو جاتی
ہے، جسطرح خدا چاہتا ہے اور اگر شیطان اسپر سوار ہوا، تو جاتی ہے جس طرح شیطان لے
جاتا ہے، اور وہ از خود کسی سوار کو پسند نہیں کرتی، بلکہ سوار خود کوشش کرتے ہیں، کہ کون
اس کو حاصل کرے، اور اسپر قابض ہوئے، یہاں تک جناب مصلح کا کلام تھا، دیکھو اس
میں آدمی کو کسقدر مجبور بتلاتے ہیں ۲ جب شخص نے اصطباغ پایا، تو نجات اس کی نہیں جاتی
گو کیسے ہی گناہ سخت سے سخت کرے، اس لئے کوئی گناہ بد یقینی کے سوا ملعون نہیں کرتا،
۳ جب کتب مقدسہ حکم کریں، کہ یہ کار نیک کرو، تو سمجھو کہ وے کتابیں حکم کرتی ہیں،
اس نیک کام کے نہ کرنے کو، اسلئے کہ تو اسکو نہیں کر سکتا، یہاں تک جناب مصلح کا کلام
تھا دیکھو ایک ایسا قاعدہ کلیہ تبلادیا، کہ مقدس کتابوں کے سمجھنے میں کافی ہوا، اور اس کے
ذریعہ سے انکا سارا مطلب اُلٹے طور سمجھنا چاہیے ۴ میری رائے میں نہ کوئی بادشاہ ہے اور
نہ کوئی شہنشاہ اور نہ کوئی شیطان کہ جسکو مانوں، اور میں تو سب دنیا کی بھی نہ مانونگا ۵
میں جلتا ہوں، ہزار شعلوں سے جو میرے اس گوشت[1] میں ہیں، جسپر میں قادر نہیں، اور
میں جیسا کہ چاہئے روح میں سرگرم ہوتا ویسا میں صرف ناپاکی میں سرگرم ہوں جب میں
کاتھلک تھا، عمر میری مجاہدہ اور شب بیداری میں گذری، اور روزے میں نماز میں مفلسی میں،
عفت میں، طاعت میں، اور جب میں مصلح بنا تو طبیعت کی ادنے خواہش کو بھی روک نہیں
سکتا، اب دوسروں کے اقوال سنئے ۱ بعض ہمعصر انکا کہتا ہے، میں کانپتا ہوں، جب خیال
کرتا ہوں، لوتھر کے غصوں کو کہ وے دبتے نہیں، ہر کلیش[2] کے غصوں سے ۲ دوسرا ایک
اور ہمعصر انکا کہتا ہے کہ یہ آدمی حقیقت میں پاگل ہو گیا ہے، اور وہ کبھی حق سے لڑنا موقوف
نہیں کرتا، تمام انصاف کے خلاف بلکہ اپنے دل کے بھی خلاف ۳ اکولیم پیڈیس ان کا

[1] یعنی آلہ تناسل ۱۲ منہ رح
[2] ایک بڑے ظالم بادشاہ کا نام ہے ۱۲ منہ رح

ویرو کہتا ہے، کہ وہ تکبر اور شیخی سے پھولا ہوا اور شیطان کا بہکایا ہوا ہے، اور زونیگلس کہتا ہے کہ شیطان اس درجہ کا لوتھر پر مسلط ہوا ہے، کہ اسکا اُستاد بن گیا ہے، اور ہر شخص کو یقین آجاوے، کہ شیطان چاہتا ہے، کہ اسپر سب طرح سے قابض ہو جاوے، اور وہی زونیگلس کہتا ہے، کہ لوتھر سے یہ کچھ عجب نہیں، اسلئے کہ وہ اپنی کتاب کے ایک صفحہ میں کچھ لکھتا ہے، اور دوسرے صفحہ میں کچھ اور اس کے مخالف اور تو دیکھے گا، اسکے پیروؤں کے اندر اس کو ایک گروہ، جیسا ایک گروہ شیاطینوں کے اندر ہے، ۵ کون ریڈرئیس لکھتا ہے، کہ خدا نے لوتھر کی شیخی کی سزا دینے کو جو اس کے ہر کام میں ظاہر ہے، اپنی روح کو اس سے کھینچ لیا، اور اس کو غلطی اور جھوٹ کی روح کے حوالے کیا، کہ وہ ہمیشہ اس کے پیروؤں پر قابض رہے گی، جب تک کہ وے لوتھر کی پیروی کرینگے، ٦ کلیسہ زورک کہتا ہے، کہ لوتھر ہم کو مردود اور ملعون فرقہ لکھتا ہے، اس کو کہدو کہ خبردار رہے، کہ خود ہی مردود اور سخت مبتدع نہ ہو جائے، اس لئے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ جو مسیح کا اقرار کرتے ہیں، مل نہیں سکتا، اور تعجب ہے، کہ اس شخص نے کیسا شیطانوں کو اپنے اوپر قابض کر لیا ہے، اور کیا ہی ناپسند اس کی زبان ہے، اور کیسی اس کی باتیں دوزخ کے شیطانوں سے بھری ہیں، اور وہ کہتا ہے، کہ شیطان اب رہتا ہے، زونیگلس کے فرقے میں اور ہمیشہ رہے گا، اور کلمات کفر کے نکلتے ہیں، ان کے سینو نے جو شیطانی بلکہ بڑے شیطانی بلکہ بہت ہی بڑے شیطانی ہیں، اور ان کی زبانیں کچھ نہیں، مگر جھوٹی جو بکتی ہیں شیطانکی مرضی میں اور تبر ہیں بلکہ بڑی تر بلکہ بہت ہی بڑی تر شیطانی زہر سے جو دوزخی زہر ہے، اور ایسی باتیں کسی نے کبھی کسی غضبناک شیطان کے منہ سے بھی نہیں ہیں، اور اُس نے اپنی سب کتابیں شیطان کی تعلیم سے جس سے اُسے سروکار تھا، اور جس نے اسے بڑی دلیلوں سے قائل کیا تھا، لکھی ہیں، ۷ اراز مس جو بڑا فاضل عیسائی مذہب اور فخر ہولنڈ اور ولایت برٹن وغیرہ کا کہلاتا ہے، لوتھر کو لکھتا ہے، سب نیک آدمی حسرت کرتے ہیں، تیری اس بدعت مہلک کے سبب جس سے تو دنیا کو ہلا رہا ہے، اور وہ مغرور اور بے لگام اور سرکش روح سے ہے، اور یہ بھی لکھتا ہے، کہ لوتھر کے شاگرد بھی اس کو مبتدع کہتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ وہ انجیل کی روح سے نکالا گیا، اور دنیاوی روح کو دیا گیا ہے، حقیقت اور درست یہی ہے، کہ لوتھر خراب ہے، خدا کرے کہ وہ اپنی طبع پر کچھ محنت گوارا کر کے اس بے احتیاطی کو کہ اس کے ہر جزو میں

ف یہ قول کلیسہ زورک کا ہے ۱۲

جوش مار رہی ہے، روکے آٹھواں ترجمہ مینیز اکا جس کے اہل انگلستان پیرو ہیں، اور اس کا حال یہ ہے، کہ رکیوں نے پیڈ ٹینس اور بیزن کے علما رکھتے ہیں، کہ یہ ترجمہ بہت جگہ میں بد ہے اور بالکل روح القدس کے مخالف اور فاضل موبی نس کہتا ہے، کہ مینیزا حقیقت میں انجیل کی عبارت کو بدلتا ہے، اور کاسٹیلیو کہ کاتھولک مذہب کا ایک فاضل ہے، اور اودسیا نڈر کے قول ...... کے مطابق واقف اور ربا ندان ہے، اپنی کتاب میں جو مینیزا کے ترجمہ کی خرابیوں کے اثبات میں لکھی ہے، ملامت کرکے کہتا ہے، کہ اس کی میں سب غلطیاں نہ لکھوں گا، اسلئے کہ اس کے واسطے ایک بڑی کتاب چاہیئے، نواں ترجمہ کاسٹیلیو کا اور اس کا حال یہ ہے کہ بیزا کہتا ہے، کہ یہ ترجمہ تو بڑا اور الحادی ہے، اور کاسٹیلیو نے جو اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی ہے، اس کے مقدمہ میں لکھتا ہے، کہ بعض لوگوں نے ہمارے بائیبل کے لاطینی اور فرانسیسی ترجمہ کو صرف نالایق ہی نہ سمجھا، بلکہ روح القدس کے ارادے کے خلاف سمجھ کے رد کیا ہے، دسواں ترجمہ علما زورک کا اور اسکا حال یہ ہے، کہ لوتھرین اور بوسی پین اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں، کہ فروشی روس نے اس ترجمہ کو چھاپ کر لوتھر کے پاس بھیجا، لوتھر نے ناپسند کرکے واپس کیا، اور مردود ٹھیرایا گیا، رہواں ترجمہ ٹانگرین کا اور اس کا حال یہ ہے، کہ الک ٹرروف سکسنی نے بڑے غصے سے اسے مردود ٹھیرا کر لوتھر کا ترجمہ اس کی جگہ مقرر کیا، بارہواں ترجمہ کتاب الصلوٰۃ کا جسمیں بعض بعض زبوروں کا بھی ترجمہ تھا، اور یہ ترجمہ خاص انگلستان میں ہوا تھا، اور اسکا حال یہ ہے، کہ پروٹسٹنٹوں نے بادشاہ جیمس اوّل کو ایک عرضی اس مضمون کی دی تھی، کہ ہماری نماز کی کتاب میں جو زبور داخل ہیں، ان میں عبری کے مخالف دو سو جگہ کے قریب زیادتی اور کمی اور تبدیلی پائی جاتی ہے، اور اس سبب سے انہوں نے ایک کتاب لکھی، اور اس میں ترجمہ کی سب غلطیاں بتلائیں، اور ایسا ہی حال ان کے ترجموں اور انکی تفسیروں کا ہے، موبی نس کہتا ہے، کہ کالون نے اپنی کتاب ہار منی میں انجیل کی عبارتوں کو تہ و بالا کر ڈالا ہے، اور انجیل کے الفاظ پر اندھیر اکر دیا ہے، اور متن میں عبارت بڑھائی ہے، اور مسٹر کارلائل کہتا ہے، کہ انگریزی مترجموں نے مطلب کو فاسد کیا ہے، سچ کو چھپایا، اور جاہلوں کو فریب دیا، اور انجیل کے سیدھے مطلب کو ٹیڑھا کیا، اور ان لوگوں کو نور سے ظلمت اور سچ سے جھوٹ زیادہ پسند ہے، اور جب رنیلڈ صاحب نے انگلستان کے کلیسہ پر طعن کیا، تب وائی ٹیکر نے اسپر یوں لکھا ہے، کہ کارلائل صاحب

نے یا بعض اور نے جو ہمارے ترجمہ بائبل کے خلاف میں لکھا ہے، سو بے فائدہ ہے، اور کچھ مطلب اس سے حاصل نہیں ہوتا، البتہ بعض چیزیں اس قابل ہیں، کہ درست کیجاویں، اور لنکن کے علمانے اپنے دین کا پاس کرکے پادشاہ کو اس امر کی اطلاع دی، کہ بائبل کا انگریزی ترجمہ ایسا خراب ہے، کہ بعضے جا گھٹا دیا ہے، اور بعضے جا بڑھا دیا ہے، اور بعضے جا بدل دیا ہے، اور بعضے جا روح القدس کی مراد کو پوشیدہ کردیا ہے، اور بعض نے اس ترجمے کے حق میں کہا ہے، کہ یہ بیہودہ اور بے معنے ترجمہ ہے، اور روح القدس کی مراد کو بہت جگہ پلٹ دیا ہے، اور اسی سبب سے بہت پروٹسٹنٹوں نے اسپر دستخط نہیں کیے چنانچہ مسٹر برجس نے کہا تھا، کہ میں ایسے ترجمہ کی جس میں بہت سی زیادتی اور کمی ہے، اور بعض جا مطلب کو پوشیدہ کرتا ہے، اور بعض جا الٹ دیتا ہے، کیونکر سند دوں، اور مسٹر بروٹن نے کونسل کے لارڈ لوگوں سے درخواست کی تھی، کہ ایک نیا ترجمہ انگریزی تیار ہو، کیونکہ جو ترجمہ کہ اب انگلستان میں مروج ہے، وہ غلطیوں سے پر ہے، اور بشپ لوگوں سے کہا تھا، کہ تمہارا انگریزی ترجمہ مشہور ایسا ہے، کہ عہد عتیق کی کتابوں کی عبارت کو ۸۴۸ جگہ اولٹتا ہے، اور کروڑہا آدمیوں کو عہد جدید کی کتابوں کے رد کرنے اور دوزخ میں پڑنے کا سبب ہوا ہے، اور پانچویں ترجمہ کے بیان سے جو یہاں تک جو علماء عیسائی مذہب کے اول لکھنے میں آئے ہیں، وے سب کے سب وارڈ صاحب کی کتاب کے اغلاط نامہ سے منقول ہوئے ہیں، اور ڈاکٹر گریگری مارٹن نے ترجموں کی خرابی کے حال میں ایک کتاب لکھی ہے اور علماء مذکورین کے اقوال کے مطابق اس ترجمہ کی جو انگلستان کے کلیسیوں کے ایمان کا مدار تھا، یہ آٹھ وصفیں تھیں ۱ مطلب کا فاسد کرنے والا ۲ سچ کا چھپانے والا ۳ انجیل کے سیدھے مطلب کو ٹیڑھا کرنے والا ۴ روح القدس کی مراد کو پوشیدہ کرنے والا ۵ اور روح القدس کی مراد کو پلٹنے والا ۶ بیہودہ ۷ بے معنی غلطیوں سے پر کہ جسنے ۸۴۸ جگہ عہد عتیق کی عبارتوں کو الٹ دیا، اور کروڑوں آدمی کے عہد جدید کے رد کرنے کا سبب پڑا بھلا ان اقوال کے موافق ان ترجموں کی خرابی اور ان کے مترجموں کی تحریف کوئی کسر باقی ہے، اور کتاب اول سلاطین کے سترہویں باب کا چوتھا درس قریب سب ترجموں بلکہ ان کی قریب سب شرحوں کے موافق یوں ہے، نسخہ ۱۸۲۵ء و ۱۸۴۴ء اور ایسا ہوگا، کہ تو اس نالے سے پیویگا، اور میں نے کوونکو حکم کیا ہے، کہ وے تیری پرورش کریں

اسپر دین عیسوی کے منکروں نے طعن کیا ہے، سو ہارن اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں اس طعن
کو یوں نقل کرکے جواب دیتا ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۶۳۹ بعضے منکروں نے اس پر طعن کیا
ہے، کہ کس طرح کوّے جو ناپاک جانور ہیں پیغمبر کے لئے خوراک لاتے، لیکن اگر یہ منکر
اصل لفظ کو دیکھتے تو ایسا طعن نہ کرتے، کیونکہ وہ لفظ اوریم ہے، اور اس کے معنے عرب
جیسا کتاب دوم اخبار الایام ۲۱ باب کے ۱۶ ورس میں اور کتاب نحمیا کے ۴ باب کے
۷ ورس میں اسی معنے میں مستعمل ہے، اور کتاب پیدائش پر بریشت ربا علماء یہود کی ایک
تفسیر ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ بت شان کی نواحی میں ایک شہر تھا جہاں اس
پیغمبر (یعنی ایلیا) کو چھپنے کا حکم ہوا تھا، اور جیروم کہتا ہے، کہ اوریم جو عرب کی سرحد کے
ایک شہر کے باشندے ہیں، پیغمبر کو کھانا دیتے تھے، اور جیروم کی یہ گواہی بڑی قیمتی ہے
گو لاطینی کے مطبوعہ ترجموں میں کوّے کا لفظ لکھا ہے، مگر اخبار الایام اور نحمیا نے اور جیروم
نے اوریم کا ترجمہ عرب لوگ کیا ہے، اور عربی کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس لفظ
سے مراد آدمی ہیں، نہ جانور، اور جارچی یہود کا مشہور مفسر بھی یہی ترجمہ کرتا ہے، اور کس طرح
ہو، کہ پاک پیغمبر جو شریعت کے اتباع پر بڑا گرم جوش اور بیگانہ اس کا حامی تھا شریعت
کے خلاف ناپاک جانوروں مثل کوّوں سے گوشت پاتا، اور کس طرح جان سکتا،
کہ یہ ناپاک جانور گوشت لانے سے پہلے لاشوں پر نہ ٹھیرے ہوں گے، علاوہ اس کے
برس دن تک ایلیا کو روٹی اور گوشت پہنچا، پس کس طرح ایسی خدمت اتنی مدت تک
کوّوں کیطرف منسوب ہو، اس لئے بڑا غالب یہ امر ہے، کہ اوریب یا اوربو کے باشندوں
نے پیغمبر کی خوراک کا سرانجام کیا ہوگا، یہاں تک ہارن کا کلام تھا، دیکھو اس جا ہارن قریب
تمام شارحین اور مترجمین عیسائی مذہب کی غلطی ثابت کرتا ہے، اور بعض وجوہ سے دلیل
پکڑ کے کہتا ہے، کہ اوریم کے معنے عرب لوگ ہیں نہ کوّے، اور تیسری ہدایت کے اندر
چھٹے اختلاف کے بیان میں گذرا، کہ ہارن نے کہا ہے، کہ مہری ترجمہ انگریزی کا مترجم
جو یہاں اچھی طرح دریافت نہ کرسکا، تو اس نے یوں ترجمہ کیا، قابیل نے اپنے بھائی
ہابیل سے باتیں کیں، اور آدم کلارک مفسر نے بھی ایسا ہی کچھ کہا ہے، اور شب
ہارسلی نے بھی بہت جا اس ترجمے انگریزی کو اچھا نہیں سمجھا، مثلاً کتاب پیدائش کے
۳۶ باب کے ۲۴ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء یہ وہ عنا ہے جس نے بیابان میں

جسوقت وہ اپنے باپ کے گدہوں کو چراتا تھا خچر پیدا کئے، اس جملہ کی بابت اپنی تفسیر کی پہلی جلد کے صفحہ ۷۰ میں لکھتا ہے، بہتر یوں ہے، یہ وہ عنا ہے، جو لڑے اامم سے دیکھو بوشارٹ کو، اور کتاب خروج کے ۴ باب کے ۲۵ ورس میں ترجمہ عبری میں یوں ہے، اور اسے اس کے پاؤں پر پھینکا، اور کہا تو بیشک خونی خصم ہے، اور اس جا ترجم کچھ کچھ مختلف ہیں نسخہ ۱۸۳۹ء، و درپیش قدمش انداخته گفت کہ فی الحقیقت تو ازیں خون نکاح یافتہ، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۴۴ء و......اور اسے اس کے پاؤں پر پھینکا اور کہا، تو عقن خون ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء اور اسے اس کے پاؤں پر پھینکا، اور کہا، تو بے شک خون کے سبب میرے سر کی جگہ ہوا، اور بشپ ہارسلی اپنی تفسیر کی پہلی جلد کے صفحہ ۸۰ میں یوں لکھتا ہے، بہتر یوں ہے اس نے اس لڑکے[1] کے پاؤں پکڑے، اور کہا، کہ تو خون کے سبب میرا شسر ہے، اور کتاب قوانین ۸ باب کے ۳۱ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء و ۱۸۴۴ء، جیسے میں نے یہ کہتے ہوئے امر کیا ہے، اور بشپ ہارسلی اس ورس کی شرح میں اس جملہ کی بابت یوں لکھتا ہے بہتر یوں ہے، جیسے مجھکو حکم ہوا ہے، جب کہ مجھکو یہ بات کہی گئی، بہر حال ترجموں کا حال عیسائیوں میں خلفاً اور سلفاً ابتر ہے، گو ان انگریزی مترجموں کو کارلائل صاحب کے قول کے مطابق اس بات میں فوقیت ہو، کہ انکو نور سے ظلمت اور سچ سے جھوٹ پسند زائد ہے اور ان کے علماء کے اقرار کے موافق یہ خرابی......مذکر کی جگہ مونث اور مونث کی جگہ مذکر او تثنیہ کیجگہ جمع اور جمع کی جگہ تثنیہ بلکہ مفرد کی جگہ کہیں تثنیہ اور کہیں جمع اور جمع یا تثنیہ کی جگہ مفرد اور مجرور کی جگہ مرفوع اور مرفوع کی جگہ مجرور اور اسی طرح کہیں مرفوع کی جگہ منصوب اور منصوب کی جگہ مرفوع یا مجرور سب ترجموں میں کیا عربی اور کیا لاطینی اور کیا یونانی تو عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے، اور ان کا عذر اس باب میں یہی ہے، کہ مسیحیوں کی جو بول چال میں سادگی ہے، اس سبب سے یہ خطا ہو جاتی ہے، علاوہ اس کے روح القدس کو اور اسیطرح اگلے پیغمبر اور پوپ لوگوں کو بھی اول ہی سے منظور نہیں ہوا، کہ خدا کا کلام قواعد نحویہ کے پابند ہو، اور جب آپ یہ عذر کرتے ہوں، تو اب ہم کیا کہیں، کیونکہ خود روح القدس بھی ایسا غلط کہدیتا ہے، اور تشریح اس کی پہلی جلد کے اندر پہلے سوال کے جواب میں گذری، اور جب اول سے میں پادریوں کی اس عادت سے واقف ہوں کہ

---

[1] یعنی خدا کی عاجزی کی راہ سے ۱۲ منہ

جب کسی ترجمہ سے ان پر سند پکڑو، اور وہ انکے مطلب کے مخالف ہو تو بلا تامل کہدیتے ہیں، کہ یہ ترجمہ غلط ہے، تو اس لحاظ سے میں کبھی ترجموں کے اختلاف نکالنے میں مشغول نہیں ہوا البتہ صاحب استفسار نے تو کچھ نکالے ہیں، اور جو ان کا بیان فائدے سے خالی نہیں، تو انکو نقل کردیتا ہوں، اور شاذ و نادر کہیں اپنی طرف سے بھی بڑھادونگا، لیکن عہد عتیق سے فقط توریت کے اور عہد جدید سے فقط اناجیل اربعہ کے ترجموں کے اختلافات کو نقلکرونگا، اور دیگر کتابونکے ترجموں کے اختلاف کیطرف التفات نہ کرونگا[1] کتاب پیدائش پہلے باب کا ۲۷ ورس نسخہ ۱۸۲۹ء اتب خدانے آدمی کو اپنی صورت بنایا، خدا کی صورت پر اُسے پیدا کیا الخ اور ترجمہ فارسی ۱۸۳۹ء اور عربی ۱۶۲۵ء کا اس کے موافق ہیں، اور عربی ۱۸۱۱ء میں یوں ہے فخلق اللہ آدم بصورتہ بصورۃ شرفہا اللہ مسلطا خلقہ دیکھو یہ جملہ شرفہا اللہ مسلطا خلقہ کسی ترجمہ میں نہیں ہے، دوسرے باب کا ۸ ورس ۱۶۲۵ء وغرس الرب فردوس النعیم من البدی یعنی نعمت کا باغ لگایا خدا نے آبادی سے باہر نسخہ ۱۸۱۱ء غرس جنانا فی عدن شرقیا یعنی باغ لگایا خدا نے عدن میں پورب کیطرف دیکھو کتنا فرق ہے ۲ باب کا ۲۱ ورس نسخہ ۱۶۲۵ء فالقی الرب الالہ علی آدم سبات النوم فرقد نسخہ ۱۸۲۹ء پھر یہواہ خدا نے انسان پر بھاری نیند بھیجی، اور وہ سوگیا نسخہ ۱۸۱۱ء فاوقع اللہ سباتا علی آدم فنام لئلا یحس یعنی ڈالدی خدا نے نیند آدم پر کہ وہ سوگیا تاکہ وہ احساس نہ کرے، دیکھو لئلا یحس کی کمی بیشی، تیسرے باب کا ۵ ورس نسخہ ۱۶۲۵ء تکونان کالالہۃ یعنی ہو جاؤگے تم دونوں خداؤں کی مانند نسخہ ۱۸۱۱ء تکونان کالملئکۃ

---

[1] گو اور بھی کام کے تھے، مگر طوالت کا خوف مانع آیا مثلا یوشع کی کتاب کے ۶ باب کے ۲۶ ورس میں عربی ترجمے ۱۸۱۱ء والے نے اتنی عبارت اپنی طرف سے تحریفا بڑھادی ہے، کلمہ فعل اوان الذی فی بیت اسرائیل الا دون بکرہ استیہا دیموت الذی سلم اخرا ولادہ نصب ابوابہا اور یہ مضمون کسی اور ترجمہ میں نہیں پایا جاتا، اور دوسری زبور کے ۱۲ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۱۱ء الزموا الادب لئلا یغضب الرب نسخہ ۱۸۳۹ء بیٹے کو چوما نہ ہووے کہ وہ تم سے بیزار ہوا، اور اب اور ترجمے اسی ترجمہ اردو کے موافق نہیں دیکھو پہلا کہاں اور دوسرا کہاں، صاحب استفسار کہتا ہے کہ بیٹے سے مراد حضرت عیسٰی ہیں، دیکھو کیسی تبدیلی ہوئی، سچ کہتا ہوں، کہ سینکڑوں جگہ بائیبل میں اسی طرح کی تبدیلی اور کمی بیشی ہوئی ہے ۱۲ منہ

[2] اطلاق مثل خدا کا آدمی پر مقدس کتابوں میں آیا ہے، ابن اللہ کا اطلاق

یعنی ہو جاؤ گے، تم دونوں فرشتوں کی مانند، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء خدا کی مانند ہو جاؤ گے اوّل
میں لفظ خدا اونکا جمع کے صیغہ سے اور دوسرے میں لفظ فرشتوں کا اور تیسرے میں لفظ خدا
کا مفرد کے صیغہ سے واقع ہوا ہے، اور بالفرض اگر نسخہ ۱۶۲۵ء میں سو جگہ خدا کا نام ایسے
مقاموں میں ہوگا، تو نسخہ ۱۸۱۱ء میں پچاس ساٹھ جگہ خدا کے نام کے بدلے فرشتے کا لفظ
ہوگا، چھٹے باب کا ۲ درس نسخہ ۱۶۲۵ء فرای بنو اللہ بنات الناس انھن حسنات
فاتخذ و الھم نساء۔ نسخہ ۱۸۱۱ء رای بنو الاشراف بنات العامہ حسانا فاتخذ و
الھم نساء۔ نسخہ ۱۸۳۹ء فرزندان خدا دختران انسان را مشاہدہ کردند کہ خوبصورت ہستند
و ہر کرا از ایشاں پسندیدند بنکاح خود در آوردند، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء تو خدا کے بیٹوں نے
آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا، کہ وے خوبصورت ہیں، تو ان سبھوں میں سے جس نے جس کو
پسند کیا، اس نے اس سے بیاہ کیا، یہاں دو باتیں ہیں، ایک یہ کہ نسخہ ۱۸۱۱ء میں خدا
کے لفظ کو اشراف کے لفظ کے ساتھ بدل ڈالا، دوسری یہ کہ فارسی اور اردو کے مترجموں
نے یہ جملہ ان سبھوں میں جس نے جسے پسند کیا، بڑھا دیا ہے، عربی کے مترجموں نے گھٹا
دیا ہے، چھٹے باب کا ۶ درس نسخہ ۱۶۲۵ء فندم اللہ علی عملہ الانسان علی الارض
فتاسف بقلبہ داخلا نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء تب یہواہ آدمی کے زمین پر پیدا کرنے سے
پچھتایا، اور دلگیر ہوا، اور ترجمہ فارسی ۱۸۳۹ء والا اس کے موافق ہے، نسخہ ۱۸۱۱ء کرہ
اللہ خلقتہ وللہ ادم علی الارض و کرہ ماجاء من معصیتہم یہاں بھی دو باتیں ہیں،
ایک یہ کہ جسکو پہلے مترجموں نے ندم یا پچھتایا یا پشیمان شد کے ساتھ ترجمہ کیا، پچھلے مترجم
نے کرہ کے ساتھ، اور دونوں میں بڑا فرق ہے، اول کفر کا کلمہ ہے، نہ دوسرا، دوسری یہ کہ جملہ
کرہ ماجاء من معصیتہم کی کمی بیشی ترجمہ عربی ۱۶۲۵ء اور ترجمہ فارسی ۱۸۳۹ء اور ترجمے
اردو کے ۹ باب کے ۲ درس میں موافق ہیں، اور عربی کے ترجمے ۱۸۱۱ء میں ظاہر لفظ زائد ہے
اور تشریح اس کی چودھویں سوال کے جواب میں گذری، سولھویں باب کا ۱۲ درس نسخہ ۱۶۲۵ء
ھذا یکون انسانا وحشیا یدہ ضد الجمیع وید الجمیع ضدہ نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء
وہ ایک وحشی آدمی ہوگا، اور اس کا ہاتھ سب سے برخلاف ہوگا، اور سبھوں کا ہاتھ اس کے
برخلاف ہوگا، نسخہ ۱۸۱۱ء یدہ فی الکل وید الکل فیہ یعنی اس کا ہاتھ سب میں اور
سب کا ہاتھ اس میں پہلے ترجمے مخالفت پر اور پچھلا ترجمہ موافقت پر دلالت کرتا ہے ۱۱

سولہویں باب کا ۱۳ ورس نسخہ سنہ ۱۶۲۵ء روایت یقیناً ههنا قفا ناظری نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء یہاں میں نے اپنے دیکھنے والے کا پیچھا دیکھا، نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء روایت ههنا رحمتک بعد رویتی الشقاء یعنی یہاں میں نے تیری مہربانی دیکھی، رنج دیکھنے کے بعد، دیکھو یہ کہاں اور پہلا مضمون کہاں، اور اس عبارت کے بعد رویتی الشقاء کمی بیشی، ترجمہ عربی سنہ ۱۶۲۵ء اور ترجمہ فارسی اور اردو کے ترجمے بیسویں باب کے ۱۲ ورس میں موافق ہیں، اور ترجمہ عربی سنہ ۱۸۱۱ء والا ان سب کے مخالف اور تشریح اس کی چودھویں سوال کے جواب میں گذری پچیسویں باب کا ۱۸ ورس نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء اقام بحضرت جمیع اخوتهم اور ترجمہ عربی سنہ ۱۶۲۵ء والا اس کے موافق ہے، یعنی اسمٰعیل نے اپنے سارے بھائیوں کے سامنے بود و باش اختیار کی، نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء وہ اپنے سارے بھائیوں کے حضور مر گیا، دیکھو کہاں بود و باش اختیار کرنا، اور کہاں مرجانا پچاسویں باب کا ۱۹ ورس لا تخافوا انی اخاف الله یعنی تم مت ڈرو، ہر آئینہ میں خدا سے ڈرتا ہوں، نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء استطرد و کیا میں خدا کی جگہ ہوں، کتاب خروج چوتھے باب کا ۱۶ ورس نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء انت له تکون استاذا نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء تو اس کے لئے خدا کی جگہ ہوگا، ۲۴ ورس نسخہ سنہ ۱۶۲۵ء فلما کان موسیٰ فی الطریق فلقاہ الرب نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء اور راہ میں منزل پر یوں ہوا، کہ یہوواہ اسے ملا، نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء فلما کان فی الطریق فاجادلہ ملاک الله یعنی جس وقت موسیٰ راہ میں تھا ناگہاں اس کے بیٹے کو اللہ کا فرشتہ ملا، چھٹے باب کے ۲۰ ورس میں ہے، ترجمہ عربی سنہ ۱۸۱۱ء والا اور فارسی سنہ ۱۸۳۹ء والا اور اردو کے ترجمے موافق ہیں، اور عربی ترجمہ سنہ ۱۶۲۵ء والا مخالف اور تشریح اس کی چودھویں سوال کے جواب میں گذری ساتویں باب کا ۱ ورس نسخہ سنہ ۱۶۲۵ء قد جعلتك الها لفرعون یعنی میں نے تجھے فرعون کا معبود بنایا نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء قد جعلتك استاذ الفرعون یعنی میں نے تجھے فرعون کا استاد بنایا، نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء میں نے تجھے فرعون کیلئے اپنا قائم مقام بنایا، فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ء ترا پیش فرعون ہمچو خدا گردانیدہ ام اور معلوم ہوتا ہے، کہ اسی طرح انجیل والوں نے بھی عیسیٰ کے حق میں لفظ رب وغیرہ کا کہا ہوگا، دسویں باب کا ۱۰ ورس نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء یہوواہ یونہیں تمہارے ساتھ رہے جو میں تمہیں اور تمہارے بچوں کو جانے دوں، نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء معاذ اللہ کہ شما را مع اطفال رخصت دہم، دیکھو کہاں سے کہاں ہو گیا

لفظ خدا کا اطلاق

تمہارے ساتھ رہے اور کہاں معاذ اللہ بیسویں باب کا ۱۲ ورس نسخہ ۱۶۲۵ء کا لتشہد علی قریبک شہادۃ زور یعنی تو اپنے نزدیکی والے پر جھوٹی گواہی مت دے نسخہ ۱۸۱۱ء کا لتشہد علی اخیک شہادۃ زور یعنی تو اپنے بھائی پر جھوٹی گواہی مت دے، نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء اپنے ہمسایہ پر جھوٹی گواہی مت دے دیکھو نزدیکی والے میں تین احتمال ہیں، برادری والا، ہمسائے والا، ساتھ والا، اور بھائی میں دو احتمال ہیں، قرابت کا بھائی، دین کا بھائی ہمسایہ ہو یا نہ ہو اور ہمسائے میں برادری کا بھائی اور دین کا بھائی جو ہمسایہ نہو داخل نہیں ہوتا، اسی بیسویں باب کا ۱۴ ورس نسخہ ۱۶۲۵ء و کا لتشتہ بیت قریبک یعنی اور اپنے نزدیکی والے کا لالچ مت کر نسخہ ۱۸۱۱ء کا لتشتہ بیت صاحبک یعنی اور تو اپنے یار کے گھر کا لالچ مت کر نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء اور تو اپنے ہمسائے کے گھر کا لالچ مت کر، دیکھو اول میں وہی احتمال ہیں جنکا ذکر اوپر گذرا اور صاحب میں مطلق برادری والا یا دین والا، اگر یار نہ ہو، داخل نہیں ہوسکتا، اور ہمسایہ میں برادری والا یا دین والا یا یار جو ہمسایہ نہ ہو داخل نہیں

ف یہ حکم منجملہ ان احکام عشرہ کے ہے، جنہیں عیسائی کہتے ہیں، کہ حضرت موسیٰ کو تختی پر لکھکر خدا نے دیئے تھے، تو دیکھو، کہ اصل لفظ کو نقل نہ کرنا اور صرف اسکا ترجمہ ایک طرح کا اپنے عندیہ کے موافق لکھ کر کہنا، کہ یہی مطلب خدا کا ہے، کیسا فساد لایا، اکیسویں باب کا ۱۲ ورس نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء جو کوئی کسی مرد کو مارے، اور وہ مر جاوے وہ البتہ قتل کیا جائے، نسخہ ۱۶۲۵ء ان ضرب رجلا صاحبہ ومات موتاً یموت، یعنی اگر کسی نے کسی کو مارا اور وہ مر گیا، تو وہ مرے گا، دیکھا کہاں البتہ مار ڈالا جاوے، اور کہاں وہ مریگا، پہلے سے یقیناً سمجھا جاتا ہے، کہ قصاص کیا جاوے، اور دوسرے سے شبہ ہوتا ہے، کہ قصاص نہ کیا جاوے، اس واسطے کہ وہ آپ ہی ایک روز مریگا، اس فقرے پر موقوف نہیں، اکثر جگہ اس نسخہ ۱۶۲۵ء میں یقتل کی جگہ یموت کا لفظ لکھا ہے، سو یہ اس نسخہ کا حال ہے، جسکو اربانوس ثامن کے حکم سے بہت سے عربی دان مسیحی نے جمع ہو کر طیار کیا ہے، اکتیسویں باب کا ۳۲ ورس نسخہ ۱۶۲۵ء یعطی ثلثین استارا من الفضۃ نسخہ ۱۸۱۱ء ثلثین مثقالا من الفضہ نسخہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۹ء مثقال کے وزن کے تیس روپیہ دیئے، دیکھو کہاں استار اور کہاں مثقال ان دو وزنوں میں فرق ہے اور یہ فرق حکم میں ہوا، کہ اب مشتبہ ہوگیا، کہ آیا جرمانہ میں تیس ۳۰ استار چاندی دے، یا تیس ۳۰ مثقال چاندی، بائیسویں باب کا ۲۰ ورس نسخہ ۱۶۲۵ء کیئے قربانی را پیش معبود

دیگر بجز خداوند ذبح نماید ہلاک شود، نسخہ سنہ ۱۸۲۳ء و سنہ ۱۸۲۹ء جو کوئی فقط یہوواہ کے سوا کسی معبود کو نذر چڑھاوے، عذاب سے مار ڈالا جاوے، دیکھو کہاں ہلاک شود کہ جس میں شبہ ہو جاتا ہے کہ مار ڈالا نہ جائے اور کہاں عذاب سے مار ڈالا جاوے، اور نسخہ ۱۸۴۲ء میں دونوں کے مخالف یوں ہے، کہ جو کوئی فقط خداوند کے سوا الہوں کے لئے ذبح کرے، وہ حرام کیا جاوے گا، یہ فرق بھی حکم میں پڑا، کہ اب مشتبہ ہو گیا، کہ اس کے موافق کیا کریں، آیا اس نذر چڑھانے والے کو قطعاً عذاب سے مار ڈالیں، یا فقط مذبوح کو حرام سمجھیں، یا دونوں میں سکوت کریں تینتیسویں ۳۳ باب کا ۱۳ ورس سنہ ۱۶۲۵ء ارنی وجھك یعنی تو اپنے تئیں مجھے دکھلا، نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء سنہ ۱۸۲۹ء تو مجھکو اپنی راہ بتلا، یہ قول حضرت موسیٰ کے سوال میں خداوند تعالیٰ سے واقع ہوئے دیکھو قدیم نسخہ قرآن شریف کے موافق ہے، اور نئے نسخے قرآن کے خلاف غالباً پادریوں نے قصداً نئے نسخوں میں ایسی کارستانی کی ہے، کتاب قوانین چھبیسویں باب کا ۳۷ ورس نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء لا تدفع الیه ورقك طعامك بربا نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء و سنہ ۱۸۴۲ء تو اسے سودی روپے قرض مت دے، نہ اسے نفع کے لئے کھانا کھلا، نسخہ سنہ ۱۶۲۵ء ولا تقرضہ فضتك بربا ولا تاخذ منه مما استلف منك الطعام یعنی تو اسے سودی روپے قرض مت دے، اور جو کھانا اس نے تجھ سے قرض لیا ہے مت پھیرے، دیکھو یہاں بھی خدا کے حکم میں فرق پڑ گیا، کتاب استثنا، بارھویں باب کا ۵ ورس نسخہ سنہ ۱۸۲۳ء و سنہ ۱۸۲۹ء و سنہ ۱۸۴۲ء گوشت کھایا کر خواہ پاک ہو یا ناپاک، نسخہ سنہ ۱۶۲۵ء کل اما ان کان غیر طاهر ان یکون فیه عیب او کان ضعیفا و اما ان کان طاهرا و هو الکامل بغیر عیب یعنی گوشت کھا، خواہ ناپاک ہو، اس طرح پر کہ کچھ عیب اس میں ہو، یا ضعیف ہو خواہ پاک ہو، اور یہ پورا ہے بے عیب دیکھو یہاں بھی عین خدا کے حکم میں کمی بیشی ہے، استثنیٰ ۱۲ باب کا ۳۰ ورس نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء و سنہ ۱۸۴۲ء نہ ہو، کہ تو انکے معبودوں کے حال کی تفتیش کرے نسخہ سنہ ۱۶۲۵ء والقطران کان تسئل عن سنتهم یعنی خبردار رہو اس سے کہ تو انکے طریقوں کی تفتیش کرے، دیکھو کہاں معبود کہاں طریقہ یہاں بھی خدا کے حکم میں فرق پڑ گیا اور جیسا یہاں معبود کا لفظ لکھا گیا اسی طرح حضرت عیسیٰ کے حق میں بعض جا اس قسم کا لفظ لکھا گیا، سترھویں باب کا ۸ ورس نسخہ سنہ ۱۶۲۵ء وان عسر علیك ورایت انك عاجز من الفصل من بین الدم والدم والحکم والحکم والبرص والبرص اس نسخے کی عبارت میں تین الفاظ ہیں، دم یعنی خون، حکم یعنی فیصلہ، برص یعنی مفید داغ

نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء واذا اخفی منک امر من الاحکام بین دم الی دم و دین الی دین وحکم
بلاء الی بلاء نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء واگر امرے از امور منازعت در بلاد تو در تمیز خون یا دعوے یا زخم واقع
گردد نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء جس وقت تجھ کو کسی قضیئے کے فیصلے سے عاجز ہو یا کوئی قضیہ کیوں نہ
ہو، خونی کے قصاص کرنے کا اور مدعی کے دعوے کا اور مارنے کی سزا دیکھو اول میں سفید داغ
اور دوسرے میں بلا جو اس سے عام ہے، اور تیسرے میں زخم اور پچھلے نسخوں میں مارنے کی
سزا ہر ایک جدا جدا لگاتا ہے، اور اب تک اس قسم کی تبدیل بائبل کے لفظوں میں جاری
ہے، بیسویں باب کا ۱۱ ورس نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء یکونوا لک عبید العطوک الجزیہ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء
یکونون لک ذمة ویخدمونک نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء تو ساری خلق جو اس شہر میں ہے
تیری خراج گذار ہوگی اور خدمت کریگی، دیکھو کہاں خدمت اور کہاں جزیہ، اکیسویں باب کا
۲۰ ورس نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء نشہ باز ست نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء و سنہ ۱۸۴۴ء کیفی ہے، نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء و
مفرط فی الحرام یعنی بڑا ہی حرام کار ہے، دیکھو کہاں نشہ باز اور کیفی اور کہاں بڑا حرام کار پہلوں
سے نشہ کی مذمت نکلتی ہے پچھلے والے نے اس مطلب کو اڑا دیا بتیسویں باب کا ۶ ورس
نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء و سنہ ۱۸۴۴ء کیا وہ تمہارا باپ نہیں ہے، نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء آیا او پدر تو نیست
نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء الیس ہو منشئک یعنی کیا وہ تیرا پیدا کرنے والا نہیں، دیکھو یہ حضرت موسیٰ
نے اللہ تعالیٰ کی تعریف میں فرمایا تھا سو کہاں باپ اور کہاں پیدا کرنے والا اور اس سے
معلوم ہوا، کہ اگر کبھی حضرت عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ کو باپ کہا ہے، تو خالق ہی کے معنے کر کے
کہا ہے، جیسے یہاں کیا گیا، انتہی ۳۲ باب کا ۹ ورس نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء یعقوب اس کی
میراث کی قسمت ہے، نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء آل یعقوب مفضلہ وصاحبہ یعنی اولاد یعقوب کی
اس کی بزرگی دینے والی اور یار ہے، انتہی ۳۲ باب کا ۷ ورس نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء معبودات لم
یعرفوہا حدثات جاءت من قریب ولم یعبا بہا اخیارکم یعنی وے معبود جنہیں
وے نہ پہچانتے تھے، جو نئے تھوڑی مدت سے ظاہر ہوئی، کہ تمہارے اچھے لوگ انہیں
بے حقیقت جانتے تھے، نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۹ء معبودوں کے لئے جن کو وے نہ پہچانتے تھے
وہ معبود جو تھوڑی مدت سے ظاہر ہوئے تھے جن سے تیرے باپ دادے نہ ڈرتے تھے
دیکھو کہاں اچھے لوگ اور کہاں باپ دادے اور ایجاد اسی طرح اور صد ہا جا سے ظاہر
ہوتا ہے، کہ معبود حادث نہیں ہو سکتا، اور اس سے حضرت عیسیٰ کی خدائی بھی غلط ٹھہرتی

ہے، اس لئے اکثر ایسے مقاموں میں مترجموں نے لفظ بت یا مورت کا لکھدیا ہے، چنانچہ درس مذکورہ بالا میں بت کا لفظ ترجموں مذکورہ بالا میں نہیں ہے، اور نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء والے نے بے ایمانی کرکے لکھدیا ہے، اور ترجمہ یوں کیا، معبودانیکہ آنہا واقف نبودند، تہلئے نوکہ دریں ایام پیدا شدند، اب یہاں سے یہ بات ثابت ہوگئی، کہ جہاں کہیں حادث کے معبود ٹھیرانے کی ممانعت ہے، وہاں یہ لوگ رفع بطلان الوہیت عیسویہ کیواسطے لفظ بت یا مورت کا لکھدیتے ہیں، متی کی انجیل پہلے باب کا ۲۱ درس، نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء وتو اس کا نام عیسیٰ رکھنا کہ وہ اپنی امت کو انکے گناہوں سے بچاویگا، نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء تو اسکا نام یسوع یعنی نجات دینے والا رکھنا، اسواسطے کہ وہ اپنے لوگوں کو انکے گناہوں سے نجات دے گا، دیکھو پچھلے نسخے میں یہ عبارت نئی یعنی نجات دینے والا ملائی گئی، اور سنہ ۱۸۴۴ء والے نے کچھ سوچکر اس پر نشان علیحدگی کا کردیا ہے، اور چھٹے باب کا ۷ درس نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء فاذا صلیتم لا تلغوا کالعوام یعنی جب تم دعا مانگو، عوام کیطرح لغویات نہ بولا کرو اور لغو حرکت نہ کیا کرو، نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء اذا صلیتم لا تکثروا الکلام کالوثنیین، نسخہ سنہ ۱۸۴۰ء و سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۴۶ء اور جب تم دعا مانگتے ہو بت پرستوں کی مانند زیادہ بک بک نہ کرو، دیکھو پہلے نسخے اور پچھلے نسخوں میں دو طرح کا فرق ہے، ایک تو یہ کہ پہلے میں عوام اور پچھلوں میں بت پرست اور ان میں تو خاص و عام کا فرق ہے، دوسری یہ کہ پہلے نسخے سے لغو حرکت کی بھی ممانعت معلوم ہوتی ہے، اور پچھلے نسخوں سے نہیں، متی انجیل کے چھٹے باب کا ۱۱ درس نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء ھب لنا کفافنا من الخبز یعنی گذران کے موافق ہمیں روٹی دے نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء خبزنا الذی للغد اعطنا الیوم دیکھو کتنا فرق ہے اول زہد پر اور دوسرا کمال حرص پر دلالت کرتا ہے، متی انجیل کے دسویں باب کا ۲۵ درس نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء، خداوند خانہ را بہ بعلزبول مسمی نمودند، اور اکثر نسخے اس کے موافق ہیں، نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء صاحب خانہ کا نام بعلزبوب یعنی دیوونکا سردار رکھا ہے، اس میں بعلزبوب کی تفسیر بڑھائی گئی ہے، اور سنہ ۱۸۴۴ء والے نے کچھ سوچکر اس پر بھی علیحدگی کا نشان کردیا ہے، گیارہویں باب کے ۱۴ درس نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء فان اردتم ان تقبلوہ فہو ایلیا المزمع ان یاتی نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۴۶ء اگر تم قبول کیا چاہتے ہو تو ایلیا جو آنے والا تھا یہی ہے نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء فان اردتم ان تقبلوہ فہذا ھو المزمع بالاتیان دیکھو ان نسخوں میں ایلیا کی

کمی بیشی ہے، خواہ کہو کہ پہلے نسخوں میں تحریفاً بڑھایا گیا، یا پچھلے سے تحریفاً اڑایا گیا، سولہویں
باب کا ۱۴ ورس نسخہ سنہ ۱۶۷۱ء گفتند کہ بعضے یحییٰ تعمید دہندہ و بعضے الیاس و بعضے ارمیا نسخہ
سنہ ۱۸۱۴ء بعضے کہتے ہیں، کہ تو یحییٰ اصطباغی ہے اور بعضے الیاس اور بعضے نبیا کا بیٹا، دیکھو یہاں ارمیا کے
نام کو بدل ڈالا، اٹھارہویں باب کا ۲۴ ورس نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء اتی علیه بمدیون عشرة
الاف قنطار نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء شخصے را نزد وے آوردند، مبلغ دہ ہزار قنطار بدہ کار بود،
نسخہ سنہ ۱۸۱۴ء وے ایک کو جس پر اس کے دس ہزار توڑے قرض تھے، اس کے سامنے
لائے، نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء اور ایک کو جس پر اس کے دس ہزار یعنی قریب ۲۴۲ لاکھ روپے کے
قرض تھے لائے، دیکھو اولاً تو یہاں اختلاف ہے، اور ثانیاً پچھلے نسخے والے نے اتنی
عبارت ۲۴۲ لاکھ تفسیر کے طور اپنی طرف سے ملا کر کلام ربانی کا جزو بنا دیا، انیسویں
باب کا ۱۷ ورس نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء تو مجھے کیوں اچھا کہتا ہے، اچھا تو کوئی نہیں، مگر ایک جو
خدا ہے، اور اگر تو چاہتا ہے، کہ زندگی میں داخل ہو، تو احکام نگاہ رکھ، اور سب نسخے
اسی کے موافق ہیں، مگر سنہ ۱۸۳۹ء میں یوں ہے، اس نے اس سے کہا، تو مجھ سے کیوں
نیکی کا سوال کرتا ہے نیکی تو یہی ہے، کہ اگر تو اس زندگی میں داخل ہوا چاہے، تو حکموں پر
عمل کر، دیکھو اس مترجم تثلیثی نے کیسی تحریف کی اور تثلیث کے بطلان کو کیسا مٹا دیا، اگرچہ
یہ تحریف اب تک نسخوں میں پھیلی نہیں، مگر تعجب نہیں، کہ پھیل جائے گی، اور جب
اگلے نسخے جاتے رہیں گے، تو عیسائی لوگ کہنے لگیں گے، کہ انجیل اول کے مؤلف نے
یوں ہی لکھا ہے یوحنا کی انجیل ساتویں باب کا ۴۰ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء بدرستیکہ ایں پیغمبر است
نسخہ سنہ ۱۸۱۴ء بہتیروں نے کہا، کہ حق ہے، یہ وہ پیغمبر ہے، نسخہ سنہ ۱۸۱۶ء هذا الرجل نبی
دیکھو پچھلے نے کیا غضب کیا، کہ هذا هو النبی کی جگہ جو عربی میں اس لفظ کا ایں پیغمبر است
یا یہ وہ نبی ہے، ترجمہ ہوتا ہے، فقط نبی کا لفظ لکھ گیا، اور ایک مطلب بڑا الٹ دیا، کیونکہ
پہلوں کے موافق معلوم ہوتا ہے، کہ اس زمانے کے لوگوں کو یحییٰ اور مسیح ع کے سوا ایک
اور پیغمبر کی بھی انتظاری تھی، اور یہ مضمون عربی ترجمے سے بالکل جاتا رہا، اور اسی طرح اور
جا بھی ہے، جو کتاب استفسار کے ۱۶-۱ استفسار کے ناظر پر ظاہر ہوتا ہے، ف جاننا چاہیے
کہ ترجموں کے اس قسم کے اختلاف کہیں تو اصل کے اختلاف کے سبب ہیں، اور کہیں
پادریوں کی خیانت کے سبب اور کہیں ان کی نالیاقتی اور قلت اجتہاد کے سبب اور

کہیں لفظ مشترک ہونے کے سبب بھی ہیں، اور ہم ہرگز یہ دعوے نہیں کرتے، کہ ترجموں کے سب اختلاف اصل کے اختلاف کے سبب ہیں، اور اگر کوئی شخص ناوانستگی سے ایسا کہے، تو وہ دلیل اس کی ناوانستگی کی ہے، اور بعض وقت پادری لوگ جو اس کے جواب میں دونوں سبب اخیرہ کو اختیار کرتے ہیں، اور اوّل کے دونوں سبب سے انکار کرتے ہیں تو محض جھوٹے ہیں، جیسا ساتویں ہدایت کے اندر اور اُس بارہویں ہدایت کی اسی پہلی قسم میں معلوم ہوگیا، دوسری قسم بعضے پرانے نسخوں کے بیان میں عہد عتیق کی کتابوں کا کوئی پورا نسخہ عبری دسویں صدی کے قبل کا لکھا ہوا تو مصححین بائیبل کو نہیں ملا، اور ایک پرانا عبری نسخہ یعنی کوڈکس لاڈیانوس جو ڈاکٹر کنی کاٹ کے ہاتھ آیا تھا، سو وہ اسکو دسویں صدی کا لکھا ہوا بتلاتا تھا اور موسیو ڈی روسی اسکو گیارھویں صدی کا لکھا ہوا کہتا تھا، اور اس کی صحت کا یہ حال تھا، کہ جب وانڈر ہوٹ نے ادعا صحت کا بڑے زور و شور سے کہ عہد عتیق کا عبرانی متن چھپایا، تو اس نسخہ سے چودہ ہزار جگہ میں مخالفت کی، جنمیں دو ہزار سے زائد تو توریت میں وہ مخالفت کی تھی، اور اب پادری لوگ جو مسلمانوں کے مقابلے میں دعوے کر کے بعضے پرانے نسخوں کا نشان دیکر کہا کرتے ہیں کہ یہ نسخے محمدؐ کے زمانے سے بہت پیشتر کے لکھے ہوئے ہیں، اور وہ سب حال کے نسخوں کے موافق ہیں، تو ایسے بڑے پرانے سندی نسخے انکے نزدیک تین ہیں اوّل[1] کوڈکس اسکندریانوس یا الکسنڈرینوس جو انگلستان کے ولایت میں لنڈن کے کتب خانہ میں ہے، اور اس کو بائیبل کے مصححین نے سب نسخوں میں سے اوّل درجہ پر مقرر کر کے اوّل نمبر لگایا تھا دوسرا[2] کوڈکس واطیکانوس جو اطالیہ کی ولایت میں شہر روم کے کتب خانے میں ہے اور اس کو بائیبل کے مصححین نے دوسرے درجہ میں مقرر کر کے دوسرا نمبر لگایا تھا، اور ان دونوں نسخوں میں عہد عتیق کی کتابوں سے ایک میں بھی اصل عبری کا نسخہ نہیں ہے، بلکہ ان دونوں میں یونانی ترجمہ کے نسخے ہیں، سو عہد عتیق کے عبری نسخے پورے کا چودھویں صدی سے قبل کا لکھا ہوا

---

[1] کوڈکس اسکندریانوس کوڈکس کے معنے آئین کی کتاب ہیں، اور اسکندریانوس کے معنے اسکندریہ والی اور چونکہ یہ کتاب اسکندریہ میں تھی، تو اس لئے اس کو کوڈکس اسکندریانوس کہتے ہیں، یعنی آئین کی کتاب اسکندریہ والی ۱۲ منہ رح [2] یہ کتاب واٹکان میں جو روما شہر میں ہے تھی، اس لئے اس کو کوڈکس واطیکانوس کہتے ہیں، یعنی آئین کی کتاب جو واٹکان میں تھی ۱۲ منہ رح

ہو، پادری لوگ بھی نشان نہیں دے سکتے، اور ان دونوں نسخوں کی صحت کا یہ حال ہے، کہ عہد عتیق اور جدید کے کسی دو پرانے نسخوں میں ایسا اختلاف نہیں، جیسا ان دونوں میں ہے جیسا ہارن تصریح کرتا ہے اور جب ان پرانے نسخوں میں خود آپس میں ایسی مخالفت ہو، تو اب کے نسخوں کے ساتھ مطابقت اور موافقت کلی کا تو کیا ذکر رہا، تیسرے کوڈکس افریمی جو پارس کے ایک شہر کے ایک کتب خانہ میں موجود ہے، اور اس میں فقط عہد جدید کی کتابیں ہیں اور عہد عتیق کی ایک کتاب بھی اس میں نہیں، سو اب ہمیں ضرور ہوا، کہ ان تینوں نسخوں کی حقیقت کو دریافت کریں، اور پادریوں کے ان دونوں دعووں کے حال کو بتلادیں، کہ محض مغالطے ہیں، سو کہتا ہوں، کہ نسخہ کوڈکس اسکندریانوس کے حال میں ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۷۳ میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء یہ نسخہ چار جلدوں میں ہے منجملہ انکے پہلی تین جلدوں میں عہد عتیق کی جھوٹی اور سچی کتابیں اور چوتھی جلد میں عہد جدید اور کلیمنٹ کا پہلا نامہ جو کرنتھوں کو لکھا تھا، اور جھوٹا زبور جو سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اور عہد جدید کے اندر متی کی انجیل میں پہلے باب سے پچیسویں باب کے ۶ درس تک اور یوحنا کی انجیل میں چھٹے باب کے پچاسویں درس سے آٹھویں باب کے ۵۲ درس تک اور کرنتھوں کے دوسرے نامہ میں چوتھے باب کے ۱۳ درس سے ۱۲ باب کے ۷ درس تک غائب ہے، اور زبور کے پہلے اتھانے سیش کا ایک نامہ اور زبور کے بعد ایک فہرست اس کی جو ہر گھنٹہ میں دن رات سے نماز میں استعمال کیجاوے، اور چودہ دہرم گیت جن میں سے گیارہواں حضرت مریم کی تعریف میں ہے، اور کچھ انکے جھوٹے اور کچھ انجیل سے بنائے ہوئے ہیں، اور یوسی بیس کے دلائل زبوروں پر لگے ہیں، اور اس کے قانون انجیلوں پر۔ اور بعضوں نے اس نسخہ کی بہت ہی مدح کی ہے، اور بعضوں نے بہت تحقیر اور مذمت کی ہے، اور اس کے بڑے سخت دشمنوں میں وٹسٹین سردار معلوم ہوتا ہے، اور اس کے پرانے ہونے پر گفتگو ہے، گریب اور شلز گمان کرتے ہیں، کہ شاید یہ نسخہ چوتھی صدی کے اخیر لکھا ہوا ہو، میکائلس کہتا ہے، کہ اس نسخے کے قدیم ہونے کی یہی حد ہے، یعنی اس سے زیادہ پرانا نہیں مان سکتے، کیونکہ اس میں اتھانے سیش کا نامہ موجود ہے، اوڈن اس کو دسویں صدی کا سمجھتا ہے، وٹسٹین پانچویں صدی کا جانتا ہے

اور یہ اس کی رائے نہیں، اس کی رائے آگے آتی ہے ۱۲ منہ رح

اور اسکا یہ گمان ہے، کہ شاید یہ نسخہ ان نسخوں میں سے ہو، جو ۲۳۱ء میں سریانی ترجمہ کیلئے اسکندریہ میں جمع کئے گئے تھے، ڈاکٹر سملر ساتویں صدی کا سمجھتا ہے، اوٹ فاکن کی یہ رائے ہے، کہ وہ نسخہ اسکندریانوس اور نہ کوئی اور نسخہ چھٹی صدی کے پیشتر کا یقیناً کہا جا سکتا ہے، میکالس سمجھتا ہے، کہ یہ نسخہ اس زمانے میں لکھا گیا، جب کہ عربی زبان مصریوں کی بولی ہو گئی تھی، یعنی مسلمانوں کے اسکندریہ پر تسلط کرنے کے ایک یا دو صدی بعد اس لئے کہ اسکا کاتب میم اور ب بدل کر ایک کو دوسرے کے مقام پر بیشتری جگہ لکھ گیا ہے، جیسا عربی زبان میں اکثر ہو جاتا ہے، اور وہ اس دلیل سے یہ نتیجہ نکالتا ہے، کہ وہ نسخہ آٹھویں صدی سے پیشتر کا نہیں ہے، وائڈیہ سمجھتا ہے، کہ یہ نسخہ چوتھی صدی کے اواسط یا اواخر کا لکھا ہوا ہے، اور ہم اس سے زیادہ اس کو پرانا نہیں مان سکتے، کیونکہ اس میں ابواب اور فصول موجود ہیں، اور اس میں یوسی بیس کے قانون کا حوالہ بھی ہے، اور اسپانٹن نے وائڈ کی دلیلوں پر اعتراض کیا ہے، اس نسخہ کے چوتھی یا پانچویں صدی کے ہونے کے باب میں جو دلیلیں لائی گئیں ہیں،[۱] وے یہ ہیں

۱ پولوس کے نامجات میں ابواب کی تقسیم نہیں ہے، حالانکہ ۳۹۶ء میں یہ تقسیم ہو گئی تھی

۲ اس میں کلیمنٹ کے نامے ہیں جنکا چھپنا کونسل لوڈیسیا اور کارتیج میں منع ہو گیا تھا، یہاں سے شلز نے یہ بات سمجھی ہے، کہ وہ نسخہ ۳۶۴ء سے پہلے لکھا گیا، ۳ اور وہ ایک نئی دلیل لاتا ہے، کہ چودھویں دبرم گیت ایک جملہ نہیں، جو ۲۴۳ء اور ۲۴۶ء میں مستعمل تھا، اسی سبب سے وہ نسخہ اس سے پیشتر کا لکھا ہوا ہوگا، وٹسٹین گمان کرتا ہے، کہ نسخہ مذکور جیروم کے زمانے سے پیشتر لکھا گیا ہو، اس لئے کہ یونانی متن کو پرانے اٹالک ترجمہ سے بدلا ہے، وہ کہتا ہے کہ کاتب نہیں جانتا، کہ عربوں کو ہگارین کہتے تھے، اس لئے کہ اس نے اگار او کے بدلے میں اگوراو لکھا ہے اور ون نے کہا ہے، کہ یہ صرف غلطی ہے، اس لئے کہ اگاراؤن پہلے ہی میں آچکا ہے، میکالس کہتا ہے، کہ ان دلیلوں سے کچھ ثابت نہیں ہوتا، اس لئے کہ یہ نسخہ کسی اور پرانے نسخے سے ضرور نقل ہوا ہوگا اور جو ٹھیک ٹھیک نقل ہوا ہے، تو یہ ساری دلیلیں اس نسخے سے علاقہ رکھیں گی، نہ نسخے کوڈکس اسکندریانوس سے، البتہ صرف خط اور حرفوں کی شکل اور اعراب کے نہ ہونے سے کچھ فیصلہ ہو سکتا ہے، جو دلیلیں اس بات کے ثبوت کے لئے کہ وہ نسخہ چوتھی صدی کا نہیں ہے، پیش کی گئی ہیں، وہ یہ ہیں، کہ ڈاکٹر شلز

---

[۱] دلائل اس نسخہ کے چوتھی یا پانچویں صدی کے ہونے کے ۱۲ منہ رحم

خیال کرتا ہے اکہ زبوروں کی بہتری کی بابت اتھانے سیش کا نامہ اس کی زندگی میں تو لگایا جاتا محال معلوم ہوتا ہے اس نامہ سے اوڈن نے دلیل نکالی ہے اکہ یہ نسخہ دسویں صدی کا ہے یہ نامہ جھوٹا ہے، اور اتھانے سیش کے عین حیات یہ جعل نہیں ہو سکتا تھا، اور دسویں صدی میں جعل سازی کا بڑا زور شور تھا، یہاں تک ہارن کا کلام تھا، اور کوڈکس واطیکانوس کے حال میں وہی ہارن اپنی تفسیر کی اسی دوسری جلد میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء از ترجمہ سپٹواجنٹ کا جو ۱۵۹۰ء میں اس نسخہ سے منقول ہو کر چھپا ہے اس کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ ۳۸۷ء سے قبل کا یعنی چوتھی صدی کے اخیر کا لکھا ہوا ہے اموٹ فاکن اور بلین چھٹی پانچویں یا چھٹی صدی کا، اور ڈیوپن ساتویں صدی کا اور مگ شروع چوتھی صدی کا اور شب مارش اخیر پانچویں صدی کا کہتا ہے اور عہد عتیق و جدید کے اور کسی دو نسخوں میں ایسا اختلاف نہیں جیسا کوڈکس اسکندریانوس اور اس نسخے میں اختلاف ہے، اور اس نسخے میں عہد عتیق کے اندر کتاب پیدائش کے چھیالیسویں ۴۶ باب پہلے باب سے چھیالیسویں ۴۶ باب تک اور زبور کے ۳۲ زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک اور عہد جدید کے اندر نامہ عبرانیہ میں ۹ باب کے ۱۴ درس سے آخر نامہ تک اور تمتھی کے دونو نامے اور طیطس کا نامہ اور نامہ فلیمون اور کتاب مشاہدات کی ساری غائب ہیں، اور پندرہویں صدی میں کتاب مشاہدات یوحنا اور نامہ عبرانیہ کا آخر لکھ کر اس کے ساتھ ملا دیا گیا ہے، اور بہت جگہ میں جو حرف مٹ بگڑ گئے تھے، ان کو کسی خبردار ہاتھ نے دوبارہ بنا دیا ہے، اور اس شخص نے اس نسخے کی عبارت اور نسخوں سے جہاں مختلف دیکھی، تو اور نسخوں سے لیکر عبارت کو اس نسخے میں داخل کر دیا ہے، لیکن اصل کو بھی رہنے دیا ہے، اور بعض جا دلیری کر کے اس کے لفظوں کو چاقو سے چھیل دیا ہے، اور جو اس نسخہ میں اور اسی طرح نسخہ اسکندریانوس میں ارجن کے نشان نہیں ہیں، اس سے ڈاکٹر کنی کاٹ نے دلیل پکڑی ہے، اکہ یہ دونوں نسخے نہ ارجن کے نسخہ سے اور نہ اس کی نقلوں سے جو اس کے زمانے کے قریب ہوئے تھے نقل کئے گئے ہیں، بلکہ مدت کے بعد ان نقلوں سے جن میں وے نشان نہ تھے، اور وے نشان نقلوں میں لکھنے سو توف ہو گئے تھے، یہاں تک ہارن کا کلام تھا، اور کوڈکس افریمی کے حال میں وہی ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۹۴ و ۹۵ کہ عہد جدید کے اندر اس نسخے میں بہت سے نقصان ہا

جاتے ہیں، جنکو وٹسٹین نے اولاً، اور گریسباخ اور میکالس نے وٹسٹین کے اظہار سے ثانیاً
نقل کیا ہے، اور ان نقصانوں کے علاوہ یہ بات ہے، کہ بہت جا سے پڑھا بھی نہیں جاتا
اور وٹسٹین خیال کرتا ہے، کہ یہ نسخہ ایک اُن نسخوں میں سے ہے، جو اسکندریہ میں سریانی
ترجمہ کے مقابلے کے لئے جمع کئے گئے تھے، لیکن کوئی دلیل اس امر کی نہیں، اور نامہ عبرانیہ
کے ۱۰ باب کے ۲ ورس پر ایک حاشیہ لکھا ہوا ہے، اس سے وہی محقق استدلال پکڑتا ہے
کہ یہ نسخہ ۱۰۴۳ء سے پہلے کا لکھا ہوا ہے، لیکن اس کی دلیلوں کو میکالس فیصل نہیں سمجھتا، اور
خود اسنا کہتا ہے، کہ پرانا ہے، اور شب مارش ساتویں صدی کا لکھا ہوا کہتا ہے، اور اس کی
عبارت ترجمہ لاطینی سی ملتی ہے، لیکن کوئی دلیل نہیں، کہ اسے خراب کرکے ترجمہ لاطینی
کے موافق بنا لیا ہے، اور اس نسخہ میں کسی محقق نے تبدیل کی ہے، اور گریسباخ سمجھتا ہے،
کہ یہ تبدیلی اس نسخے کے لکھے جانے کے بعد بہت عرصے کے بعد ہوئی ہے، اور اسنے
بہت سی عبارتوں کو چھیلا ہے، یہاں تک ہارن کا کلام تھا، جو خلاصہ کے طور نقل ہوا
کہتا ہوں میں، کہ ان اقوال کے ملاحظہ سے صاف یہ بات کھلتی ہے، کہ ان تینوں نسخوں
کی بابت کوئی سند قطعی اس بات کی نہیں، کہ کس صدی میں لکھے گئے ہیں، اور نہ انمیں
یہ بات پائی جاتی ہے، کہ جیسے ہماری اکثر کتابوں کے آخر میں کاتب اپنا نام لکھکر لکھ دیتا
ہے، کہ فلانے سنہ یا فلانے بادشاہ کے عہد میں میں نے اس کتاب کو لکھا ہے، بلکہ پرانا
کاغذ یا رسم خط یا اور ایسے امور کو دیکھکر بعض شخص اٹکل اور گمان سے کہتا ہے، کہ
شاید یوں ہو، اور بعض دوسرا کہتا ہے، کہ شاید یوں ہو، اور ان سب میں جو بڑا معتبر کوڈکس
اسکندریانوس ہے، اس کی بڑی قدامت کے حامیوں کی دلیلوں سے وانڈ کی دلیلوں
کو توسپائن نے اور وٹسٹین کی دلیلوں کو اموری نے اٹھادیا اور میکالس نے تو سب کی دلیلوں کو اچھی طرح سے
اٹھادیا اور اس کی یہ دلیل معقول ہے، کہ مسلمانوں کے اسکندریہ پر تسلط پانیکے بعد اسوقت میں لکھا گیا ہوگا، کہ
عربی زبان مصر کی بولی ہو گئی تھی، کیونکہ اس کا کاتب بہت مواضع میں میم اور ب کو بدلکر ایک کو
دوسری کی جگہ لکھتا ہے، اور ڈاکٹر سملر اور اوڈن کا خیال بھی مضبوط ہے، سو اب غالب
یہی ہے، کہ دسویں صدی کا لکھا ہو، جیسا اوڈن کہتا ہے، یا آٹھویں صدی کا جیسا میکالس
کہتا ہے، اور شاید ساتویں صدی کا ہو، جیسا سملر کہتا ہے، لیکن یہ بعید ہے اس لئے کہ اوائل
ساتویں صدی میں تو مسلمانوں نے مصر پر تسلط پایا ہے، پس ایسی جلدی عربوں کی بولی مصر کی ہوئی

کی بڑی جادۂ نہیں بن سکتی، اگر یوں کہو، کہ شاید ساتویں صدی کے آخر میں لکھا گیا ہو، سو اس بڑے نسخہ سندی کی بابت تو فنڈر صاحب کا یہ دعوے کہ یہ نسخہ ہجرت سے دو سو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے، محض غلط ہے، رہے دو نسخے باقی سو مونٹ فاکن، علی الاعلان کہتا ہے، کہ نہ نسخہ اسکندریانوس اور نہ کوئی اور نسخہ چھٹی صدی سے پیشتر کا یقیناً کہا جا سکتا ہے، اور ڈیوین کوڈکس واطیکانوس کو ساتویں صدی کا بتلاتا ہے اور کوڈکس افریمی کی بڑی قدامت کی جو دلیلیں تھیں، انکو میکالس نے اٹھا دیا، اور آپ فقط اتنا اقرار کیا، کہ ہاں پرانا ہے، اور بشپ مارش نے اسے ساتویں صدی کا بتلایا، سو اب فنڈر صاحب کا دعوے ان دونوں نسخوں کی نسبت اس طرح پر کہ کوڈکس واطیکانوس ہجرت سے دو سو برس تخمیناً پہلے کا اور کوڈکس افریمی اسکندریانوس کی مانند یعنی ہجرت سے دو سو پہلے کا لکھا ہوا ہے، محض غلط ہے، اور دو تین علماء عیسائی کا خیال، اور وہ بھی اس طرح پر کہ شاید یوں ہو، یا یوں ہو، ہرگز سند نہیں، لازم ہے، کہ پادری لوگ اہل اسلام کے مقابلے میں ایسے خیالات فاسدہ کو پیش نہ کیا کریں، ہاں اگر خیالات، اور اٹکلوں کے سوا کوئی اور دلیل رکھتے ہوں، تو اس کو بلاشبہ ظاہر کریں، اور اگر کہیں کہ مجرد خیال، و رگمان کو مقابل کے مخالف دلیل بنانا صحیح ہے، تو کہا جائیگا، کہ اب ہمارا گمان بھی دلیل بن جائیگا، اور وہ یہ ہے، کہ یہ نسخے جعلی ہیں، اس لئے کہ جب اسلام کا غلبہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا ہو گیا کہ خود مورخ انگریزی اقرار کرتے ہیں، کہ اس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی، جیسا تاریخ ہند کا مولف جسنے وزیر جنرل ملک مغربی کی اجازت سے انگریزی تاریخوں سے منتخب کر کے اردو میں ترجمہ کیا ہے، شروع اسلام کا حال کچھ لکھکر یوں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۵۳ء غرض شجاعت ذاتی اور حرارت دینی سے ہر طرف کے ملکوں پر اتنے تھوڑے عرصے میں غالب ہو گئے، کہ نظیر اس کی کسی قوم کی تواریخ میں پائی نہیں جاتی بلکہ سلطنتوں کی سلطنتیں انکے قبضہ میں آگئیں، اور وہاں کے لوگوں نے پیروی دین اسلام کی قبول کی، یہاں تک عبارت اس تاریخ کی تھی، اور روز بروز وہ غلبہ ہوتا چلا جاتا تھا، اور پوپ نے بہت کچھ مکائد کئے، مثلاً یہ کہ عجیب و غریب حکم دیکر عیسائیوں کو مسلمانوں کی لڑائیوں پر ابھارا، جن میں چالیس لاکھ یورپ والے کام آئے، اور اسیطرح انہی اور منجملہ انہیں مکائد کے یہ کید بھی اٹھا کھڑا کیا، کہ دو ایک نسخے دسویں صدی کے جسمیں جعلسازی کا مسیحیوں میں بڑا ہی چرچا تھا، یا اس کے بعد کے لے کے ظاہر کئے، کہ یہ اسلام کے ظہور سے پہلے کے لکھے

ہوئے ہیں، تاکہ اس حیلے سے عوام کو کچھ اپنے جال میں پھنسائے رکھیں، اور یہ بات بہت ہی قریب قیاس ہے، اس لئے کہ جب موشیم کی تصریح کے موافق عیسائیوں میں دوسری ہی صدی سے جھوٹ بولنا مستحبات دینی سے ہوگیا، اور ان کے سلف نے عوام کے فریب کے واسطے سینکڑوں انجیلیں اور نامجات اور مشاہدات اور اور کتابیں جعلی بنا ڈالی تھیں، تو پوپ اور متعلقین پوپ سے کہ جنکے وصف میں پروٹسٹنٹوں نے کتابوں کی کتابیں لکھی ہیں، ایک دو نسخے کا بنا ڈالنا کیا بعید ہے، اور اس ہمارے خیال کی اور بھی دو امر تائید کرتے ہیں، اول یہ ہے، کہ نسخہ اسکندریانوس میں بہت سی جھوٹی کتابیں بھی ہیں، سو اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس نسخے کا لکھنے والا اس زمانے کے بعد ہوا ہو، جس میں جھوٹ سچ پر ایسا غالب ہوگیا تھا، کہ دونوں میں حضرات مسیحیوں کو تمیز نہ رہی تھی، اور یہ امر تو دسویں صدی کے گذرنے کے بعد خوب خیال میں آتا ہے، دوئم یہ کہ چودہ[۱۴] پندرہ سو برس تک کاغذ اور حروف کا باقی رہنا عادۃً مستبعد ہے، خصوصًا اس حال کا لحاظ کرکے جو اول صدیوں میں محافظت اور رکھنے کا طریقہ اچھا نہ تھا، جیسا چوتھی ہدایت کے اندر گذرا تو اب پادریوں کا ایک یہ دعوٰے کہ یہ نسخہ محمدؐ کے زمانے کے پیشتر کے لکھے ہوئے ہیں تو غلط ہوگیا، اور دوسرا دعوٰے سو وہ بھی غلط ہے، اسلئے کہ خود انکے علماء کی تصریح کے موافق پہلے نسخے میں عہد عتیق اور جدید دونوں کے اندر ایسی جھوٹی کتابیں ہیں، کہ یقینًا انکو پروٹسٹنٹ لوگ واجب الرد سمجھتے ہیں، اور اس نسخہ کی بعضوں نے بہت ہی تحقیر اور مذمت کی ہے، اور اس کے بڑے سخت دشمنوں کا وٹسٹین سردار ہے، اور کوڈکس اسکندریانوس اور کوڈکس واٹیکانوس میں باہم ایسا اختلاف ہے، جیسا بائیبل کے کسی دو نسخوں میں نہیں، اور کوڈکس واٹیکانوس میں عہد عتیق اور جدید کے اندر نقصان ہے، اور کوڈکس افریمی میں بہت سے نقصان پائے جاتے ہیں، تو بھلا پھر یہ دعوٰے کہ وہ سب حال کے نسخوں کے موافق ہیں، کیسا غلط ہے، اور ہرگز ہمارا یہ دعوٰے نہیں کہ محمدؐ کے عہد سے پہلے عہد عتیق اور جدید کی کتابیں غیر محرف اور مسندی تھیں محمدؐ کے ظہور کے بعد اہل کتاب نے انہیں محرف کر ڈالا ہے، اور نہ یہ دعوٰے ہے، کہ محمدؐ کے ظہور سے پہلے عہد عتیق اور جدید کی یہ کتابیں جو اب مسیحیوں اور یہودیوں کے پاس ہیں، مطلقًا نہ تھیں، بلکہ اور تھیں، اور ان کتابوں کو اہل کتاب نے محمدؐ کے ظہور کے بعد بنا لیا ہے، جیسا پادری فنڈر صاحب عوام کے دھوکہ دینے کو اس قسم کی اکثر باتیں غیر واقعی اپنی کتابوں میں لکھکر کچھ کچھ کہتا ہے، حالانکہ صاحب استفسار نے اولًا پھر میں نے

ثانیاً بذریعہ تحریر ان کو تنبیہ بھی کر دیا ہے، کہ یہ بات غلط ہے، لیکن جو پادری لوگوں کا عوام کو مغالطہ دینا منظور ہے، تو وے کب کسی کی سنتے ہیں، اپنی ہی بات بکنے سے انہیں سروکار ہے، بلکہ ہمارا دعویٰ صحیح یہی ہے، کہ تحریف محمد ؐ کے ظہور سے پہلے بھی بہت کچھ ظہور میں آئی ہے اور بعد بھی دسویں صدی مسیحی تک اس کا خوب چرچا رہا، اور یے کتابیں گو محمد ؐ کے ظہور سے پہلے تھیں، مگر بے سند ہیں، اور ہرگز واجب التسلیم نہیں ہو سکتیں چنانچہ ان سب باتوں کا ذکر پہلی ہدایتوں میں گزرا، اور ہمارے اس دعوے کا لحاظ کر کے ایک دو نسخے کا کیا ذکر بالفرض اگر بہت سے نسخے محمد ؐ کے ظہور سے پہلے کے لکھے ہوئے یاد رہیں سے نکل آویں تو کیا خرابی ہے، بلکہ بعض باتوں کا فائدہ ہی ہے کیونکہ وہ خود تحریف کی ایک دلیل ہوینگی اور پرانے ہونے سے کچھ صحیح اور سندی ہونا ان کتابوں کا ثابت نہ کر دیگی، دیکھو اس بڑے سندی اسکندریانوس میں پروٹسٹنٹوں کے نزدیک بہت سی جھوٹی قطعی کتابیں بھی ہیں اور اس میں اور کوڈکس واطیکانوس میں باہم ایسا اختلاف ہے، جیسا اوپر گزرا تو کیا اس پرانے ہونے سے وہ سب جعلی کتابیں سندی اور واجب التسلیم ہو جاوینگی، یا ان دونوں کے اختلافوں کو بھی سچا سمجھا جاویگا، اور اسیطرح ان اناجیل رسالجات اور مشاہدات میں جنکو اب پروٹسٹنٹ جعلی سمجھتے ہیں، اگر کسی کا نسخہ محمد ؐ کے ظہور سے پہلے کا یا اسوقت کا کسی کتبخانہ میں نکل آویگا، یا اس لحاظ سے کہ وہ کتابیں بھی غالباً دوسری اور تیسری ہی صدی مسیحی کی تصنیف ہیں، کیا پروٹسٹنٹوں کے نزدیک سند ہو جاوینگی، اور کیا جھوٹا قبالہ پرانا پڑ کے عدالت میں سند ہو جاتا ہے، حاشیہ

وکلا اور کوڈکس واطیکانوس اور کوڈکس افریمی میں تو حضرات عیسائی تحریف سے بھی نہیں چوکے **تیسری قسم** جناب مسیح اور حواریوں کی گواہی کے بیان میں، جاننا چاہیے، کہ پادری لوگ ہمارے مقابلے میں اس انجیل مروج کے بعض درسوں کو نقل کر کے دلیل پکڑتے ہیں، کہ مسیح ؑ اور حواریوں نے عہد عتیق کی کتابوں کی صداقت کی بابت گواہی دی ہے سو یہ استدلال پانچ وجہ سے مخدوش ہے **پہلی وجہ** یہ ہے، کہ جب ہمارے نزدیک اس بائیبل کے سارے مجموعہ کی کیا عہد عتیق کی کتابیں اور کیا عہد جدید کی کامل طور سے سند نہیں، اور نہ وہ متواتر ہیں، اور الحاق کا ہونا ان میں انکے علماء محققین کے اقرار کے موافق یقینی ہے، اور مخالف اور موافق سلفاً خلفاً تحریف کی دہائی دیتے چلے آئے ہیں، تو اب ہمارے نزدیک یہ سارا مجموعہ مشکوک ہے، تو پھر اسی کے بعض درسوں سے اسی کی صداقت پر دلیل لانا دور کو مستلزم ہے، اور مناظرے کے طریقے کے بالکل مخالف اور جائز ہے اگر یہ درس بھی الحاقی ہوں کہ ہارن صاحب چوتھے سبب کے بیان میں یوں اقرار کرتا ہے، کہ یہ

بات بھی محقق ہے۔ کہ بعض تحریفیں قصداً ان لوگوں نے بھی کی ہیں، جو دیندار کہلاتے تھے اور ان کے بعد وہی تحریفیں ترجیح دی جاتی تھیں، تاکہ مسئلہ مقبولہ کی تائید ہو، یا جو کچھ اعتراض اسپر وارد ہوتا ہے، اُٹھ جائے یہاں تک ہارن کا کلام تھا، پھر اس قسم کی مثالوں میں لکھتا ہے، مثلاً لوقا کے ۲۲ باب کا ۴۳ ورس قصداً چھوڑ گیا، اور متی کے پہلے باب کے ۸ ورس میں یہ الفاظ قبل اس کے وے ہمبستر ہوں، اور ۲۵ ورس میں یہ الفاظ اس کو پہلوٹا بیٹا قصداً چھوڑے گئے ہیں، تاکہ مریم کی دائمی دوشیزگی پر شبہ نہ پڑے، اور کُرنتھیوں کے نامہ اول کے ۱۵ باب کے ۵ ورس میں بارہ ۱۲ کی جگہ گیارہ بنائے گئے، تاکہ پولوس پر جھوٹ کا الزام نہ لگے، کیونکہ یہودا ہنس کر یوتی تو مر چکا تھا، اور مرقس کے ۱۳ باب کے ۳۲ ورس میں کچھ لفظ چھوڑ دیئے گئے اور بعض مرشدوں نے بھی ان الفاظ کو رد کیا ہے، کیونکہ انکو یہ خیال تھا، کہ وے لفظ ایرین کے فرقے کے موید تھے، اور لوقا کے پہلے باب کے ۳۵ ورس میں سریانی اور فارسی اور عربی اور اتھیوپک اور اور ترجموں میں، اور بہت مرشدوں کے حوالوں میں کچھ الفاظ بڑھائے گئے یوٹی کینس کے فرقے کے مقابلے میں کیونکہ وہ اس بات کا منکر تھا، کہ حضرت عیسیٰ میں دو صفتیں ہیں، یہاں تک ہارن کا کلام تھا، اور تیرہویں سوال کے جواب میں گذرا، کہ پہلی ہی صدی میں مسیحی فرقوں میں ایک فرقہ ابیونی تھا، جو عہد عتیق کی کتابوں میں سے صرف توریت کو مانتا تھا، اور داؤد اور سلیمان اور یرمیا اور خرقیل علیہم السلام کے نام سے نفرت رکھتا تھا، اور ایک فرقہ مارسیونی تھا، اس کا یہ عقیدہ تھا، کہ خدا دو ہیں، ایک خالق خیر کا اور دوسرا خالق شر کا، اور کہتا تھا، کہ توریت اور اسی طرح عہد عتیق کی کتابیں دوسرے خدا کی عطا کی ہوئی ہیں اور یہ سب عہد جدید کے مخالف ہیں، سو یہ فرقہ عہد عتیق کی کتابوں کو الہامی نہ مانتا تھا، بلکہ ان سے نفرت رکھتا تھا، اور ایک فرقہ مانی کنیز تھا، وہ کہتا تھا، کہ وہ خدا جس نے موسیٰ کو توریت دی، اور عبرانی پیغمبروں کے ساتھ بولا، سچا خدا نہیں، بلکہ ایک شیطان شیطانوں میں کا اور انکا یہ عقیدہ ان کے عقائد کی کتاب میں لکھا ہوا ہے، کہ شیطان نے یہود کے پیغمبروں کو فریب دیا ہے، اور شیطان ہی موسیٰ اور یہودیوں کے پیغمبروں سے بولا ہے، پس جیسے حضرات دیندار مسیحیوں نے وہ قصدی تحریفیں مذکورہ بالا امور مسطور بالا کا لحاظ کر کے کی ہیں، اسی طرح ان فرقوں کے رد کیواسطے دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی میں یہ چند ورس بڑھا دیئے ہونگے، اور جو یہ ورس جمہور مسیحی کے اعتقاد کے موافق

تھے، تو اس تحریف کو ہر ایک ترجیح دیتا چلا آیا، تاکہ مسئلہ مقبولہ کی تائید ہو، اور یہ حرکت تو حضرات عیسائیوں میں ایسی تھی، کہ مخالف بھی اس کی دہائی دیتے چلے آئے ہیں، اور سلسوس فاضل بت پرست جو دوسری صدی میں تھا، للکارتا تھا، کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلوں کو تین بار چار بار بلکہ اس سے بھی زائد بدلا ہے، جیسا ساتویں ہدایت کے اندر گذرا، سو اب اس انجیل کے بعض ورسوں سے ہم پر سند پکڑنا محض بے جا ہے، دوسری وجہ یہ ہے، کہ اگر بالفرض مان بھی لیویں، کہ یہ ورس خاص کر الحاقی نہیں ہیں، گو ان کتابوں میں اور بہت کچھ الحاق ہوا ہو، تب بھی ان سے عہد عتیق کی ان سب کتابوں کی صداقت نہیں نکلتی، کیونکہ ان ورسوں میں نہ ان سب کتابوں کے نام ہیں، اور نہ انکی تعداد اور نہ شمار اور نہ ان سب انبیاء کا نام جن کی یہ تصنیف ہیں، سو جائز ہے، کہ توریت کے سوا اور کتابوں سے وہی کتابیں مراد ہوں، جو کھوئی گئیں، جن میں سے بعض کا ذکر تو چوتھی ہدایت کے نویں وجہ کے اندر گذرا، اور وہاں یہ بھی معلوم ہوگیا، کہ قدماء سے کریزاستم علی الاعلان للکارتا ہے، کہ یہود نے غفلت بلکہ بیدینی سے بعضی کتابیں کھو دی ہیں، اور بعضی کتابیں پھاڑ ڈالیں اور بعضی جلا دی ہیں، اور جسٹن پکارتا ہے، کہ یہود نے بہت عبارتیں عہد عتیق سے نکال ڈالیں تاکہ معلوم ہو جاوے، کہ عہد جدید پوری موافقت اس سے نہیں رکھتا، اور حمفرڈ کہتا ہے، کہ یہ بات کہ انہوں نے وے کتابیں پھاڑ ڈالیں اور جلا دیں، نہایت غالب معلوم ہوتی ہے اور کیتھولک مذہب کے اور علماء بھی قدماء کی اس بات میں تصدیق کرتے ہیں، اور یہ بات کہ انہیں کتابوں کیطرف اشارہ ہو، اچھی بھی خیال میں آتی ہے، کیونکہ ان کے قدماء اور کیتھولک مذہب کے علماء کی تصریح کے موافق بشارات مسیح ان کتابوں میں خوب واضح تھیں، اور انکو عہد جدید سے مطابقت اچھی تھی، سو غالباً مسیح نے توریت کے سوا اگر حوالہ دیا ہوگا تو انہیں کتابوں کیطرف دیا ہوگا، اگر کہو، کہ نہیں ان سے وہ کتابیں مراد ہیں جو اسوقت میں یہودیوں میں مشہور اور مستعمل تھیں، سو کہونگا کہ کونسی دلیل ہے، کہ اسوقت میں وہ کتابیں مشہور اور مستعمل نہ تھیں، اور اگر کہو، کہ نہیں وہ کتابیں مراد ہیں، جو اسوقت میں یہودی انکو الہامی سمجھتے تھے، تو کہونگا، کہ وہ کتابیں بھی جو کھوئی گئیں، الہامی تھیں اور کریزاستم اور جسٹن اور کیتھولک مذہب کے علماء انکے الہامی ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور بعض پروٹسٹنٹوں کا مجرد گمان کافی نہیں، اور ان کتابوں سے جواب عہد عتیق

میں داخل ہیں، دانیال کی کتاب کو جناب مسیح کے ہمعصر یہودی اور اسی طرح اور متاخرین یہودی یوسیفس کے سوا الہامی نہیں سمجھتے تھے، اور نہ دانیال کو پیغمبر مانتے تھے، اور خرقیل کی کتاب پر بھی سنہیدرم کے علماء یہود کو شبہ تھا، کہ قانون میں داخل کیجاوے، یا نہیں، اور یوسفیس یہودی مورخ جسکا عیسائی لوگ اعتبار اور ادب کرتے ہیں، اور سنہ ستر عیسوی میں گذرا ہے، صرف اتنا ہی لکھتا ہے، کہ ہمارے یہاں ہزاروں کتابیں نہیں، کہ ایک دوسری کے مخالف اور متناقض ہوں، بلکہ ہمارے یہاں صرف بائیس کتابیں ہیں، اور ان میں تمام اگلے زمانوں کا حال ہے، اور وے الہامی سمجھی جاتی ہیں، پانچ انمیں سے موسیٰ سے آئیں ہیں، سو انمیں آئین، اور عالم کی پیدائش سے موسیٰ کی موت تک احوال ہے، اور اس کی موت سے بادشاہ اردشیر تک پیغمبروں نے اپنے اپنے وقت کا حال تیرہ کتابوں میں لکھا ہے، اور باقی چار کتابیں خدا کی حمد اور ثنا پر مشتمل ہیں، یہاں تک کلام اس مورخ کا تھا، سو اس کی گواہی سے موافق توریت کے سوا عہد عتیق کی اور کتابوں کی کچھ بھی سند نہیں نکلتی، کیونکہ کہتا ہے، کہ موسیٰ کی موت سے اردشیر کے زمانہ تک سب پیغمبروں نے تیرہ کتابوں میں حال لکھا ہے، اور باقی چار کتابیں حمد و ثنا پر مشتمل ہیں تو سب ملکر سترہ ہوئیں حالانکہ آپ موسیٰ ع کی پانچ کتابوں کی عہد عتیق کی چونتیس ۳۴ کتابیں الہامی مانی جاتی ہیں، اور ان سترہ کا بھی پورا ٹھکانا نہیں، کہ ان چونتیس ۳۴ میں سے کون سی ہیں، یا اور ہی تھیں، کیونکہ وہی مورخ خرقیل ع کیطرف اور دو کتابیں منسوب کرتا ہے، اور کہتا ہے، کہ خرقیل نے یروشلم کے غارت ہونے اور صدقیا کے بابل کو نہ دیکھنے کی بابت پیشینگوئی کرکے اس ملفوظ کو بابل میں بھیجدیا تھا، اور وہ ملفوظ بھی اب گم ہے، شاید ان سترہ میں اس کے نزدیک بھی داخل ہوں، اور موسیٰ علیہ السلام کی کتابوں کی بابت بھی فقط اتنی بات نکلتی ہے، کہ پانچ کتابیں تھیں اور یہ بات نکلتی ہے، کہ وے بھی پانچ کتابیں تھیں، یا وے ان پانچ کتابوں کے لفظا لفظا موافق تھیں، بلکہ اس کی تاریخ سے تو اس کے برخلاف معلوم ہوتا ہے، جیسا بزرگوں کی تاریخوں کے بیان میں، تیسری ہدایت کے اندر گذرا، اور کتاب استر تو ۳۶۴ سنہ تک مسیحیوں میں بھی واجب التسلیم نہیں تھی، اور سنٹ ملٹونی کتب واجب التسلیم کی فہرست میں اس کتاب کا نام درج نہیں کرتا، اور سنٹ گرگیری نازین زن نے اپنے اشعار میں صحیح کتابوں کے نام ضبط کئے ہیں، اور اس کتاب کا نام نہیں لکھا، اور سنٹ ایم فی لوکیس نے

اپنے اشعار میں جو سلیوکس کو لکھی تھیں، اُس کے واجب التسلیم ہونے پر اشتبہ کیا ہے اور سنٹ اتھانی سیش نے اپنی اتنا لیسوئیں چھٹی میں اس کتاب کو رد اور ناپسند کیا ہے، اور سناپ سلس کے مصنف نے اسے رد کیا ہے، اور کتاب القضات بعض علماء مسیحی کی تحقیق کے موافق خرقیا کی اور بعض کی تحقیق کے موافق فیخاس کی تصنیف ہے، اور کتاب راعوث بعض کے نزدیک خرقیا کی اور کتاب نحمیا مختار علماء عیسائی مذہب کے موافق نحمیا کی تصنیف ہے، اور کتاب ایوب کی بعض علماء یہود اور بہت علماء مسیحی مثل محقق لیکلرک اور بشپ اشتاک اور میکالس اور سملر وغیرہم کے نزدیک محض ایک جھوٹی کہانی ہے، اور کتاب امثال کا ۳۰ باب اجور بن دقی کی اور ۳۱ باب سموئیل کی تصنیف ہے، اور عیسائی مفسروں اور مورخوں کو اب تک تحقیقاً معلوم نہیں، کہ یہ دو شخص کون تھے، اور کس زمانے میں گذرے ہیں، اور نہ اب تک کسی دلیل سے یہ بات ثابت ہوئی ہے، کہ یہ دونوں شخص پیغمبر تھے، اور بعض کا مجرد گمان مخالف پر حجت نہیں، اور کتاب جامعہ کو تالمیوی کے علماء خرقیا کی تصنیف کہتے ہیں، اور نشید الانشاد کو بڑے بڑے محقق عیسائی مذہب کے بہت برا کہتے ہیں، اور وستن ایک راگ اوباشانہ اور کاسٹیلیو ایک ناپاک راگ واجب الاخراج بتلاتا ہے، تو اب ان علماء کی تحقیق کے موافق کتب مذکورہ الہامی نہیں، بلکہ بعضے تو محض ایک جھوٹی کہانی اور بعض ایک راگ اوباشانہ اور ناپاک راگ واجب الاخراج ہے، سو اب کسطرح مانیں، کہ عہد عتیق کی ان ساری ۳۹ کتابوں کی بابت جناب مسیح اور حواریوں کی گواہی ہے، اور میں تیسری وجہ یہ ہے، کہ اگر بالفرض یہ بھی مان لیں کہ ان دوسوں میں انہی ۳۹ کتابوں کیطرف اشارہ ہے، اور میں تو کہونگا، کہ جناب مسیح کے اقوال سے صرف اتنا ثابت ہوگا، کہ یہ کتابیں اسوقت میں مشہور اور یہودیوں کے نزدیک مسلم تھیں، خواہ حقیقت میں ان کی تصنیف ہوں، جن کیطرف یہ منسوب ہیں، خواہ نہوں، اور ہر ہر معاملہ اور ہر ہر گذارش ان کی سچی ہو یا نہ ہو، اور یہ بات ثابت نہوگی، کہ انمیں سے ہر کتاب اسی شخص کی تصنیف ہے، جس کیطرف وہ منسوب ہے، اور نہ یہ بات کہ ہر ہر جزء اور ہر ہر بات ان کتابوں کی الہامی ہے، اور سچی ہے، بلکہ اگر کسی فقرہ کا جناب مسیح نے یا کسی حواری نے حوالہ لیا ہوگا، تو اس سے بھی اُس فقرے کی یا اس کی دیں کی ایسی صداقت ثابت نہو جائے گی، کہ پھر اس میں تحقیق کی حاجت نہ رہے، ہاں جہاں

کہیں حضرت عیسیٰ نے خاص کرکے کسی پیشینگوئی یا حکم کے حق میں صاف کھلم کھلا کہدیا ہوگا کہ یہ من جانب اللہ ہے، تو وہ الہامی بھی مانا جاویگا، اور ماسوا اس کے مشکوک اور معمیات کے قاعدے کی تحقیق پر موقوف رہیگا، اور یہ بات کچھ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بلکہ عیسائی مذہب کے علمائے محقق بھی لاچار ہوکر اس کے سوا چارہ نہیں دیکھتے، پیلی اپنی کتاب کے تیسرے حصے کے تیسرے باب میں یوں لکھتا ہے، نسخہ سنہ ۱۸۵۰ء مطبعہ دار السلطنت لندن ہمارے شیخ نے بلاشبہ آئین موسوی کو من جانب اللہ کہا ہے، اور میں اس بات کو مشکل سمجھتا ہوں، کہ اسکا آغاز اور وجود اور کیطرف سے ہو، خصوصاً اس حال میں کہ یہودی لوگ جو مذہب میں آدمی اور اور چیزوں میں مثل فن جنگ و صلح کے لڑکے تھے، خدا کی توحید کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں، اور ان کے مسئلے خدا کے باب میں بہتر ہوں، اور اور لوگ بہت معبودوں کے قائل ہوں اور بلاشبہ ہمارے شیخ نے اکثر ان پرانے لکھنے والوں کی نبوت کو تسلیم کیا ہے، اور ہم عیسائیوں کو اس حد تک جانا واجب ہے، اور سب عہد عتیق یا ہر ہر فقرے کی سچائی کیلئے یا ہر کتاب .. اصالت کے لئے یا لکھنے والے کی تحقیق کے لئے دین عیسوی کو مدعا علیہ ٹھیرانا بہت تو میں نہیں کہتا، لیکن بلا ضرورت تمام سلسلے کو مشکل میں ڈالنا ہے، یہ کتابیں عام پڑھی جاتی تھیں اور ہمارے شیخ کے ہم عصر یہودی مانتے تھے، اور اس کے حواریوں نے مع تمام یہودیوں کے ان کیطرف رجوع کیا ہے، اور اشارہ کیا ہے، اور استعمال میں لائے ہیں، پھر بھی اس استعمال اور رجوع سے اس کے سوا نتیجہ نہیں نکلتا، کہ جہاں حضرت عیسیٰ نے کسی پیشینگوئی کے حق میں صاف کہدیا ہے، کہ وہ من جانب اللہ ہے، وہ تو الہامی ہے، وگرنہ فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت میں یہ کتابیں مشہور اور مسلم تھیں، اور اس صورت میں ہماری مقدس کتابوں کی یہودی کتابوں کے لئے خوب گواہی ہے، لیکن اس گواہی کی خاصیت بھی سمجھنی چاہیے کہ وہ یقیناً اس سے مختلف ہے، جو بعض دفعہ بیان کی گئی ہے، یعنی خصوصاً ہر معاملے اور ہر رائے کا استحکام بلکہ ہر کام کی علت کا بھی مع اس علت کے قیاس کے، یعقوب اپنے نامہ میں کہتا ہے، تم نے ایوب کا صبر سنا ہے، اور خداوند کا مطلب دریافت کیا ہے، باوجود اس کے عیسائی مذہب کے علماء میں ایوب کی حقیقت بلکہ ایسے شخص کے وجود پر بھی ہمیشہ سے نزاع اور گفتگو رہی ہے، اور یعقوب کی گواہی اتنی ہی خیال کی گئی ہے، کہ اسوقت میں یہ کتاب تھی، اور یہودی مانتے تھے، اور نیز پولوس اپنے دوسرے نامہ میں جو تمتھی کو

کو لکھا ہے، ایسی ہی مناسبت رکھتا ہے، اور جسطرح یاناس اور یمبراس نے موسٰی کی مخالفت
کی، اسی طرح وہ صدق کے مخالف ہیں، اور یہ نام عہد عتیق میں پائے نہیں جاتے، اور معلوم
نہیں، کہ پولوس نے ان کو کسی جھوٹے ملفوظوں سے لیا ہے، یا روایت کے اعتبار سے معلوم
کیا ہے، لیکن کسی نے یہاں یہ خیال نہیں کیا، کہ پولوس اسکا ملفوظ سے سند لیتا ہے، اگر وہ احوال
لکھا ہوا تھا، جس کو اس نے نقل کیا، یا وہ اپنے آپ آپکو اس روایت کی سچائی کا مدعا علیہ
کرتا ہے، چہ جائے اس کے کہ اس نے ان سوالات کے سبب سے اپنے آپ کو مبتلا کیا ہو
کہ اس کی تاریخ اور رسالت اس . . حال کی تحقیق پر موقوف ہے، کہ آیا یاناس اور یمبراس
موسٰی کے مقابلے میں آئے تھے، یا نہیں، پھر کس سبب سے چاہیئے، کہ اور احوالوں کی تحقیق
کیجاوے، اور میری اس تقریر سے یہ غرض نہیں، کہ یہودیوں کی تاریخ کے اور فقرے تاریخ
ایوب اور یاناس اور یمبراس کی نسبت بہتر گواہی نہیں رکھتے، بلکہ میں اور طرح پر خیال کرتا
ہوں، اور میری مراد یہ ہے، کہ عہد عتیق کے کسی فقرے پر عہد جدید میں رجوع کرنے سے اس
فقرے کی صداقت ایسی مقرر نہیں ہو جاتی، کہ اس کے اعتبار میں یا اسکی دلیل خارجی میں
جو اس کے اعتبار کی بنیاد ہے، تحقیق کی حاجت نہ ہو، اور جائز نہیں، کہ یہودیوں کی تاریخ
کی نسبت یہ قاعدہ مقرر کریں، کہ یہودیوں کی کتابوں کی ہر بات سچی ہو وگرنہ وے سب کتابیں
جھوٹی ہیں، کیونکہ یہ قاعدہ کبھی دوسری کتاب کیواسطے مقرر نہیں ہوا، اور اس امر کا بیان اس
لئے میں نے ضرور سمجھا، کہ والٹیر اور اس کے شاگردوں کی پچھلے دنوں سے یہ رسم غالب ہو
گئی ہے، کہ یہود کی بغل میں ہو کر دین عیسوی پر وہ حملے کرتے ہیں، اور انکے بعضے اعتراض
تو اُلٹا ترجمہ کرنے سے اور بعضے مبالغہ کرنے سے ناشی ہوئے ہیں، لیکن ان کے
اعتراضوں کا مبنی یہی ہے، کہ حضرت مسیح اور پہلے معلموں کی گواہی موسٰی اور اور پیغمبروں
کی رسالت پر یہودیوں کی تاریخ کی ہر ہر بات اور ہر ہر چیز کی تصدیق کرتی ہے، اور عہد عتیق
کے ہر حال کی سچائی کی دین عیسوی پر ضمانت واجب ہے، یہاں تک پیلی کا کلام تھا،
دیکھو کہ پیلی وہی کہتا ہے، جو میں نے کہا ہے، یا کچھ اور پھر کہتا ہوں، کہ اس محقق نے جو کچھ
والٹیر اور اس کے شاگردوں کے اعتراضات کے بچاؤ کے واسطے بڑے سوچ بچار سے
لکھا ہے، اس عیسوی مذہب مروج الحال کیواسطے غایت تحقیق اور بچاؤ کی صورت
ہے، وگرنہ ان پادری لوگو نکو ان لوگوں سے جنکو یہ لوگ ملحد کہتے ہیں، پیچھا چھڑانے کی

کوئی صورت نہیں نکلتی، اور ملحدوں سے قطع نظر کرکے اپنے مذہب مروج کے علماء کے موافق بھی بہت ٹھیک کہتا ہے، اور جب اس کی تحقیق کے موافق عہد عتیق کی کتابوں کی ہر بات سچی نہیں، سو اس کے موافق دیکھو، ہم پر کچھ حرف نہیں، جو ہم کہتے ہیں، کہ اس کے بعضے قصے جیسا لوط عم کا اپنے بیٹیوں سے زنا کرنا اور داؤد عم کا اوریا کی جورو سے زنا کرنا اور سلیمان کا مرتد بن کر مشرک ہو جانا اور بت خانے بنوانا اور ماسوا اس کے محض جھوٹے ہیں، اور غالبا کسی بے ایمان ملحد نے اس قسم کی باتیں ان میں ملادی ہیں، خواہ مسیح عم کے زمانے سے پہلے ہی ملائی ہوں، خواہ بعد یا وہ کتابیں جن میں ایسی ایسی باتیں واہی ہیں، پیغمبر لوگوں کی تصنیف نہیں، اگر کہو، کہ اگر ان کتابوں میں الحاق ہوتا یا وہ کتابیں ان پیغمبروں کی تصنیف نہ ہوتیں، جن کیطرف منسوب ہیں، تو پھر پہلے طبقے کے مسیحی یا اس وقت کے یہودی لوگ ہرگز ہرگز نہ کہتے، کہ مثلاً موسیٰ کی کتاب یا یوشع کی کتاب، کہونگا، کہ اہل کتاب کے مذاق کے موافق یہ دونوں باتیں غلط ہیں، اس لئے کہ انکے نزدیک جس کتاب میں شخص منسوب الیہ کے اکثر قول ہوں، گو ان کے ساتھ اور کے قول بھی ملجادیں، یا اس کتاب میں اس کا کچھ حال ہو، گو وہ کتاب اس کی تصنیف نہ ہو، یوں کہنا صحیح ہے، کہ فلانے کی کتاب ہارن صاحب اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۴۶ کہ محققین اور قاعدے دانوں کے کہنے سے کہ ایلیڈ اور اوڈیسی میں چند ورس الحاقی ہیں، کسی نے ان کتابوں کو ہومر کی تصنیف ہونے سے انکار نہیں کیا، اور لارڈنر اپنی تفسیر کے دوسرے جلد میں اگناشس کے خطوں کے چھوٹے نسخوں کے بیان میں یوں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۷ء صفحہ ۶۷ جو عبارتیں اگناشس کے زمانے کے مناسب معلوم نہ ہوں تو اسبات سے کہ ان سارے خطوں کو رد کریں، یہ بات معقول ہے، کہ ان فقرات کو الحاقی جانیں، سو ان دونوں کی تحریر سے معلوم ہوا، کہ الحاق سے یوں نہیں کہتے، کہ وہ کتاب فلانی کی تصنیف نہیں، اور اسیطرح یوسفیس مورخ کی تاریخ میں بھی الحاق ہوا ہے، مثلاً وہ جملہ جسمیں حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے یقیناً الحاقی مانا گیا ہے، جیسا لارڈنر نے خوب محکم دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے، پھر بھی یوں ہی کہتے ہیں، کہ یوسفیس کی تصنیف ہے، اور ایسا ہی اور قدما مشائخ عیسائی مذہب کی کتابوں میں بھی یقیناً الحاق ہوا ہے، اور وہ کتابیں بدستور انہیں کیطرف نسبت کیجاتی ہیں، رہی دوسری بات وہ محتاج بیان کی نہیں، اس لئے کہ کتاب القضات اور کتاب راعوث

اور کتاب استیر اور کتاب دوم سموئیل وغیرہا سب اس قسم کی کتابیں ہیں کہ منسوب الیہم کی تصنیف نہیں بلکہ مجرد اتنی مناسبت سے کہ منسوب الیہم کا حال انہیں مرقوم ہے انکی طرف نسبت کیجاتی ہیں اگر کہو، کہ اگر اور نسخی کرتے تو مسیح ملزم نہ کرتے سو ان کتابوں میں اگر انسے پہلے تحریف ہوئی ہوتی، تو ضرور اس کو مشہور کر دیتے، اور محرف درسوں کو ضرور تصحیح کر دیتے، کیونکہ یہ بات بھی غلط ہے، جیسا چھٹی ہدایت کے اندر مشروحاً گذرا **چوتھی وجہ** یہ ہے، کہ اگر بالفرض والتقدیر یہ بھی مان لیں، کہ مسیح اور حواریوں کی گواہی ان کتابوں کی ہر ہر جزو اور ہر ہر گذارش اور ہر ہر معاملے کی بابت ہے، تب بھی ہمارے دعوے کو چنداں مضر نہیں، کیونکہ اس صورت میں صرف اتناہی ثابت ہوگا، کہ حواریوں کے عہد تک ان میں تحریف نہ ہوئی تھی، بعد کو کیا کہوگے، جیسا گریز اسٹم اور جسٹن اور آگسٹائن اور سلف کے جمہور مسیحی اور سلبرجیس اور ڈاکٹر گریب اور وائی ٹیکر اور لے کلارک اور واٹسن اور ڈاکٹر ہمفری اور کیتھولک مذہب کے علماء فریاد کرتے ہیں کہ جناب مسیح ع کے زمانے کے بعد یہودیوں نے عہد عتیق کی کتابوں میں تحریف کی ہے، اور ان وجوہ کا لحاظ کرکے جنکا ذکر چوتھی ہدایت کے اندر گذرا، اس بات کی تصدیق بھی خوب ہو جاتی ہے، اور دوسری ہدایت کے اندر گذرا، کہ وہ ترجمہ سپٹواجنٹ میں جو بڑا ہی مشہور اور مسیحیوں میں مستعمل تھا، دوسری صدی میں تحریف سے نہ چوکے تھے، تو پھر عبری نسخہ میں جو پندرہ سو برس تک مسیحی لوگ اس کیطرف ملتفت نہ تھے، کب چوکتے، اور تعجب ہے، کہ کس جرأت سے بعضے پادری لوگ کہتے ہیں، کہ اس گواہی سے ہر ہر جز اور ہر ہر معاملے اور ہر ہر گذارش کی تصدیق نکلتی ہے، اس لئے کہ یقیناً اب تک کثرت سے ان میں غلطیاں اور اختلافات ہیں، جیسا پہلی جلد کے اندر اور اس جلد میں آٹھویں ہدایت کے اندر گذرا، تو کیا ان غلطیوں یا اختلافات کی بھی جناب مسیح نے تصدیق کی ہے، اگر عیاذاً باللہ ایسا ہو، تو پھر یہ تصدیق کس کام کی ہے اور بہت جگہ اب تک بھی انکے علماء محققین لاچار ہو کر تحریف کا اقرار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ جناب مسیح کے پہلے اور پچھلے اور دونوں زمانے میں تحریف ہوئی ہے، جیسا مشروحاً پانچویں اور نویں ہدایت کے اندر گذرا تو بھلا اگر ہر ہر جز کی تصدیق تھی، تو پھر یہ تحریف اور یہ اقرار کیسا، اور عزرا پیغمبر سے پہلے جو جو تحریفیں ہوئیں، ان میں سے بعضی نہ تو عزرا پیغمبر سے نکلیں، نہ اور پیغمبروں سے جیسا چھٹی ہدایت میں گذرا، اور سلفاً خلفاً مخالف اور موافق تحریف کی دہائی دیتے چلے آئے ہیں،

جیسا ساتویں ہدایت کے اندر گذرا، اور خود ان کے بڑے بڑے علماء محقق اقرار کرتے ہیں، کہ ان کتابوں کی ہر بات، اور ہر گذارش الہامی نہیں، جیسا دسویں ہدایت میں گذرا، تو اب حق یہ ہے، کہ یا تو وہ درس الحاقی ہیں، جیسا پہلی وجہ میں ہم نے بیان کیا، یا ماؤل میں، اور مسیح عہ کی گواہی عہد عتیق کی کتابوں کے حق میں ایسی ہے، جیسی محمد ص کی گواہی توریت اور انجیل کے حق میں، اور دونوں کی گواہیوں کا مطلب اتنا ہی ہے، کہ وے پیغمبر جن کی تصدیق ان دونوں نے کی ہے، بلاشبہ سچے پیغمبر اور برحق تھے، اور جس کلام کو کہ وے من جانب اللہ ظاہر کرتے تھے، سو وہ بلاشبہ الہامی تھا، مثلاً دونوں کی شہادت کے موافق جس کلام کو کہ موسیٰ عہ نے من جانب اللہ ظاہر کیا، سو وہ بلاشبہ الہامی تھا، اور اسی کا نام حقیقت میں توریت تھا، اور اسی طرح حضرت کی شہادت کے موافق جس کلام کو کہ عیسیٰ عہ نے من جانب اللہ ظاہر کیا، سو وہ بھی بلاشبہ سچا الہامی تھا، اور اسی کا نام حقیقت میں انجیل تھا سو اس کلام سے اے یہودیو یا اے عیسائیو، جسقدر اور کلاموں کے ساتھ مخلوط ہو کر اب تک تمہارے پاس موجود ہے، سو وہ بھی ایسا ہے، کہ اگر تم اس کو قاعدۂ سمعیات کے موافق اس میں سے درست کو لے لو، اور مشتبہ اور ضعیف کو چھوڑ دو، تو بھی ہماری حقیقت اس سے ثابت ہو سکتی ہے، اور تمہاری ہدایت کے واسطے اور تمہارے اوپر الزام تمام ہونے کو کفایت کرتا ہے، اگر انصاف سے اُسے دیکھو، اور اس تصدیق کی یہ معنے نہیں، کہ جو کتاب متداول اہل کتاب کے پاس ہے، وہ سرتاسر وحی الہی ہے یا جتنی وحی الہی ہوئی تھی، وہ سب اس میں مدون ہے، یا جتنی مدون ہوئی تھی وہ ویسی ہی خالص باقی ہے، چوتھی قسم اس بات کے بیان میں، کہ عہد عتیق اور جدید کی نسبت میرے نزدیک حق کیا ہے، اور اس سے پہلے کہ اپنی تحقیق ظاہر کروں، بہتر یہ ہے، کہ اول ان کے حق میں اوروں کے قولوں کو بھی نقل کر دوں، تاکہ ناظر کو بصیرت کامل ہو جائے اور اس نقل سے یہ غرض نہیں، کہ جس قول کو میں نقل کرونگا، وہ میرے نزدیک پسند بھی ہے، اور نہ یہ غرض اور دعوے ہے، کہ جس علماء مسیحی کے قول کو نقل کرونگا، وہ جمہور علماء عیسائی کا مختار بھی ہے، بلکہ غرض یہ ہے، کہ عہد عتیق اور جدید کی کامل سند نہ ہونے اور یقینی الہامی نہ ہونے اور یقینی محرف ہونے کے سبب موافق اور مخالف نے ایسا ایسا کہا ہے تاکہ میری تحقیق سے ناظر کا دل یوں نہ کھٹکے، کہ شاید یہ ایک

نئی بات کہتا ہوں، کسی اور نے اس کے لگ جگ کہی ہے یا نہیں، اور اس قسم کو تین تنبیہ پر بانٹتا ہوں، پہلی تنبیہ اس تنبیہ میں علماء عیسائی مذہب کے اقوال نقل کرتا ہوں۔ نورٹن اپنی کتاب الاسناد میں جسکا نام یہ ہے، ائے وِنی ڈِنس دِی جنیُنی وِنِس آوف دی گاسپیل (یعنی انجیل کے اصالت کی گواہی) اور یہ کتاب ۱۸۳۷ء میں بوسٹن شہر کے اندر چھپی ہے پہلی جلد میں دیباچہ کے اندر یوں لکھتا ہے، کہ اکہارن اپنی کتاب میں جسکا نام یہ ہے ان بی ٹنگ سانس نیو ٹسٹمنٹ (یعنی عہد جدید کی شرح تحقیقی) یوں لکھتا ہے، کہ عیسوی مذہب کے شروع میں مسیح ؑ کے احوال میں ایک مختصر رسالہ تھا، جس کو اصل انجیل کہہ سکتے ہیں، اور غالب یہ ہے، کہ یہ انجیل مسیح کے ان مریدوں کے واسطے تیار ہوئی تھی، جنہوں نے مسیح کی باتوں کو اپنے کانوں سے اور اس کے احوال کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تھا، اور یہ انجیل سانچے کے طور تھی، اور حالات مسیحی اس میں ترتیب وار لکھے ہوئے نہ تھے (سو اکہارن[1] کے موافق اس انجیل کو اب کی رواجی انجیلوں سے بہت مخالفت تھی، یہ انجیلیں سانچے کے طور نہیں، جیسے وہ تھی، یہ تو کتابیں ہیں، جو ہنر اور محنت سے لکھی گئی ہیں، اور مسیح ؑ کے ان میں بعضے حال ایسے مرقوم ہوئے ہیں، جو انہیں نہ تھے، اور یہی انجیل اُن سب انجیلوں کا جو پہلی دو صدی میں رائج تھیں، ماخذ تھی، اور متی لوقا مرقس کی تینوں انجیلوں کا بھی وہی ماخذ ہے، اور ان تینوں انجیلوں نے اور ان انجیلوں سے سبقت لے جا کر انہیں اٹھا دیا، اس لیے کہ ان میں بھی اصل والا ادھورا پن اور بیڈول پن باقی تھا، اور جلدی ایسے آدمیوں کے ہاتھ لگیں، کہ انہوں نے انکے ادھورے پن اور بے ڈول پن کو کھو دیا، اور ان انجیلوں سے جن میں مسیح ؑ کے صرف وہی احوال لکھے تھے، جو نبوت کے بعد ظاہر ہوئے، جیسے مرقیون کی انجیل اور ٹے ٹن کی انجیل میں اور ماسوا انکے بیزار ہو کر ان کے ساتھ اور احوال بھی جیسا نسب نامہ اور پیدائش اور بلوغ کا حال ملا دیئے، یہ بات اس انجیل سے جو تذکرہ کر کے مشہور ہے، اور جسٹن نے اس سے نقل کیا ہے، اور سرن تھس کی انجیل سے ظاہر ہوتی ہے، اور ان انجیلوں کے جو کچھ اجزا باقی ہیں، انکے مقابلہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ ان انجیلوں میں زیادتی درجہ بدرجہ ہوئی ہے، مثلاً مسیح ؑ کے غوطہ کھانے کے بعد آسمانی آواز جو آئی تھی، اصل میں اسقدر تھی، کہ تو میرا بیٹا ہے، میں نے آج تجھے جنا جیسا

---

[1] یہ نورٹن کی عبارت ہے ۱۲ منہ رحمہ

جسٹن نے دو جگہ نقل کیا ہے، اور کلیمنس نے اس فقرے کو کسی انجیل سے جسکا حال معلوم نہیں یوں نقل کیا، کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے، میں نے آج تجھے جنا، اور عام انجیلوں میں یوں نقل کیا ہے، کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے، تجھ سے میں خوش ہوں، جیسا مرقس نے پہلے باب کے ۱۱ ورس میں نقل کیا ہے، اور اپی فانیس کی تصریح کے موافق ایبونی انجیل نے دونوں کو جمع کر کے یوں نقل کیا ہے، کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے، میں تجھ سے خوش ہوں، اور میں نے تجھے آج جنا، اور تاریخ عیسوی کا اصل متن ان تدریجی زیادات سے الحاقات کے انبوہ کے ساتھ ایسا رل مل گیا، کہ پھر متمیز نہ رہا، اور جو کوئی چاہے، مسیح کے غوطہ کھانے کے احوال سے، جو مختلف انجیلوں سے جمع کیا گیا ہے، اپنے دل کی تسلی کرے، اور اس رل ملجانے کا نتیجہ یہ ہوا، کہ جھوٹا اور سچ اور سچے احوال اور جھوٹی کہانیاں جو ایک لمبی روایت میں جمع ہو کر بد شکل ہو گئی تھیں سب گڈ بڈ ہوا، اور یہ حکایتیں جتنی ایک منہ سے دوسرے منہ میں گئیں، وتنی ہی بے تحقیق اور بد شکل بنیں، اور دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع میں کلیسہ نے چاہا، کہ مقدور کے موافق سچے احوال کو حفاظت سے رکھے، اور آیندہ پشتوں کو اپنے مقدور کے موافق صحیح صحیح حال پہنچاوے، اسپر ان بہت انجیلوں سے جو اس وقت میں رائج ہو رہی تھیں، ان چار انجیلوں میں اعتبار اور کمال کی بڑی نشانی دیکھکر انکو چھانٹ لیا اور دوسری صدی کے اخیر یا تیسری صدی کے شروع سے پہلے متی اور مرقس اور لوقا کی انجیلوں کا سراغ نہیں لگتا، اول اول ۱۰۰ء کے قریب ارینیوس نے ان انجیلوں کا ذکر کیا ہے، اور کچھ کچھ دلائل ان کے عدد کی بابت لایا ہے، اور ۲۱۶ء کے قریب کلیمنس اسکندریانوس نے بڑی محنت کر کے ظاہر کیا، کہ انہیں چاروں انجیلوں کو واجب التسلیم مانا جاوے، اور ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے، کہ دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع میں کلیسہ نے کوشش کی، کہ ان چار انجیلوں کو جنکا وجود تو پہلے ہی سے تھا گو سارے حالات میں ایسا نہ ہو، عموماً مانا جاوے، اور کلیسہ نے چاہا، کہ اور انجیلوں کو چھوڑ کر انہیں چاروں کو مانے، آیندہ طبقے بہت ہی شکر گذار ہوتے، اگر کلیسہ ایسا کرتا، کہ اس اصل انجیل کو جو پہلے واعظوں کو انکے وعظ کی تصدیق کے واسطے ملی تھی، الحاقوں سے مجرد کر کے یوحنا کی انجیل کے ساتھ سند کر دیتا، پر یہ امر تو ممکن نہ رہا تھا، اس سئے کوئی نسخہ نہ تھا جو الحاق سے خالی ہو، اور اسی طرح تحقیق کے اسباب جن سے اصل اور الحاقات کو پہچانا

جاوے، بہت ہی کم تھے، پھر الکھارن حاشیہ میں لکھتا ہے، کہ بہت قدما نے ان ہمارے انجیلوں کے بہتیرے حصوں کی سچائی پر شبہ کیا ہے، پر فیصلہ نہ کر سکے، پھر لکھتا ہے، کہ الکھارن ایسا کہتا ہے، کہ اگرچہ ہمارے زمانے میں چھاپے کے سبب یہ بات ممکن نہیں، کہ کسی مصنف کی کتاب میں بیجا تحریف کر کے پھیلائی جاوے، اور سنا بھی نہیں گیا، پر اس زمانے کا حال جس میں چھاپے کا ایجاد نہ ہوا تھا، اس زمانے کے مخالف ہے، کہ ایک لکھے ہوئے نسخے میں جو ایک ہی آدمی کی ملک ہو، اور اس کے واسطے لکھا گیا ہو، یہ امر ممکن ہے اور جو اس محرف نسخے سے نقلیں ہوں، اور اس بات کی تحقیق نہ کیجائے کہ مصنف کا کلام اس میں خالص ہے، کہ نہیں تو وے نقلیں لاعلمی میں پھیل جاویں گی، اور متوسط زمانوں کے بہتیرے نسخے اب بھی ایسے موجود ہیں، کہ الحاقی یا نقصانی عبارت میں موافق ہیں، اور پہلی صدی کے بہت مرشدوں کو ہم دیکھتے ہیں، کہ اس تحریف کی بابت جو کاتبوں یا نسخوں کے مالکوں نے انکے ملفوظات میں ان کی تصنیف سے تھوڑے ہی عرصے کے بعد کی ہے، اپنے کلام میں بڑی فریاد کرتے ہیں، ڈیونے سیش گورنتھ کے بشپ کے خطوں کی نقلیں پھیلنے بھی نہ پائی تھیں کہ وہ دہائی دیتا ہے، کہ شیطان کے مریدوں نے انکو گندگی سے بھر دیا بعضی چیزیں نکالدیں، اور بعضی چیزیں اپنی طرف سے بڑھا دیں، اور اس کی گواہی کے موافق مقدس کتابیں بھی نہیں بچیں، اس زمانے کے کاتبوں کی اگر عادت نہ ہوتی، تو کسواسطے اُس زمانے کے مصنف ایسا کرتے، کہ اپنی تصنیف کے اخیر میں بڑی قسمیں اور لعنتیں لکھا کرتے، کہ ہمارے کلام میں کوئی تبدیلی نہ کرے، سو تاریخ عیسوی کے ساتھ بھی ضرور یہی سلوک ہوا ہے، نہیں تو سلسوس عیسائیوں پر کیوں اعتراض کرتا، کہ انہوں نے اپنی انجیلوں کو تین بار چار بار اور اس سے بھی زائد بدلا ہے، اور کس واسطے بعضے فقرے جو بعضے خاص حال میں ہیں مختلف انجیلوں کے اندر متفرق تھے، بعضی انجیل میں جمع ہوئے شلاً ابیونی فرقے کی انجیل میں وے سب حال جو مسیح کے غوطے کھانے کے مقدمے میں پہلی تین انجیلوں میں اور اس تذکرہ میں جس سے جسٹن نے نقل کیا ہے، پائے جاتے تھے، اکٹھے ہو گئے، جیسے اپی فانیس نے تصریح کی ہے پھر الکھارن اور جا میں لکھتا ہے کہ ان انجیلوں کے ظہور کے وقت سے وہ آدمی جنکو تحقیق کی قابلیت نہ تھی، بڑھانے اور گھٹانے اور ایک لفظ کو اس کے دوسرے ہم معنے لفظ کے ساتھ پلٹ ڈالنے میں مشغول

ہونے، اس میں کچھ تعجب نہیں، اس لئے کہ تاریخ عیسوی کے وجود کے وقت سے یہ لوگوں کی عادت ہو گئی تھی، کہ اپنے علم کے موافق جوانکو مسیح کے وعظ اور حالات میں سے حاصل تھا، عبارتوں کو بدل ڈالتے تھے، اور یہی دستور جو پہلے طبقے والوں نے جاری کیا تھا، دوسرے اور تیسرے طبقے میں جاری رہا، اور دوسری صدی میں تو یہ عادت ایسی مشہور تھی، کہ مسیحی دین کا مخالف بھی اس سے واقف تھا، سلسوس عیسائیوں پر اعتراض کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی انجیلوں کو تین بار چار بار بلکہ اس سے بھی زائد ایسا پلٹا ہے، کہ گویا ان کا مضمون پلٹ گیا، اور کلیمنس بھی دوسری صدی کے آخر میں ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے جو انجیلوں کو تحریف کیا کرتے تھے، اور ابسات کو کرمتی کی انجیل کے ۵ باب کے ۱۰ درس میں اس فقرے کی جگہ کہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے، بعضے نسخوں میں یہ فقرا کہ وے کامل ہو نگے، اور بعضے نسخوں میں یہ فقرا کہ وے ایک جگہ ایسی پاویں گے، جہاں ان کو دکھ نہ دیا جاوے گا، واقع ہوا ہے، انہیں محرفوں کی تحریف کیطرف نسبت کرتا ہے، یہاں تک الکھارن کا قول تھا، جسکو نورٹن نے نقل کیا ہے اور نورٹن اس قول کی نقل کے بعد یوں لکھتا ہے، یہ خیال نہ کیا جاوے، کہ یہ رائے فقط الکھارن کی ہے اس لئے کہ جرمن میں کوئی کتاب اس کی کتاب سے زائد مقبول نہیں ہوئی، اور انجیلوں کے مقدمے میں اور اسی طرح اور ایسے معاملات میں کہ جس میں انجیلوں کی سچائی پر الزام آوے، جرمن کے بہت سے علمار متاخرین کی رائے الکھارن کے موافق ہے، یہاں تک کلام نورٹن کا تھا، کہتا ہوں میں، کہ نورٹن نے اگرچہ اسی پہلی جلد میں الکھارن کے قول کو رد کیا ہے، اور انجیل کا بہت بڑا حامی بنا ہے، مگر جو تامل سے دیکھا، تو اس سے رد نہیں ہوا اور باوجود اس کے اس نے پھر آپ بھی لاچار ہو کر ان اناجیل اربع میں آٹھ موضع تحریفی تو ایسے مانے ہیں، کہ بعضے ان میں سے باب کے باب اور بعضے درس کے درس ہیں، اور متی کے ستائیسویں باب میں ایک سارا قصہ غلط اور ایک ساری حکایت جھوٹی مانی ہے، جیسا مشروحاً پانچویں ہدایت کے اندر دوسری قسم کے شواہد میں گذرا، اور اس بات کا بھی اقرار کیا ہے، کہ ان اعجازی باتوں میں جنکو لوقا نے ذکر کیا ہے، روایتی جھوٹ بھی مل گیا ہے، اور اسکے لکھنے والے نے شاعرانہ مبالغہ کے طور اس کو ملا لیا ہے، لیکن اس زمانے میں جھوٹ کا سچ سے تمیز کرنا مشکل ہے، جیسا دسویں ہدایت میں گذرا،

سو ہکھادن اور جرمن کے بہت سے علماء متاخرین کے موافق کئی باتیں معلوم ہوئیں، پہلی بات یہ ہے کہ عیسوی مذہب کے شروع میں اصل انجیل پائی جاتی تھی، جو ان سب انجیلوں کی جو پہلی صدیوں میں رائج تھیں ماخذ تھی، اور اسی طرح متی مرقس لوقا کی انجیلوں کا ماخذ تھی، اور اسباب میں، انہی علماء کے قریب قریب محقق لیکلرک اور کوپ اور میکائیس اور لیسنگ اور نمیر اور مارش بھی یوں لکھتے ہیں، کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک ایسا صحیفہ تھا، جسمیں حضرت مسیح کی گذارشات لکھی ہوئی تھیں، اور انہوں نے اس سے نقل کیا، متی نے بہت اور مرقس اور لوقا نے تھوڑا، جیسا ہارن صاحب نے اپنی تفسیر کے اس نسخے میں جو ۱۸۲۲ء میں تیسری بار لنڈن میں چھپا ہے، چوتھی جلد کے ۲۹۵ میں نقل کیا ہے، گو اس قول کو وہ ناپسند کرتا ہے، دوسری بات یہ کہ ان انجیلوں کیطرح پہلی دو صدیوں میں اور انجیلیں بھی بہت رائج تھیں، اور تشریح اس کی مفصلاً چوتھی ہدایت کی بارہویں[۱۲] وجہ میں گذری، اور ورسیی لکھتا ہے، کہ لوگوں کی یہ عادت تھی کہ حضرت عیسیٰ کے وعظ اور مشہور باتیں لکھ لیا کرتے تھے، لہذا حواریوں ہی کے وقت میں بہت سے ملفوظ پائے جاتے تھے، تیسری بات یہ ہے، کہ اس انجیل میں الحاقات تدریجی ہوتے ہوتے اس حد کو نوبت پہنچی، کہ اصل کی تمیز نہ رہی، کہ کسقدر تھی، اور اس رل ملجانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ جھوٹ اور سچ اور سچے احوال اور جھوٹی کہانیاں سب گڈ مڈ ہو گیا، اور اسکا کوئی نسخہ ایسا نہ تھا، جو اس خرابی سے خالی ہو، اور تحقیق کے اسباب بہت ہی کم تھے، اس لئے بناچاری کلیسہ نے اسکو چھوڑ دیا، چوتھی بات یہ ہے، کہ اس خرابی کا لحاظ کر کے کہ ایسی انجیل تو کوئی نہ تھی، جس میں سب سچا حال ہو، تو لاچار کلیسہ نے ان چار انجیلوں کو اوروں کی نسبت اچھا دیکھکر واجب التسلیم ٹھہرا دیا، گو سارے حالات انکے سچے نہ ہوں، کہتا ہوں میں، کہ یہ بات بالاشبہ سچی ہے، جیسا پہلی جلد کے اندر اور اس جلد میں آٹھویں ہدایت کے اندر گذرا، اور نورٹن نے بھی جو ان علما کا اس رائے میں بڑا مخالف ہے، متی کی انجیل میں جھوٹے قصے اور جھوٹی حکایت کا اور لوقا کی انجیل میں دروغ روایتی کے ملجانیکا اقرار کیا ہے، جیسا عنقریب گذرا، پانچویں بات یہ ہے کہ متی اور مرقس اور لوقا کی انجیلوں کا دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع سے پہلے سراغ نہیں لگتا، تو دو صدیوں تک سند اس کی مفقود ہے، اور عنقریب آتا

ہے، کہ نورٹن اقرار کرتا ہے، کہ عیسائی مذہب کے سلفوں کی کتابوں میں عہد جدید کی بابت بھی
خاطر خواہ گواہی نہیں ہے، چھٹی بات یہ ہے، کہ عیسائی مذہب کے قدماء بہت مرشد اس
تحریف کی جو لوگوں نے انکے ملفوظات میں کی تھی، بڑی فریاد کرتے ہیں، اور ڈیونے سیش
کی گواہی کے موافق مقدس کتابیں تحریف سے نہیں بچیں، اور یہ علماء اقرار کرتے ہیں، کہ تاریخ
عیسوی کے ساتھ بھی ضرور یہی سلوک ہوا ہے، یعنی محرف ہوئی، ساتویں بات یہ ہے، کہ پہلے
طبقے سے یہ عادت شروع ہوگئی تھی کہ لوگ اپنی سمجھ کی موافق بڑھاتے یا گھٹاتے یا عبارتیں بدل
ڈالتے تھے، اور دوسری صدی میں یہ عادت ایسی مشہور تھی، کہ مخالف بھی واقف تھے، اور سلسوس فاضل
بت پرست دہائی دیتا تھا، کہ عیسائیوں نے اپنے انجیلوں کو تین بار چار بار بلکہ اس سے زائد
بھی بدلا ہے، لکھتا ہوں میں، کہ یہ تین بار چار بار زائد کی تبدیلی سے وہ تبدیلی علاوہ ہے، جو
مسئلے کی عہد امارت میں ان انجیلوں میں اصلاح کے طور ہوئی، جیسا ساتویں ہدایت کے
اندر گذرا، سو دیکھو ان علماء کے نزدیک یہی بات ہے، کہ اصل انجیل گم ہوگئی، اور ان انجیلوں
میں جو اب ہیں جھوٹی سچی روایتیں ملی ہوئی ہیں، اور تحریف بھی ان میں بے شک ہوئی ہے،
اور اول کی تینوں انجیلوں کا دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع سے پہلے
سراغ نہیں لگتا، تو اب انجیلوں کی ان علماء کے نزدیک اُن سیر کی کتابوں سے جن میں ہر
طرح کی احاد روایات ضعیف غیر ضعیف جھوٹی سچی گڈ مڈ ہوں، کچھ بھی ترجیح نہیں نکلتی، اور
ان کی ہرگز سند متصل انکے مصنفین تک نہیں پہنچتی، اور وہی نورٹن اپنی اسی کتاب الاسناد
میں دوسری جلد کے اندر عہد عتیق کے مقدمے میں یوں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۳۷ء صفحہ ۳، متاخرین
میں مشہور ایسا ہے، کہ بابل کی قید کی رہائی کے بعد عزرا نے عہد عتیق کو لکھا ہے، اور اس بات
کو یہودیوں کی روایت سے لیا ہے، پر وہ روایت تو ایسی ہے، کہ اسپر ایسے امر کو بنا نہیں کر سکتے
اور ظاہر میں جھوٹی ہے، کہ نہ اس کو فلو نے ذکر کیا ہے، اور نہ یوسیفس نے، اور نہ طالموت میں
مذکور ہے، ہاں اس جعلی کتاب میں تو جو عزرا کیطرف منسوب ہے، اور بائیبل انگلش کی جعلی
کتابوں میں جو چھپی ہے، لکھی ہے، کہ توریت جلائی گئی، اور کوئی توریت کو نہ جانتا تھا، اور کہا
گیا ہے، کہ پھر عزرا نے روح القدس کی مدد سے اس سب کو جو توریت میں تھا لکھ دیا ہے، اور
اور یہ روایت عیسائی مذہب کے مشائخ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے، اور بلا شبہ انہوں
نے یہودیوں سے لی ہے، اول انکا ارینیوس ہے، جو عزرا سے چھ سو برس بعد گذرا ہے،

ایک کتاب میں لکھتا ہے، کہ بابل کی اسیری کے وقت توریت جلائی گئی تھی، خدا نے عزرا کو الہام کیا، کہ انبیاء کی کتابوں کو مرتب کرے، اور آئین موسوی کو دوبارہ دے، اور ایسا ہی کلمینس اسکندریانوس لکھتا ہے، کہ مقدس کتابیں جاتی رہیں، اور عزرا کو الہام ہوا، کہ دوبارہ انکو از سر نو کر دے، اور لوگوں کو آگاہ کر دے، ٹرٹولین کہتا ہے، کہ مشہور ہے، کہ یروشلم کی غارتی کے بعد جو بابلیتون کے ہاتھ سے ہوئی، یہود کی کتابوں کا کل مجموعہ عزرا کے ہاتھ سے پھر از سر نو ہاتھ آیا ہے، اور گریزاسٹم لکھتا ہے، کہ جس خدا نے موسیٰ اور اور پیغمبروں کو الہام کیا ہے، عزرا کو الہام کیا کہ باقی رہی کتابوں سے ان کتابوں کو اکھٹا کرے، تھیوفلکٹ بالکل اس کے مخالف بیان کرتا ہے، اور کہتا ہے، کہ مقدس کتابیں بالکل جاتی رہیں تھیں، عزرا نے الہام سے پھر از سر نو بنائی ہیں، اور ان روایتوں کے اختلاف سے معلوم ہوتا ہے، کہ جب یہودیوں نے عیسائیوں کو یہ کتابیں پہنچائیں، اسوقت انکو اس مقدمے میں کوئی امر محقق نہ تھا، بلکہ افسانے تھے، جو انہوں نے اپنی طرف سے گھڑ رکھے تھے، اور اس روایت کا بطلان اس روایت سے بھی ظاہر ہوتا ہے، جو طالموت میں مذکور ہے، کہ موسیٰ نے بلعام کی فصل سے اور ایوب نے اپنی کتاب کو لکھا ہے، اور یوشع نے اپنی کتاب کو اور توریت کے آٹھ درسوں کو لکھا ہے، اور سموئیل نے اپنی کتاب کو اور کتاب القضات اور کتاب راعوث کو لکھا ہے، اور داؤد نے ان دس مشائخ کی مدد سے آدم ملکی صدق ابراہیم موسیٰ ہمان جدوثمن اساف قورح کے تین بیٹے لکھا ہے، اور یرمیا نے اپنی کتاب کو اور نوحہ کو لکھا ہے، اور یہودا کے بادشاہ خرقیا نے اپنے نوکروں کی مدد سے کتاب اشعیا اور امثال اور نشید الانشاد اور جامعہ کو لکھا ہے، اور علماء معبد نے کتاب خرقیئیل اور گیارہ چھوٹے پیغمبروں کی کتابوں کو اور کتاب دانیال اور کتاب استیر کو لکھا ہے، اور عزرا نے اپنی کتاب کو اور تاریخ کی کتابوں سے لکھا ہے، سو تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا، کہ موسیٰ اس توریت کا مصنف ہے، اور نہ کوئی دلیل اس امر کی ہے کہ عزرا کے عہد میں یہودیوں کی یہ رائے تھی، اور نہ اس بات کی دلیل ہے، کہ عزرا کیوقت میں توریت کا وجود تھا، اور کوئی دلیل اعتبار کے قابل اس بات کی نہیں، کہ جس جگہ آئین کا ذکر ہو، اس سے مراد توریت ہو، اور اگر بالفرض مان بھی لیویں، کہ عزرا کیوقت میں توریت موجود تھی، اور اس وقت کے یہودی یقیناً جانتے تھے، کہ یہ موسیٰ کی کتاب ہے، تو بھی وہ زمانہ مصنف کے زمانہ سے ہزار برس بعد ہے، تو ایسی رائے جو ہزار برس بعد کی ہو تاریخی

شہادت نہیں بن سکتی، سو اس سے ظاہر ہوا، کہ اس امر کی کہ یہ توریت موسیٰ کی تصنیف ہے،
کوئی دلیل نہیں، جب تک یہود کی قانونی کتابوں سے اس بات کی سند نہ ملے، پر کوئی کتاب
معتبر ایسی نہیں، کہ موسیٰ کے وقت کے قریب کی تصنیف ہو، اور اس میں یہ بات لکھی ہو، کہ
یہ توریت موسیٰ کی تصنیف ہے، اب اس بات کی تحقیق کرتا ہوں کہ عہد عتیق سے بھی کہیں اس بات کی گواہی
جیسا اوروں نے گمان کیا ہے، نکلتی ہے، یا نہیں عہد عتیق کی کتابوں میں مختلف قصوں اور آئینوں کی
طرف جو توریت میں ملتے ہیں، اشارہ پایا جاتا ہے اس سے گمان ہوا ہے، کہ توریت ان سے پہلے لکھی گئی ہے اور
ظنی دلیل سے ثابت ہوتا ہے، کہ موسیٰ ہی نے اسے لکھا ہو، لیکن ان اشاروں سے مطلب نہیں نکلتا اسلئے توریت
گو موسیٰ کی تصنیف نہیں لیکن قدیم روایتوں سے مکتوبی ہو، یا غیر مکتوبی، خواہ دونوں
جمع کی گئی ہیں، اور اس جمع کرنے سے غرض یہ تھی، کہ وے روایات اور قوانین جو یہود کے
قوم سے علاقہ رکھتے ہیں، اکٹھے رہیں، سو ان روایات اور قوانین کیطرف جیسا جمع کے بعد
اشارہ ہو سکتا ہے، ویسا ہی جمع سے پہلے بھی ہو سکتا ہے، اور یوشع کی کتاب میں بار بار آئین کا
ذکر ہے، یہاں سے دلیل لائی گئی ہے، کہ یہ موسیٰ کی کتاب کیواسطے پہلی گواہی ہے، مگر
یہ غلط ہے، اس لئے کہ یہاں اور اسی طرح اور جا آئین سے توریت مراد نہیں رکھ سکتے جب
تک کہ خارجی دلیل سے یہ بات ثابت نہ ہو جائے، کہ اس سے مراد موسیٰ کی یہی پانچ کتابیں
ہیں، علاوہ اس کے یوشع کی کتاب میں خود کلام ہے، کہ کس نے کس وقت میں اسے
لکھا ہے اور اس کے تالیف کا زمانہ موسیٰ کے پانچ کتابوں کے زمانے کیطرح ثابت نہیں
اور اس کی سند پر بھی ایسا ہی اعتراض وارد ہوتا ہے پھر صفحہ ۴۲ میں لکھتا ہے، کہ عہد عتیق
کی کتابوں میں سے کسی ایسی کتاب میں جو اس کی تالیف کا گمان بابل کی قید سے پہلے ہو،
یوشع کی کتاب کے سوا ایسی کتاب آئین کا جو موسیٰ کی طرف منسوب ہو اصراحتہً ذکر نہیں آیا
اور سموئیل کی کتاب میں انکا ذکر نہیں، اور پیغمبروں کی کتابوں میں کہیں ایسی کتاب کے
حق میں جو موسیٰ کیطرف منسوب ہو، گواہی نہیں، اور اس بات سے کہ ان کتابوں کی موسیٰ ع
کیطرف صحت نسبت کے واسطے کوئی دلیل نہیں، یہ بات بڑھکر ہے، اس لئے کہ یہ پیغمبر
علانیہ دین کی تعلیم کرتے تھے، سو اگر کوئی کتاب موسیٰ کیطرف منسوب ہوتی، تو اپنی کتاب میں
اس بات کی تصریح کر دیتے، سو اب شبہ قوی ہے، کہ انکے زمانے میں یہ کتاب نہ تھی
اور جو پیغمبر کہ بابل کی قید کے بعد ہوئے، انہیں بھی ایسی کتاب تواتر کی راہ سے نہیں پہنچی،

سو اب عیسائی مذہب کے معلموں کی گواہی ان کتابوں کی بابت کسطرح اعتبار کریں، کہ انکی کتابوں میں تو عہد جدید کی بابت بھی خاطر خواہ گواہی نہیں ہے، یہاں تک نورٹن کا کلام تھا پھر وہ اسی دوسری جلد میں اثبات کے دلائل لاتا ہے، جو انکے ذکر سے بیان غرض متعلق نہیں اب اس بات سے کہ ہمارے وقت کے جمہور پادری اس کی تحقیق کو مانیں، یا نہ مانیں، قطع نظر کر کے کہتا ہوں، کہ اس نے کئی باتوں کا اقرار کیا، اوّل یہ کہ اس امر کی کوئی سند نہیں، کہ عزرا نے عہد عتیق کی کتابوں کو لکھا ہے، اور اس باب میں جو روایات عیسائی مذہب کے قدما مشائخ نے نقل کی ہیں، سو اولاً آپس میں ہی متخالف ہیں، اور ثانیاً انکو کسی یہود کے عالم معتبر نے روایت نہیں کیا، اور نہ ان کی طالموت میں مذکور ہیں، بلکہ جو روایت کہ طالموت میں مذکور ہے، ان روایات کے مخالف ہے، دوم یہ کہ یوشع کی کتاب کے سوا عہد عتیق کی کسی کتاب میں صراحۃً ایسا ذکر نہیں، کہ اس سے اس امر کی سند نکلے، کہ یہ توریت موسیٰ کی تصنیف ہے، اور یوشع کی کتاب سے ہرگز پوری طرح یہ بات ثابت نہیں ہوتی، کہ توریت انہیں پانچ کتابوں سے عبارت ہے، جو اب موسیٰؑ کیطرف منسوب ہیں، میں کہتا ہوں یہ سچ ہے، جیسا پہلی ہدایت کے اندر چوتھی دلیل میں گذرا، سیوم یہ کہ اس کے نزدیک توریت کی حقیقت یہ ہے، کہ پہلے قدیم روایات کو مکتوبی ہوں، یا غیر مکتوبی خواہ دونوں طرح کی جمع کر لیا ہے، اس غرض سے کہ وے روایات اور قوانین جو یہود کی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں، سب اکٹھے ہو جاویں چہارم یہ کہ عیسائی مذہب کے قدما مشائخ کی کتابوں میں نہ عہد عتیق کی بابت سند کامل ہے، اور نہ عہد جدید کی، میں کہتا ہوں، کہ علماء جرمن نے بھی اقرار کیا تھا، کہ دو صدیوں تک سند مفقود ہے، جیسا عنقریب گذرا، اور اکبر آباد کے مباحثہ میں جو ہماری طرف سے برابر سند متصل کی طلب تھی، اور پادری لوگ اس کے لانے سے بالکل عاجز تھے، تو پادری فرنچ صاحب نے کتاب مشاہدات کے ذکر میں علی الاعلان یوں عذر کیا تھا، کہ اگلے زمانے کے فتنے اور فساد کے سبب اس کی سند متصل ہمارے پاس نہیں ہے، اور جاننا چاہیے، کہ سند متصل سے ہماری یہ غرض ہے، کہ کوئی اہل کتاب کا عالم جس کی ثقاہت مشہور ہو، اُس ماننے والا جس زمانے تک بائبل کی وہ کتاب جس کی بابت وہ سند دیتا ہے دنیا میں پھیلنے نہ پائی تھی، اس طرح سند ظاہر کرے، کہ میں نے فلانے شخص سے اور اس نے فلانے شخص سے دریافت کیا ہے، کہ فلانا رسالہ یا مضمون کو بالفاظہا فلانے پیغمبر یا حواری کو پڑھتے یا پڑھاتے

یا لکھتے لکھاتے دیکھا ہے، یا اس سے میں نے پڑھا یا سنا یا پایا ہے، سو اسطرح پر کسی عالم مشہور
التصنیف نے نہیں لکھا ہے، نہ کلیمنس اسقف روم نے اور نہ اگناٹیوس نے، اور نہ ہرماس
نے اور نہ برنباہ نے اور نہ پولیکارپ نے اور نہ کسی اور علماء نے جو دوسری صدی کے آخر تک
ہوئے ہیں، صاحب استفسار اپنی کتاب کے بارہویں استفسار کی پانچویں وجہ میں لکھتا ہے
کہ میں بعضے اسناد قرآن شریف کے اپنے سے لگا کر پیغمبر خدا تک اور بحث اسماء الرجال بخاری
وغیرہ کے بعضے اہل علم عیسائی مذہب والوں کے سامنے پیش اور بیان کر کے پوچھا کہ آپ
کے یہاں انجیل کی اسی طرح سندیں قرن اول مسیحی سے حضرت مسیح تک ہیں، یا نہیں انہوں
نے کہا کہ نہیں، یہاں تک صاحب استفسار کا کلام تھا، بہر حال دو صدی اول تک یقیناً ایسی
سند متصل گم ہے، لیکن پادری لوگ کبھی مغالطہ دینے کو کہہ بیٹھتے ہیں، کہ نہیں کلیمنس اسقف
روم اور اگناٹیوس کی تحریروں میں سند پائی جاتی ہے، سو اولاً یہ سند جسکے ہم طالب ہیں،
اُن دونوں کے کلام میں ہرگز نہیں ملتی، اور ثانیاً کلیمنس کا حال یہ ہے، کہ اتفاقاً کوئی قول اس
کے بعض اناجیل کی عبارت سے مضمون میں موافق پڑ گئے ہیں، کہ انہی اقوال کو علماء مسیحی
سینہ زوری سے کہتے ہیں، کہ اس نے انکو انجیلوں سے نقل کیا ہے، حالانکہ اس کے سارے
کلام سے کسی جگہ یہ بات صاف معلوم نہیں ہوتی، کہ وہ کسی انجیل سے نقل کرتا ہے، اور کچھ
تھوڑا سا توافق جو مضمون میں پایا جاوے، اس سے نقل نہیں ثابت ہوتی، وگرنہ لازم آویگا
کہ اکثر فقرے جو انجیل میں پائے جاتے ہیں، حکماء اور بت پرستوں کی کتابوں سے منقول ہوئے
ہوں، اور ملحدوں کا طعن کہ انجیل میں جو تین چار باتیں اخلاق کی اچھی پائی جاتی ہیں، انہی
کتابوں سے منقول ہیں، بجا ہو، صاحب ویب ہو لکھتا ہے، کہ وے اخلاق عمدہ جو عہد
جدید میں پائے جاتے ہیں، جن پر عیسائی بڑا فخر کرتے ہیں، لفظاً لفظاً کنفیوشس کی کتاب
اخلاق سے جو چھ سو برس تخمیناً مسیح سے پیشتر تصنیف ہوئی ہے، منقول ہیں، مثلاً چوبیسویں[۲۴]
خلق کے ذیل میں یوں مرقوم ہے، دوسرے سے وہ کرو، جو تم چاہتے ہو، کہ وہ تم سے
کرے، اور نہ کرو، وہ جو تم نہیں چاہتے، کہ وہ تم سے کرے، اور تم کو صرف اسی خلق کی حاجت
ہے، اور یہ سب خلقوں کی جڑ ہے، اور اکاونویں[۵۱] خلق کے ذیل میں یوں مرقوم ہے، اپنے
دشمن کی موت نہ چاہ، کہ وہ خواہش بے فائدہ ہے، اور اس کی زندگی خدا کے اختیار میں
ہے، اور ترپنویں[۵۳] خلق کے ذیل میں ہے، نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ کرو، اور کبھی بدی کے

برے میں بدی نہ کرو، اور تریسٹھویں خلق کے ذیل میں ہے، ہم دشمن سے اعراض بدوں بدلا لینے کے کر سکتے ہیں، اور طبیعت کے خیال ہمیشہ گنہ گار نہیں یہاں تک کنفیوشس کا کلام تھا، سو حق یہ ہے گر کچھ مناسبت دو مضمونکے اور توافق سے نقل ثابت نہیں ہوتی، اور جیسا محمدیوں کا وہ دعوے غلط ہے ایسا ہی علماء مسیحی کا یہ دعوے بھی غلط ہے، اور اب نمونہ کے طور پر کلیمنس کے بعض اقوال نقل کرتا ہوں اول: جو عیسیٰ کو پیار کرتا ہے، اس کو چاہیئے، کہ اس کے حکم پر عمل کرے، مسٹر جونس کہتا ہے، کہ کلیمنس نے اس فقرے کو یوحنا کی انجیل کے چودھویں باب کے ۱۵ درس سے لیا ہے (یہاں تک کلام مسٹر جونس کا تھا) اور وہ درس یوں ہے، انسخہ سنہ ۱۸۴۴ء اگر تم مجھے پیار کرتے ہو، میرے حکموں پر عمل کرو، دیکھو دونوں فقروں کے مضمون میں جو کچھ اتحاد تھا اس کے سبب مسٹر جونس نے دلیل پکڑی، اور اپنے گمان میں یوحنا کی انجیل کیواسطے ایک سند پیدا کی، اولاً تو امر مذکورہ بالا کا لحاظ کرکے یہ ایک وہم ہے، اور ثانیاً تین اور وجہ سے بھی باطل ہے، پہلی وجہ یہ ہے، کہ کلیمنس کے خط کی تحریر کا سال کسی قول کے موافق سنہ ۹۶ء سے تجاوز نہیں کرتا، اور یوحنا کی انجیل اسی مسٹر جونس کے مذہب کے موافق سنہ ۹۸ء میں مرقوم ہوئی ہے، سو اب کس طرح متصور ہے، کہ اسنے اس فقرے کو اس انجیل سے نقل کیا ہے، دیکھو کہ تعصب اور گھبراہٹ نے کیسا اس کی عقل پر پردہ ڈالا، کہ ایسا بیہودہ دعوے کرتا ہے، کہ کوئی نادان سے نادان بھی نہ کرے جاننا چاہیے، کہ کلیمنس کا فقط ایک ہی نامہ ہے، جو اسنے آرچ بشپ آف کینٹربری کی تحقیق کے موافق مابین سنہ ۶۴ء و سنہ ۷۰ء کے لکھا ہے، اور لیکلرک کی تحقیق کے موافق سنہ ۶۹ء میں اور ڈاڈول کی تحقیق کے موافق سنہ ۶۴ء میں لکھا ہے، اور ڈوپن اور ٹلی منٹ کہتے ہیں، کہ سنہ ۹۱ء یا سنہ ۹۳ء تک کلیمنس بشپ بھی نہ ہوا تھا، اور لارڈنر کے مختار کے موافق سنہ ۹۶ء میں لکھا ہے، اور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ اردو کلیسیا میں لکھتے ہیں، کہ سنہ ۹۵ء میں لکھا ہے، اگرچہ بے سندی کے سبب اس کے سال تحریر میں خلاف ہے، مگر کسی کے قول کے موافق سنہ ۹۶ء سے تجاوز نہیں کرتا، اور ہارن صاحب اپنی تفسیر کی چوتھی جلد میں کہتا ہے، نسخہ سنہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۳۰۷ یوحنا نے گریز باخ اور ہائی فاینس اور ڈاکٹر مل اور فی بری شس اور لیکلرک اور بشپ ٹاملائن کے مختار کے موافق سنہ ۹۷ء میں اور مسٹر جونس کے مختار کے موافق سنہ ۹۸ء میں اپنی انجیل کو لکھا ہے، دوسری وجہ یہ ہے، کہ یہ بات تو بدیہی ہے، کہ محب وہی ہوتا ہے، کہ اپنے محبوب کے حکموں پر عمل کرے، وگرنہ محبت کا دعوے

جھوٹا ہے، سو یہ بات ایسی نہیں، کہ اس نے کہیں سے دیکھکر نقل کی ہو یا کسی سے سنکر بلکہ جائز ہے، کہ اپنی ہی طرف سے لکھی ہو تیسری وجہ یہ ہے، کہ کلیمنس تابعی تھا، اور اس نے حواریوں کی صحبت پائی تھی، سو لوقا وغیرہ کیطرح حالات اور اقوال مسیح سے واقف تھا تو ایسے جناب مسیح کے قولوں میں اسے ایسی حاجت کہاں سے ثابت ہوئی کہ خواہ مخواہ بدون کسی انجیل کی نقل کے ایسا قول نہ لکھ سکے، اور اس جا لارڈنر بھی انصاف پر آکر اپنی تفسیر کی دوسری جلد میں یوں لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۷ء صفحہ ۴۰ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے میں شبہ ہے، کیونکہ کلیمنس حواریوں کے وعظ اور صحبت کے سبب اسبات سے خوب واقف تھا، کہ عشق عیسوی کے اقرار آدمیوں پر واجب کرتا ہے، کہ اس کے حکموں پر عمل کریں،

دوسرا قول

یہاں تک لارڈنر کا کلام تھا، دویم یہ کہ اس نامہ کے تیرہویں باب میں ہے، اور رحم کریں جیساکہ لکھا ہوا ہے، اس لئے روح القدس نے اسطرح کہا ہے، کہ دانا آدمی اپنی دانائی پر فخر نہ کرے، خصوصًا یاد رہیں، خداوند یسوع کے الفاظ جو بردباری اور مجاہدہ کی تعلیم کے وقت یوں فرماتے تھے، رحم کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے، بخشو تاکہ تم بخشے جاؤ، جیسا تم کروگے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا، جیسا تم دوگے، ویسا ہی تمہیں دیا جائے گا، جیسے تم عیب گیری کروگے، ویسی ہی تمہاری عیب گیری کی جائے گی، جیسے تم مہربانی دکھاؤگے، ویسی ہی تمکو مہربانی دکھائی جائے گی، اور جس پیمانے سے تم ناپوگے، اُسی پیمانے سے تمہارے لئے ناپا جائے گا، یہاں تک کلیمنس کی عبارت تھی، سو اس عبارت کو کہتے ہیں، کہ لوقا کی انجیل کے چھٹے باب کے ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ ورس سے اور متی کی انجیل کے ساتویں باب کے ۱ و ۲ ورس سے نقل کیا ہے، اور لوقا کی عبارت یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۱ء ۳۶ اسواسطے تم جیسا تمہارا باپ رحیم ہے، رحیم ہو ۳۷ نکتہ چینی نہ کرو، تب تمہاری نکتہ چینی نہ کی جائیگی اور گناہ ثابت نہ کیا کرو، تو تمہارے گناہ ثابت نہ کئے جائیں گے، بخشو کہ تم بخشے جاؤگے، ۳۸ دو کہ تمہیں دیا جائیگا، اچھا پیمانہ داب داب کے اور ہلا ہلا کر لبالب بھرا ہوا تمہاری گود میں رکھدیں گے، اس لئے کہ جس پیمانہ سے تم پیمائش کرتے ہو، اسی سے پھر تمہارے لئے پیمائش کی جائے گی اور متی کی عبارت یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۱ء ۱ نکتہ چینی نہ کرو، کہ تمہاری نکتہ چینی نہ کیجائے، ۲ کیونکہ جو نکتہ چینی تم کروگے ویسے ہی تمہاری نکتہ چینی کی جائے گی، اور جس پیمانے سے تم پیمائش کرتے ہو اسی سے تمہارے واسطے بھی پیمائش

کیجائےگی، ۱۲ پس جو جو سلوک تم چاہتے ہو، کہ لوگ تم سے کریں، تم بھی ان سے ویسی کرو،
کہ شرع اور انبیا یہی ہیں، **سیوم** یہ کہ اسی نامہ کے ۴۶ باب میں ہے، یاد رکھو، خداوند یسوع
مسیح کے الفاظ اس لیئے اس نے کہا ہے، کہ اس آدمی پر افسوس، جس کیطرف سے جرم آوے
اس کے لیئے یہ بہتر تھا، کہ وہ پیدا نہ ہوتا، اس سے کہ وہ میرے کسی پسندیدہ کو دکھ دیوے
اس کیلئے یہ بہتر تھا، کہ چکّی کا پاٹ اس کی گردن میں باندھکر سمندر میں ڈبویا جاتا، اس سے
کہ وہ میرے کسی ایک کو چھوٹے بچوں سے دکھ دیوے، یہاں تک کلیمنس کی عبارت
تھی، سو اس عبارت کو بھی کہتے ہیں، کہ متی کے ۲۶ باب کے ۲۴ ورس اور ۱۸ باب کے
۶ ورس اور مرقس کی انجیل کے ۹ باب کے ۴۲ ورس اور لوقا کی انجیل کے ۱۷ باب کے ۲
ورس سے منقول ہے، اور وہ ورس یوں ہیں، ورس ۲۴ باب ۲۶ متی نسخہ ۱۸۴۱ء ابن
آدم جیسا کہ اس کے حق میں لکھا ہے چلا، لیکن اس شخص پر جس کے ہاتھ سے ابن آدم پکڑوایا
جاوے، واویلا ہے، اس شخص کے لیئے یہ بہتر تھا، کہ وہ پیدا نہ ہوتا، ورس ۶ باب ۱۸ متی نسخہ
۱۸۴۱ء پر جو کوئی کہ ایک کو ان لڑکوں سے جو میرے معتقد ہیں، ٹھوکر کھلاوے، یہ اس کے
لئے بہتر تھا، کہ ایک چکّی کا پاٹ اسکی گردن میں باندھا جاتا اور وہ دریا میں تہ تک پہنچایا جاتا،
ورس ۴۲ باب ۹ مرقس نسخہ ۱۸۴۱ء اور جو کوئی ان چھوٹوں میں جو مجھ پر اعتقاد رکھتے ہیں
ایک کو ٹھوکر کھلاوے، اس کے لیئے یہ بہتر کہ چکّی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جاتا، اور وہ
دریا میں ڈبویا جاتا، ورس ۲ باب ۱۷ لوقا کا اگر چکّی کا پاٹ اس کی گردن میں لٹکایا جاتا اور دریا
میں پھینکدیا جاتا، تو اس کے لئے اس سے یہ بہتر ہوتا، کہ وہ ان چھوٹوں میں سے ایک کو
ٹھوکر کھلاوے، اور لارڈنر کلیمنس کی عبارت اور ان ورسوں کو اپنی کتاب کی دوسری جلد
میں نقل کر کے لکھتا ہے، نسخہ ۱۸۲۷ء صفحہ ۳۷ میں نے مقابلے میں کئی انجیل نویسوں کے
الفاظ اسلئے رکھدیئے ہیں، تاکہ ہر شخص خوب سمجھ لے، لیکن عام خیال یہ ہے، کہ اس عبارت
کا جز اخیر ورس ۲ باب ۱۷ لوقا سے لیا گیا ہے، یہاں تک لارڈنر کا کلام تھا، اور ان دونو
عبارتوں کو سند کے مدعی بہت بڑی سند سمجھتے ہیں، اور پیلی نے اپنی کتاب الاسناد
میں صراحۃً انہیں دو کو ذکر کیا ہے، اور بس میں کہتا ہوں، کہ نقل کا دعوے بالکل غلط ہے
کیونکہ اگر نقل کرتا تو اول اس انجیل کا جس سے نقل کرتا ہے، نام لکھتا، اور اگر نام نہ لکھتا
تو اس کی عبارت کو بعینہا نقل کرتا، اور اگر یہ بھی نہ کرتا، تو ادنیٰ درجہ یہ تھا، کہ سارے

مضمون میں تو موافق ہوتا، حالانکہ نہ اس انجیل کا نام لکھا ہے، اور نہ ان تینوں انجیلوں میں کسی انجیل کی عبارت کو بعینہا نقل کیا ہے، اور نہ بعضے مضمون کا اتحاد پوری طرح ہے، مثلاً پہلی عبارت میں کلیمنس کا فقرہ یوں ہے "رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" اور لوقا کی انجیل میں یوں ہے، "تم جیسا تمہارا باپ رحیم ہے، رحیم ہو" اور یہ فقرہ جیسی تم مہربانی دکھاؤ گے ویسی ہی مہربانی تم کو دکھائی جائے گی، کلیمنس کی عبارت میں ہے، اور متی اور لوقا کی انجیلوں میں نہیں پایا جاتا، اور یہ فقرہ اور گناہ ثابت نہ کیا کرو، تو تمہارے گناہ ثابت نہ کئے جائیں گے، اور اسی طرح یہ فقرہ اچھا پیمانہ داب داب کے اور ہلا ہلا کے لبالب بھرا ہوا تمہاری گود میں رکھدیں گے، لوقا کی عبارت میں ہے، اور کلیمنس کی عبارت میں نہیں اور دوسری عبارت کا حال بھی کچھ ایسا ہی خراب ہے، سو دعوے نقل کا محض بے جا ہے، اور اس کے کلام میں کوئی ایسا قرینہ نہیں، کہ اس سے یہ بات سمجھی جائے، اور مضمون کے تھوڑے سے توافق سے نقل ثابت نہیں ہوتی، جیسا پہلے قول کے بیان میں گذرا خصوصاً کلیمنس جیسے شخص کے لکھنے سے کہ حواریوں کا صحبت یافتہ اور احوال اور اقوال مسیحی سے خوب واقف تھا، جیسا پہلے قول کے بیان میں تیسری وجہ کے اندر گذرا، دیکھو جناب پولوس کا قول بھی کلیمنس کیطرح کتاب اعمال کے ۲۰ باب کے ۳۵ درس میں نقل ہوا ہے، اور وہاں تو علماء مسیحی کا اسپر اتفاق ہے کہ جناب پولوس نے کسی لکھی ہوئی سے نقل نہیں کیا، تو ایسا ہی حال کلیمنس کا سمجھنا چاہیے، اور اگر بر تقدیر نقل بھی ہو، تو یہ کیا ضرور ہے، کہ انہیں تین انجیلوں سے ہو، جائز ہے، کہ کسی اور انجیل سے نقل کیا ہو، جیسا ایکہارن اور اور علماء جرمن کی تحقیق کے موافق اس فقرے کو کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے، میں نے تجھے آج جنا، کسی ایسی ہی انجیل سے لے کے نقل کیا ہے، اور جو ان تینوں انجیلوں کی عبارت سے نہ توافق لفظی ہے، اور نہ پوری طرح سے توافق معنوی، تو اب ظن غالب یہی ہے، کہ نقل کیصورت میں کسی اور ہی انجیل سے نقل کیا ہے، بہرحال یہ دعوے ان کا ثابت نہیں ہوتا، اس لئے مدعی سند بھی جزماً نقل کا دعوے نہیں کرتے، بلکہ اپنے رویہ قدیمی کے موافق ظن اور اٹکل کو خرچ کرتے ہیں، اور بشپ پیرسن نے تو انصاف کرکے اس دعوے سے فارغ خطی دی، اور صاف اقرار کیا، کہ کلیمنس نے حوالا نہیں لیا لارڈنر اپنی کتاب الاسناد کی دوسری جلد میں دونوں عبارتوں کے حق میں لکھتا ہے

کہ جنہوں نے ہمارے خداوند کے حواریوں اور مریدوں کی صحبت پائی تھی، اور ہمارے خداوند کے مسئلوں اور تاریخ سے ایسے واقف تھے، جیسے انجیل نویس انکے ملفوظات کے دیکھنے سے اکثر ایک مشکل واقع ہوا کرتی ہے، جب تک انکے حوالے صریح اور ظاہر نہ ہوں، اور یہاں وہ مشکل یہ ہے، کہ آیا کلیمنس ان جگہوں میں ان الفاظ عیسوی کیطرف رجوع کرتا ہے، جو مکتوب تھے، یا گرنتھوں کو وہ الفاظ عیسوی یاد دلاتا ہے، جو اُسنے اور انہوں نے خداوند کے حواریوں اور مریدوں سے سنے ہونگے، لیکلرک اول کو اختیار کرتا ہے، اور بشپ پیرس دویم کو، اور میں اس بات کو مانتا ہوں، کہ پہلی تینوں انجیلیں اسوقت سے پہلے لکھی گئی تھیں، اور کلیمنس نے اگر رجوع کیا ہو، تو ہو سکتا ہے، گو لفظوں اور عبارت میں خوب موافقت نہیں رکھتا، لیکن یہ بات کہ اس نے رجوع بھی کیا ہے آسان نہیں، کہ فیصل ہو جاوے، کیونکہ وہ ایک ایسا شخص ہے، جو اناجیل کے لکھے جانے سے پہلے ان چیزوں سے خوب واقف تھا، اور انکے لکھے جانے کے بعد بھی ممکن ہے، کہ اسی طور سے کہ پہلے اس کے بیان کی عادت تھی بدوں رجوع کے اناجیل کیطرف ان چیزوں کا جنسے وہ خوب واقف تھا، بیان کرتا ہو، لیکن دونوں صورتوں میں انجیلوں کی سچائی خوب مضبوط کرتا ہے، اس نے رجوع کیصورت میں تو مقدمہ صاف ہے، اور عدم رجوع کیصورت میں بھی انجیلوں کی تصدیق ہے، کیونکہ یہ الفاظ موافق ہیں، انکے جو وہاں لکھے ہیں، اور ایسے مشہور تھے، کہ وہ اور گرنتھے انکو جانتے تھے، سو کلیمنس نے ہمیں یقین کرایا، کہ ہمارے انجیل نویسوں نے الفاظ عیسوی کو جنکو بردباری اور ریاضت کی تعلیم کے وقت ہمارے خداوند نے فرمائے تھے، ٹھیک ٹھیک اور سچ سچ لکھا ہے، اور یہ الفاظ اس کے لائق ہیں، کہ بڑے ادب سے یاد رکھے جاویں، اور اگرچہ یہاں مشکل ہے، لیکن پھر بھی میں خیال کرتا ہوں، کہ اکثر فضلا کی رائے لیکلرک کی رائے کے موافق ہو، البتہ پولوس اعمال کے ۲۰ باب کے ۳۵ ورس میں اس طرح سے بعض کو یوں نصیحت کرتا ہے، یاد رکھو، خداوند یسوع کے الفاظ جو اسنے کہا ہے، کہ دینا لینے سے زیادہ تر مبارک ہے، اور میں یقین کرتا ہوں، کہ عام مانا گیا ہے، کہ پولوس اس جا کسی لکھے ہوئے کیطرف رجوع نہیں کرتا، بلکہ صرف بعضے ان الفاظ عیسوی کیطرف جو ان سے یہ اور وہ واقف تھے، مگر اس سے یہ نہیں لازم آتا، کہ ہمیشہ رجوع کا طور ایسا ہی سمجھا جاوے بلکہ یہ طور لکھے ہوئے اور غیر لکھے ہوئے کیطرف استعمال میں آسکتا ہے، اور ہم پاتے ہیں،

پولیکارب کو کریہی طور استعمال میں لاتا ہے، اور غالباً بلکہ یقیناً لکھی ہوئی انجیلوں کیطرف رجوع کرتا ہے یہاں تک لارڈنر کا کلام تھا، دیکھو یہ بھی اقرار کرتا ہے، کہ جزماً نہیں کہہ سکتے، کہ کلیمنس نے ان انجیلوں سے نقل کیا ہے، بلکہ ایک گمان اور خیال ہے، اور یہ جو کہتا ہے، کہ دونوں صورتوں میں انجیلوں کی سچائی خوب مضبوط کرتا ہے، عجب ہے، اس لئے اوّل تو جو کچھ کمی بیشی کا تفاوت ہے، وہ الٹا اس بات کو مضبوط کرتا ہے کہ انجیل نویسوں نے اقوال مسیحی کو ایسا ہی اور جا بجا بھی اپنی طرف سے گھٹا بڑھا کر لکھا ہوگا جیسا اس جا اور ہرگز جناب مسیح کے اقوال کو بے کم و کاست نہیں لکھا، اور دوئم اس سے اگر نظر کو قطع کریں، تو اس صورت میں فقط اتنی بات ثابت ہوگی، کہ یہ فقرے ان انجیلوں میں کلیمنس کی شہادت کے موافق بھی مسیح کے اقوال ہیں، نہ کہ ساری انجیل کی تصدیق، اور یہ بات کہ جو ان انجیلوں میں نقل ہوا ہے، وہ بھی سب کا سب ایسا ہی ہے، اور یہ جو کہتا ہے، کہ ہم پاتے ہیں، پولیکارب کو کریہی طور استعمال کرتا ہے الخ مردود ہے، کیونکہ پولیکارب بھی تابعی اور یوحنا کا شاگرد اور کلیمنس کیطرح سب حال اور اقوال جناب مسیح سے واقف تھا، تو اس کا حال بھی کلیمنس کا سا حال ہے، اور جس جگہ یہی طور استعمال کرتا ہے، اس جا ہم کہتے ہیں، کہ وہ بھی کلیمنس، اور پولوس کیطرح لکھی ہوئی انجیلوں کیطرف رجوع نہیں کرتا، اور جب کلیمنس کا حال معلوم ہوگیا، تو اب اگناٹیوس کا حال سنئے،

اگناٹیوس کے خطوط کا حال

کہ چوتھی ہدایت کی بارہویں وجہ میں گذرا کہ اس کے سات خطوں کے سوا جو اور خط ہیں وہ تو جمہور علماء مسیحی کے نزدیک جعلی ہیں، رہے یہ سات خط ان کے دو نسخے ہیں، ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا، بڑے نسخے کا تو حال یہ ہے، کہ دو چار علماء کے سوا سب علماء تثلیثی مذہب کا اسپر اتفاق ہے، کہ اس میں الحاق ہوا ہے، اور الحاق کرنیوالا کوئی ایرین کے فرقے سے ہے، رہا دوسرا نسخہ اس کا حال یہ ہے، کہ اولاً جزماً نہیں کہہ سکتے، کہ اس میں وہی خطوط ہیں، جو اگناٹیوس نے لکھے تھے، باوجود اس کے پھر انمیں الحاق یقینی ہے، اور الحاق کرنے والا کوئی ایرین یا کوئی تثلیثی ہے، تو اب ہمارے نزدیک یہ نسخہ بھی سند کے قابل نہیں، غالب ہے، کہ وہ خط جعلی ہونگے کہ دوسری صدی کے قاعدے کے موافق کسی عیسائی نے دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع میں بنا ڈالے ہونگے، جیسے ان لوگوں نے پچھتر اناجیل اور نامجات وغیرہ کے قریب کو بنا ڈالا ہے، اور اگر بالفرض اس میں اگناٹیوس کے ہی خطوط ہوں تو جب ان میں الحاق یقینی ہے، تو جیسے بعضے وہ فقرے الحاقی ہوں، اسی طرح

اس قسم کے بعضے فقرے بھی تحریفی اور الحاقی ہوں، کہ بعض مخالفین کے ردکیواسطے بڑھائے گئے ہوں، اور یہ تو کچھ بعید نہیں، ڈیونیشس کے حین حیات اس کے خطوں میں تحریف سے نہ چوکے تھے، کہ جیسے وہ دہائی دیتا ہے، کہ شیطان کے مریدوں نے ان کو گندگی سے بھر دیا ہے، بعضی چیزیں نکال ڈالیں، اور بعضی چیزیں اپنی طرف سے بڑھادیں، اور اسی طرح عیسائی مذہب کے اور مرشد بھی دہائی دیتے ہیں، جیسا الکھارن کے قول میں گذرا، اور لارڈ نر اقرار کرتا ہے، کہ ان خطوں کے نسخے بھی بہت کمیاب ہیں، تو ان میں تحریف کا چل جانا بھی بہت ہی آسان تھا، سو بحمداللہ کہ اول صدی کے علماء کے کلام میں تو ان انجیلوں کی سند نہیں نکلتی، اور دوسری صدی کے اول اور وسط والوں کو خوف طوالت سے نہیں لیا اور اس صدی کے آخر میں جو کسی کے کلام میں کچھ پایا جاوے، تو وہ ہمارے دعوے کو مضر نہیں، **دوسری تنبیہ** اور اس تنبیہ میں علماء اہل اسلام کے اقوال کو نقل کرتا ہوں جاننا چاہیے، کہ علماء اہل سنت والجماعت اور علماء شیعی مذہب بالاتفاق ان عہد عتیق اور جدید کی کتابوں کا انکار کرتے ہیں، اور بالاتفاق کہتے ہیں، کہ یہ توریت وہ نہیں، جو موسیٰ علیہ پر نازل ہوئی تھی، اور نہ یہ انجیل وہ ہے، جو حضرت عیسیٰ پر وحی ہوئی تھی، اور جنکا ذکر قرآن میں ہے، اول علماء دہلی کے فتوے کو لکھتا ہوں، جسکو مولوی محمود جان صاحب محاکم مباحثہ اکبرآباد نے طیار کرایا تھا، اور جو وہ فارسی میں تھا، اُس کو اُردو میں نقل کرتا ہوں **سوال** کیا فرماتے ہیں، دین کے عالم اللہ تعالیٰ ان کو بڑھائے اس مقدمے میں کہ عہد جدید کا یہ مجموعہ جسکے پادری لوگ اب ترجمے بانٹا کرتے ہیں، اور اس میں چار صحیفے ہیں، جنمیں عیسیٰ کے احوال اور اقوال تاریخ کے طور پیدائش کے وقت سے آسمان کے عروج تک لکھے ہیں، اور چاروں میں یہ بات ہے، کہ حضرت عیسیٰ نے سولی پائی، اور اس مجموعہ میں ایک کتاب اعمال حوارین ہے، جسمیں حواریوں کا حال تاریخ کے طور لکھا ہے، اور پولوس کے چودہ خط اور یعقوب کا ایک خط اور پطرس کے دو خط اور یوحنا کے تین خط اور یہودا کا ایک خط اور کتاب مشاہدات جسکو ڈکلی ہجو یوحنا کیطرف نسبت کرتے ہیں یہی ہیں اہل اسلام کے مذہب کے موافق کلام اللہ کہا جاتا ہے، یا نہیں، اور وہ انجیل جسکا ذکر بھی قرآن میں آیا ہے، یہی مجموعہ ہے، یا اس انجیل سے فقط وہی کلام ربانی مراد ہے، جو حضرت عیسیٰ پر اترا تھا، بیان کرو، ثواب دیئے جاؤ، **پہلا جواب** اہل اسلام کے نزدیک انجیل

دوسری تنبیہ میں علماء کے فتوے کی نقل

اسی کلام ربانی سے مراد ہے، جو حضرت عیسیٰ پر اترا تھا، جسمیں ہدایت اور نور اور توریت کے احکام کی تصدیق تھی، اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت، اور اس عہد جدید کے مجموعہ سے عبارت نہیں، اللہ پاک فرماتا ہے۔ؒ

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

اور پچھاڑی بھیجا ہم نے انہیں قدموں پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو سچ بتاتا، توراۃ کو جو آگے

التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

سے تھی، اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اگلی توریت

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ

کو اور راہ بتاتی اور نصیحت ڈر والوں کو اور چاہیے کہ حکم کریں انجیل

اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

والے اس پر جو اللہ نے اتارا اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں بےحکم

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب تحقیق سچا کرتی سب اگلے کتابوں کو، اور سب پر

مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ تفسیر بغوی میں ہے ومعنی امانة القرآن ما قال ابن جریج

شامل یعنی قرآن کے امین ہونے کے معنی وہ ہیں، جو ابن جریج نے کہا ہے قرآن

امین علی ما قبله من الکتاب فما اخبر اهل الکتاب عن کتابهم فان کان

امین ہے اس کتاب پر جو اس سے پہلے ہے، سو جس چیز کی کتاب والے اپنی کتاب سے خبر دیں، اگر وہ

فی القرآن فصدقوه والا فکذبوه قال سعید بن المسیب والضحاک

قرآن میں ہو، تو تم اسے مانو، نہیں تو تم اس کو جھٹلاؤ، کہا سعید بن المسیب اور ضحاک نے

قاضیا وقال الخلیل رقیبا وحافظا والمعانی متقاربة ومعنی الکل

قرآن قاضی ہے اور کہا خلیل نے نگہبان ہے اور یہ سب معنے قریب قریب ہیں، اور سب کا مطلب یہی

ان کل کتاب یشهد بصدقة القرآن فهو کتاب الله وما لا فلا

ہے، کہ جس کتاب کی صداقت کی قرآن گواہی دے وہ تو کتاب اللہ ہے، اور جس کی گواہی نہ دے، وہ نہیں۔

یہاں تک تفسیر بغوی کی عبارت تھی، تفسیر مظہری میں اس قول کے بعد فکذبوه یوں ہے

ؒ یعنی سیپارے چھٹے کے رکوع گیارہویں میں سورہ مائدہ کے چھیالیسویں اور سینتالیسویں اور اڑتالیسویں آیتوں کے اندر ۱۲ منہ

یعنی ان کان فی القراٰن تصدیقہ فصدقوہ وان کان فی القراٰن تکذیبہٗ فکذبوہ
یعنی اگر قرآن میں اس کی تصدیق ہو تو مانیو، اور اگر قرآن میں اس کی تکذیب ہو تو نہ مانیو، اور اگر قرآن اس سے
وَاِنْ کَانَ الْقُراٰنُ ساکتاً عنہ فاسکتوا عنہ لاحتمال الصدق والکذب من اھل الکتاب ۱۲
ساکت ہو یعنی نہ تصدیق کرتا ہو نہ تکذیب، تو تم بھی سکوت کیجو، اس لئے اہل کتاب ہونگے جھوٹ اور سچ دونوں کا احتمال ہے
اللہ پاک توفیق والا ہے،

ہو
احمد ۱۲۵۸
فقیر احمد سعید

۱۲۴۱
محمد کریم اللہ

دلی میں ایک مولوی صاحب ہیں

دوسرے صاحب حضرت شاہ غلام علی صاحب مغفور کی خانقاہ میں سجادہ نشین ہیں اور یہ پہلا جواب انہیں کا لکھا ہے،

دین محمد ۱۲۶۳
در فرید آمدہ

تیسرے مولوی صاحب کا نام فریدالدین ہے، اور دلی کی جامع مسجد کے امام ہیں،

دوسرا جواب شریعت کے ماہروں پر یہ بات آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے، کہ یہ ترجمے اور اور اسی طرح انکی اصل بھی اگر انہیں ترجموں کے موافق ہے، وہ انجیل جسکا قرآن میں ذکر ہے، کہ حضرت عیسیٰ پر اتری، تھی شریعت محمدی کے علماء کے نزدیک خبر احاد کی روسے بھی ثابت نہیں ہوتی، خبر مشہور کا تو کیا ذکر اور اعمال حوارین اور پولوس وغیرہ کے نامجات ہمارے مذہب کے موافق انجیل میں داخل نہیں، ہمارے نزدیک تو انجیل فقط اسی کلام سے عبارت ہے، جسکو حضرت عیسیٰ نے وحی ربانی کے موافق ارشاد کیا ہے، سو اس مجموعہ کو سند شرعی کے سوا کیونکر کلام اللہ کہا جائے اور توریت عبری زبان والی کو بھی سب کلام اللہ نہیں کہ سکتے اور ان دونوں کے محرف ہوجانے پر قرآن ناطق ہے، اللہ صاحب فرماتا ہے

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم الایۃ یحرفون الکلم عن
سو خرابی ہے، ان کی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے الخ

مواضعہ ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ ویلبسون الحق بالباطل ویکتمون الحق و ھم یعلمون الآیۃ

اور اور بہت آیات کریمہ تحریف پر دلالت کرتی ہیں، اور یہ بھی جاننا چاہیے، کہ اہل کتاب نے تحریف لفظی اور معنوی دونوں کی ہیں، یہاں تک دوسرا جواب تھا، جو خلاصہ کے طور نقل ہوا،

یہ مولوی صاحب دلی کے

محمد ۱۲۷۰
نذیر حسین
سید

پنجابی کٹرے کے اندر رہتے ہیں، اور یہ دوسرا

مہر ان کی ہے جو انکا شاگرد

یہ مولوی قطب الدین صاحب ہیں

محمد ۱۲۶۷
قطب الدین

ہیں، حضرت مولوی محمد اسحاق مغفور

محمد ۱۲۶۱
ضیاء الدین

دلی میں ایک مولویصاحب ہیں

نوارش علی

یہ مولویصاحب دلی میں مدرسہ دارالوعظ والہدیٰ کے مدرس ہیں

۱۲۵۲
سید رحمت علی خاں
نے
عدالت العالیہ سلطانیہ
مفتی
سراج العلماء ضیاء الفقہا
سنہ

سو علماء کے ان دونوں جوابوں سے صاف صاف معلوم ہو گیا، کہ انجیل جسکا ذکر قرآن میں آیا ہے، فقط اس کلام ربانی سے عبارت ہے، جو حضرت عیسیٰ پر اُترا تھا، نہ اس عہد جدید کے مجموعہ سے، اور اس مجموعہ کو کلام اللہ نہیں کہ سکتے، اور نہ اس توریت عبری کو، اور دونوں محرف ہیں، اور دونوں طرح کی تحریف یعنے لفظی اور معنوی انمیں ہوئی ہے، اور قرآن جابجا ان کی تحریف پر ناطق ہے، سو اب حال ان کا یہ ہے، کہ جو ان میں سے قرآن کے موافق ہو وہ قبول کیا جائیگا، اور جو مخالف ہو، اُسے مردود ٹھیرایا جائیگا، اور جو نہ موافق ہو، نہ مخالف اس میں سکوت کیا جائیگا، اس لئے کہ اس میں احتمال ہے شاید سچ ہو یا جھوٹ ہو، میں کہتا ہوں، کہ ان علماء نے یہ جو فرمایا کہ انجیل جسکا ذکر قرآن میں آیا ہے، فقط اس کلام ربانی سے عبارت ہے، جو حضرت عیسیٰ پر اُترا تھا الخ بہت

ٹھیک ہے، اور قرآن میں بھی بہت جگہ اسبات کا اشارہ ہے، مثلاً پہلے سیپارے کے سولھویں
رکوع میں سورہ بقر کی ایکسو چھتیسویں آیت کے اندر ہے) وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی ترجمہ اور جو
ملا موسٰی اور عیسٰی کو ۔ اور بیضاوی میں ہے التوریت والانجیل پھر تیسرے سیپارے کے تیرہویں
رکوع میں آل عمران کی اڑتالیسویں آیت میں ہے وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِیْلَ ترجمہ اور سکھاویگا اس کو (یعنی عیسٰیؑ کو) کتاب اور کام کی باتیں اور توریت اور
انجیل ۔ پھر تیسرے سیپارے کے سترہویں رکوع میں آل عمران کی چوراسیویں آیت کے
اندر ہے، وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی ترجمہ یعنی جو ملا موسٰی اور عیسٰی کو ، سو ان تینوں جگہ
سے تفاسیر کے موافق یہی بات معلوم ہوتی ہے، کہ انجیل اس کلام سے عبارت ہے، کہ خدا
کیطرف سے حضرت عیسٰی کو ملا تھا، جیسا توریت بھی عبارت اسی کلام نبوت سے ہے، جو
موسٰی کو وحی ہوا، پھر ساتویں سیپارے کے پانچویں رکوع میں سورہ مائدہ کی ایک سو تیرہویں
آیت کے اندر ہے، وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ترجمہ
اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور پکی باتیں اور توریت اور انجیل ، یہاں بھی انجیل
اسی کلام کو کہا، جسکو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی کو تعلیم کیا تھا، پھر سولھویں سیپارے کے پانچویں
رکوع میں سورہ مریم کی اکتیسویں آیت کے اندر حضرت عیسٰی کا قول یوں منقول ہے اٰتٰنِیَ
الْكِتٰبَ یعنی مجھکو اس نے کتاب (یعنی انجیل) دی

بیضاوی میں ہے ای الانجیل یہاں بھی انجیل حضرت عیسٰی نے اسی کو کہا، جس کلام
کو خدا نے انکو دیا تھا، اور علماء اسلامیہ سلفاً خلفاً ان کے مقابلے میں ہمیشہ اس امر کی تصریح
کرتے رہے ہیں، اور صاحب استفسار اپنی کتاب استفسار کے مقدمے میں لکھتا ہے اصل
حقیقت یہ ہے، کہ موسیٰ کی کتاب ایسی ہے، جیسے کوئی تفسیر حسینی کا ترجمہ اردو کر ڈالے،
اسطرح کہ قرآن کی عبارت نہ لکھی، بلکہ اس کا ترجمہ بھی غلط کر کے لکھے، اور اور کتابیں ایسی
ہیں جیسے ہمارے یہاں معارج النبوت یا معراج نامہ یا مولود نامہ یا قیامت نامہ کہ قرآن
اور حدیث کے الفاظ لیکر یہ کتابیں بنائی گئی ہیں، کہ بعضی انہیں سے بلا تنقید روایت اور بلا
تحقیق تفسیر لکھی گئی ہیں، بلکہ بعضی انہیں بائبل کے رسالوں میں سے ایسی ہیں، جیسی حاتم کی
ہفت سیر کہ نہیں معلوم، کس نے لکھی اور کہاں سے لکھی اور کب لکھی یا شاہنامہ اور سکندر نامہ
اور اکثر کلام زبور اور اشعیا، وغیرہ کی کتابوں کا ایسا ہے، جیسے کسی کے مناجات یا محاذیب کی

بلکہ تاویل اور تعبیر دور از کار کی محتاج ہے، اور اسی طرح مشاہدات یوحنا بھی ہیں، اور اناجیل تو ایسے ہیں، جیسے بزرگوں کے ملفوظ ہوتے ہیں، جنہیں انکا نسب نامہ اور سلسلہ اور نشست و برخاست کے قصے لکھے جاتے ہیں، اس بات میں تو عیسائیوں کو بھی اختلاف نہیں، مگر اس کے ضمن میں جو کلام عیسوی منقول ہے، وہ اگرچہ بلفظہ عبری زبان میں نہیں ہے، لیکن جائز ہے، کہ وہ کلام انہی کا ترجمہ ہو، یہاں تک صاحب استفسار کا کلام تھا، جو اسی کے الفاظ سے نقل ہوا، پھر پندرھویں استفسار میں کہتا ہے، انجیلوں میں جسقدر کلام عیسوی ہے، وہ از روے تقریر مذبور کے بعد تسلیم صحت الفاظ اور عدم تحریف باعتبار اپنی ذات کے مثل احادیث مصطفویہ کے ہے، نہ کہ مثل قرآن شریف کے، یہاں تک کلام استفسار والے کا تھا، اور ڈاکٹر محمد وزیر خانصاحب نے اپنے خط محررہ ۹ جون ۱۸۵۴ء میں پادری فنڈر صاحب کو انجیل کی بابت یوں لکھا ہے، قرآن میں صرف اتنا ہی ذکر آیا ہے کہ کلام جو حضرت عیسٰی پر نازل ہوا تھا اس کا نام انجیل تھا، نہ وہ تواریخ کی موضوعی کتابیں جسمیں حضرت عیسٰی کی موت اور صلیب وغیرہ کا قصہ لکھا ہے، انزل من اللہ میں داخل ہو، یا وہ کتاب جسکو آپ نے اعمال حوارین نام رکھا ہے، اور اسمیں حواریوں اور انکے مریدوں کے سفر و وعظ کا قصہ مندرج ہے، انزل من اللہ میں داخل ہو یا نامے پولوس کے جو بعد حضرت عیسٰی کے ایمان لایا ہے اور حواری بھی نہیں، اور اپنے ناموں میں خانگی باتیں لکھتا ہے، اسی انزل من اللہ میں داخل ہوں، جو حضرت عیسٰی پر نازل ہوا تھا، یا نامہ یعقوب کہ جسے تین سو برس بلکہ قریب چار سو برس تک بہت سے علماء مسیحیہ نہیں مانتے تھے، اور جناب مصلح دین عیسوی بھی اسے گھاس پھوس فرماتے تھے، اسی انزل من اللہ میں داخل ہو، جو حضرت عیسٰی پر نازل ہوا تھا، یا مشاہدات یوحنا، کہ جو چار سو برس تک کلام الہٰی نہ مانا گیا، بلکہ بعض قدما عیسائی تو اسے سرنتھس ملحد کی تصنیف بتلاتے تھے، اور ڈیونیسیئس بھی اس کو یوحنا حواری کی تصنیف نہیں جانتا، اور پروفیسر ایوالڈ نے بھی خوب تحقیق سے ثابت کیا، کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے، اسی انزل من اللہ میں داخل ہو، سبحان اللہ کیسی کیسی کتابیں آپ حضرت عیسٰی کے سر تھوپے دیتے ہیں، اور طرفہ تر یہ ہے، کہ آپ یہ چاہتے ہیں، کہ ہم ان لوگوں کی تصنیفات کو جنمیں سے ایک کو بھی نہ پیغمبر نہ صاحب الہام جانتے ہیں، خدا کا کلام کہدیں، پھر دوسرے مباحثہ کے آخر میں جو ان کے خطوط کا آخر ہے، لکھتے ہیں، یہ مجموعہ عہد عتیق اور جدید کا بعینہٖ

علمائے مذہب شیعہ کا قول

وہ توریت اور انجیل نہیں ہے، جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو وحی کی گئی تھی اور نہ انکا کلام اللہ میں ذکر آیا ہے، کس لئے کہ ان دونوں مجموعوں میں وہ کتابیں شامل ہیں، جو بالاتفاق علماء یہود و نصاریٰ کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تصنیف بھی نہیں، بلکہ بعض کتابوں کے تو مصنفوں کا بھی ٹھکانا نہیں، علاوہ اس کے یہ بات بھی بدلائل ثابت ہوئی، کہ مجموعہ عہد جدید کا غیر الہامی ہے، پس اس صورت میں یہ وہ انجیل کیونکر ہو سکتی ہے، جسکا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے، اور جو حضرت عیسیٰ ؑ کو وحی کی گئی تھی،.....

.........اور جسکا ہر لفظ الہامی تھا، قطع نظر اس کے یہ بات بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچی، کہ عرب کے کلیسے اور اسی طرح سریانی کلیسے اس مجموعہ عہد جدید سے کئی کتابوں کو واجب التسلیم نہ جانتے تھے، اور نہ وہ کتابیں انکے نسخوں میں موجود تھیں، اور بعضے فرقہ مسیحیہ تو اس مجموعہ میں سے اکثر کو نہ مانتے تھے، اس صورت میں پادری صاحب کیا سمجھکر کہتے ہیں، کہ اسی مجموعہ کا کلام اللہ میں ذکر آیا ہے، اور اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس وقت میں بھی مجموعہ انجیل کا موجود تھا، کیونکہ یہ بات خلاف عقیدے اہل اسلام اور خلاف کتب عیسائیہ کے بھی ہے، یہاں تک کلام ڈاکٹر صاحب کا تھا، جو انہیں کے الفاظ سے نقل ہوا، اور اسی قسم سے مولوی عباس جاجموی وغیرہ نے اپنی تحریر ولسا میں تصریح کی ہے، یہ حال تو علماء اہل السنت والجماعت کا تھا، اب اقوال علماء شیعی مذہب کے سنئے، اس رسالے میں جسمیں حال گفتگو مجتہد صاحب لکھنوی اور پادری یوسف ولف کا مرقوم ہے، یوں لکھا ہے، ہر منصف لبیب کہ کتب عہد عتیق و جدید را دیدہ میداند، کہ این صحف مطبوعہ متداولہ بعینہا کتب منزلہ نیست، چنانچہ در انجیل ہائی کلام لوقا و متی و یوحنا و مرقس کہ بطرز تواریخ و سیر حال ولادت حضرت عیسیٰ و حال نسب و سیرت آنحضرت و مصلوب و مقتول شدن و ذکر وقایعے کہ بعد ازیں رو دادہ نوشتہ شدہ این را کلام الٰہی گفتن و نازل من السماء انگاشتن یعنی چہ و ہرگاہ این اناجیل متداولہ بعینہا کلام ربانی نباشد پس صلاحیت استناد نخواہد داشت، و احتجاج بآن بر اہل اسلام ناتمام زیرا کہ احتمال کم و زیادتی و تحریف و تغییر دراں منطوق بلکہ وقوع آن معلوم و متیقن، یہاں تک عبارت اس رسالے کی تھی، اور اسی طرح مجتہد صاحب اور انکے اقارب اور توابع کی تحریرات میں جابجا اس قسم کی باتوں کی تصریح ہے، طوالت کا خوف کرکے نہیں نقل کرتا، بہر حال اس امر میں

تنبیہ سوم

علماء فریقین متفق ہیں، تیسری تنبیہ اور اس تنبیہ میں اپنی رائے کو لکھتا ہوں اللہ خطاء سے بچا کر سچی اور ٹھیک بات ظاہر کراوے اقول وبہ نستعین بلاشبہ حضرت موسیٰ پر کلام ربانی نازل ہوا تھا جسکا نام حقیقت میں توریت تھا، مگر اس کا اصل نسخہ تو سلیمان عم کی سلطنت سے پہلے ہی گم ہو گیا تھا اور اس سلطنت کے بعد ان حوادثات اور کفریات کا لحاظ کر کے جنکا ذکر پہلی ہدایت کے اندر توریت کے بیان میں پہلی دلیل کے اندر گذرا بخت نصر کے حادثے سے پہلے اس نسخے کی صحیح نقلوں کا اور اسیطرح عہد عتیق کی بعضی کتابوں کا خاتمہ ہو چکا تھا اور یوشیا کے عہد والے نسخے کا کہ جسکی صحت اور عدم صحت مشتبہ ہے، اور اس کی نقلوں کا اور عہد عتیق کی اور کتابوں کا بخت نصر کے حادثے میں بالکل نشان مٹ گیا، جیسا چوتھی ہدایت کی تیسری وجہ میں گذرا، سو توریت اور عہد عتیق کی بعض کتابوں کا تواتر تو اسی وقت سے منقطع ہو گیا تھا، پھر بابل کی قید کی رہائی کے بعد جو انکا وجود ہوا، تو اول کسی خبر متواتر یا مشہور سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی، کہ عزرا پیغمبر نے عہد عتیق کی کس کس کتاب کو لکھا تھا، اور روایات احاد عقائد کا مبنیٰ نہیں بن سکتیں، خصوصاً جس صورت میں کہ انکی سند بھی ضعیف ہو، اور آپس میں متخالف ہوں، جیسا بارہویں ہدایت کی چوتھی قسم کی پہلی تنبیہ میں گذرا اور اگر انہیں روایات احاد ضعیف السند کے موافق اتنی بات مان لیویں، کہ عزرا پیغمبر نے عہد عتیق کی ان کتابوں کو جو انسے پہلے تھیں پھر لکھدیا ہے، تو انٹیوکس کے حادثے میں ان نسخوں کا بھی تواتر منقطع ہوا، اسی لئے رومن کیتھولک کے فرقے کے علماء بالاتفاق کہتے ہیں، کہ پھر ان کتابونکی صداقت کی گواہی نہ تھی، جب تک مسیح اور حواریوں نے ان کی صداقت کی گواہی نہ دی تھی، جیسا چوتھی ہدایت کی چوتھی وجہ میں گذرا، اور غالب یہ ہے، کہ عزرا پیغمبر نے ان کتابونکو بذات خود نہیں جمع کیا، بلکہ اسوقت اور کاہنوں اور اور علماء یہود نے روایات زبانی سے جو کسی کے یاد تھیں، اور روایات مکتوبی سے جسقدر انکو مل سکیں، پھر ان کتابوں کو جمع کر لیا ہے، اور قصص اور متممات اور شان نزول وغیرہ بطور شرح کے طور اپنی طرف سے بڑھا دیئے ہیں، اسی لئے توریت میں بھی اس طرح کرتے ہیں، کہ جہاں خدا کا حکم ہوتا ہے، اسے قال اللہ کے تحت میں اور جہاں موسیٰ عم کا قول ہوتا ہے، اسے قال موسیٰ کے تحت میں داخل کرتے ہیں، اور موسیٰ کو بصیغہ غائب تعبیر کرتے ہیں، اور اسی لئے ان کتابوں کے اندر جو اکثر روایات ضعیفہ

متخالفہ سے جمع ہوئی تھیں، غلطیاں اور اختلاف بھی واقع ہوئے ہیں، جیسا پہلی جلد کے اندر اور اس جلد میں آٹھویں ہدایت کے اندر گذرا، اور اگر کہو کہ عزرا ہی پیغمبر نے اسی طور جمع کیا ہے، تو اب ترجیح اسبات کو ہے، کہ انہوں نے روایات متداولہ سے مکتوب ہوں یا غیر مکتوب ان کتابوں کو جمع کر دیا ہے، اور ہرگز الہام جدید سے نہیں لکھا، بلکہ کتاب اول اخبار الایام کو بھی جو خاص انہیں کی تصنیف ہے، اور دو پیغمبروں کی مدد سے اس کو لکھا ہے، اسی قسم کی روایتوں سے بدوں الہام کے جمع کر دیا ہے، اسی لئے اس میں بھی غلطی اور اختلاف واقع ہو گیا ہے، جیسا ان کتابوں میں ہے، اور تشریح اس کی چھٹی ہدایت کے اندر گذری، اور جیسے ہمارے مذہب میں ان قدسی حدیثوں اور رسول اللہ ﷺ کے ان اقوال کو جو مروی بروایات احاد ہیں، یوں کہتے ہیں، کہ اللہ صاحب نے یوں فرمایا اور رسول اللہ نے یوں ارشاد کیا، اسی طور اہل کتاب میں بھی اسطور پر کہ خدا نے یوں فرمایا، یا موسیٰ یا فلانے پیغمبر نے یوں کہا، کہنا صحیح تھا، اور جس کتاب میں جس شخص کے اکثر قول ہوں، یا اس کا حال ہو، اسکو اہل کتاب کے مذاق کے موافق یوں کہنا کہ مثلاً موسیٰ کی کتاب یا سموئیل کی کتاب یا راعوث کی کتاب صحیح تھا، جیسا بارہویں ہدایت کی تیسری قسم کی تیسری وجہ میں گذرا، اور جناب مسیح کی گواہی ان کتابوں کی بابت اول تو ہمارے نزدیک ثابت ہی نہیں، اور اگر بالفرض والتقدیر مان بھی لیویں، تو ان کی گواہی سے نہ یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ توریت کے سوا کتنی ہیں، اور نہ انکا نام اور نہ یہ بات کہ یہ کتابیں انہیں لوگوں کی تصنیف ہیں، جنکی طرف منسوب ہیں، اور نہ یہ بات کہ ہر ہر جز اور ہر ہر بات ان کتابوں کی الہامی ہے، اور اگر یہ سب باتیں بالفرض مانی جاویں، تو اجد کی تحریف کے واسطے یہ گواہی کوئی مانع نہیں، جیسا مشروحاً بارہویں ہدایت کی تیسری قسم میں گذرا، سو اب عہد عتیق کی ان کتابوں کی نسبت میرا یہ اعتقاد ہے، کہ یہ توریت ہرگز وہ نہیں، جسے موسیٰ نے تصنیف کیا تھا، جیسا پہلی ہدایت میں گذرا، بلکہ ایک مجموعہ ہے، جو قدیم روایتوں سے مکتوبی ہوں یا غیر مکتوبی یا دونوں جمع کیا گیا ہے، جیسا نورٹن نے بھی ایسا ہی کہا ہے، رہی عہد عتیق کی اور کتابیں وہ تو بہت ہی بے سند ہیں، اور غالباً جو عزرا پیغمبر سے پہلے تھیں، وہ سب کی سب اسی قسم کی روایتوں سے جمع ہوئی ہیں، اور جامعین کو جو توریت کی نسبت انکے جمع کرنے میں اہتمام تھوڑا ہوا ہے، تو اسواسطے ان میں روایات ضعیفہ اور قصص کا ذخیرہ

اور حکایات باطلہ بہت داخل ہو گئی ہیں، ۲ عہد جدید سو اتنی بات تو علماء مسیحی کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ اس کی کوئی کتاب ایسی تو نہیں، جس میں حضرت عیسیٰؑ نے بذات خود ان سب الہامات الہیہ کو جو انکو ہوئے تھے ضبط کیا ہے، اور نہ ایسی ہے، کہ انہوں نے اور کسی حال کو اس میں بذات خود لکھا ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے، کہ حضرت عیسیٰ یہودی تھے، اور انہوں نے پرورش یہودیوں میں پائی تھی اور اس وقت ان لوگوں کی بولی عبری تھی، یا عرامائی، جو عبری کے بہت ہی قریب ہے، تو حضرت عیسیٰ کی بھی بولی ایسی ہی تھی، اسلئے ان انجیلوں میں بھی جو بعض قول انکا بلفظہ نقل ہوا ہے، وہ ایسا ہی ہے، مثلاً متی کی انجیل کے ۲۷ باب ۴۶ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۳۹ء بلند آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی، یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا کیوں تو نے مجھے چھوڑ دیا، اور مرقس کی انجیل کے ۳ باب کے ۱۷ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۱۴ء زبدی کے بیٹے یعقوب اور یعقوب کے بھائی یوحنا کو جنہیں بوانرجس جسکا ترجمہ بادل کے بیٹے ہے خطاب دیا، اور اسی انجیل کے ۵ باب کے ۴۱ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۳۹ء اور اس سے کہا، طلیتا قومی جسکا ترجمہ ہے، اے لڑکی اٹھ میں تجھے یہی فرماتا ہوں، اور اسی انجیل کے ۷ باب کے ۳۴ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۱۱ء ونظر الی السماء وتنہد وقال افاثا الذی ہو انفتح نسخہ ۱۸۱۶ء ونظر الی السماء وقال افثا یعنی انفتح دیکھو افاثا یا افتح جس کے معنے یہ ہیں، کھل جا، ایسا ہی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سلفاً خلفاً لوگوں کی عادت یہی ہے، کہ اگرچہ کوئی دوسری زبان کا ماہر بھی ہو، مگر اپنی ولایت اور ملک والوں سے جب وہ بلاتکلف باتیں کرے گا، تو اپنی اصلی زبان میں کریگا، گو مخاطب بھی اس کا اس دوسری زبان سے واقف ہو، اور جو کوئی کسی کی نسبت اس قاعدے کے خلاف ظاہر کرے، تو وجہ ثبوت کی حاجت ہوگی، کیونکہ یہ ظاہر اور عادت کے خلاف ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے، کہ عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے، کہ جو نبی جس ولایت میں ہوا ہے، اس ولایت میں جو اس کی اور اس کی قوم کی بولی ہو، اسی بولی میں اسکو وحی الہی ہوتی ہے نہ دوسری ولایت کی زبان میں، اور یہی بات اس مقدمے سے بھی سمجھی جاتی ہے، جو عربی بائیبل منطبعہ ۱۶۲۵ء پر جس کو پوپ اربانوس ثامن کے حکم سے بہت سے مسیحی علماء زباندان نے جمع ہو کر لکھوایا ہے، لکھا ہے اور عبارت اس کی مطلب کے موافق یوں ہے۔ فاما ذلک الکلام الذی انزلہ اللہ سبحانہ فکتبہ اولا الانبیاء والرسل بلغاتہم کل احد منہم بلغۃ بلدتہ وقومہ ثم من بعدہم نقل الی السنۃ مختلفۃ لتعرف جمیع الامم ما اوحی بہ اللہ لخلاصہم

اجمعین یعنی یہ کلام کہ اتارا اسکو حق تعالے نے سو لکھا اسکو پہلے نبیوں اور پیغمبروں نے اپنی بولیوں میں اور ہر ایک نے نبیوں سے لکھا اپنے شہر اور اپنی قوم کی بولی میں، پھر انکے بعد وہ کلام نقل کیا گیا مختلف زبانوں میں تاکہ سب گروہ دریافت کریں، جو خدا نے ان سب کی نجات کے لئے وحی بھیجی ہے، اور یہ بھی بالاتفاق مسلم الثبوت ہے، کہ تمام ممالک یہودیہ اور اسرائیلیہ ولایت عبری تھے، اور یونان کی ولایت جدا تھی، سو ممالک یہودیہ اور اسرائیلیہ کی ولایت کی وہی بولی تھی، عبری یا عرامانی، اور یونانی ہرگز نہ تھی، اور یہ بھی بالاتفاق مسلم الثبوت ہے، کہ حضرت عیسیٰ نے یونان میں جا کر یونانیوں کو دعوت نہیں دی بلکہ ان انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے، کہ حضرت عیسیٰ سولی دیئے جانے سے پہلے اپنی نبوت کی تخصیص کرتے تھے اور فرماتے تھے، کہ میں بنی اسرائیل کے سوا اور کیطرف مبعوث نہیں ہوں، بلکہ عرصے کے بعد عروج سے حواریوں نے یونانیوں کو دعوت دی، جیبر وانی ٹیکر جو فرقے پروٹسٹنٹ کا بڑا محقق ہے، انکا تخطیہ کر کے کہتا ہے، کہ سب حواریوں نے اسبات میں غلطی کی ہے، جیسا دسویں ہدایت کے اندر گذرا، تو اب ظاہر بلکہ یقین کے قریب ہی ہے، کہ الہام اور وحی جو حضرت عیسیٰ کو ہوتا تھا، وہ عبری میں تھا یا شاید عرامانی نہ یونانی میں، اور اسی طرح تعلیمات انکی بھی عروج تک عبری یا شاید عرامانی میں تھیں، نہ یونانی میں، اور یونانی میں ہونا بالکل ایک وہم ہے، جو ظاہر اور عادت اللہ اور عادت الناس اس کو باطل ٹھیراتا ہے، اور ظاہر ہے، کہ حضرت مسیح کی وہ تعلیمات اور الہامات اس زبان میں تو اب کسی انجیل میں نہیں پائے جاتے سو اصل تو جسکا نام ہم انجیل رکھتے ہیں، اول ہی سے یقیناً گم ہے، اور اکھارن اور اور علماء جرمن کی تحقیق جسکو محقق لیکلرک اور کوپ اور میکالس اور لیسنگ اور نمیر اور مارش کا کا قول بھی موید ہے، اچھی ہے، کہ اصل انجیل کھوئی گئی رہی، یہ غیر اصل اور ترجمہ اس کا...

سو اسکا حال یہ ہے، کہ اول کی تین انجیلونکی دوسری صدی کے آخر تک سند گم ہے، جیسا بارہویں ہدایت کی چوتھی قسم کی پہلی تنبیہ میں گذرا، اور باوجود فقدان سند کے قدما کے مذہب اور اور بہت علماء محققین عیسائی مذہب کی تحقیق کے موافق متی والی انجیل کھوئی گئی، اور صرف انکا ترجمہ یونانی کہ نہ مترجم کا ٹھیک حال معلوم ہے، کہ کون تھا، اور اسکا کیا نام تھا اور نہ اس کے علم اور وثاقت کا، بلکہ نورٹن کی تحقیق کے موافق ایک ایسا شخص ہے، جسکو روایت کی تنقید ہرگز نہیں، اور اس نے جھوٹا قصہ اور کہانی بھی اپنے ترجمہ میں ملائی ہے، اور یوحنا

کی انجیل پر شبہ قوی ہے، کہ وہ یوحنا کی نہیں، اور مرقس کی انجیل کا اول تو بعضے فضلا عیسائی مذہب کی تحقیق کے موافق اصل گم اور ترجمہ باقی ہے، اور دوم وہ اور لوقا کی انجیل یقیناً الہامی نہیں، بلکہ لوقا کی انجیل میں دروغ رواتیی بھی ہے، جیسا دسویں ہدایت میں گذرا اور نامہ دوم پطرس و نامہ دوم و سوم یوحنا اور نامہ یعقوب اور نامہ یہوداہ اور کتاب مشاہدات اور نامہ عبرانیہ اور نامہ اول یوحنا کے بعضے ورس بالکل واجب الرد ہیں، جیسا پہلی ہدایت میں شرحاً گذرا، سو اب عہد جدید کے حق میں یہ اعتقاد ہے، کہ اول تو اس کی سند نہیں، بلکہ دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع میں ان بہت سی انجیلوں سے جو کثرت سے پائی جاتی تھیں، اور کوئی ایسی نہ تھی، کہ جسمیں سب حال سچا ہو، ان چار انجیلوں کو تثلیث کے معتقدوں نے اوروں کی نسبت اچھا دیکھکر اور اپنے مطلب کے کچھ مفید پاکر واجب التسلیم کر لیا ہے، اور ایسی انجیلوں کو جنمیں تثلیث کی جڑ اکھڑتی تھی، یا شریعت موسوی کے وجوب اطاعت کا انمیں حکم تھا، یا اور انکے غرض کے مخالف تھیں، بالکل چھوڑ دیا، اور پونے چار سو یا چار سو برس کے بعد وہ نامجات اور کتاب مشاہدات جنکا ذکر اوپر گذرا، کونسلی حکم سے واجب التسلیم ٹھیرے، اور یہ کونسلی حکم جیسا کافہ پروٹسٹنٹ کے نزدیک اور جھوٹی کتابوں کے حق میں مثل کتاب جودتھ اور کتاب وزدم وغیرہما کے واجب الرد ہے، ایسا ہی یہ کونسلی حکم ہمارے نزدیک سند نہیں، اور اسبات کو کہ تثلیث کے معتقدوں میں اس ترتیب سے محمدؐ کے زمانے سے عہد جدید کی کتب مذکورہ واجب التسلیم ہو گئی تھیں، ہم انکار نہیں کرتے، اور اس انکار سے ہماری کچھ غرض متعلق نہیں، اور ہم ہرگز نہیں کہتے، کہ محمدؐ کے زمانے سے پہلے ان کتابوں کا وجود نہ تھا، پیچھے سے کسی نے بنالی ہیں، اور نہ یہ کہتے ہیں، کہ حضرت عیسیٰ کا کوئی قول صحیح ان میں نہیں، بلکہ یہی کہتے ہیں، کہ اصل گم ہے، اور ان کی سند نہیں، اور تثلیثیوں کی یہ تسلیم، کہ کسی کو ڈیڑھ سو پونے دو سو اور کسی کو پونے چار سو چار سو برس تخمیناً کے بعد مان لیا، ہم پر حجت نہیں، اور ان میں روایات جھوٹی اور سچی ملی ہیں اس لئے بدوں دلیل کے کوئی قول واجب التسلیم نہیں، اور عہد عتیق اور جدید کی نسبت اتنا اعتقاد مشترک ہے، کہ ان میں ہر قسم کی تحریف لفظی بلا شک ہوئی ہے، جیسا پانچویں ہدایت میں گذرا، اور ہر قسم کی تحریف لفظی کا اقرار سلفاً خلفاً ان کتابوں کے حامی کرتے آئے ہیں، اور تحریف معنوی تو بلا شبہ سب کے نزدیک مسلم ہے، جیسا ساتویں اور نویں

ہدایت کے اندر گذرا، اور تحریف لفظی عہد جدید میں زیادہ ہوئی ہے، کہ مخالف مذہب کا دوسری ہی صدی میں بڑے زور سے فریاد کرتا ہے، کہ عیسائیوں نے تین بار چار بار بلکہ اس سے بھی زاید اپنی انجیلوں کو بدلا ہے، اور مسائے کی عہد امارت میں مصنفوں کی جہالت کے سبب ان انجیلوں کو برا ٹھہرایا گیا، اور انکی پھر کر تصحیح ہوئی، اور اس قسم کی اصلاح اور تبدیل تو مسیحیوں کی ایک جبلی عادت ہے، جیسا ساتویں اور چوتھی اور بارہویں[۱۲] ہدایت میں مشروحا گذرا، اور انمیں اختلافات اور غلطیاں بھی ہیں، جیسا پہلی جلد کے اندر اور اس جلد میں آٹھویں ہدایت کے اندر گذرا، اور انکا ہر معاملہ اور ہر گذارش انکے علما محققین کے اقرار کے موافق بھی الہامی نہیں جیسا مشروحا دسویں ہدایت کے اندر گذرا[۱]، سو اب ہمارے نزدیک عہد عتیق اور جدید کی ان کتابوں کا ایسا حال ہے، جیسا ان سیر کی کتابوں کا حال ہو، جنمیں ہر طرح کی روایات ضعیفہ مخلوط ہوں، اور بڑے اطمینان سے آیت قرآنی اور تفاسیر اور علماء اسلامیہ کے فتوے کے موافق جن کی تشریح عنقریب دوسری تنبیہ میں گذری، جزما اور یقینا کہتا ہوں، کہ انکی ہر گذارش اور ہر حال کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاوے، کہ جو دلیل عقلی قطعی یا نقلی قطعی کے مخالف ہو، اگر اس کی تاویل ہو سکے، تو کیجاوے، ورنہ یقینا مردود ٹھہرایا جاوے، اور جو دلیل قطعی کے موافق ہو، اس کو یقینا مانا جاوے، اور جو نہ مخالف ہو، اور نہ موافق تو اس میں سکوت کیا جاوے، نہ انکار کیا جائے اور نہ تصدیق، ہاں ایسے قصص اور نصایح کو بدون واجب التسلیم سمجھنے کے وعظ اور نصیحت میں نقل کرنا صحیح ہے، واللہ اعلم بالصواب، اور اب جو اس تیرہویں سوال کے جواب کی بارہ ہدایتوں سے بفضل اللہ فراغت ہوئی، سو اس وعدے کے موافق جو چودہویں سوال کے جواب میں کر آیا ہوں، چھوٹے مباحثہ کے بقیہ کو اور بڑے مباحثہ کے کل کو خطوط کے سوا نقل کرتا ہوں، جاننا چاہیئے، کہ ربیع الآخر کے مہینے ۱۲۷۰[۲] ہجری میں دوسرے جلسہ میں جب نسخ کی بابت گفتگو ختم ہوئی، جیسا چودہویں سوال کے جواب میں تشریح اس کی گذری، اور تحریف میں گفتگو آپڑی اور جو دونوں پادری صاحب یہ جانتے تھے، کہ کوئی ہم میں سے انگریزی زبان نہیں سمجھتا، تو پادری کئی صاحب نے پادری فرنچ صاحب کو انگریزی میں کہا، کہ اس امر میں انگوٹھی رکھیو، اور تم

ذکر بقیہ مباحثہ اصل

---

۱ ڈاکٹر وزیر خانصاحب اپنے خط مورخہ ۔ جولائی ۱۸۵۹ء میں لکھتے ہیں، کہ جب یہ اناجیل موضوع ثابت ہوگئیں، کہ نہ تو حواریوں کی تصنیف ہیں، اور نہ وحی سے لکھی گئیں، اور مصنف انکی غلطیاں بھی کرتے تھے، اور پھر یہ بھی کھلا، کہ محرف بھی ہوگئیں تو اب وہ کونسا خلل اور نقصان ہے، جو باقی رہ گیا منہ ۱۲

معترض رہیو، اور تحریف کا اثبات ان سے طلب کرو، ڈاکٹر محمد وزیر خانصاحب نے کہا، کہ اول کوئی
قاعدہ مقرر ہو جاوے، کہ اسکو پہلے فریقین تسلیم کریں، تاکہ اسکے موافق تحریف کا اثبات کیا جاوے
اسکا جواب کچھ نہ ملا، مگر یہی کہا، کہ تحریف ممکن نہ تھی، کیونکہ توریت کا نسخہ موسیٰ کا لکھا ہوا بخت نصر
کے زمانے تک محفوظ تھا، اور صندوق میں بڑی احتیاط سے رکھا تھا، کہ جو بادشاہ تخت پر بیٹھتا تھا
تے اپنا دستور العمل ٹھیراتا تھا، پس اسمیں تحریف کیونکر ہوتی، میں نے کہا، کہ وہ کونسے صندوق
میں تھا، آیا اسی صندوق میں جسمیں دو لوحیں رکھی ہوئی تھیں، کہا، کہ ہاں میں نے کہا، کہ اسمیں
تو حضرت سلیمان کے عہد میں بھی نہ تھا، اسکو سنکر دونوں صاحبوں نے تعجب کے طور پوچھا، کہ کس
دلیل سے کہتے ہو، میں نے کہا، کتاب اول سلاطین کے آٹھویں باب میں ہے، بولے کس جا
میں نے اس باب کا ۹ ورس نکالکر دکھلایا، جو یوں ہے، اور صندوق شہادت کے اندر ان دو
لوحوں کے سوا کچھ نہ تھا، کہ جنہیں موسیٰ نے حورب پر اس میں رکھا، الخ اسکو دیکھکر دونوں صاحب
چپ رہے پھر فرنچ صاحب نے کہا، کہ خیر یہ ایک ہلکی بات ہے، اور اس سے تحریف ثابت
نہیں ہوتی، میں نے کہا، کہ میں نے بھی اسکو اثبات تحریف کیواسطے ذکر نہیں کیا، بلکہ آپ کے اس
فرمانے پر بیان کیا تھا، کہ وہ نسخہ موسیٰؑ والا بخت نصر کے عہد تک محفوظ تھا، اور تحریف کی دلیلیں
تو اور ہیں، فرمایا کہ سلیمان کے باپ داؤد نے گواہی دی ہے، کہ انکے پاس خدا کا کلام تھا، اور اسکو
پڑھتے تھے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ کس جا انکے کلام میں ہے، کہ یہ سارا مجموعہ توریت کا جواب پایا
جاتا ہے، انکے پاس تھا، ہم تو اس مجموعہ کی بابت کلام کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ اولاً عہد عتیق اور
جدید کی کتابوں کی سند متصل نہیں ملتی، ثانیاً الحاق بھی ان میں یقیناً ہوا ہے، ثالثاً یقیناً انہیں
روایات غلط بھی ہیں، اور اکثر روایات مختلف بھی پائی جاتی ہیں، مثل روایات احاد کے پادری
صاحب نے کہا، کہ کتب اسناد میں سند انکی لکھی ہوئی ہے، میں نے کہا، زیادہ تو نہیں، آپ اسوقت
مجھکو کتاب ایوب اور کتاب نشید الانشاد کی سند بتلا دیجیے، اسے ٹال دیا، اور عہد جدید پر آئے
اور کہا، کہ برابر مشائخ کی کلام سے اس کی سند چلی آتی ہے، میں نے کہا، کہ یوسی بئیس اپنی تاریخ
کلیسیا میں لکھتا ہے، کہ نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم اور سیوم
یوحنا اور مشاہدات پر قدما کو گفتگو تھی، اور بعضوں نے مشاہدات کو سرنتھیس ملحد کی تصنیف
بتلایا ہے، پادری صاحب نے کہا، کہ تاریخ یوسی بئیس ہمارے پاس نہیں، اور فقط یوسی بئیس
کے لکھنے سے کیا ہوتا ہے، میں نے کہا، کہ یوسی بئیس کو جانے دیجئے، اور آپ مشاہدات کی سند

تبلائیے، اسپر انگریزی میں دونوں صاحب آپس میں کلام کرنے لگے، پھر کہا، کہ سب کلیسیا نے
اسکو مانا ہے، ڈاکٹر وزیر خاں صاحب نے کہا، کہ کلیسیا آپ کے نزدیک کس چیز سے عبارت ہے
اگر سب قدماء عیسائیوں سے ہے، تو غلط ہے، اور اگر کونسل کارتھیج سے ہے، جو سنہ ۳۹۷ء میں جمع ہوئی
تھی، تو مسلم ہے، مگر اسکے آگے وہ کتاب الہامی نہ کہلاتی تھی، اور قطع نظر اسکے اس کونسل والوں
نے تو کتاب جوڈتھ اور کتاب وزڈم اور مقابیس کی دونوں کتابوں کو اور کتاب ٹوبیاس اور کتاب
ایکلیزیاسٹیکس اور کتاب باروق کو بھی الہامی مانا تھا، اور تم انکو الہامی نہیں مانتے، پادری صاحب
نے کہا، کہ اس کونسل سے آگے کونسل نائس میں بھی اسکو الہامی مانا گیا تھا، ڈاکٹر صاحب نے کہا
کہ کونسل نائس میں اسکا ذکر بھی نہیں آیا تھا، بلکہ اس کے باب میں تین قول ہیں، صاحب اکسیہومو
لکھتا ہے، کہ کونسل والے سب جھوٹی اور سچی کتابیں ایک مذبح پر رکھکر نماز اور دعا میں مشغول
ہوئے، کہ جو سچی ہیں، مذبح پر رہ جاویں، اور جھوٹی گر جاویں، سو جو رہ گئیں سچی اور جو گر پڑیں جھوٹی
مانی گئیں، اور تمہارے علماء نے مثل لارڈنر کے لکھا ہے، کہ اس کونسل میں ان کتابوں کا ذکر نہیں
آیا، اور جو فیبوڈورٹ کے قول کی سند لاتے ہیں، کہ کتابیں میز پر لاکر رکھی گئی تھیں، اس کی کچھ سند
نہیں اور رومن کیتھولک کہتے ہیں، کہ اس کونسل میں کتاب جوڈتھ الہامی ٹھیرائی گئی تھی، آپ ان
تینوں قولوں میں سے کسکو مانتے ہیں، اسپر کچھ نہ کہا، بلکہ یہ کہا، کہ ہم دکھلا دیتے ہیں، اور دونوں صاحب
اٹھکر کتاب ڈھونڈھنے لگے، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا، کہ اگر تکلیف ہو، تو جانے دیجئے، پھر بیٹھے کہا، نہیں
ہم ابھی دکھائی دیتے ہیں، تلاش کے بعد کئی صاحب پیچی کی کتاب کو لائے، مگر کونسل نائس کی جگہ
کونسل لوڈیسیا کا حال نکالکر پیش کیا، لہ اور تماشا یہ ہے، کہ اس میں لکھا تھا، کہ اس کونسل میں
مشاہدات خارج رہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ تو ہمارا عین قول ہے، اسپر شرمندہ اور چپ ہو کر
بیٹھ گئے، پھر کہا، کہ اور مشائخ کے کلام میں اس کی سند پائی جاتی ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ اول
کسنے لکھا ہے، پادری صاحب نے کئی صاحب سے انگریزی میں دریافت کیا، اور کلیمنٹ کا نام لیا،
ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ لارڈنر کے لکھنے کے موافق کلیمنٹ کی ایک چٹھی پائی جاتی ہے، اور اس
چٹھی میں کئی جا مضمون انجیل سے ملتا ہے، جسکو عیسائی کہتے ہیں، کہ اسنے انجیل سے ان مضمونوں کو
نقل کیا ہوگا، اولاً ہم اسی کو نہیں مانتے، کہ اس نے انجیل سے انکو نقل کیا ہو، کیونکہ بے تصریح حوالا میں
نہیں جائز ہے، کہ وے مضمون بطور روایات زبانی کے کلیمنٹ تک پہنچے ہوں، اور اگر بہ تقدیر

لہ غالباً یہ حرکت پادریوں کی عادت کے موافق مغالطہ دہی کے طور ہو کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو یہاں کوئی انگریزی پڑھا ہوا نہیں

مان لیں، تو پھر اس انجیل کا حوالہ نہیں، اور اسقدر سے اسکا تواتر لفظی ثابت نہیں ہوتا، کہا، کہ
تمہارے قرآن کا کیا حال ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ قرآن کے لفظوں کا تو کیا ذکر اس کے
حرکات بھی بتواتر منقول ہیں، دونوں پادری صاحبوں نے کہا، کہ قرآن کی بابت ہم کلام نہیں
کرتے، اور سند کی بابت کلام منقطع ہوا، اس کے بعد میں نے ہارن صاحب کی عبارت جو اس کی
تفسیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۹۹ میں نسخہ ۱۸۲۲ء والے میں ہے، دونوں کو دکھائی، جسکا مضمون
یہ ہے، کہ ان فقروں میں معلوم ہوتا ہے، کہ عبری محرف ہے، مثلاً کتاب ملاکیا کے ۲ باب کا پہلا ورس
میکا کی کتاب کے ۵ باب کا دوسرا ورس، ۱۶ زبور کا ۸ ورس سے ۱۱ ورس تک کتاب عاموص کے ۹
باب کا ۱۱ و ۱۲ ورس، ۴۰ زبور کا ۶ ورس سے ۸ ورس تک، ۱۱۰ زبور کا ۴ ورس کبی صاحب نے
دیکھکر کہا کہ ہاں ہارن لکھتا ہے، کہ عبری ان مواضع میں معلوم ہوتی ہے، کہ خراب کی گئی، فرنچ
صاحب نے کہا، کہ ہارن صاحب گو اپنے وقت میں بہت اچھے تھے، مگر انکو عبری نہ آتی ہے، اور
اور صاحب یعنی کبی صاحب عبری خوب جانتے ہیں، اور ہارن صاحب کے بعد اور لوگ بھی ان
سے زائد ہوئے ہیں، اسپر میں نے تفسیر ہنری و اسکاٹ سے دو موضع کا نشان دیا، کہ انہیں عبری
کی تحریف کا اقرار ہے، فرنچ صاحب نے کہا، کہ ہنری و اسکاٹ گو بڑے مفسر تھے، مگر اب معلوم
ہوا ہے، کہ انہیں عبری نہ آتی تھی، میں نے کہا، کہ اگر ان مفسروں کا قول آپ کے نزدیک سند
نہیں، تو انکے اقرار کے سوا اور مواضع کو ظاہر کرتا ہوں، جو فرمانا ہو، فرمایئے کہا، اچھا میں نے کتاب
اول اخبار الایام کے ۱۲ باب کا ۱۲ ورس کو جو کتاب ۲ سموئیل کے ۲۴ باب کے ۱۳ ورس کے
صریح مخالف ہے، پیش کیا، اس کے سنتے ہی کبی صاحب نے گفتگو کو تمام کیا، اور کلام جلسے دعائیہ
پر ختم کیا، اور فرنچ صاحب سے انگریزی میں کہا، کہ انسے کہدو، ہم تمہاری ملاقات سے بہت
خوش ہوئے، اور تم نے کوشش سے کتب مقدسہ کا تدارک کیا ہے، اللہ اسکا نتیجہ نیک تمکو دیوے
اور ہمارے نزدیک رسالت سے غرض اصلی یہ ہے، کہ اللہ کی صفتیں لوگوں پر خوب کھل جاویں
اور لوگ اسکی طرف راغب ہوں، اور ہم نے جو تدارک کیا، تو ان کتابوں میں اسکو پایا، مگر انسے
کہدو، کہ ہم جو عیسائی ہیں تو یہ بات اپنے عقیدے کے موافق کہتے ہیں، کچھ بحث کی راہ سے
نہیں کہتے، ڈاکٹر صاحب نے سنکر کہا، کہ میں سمجھ گیا، مونیو صاحب یعنی مجھ سے بھی کہدونگا،
فرنچ صاحب نے فرمایا، کہ نہیں مجھکو کہنے دیجئے، ڈاکٹر صاحب اس خیال پر کہ گفتگو تمام
ہوئی، اٹھکر کتابوں کیطرف دیکھنے لگے، مگر فرنچ نے کبی صاحب کی تقریر کو محرف کرکے اور

ہی طور بیان کیا، کہ صاحب فرماتے ہیں، کہ ہم تمہاری ملاقات سے بہت خوش ہوئے، اور تمنے بڑی کوشش سے کتب مقدسہ کا تدارک کیا ہے، اللہ اسکا نیک نتیجہ دیوے، اس کے بعد اپنی طرف سے یہ کہا، کہ کیا اچھا ہوتا، اگر تم مسیحی ہوتے، میں نے کہا، ہم بھی اپنے عقیدے کے موافق کہتے ہیں، کہ کیا اچھا ہوتا، اگر آپ محمدی ہوتے، پھر کہا، صاحب فرماتے ہیں، کہ ہمنے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کو بڑے غور سے دیکھا ہے، اور تینوں کے اول میں خدا کی صفتیں ایک ہی طور پر پائی جاتی ہیں، مگر قرآن میں وہ بات نہیں، ڈاکٹر صاحب پھر بیٹھ گئے، اور کہا، صاحب تو رخصت کر چکے تھے، اور ہرگز انہوں نے یہ بات نہیں کہی تھی، اور تم نے پھر اٹکایا، اور قرآن کا جواب ذکر کرتے ہیں، سنئے کہ انجیل میں خدا کی پاکی کا وہ حال جو قرآن میں نہیں ہے، یہ ہے، کہ تین خدا ہیں، ایک آسمان پر رہا، دوسرا مریم کے رحم میں نو مہینے رہکر مکان مخصوص سے نکلا، اور زندگی بھر کھاتا پیتا رہا، اور تیسرا خدا کبوتر کی شکل میں اس دوسرے خدا پر اترا، اس کے بعد کئی صاحب رخصت ہوئے، اور میرا ارادہ بھی رخصت ہونے کا تھا، کہ فرنچ صاحب نے کہا، ٹھہرے رہو، میں آتا ہوں، اور مجھکو کچھ اور عرض کرنا ہے، اسپر میں نے توقف کیا، اور دونوں پادری صاحب دوسرے کمرے میں گئے، اور تھوڑی دیر تک کچھ باتیں کرتے رہے، اس کے بعد کئی صاحب رخصت ہوئے، اور فرنچ صاحب پھر آئے اور کچھ اور بات چیت کے بعد پھر مذہب کا ذکر آ گیا، اسپر ڈاکٹر صاحب نے سامنے سے انجیل اٹھا کر متی کی انجیل کے پہلے باب کا یہ ورس پیش کیا، کہ اس کو تو دیکھئے، دیکھکر فرمایا، کہ دین عیسوی کے منکر اسی کو بہت پیش کیا کرتے ہیں، اور اس میں البتہ کچھ مشکل ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ توجیہ اس کی فرمائیے، کہا، ممکن ہے، کہ کاتب سے عدد میں غلطی ہو گئی ہوگی، ڈاکٹر صاحب نے کہا اور سنئے، کہ متی عوزیاہ کو یورام کا بیٹا لکھتا ہے، حالانکہ تین پشتیں انکے بیچ میں گذری ہیں، اخزیاہ، یوآش، امصیاہ اور لکھتا ہے، کہ یوکنیاہ بیٹا یوشیاہ کا ہے، حالانکہ وہ پوتا ہے، اور لکھتا ہے، کہ یوکنیاہ کے بھائی ہیں، حالانکہ عہد عتیق میں ایک بھی اسکا بھائی مذکور نہیں، اور لکھتا ہے، کہ زروبابل شلتائیل کا بیٹا ہے، حالانکہ وہ اسکا بھتیجا ہے، نہ بیٹا، بلکہ وہ تو فدایاہ کا بیٹا ہے، جو شلتائیل کا بھائی تھا، پادری صاحب نے کہا، کہ جائز ہے، ان لوگوں نے ان کی میراث پائی ہو، جنکے بیٹے لکھے گئے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ اخزیاہ اور یوآش اور امصیاہ تینوں بادشاہ گذرے ہیں، اور انہوں نے کئی کئی سال سلطنت کی ہے، سو یہ توجیہ اس

یں تو جاری نہیں ہو سکتی، اور جب ایک نسب نامہ میں اتنی غلطیاں ہوں، تو ساری کتاب کو کیا قیاس کیا جاوے گا، شاید متی نے عہد عتیق نہ پڑھا ہوگا، کہ ایک نسب نامہ میں اتنی غلطیاں کر گیا، پادری صاحب نے کہا، کہ جائز ہے، کہ نسب نامے کو متی نے الہام سے نہ لکھا ہو، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ پھر کونسی دلیل ہے، اگر اور حال کو الہام سے لکھا ہے، ہم کہتے ہیں، کہ اور اور کو بھی الہام کے بغیر لکھا ہوگا، پادری صاحب نے کہا، کہ الہام ایک معجزہ ہے، اور معجزہ ضرورت کیوقت ہوا کرتا ہے، اور جو نسب نامہ اور لوگوں سے بھی معلوم ہو سکتا تھا، تو اس میں الہام کی حاجت نہ تھی، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ جب ایسے حال میں جو متی کا دیکھا ہوا بھی نہ تھا، الہام کی حاجت نہ تھی تو اپنے دیکھے ہوئے حال میں بطریقہ اولے الہام کی احتیاج انکو نہ ہوگی[1]، پھر پادری صاحب میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے، کہ کیا تم انصاف نہیں کرتے، کہ نسب نامے میں الہام کی احتیاج نہیں ہے، میں نے کہا شاید اسی سبب سے لوقا بھی متی کیطرح غلطی کر گیا ہے، جو ایک اور قینان کو اپنی طرف سے شالح اور ارفکسد کے بیچ میں نسب نامہ کے اندر بڑھا گیا، اسپر پادری صاحب نے کئی بار فرمایا، کہ ان غلطیوں کے نکالنے سے تم خدا کے غضب سے نہیں بچ سکتے، انصاف کرو، جب انکی یہ زیادتی کئی بار ہو چکی، تب میں نے بھی کہا، کہ انصاف کا نام آپ کیوں زبان پر لاتے ہیں، آپ کے نزدیک میں کبھی منصف نہ ہونگا، جب تک عیسائی نہ بن جاؤں، اور میرے نزدیک آپکی یہ کوشش تین سو روپیہ کیلئے ہے، اسبات سے پادری صاحب نے رنج ہو کر کہا، ہمکو توقع نہ تھی کہ تم ہمکو ایسا سمجھو گے، ہم اگر ولایت میں رہتے، تو ہماری قدر اس سے زائد ہوتی، میں نے کہا، شاید پھر گفتگو ی تمام ہوئے، اور جب چلنے کیواسطے کھڑے ہوئے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ آپ کا کیا نام ہے، پادری صاحب نے کہا، فرنچ، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ بھلا اگر میں کہوں کہ فرنچ صاحب کی عمر اسوقت میں جو یہاں کھڑے ہیں، ۲۲ برس کی ہے، اور مولوی صاحب کہیں کہ ۴۲ برس کی ہے، تو یہ دونوں قول سچے ہونگے، یا جھوٹے یا ایک جھوٹا، اور ایک سچا، پادری صاحب نے کہا، کہ ہم ایمان نہ کھوئیں گے، ایسی بات تو بہت مشکل ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اگر ایسی بات کتب مقدسہ میں نکل آوے، تو آپ کیا کیجئے گا، کہا، کہاں ہے.......

[1] جیسا باسو سبرا اور بیانان کہتے ہیں، کہ اُن معاملات میں جنکو بچشم خود دیکھا ہو، یا معتبر کتابوں سے نقل کیا ہو، الہام کی حاجت نہیں، اور تشریح اس کی دسویں ہدایت میں گذری، ۱۲ منہ رح اور تشریح اسکی پہلی تعلیم کے اندر اور اس جلد میں تیسری ہدایت کے اندر دوسرے اختلاف کے بیان میں گذری ۱۲ منہ رح

. . . . ڈاکٹر صاحب

نے میری طرف اشارہ کیا، میں نے کتاب دوم اخبار الایام کے ۲۲ باب کے ۲ ورس اور کتاب دوئم سلاطین کے ۸ باب کے ۲۶ ورس کا نشان دیا، کہ اول میں جلوس کیوقت احزیا کی عمر ۴۲ برس کی اور دوسری میں ۲۲ برس کی لکھی ہے، اسپر پادری صاحب نے انگریزی بائبل میں دیکھا، اور کہا، کہ یہ غلطی عدد میں ہے، اس سے مقصود میں غلطی لازم نہیں آتی ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ جب بہت غلطیاں اس میں ثابت ہو گئیں، پھر کونسی دلیل ہے، کہ اس ایک مقصود میں غلطی نہ ہو، اور جتنے کتب مقدسہ میں سو جگہ سے زائد غلطیاں نکالدیں ہیں، اور آپ سے قرآن میں پانچ جا بھی ایسی نہیں نکل سکتیں، پھر آپ ایمان کیوں نہیں لاتے، پادری صاحب نے کہا، یہ بڑی بات ہے، اور اسی پر گفتگو ختم ہوئی، اور جو عصر کا وقت تنگ ہو گیا تھا، میں رخصت ہوا، یہ حقیقت اکبرآباد کے پہلے مباحثہ کی تھی، جو چودہویں سوال کے جواب میں اور اس جا بیان ہوئی اگر دونوں جا سے جمع کیجاوے، تو ایک چھوٹا رسالہ بن جائیگا، اب دوسرے مباحثہ کی نقل کرتا ہوں

اکبرآباد کا دوسرا بڑا مباحثہ مشہور رہنا چاہیے، کہ پانچ وجہ کا لحاظ کر کے جنکا ذکر مباحثہ کی نقل کے بعد آوے گا، ۲۳ جمادی الاخری ۱۲۷۰ ہجری مطابق ۲۲ مارچ ۱۸۵۴ کو جمعرات کیدن بذریعہ خط کے پادری فنڈر صاحب سے میں نے مباحثہ کی درخواست کی، اور یوں لکھا، میں چاہتا ہوں، کہ مسیحیوں اور محمدیوں میں سے چند اشخاص ذی علم کے روبرو آپ کی تقریر سے مستفید ہوں، اور جو باتیں میرے دل میں بھری ہوئی ہیں، انکو آپ کیخدمت میں عرض کروں، اور سب حاضرین جلسہ کو آپ کے افادات کی تصنیف پر اطلاع حاصل ہو جاوے اور اس لئے کہ آپنے اپنی تصنیفات میں نسخ و تحریف کو محمدیوں اور مسیحیوں کے مسائل متنازعہ فیہا میں سے عمدہ مسئلہ قرار دیا ہے، جیسا کہ آپنے حل الاشکال کے پہلے خط میں اس امر کی تصریح کی ہے، اور مباحثہ کی پہلی بات اسی کو قرار دیا ہے، نیازمند بھی آپ کے ارشاد کا اتباع کر کے اور مسئلہ مذکورہ کے عمدہ ہونے کو مسلم رکھکر اثبات پر راضی ہے، کہ اولاً اسی مسئلہ پر گفتگو آئے

ف جیسا پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب میں اور اس جلد میں آٹھویں ہدایت کے اندر اس کا بیان مشروحاً گذرا ۱۲ منہ رح ٹ یہ پادری میزان الحق کا مولف ان انوں بہت ہی نیک نام تھا اور تمام ہندستان میں مسلمانوں کے مقابلے میں سب پادریوں میں ممتاز تھا اور خواہ مخواہ ہر فاضل مسلمان سے الجھتا تھا اور بڑا ہی دعمی تھا، اور عیسائیونکو اس کا بڑا ہی اعتقاد تھا، ۱۲ منہ رح

بعد اس کے جس مسئلے پر طرفین کی مرضی ٹھہرے، اسپر پادریصاحب نے منظور کیا، اور اپنے خط محررہ ۲۳ مارچ ۱۸۵۴ء میں یوں لکھا، آپ کے عنایت نامہ کے مضمون سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کو اشخاص فریقین کے مجمع میں مباحثہ علانیہ مقصود ہے، سو میں اگرچہ اس طریقہ کو بہت مفید نہیں سمجھتا، پر آپ کے ارشاد کی بجا آوری سے باہر نہیں ہوں، پھر بذریعہ خطوط یہ مقرر ٹھہرا کہ ایک ایک شریک بھی مقرر ہو، سو میرے شریک ڈاکٹر محمد وزیر خاں صاحب اور پادری صاحب کے شریک پادری فرنچ[1] صاحب قرار پائے، اور پادری صاحب نے دو ہفتے کی مہلت مانگی، باوجودیکہ میں مسافر تھا، پر تو بھی انکی خاطر سے یہ بات منظور کی، اور ایسے ایسے امور کے سبب مباحثہ سے پہلے نو[9] خط میرے اور نو[9] خط پادری صاحب کیطرف سے لکھے گئے، جنکی نقل مباحثہ کے رسالے میں ہے، اور اول خط کی تحریر کے دن سے مباحثہ کے جلسہ اول کے دن تک ۸۰ دن کی مدت گذر گئی، اور جو وہ مسئلے جنمیں بحث ہونیوالی تھی پہلے ہی دن پادریصاحب کو معلوم ہو گئے تھے، اور پہلے مباحثہ چھوٹے کا نسخہ چھپا ہوا بھی پادریصاحب کی نظر سے گذر گیا تھا، اور دس[2] اور اسی طرح اپنے شریک سے انکو نسخ اور تحریف کے مقدمے میں ہماری اکثر باتیں معلوم بھی ہو گئیں تھیں، سو انہوں نے اٹھارہ[18] دن کی مدت میں اکبر آباد کے سب پادریوں اور اہل علم اپنے ہم مذہب کے اتفاق سے اپنے نزدیک خوب ہی اس امر کو منقح کر لیا تھا، اور جو توڑ جوڑ کرنا تھا، سو سب کر رکھا تھا، اور کتابیں[3] بھی ہر قسم کی انکے پاس موجود تھیں، اور فارغ تھے، ایسی باتوں کے سوا اور کچھ کار نہ تھا، اور دونوں جلسوں میں مجلس بھی ان لوگوں کی مجلس تھی، غیر کی ایسی مجلس نہ تھی، جسمیں رعب پڑ جائے، حاکم بھی تھے، کچھ ہم سے محکوم نہ تھے، غرض کہ ظاہر میں پادریصاحب

---

[1] یہ پادری صاحب وہی ہیں، جنکے شرکت کی صاحب نے پہلا مباحثہ اکبر آباد میں ہو چکا تھا، پادریصاحب نے اس نیت سے کہ جو اور پادریوں کی نسبت ہو تو ہو تو ہی، اور اپنی بھی بدنامی کے رفع کرنیکی بہت کوشش کریگا، اسکو شریک ٹھہرایا تھا، ۱۲ منہ [2] ایک مسلمان پادریصاحب کا نوکر تھا، وہ ہر روز مجھ سے اکثر اطلاع دیتا تھا، کہ رات دن پادریصاحب کی کوٹھی پر پادریونکا مجمع رہتا ہے، اور یہ صورت رہتی ہے کہ اگر ایک گیا تو دوسرا آیا، اور کتابوں کو بہت دیکھتے ہیں، اور آپس میں بھی گفتگو ہوتی رہتی ہے، لیکن جو گذرتی ہے ہوتی ہے، سو سمجھ نہیں آتی، پر اس بات کے اکثر ہمیں لفظ محمدی نکا یا قرآن کا یا محمد کا یا تمہارا نام سنتے ہیں، تو یہی معلوم ہوتا ہے، کہ یقیناً اسی بات کا چرچا ہے اور کہتا تھا، کہ پادریصاحب کی میم بھی اکثر مجھ سے پوچھا کرتی ہے، کہ تمکو معلوم ہے کہ مولوی کہاں سے آیا ہے، کہ پادریصاحب کو بڑا فکر ہے اور بڑی محنت میں پڑ گئے ہیں اور رات دن یہی مشورہ اور کوشش ہے ۱۲ منہ رح [3] اور اسی نیت سے انہوں نے حکام کو اس مجلس کا شریک کیا تھا، کہ ہم پر رعب ان کا رہے ۱۲ منہ رح

کیواسطے کوئی بات ایسی نہ تھی، جسکو اپنا عذر بنا سکیں، تاہم بفضل اللہ اسلام کا بول بالا ہوا، اور ہر حاضر کے دل میں اس آیۃ کا مضمون وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا پیدا ہوا، اور صدق الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیہ کا ہویدا، والحمد للہ علی ذالک اب کیفیت دونوں جلسوں کی سنئے، **پہلا جلسہ** ۱۱ رجب ۱۲۷۰ھ ہجری اور ۱۰- اپریل ۱۸۵۴ء کو صبح کیوقت پیر کیدن مباحثے کا یہ پہلا جلسہ عبدالمسیح کے کٹہرے میں مقرر ٹھہرا، اور اس جلسہ میں اسمتھ صاحب حاکم صدر دیوانی اور کرسچین صاحب سیکرٹری صدر بورڈ اور ولیم صاحب مجسٹریٹ علاقہ فوج اور لیڈلی صاحب مترجم سرکاری اور کرشٹیش ولیم گلین صاحب اور مفتی حافظ محمد ریاض الدین صاحب اور مولوی فیض احمد صاحب سر رشتہ دار صدر بورڈ، اور مولوی حضور احمد صاحب اور مولوی امیر اللہ صاحب مختار راجہ بنارس اور مولوی قمر الاسلام صاحب اکبر آبادی جامع مسجد کے امام اور منشی خادم علی صاحب مہتمم مطلع الاخبار اور مولوی سراج الحق صاحب تشریف رکھتے تھے، اور اور لوگ بھی مسلمان اور عیسائی اور ہنود پانسو چھ سو آدمی کے قریب موجود تھے، کہ اول پادری فنڈر صاحب نے کھڑے ہوکر بآواز بلند یہ کہا، کہ جاننا چاہیے کہ یہ مباحثہ اس سبب سے ٹھہرا ہے، کہ مولویصاحب اس کے مستدعی ہوئے اگرچہ میرے نزدیک اس میں چنداں فائدہ نہ تھا پر ان کی استدعا کے موافق میں نے قبول کیا، اور چاہا، کہ دین عیسوی کی حقیقت کی دلیلیں اہل اسلام کے آگے بیان کروں، اور مباحثہ نسخ اور تحریف اور مسیح کی الوہیت وتثلیث اور محمدؐ کی رسالت اور قرآن کی حقیقت میں ہوگا، اسطور کہ پہلے چار مسئلوں میں بندہ مجیب اور مولویصاحب معترض اور اخیر کے دو مسئلوں میں مولویصاحب مجیب اور بندہ معترض ہوگا اور یہ باتیں کہکر پادریصاحب بیٹھ گئے، میں نے میزان الحق کے پہلے باب کی دوسری فصل کی یہ دو عبارتیں پیش کیں، پہلی عبارت یہ ہے، النسخہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۱۴ اس باب (یعنی نسخ) میں قرآن اور اس کے مفسر دعوے کرتے ہیں، کہ جسطرح زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے آنے سے زبور منسوخ ہوئی اسی طرح انجیل بھی قرآن کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہوگئی، دوسری عبارت یہ ہے، النسخہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۲ پھر اس حالت میں محمدیوں کا دعوے بے اصل و بیجا ہے، جو کہتے ہیں کہ زبور توریت کو اور انجیل ان دونوں کو منسوخ کرتی ہے، اور کہا کہ آپ اس دعوے کو قرآن اور قرآن کے مفسروں کی طرف نسبت کرتے ہیں، حالانکہ نہ قرآن میں کسی جگہ ایسا ذکر آیا ہے اور نہ کسی تفسیر میں یہ بات مذکور ہے، بلکہ اسکے برخلاف سورۂ بقر کی ۸۱ آیت وَلَقَدْ اٰتَیْنَا

لہ یہ بات گویا روح مقدس نے انکے زبان پر ڈالی تھی اس سبب سے کہ انکے حق میں یہ مباحثہ مبارک ہی ثابت ہوا، اور مسلمانوں کے حق میں بد [illegible]

موسی الکتاب الآیۃ کی تفسیر کے نیچے فتح العزیز میں ایسا لکھا ہے، اور موسیٰ کے پیچھے ہمنے اور رسولونکو بھیجا جو حضرت یوشع اور حضرت الیاس اور حضرت الیسع اور حضرت شموئیل اور حضرت داود اور حضرت سلیمان اور حضرت شعیا اور حضرت یرمیا اور حضرت یونس اور حضرت عزیر اور حضرت حزقیل اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ وغیرہم چار ہزار آدمی تھے، اور یہ سب موسیٰ کی شریعت پر گذرے ہیں، اور انکے بھیجنے سے اُسی شریعت کے احکام کا جاری کرنا مقصود تھا جو بنی اسرائیل کی سستی اور کاہلی سے مندرس اور متروک اور انکے علماء بد کی تحریفات سے متغیر ہو چلے تھے اور سورہ نساء کی ۱۶۱ آیت کی تفسیر کے نیچے اس قول کے نیچے وآتینا داود زبورا تفسیر حسینی میں یوں لکھا ہے، اور ہمنے داؤد کو کتاب دی، جسکا نام زبور تھا، وہ کتاب جناب الٰہی کے حمد و ثناء پر مشتمل اور اوامر و نواہی سے خالی تھی، بلکہ داؤد کی شریعت وہی توریت کی شریعت تھی، اور ایسا ہی اہل اسلام کی اور کتابوں میں صحیح کرکے لکھا ہے[1] پادریصاحب نے سنکر کہا کہ آپ انجیل کو منسوخ تبلاتے ہیں، یا نہیں، میں نے کہا، بلاشبہ ہم انجیل کو اس معنے سے جس کی تشریح کرونگا، منسوخ جانتے ہیں، پر آپ کا یہ دعوٰے دونوں جگہ غلط ہے، پادری صاحب نے کہا، کہ ہمنے مسلمانوں سے جنکے ساتھ گفتگو کا اتفاق ہوا ہے، یہ بات سنی ہے میں نے کہا، آپکے انصاف سے بہت بعید ہے، کہ کسی مسلمان سے کچھ سنکر آپ قرآن اور تفسیر کیطرف اس کو نسبت کریں، بہرحال اس کی غلطی میں کچھ شک نہیں، پادریصاحب نے کہا خیر[2] میں نے کہا، آپ نے نسخ کے معنے جو اہل اسلام کی اصطلاح میں مقرر ہیں، اور اسکے محل کو (یعنی ابات کو کہ نسخ کہاں کہاں واقع ہوتا ہے) کسی اسلامی کتاب میں دیکھا ہے، یا نہیں، پادریصاحب نے کہا، آپ بیان کیجئے، میں نے کہا، کہ ہمارے نزدیک نسخ صرف اوامر اور نواہی میں ہوا کرتا ہے، جیسا تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے والنسخ انما یعترض علی

---

[1] مولوی عبدالحکیم شرح مواقف کے حاشیہ میں رسول کے لفظ کی شرح میں لکھتا ہے الکتاب لا یجب ان یکون ناسخا لان داود کان صاحب کتاب کلہ ادعیۃ علی ما قالوا یعنی کتاب اسکو ضرور نہیں، کہ ناسخ ہو، اس لئے داؤدؑ کتاب والے تھے، جو اُس ساری کتاب میں دعائیں تھیں، جیسا علماء نے کہا ہے، اور ابن حجر کی قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں لکھتا ہے، قال الامام فی تفسیرہ ان الرسل یعنی بعد موسی کلھم علی شریعتہ الا شریعۃ عیسیٰ یعنی امام نے اپنی تفسیر میں کہا ہے، کہ موسیٰ کے بعد سارے رسول انہیں کی شریعت پر باقی رہے سوا شریعت عیسیٰؑ کے ۱۲ منہ رح [2] اس تسلیم کے بعد پادری صاحب بہت ہی گر گئے، کہ پھر نہ سنبھلے ۱۲ منہ رح

لا والامر والنواہی دون الاخبار [1] سوم ہم لوگ خبروں اور قصوں میں ہرگز نسخ کے قائل نہیں ہیں اور نہ امور عقلیہ قطعیہ میں، جیسا یہ کہ خدا موجود ہے، نسخ جائز جانتے ہیں، اور نہ امور حسیہ میں مثلاً دن کی روشنی اور رات کی تاریکی نسخ کے قایل ہیں، اور اوامر اور نواہی میں بھی تفصیل ہے، کیونکہ اولاً یہ بات ضرور ہے، کہ وہ امر و نہی ایسے حکم عملی سے متعلق ہووے، جو وجود اور عدم کا احتمال رکھتا ہو، سو اس حکم میں جو واجب ہو، مثلاً خدا پر ایمان لانا یا ممتنع ہو، جیسا اللہ کا شریک کوئی ٹھہرانا ہم ہرگز نسخ کے قایل نہیں، پھر وہ حکم عملی جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا، اس کی بھی دو قسم ہیں، ایک دائمی جیسا خدا ے تعالے کا قول ہے، ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا [2] سو اس قسم میں بھی ہم نسخ کے قایل نہیں، دوسری غیر دائمی اور یہ بھی دو قسم ہے، ایک موقت جیسا اللہ تعالے فرماتا ہے فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ [3] اور اس قسم میں بھی وقت معین سے پہلے ہم نسخ روا نہیں رکھتے، دوسری غیر موقت یعنی مطلق سو اس قسم میں البتہ نسخ کے قائل ہیں مگر اسطور پر کہ اللہ کے علم میں یہ بات مقرر تھی، کہ فلانے وقت تک یہ حکم نافذ رہیگا، مگر اس حکم میں وقت کا بیان نہ ہوا تھا، سو جب وہ وقت آ پہنچا، خدا کے دوسرے حکم میں جو بظاہر اول حکم کے مخالف معلوم ہوتا ہے، اسکا بیان ہو گیا، پس اس دوسرے حکم میں گو بظاہر ہم قاصر العلم آدمیوں کے نزدیک تبدیل معلوم ہوتی ہے، پر حقیقت میں اور خدا تعالے کی نسبت اول حکم کی مدت کا بیان ہے، نہ تبدیل، اس کی مثال بلا تشبیہ یہ ہے، کہ مثلاً کوئی امیر کسی شخص کو حکم دیوے، کہ تو یہ کام کرتا رہ اور ظاہر میں کوئی مدت مقرر نہ کرے پھر اس امیر نے اپنے دل میں یہ بات ٹھہرائی ہو، کہ میں سال بھر اس سے یہ کام لونگا، اور برس دن کے بعد اس کو اس خدمت سے معزول کر دے، تو یہ ظاہر میں شخص معزول کے نزدیک تبدیل ہے، اور حقیقت میں اور اس امیر کی نسبت تبدیل نہیں، یا اس کی مثال اسطرح پر ہے، کہ گرمی کے موسم میں حکام وقت کے حضور سے ملازماں کچہری کو صبح کے وقت کچہری میں حاضر ہونیکا حکم صادر ہوتا ہے، اور حکام کو منظور بھی ہوتا ہے، کہ موسم مذکور تک یہ دستور رہے گا گو ظاہر میں تصریح نہ کی ہو، سو جب وہ موسم گذر گیا، اور کوئی حکم اس حکم کے خلاف صادر ہوا، تو حقیقت میں یہ دوسرا حکم اس پہلے حکم کی تغیر و تبدیل نہیں ہے، بلکہ اس پہلے حکم کی مدت کا بیان ہے سو اس تقریر کے مطابق اہل اسلام کے اصطلاحی نسخ سے ایسے حکم عملی مطلق کی مدت کی انتہا کا

[1] یعنی نسخ صرف امر اور نواہی میں آتا ہے نہ اخبار میں ۱۲ منہ رحمہ اللہ یعنی اور نہ مانو انکی گواہی کبھی ۱۲ [2] سو تم درگذر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جبتک بھیجے اللہ اپنا حکم ۱۲ [3] ۔۔۔ وقت کے جو دو ہیں ان کے جواب پہلے موضع کے اندر حاشیہ میں لکھے گئے ہیں

بیان مراد ہے، جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو، اور ہمارے وہموں میں اسکا دوام سمجھا جاتا ہو، پادری صاحب نے کہا، کہ ان معنوں سے انجیل کا کون کونسا حکم منسوخ ہے، میں نے کہا، جیسے طلاق کا ناجائز ہونا، اور مثل اس کے، پادری صاحب نے کہا، کیا آپ کے نزدیک ان معنوں سے ساری انجیل منسوخ نہیں ہے، میں نے کہا نہیں، کیونکہ مرقس کے ۱۲ باب کے ۳۰ و ۳۱ ورس میں یہ حکم بھی ہے اور تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے، اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر، اول حکم یہی ہے اور دوسرا جو اس کی مانند ہے، یہ ہے، کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر، انسے بڑا اور کوئی حکم نہیں ہے، اور ہم اس حکم کو منسوخ نہیں تبلاتے، پادری صاحب نے کہا، کہ انجیل ہرگز منسوخ نہیں ہو سکتی، کیونکہ لوقا کے اکیسویں باب کی ۳۳ آیت میں مسیح کا یہ قول لکھا ہے، کہ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے، پر میری باتیں نہیں ٹلیں گی، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ یہ حکم عام نہیں ہے، بلکہ صرف اس پیشین گوئی کی بابت ہے جو جناب مسیح نے اس ورس کے پہلے ذکر فرمائی ہے، اور اس کے معنے یہ ہیں، کہ اگر بالفرض آسمان اور زمین ضائع ہو جاویں، پر میری باتیں اس پیشین گوئی کی بابت زائل نہ ہونگی، پادری صاحب نے کہا نہیں عام ہے، اسپر ڈاکٹر صاحب نے ڈوالی اور رچرڈ منٹ کی تفسیر کی وہ عبارت جو متی کے ۲۴ باب کے ۳۵ ورس کی شرح کے ذیل میں لکھی ہے، دکھلائی، کیونکہ ورس مذکور لوقا کے ۲۱ باب کے ۳۳ ورس کے مطابق ہے، اور اس عبارت کا ترجمہ یوں ہے، کہ بشپ پیرس کہتا ہے، کہ اس کی مراد یہ ہے، کہ میری یہ پیشینگوئیاں یقیناً پوری ہونگی، اور ڈین اسٹاین ہوپ یہ کہتا ہے، کہ اگرچہ آسمان اور زمین اور سب چیزوں کی نسبت تبدیل کے قابل نہیں ہیں، تو بھی ایسی استوار نہیں ہیں، جیسے میری پیشین گوئیاں ان چیزوں کی بابت استوار ہیں، وہ سب مٹ جائیں گی، پر میری باتیں ان پیشینگوئیوں کی بابت ہرگز نہ بدلیں گی، اور جو بات کہ اب میں نے بیان کی ہے اسکا ایک شوشہ مطلب سے تجاوز نہ ہوگا، یہاں تک اس عبارت کا ترجمہ تھا، پادری صاحب نے کہا،

لـه اور مفسرین اور شارحین کی عادت ہے کہ جو لفظ یا فقرہ مکرر آتا ہے، اول جگہ اسکی تفسیر اور شرح کر دیتے ہیں ۱۲ منہ جبکہ دونوں جلسوں کے تمام ہونیکے بعد کشیش ولیم گلین جو ملاقات کے طور تشریف لائے، ڈاکٹر صاحب نے ان دونوں قولوں کو دکھلا کر کہا، کہ ایمان اور انصاف سے فرمائیے، کہ انسے میرا دعویٰ ثابت ہوتا ہے یا پادری صاحب کا مدعا دیکھکر بولے، کہ حقیقت یہ ہے کہ پادری صاحب زبردستی کرتے تھے پھر جب بیڈلی صاحب مترجم سرکاری سے ملاقات ہوئی، انکو بھی یہ دونوں قول دکھلائے گئے، اور انہوں نے غور سے دیکھا اور ایک اور تفسیر اپنے کتب خانہ سے نکالکر لائے، اور اس میں دیکھا اور کہا کہ بلاشبہ پادری فنڈر سخن پروری کرتا تھا۔ سو دیکھو، کہ اس مسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۳ پر ملاحظہ کرو)

ان مفسروں کا لکھنا ہمارے دعوے کا مانع نہیں ہے، کیونکہ یہ مفسر لوگ کچھ یہ نہیں کہتے، کہ پیشین گوئیاں تو زائل نہ ہونگی، اور باقی اور سب زائل ہو جائیگا، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ یہاں اس بات کا لکھنا ورس سے کیا علاقہ رکھتا تھا، جو مفسر اس کی تصریح کرتا، پادری صاحب نے کہا، نہیں یہ عام ہے[1]، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ ہمنے تو اپنے دعوے کے اثبات کے لئے دو گواہ پیش کئے، اور آپ نے گواہ عموم کا دعوٰے کئے جاتے ہیں، اسکا پادری صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور کہا، کہ پطرس کے پہلے خط کے پہلے فصل کے ۲۳ ورس میں لکھا ہے، کہ تم نہ تخم فانی سے بلکہ غیر فانی سے یعنی خدا کے کلام سے جو ہمیشہ زندہ اور باقی ہے از نو پیدا ہوئے سو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا کلام ہمیشہ زندہ اور باقی رہتا ہے، اور منسوخ نہیں ہوتا، میں نے کہا، کہ ایسا ہی کچھ اشعیا کے ۴۰ باب کے ۸ ورس میں بھی واقع ہوا ہے، اور آپنے اس کو بھی میزان الحق میں جناب پطرس کی عبارت کے ساتھ نقل کیا ہے، اور وہ ورس یوں ہے گھاس پژمردہ ہوتی اور پھول کملا جاتا ہے، پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے، سو اس قول میں بھی ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے، واقع ہوا ہے، سو اس سے آپ کے گمان کے موافق یہ بات لازم آتی ہے، کہ توریت کا بھی کوئی امر و نہی منسوخ نہ ہو، حالانکہ توریت کے سینکڑوں حکم[2] عیسائی مذہب میں منسوخ ہوگئے ہیں، پادری صاحب نے کہا، ہاں توریت تو منسوخ ہے، پر ہمارا کلام[3] توریت میں نہیں ہے میں نے کہا، کہ ہمارا مقصود یہی ہے، کہ پطرس کے کلام سے آپ کا مطلب نہیں نکلتا، بلکہ پطرس کیسی بات اشعیا نے بھی کہی ہے، اور پھر بھی آپ اس نسخ کے واقع ہونے کے قائل ہیں، پادری صاحب نے کہا، کہ ہمنے پطرس کا کلام تائید کے طور پر ذکر کیا تھا، اور ہماری دلیل وہی مسیح کا قول ہے، میں نے کہا، وہ تو اس پیشینگوئی کی بابت ہے، جو اس سے پیشتر مذکور ہے، علاوہ[4] اس کے متی کے ۵ باب کے ۱۸ ورس میں اسی قول کے موافق جناب مسیح نے توریت کے حق میں بھی فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۲) میں پادری فنڈر صاحب اگر کوئی دلیل تھی سوچی تھی سو وہ بھی بحمد اللہ پوچ نکلی، ۱۲ منہ رح [1] یہ ایک محض سینہ زوری پادری صاحب کی ہے، وگرنہ اگر جناب مسیح کا قول عام ہے، اور اس سے یہ سمجھا جائے، کہ ان کا کوئی حکم منسوخ نہ ہوگا تو پھر انکا بعض حکم بعض سے کیوں منسوخ ہوا، اور انکے بعض حکم پر حواریوں نے نسخ کا قلم کیوں پھیرا، چنانچہ لاچار انہیں بھی اقرار کرنا پڑا، جیسا عنقریب آتا ہے، ۱۲ منہ رح [2] چنانچہ اسبات کی تشریح چودھویں سوال کے جواب میں بڑی تفصیل سے گذری ہے ۱۲ منہ رح [3] یہ کلام سراسر بے جا ہے، اسلئے کئی بار اسپر ہماری طرف سے ٹوک ہوئی جیسا آتا ہے ۱۲ منہ رح [4] اور انجیل کے ان ورسوں کے مناسب چودھویں سوال کے جواب کے آخر اچھا بیان گذر چکا ہے ۱۲ منہ رح

بنے، اور وہ یہ ہے، کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں، کہ جب تک آسمان وزمین نہ ٹل جائے، ایک نقطہ یا شوشہ
شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا، جب تک سب کچھہ پورا نہ ہو، اور باوجود اس کے توریت کے احکام
منسوخ ہو گئے ہیں، پادریصاحب نے کہا، توریت میں ہمارا کلام نہیں ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا
کسواسطے آپ توریت میں کلام نہیں کرتے، حالانکہ ہم انجیل اور توریت کو یکساں جانتے ہیں، اور
آپ نے میزان الحق کے پہلے باب کی دوسری فصل کے عنوان میں یوں لکھا ہے، کہ انجیل اور
عہد عتیق کی کتابیں کسیوقت میں منسوخ نہیں ہوئی ہیں، پادریصاحب نے کہا، ہاں وہاں تو میں
نے لکھا ہے، پر اس وقت مولویصاحب سے صرف انجیل میں میرا کلام ہے، ڈاکٹر صاحب نے
کہا، کہ حواریوں کے عہد میں توریت کے احکام منسوخ ہونے کے بعد چار چیزیں حرام رہی تھیں، بتوں
کی قربانیاں، اور خون، اور گلا گھونٹا جانور، اور زنا، اور اب زنا کے سوا ان چیزوں کی حرمت بھی
باقی نہیں رہی، پس انجیل میں بھی نسخ واقع ہوا، پادریصاحب نے کہا، کہ ان چیزوں کی حرمت
ہمارے علماء میں مختلف فیہ ہے، بعضے عالم تو ان چیزوں کی حرمت کے منسوخ ہو جانے کے قائل
ہیں، اور بعضے نہیں، اور ہم بتوں کی قربانیوں کو اب تک حرام جانتے ہیں، میں نے کہا، کہ پولوس
مقدس رومیوں کے ۱۴ باب کے ۱۴ ورس میں یوں فرماتے ہیں، مجھے خداوند یسوع سے معلوم
ہوا، اور میں نے یقین جانا، کہ کوئی چیز آپ سے ناپاک نہیں، لیکن جو اس کو ناپاک جانتا ہے،
اس کے لئے ناپاک ہے، اور پھر طیطس کے نامہ کے ۱ باب کے ۱۵ ورس میں یوں لکھتے ہیں، کہ
پاک لوگوں کے لئے سب کچھہ پاک ہے، پر ناپاک اور بے ایمانوں کے لئے کچھہ پاک نہیں اور
ان سب باتوں سے ان چیزوں کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے، پادریصاحب نے کہا، کہ انہیں آیتوں
کے لحاظ سے بعضے علماء نے امور مذکورہ کی حلت کا فتوے دیا ہے، میں نے کہا، کہ جناب مسیح کا حکم
اولامتی کے ۱۰ باب کے ۵ و ۶ ورس میں حواریوں کی بابت یوں ہے، ان بارہوں کو یسوع
نے یہ فرما کر بھیجا، کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا، اور سامریوں کے کسی شہر میں نہ جانا، بلکہ اسرائیل کے گھر
کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ، پھر ان لوگوں کے حق میں مرقس کے ۱۶ باب کے ۱۵ ورس

ل پادریصاحب کو لاچار پطرس کے قول کو چھوڑنا اور نسخ توریت میں ماننا پڑا، اور میزان الحق کا زور و شور ان دونوں قولوں
میں مٹ گیا، ۱۲ منہ رح ل مگر اس قول سے پادریصاحب نے رجوع کیا ہے، اسلئے کہ اس مباحثہ میں جسکو تحریف
کرکے آپ چھپوایا ہے، یوں لکھا نسخہ ۱۸۵۴ء صفحہ ۶ اور بعض ملک میں اکثر مفسرین نے یہ ٹھہرایا، کہ وہ حکم صرف اسی زمانہ
کیلئے دیا گیا تھا، اس تکرار کے رفع کرنے کیواسطے جو انکو نہیں کھانے وغیرہ کی بابت بعضے عیسائیوں کے درمیان ہو گئے
تھے اور یہی گمان غالب ہے بیانتک اس مباحثہ کی عبارت تھی، سو اب پادریصاحب کو انہیں نسخ کے اقرار کے سوا چارہ نہ رہا ۱۲ منہ رح

میں یہ حکم لکھا ہے، کہ تمام دنیا میں جاکر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو، سو دوسرا قول پہلے قول کا ناسخ ہے، پادری صاحب نے کہا، کہ پہلے حکم کو خود مسیح نے موقوف کر دیا ہے، میں نے کہا، گو خود مسیح علیہ السلام نے موقوف کر دیا ہے، پر اتنی بات تو ثابت ہو گئی، کہ مسیح کے قول میں نسخ جائز ہے، اور آپ کے کلام میں ایک اور خلجان بھی ہے، اگر اجازت ہو تو عرض کروں، پادری صاحب نے کہا فرمایئے، میں نے کہا ہے، آپ نے لکھا ہے، کہ اس دعوے کا باطل ہونا کہ گویا قرآن کے ظاہر ہونے سے انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں منسوخ ہو گئیں، دو وجہ سے ثابت ہے، اول وجہ یہ کہ نسخ کے مان لینے سے دو نقص لازم آتے ہیں، اوّلاً یہ کہ گویا خدا کا ارادہ یوں ٹھہرا تھا، کہ توریت دیکر ایک اچھا اور فائدہ مند کام کرے پر نہ ہو سکا، پھر اس کے بعد اس سے بہتر زبور دی، جب اس سے بھی مطلب نہ نکلا، تو اس کو بھی منسوخ کر کے انجیل دی، جب اس سے بھی فائدہ نہ ہوا آخر کو قرآن سے مطلب پورا کیا، خدا کی پناہ جب کبھی ایسا خیال دل میں لایا جاوے، تو خدا کی حکمت و قدرت باطل ہو گی، بلکہ خدا ایک بادشاہ اور نا سمجھ اور ناتواں آدمی کی مانند ہو گا، کیونکہ ایسا امر صرف آدمی کی ناقص ذات میں ہو سکتا ہے، نہ کہ خدا کی کامل ذات میں، ثانیاً اگر وہ بات نہیں کہہ سکتے، تو منسوخ ہونے کے قاعدے سے یہ خیال لازم آتا ہے، اور خدا نے چاہا، کہ ناقص چیز جو مطلب کو نہ پہنچاوے، دیوے اور بیان کرے، پر کیونکر ہو سکتا ہے، کہ کوئی ایسے جھوٹے اور ناکارہ خیال خدا کی قدیم ذات و کامل صفات کے حق میں کرے، حالانکہ یہ دونوں نقص نسخ کے معنے اصطلاحی کی رو سے مسلمانوں پر نہیں، بلکہ عیسائیوں اور مقدس پولوس پر لازم آتے ہیں کیونکہ جناب پولوس نے نامہ عبرانیہ کے ۷ باب کے ۱۸ ورس میں یوں لکھا ہے، کہ پس اگلا حکم اس لیے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا، اٹھ گیا، اور اسی نامہ کے ۸ باب کے ۷ و ۱۳ ورس میں یوں لکھا ہے، کیونکہ اگر وہ پہلا عہد بے عیب ہوتا، تو دوسرے کی جگہ تلاش کی حاجت نہ ہوتی، اور جب اس نے نیا کہا، تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا، اور وہ جو پرانا اور دنی ہے مٹنے کے نزدیک ہے، سو یہاں مقدس پولوس توریت

لہ اسجا پادری صاحب کے نسخ کے اقرار کے سوا کچھ نہ بن پڑا ۱۲ منہ یوحنا کی انجیل کے چودھویں باب کے اٹھائیسویں ورس میں ہے میرا باپ مجھ سے بہت بڑا ہے اور اسی انجیل کے دسویں باب کے انتیسویں ورس میں ہے میرا باپ کہ اس نے انکو مجھے دیا ہے سب سے بہت بڑا ہے، ان قولوں میں حضرت عیسیٰ خدا کو اپنے سے اور اسیطرح سب سے بڑا فرماتے ہیں، اور جب عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ کے نسخ میں کچھ امتناع نہ ہو، بلکہ حواریوں کا نسخ کرنا بھی انجیلی احکام کو جائز رکھتے ہوں، تو پھر خدا کے نسخ میں جس کے مسلمان قائل ہیں کیوں الجھتے ہیں، اور بطریق اولیٰ کیوں نہیں جائز رکھتے ۱۲ منہ کیونکہ اگر ممتنع ہوتا تو یہ نسخ واقع نہ ہوتا سو جس اقرار کے موافق پادری صاحب کی غلطی فہم کی ثابت ہو گئی ۱۲ منہ اور ان دونوں وجہوں کا ابطال چودھویں سوال کے جواب میں بخوبی کر آیا ہوں

کے احکام کو ضعیف اور بے مصرف اور منسوخ فرماتے ہیں، اور توریت کو پرانا اور عیب دار اور مٹنے کے نزدیک بتلاتے ہیں، پادری صاحب یہ سنکر چپ ہو گئے، اور کچھ جواب نہ دیا[1] میں نے کہا، کہ جناب نے جو نسخ کے محال ہونیکی بابت یہ چند صفحے لکھے ہیں، سو وہ نکال ڈالنے کے لائق ہیں، کیونکہ نسخ کے معنوں سے جو اہل اسلام کی اصطلاح میں ٹھہر رہے ہیں، انکو کچھ مناسبت نہیں ہے، اسپر پادری فرنچ صاحب نے کہا، کہ ہم سابق میں (یعنی سابق کی گفتگو میں) کہہ چکے ہیں، کہ توریت کے وہی احکام منسوخ ہوئے ہیں، جو مسیح علیہ السلام کی نشانی تھے، اور انکا نسخ مناسب تھا، کیونکہ مسیح نے انکو پورا کیا، پر پیشین گوئیاں جو مسیح کے حق میں تھیں، منسوخ نہیں ہوئیں، اور اس کے بعد انجیل ہاتھ میں لیکر نامہ عبرانیہ کے ۱۰ باب کے یہ عبارت پڑھی، ۱ شریعت جو آنے والی نعمتوں کی پرچھائیں ہے، اور ان چیزوں کی حقیقی صورت نہیں، ان قربانیوں سے جو وہ ہر سال ہمیشہ گذرانتے انکو جو وہاں آتے ہیں کبھی کامل نہیں کر سکتی، ۲ نہیں تو وہ قربانی گذراننے سے باز آتے، کیونکہ عبادت کرنے والے ایکبار پاک ہوکے آگے کو اپنے تئیں گنہگار نہ جانتے ۳ پر قربانیاں برس برس گناہونکو یاد دلاتی ہیں، ۴ کیونکہ ہو نہیں سکتا، کہ بیلوں اور بکروں کا لہو گناہونکو مٹادے، ۵ اس لئے وہ دنیا میں آتے ہوئے کہتا ہے، کہ قربانی اور نذر کو تونے نہ چاہا، پر میرے لئے ایک بدن طیار کیا ۶ سو حقیقی قربانی اور اُن قربانیوں سے جو گناہ کیلئے حقیقی تو راضی نہوا، سو اس قول کے موافق توریت اور اور کتابیں مسیح کیطرف اشارہ تھیں، اور مسیح کے آنے کے بعد وہ سب پوری ہوئیں، اور خدا قربانیوں سے راضی نہ تھا، اور انجیل میں کسی شخص کیطرف اشارہ نہیں ہے، جس کے آنے سے انجیل منسوخ ہو جائے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ اگر ہم مان لیں، کہ مسیح کے آنے سے توریت کے احکام پورے ہو گئے، تو جو حکم کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے موقوف ہو گئے ہیں، ان کو لا بد منسوخ کہنا پڑیگا[2]، پادری فرنچ صاحب نے کہا، وہ کونسا حکم ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، جیسا ذبح کا حکم جو قوانین کے ۱۷ باب میں لکھا تھا، استثناء کے ۱۲ باب کے ۱۵ و ۲۰ و ۲۲ ورس کی رو سے منسوخ ہو گیا، اور ہارن صاحب نے ان ورسونکی شرح کی ذیل میں پہلی جلد مطبوعہ ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۶۱۹ میں اس حکم کی منسوخیت کا اقرار

---

[1] اور اس کے مناسب اوپر تقریر چودہویں سوال کے جواب میں گذری ۱۲ منہ رح [a] یہاں بھی پادری صاحب سے تسلیم کے سوا کچھ جواب نہ بن پڑا، دیکھو یہ لوگ انصاف کی آنکھ بند کر کے اپنے مذہب کی قباحت کو اوروں پر ڈالتے ہیں، ۱۲ منہ رح

[2] اسی طرح جو خود مسیح نے آپ اپنے حکم منسوخ کئے یا حواریوں نے انکے احکام پر نسخ کا قلم پھیرا، انہیں اس عذر کو گنجائش نہیں جیسا عنقریب اوپر گذرا، اور چودہویں سوال کے جواب میں چوتھے موضع کے دوسری قسم کے اندر اس نکتہ کی بحث شافی گذری ہے ۱۲ منہ رح

کیا ہے، اس کے بعد ہارن صاحب کی عبارت پیش کی جسمیں صاف لکھا ہے، کہ مصر کو جانے کے چالیسویں برس فلسطین میں داخل ہونے سے پہلے وہ حکم منسوخ ہو گیا، پادری فرنچ صاحب سنکر چپ ہو رہے، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا، کہ اب تک نسخ کے امکان میں گفتگو تھی، اور ہماری غرض بالفعل صرف اتنی ہی ہے، کہ کلام الٰہی کا منسوخ ہونا محال نہیں، جیسا پادری لوگ عموماً اور آپ میزان الحق میں خصوصاً محال ہونیکا دعوے کرتے ہیں، سو جس صورت میں نسخ کا امکان ثابت ہو گیا، تو اسکا انجیل میں بالفعل واقع ہونا حضرت خیر البشرؐ کی رسالت کے ثبوت کے بعد خود بخود واضح و آشکارا ہو جائے گا، الغرض نسخ کے امکان اور اس کے بالفعل واقع ہونے میں بڑا فرق ہے، پادری فنڈر صاحب نے کہا، کہ ہم بھی نسخ کے امکان اور اس کے بالفعل واقع ہونے میں فرق جانتے ہیں، اور نسخ میں کلام تمام ہوا[1]، اب تحریف میں شروع کیجئے، اسپر تحریف میں کلام شروع ہوا، اسپر میں نے کہا، کہ پہلے ہماری یہ غرض ہے، کہ آپ ارشاد فرمائیے، کہ آپ کے نزدیک کس امر سے تحریف ثابت ہوتی ہے، تاکہ اسی کے مطابق اثبات کیا جاوے، پادری صاحب نے اس کا کچھ صاف جواب[2] نہ دیا، اس کے بعد میں نے کہا، کہ مجموعہ بائبل کے کلام الٰہی ہونے کی نسبت آپ کا کیا اعتقاد ہے، آیا آپ کے نزدیک پیدائش کے پہلے باب سے لیکر مشاہدات کے آخری باب تک ہر لفظ اور ہر فقرہ خدا کا کلام ہے، یا نہیں، پادری صاحب نے کہا، کہ ہم ہر لفظ کے بابت کچھ نہیں کہتے، کیونکہ ہم لوگ سہو کاتب کے قائل ہیں، میں نے کہا، کہ میں اس لفظ کے سوا جس میں سہو کاتب ہوا ہے، باقی لفظوں اور فقروں کی نسبت پوچھتا ہوں، پادری صاحب نے جواب دیا کہ ہم لفظوں کے باب میں کچھ نہیں کہتے[3] ہیں، میں نے کہا، کہ یوسی بیس مورخ اپنی تاریخ کی چوتھی کتاب کے ۱۸ باب میں لکھتا ہے، کہ جسٹن شہید نے طریفون کے مقابلے میں چند پیشین گوئیاں ذکر کرکے دعوے کیا ہے، کہ یہودیوں نے انہیں مقدس کتابوں سے نکال ڈالا، اور وانشن کی

---

[1] نسخ کے مباحثہ سے کئی باتیں ثابت ہو گئیں، پہلی یہ کہ کلام الٰہی میں نسخ ممکن ہے، دوسری یہ کہ توریت میں واقع ہو چکا تیسری یہ کہ جناب مسیح نے بھی اپنے بعض بعض حکموں کو منسوخ کیا ہے ۱۲ منہ

[2] پہلے مباحثہ کے بیان میں گذرا، اگر کہی صاحب اور فرنچ صاحب سے بھی ہم نے اس قسم کی درخواست کی تھی، انہوں نے اس کا جواب کچھ نہ دیا تھا اور ٹالکر اور طرف گفتگو ڈال دی تھی، اور سبب اس کا یہی ہے، کہ جو یہ لوگ اپنے گھر کو خوب جانتے ہیں، تو ایسے جواب سے پہلو تہی کرتے ہیں ۱۲ منہ

[3] کس طرح کہہ سکتے، کیونکہ مجال نہیں، کہ کوئی ان کتابوں کی سب گذارشات اور سب حالات کا الہامی ہونا ثابت کر سکے چہ جائے الفاظ جیسا شروع کے دسویں ہدایت کے اندر گذرا ۱۲ منہ

تیسری جلد کے صفحہ ۲۲ میں یہ بات لکھی ہے، کہ البتہ اس باب میں مجھکو کچھ شک نہیں ہے، کہ جسٹن نے طریفون کے ساتھ مباحثہ کیوقت جن عبارتوں کے نکال ڈالنے کا الزام یہودیوں کو لگایا تھا، گو اب عبری اور سپٹواجنٹ کے ...... نسخوں میں نہیں پائی جاتی ہیں، پر حقیقت میں جسٹن اور ارینیوس کے وقت دونوں میں موجود اور کتاب مقدس کا جزو تھیں، خصوصاً وہ عبارت جس کی نسبت جسٹن یہ کہتا ہے، کہ وہ یرمیا کی کتاب میں تھی، سلبرجیس جسٹن کے حاشیہ میں اور ڈاکٹر گریب ارینیوس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں، کہ معلوم ہوتا ہے، کہ پطرس کو اپنے پہلے خط کے چوتھے باب کے چھٹے درس کے لکھنے کے وقت اسی پیشینگوئی کا خیال تھا، اور ہارن صاحب چوتھی جلد کے ۶۲ صفحہ میں اسطور پر لکھتا ہے، کہ جسٹن اپنی کتاب میں طریفون یہودی کے مقابلے میں دعوے کرتا ہے، کہ عزرا نے لوگوں سے کہا تھا، کہ یہ عید فسح کا کھانا ہمارے خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کھانا ہے، تو سمجھو، کہ اگر تم خداوند کو اس نشان (یعنی کھانے) سے اچھا سمجھو گے، اور اسپر ایمان لاؤ گے تو یہ زمین کبھی ویران نہ ہوگی، اور اگر تم اسپر ایمان نہ لاؤ گے، اور اسکا وعظ نہ سنو گے، تو تم غیر قوموں کی ہنسائی کا سبب ہو گے، اور وائی ٹیکر لکھتا ہے، کہ یہ فقرہ غالباً عزرا کے ۶ باب کے ۲۱ و ۲۲ درس کے مابین ہوگا، اور ڈاکٹر اے کلارک جسٹن کی تصدیق کرتا ہے، سو ان عبارتوں کے مطابق جسٹن شہید نے کئی ایک پیشینگوئیوں کا ذکر کرکے یہ دعوے کیا ہے، کہ ان کو یہودیوں نے تحریف کرکے کتب مقدسہ سے نکال ڈالا ہے، اور ارینیوس نے بھی یرمیا کی اس پیشینگوئی کا ذکر کرکے اس دعوے کی تائید کی ہے، اور گریب نے ارینیوس کی کتاب کے حاشیہ میں اور سلبرجیس نے جسٹن کی کتاب کے حاشیہ میں اس کی تصدیق کی ہے، اور وائی ٹیکر اور ڈاکٹر اے کلارک بھی اس کے حامی ہوئے ہیں، اور ظن غالب یہ ہے، کہ وہ پیشینگوئیاں جسٹن اور ارینیوس کے عہد تک عبری اور سپٹواجنٹ کے نسخوں میں موجود تھیں، سو اس صورت میں دو باتیں لازم آتی ہیں، یا تو جناب جسٹن اس دعوے میں سچے تھے یا جھوٹے اگر سچے تھے، تو ہماری یہ بات ٹھیک ہوئی کہ یہودیوں نے تحریف کی، اور اگر جھوٹے تھے، تو لوگ بڑے بڑے پیشوا عیسائیوں کے محرف تھے، کہ انہوں نے اپنی طرف سے کئی ایک پیشینگوئیاں گھڑ کر انکو کلام الٰہی کا جزو تبلایا ہے،[۱] پادری صاحب نے کہا جسٹن ایک آدمی تھا، اس سے سہو ہوگیا، میں[۲] نے کہا، کہ عبری اور ارکات

[۱] اس جواب کو دیکھو، کہ کہاں جاتا ہے، خود میں نے ظاہر کردیا تھا، فقط جسٹن ہی نہیں اور بڑے بڑے فاضل بھی اسکے قول کی تصدیق کرتے ہیں، اور چوتھی ہدایت میں گزرا، کہ کانگ مذہب والے بھی اسیاب کے قایل ہیں ۱۲ منہ

کی تفسیر کے جمع کرنیوالوں نے پہلی جلد میں بصراحت یہ بات لکھی ہے، کہ اگسٹائن بزرگوں کی عمر کی تاریخوں کی بابت یہودیوں کو تحریف کا الزام لگاتا تھا، اور کہتا تھا، کہ انہوں نے عبری نسخے میں تحریف کر ڈالی ہے، اور جمہور قدما کی بھی یہی رائے تھی، اور وے سب بالاتفاق کہتے تھے کہ یہ تحریف ۱۳۰ء میں واقع ہوئی، پادریصاحب نے کہا، کہ ہنری واسکاٹ کے لکھنے سے کیا ہوتا ہے، کہ وہ دو مفسر تھے، انکے سوائے سینکڑوں اور بھی مفسر ہیں، میں نے کہا، فقط ان دو مفسروں کی رائے نہیں، بلکہ وہ تو جمہور قدماء کی رائے ظاہر کرتے ہیں، پھر کہا، کہ مسیح نے پرانے عہد کی کتابوں کی بابت گواہی دی ہے اور مسیح کی گواہی اور سب کی گواہی سے بڑھکر ہے[1]، اور وہ گواہی یہ ہے، جیسا یوحنا کے ۵ باب کے ۴۶ ورس میں لکھا ہے، کیونکہ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے، تو مجھپر بھی ایمان لاتے، اسلئے کہ اس نے میرے حق میں لکھا ہے، پھر لوقا کے ۲۴ باب کے ۲۷ ورس میں ہے، موسیٰ اور سب نبیوں کی وہ باتیں جو سب کتابوں میں اس کے حق میں ہیں، شروع سے انکے تئیں بیان کیں، پھر لوقا کے ۱۶ باب کے ۳۱ ورس میں ہے، اسنے اسے کہا، کہ جب وہ موسیٰ اور نبیوں کی نہ سنیں گے، تو اگر مردوں سے کوئی اٹھے، اس کی نہ مانیں گے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، بڑے تعجب کی بات ہے، کہ جو کتاب ہنوز متنازع فیہ ہے، اور ہم جس کے تحریف کے مدعی ہیں، آپ اسی سے ہمارے واسطے دلیل لاتے ہیں، جب تک اسکا تصفیہ نہ ہولے اس کتاب سے استدلال کرنا بیجا ہے۔ قطع نظر اس کے اس گواہی سے اتنی بات ثابت ہوتی ہے، کہ یہ کتابیں اسوقت میں موجود تھیں، کچھ اس سے انکے لفظ لفظ کا تواتر ثابت نہیں ہوتا، اور ہوبلی نے جسکی کتاب کو آپنے بھی حل الاشکال میں اسناد کی کتابوں میں شمار کیا ہے، اسبات کا اقرار کیا ہے، کہ مسیح کی گواہی سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے، کہ یہ کتابیں اس زمانے میں موجود تھیں، نہ یہ کہ ان کتابوں کا ہر ہر جملہ اور ہر ہر لفظ کی تصدیق اس سے سمجھی جاوے، پادری صاحب نے کہا، کہ ہم ہبلی کو اس جگہ نہیں مانتے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، بڑا تعجب ہے، کہ آپ اس کی کتابوں کو معتبر کتابوں سے گنتے ہیں، پھر بھی اس کو نہیں مانتے، پادریصاحب نے کہا، کہ ہم اس جگہ ہبلی کو نہیں مانتے، میں نے کہا، کہ اگر تم ہبلی کو اس جگہ نہیں مانتے، تو ہم تمہاری بات یہاں نہیں مانتے اور ہمارا قول یہاں وہی ہبلی کا قول ہے، پادریصاحب نے کہا، خیر نمانو، ڈاکٹر صاحب نے کہا،

[1] میں حیران ہوں، کہ یہ جواب کیا ہے، اور مسیح کی گواہی ان جمہور کے قول کے کب مخالف ہے وہ تو اظہار کرتے ہیں کہ یہ تحریف مسیح ؑ کے بعد ۱۳۰ء میں ہوئی ہے ایا وہ جواب میں پادری لوگ ایسی ایسی گڑبڑیاں کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ رحم

یعقوب اپنے خط کے پانچویں باب میں یوں لکھتا ہے، کہ تم نے ایوب کے صبر کو سنا ہے، اور خداوند کے مطالب کو جانتے ہو، تسپر بھی کسی نے اس کتاب کے الہامی ہونے اور صادق ہونے کو نہیں مانا ہے، بلکہ سارے اگلے پچھلے علما اہل کتاب کے اسی امر پر نزاع کرتے ہیں، کہ ایوب محض اسم فرضی تھا، یا کوئی شخص اگلے زمانہ میں ہوا بھی ہے، ارب مَمانی دیر جو یہودیوں کے بڑے عالموں میں سے ہے، اور لیکلرک اور میکالس اور سملر اور شب اسٹاک وغیرہم عیسائی مذہب کے عالم اس بات کے قائل ہیں، کہ ایوب صرف فرضی نام ہے، اور اس کی کتاب محض ایک افسانہ ہے، پادریصاحب نے کہا، ہمارے نزدیک ایوب ایک شخص ہے، اور[1] اگر مسیح کی شہادت میں اس کی کتاب بھی داخل ہے، تو الہامی ہوگی، ڈاکٹرصاحب نے کہا، کہ پولوس تمتھی کے دوسرے خط میں یاناس اور ممبراس کا موسیٰ سے مخالفت کر کے انکے ساتھ مقابلہ کرنے کا حال لکھتا ہے، اور معلوم نہیں کہ اسنے یہ بات کونسی جعلی اور غیرالہامی کتاب سے نقل کی ہے، پس صرف کسی کتاب سے کچھہ نقل کر دینا اس کتاب کے الہامی ہونے کی دلیل نہیں، پادریصاحب نے کہا، کہ جعلی کتاب میں ہمارا کلام نہیں، اور ہمنے پرانے عہد کی کتابوں کی تصدیق کے لئے مسیح کا قول بیان کیا، سو جب تک انجیل محرف نہ ٹھہرے، مسیح کی گواہی اس امر کیواسطے کافی ہے، میں نے کہا کہ ہمارا کلام ساری بائیبل پر ہے، اور یہ بات انصاف سے بعید ہے، کہ آپ اس کے ایک جزو سے مسلمانوں پر دلیل لاتے ہیں، اور جب تک کہ اس مجموعہ میں تحریف کا نہ ہونا اور دلیلوں سے ثابت نہ ہو لے، ہم اس کی بات سند نہ مانینگے، علاوہ اس کے مسیح کی گواہی سے آپ کا مطلب نہیں نکلتا،[2] پادریصاحب نے کہا، کہ ہم نے پرانے عہد کی کتابوں کی بابت مسیح کی گواہی بیان کر دی، اتم کو چاہئے کہ انجیل کی تحریف ثابت کرو، ڈاکٹرصاحب نے کہا، کہ اگرچہ آپ کا یہ قول بے جا ہے، پر آپ جو انجیل کی تحریف کے مشتاق ہیں، تو ملاحظہ کیجئے، اور انجیل اٹھا کر متی کے پہلے باب کا ۱۷ ورس پیش کیا، وہ ورس یوں ہے، پس سب پشتیں، ابراہیم سے داؤد تک چودہ پشتیں ہیں، اور داؤد سے اس وقت تک کہ بابل کو اٹھ گئے، چودہ پشت ہیں، اور بابل کو اٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشت ہیں، اور کہا، کہ اب بیان کیجئے، کہ دوسرے طبقے میں کون سے نام پر چودہ پشتیں ہوتی ہیں، پادریصاحب نے کہا، کہ ہم کو اس سے کچھہ کام نہیں ہے، پر آپ یہ تبلائیے، کہ سارے

---

[1] دیکھو یہ قول کیسا مغوب ہے، اور مسیح کی گواہی کا حال اس ہدایت کی تیسری قسم میں گزرا، ۱۲ منہ رح [2] کیونکہ اولا تو ایسی ہے، جیسا کہ پہلی مقرب ہے، اور ثانیاً وہ بعد کی تحریف کو منافی نہیں، جیسا پہلے حاشیہ میں گزرا ۱۲ منہ رح

نسخوں میں ایسا ہی پایا جاتا ہے، یا نہیں، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ آپ کے نسخوں میں تو موجود ہے، اور خدا جانے اگلے نسخوں میں تھا یا نہیں، پر اس کے غلط ہونے میں کچھ شک نہیں آتا ہے[1]، پادری صاحب نے کہا، غلطی اور بات ہے، اور تحریف اور بات ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ اگر انجیل الہامی ہے اور الہام میں غلطی ممکن نہیں، تو اس صورت میں بے شک پیچھے سے تحریف ہوئی ہے، اور جو الہامی نہیں ہے، تو ایک اور مطلب حاصل ہوا، پادری صاحب نے کہا، کہ تحریف اس وقت ثابت ہوگی، کہ جب تم کوئی ایسی عبارت بتلاؤ، جو اگلے نسخوں میں نہ ہو، اور اب پائی جاتی ہو، ڈاکٹر صاحب نے یوحنا کے پہلے خط کے ۵ باب کا ۷ ورس پیش کیا[2]، پادری صاحب نے کہا، کہ یہاں اور ایک دو جگہ اور تحریف ہوئی ہے، یہ بات سنتے ہی اسمتھ صاحب صدر دیوانی کے حاکم نے جو پادری فرنچ صاحب کے برابر بیٹھے ہوئے تھے، انگریزی زبان میں پوچھا، کہ یہ بات کیا ہے، پادری فرنچ نے جواب دیا، کہ یہ لوگ ہارن اور مفسروں کی کتابوں سے چھ سات مقام جن میں تحریف کا اقرار ہوا ہے، نکال کے سند لائے ہیں، اس کے بعد فرنچ صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی طرف متوجہ ہو کر اردو زبان میں کہا، کہ صاحب یعنی پادری فنڈر صاحب) بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ سات آٹھ جگہ تبدیل و تحریف ہوئی ہے، اس پر مولوی قمر الاسلام صاحب جامع مسجد کے امام نے منشی خادم علی مہتمم مطلع الاخبار کو کہا، کہ تم لکھ لو، کہ پادری صاحب نے آٹھ جگہ تحریف کا اقرار کیا ہے، پادری فنڈر صاحب نے منکر کہا، لکھ لو، اور کہا، اگرچہ اسقدر تحریف ہوگئی، لیکن کتب مقدسہ میں اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا، کاتبوں کے سہو سے عبارت البتہ مختلف ہوگئی، ڈاکٹر صاحب نے کہا، وہ عبارت کا اختلاف بعضوں کے نزدیک ڈیڑھ لاکھ ۱۵۰۰۰۰ اور بعضوں کے نزدیک تیس ہزار ۳۰۰۰۰ ہے، آپ کس بات کو ٹھیک مانتے ہیں[3]، پادری فرنچ صاحب نے کہا، کہ ٹھیک بات

---

[1] اور اسکے غلطی کا بیان پہلی جلد کے اندر دوسرے سوال کے جواب میں بڑی تشریح سے گذرا ہے ۱۲ منہ رح [2] پادری صاحب اس بات سے ڈاکٹر صاحب کے مقابلے میں اپنے خط میں منکر ہو گئے تھے، لیکن جو ان پر سے دے ہوئی تو اختتام مباحثہ دہلی میں جو اس کتاب کی تالیف کے بعد میری نظر سے گذرا، پھر اقرار کیا، اور یوں لکھا نسخہ ۱۸۵۵ء منطبعہ اکبر آباد صفحہ ۱۳۰ یہ بات سچ ہے، کہ دو ورس ریڈنگ بہت ہیں اور ہر کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے، مگر ہماری بات اس پر نہیں الخ ۱۲ منہ رح [3] یہ بھی غلط ہے ہم لوگ تو پچاس ساٹھ جگہ کے مدعی تھے، جیسا عنقریب آتا ہے ۱۲ منہ رح [3] کہتا ہوں میں، کہ بعضوں کے نزدیک دس لاکھ ہے، جیسا حال تو بیا ہدایت کے اندر گذرا ۱۲ منہ رح

یہ ہے، کہ وہ اختلاف چالیس ہزار جگہ ہے[1]، اس میں پادری فنڈر صاحب چڑ کر بول اُٹھے، کہ اس سے کچھ نقصان نہیں ہوتا ہے، دو ایک آدمی محمدی اور دو ایک صاحب لوگ اس بات میں انصاف کریں، اور مفتی ریاض الدین صاحب کیطرف متوجہ ہو کر کئی بار کہا، کہ مفتی صاحب آپ بھی انصاف کیجئے، اسپر مفتی صاحب نے کہا، کہ جب کسی وثیقے میں ایک جگہ جعل ثابت ہو جائے، تو باقی وثیقہ اعتماد کے قابل نہیں رہتا، اور جسصورت میں کہ خود آپ ہی کے اقرار سے سات آٹھ جگہ جعل و تحریف ہو گئی ہے، تو اسپر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے، اور اس بات کو حکام جو یہاں تشریف رکھتے ہیں، خوب جانتے ہیں، اور اسمتھ صاحب کیطرف اشارہ کر کے کہا، کہ انسے پوچھئے، پر اسمتھ صاحب نے اس باب میں کچھ نہ کہا، پھر مفتی صاحب نے کہا، کہ جب عبارت کا اختلاف آپ کے نزدیک مسلم ہے، تو فرمایے، جہاں کہیں دو عبارتیں مختلف ہوں، تو آپ ان دونوں میں سے جزماً ایک کو خدا کا کلام ٹھہرا سکتے ہیں، یا نہیں، پادریصاحب نے کہا، نہیں، مفتی صاحب نے کہا، کہ اہل اسلام کا یہی دعوےٰ ہے، کہ یہ بائبل کا مجموعہ موجودہ و مستقل ہے، سب کا سب جزماً خدا کا کلام نہیں ہے، اسپر پادریصاحب نے فرمایا، کہ وقت موعود سے آدھ گھنٹہ زیادہ گذر گیا، اب کل پھر گفتگو کیجاوے گی، میں نے کہا، کہ آپ نے آٹھ جگہ تحریف کا اقرار کیا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالے پچاس ساٹھ جگہ عیسائی مذہب کے علماء کے اقرار سے تحریف ثابت کر سکتے ہیں، پھر پر اگر آپ کو مباحثہ منظور ہو، تو ایسا کیجئے، کہ ہمکو تین باتیں سمجھا دیجئے، اول تو یہ ہے، ہم کتب مقدسہ میں سے کئی کتابوں کی سند متصل پوچھیں گے، اس کو ثابت کر دیجئےگا دوسری یہ ہے، کہ ان پچاس ساٹھ مقام کو جنمیں عیسائی مذہب کے علماء کے اقرار سے تحریف ثابت ہوئی ہے، یا تو مان لیجئیگا، یا توجیہ کر دیجئے گا، اور ہم یہ بات نہیں کہتے، کہ آپ خواہ مخواہ ہارن کے قول کو مانئے اور نہ یہ کہتے ہیں، کہ آپ ہارن سے کچھ کم ہیں، پر اولاً سُن لینا، اور پھر احد الامرین کا اختیار کرنا (یعنی ماننا یا توجیہ کرنا) آپ کو ضرور ہوگا، تیسری یہ ہے، کہ جب تک آپ کو ان پچاس۵۰ ساٹھ۶۰

---

[1] پادری فنڈر صاحب نے اپنے خط محررہ ۱۰ اپریل ۱۸۵۴ء میں یوں لکھا، ادعائے تحریف کے جواب میں ہماری بات یہ تھی، کہ تحریف و تبدیل از سہو کاتبان وغیرہ نکتوں اور حروف اور لفظوں میں ہوا ہے، اور دیکھ کر ہمارے علماء نے قدیم نسخوں سے تیس ہزار غلطیاں اس طرح کی نکالی ہیں، یہاں تک پادریصاحب کا کلام تھا پھر حاشیہ میں اس خط کے لکھا اگر مباحثہ کیوقت مجھ سے یا پادری فرنچ صاحب سے چالیس ہزار کا نام لیا گیا ہے تو وہ سہو سے ہوا ہے کیونکہ اس کتاب میں جس سے صاحب موصوف نے یہ گذارشات نکالی ہیں صرف تیس ہزار لکھا ہوا ہے یہاں تک پادریصاحب کا کلام تھا سو اس خط کے موافق تیس ہزار کے قائل ہوئے ہے ۱۲ منہ رح

مقاموں کی مخدوشیت کی تسلیم یا توجیہ سے فراغت نہ ہولے، تب تک اس مجموعہ کی باتونسے
ہمپر دلیل نہ لائیگا، پادری صاحب نے کہا، کہ ہم اس شرط سے منظور کرتے ہیں، کہ اول آپ
سے یہ پوچھیں گے، کہ انجیل جو تمہارے پیغمبر کے وقت میں تھی، کونسی ہے، میں نے کہا منظور
ہے، ہم کل تبلا دینگے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ اگر کہیے، تو اسی وقت کچھ عرض کیا جاوے، پادری
صاحب نے کہا، اب تو دیر ہوگئی، کل سنیں گے، اس کے بعد فریقین رخصت ہوئے، اور جلسہ
اول تمام ہوا دوسرا جلسہ رجب کے مہینے کی بارہویں تاریخ ۱۲۷۰ ہجری میں جو اپریل کی
گیارہویں تاریخ ۱۸۵۴ء کے مطابق ہے، منگل کیدن اسی پہلے مقام پر یہ دوسرا جلسہ منعقد ہوا،
اور اس جلسہ میں کیا عوام کیا خاص پہلے جلسے سے زیادہ آدمی اکٹھے ہوئے، اور اسمتھ صاحب
حاکم صدر دیوانی اور ریڈ صاحب حاکم صدر بورڈ اور ولیم صاحب مجسٹریٹ علاقہ فوج اور ولیم
گلین صاحب کشیس اور پادری ہارلی صاحب اور اور صاحبان انگلش اور مفتی ریاض الدین
صاحب اور قاضی القضات مولوی اسد اللہ صاحب اور مولوی فیض احمد صاحب سرشتہ دار
صدر بورڈ اور مولوی حضور احمد خاں صاحب اور مولوی امیر اللہ صاحب مختار راجہ بنارس اور
مولوی قمر الاسلام صاحب امام جامع مسجد اور مولوی امجد علی صاحب وکیل سرکار کمپنی اور مولوی
سراج الحق صاحب اور منشی خادم علی صاحب مہتمم مطلع الاخبار رؤسا شہر اس جلسہ میں تھے،
اور انکے سوائے اور مسلمان اور عیسائی اور ہندو ہزار آدمی کے قریب موجود تھے، اور اس
جلسہ میں دینی کتابیں پہلے جلسے سے زیادہ فریقین کے آگے دھری ہوئی تھیں، ساڑھے چھ بجے
کے بعد پادری فنڈر صاحب نے کھڑے ہو کے میزان الحق ہاتھ میں لیکے پہلے باب کی پہلی فصل
کی وہ عبارت جسمیں قرآن شریف کی کئی ایک آیت مندرج ہیں، پڑھنی شروع کی، اور اس
جہت سے کہ آیتونکو غلط پڑھتے تھے، قاضی القضات صاحب نے کہا، کہ آپ ترجمہ ہی پر اکتفا
کیجیے، کیونکہ لفظ کے بدلنے سے معنے بدلجاتے ہیں، پادری صاحب نے کہا، کہ ہماری زبان کا
قصور ہے معاف رکھئے، وہ عبارت یہ ہے وقل امنت بما انزل اللہ من کتاب وامرت
لاعدل بینکم اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا وبینکم یعنی
اور کہہ اے محمد کہ میں ان کتابوں پر ایمان لایا، جو اتاریں اللہ نے اور مجھکو حکم ہے کہ انصاف کروں
تمہارے بیچ اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا، ہمارے لئے ہمارے کام اور تمہارے لئے تمہارے
کام کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں، اور سورہ عنکبوت میں مرقوم ہے، کہ ولا تجادلوا اہل

الکتاب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم وقولوا امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والٰھنا والٰھکم واحد ونحن لہ مسلمون یعنی اے محمدیو تم اہل کتاب سے جھگڑا مت کرو، مگر اس طرح پر جو بہتر ہو، انکے سوا، جو تم پر ظلم کرتے ہیں، اور یوں کہو، کہ ہم مانتے ہیں، جو اترا ہمکو اور اترا انکو خدا ہمارا اور تمہارا ایک ہے، اور ہم اسی کے حکم پر ہیں، اور سورہ مائدہ میں لکھا ہے، الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتو الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم یعنی آج سے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال ہوئیں اور کتاب والوں کا کھانا تمپر حلال ہوا، اور تمہارا کھانا انکو حلال ہوا، جاننا چاہیے کہ وے فرقے جنکو کتاب ملی، اور وے لوگ جو اہل کتاب کہلائے، مسیحی اور یہودی ہیں، چنانچہ سورہ بقر میں یہود ونصارے کی بات کہا گیا ہے وھم یتلون الکتاب یعنی یہود ونصارے نے کتاب پڑھی ہے، اور یہ بات بھی قرآن سے معلوم اور ثابت ہے، کہ جو کتابیں یہودیوں اور مسیحیوں کو ملیں، توریت وانجیل ہیں، کیونکہ سورۂ آل عمران میں مذکور ہے، وانزل التورٰۃ والانجیل من قبل ھدی للناس یعنی خدا نے توریت وانجیل آگے سے اتاری تھیں کہ لوگوں کی ہادی رہیں، اس کے بعد کہا کہ ان آیتوں میں کتاب اور اہل کتاب کا ذکر ہے اور اہل کتاب سے یہودی اور نصارٰے مراد ہیں، سو معلوم ہوتا ہے، کہ محمدؐ کے زمانے میں توریت وانجیل موجود تھیں، اور محمدیوں نے انکو مان کے دین کا ہادی جانا ہے، اور محمدؐ کے زمانے تک ان میں تحریف نہ ہوئی تھی، ابن نے کہا، کہ ان آیتوں نے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ سابق میں خدا کا کلام نازل ہوا، اور اسپر ایمان لانا چاہیے، اور توریت وانجیل بھی سابق میں نازل ہوئیں، اور محمدؐ کے عہد میں موجود تھیں، گو محرف ہی ہوں، اور ہرگز ان آیتوں سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی، کہ ان کتابوں میں محمدؐ کے زمانے تک تحریف نہیں ہوئی تھی، بلکہ جابجا تحریف کرنے پر اہل کتاب کی مذمت کی گئی ہے[1]، سو قرآن شریف کی آیتوں کے مطابق جیسا ہم اسبات پر بھی ایمان رکھتے ہیں، کہ سابق میں خدا کا کلام نازل ہوا، ویسا ہی اسبات پر

---

[1] باقوال علماء مسیحی یہ بات بخوبی تمام پایۂ ثبوت کو پہنچی، کہ سریانی کلیسیا اور عرب کی ساری کلیسیا اس مجموعہ کی کئی کتابوں کو واجب التسلیم نہ جانتے تھے، اور نہ یہ کتابیں ان کے نسخوں میں تھیں، تو پھر پادر صاحب کلام اللہ کی آیتوں سے اس سارے مجموعہ کی بابت کیونکر استدلال کرتے ہیں، ۱۲ منہ رح چنانچہ اسی بارھویں ہدایت کی چوتھی قسم کی دوسری تنبیہ میں ان امور کی تشریح گذری ۱۲ منہ رح

بھی ایمان رکھتے ہیں، کہ اس میں تحریف ہوگئی، اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم یعنی کتاب والونکی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب[1]، پادری صاحب نے کہا، کہ اسوقت حدیث کا ذکر نہ لائیے، بلکہ صرف قرآن کی آیات کا ذکر کیجئے؛ میں نے کہا، کہ قرآن کی آیتوں سے بھی یہی دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، جیسا آپنے بھی میزان الحق میں اس کا اقرار کیا، پادری صاحب نے کہا کہ سورہ بینہ کی آیتوں کے موافق یہ معلوم ہوتا ہے، کہ محمدؐ کے زمانہ سے پیشتر تحریف نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد میزان الحق کے پہلے باب کے تیسری فصل کی یہ عبارت پڑھی، چنانچہ سورہ بینہ میں لکھا ہے، کہ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ ۵ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ ۵ فیھا کتب قیمۃ ۵ وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتھم البینۃ یعنی اہل کتاب اور مشرکوں نے حق سے منہ نہ پھیرا، جب تک کہ روشن دلیل یعنی قرآن، اور پیغمبر (یعنی محمدؐ) خدا کیطرف سے ان پاس نہ آئے، کہ وہ مقدس کتابوں کو جنہیں مضبوط حکم آئے ہیں، ان سے بیان کریں، اور ان لوگوں نے جنکو کتاب ملی تھی، جدائی نہ کی، مگر اس کے بعد کہ انہیں روشن دلیل پہنچی، اس کے بعد کہا، کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتابوں میں محمدؐ کے ظاہر ہونے اور تعلیم کے شروع کرنے کے بعد تحریف کی ہے، نہ اس سے پہلے، اس کے بعد کہا، کہ کتاب استفسار کے مصنف نے بھی جس کو تم سب لوگ جانتے ہو، کہ مولوی آل حسن صاحب ہیں ۴۴۴ صفحہ میں آیت مذکورہ کو اس طرح بیان کیا ہے، کہ نبی سابق الانتظار کے اعتقاد رکھنے سے جدا یا اس کے اعتقاد رکھنے میں مختلف و متفرق نہیں ہوئے، مگر جبکہ یہ نبی آیا ان معنوں کی رو سے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ نبی آخر الزمان کی بشارتوں میں اس کے ظہور کے زمانے تک کچھ تحریف و تبدیل نہیں واقع ہوئی؛ میں نے کہا، کہ ان آیتوں کا ترجمہ جمہور مفسرین کے مذہب مختار کے موافق اس طرح پر ہے، اور اسی کو جناب شاہ عبد القادر صاحب نے اپنے ترجمے میں اختیار کیا ہے، یعنی نہ تھے وے لوگ جو منکر ہوئے، کتاب والے (یعنی یہودی اور مسیحی) اور شرک والے (یعنی بت پرست) باز آنیوالے یعنی اپنی دین اور بری رسموں سے اور بڑے عقیدوں سے مثل عدم اعتقاد نبوت جناب مسیح

---

[1] یعنی جس چیز میں کہ قرآن ساکت ہو اس میں نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اسلئے کہ جس میں قرآن تکذیب کرتا ہے مثل تثلیث و صلیب وغیرہ کے اسکی تکذیب واجب ہے، اور جسمیں تصدیق کرتا ہے اسکی تصدیق واجب ہے جیسا عنقریب دوسری تنبیہ میں گزرا ۱۲ منہ رح

کی جیسا یہود کو تھا، اور اعتقاد تثلیث کی جیسا عیسائیوں کو تھا، اور ماننے والے نہ تھے، جب تک نہ پہنچی انکو کھلی بات ۲ ایک رسول کا پڑھتا ورق پاک ۳ اسمیں لکھیں کتابیں (یعنی سورتیں) مضبوط ۴ حد نہیں چھوٹنے دیے جنکو کلی کتاب (یعنی اپنے دین اور رسموں اور عقیدوں سے اس طور پر کہ بعضوں نے انکو چھوڑکر اسلام قبول کیا، اور بعضے تعصب سے اسی پر قائم رہے) مگر جبکہ آپہنچی انکو کھلی بات (یعنی رسول اللہ اور قرآن) اور جناب شاہ عبد القادر صاحب پہلے آیت کے ترجمہ کے آخر میں حاشیہ کے طور پر ایسا لکھتے ہیں، کہ حضرتؐ سے پہلے سب دین والے بگڑ گئے تھے ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور اب چاہیئے اگر کسی ولی یا حکیم یا کسی بادشاہ عادل کے سمجھائے راہ پر آویں، سو ممکن نہ تھا، جب تک ایسا رسول نہ آوے عظیم القدر ساتھ کتاب اللہ کے اور مدد قوی کے کہ کئی برس میں ملک کے ملک ایمان سے بھر گئے، یہانتک کلام شاہ صاحب کا تھا، پس ان آیتوں کا حاصل صرف اتنا ہی ہے، کہ کتاب والے اور مشرک لوگ اپنی بری رسموں سے باز نہ آئے، جب تک کہ انکے پاس ایسا عظیم القدر رسول نہ آیا، اور اس کے آنے کے بعد کتاب والوں میں سے جو شخص مخالف ہوا، اس کی مخالفت تعصب بے جا اور دشمنی کے مارے تھی اس صورت میں ان آیتوں سے آپ کا استدلال ٹھیک نہیں ہے، اور صاحب استفسار کا جواب تنزلی ہے، جیسا اس کی یہ عبارت کہ اس استدلال سے درصورتیکہ صحیح و درست کیا جائے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے، الخ اسی بات پر دلالت کرتی ہے، اور صاحب استفسار کی یہی غرض ہے کہ اول تو یہ استدلال صحیح نہیں ہے، اور اگر بالفرض اس کی صحت مان لیجاوے، تو اس سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے، کہ محمدؐ کی بشارات میں تحریف نہیں کی گئی، نہ یہ کہ سارے مجموعہ بائیبل میں کسی جگہ تحریف نہیں کیگئی، اور صاحب استفسار نے اپنی ساری کتاب میں تحریف کی دہوم مچار کھی ہے پادری صاحب نے کہا، کہ اب آپ یہ تبلایئے، کہ جس انجیل کا ذکر قرآن میں آیا ہے، وہ کون سی انجیل تھی، میں نے کہا، کہ کسی قوی یا ضعیف روایت سے اس کی تعیین مفہوم نہیں ہوتی، جو عرض کیا جاوے، کہ وہ متی کی انجیل تھی، یا یوحنا کی، یا اور کسی کی، اور نہ ہم لوگ کبھی اس کے پڑھنے پر مامور ہوئے، کہ اسکا حال ہم کو معلوم ہوتا، پادری صاحب نے صاحبان عالیشان کیطرف اشارا کرکے کہا، کہ دیکھو یہ سب اہل کتاب بیٹھے ہیں، انسے پوچھ لیجئے، کہ انجیل کونسی ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ قرآن سے صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے، کہ حضرت عیسیٰؑ پر انجیل اتری اور یہ نہیں معلوم

لہ چنانچہ بارہویں ہدایت کی دوسری قسم کے آخر میں انگریزی تاریخوں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے، ۱۲ منہ رح

ہوتا کہ وہ کونسی انجیل تھی، اور اس زمانے میں بہت سی انجیلیں عیسائیوں میں مشہور ہو رہی تھیں جیسا برنباہ اور پرتو طاوغیرہ کی انجیل، پس خدا جانے ان میں سے کونسی مراد ہے، اور اس زمانے میں ایک فرقہ مانی کییز تھا، جو اس انجیل کے مشہور کل مجموعہ کو نہ مانتا تھا، اور اسی عہد میں عرب میں بھی ایک فرقہ تھا[ل] جو یہ کہتا تھا، کہ تین خدا ہیں، باپ بیٹا مریم[ع]، شاید ان کے نسخے میں یہ بھی لکھا ہو، کیونکہ قرآن نے انکو جھٹلایا ہے، پس یہ بات کہیں سے ثابت نہیں ہوئی، کہ اس انجیل میں حواریوں کے اعمال اور نامے اور مشاہدات بھی داخل ہیں، پادری فرنچ صاحب نے کہا کہ تم عیسیٰ کے قول کے سوا اور کتابوں کو جو انجیل میں ہیں، نہیں مانتے ہو، حالانکہ چوتھی صدی میں لڈیسیا کی کونسل نے ایک کتاب یعنی مشاہدات کے سواسب کو واجب التسلیم ٹھہرایا ہے اور ہمارے بڑے بڑے عالم جنکو ہم نہایت معتبر جانتے ہیں، جیسا کلیمنس اسکندریانوس اور ٹرٹولین اور ارجن، اور سائی پرن وغیرہ ہم نے مشاہدات کی کتاب کو واجب التسلیم رکھا ہے، پر اگلے زمانے کے فتنے اور فساد اور لڑائیوں کے سبب اس کی سند متصل ہمارے پاس نہیں ہے[ع]، پس ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ کلیمنس کس زمانے میں تھا، پادری صاحب نے کہا، کہ دوسری صدی کے آخر میں ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ اگر کلیمنس نے مشاہدات کے دو فقرے لکھدیئے، تو اس سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے، کہ دوسری صدی کے آخر میں کلیمنس نے مشاہدات کی کتاب کو یوحنا کی تصنیف جانا ہے، پس اس کے زمانے سے پہلے اس کی سند نہیں ہے، علاوہ دو فقروں سے ساری کتاب کا تواتر قطعی ثابت نہیں ہو سکتا اور ٹرٹولین وغیرہ تو اس کے بعد گذرے ہیں، اور کیس برسٹر روم نے تو اسکو سرنتھس ملحد کا کلام کہا ہے، اور اسی طرح ڈیونیشیس نے اس بات کی تصریح کی ہے، کہ ہم سے پیشتر بعضوں نے اسکو سرنتھس ملحد کا کلام کہا ہے، پادری صاحب نے کہا، کہ ہم کیس کو بڑا معتبر نہیں جانتے، اور ڈیونیشیس نے ان بعضوں کا نام نہیں لیا، پس ایک دو کی

ل یعنی کولی ری ڈینس جیسا پہلی جلد کے اندر مقدمہ میں حاشیہ کے اندر مصرح ہوا ہے ۱۲ منہ رح ع اسی لئے بیضاوی بار تیعالیٰ کے اس قول کے ذیل ولا تقولوا ثلثة اپنا مختار قول یوں لکھتا ہے ای الالہۃ ثلثة اللہ والمسیح ومریم ویشہد علیہ قولہ تعالیٰ انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ ۱۲ منہ رح ع بارھویں ہدایت کی چوتھی قسم کی پہلی تنبیہ میں کلیمنس کے فقروں کا حال معلوم ہو چکا ہے ۱۲ منہ رح ع اسی کتاب مشاہدات کی بابت سند متصل نہ ہونے کا صاف اقرار کیا۔ اور ظاہر ہے کہ جب سند متصل نہ ہو، اور سینکڑوں محقق عیسائی مذہب کے اسکا انکار کرتے ہوں تو بھلا کسطرح قطعی تصنیف یوحنا حواری کی کہیں ۱۲ منہ رح

مخالفت سے کیا ہوتا ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ ہم دو ایک آدمی کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ سینکڑوں آدمی کا نام بتلا سکتے ہیں، جیسا یوسی بیس اور سرن اور اس کے وقت یروشلم کی ساری کلیسیا وغیرہ اور کونسل لوڈیسیا نے بھی اس کتاب کو رد کیا ہے، اور جیروم کے عہد میں بھی بعضے کلیسیا اس کو نہ مانتے تھے، اس پر پادری فنڈر صاحب نے کہا، کہ یہ کلام مبحث سے خارج ہے، اور اب اس انجیل میں گفتگو ہے، جو محمد کے زمانے میں موجود تھی، اور میری طرف متوجہ ہوئے، میں نے کہا، کہ ہم نے اپنا مذہب ظاہر کر دیا، اگر آپ جانتے ہیں، کہ یہ مذہب اسلام کا نہیں ہے، تو اس کی سند بتلائے نہیں، تو مان لیجئے، اور ہم اسبات کا اقرار کرتے ہیں، کہ خدا کا کلام حضرت عیسیٰ پر اترا تھا، پر اسبات سے منکر ہیں، کہ وہی کلام یہی مجموعہ عہد جدید کا ہے، اور اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوا، اور حواریوں کا کلام ہمارے نزدیک انجیل نہیں، بلکہ انجیل صرف اسی قدر ہے، جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی پر[1] اس لئے کہ کسی روایت میں اسکا ذکر نہیں آیا، ہم اس بات کی تعیین نہیں کر سکتے، کہ مسیح کی وہ باتیں کونسی کتاب میں لکھی ہوئی ہیں، اور جو کچھ ان چار کتابوں میں منقول ہوا ہے، اُن کا رتبہ احادیث کا سا رتبہ ہے، اور اہل اسلام کے پہلے طبقے والوں نے کوئی معتمد روایت اس باب میں منقول نہیں ہے، اور اس کے سببوں میں سے ایک سبب یہ بھی ہے، کہ اس زمانے میں پوپ کا تسلط کما حقہ ہو گیا تھا، اور اس فرقے کے لوگوں میں اصل انجیل کے پڑھنے کی عام اجازت نہیں ہوتی ہے، تو اس جہت سے اس کے نسخے مسلمانوں کے دیکھنے میں کم آئے، اور غالبا عرب کے اطراف میں اسی قسم کے عیسائی یا فرقہ نسطوریہ کے لوگ بہت تھے، اس پر پادری فرنچ صاحب نے تیز ہو کر کہا، کہ تمنے ہماری انجیل کو بڑا عیب لگایا، پوپ صاحب نے اس میں کچھ خرابی نہیں کی، اس میں پادری فنڈر صاحب نے حضرت عثمان رض کا قرآن شریف کے بعضے نسخوں کے جلادینے کا قصہ شروع کیا، میں نے کہا، کہ یہ کلام مبحث سے خارج ہے، پر اس لئے کہ آپ یہ ذکر درمیان میں لے آئے ہیں، اسکا جواب سنیئے، پادری صاحب نے کہا، کہ آپنے جو انجیل پر یہ اعتراض کیا، اس لئے میں نے یہ تعریض کی، لیکن اب اصل مطلب کیطرف رجوع کیجئے، اور جو اصل مطلب یہی تھا، کہ پادری صاحب انجیل کے سوائی کے بعد ہم کو تین باتیں سمجھا دیں، جیسا کہ پہلے جلسے کے اختتام پر ٹھہر چکا تھا، تو میں نے کہا، کہ ہمارا کلام تمام ہو چکا ہے اور بھی کل کے اقرار کے موافق ساری بائیبل پر ہے، نہ صرف انجیل پر اس لئے ہم اس مجموعہ کی بعضی

---

[1] اور اس امر کی تحقیق بارہویں ہدایت کی چوتھی قسم کی دوسری تنبیہ میں گزری ۱۲ منہ رح

کتابوں کی متصل سند مانگتے ہیں، پادری صاحب نے کہا، کہ انجیل پر کلام کیجئے، میں نے کہا، کہ ہمارا کلام بائبل کے مجموعہ پر ہے، اور انجیل کی تخصیص بے جا ہے، اسپر پادری صاحب چپ ہو رہے۔ اور ظاہر یہی ہے، کہ انہوں نے کہ اپنے گھر کا حال جانتے تھے، سند میں کلام کرنا مناسب نہ سمجھا اور چپ رہنا سو دلیلوں کے برابر ایک دلیل سمجھی، اور غلطی اور تحریف میں بات چیت ہونے لگی، اس کے بعد پادری فرنچ صاحب نے ایک طومار جو لکھکر اپنے ساتھ لائے تھے، پڑھنا شروع کیا، جسکا خلاصہ یہ ہے، کہ ہمارے عالموں نے تیس[۳۰۰۰۰] ہزار یا چالیس[۴۰۰۰۰] ہزار جگہ عبارتوں کا اختلاف نکالا ہے، پر وہ سب اختلاف صرف ایک ہی نسخے میں نہیں، بلکہ بہت سے نسخوں میں تھا ایسا کہ حساب کی رو سے فی نسخہ چار سو پانسو ہوتا ہے، گو بعضی غلطیاں بدعتیوں کے تصرف سے ہوگئیں ہونگی، جیسا ڈاکٹر گریسباخ نے متی کی انجیل میں تین سو ستر[۳۷۰] ہو آیتوں اور لفظوں میں نکالے ہیں، جنمیں سے ستر[۷۰] تو بہت بھاری ہیں، اور تئیس[۲۳] بھی بھاری ہیں، پر اول کی نسبت کچھ خفیف ہیں، اور باقی سب کے سب خفیف اور ہمارے علماء نے اکثر جگہ ان غلطیوں کو صحیح کیا ہے، کیونکہ قرین عقل ہے، کہ جس کتاب کے بہت سے نسخے ہوویں، اس کی تصحیح ممکن ہے، پر جس کتاب کا صرف ایک ہی نسخہ پایا جاوے، اسکا صحیح کرنا البتہ دشوار ہوتا ہے، جیسا نسخہ ٹرنس اور نسخہ پیٹر کیوبس کہ ان میں سے ایک کے تین[۳۰۰۰] ہزار نسخے ہیں، اور اس کو ہمارے علماء نے صحیح کیا ہے، اور دوسرے کا صرف ایک ہی نسخہ پایا جاتا ہے، سو اس کے صحیح کو مشکل جانتا ہے پس جس صورت میں کہ انجیل کے بہت سے نسخے موجود ہیں، تو اس کی تصحیح ناممکن نہیں، اب ہم تصحیح کے قاعدوں میں سے کئی ایک قاعدے یہاں بیان کرتے ہیں، ا جب دو عبارتیں مختلف پائی جاتیں، اور ایک مشکل ہوتی، اور دوسری آسان اور فصیح تو علماء مذکوران دونو عبارتوں میں سے مشکل کو پسند کرتے تھے، کیونکہ احتیاط اور عقل اور قیاس کا مقتضے یہ ہے، کہ شائد آسان عبارت کسی کی بنائی ہوئی ہوگی، ۲، جب دو عبارتیں ایسی پائی جاتیں، کہ ایک باقاعدہ اور دوسری بے قاعدہ ہوتی، تو ان دونوں میں سے بے قاعدہ عبارت کو واجب التسلیم جانتے تھے، کیونکہ باقاعدہ عبارت میں اسبات کا احتمال ہوتا ہے، کہ کسی قاعدے دان نے اس کو بنا کے لکھ دیا ہو، اور علماء موصوف نے ان غلطیوں کو نکال کرکے یہ لکھا ہے، کہ ان غلطیوں کے

لہ اب بوعشر کی تخصیص لغو ہے، بلکہ انکی طرح حضرت دیند وہ بھی بھی کرتے تھے جیسا چوتھی ہدایت کی گیارہویں وجہ میں اور ساتویں ہدایت اندر گذرا، لہ سبحان اللہ روح القدس کا عجب حال ہے، کہ یہ قاعدے کو الہام کرتا ہے ۱۲ مترجم

سوا اور کوئی نہیں ہے ، اور اتنی غلطیوں سے مقصود اصلی میں کچھ نقصان نہیں ہوتا ، جیسا ڈاکٹر کی کاٹ کہتا ہے ، کہ اگر بالفرض یہ ساری محرف عبارتیں نکال ڈالی جاویں ، تو دین عیسوی کے کسی عمدہ مسئلہ میں نقصان لازم نہیں آتا ، اور اگر ساری بنائی ہوئی عبارتیں داخل کردی جائیں تو دین کے کسی معتبر مسئلہ میں کچھ زیادتی نہ ہوجاوے گی ، اسپر ڈاکٹر صاحب جواب دینے کو مستعد ہوئے ، اپر پادری فنڈر صاحب نے لطائف الحیل سے ٹالدیا ، اور جتنے بار ڈاکٹر صاحب اس تقریر کے جواب دینے کو آمادہ ہوئے پادری فنڈر صاحب نے نئے نئے کر کے ٹالدیا ، اور منع کیا ، جبکہ ڈاکٹر صاحب نے رنجیدہ ہوکر کہا ، میں مباحثہ کا شریک نہیں ہوں ، تب بھی پادری صاحب . . باز نہ آئے ، اور میری طرف متوجہ ہوئے ، اسپر مفتی ریاض الدین صاحب نے فرمایا ، کہ اول تحریف کے معنے بیان کئے جاویں ، اس کے بعد اس میں گفتگو کیجائے تو پادریصاحب کچھ معنے کہنے لگے ، مفتی صاحب نے کہا ، کہ جو لوگ تحریف کے مدعی ہیں ، انکو بیان کرنا چاہیے ، اسپر میں نے پادریصاحب کیطرف متوجہ ہوکر کہا ، کہ ہمارے نزدیک تحریف کے معنے تغیر ہیں ، خواہ کچھ بڑھانے کے سبب واقع ہوئی ، خواہ گھٹ جانے کے باعث خواہ بعض الفاظ کے بعض کے ساتھ بدل جانے کی جہت سے ، عام اس سے کہ وہ تغیر خباثت اور شرارت کی راہ سے ہوئے ، یا غلبہ وہم سے اصلاح کے طور پر ، اور ہم اسبات کے مقر ہیں ، کہ ان معنوں سے کتب مقدسہ میں تحریف ہوئی ہے ، اگر آپ کو اس سے انکار ہووے ، ہم اس کو ثابت کر سکتے ہیں ، پادریصاحب نے کہا ، کہ ہم بھی کتب مقدسہ میں سہو کاتب کے قائل ہیں ، میں نے کہا ، کہ ہمارے نزدیک سہو کاتب سے یہ مراد ہے ، کہ کوئی شخص لام لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا ، سہو سے میم لکھ گیا ، یا میم لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا ، اس کی جگہ بھول سے نون لکھ گیا ، آپ کے نزدیک بھی سہو اسی کو کہتے ہیں ، یا اس میں یہ باتیں بھی داخل ہیں ، کہ کوئی شخص حاشیہ کی عبارت لیکر متن میں ملادے ، یا اپنی طرف سے قصداً جملے کے جملے بڑھادے ، یا جملے کے جملے گرادے ، پادریصاحب جملے کا لفظ سنتے ہی گھبرا اُٹھے ، شاید جملے کو مجموعہ کتاب کے معنے میں سمجھے ، اور یہ کہنے لگے ، کہ جملے مت کہو ، بلکہ یوں کہو ، کہ آیتیں بڑھادے ، یا گرادے میں نے کہا کہ ہمارے نزدیک جملے کا اطلاق اتنی عبارت پر آیا کرتا ہے ، کہ زید کھڑا ہے ، پر اب یہ لفظ چھوڑکر

نہ اس سے معلوم ہوا ، کہ علوم عربیہ میں پادریصاحب کو خاک مہارت نہیں اور یہ بات تو شرح ماتہ کا پڑھنے والا بھی جانتا ہے ، اور پادریصاحب کو مہارت کا دعوے تھا اور انکے ہم مذہب توانکو علوم عربیہ کا فاضل جید جانتے تھے ۱۲ منہ رحمۃ

آپکے حکم کے مطابق ہی لکھتا ہوں، کہ اپنی طرف سے قصداً آیتیں بڑھادے، یا گرادے، یا تفسیر کے طور پر کچھ ملادے، یا ایک لفظ کو دوسرے سے بدل ڈالے، پادریصاحب نے کہا، کہ یہ سب باتیں ہمارے نزدیک سہو کاتب میں داخل ہیں، عام اس سے کہ انکا وقوع قصداً ہوا ہو، یا سہواً یا غلطی اور نادانی کے سبب سے پر ایسا سہو کاتب آیتوں میں پانچ چھ جگہ اور الفاظ میں بہت جگہ ہوگا[1] میں نے کہا کہ ہرگاہ آپ کے نزدیک آیتوں کا بڑھادینا اور انکا گرادینا اور بعض لفظ کو بعض کے ساتھ قصداً یا سہواً بدل ڈالنا سہو کاتب میں داخل ہے، اور اس قسم کا سہو کاتب کتب مقدسہ میں واقع ہوا ہے، اور ہم اسی کو تحریف کہتے ہیں، تو اس صورت میں، ہمارے اور آپ کے درمیان صرف نزاع لفظی ہے، اور بس کیونکہ جس چیز کا نام ہم تحریف رکھتے ہیں، آپ اسی کو سہو کاتب بتلاتے ہیں، اس کی مثال یہ ہے، کہ چار مسکین تھے، ایک رومی، دوسرا حبشی، تیسرا ہندی، چوتھا عربی کسی شخص نے انکو ایک درم دیا، وہ چاروں طرف اسباب پر متفق ہوئے، کہ ہم اس کی کوئی چیز مول لیویں، سو رومی نے اپنی زبان میں انگور کا نام لیا، پھر حبشی نے اس سے انکار کیا، اور اپنی زبان میں وہی نام لیا ہندی نے انکار کرکے کہا، نہیں ہم تو انگور مول لیں گے، عربی بولا انگور نہیں بلکہ عنب خریدیئے تو ان چاروں شخصوں میں صرف نزاع لفظی تھی، اور حقیقت میں ان کا مطلب ایک ہی تھا، تو ایسا ہی سہو کاتب اور تحریف کا حال ہے، کہ جس شے کو ہم تحریف کہتے ہیں، اسی کا نام آپنے سہو کاتب رکھا ہے، اور بآواز بلند لوگوں سے مخاطب ہو کر میں نے کہا، کہ ہمارے اور پادریصاحب کے درمیان صرف نزاع لفظی تھی، اور جس تحریف کا ہم دعوے کرتے ہیں، اس کو پادریصاحب نے قبول کر لیا، پر یہ اسکا نام سہو کاتب رکھتے ہیں، پادریصاحب نے فرمایا، ایسے سہو کاتب سے متن میں کچھ خرابی نہیں ہوئی، اس میں قاضی القضات صاحب پوچھنے لگے، کہ متن کیا چیز ہے، پادریصاحب نے کہا، کئی بار تو بیان کر چکا، اب کہاں تک بیان کئے جاویں، پھر کہا، کہ مسیح کی الوہیت، اور تثلیث اور کفارہ، اور شافع ہونے اور اس کی تعلیمات سے غرض ہے، میں نے کہا، کہ آپ کیطرح ہنری اور اسکاٹ کے جمع کرنیوالوں نے بھی دعوے کیا ہے، کہ اس قسم کی غلطیوں سے مقصود اصلی میں کچھ فرق نہیں پڑا، پر ہماری سمجھ میں نہیں آتا، کہ جس صورت میں تحریف ثابت ہوگئی، تو پھر کون سی دلیل ہے، کہ تو وہ آیتیں جن میں تثلیث کا ذکر ہے، ان میں تحریف نہ ہوئی[2]

---

[1] پادریصاحب کی تقریر کی لطافت تماشے کے قابل ہے کہ تحریف قصدی کو بھی سہو کاتب میں داخل کرتے ہیں ۱۲ منہ رح

[2] اس لئے کہ جن ناخدا ترسوں نے اور جامعین تحریف کی مقصود اصلی میں کیوں نہ کرتے دیکھو اگر کسی کے پاس قبالہ ہو اور وہ اسمیں جعل کرنا چاہے تو اول اسی جگہ میں بنادیگا، جو اسکا مقصود اصلی ہوگا، اور غیر مقصود میں تو تبعاً بنادے گا ۱۲ منہ رح

ہو۔ پادری صاحب نے کہا، کہ متن میں تحریف اسوقت ہوگی، کہ کوئی ایسا قدیم نسخہ نکالو، جس میں مسیح کی الوہیت لکھی نہ ہو، اور اس میں لکھی ہوئی ہو، اور اس میں مسیح کا کفارہ ہونا مرقوم نہ ہو، اور اس میں مرقوم ہے، ہمیں نے کہا، کہ ہمارے ذمہ صرف اتنی ہی بات تھی، کہ ان کتابوں کا مشکوک اور محرف ہونا ثابت کردیں، سو ثابت ہوگیا، اور اتنی اثبات سے ساری کتاب مشکوک ہوگئی پر آپ باوجودیکہ بعضی جگہ تحریف ہونے کے مقر ہیں، پھر بھی بعضے مقاموں کی نسبت تحریف سے بچے رہنے کا دعوے کئے جاتے ہیں، سو اسکا ثابت کرنا آپ کے ذمے ہے، نہ ہمارے ذمہ[1] اور ایک اور بات اور بھی پوچھنے کے قابل ہے، کہ آپ کاتب کے ان سہووں میں سے کسی سہو کو جسے ہم تحریف کہتے ہیں، اور آپ نے بھی اسوقت اسکا اقرار کیا، سارے نسخوں میں مانتے ہیں، یا نہیں پادری صاحب نے کہا ہاں ایسا سہو سارے نسخوں میں پایا جاتا ہے، اسپر پادری فرنچ صاحب نے پادری فنڈر صاحب کو روکا، سو پادری صاحب کہنے لگے، کہ ہم سے غلطی ہوگئی، پادری فرنچ صاحب خوب کہتے ہیں، قاضی القضات صاحب نے کہا، اب کیا ہوتا ہے، آپ کا پہلا قول ثبت ہوگیا، پادری صاحب نے کہا، نہیں میں نے غلطی کی، اور اس میں کوئی پکی بات نہیں کہہ سکتا ہوں، شاید وہ سہو عبری میں نہ ہو، یونانی میں ہووے، اور اس کے بالعکس، ہمیں نے کہا، کہ اگر ہم بعضے ایسے مقام تبلادیں، جنھیں آپ کے مفسرین بھی اقرار کرتے ہوں، کہ سابق میں ایسا تھا، اور اب عبری کے کسی نسخے میں جسکو آپ بالفعل مستند سمجھتے ہیں، نہیں تو آپ اس میں کیا فرمادیں گے، پادری صاحب نے کہا، اس سے متن میں نقصان لازم نہیں آتا ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ عبارت کے بہت سے اختلافات کے باعث بے شک مقصود اصلی میں خلل پڑجاتا ہے، فرض کیجئے، کہ اگر گلستان کے کئی ایک نسخے عبارت میں ایسے مختلف ہوں، کہ ایک کی ترجیح دوسرے پر نہ ہوسکے، تو ایسی صورت میں ہم جزماً نہیں کہہ سکتے، کہ سعدی کی عبارت یہ ہے، اور جہاں کہیں سینکڑوں مختلف نسخے ہووہیں، اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکیں، وہاں بلاشبہ ممکن ہے، کہ مقصود اصلی میں تغیر ہو جاوے، اور ہمارے نزدیک انجیل فقط وہ تھی، جو مسیح علیہ السلام کا قول ہے، وہ بھی مشتبہ ہوگئی پادری صاحب نے کہا، اس کا مختصر جواب دیجئے، کہ آپ متن کو مانتے ہیں یا نہیں، اگر مانتے ہو تو ہفتے آئندہ میں مباحثہ کیا جاوے گا، کیونکہ ہم باقی مباحثہ میں اس کتاب کی نقلی دلیلوں کے سوا کوئی دلیل نہیں لاسکتے ہیں، اور عقل کو کتاب کا محکوم جانتے ہیں، بلکہ کتاب کو عقل کا محکوم نہیں سمجھتے

[1] اسلئے کہ جو امنصب موافق قرارداد و خطوط اور اقرار پادری صاحب کے نسخ اور تحریف اور تثلیث کے مسائل کا اعتراض کا تھا اور پادری صاحب کا منصب جواب کا ۱۲ منہ رحم

میں نے کہا، کہ ہرگاہ ان کتابوں ... میں آپ کے اقرار سے بھی کمی بیشی ثابت ہوئی، اور اس باعث سے تحریف ثابت ہوگئی، تو وہ ہمارے نزدیک مشتبہ ہیں، اور ہم ہرگز اس بات کے قائل نہیں ہیں، کہ متن میں غلطی نہیں ہوئی، پس آئندہ کے دو مباحثوں یعنی تثلیث اور آنحضرت ؐ کی نبوت کے مباحثہ میں ان کتابوں سے دلیل نہ لائیگا، کہ ہم پر اس سے الزام نہیں آتا، اسپر پادری فرنچ صاحب نے کہا، کہ تمنے ہماری تفسیر وںسے ان تحریفوں اور غلطیونکو نکالا ہے، اور وہ مفسر لوگ تمہارے نزدیک بھی معتبر ہیں، سو ان مفسروں نے جیسا ان مقامونکو لکھا ہے، ویسی ہی یہ بات بھی لکھی ہے، کہ ان مواضع کے سوا کسی اور مقام میں خرابی نہیں ہوئی، اور ایسا ہی کچھہ پادری فنڈر صاحب نے کہا، میں نے کہا، کہ ہمنے ان عالموں کے قول الزام کے طور پر نقل کئے ہیں، نہ یہ کہ وہ لوگ ہمارے نزدیک معتمد اور انکی ساری باتیں اعتبار کے لائق اور سند ہوں اور پادری فنڈر صاحب کیطرف پھر کر کہا، کہ آپنے تفسیر بیضاوی اور کشاف سے کچھہ نقل کیا ہے یا نہیں، پادریصاحب نے کہا، ہاں میں نے کہا، کہ جیسا ان مفسروں نے ان باتونکو لکھا ہے، جنکو آپنے اپنا مفید مطلب جانکر نقل کیا ہے، ویسا ہی انہوں نے اور اور سب مفسروں نے بالاتفاق یہ بات بھی لکھی ہے، کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں، اور انکا انکار کرنیوالا کافر اور قرآن بے شک خدا کا کلام ہے، سو آپ ان مفسروں کے اس دوسرے قول کو بھی مانتے ہیں، یا نہیں، پادریصاحب نے کہا، نہیں، میں نے کہا، کہ ہم بھی اسی طرح آپکے مفسروں کے دوسرے قول کو نہیں مانتے، پادریصاحب نے پھر یہی کہا، کہ مختصر جواب دیجئے کہ آپ متن کو مانتے ہیں یا نہیں، ڈاکٹر صاحب نے کہا، کہ یہ سوال تفصیل طلب ہے جب تک ہم ایک بات نہ کہہ لیں، جواب نہیں دے سکتے، پادری صاحب نے کہا، مختصر کہیئے، ہاں یا نہیں میں نے کہا، کہ ہم متن کو نہیں مانتے، اور ہرگاہ اس کتاب میں تحریف کا ہو جانا آپ کے اقرار سے بھی ثابت ہے[له] تو ہمارے نزدیک متن جسے آپ مقصود اصلی کہتے ہیں، مشتبہ ہوگیا، اور ہمارا منصب اس باب میں صرف اتنا ہی تھا، کہ اس کتاب کا مشکوک اور محرف ہونا ثابت کر دیں، اور وہ خدا کے فضل سے ظہور میں آیا، اور متن یعنی مقصود اصلی میں عدم تحریف کا ثابت کرنا آپ کے ذمے ہے، نہ ہمارے ذمہ اور ہم مباحثہ کے لئے دو مہینے تک حاضر ہیں، کچھہ عذر نہیں رکھتے، پر یہ کتاب ہمارے لئے حجت نہیں ٹھیر سکتی، اور اس سے دلیل لانا ہمارے الزام

له اور سات آٹھ جا تو آپ نے آیتوں میں تحریف مان لی ہے ۱۲ منہ رح

کیلئے کافی نہیں، اس کے سوا جو کچھ دلیل آپ کے پاس ہو، خواہ تثلیث خواہ آنحضرت کی رسالت کے باب میں اس کو پیش کیجئے، اور مولوی فیض احمد صاحب سر رشتہ دار نے پادری صاحب کیطرف متوجہ ہوکر کہا، کہ تعجب ہے، کہ کتاب میں تحریف واقع ہو، اور متن میں کچھ خرابی نہ پڑے اسپر مباحثہ ختم ہوا، اور فریقین ایکدوسرے سے رخصت ہوئے، اس کے بعد تقریری مباحثہ کی امید پر تحریری گفتگو درمیان میں آئی، پر وہ امید بر نہ آئی، اور فریقین کے ان خطوط کی نقل اس مباحثہ کے رسالوں میں ہے، ۵۵۵ اب ان وجوہ کا بیان کرتا ہوں کہ جسکے سبب یہ مباحثہ واقع ہوا، اول یہ کہ روز بروز شور وغل پادریوں کا بڑھتا چلا جاتا تھا، اور زبانی فریاد کرتے تھے، کہ مسلمانوں سے ہمارا جواب نہیں بن پڑتا، اور اپنے رسالوں کے آخر میں ایسی ایسی باتیں بھی چھاپنے لگے تھے، اسپر میں نے چاہا، کہ اپنے مقدور کے موافق میں بھی ہاتھ ہلاؤں، شاید اللہ کچھ ثمرہ نیک دیوے، دوم یہ کہ جس عیسائی سے ملاقات ہوئی، اور اس سے کچھ تذکرہ آیا، اس کی تقریر سے یہی معلوم ہوا، کہ میزان انکے گمان میں ایسی ہے، کہ گویا الہام سے لکھی گئی ہے، اور مسلمان اس کے جواب سے عاجز ہیں، اور اگر انکو کہا جاتا، کہ یہ بات غلط ہے، میزان الحق کا کیا ذکر اس کے مصنف سے بھی مسلمانوں کو کچھ خوف نہیں، تو وہ کہتے تھے، کہ صاحب جب تمکو اس سے پالا پڑے، تب تم جانو، سیوم یہ کہ جب میں ایک تقریب سے اکبر آباد کا اول اول عازم ہوا تو چلتے وقت ماسٹر رام چندر صاحب نے کہ مجھسے محبت رکھتے تھے، اور کچھ عرصے سے عیسائیت کا دم بھر کے پادریوں سے بھی زائد تعصب میں قدم بڑھا بڑھا کر رکھتے تھے، اور میزان الحق کے بڑے معتقد تھے، کہا کہ اگر اتفاق ہو، تو آپ پادری فنڈر صاحب سے ملئے گا، سو ان کی تقریر سے بھی وہی بات سمجھی گئی، شاید انہیں یہ بھی گمان ہو، کہ پادری صاحب سے کچھ اس کو بھی ہدایت ہوجائے گی چہارم یہ کہ جب میں اکبر آباد پہنچا، تو بعض بعض کو مذبذب پایا، اگر انکو سمجھایا گیا، تو انہوں نے یہی کہا، کہ اگر تمہارے پاس آتے ہیں، تو تم ہمکو قائل معقول کردیتے ہو، اور اگر کسی اچھے پادری پاس جاتے ہیں، تو وہ بھی ہم کو لاجواب کردیتا ہے، تو ہم اب کس طرح سمجھیں کہ تم ہی حق پر ہو، اور وہ باطل پر یا بالعکس، بلکہ ہم تو حیرت کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں اگر مقابلہ منہ در منہ ہوجائے، تو ہماری یہ حیرانی کچھ دفع ہوجائے، پنجم یہ کہ پہلے مباحثہ اکبر آباد میں جب کئی صاحب رخصت ہوئے، تو منجملہ انکے ارشادات کے یہ بھی ارشاد تھا، کہ اگر تم فنڈر صاحب کی ملاقات تک اور اکبر آباد میں ٹھہرو، تو بہت خوب ہے، میں نے کہا تھا، کہ انشاء اللہ

ان وجوہ کا بیان جنکے سبب سے یہ مباحثہ واقع ہوا

ٹھہرونگا، اور ان دنوں فنڈر صاحب کلکتہ کو گئے تھے، پھر انکے آمد آمد کی خبر گرم تھی، سو وجوہ
مذکورہ بالا کا لحاظ کر کے اسبات کا عزم ہوا، کہ فنڈر صاحب ہی سے معاملہ طے کرنا چاہیے، سو
انکے آنے تک اپنا ہرج کر کے ٹھہرا، اور جو گفتگو تحریری ہیں، اوّل تو عوام پر حال اچھا نہیں
کھلتا، دوم وہ جلد طے نہیں ہوتی، اور مجھکو مسافرت کے سبب اتنی فرصت نہ تھی، سیوم
اس میں اکثر خلط مبحث ہوجایا کرتا ہے، کہ کلام کو کسی تقریب سے اور طرف کھینچکر ڈالدیتے
ہیں، اور اصل مقصود چھوٹ جاتا ہے، چہارم یہ کہ جو بالمشافہ کوئی روکنے والا نہیں ہوتا، تو
جس چیز کا جواب بن آتا ہے، لکھ دیتے ہیں، اور باقی کو قلم انداز کر دیتے ہیں، سو ان امور
کا لحاظ کر کے مباحثہ تقریری اچھا معلوم ہوا، اور بذریعہ خط اس کی درخواست کی، اور مجمع
عام کی اسواسطے درخواست کی تھی، تاکہ عوام پر حال کھلجائے، اور پادریصاحب کو انکار
کی جگہ باقی نہ رہے، مگر یہ دوسری مراد نہ برآئی، کہ پادریصاحب خدا کے خوف اور بدنامی کی
یک لخت پرواہ نہ کر کے تحریف سے نہ چوکے، گو اور زیادہ بدنام ہوئے، مگر مباحثہ کی تقریر
کو بالکل غلط اور محرف کر کے چھپوایا، اور اس حرکت بیجا سے پادریوں کی خوب دیانت
سب کے نزدیک ظاہر کر دی، اور نسخ اور تحریف کے مسئلوں میں پہلے اس لئے درخواست
کی کہ پادریصاحب اور انکے حامیوں کے نزدیک مسلمانوں پر بڑے الزام کے قابل یہی مسئلے
ہیں، اور اور مسائل پر مباحثہ ہیں واجب التقدیم جیسا جابجا ان کی تصریحات سے سمجھا جاتا
ہے، مثلاً پادریصاحب کے پہلے خط میں مولوی آل حسن کے نام یوں مرقوم ہے، مراسلات
مندرجہ حل الاشکال کا نسخہ ۱۸۴۲ء والا صفحہ ۱ و ۲ اولاً ان دلائل پر ملاحظہ فرماویں، جو میزان
الحق کے پہلے باب کی دوسری اور تیسری فصل میں مذکور ہیں، اسبات کے ثبوت میں کہ توریت
وانجیل نہ منسوخ ہوئی ہیں، نہ محرف اور محمدی توریت وانجیل کو کلام اللہ جانتے ہیں، اور پھر
منسوخ اور محرف بھی کہتے ہیں، اسصورت میں مباحثہ کی اول بات یہ ہوگی، کہ یا تو آپ ان
دلیلوں کے جواب ادا کیجئے، یا من بعد نسخ وتحریف کی بات درمیان لانا چاہیئے، پھر اسی
خط میں ہے، صفحہ ۲ جب آپ ان دونوں باتوں کے جواب ادا فرما چکیں، تب ان دلیلوں
پر متوجہ ہوجیے، جو مفتاح الاسرار اور میزان الحق میں بہ ثبوت الوہیت مسیح وتثلیث ذات
پاک الٰہی ورد رسالت محمدؐ مسطور ہیں، اور اس صورت میں کہ مطالب فقرہ اول وثانی عمدہ
ترین مطالب ہیں، تو انکو چھوڑ کر ان پر مباحثہ کریں، لاحاصل ہوتا ہے، پھر دوسرے خط میں

یوں مرقوم ہے، صفحہ ۴ پہلے ان دلیلوں کے جواب ادا فرمایئے، جو میزان الحق میں اسبات پر ذکر ہوئے ہیں، کہ انجیل منسوخ نہیں ہوئی، من بعد بجواب دیگر مطالب متوجہ ہو جئے، پھر یوں مرقوم ہے، بالفعل ان باتوں کے سوا جو میں نے عرض کیں، اور کوئی سوال نہیں ہے، اصل اور اول بات وہ ہی ہیں، اور اسی حل الاشکال میں کلکتہ ریویو سے ایک صاحب کا قول یوں نقل کیا ہے، صفحہ ۸۵ و ۸۶ مباحثہ میں محمدیوں کے ساتھ اول اور اصل بات یہ ہے کہ کتب مقدسہ مسیحیہ اصل اور صحیح ہیں، کہ نہیں، اسواسطے کہ محمدی تو قائل ہیں کہ توریت و انجیل کلام اللہ ہیں اور صرف یہی اعتراض کرتے ہیں، کہ توریت اور انجیل دونوں منسوخ ہوگئیں، اور تحریف کیگئی ہیں، اور نسخ موجودہ اصل نہیں ہیں، جب ثابت ہوا، کہ کتب مقدسہ موجودہ اصل کتب ہیں، نہ منسوخ ہوئیں، نہ تحریف کی گئیں، تب حقیقت دین مسیحی اور بطلان دین محمدی بھی ثابت و عیاں ہوا، اور تثلیث یا اور کسی تعلیم مسیح پر رجوع . . . . . . کرنا کچھ ضرور نہیں ہے، پھر اسی کلکتہ ریویو سے نقل ہے صفحہ ۸۶ جب تک توریت و انجیل کی صحت ہماری طرف سے ثابت نہیں ہوئی، یا محمدیوں نے تحریف کے دعوے کو مثبت و مدلل نہیں کیا ہے، تب تک مباحثہ ناتمام اور لاحاصل ہوگا، پس مباحثہ کے قوانین کے مطابق اور انصاف کے موافق مولوی پر واجب و لازم تھا، کہ کتب مقدسہ کی صحت کو قبول کرے، اور جو جو انہیں بیان ہوا ہے، دل و جان سے مانے، یا ثابت کرے، کہ وے کتب فی الواقع محرف ہیں، اور قابل اعتبار نہیں، اور میزان الحق کے پہلے باب کی دوسری اور تیسری فصل میں جو ان مسئلوں کی بابت پادری صاحب نے زور و شور کیا ہے، سب ناظرین پر ظاہر ہے، اسو میں بھی یہ سمجھا، کہ جب ان دونوں میں عیسائی مذہب کی حقیقت کھل گئی، اوروں میں بطریقہ اولے کھل جاوگی، سو بفضل اللہ جیسا سمجھا، ویسا ہی ہوا، اور جو کچھ ہوا، سو اچھا ہوا، اور اس مباحثہ کا یہ فائدہ ہوا، کہ پادریونکا بالکل وہ زور و شور گھٹ گیا، اور کتابیں جو کثرت سے بانٹے

---

[1] جناب مولوی امام بخش صاحب نے سال تاریخ اس مباحثہ کی یوں ضبط فرماتے ہیں، یافتہ در آگرہ محفل بحث انعقاد، مومن و ترسا بہم آمدہ در گفتگو، حرف نصاری کہ مادرہ حق میبردیم، قول مسلمان کہ نیست راستے تر از پیچ رو، اہل فرنگ از حسد کردہ بہم اتفاق، تا ببر نداز میان گوئے علو از غلو، زانطرف اندر کلام پادری نکتہ سنج، زینطرف اندر سخن فاضل انصاف گو، نادم و شیدان شرک ماحی آثار کفر، واقفہ ہر پیر گرسمار ماہر ہر رنگ و بو، ہر دو بانداز بحث ساختہ ساز سخن، ہر دو بقصد ستیز آمدہ در گفتگو، کردہ دران تنگنا عالم و جاہل ہجوم صف بصف استادہ خلق منتظر از ہر دو سو، دعوے تحریف را کامدہ بر روے آب تا کہ بر تندش ہم رفتہ بے جستجو، یک بتائید حق نصرت دین راسخ نمود، شاہد مطلب شگفت بر حسب آرزو

بقیہ صفحہ آئندہ ۱۲ منہ

تھے، اس کثرت سے بانٹنی موقوف کردیں، اور مسلمانوں سے الزام اٹھ گیا، اور عیسائیونکا وہ تکبر اور اعتقاد فاسد مٹ گیا اور بدمذہبونکا وہ تذبذب ہٹ گیا، والحمد للہ علیٰ ذٰلک اور مجھکو اس مباحثہ سے نہ کچھہ نام منظور تھا، نہ کچھہ منصب کا حاصل کرنا، بلکہ محبت اسلامی سے خدا پر بھروسا کرکے اسبات میں قدم رکھا تھا، اور اللہ سے امید رکھتا ہوں، کہ جیسے مجھ سے دین احمدی کی تائید مقابلے لسانی میں کرادی، اس سے ہزار ہا درجہ مقابلے سنانی میں بھی کرادے، اور جیسا انکا زور وشور مذہب کے مقدمے میں مدہم پڑا، اور اس میں چھیکے پڑ گئے، ویسا ہی انکا زور وشور حکومت کا بھی ٹوٹے، اور انکا تکبر اور غرور خاک میں ملے، اور مسلمان اس میں بھی غالب آویں اگرچہ ان دنوں میں جو رجب کا مہینہ اور سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکتر ہجری ہیں انکی حکومت کے زور وشور کا ملاحظہ کرکے جاہلوں کا اعتقاد یہ ہے، کہ قبل خروج امام مہدی رضی اللہ عنہ کے یہ تسلط انکا نہ جائے، اور انکے ان قوانین محکمہ اور تدابیر مضبوط سے ترقی کے سوا اور کچھہ نہ ہو، پر اللہ کی قدرت کے لحاظ سے کچھہ بعید نہیں، کہ نمرود اور شداد اور فرعون اور بخت نصر کیطرح انکے اس زور کو بھی ملیامیٹ کردے، اور انکے تنزل کو ہماری زندگی میں ہماری آنکھوں سے دیکھادے، آمین اللھم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منھم **اٹھارہواں سوال** یہ تبدل پیش از ظہور پیغمبر کے یا بعد اسکے وقوع میں آیا، **جواب** اکثر اس تبدل کا وقوع محمد کے ظہور سے پہلے ہے، اور کچھہ بعد بھی دسویں صدی مسیحی تک، اور اس میں شک نہیں، کہ ہر ہر موضع محرف کی تحریف کا زمانہ اس طور پر کہ فلانی تحریف فلانے موضع میں فلانے وقت میں فلانے شخص نے کی ہے، متعین نہ ہوسکے، سبب سترہویں سوال کے جواب میں ساتویں ونویں ہدایت کے اندر اور بارہویں ہدایت کے چوتھی قسم کے اندر مشروحا گذرا، **انیسواں سوال** قرآن کی رو سے ثابت ہے، کہ پیغمبر کے وقت

حاشیہ صفحہ ۴۶۴ پادشی آمد بگفت اینکہ در انجیل ما حرف غلط نیست ہزار آیتی در آوردہ بود زبس پس آوازہ دین بیان عاجزم ابروبمیدان علم حضرت مخدوم گو، ہاتف گفتا کہ تو سال پے فتح دین، پادری الزام خوردہ زمرد حق بگو ۱۲ منہ رح

لہ اگرچہ یہ رسالہ ۱۲۶۹ میں تیار ہوا تھا، مگر اکبرآباد کے مباحثہ کے بعد جو ۱۲۷۰ ہجری میں پھر دلی کو آیا سو دوستوں نے درخواست کی کہ مبحث تثلیث کو اس میں سے نکال دو، اور اس کے عوض اور کہیں کہیں کچھہ بڑھا دو، جیسا اس کتاب کے اول میں ظاہر کرآیا ہوں، سو عندالفرصت مسودہ کو صاف کرتا تھا، اور بقدر مناسبت پڑھاتا تھا اور طالب علموں کے سبقوں سے جو فرصت کم تھی اس لئے اتنا عرصہ اور لگا ۱۲ منہ رح

تک کلام مجید سابق میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی ۔۔۔۔ پس اگر بعد اس کے کچھ تغیر واقع ہوا، تو ثابت کر دو، جواب قرآن کے کسی جگہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی، سو قرآن کی رُو سے ایسا دعوےٰ کرنا محض غلط ہے، سائل نے میزان الحق کے پہلے باب کی پہلی اور تیسری فصل سے دھوکا کھایا ہے، سو اس پہلی فصل کا تمام و کمال، اور تیسری فصل میں سے سورہ بینہ کی آیات کا حال تیرھویں سوال کے جواب میں بڑے مباحثہ کی نقل میں دوسرے جلسے کی کیفیت کے بیان کے اندر گذر رہی بعضی بعضی اور آیتیں جنکو تیسری فصل میں نقل کیا ہے، اور مباحثے کے دوسرے جلسے میں اس لحاظ سے کہ انکو بہت مفید نہ سمجھا تھا، ذکر نہیں کیا، اس جا نقل کرتا ہوں تا کسی کو دھوکا نہ ہو پہلی آیت سورہ انبیاء کی ساتویں آیت ہے وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیهم فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی اور پیغام نہیں بھیجا ہمنے تجھ سے آگے مگر یہی مردوں کے ہاتھ، کہ حکم بھیجتے تھے ہم انکو (یعنی وے سب آدمی ہی تھے نہ فرشتے) سو پوچھو (اس بات کو کہ وہ آدمی ہوتے تھے، نہ فرشتے) اہل کتاب سے اگر تم نہیں جانتے، دوسری آیت سورہ یونس کی ترانویں ۹۳ آیت ہے فان کنت فی شك مما انزلنا الیك فاسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلك یعنی سو اگر تو ہے شک میں (اے سامع) اس چیز سے جو اتاری ہمنے تیری طرف تو پوچھ انسے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے آگے، ان دو آیتوں سے ہرگز وہ بات کچھ بھی ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ پہلی آیت تو مشرکوں کے جواب میں ہے، کہ پیغمبر لوگ فرشتے ہونگے، نہ آدمی اور محمدؐ تو ہماری مثل آدمی ہے، کھاتا، پیتا، چلتا، پھرتا، سو یہ نبی نہ ہوگا، اور اس کے معجزے جادو ہیں، اور ان مشرکوں کا خیبر اور مدینہ کے یہود کے ساتھ بڑا راہ ربط تھا، اور محمدؐ کی نبوت کے ابطال میں انسے مشورہ کیا کرتے تھے، اور ایسے امر میں انکے قول پر انہیں اعتماد تھا، سو اللہ تعالےٰ الزاماً انکو فرماتا ہے اگر تم اپنے یہودی دوستوں سے پوچھ لو، کہ اگلے پیغمبر آدمی تھے، یا فرشتے کھاتے پیتے تھے یا نہیں، اور سورہ انبیاء کی تیسری آیت میں اللہ صاحب

لہ یہ اس لئے ہے، کہ یقیناً یہ بات ثبوت کو پہنچی، کہ کپتان نوئیس صاحب نے بصلاح و مشورہ ٹیلر صاحب اور ماسٹر رامچندر وغیرہما کے سوالات مشہورہ کی جنکا ذکر اول کتاب میں گذرا ترمیم کرکے ایسے ان سوالوں کو مرتب کرکے ولیعہد کی خدمت میں بھیجا تھا، اور ان سب نے اکٹھے ہو کر میزان الحق سے جو جو بات پسند آئی تھی، اسے لیا تھا، اور اسکے موافق سوال کیا تھا، کہ اس نیت سے کہ مجیب اگر جواب لکھیگا، تو جواب الجواب میں ہم میزان الحق کی باتوں کو نقل کر دیں گے، پھر مسلمانوں سے جواب اچھا نہ بن پڑیگا، کیونکہ خام خیالی سے میزان الحق کو بہت کچھ یہ لوگ سمجھ رہے تھے ۱۲ منہ

نے ان منکروں کا قول یوں نقل کیا ہے ، ھل ھذا الا بشر مثلکم افتاتون السحر وانتم تبصرون یعنی یہ شخص (یعنی محمدؐ) کون ہے ، ایک آدمی تمہیں سا (کھاتا پیتا چلتا پھرتا) پھر کیوں پڑتے ہو جادو میں آنکھوں دیکھتے اور آٹھویں آیۃ میں اس ساتویں کے بعد یوں فرمایا ہے وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین ، یعنی اور نہ بنائے تھے ، ہم نے انکو ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھاویں ، اور نہ تھے رہ جانیوالے) یعنی کھانا بھی کھاتے تھے ، اور موت بھی انکو آئی ، سو اس آیت کا صرف اتنا ہی مطلب ہے ، کہ ایسا شبہ مت کرو ، اور اپنے یہودی دوستوں سے پوچھ لو ، کہ اگلے پیغمبر آدمی تھے یا فرشتے کھاتے پیتے تھے یا نہیں اور یہ بات تو یہودیوں کو خوب معلوم تھی ، خواہ توریت محرف ہو یا نہ ہو ، اور اس آیت کو میزان الحق والے نے ناحق نقل کیا ہے ، کہ اسکو تو اس کے مدعا سے کچھ بھی ربط نہ تھا ، اور دوسری آیت سے فقط اتنا مطلب ہے کہ اگر اے سامع تجھکو بمقتضائے بشریت کبھی ایسا خلجان پڑے ، کہ قرآن میں خدا ایسی باتیں جو ظاہر میں بعید معلوم ہوتی ہیں ، جیسے مردوں کا قیامت کے دن زندہ ہونا ، اور بہشت دوزخ کا ہونا وغیرہا فرماتا ہے ، کیا اور کلام میں بھی اس کے اس ڈھب کی باتیں تھیں ، سو تو اہل کتاب سے پوچھ لے ، کہ خدا کا کلام جو نبیوں پر آیا تھا ، اس قسم کا ہوتا تھا ، یا نہیں ، اور اسبات کو یہود اور نصارے خوب جانتے تھے ، گو انکی مقدس کتابیں سب محرف ہوں ، سو یہ آیت بھی کچھ مفید نہیں اور ان آیتوں میں یہودیوں اور مسیحیوں کی کتابوں کیطرف متوجہ ہونیکا تو حکم نہیں دیا ، کہ یہ دہوکا پڑے ، کہ خدا محرف کتاب کیطرف رجوع کرنے کا کسطرح حکم کرتا ہے ، بلکہ قرآن کی بعض بعض آیتوں میں اُنکی تصریح ہے ، کہ محمدؐ سے پہلے بھی تحریف ہوئی ، سورہ بقر کی ۷۵ آیت میں ہے ، افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون یعنی اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو ، کہ وہ مانیں تمہاری بات اور ایک لوگ تھے ان میں کہ سنتے تھے کلام اللہ کا ، پھر اس کو بدل ڈالتے بوجھ کر اور انکو معلوم ہے (کہ ہم جھوٹ اور افترا باندھتے ہیں ، سو جب انکے سلف کا یہ حال ہو ، تو انسے تحریف کا ہونا کیا تعجب ہے) اس میں دیکھو ، کہ اسبات کی تصریح ہے ، کہ اہل کتاب کے سلف کا ایک فرقہ تحریف کیا کرتا تھا ، اگر خلف بھی کریں ، تو کچھ تعجب نہیں ، اور تعجب ہے ، کہ پادری فنڈر صاحب نے اس تیسری فصل میں اس آیت کو بھی ذکر کیا ہے ، جو انکی غرض اصلی کے مخالف ہے ،

بیسواں سوال کسی نے بچشم خود دیکھا ہے، کہ جبرئیل پیغمبرؐ کے پاس وحی لاتا تھا، اور اگر کسی نے دیکھا ہے، تو گواہی اس کی کہاں ہے **جواب** اوّل تو دیکھنا کسی اور شخص کا جبرئیل یا اور فرشتے حامل وحی کو ضرور نہیں، بلکہ اس امر میں اس نبی کا جس کی نبوّت سچی دلیلوں سے ثابت ہوئی ہو فقط فرما دینا کفایت کرتا ہے، خرقیئیل کی کتاب کے پہلے باب میں اس وحی کے بیان میں جو پہلے نہر خابور کے کنارے خرقیئیل ؑ پر اتری تھی، یوں ہے، نسخہ ۱۸۲۳ء ۴ اور میں نے نظر کی، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ اُتر سے ایک طوفان آیا ایک بڑا بادل اور آتش پیچان، اس کے گرد روشنی چمکتی تھی، اور اس کے بیچ میں سے یعنی اس آتش میں سے کہربائی دکھلائی دیا، ۵ اور اس کے بیچ سے چار جانداروں کی ایک صورت نظر آئی، اور یہ انکی شکل انہیں انسان کی قامت تھی ۲۲ اور ان کے سروں پر آسمان کا سا فلک تھا، جو مہیب بلور کی مانند دکھائی دیا، وہ اوپر ان کے سروں کے پھیلا تھا، ۲۶ اور انکے سروں پر کے فلک کے اوپر سنگ نیلم کی مانند ایک تخت کیصورت دکھائی دی اور اس تخت کیصورت پر انسان کا سا قالب اوپر اس پر نظر آیا ۲۷ اور جو قالب دیکھنے میں آیا، سو کہربا جیسا بلکہ آگ کا سا بھیتر وار اور گرداگرد تھا، اور اس قالب کی کمر سے اوپر تک اور اس قالب کی کمر سے نیچے تک سارا اندام آگ کا سا میرے دیکھنے میں آیا، اور جلال اس کے چوگرد چمکتا تھا ۲۸ وہ خداوند کے کبریا کیصورت کی نمایش تھی، اور دیکھتے ہی میں اوندھے منہ گرا، اور ایک بولنے والے کی آواز سنی، اور اسی کتاب خرقیئیل کے تیسرے باب کے ۲۳ ورس میں ہے، نسخہ ۱۸۲۳ء تب میں اٹھ کے وادی میں گیا، اور کیا دیکھتا ہوں، کہ خداوند کا کبریا اس کبریا کی مانند جو میں نے نہر خابور کے پاس دیکھا تھا، کھڑا ہے اور میں منہ کے بل گرا، دیکھو یہ عجیب وغریب ماجرا خرقیئیل کے سوا اور کسی شخص نے نہیں دیکھا اور یوحنا کے مشاہدات میں اس قسم کی باتیں کثرت سے ملیں گی، وہاں بھی یوحنا کے سوا کسی اور نے نہیں دیکھا، بلکہ حضرت موسیٰ ؑ کے سوا اور انبیاءؑ پر بلا کیا پیغمبر تک اگر فرشتہ حامل وحی آیا ہے، اس کو ان انبیاء کے سوا بتلاؤ، کس نے دیکھا ہے، اور ان اسباب میں جیسا ارشاد ان انبیاء کا تقریر یا تحریر کے ذریعے کافی تھا، ایسا ہی ارشاد حضرتؐ کا جبرئیل کے وحی لانے میں کافی ہے، اور قرآن میں کئی جا مصرح ہے، پہلے سیپارے کے بارہویں رکوع میں سورۃ بقر کی ۹۷ آیت میں ہے، قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی تو کہہ جو کوئی دشمن ہوگا جبرئیل کا سو وہ محض بے انصاف ہے، کیونکہ اس نے اتارا

اس نے تو اتارا ہے یہ کلام (یعنی قرآن) تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اور یہ پارے چودھویں[14]
کے رکوع بیسویں[20] میں ہے، سورہ نحل کی ۱۰۲ آیت میں قل نزلہ روح القدس من
ربک بالحق یعنی تو کہہ اس کو (یعنی قرآن کو) اُتارا ہے پاک فرشتے (یعنی جبرئیل) نے تیرے
رب کیطرف سے تحقیق اور یہ پارے انیسویں[19] کے رکوع پندرھویں[15] میں سورہ شعرا کی ۱۹۳
آیت میں ہے نزل بہ الروح الامین یعنی لے اترا ہے اس کو (یعنی قرآن کو) فرشتہ
معتبر (یعنی جبرئیل)، اور سورہ نجم کی پانچویں آیت میں ہے علمہ شدید القوی یعنی اس کو
سکھایا سخت قوتوں والے نے (یعنی جبرئیل نے) اور سورہ تکویر کی ۱۹ آیت میں ہے انہ
لقول رسول کریم (یعنی قرآن) کہا ہے بھیجے ہوئے عزت والے کا (یعنی جبرئیل کا) اور
دوم یہ ہے کہ بہت اصحاب رض نے مثل حضرت عمر و عبداللہ بن عباس و سعد بن وقاص
و عائشہ صدیقہ و ام سلمہ کے جبرئیل ع کو آنحضرت صلعم کے پاس آتے دیکھا ہے، اور ان کے
دیکھنے کی روایات صحاح کی کتابوں میں اسناد صحیحہ سے مروی ہیں، اور اس بات کی تحقیق
کہ حدیث صحیح سند اور اعتبار کے قابل ہے، دوسرے سوال کے جواب میں بڑی تفصیل سے
گذری، **اکیسواں سوال** اگر کتب تاریخ قطع نظر اس سے کہ مصنف انکے بت پرست ہوں
یا نصاریٰ یا یہودی موجود ہوویں، اور اصلی ہونا انکا بذریعہ تواتر کے اسی طرح ثابت ہوتا ہو،
جس طرح کہ قرآن کا اصلی ہونا بلکہ اس سے بھی زیادہ استحکام کے ساتھ تو تم ان کتب کی اصلیت
کو تسلیم کروگے یا نہیں **جواب** اس قول سے اصلی ہونا انکا بذریعہ تواتر کے اسی طرح ثابت ہوتا ہو
جسطرح کہ قرآن کا الخ اگر سائل کی مراد یہ ہے، کہ جسطرح قرآن لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً حضرت ع
کے عہد سے آجتک لاکھوں آدمی کی وساطت سے تواتر کی راہ سے منقول ہے، اور لاکھوں بلکہ
کروڑہا کی محافظت کے سوا جو ہر زمانے اور ہر طبقے میں اس کی تحریر کی راہ سے ہوئی ہے، اور آج
تک ہوتی ہے، حضرت کے زمانے میں ہزاروں سے اور انکے زمانے کے بعد ہر طبقے میں لاکھوں
سے حفظ کی راہ سے بھی عمل میں آئی ہے، اور آجتک آتی ہے بلکہ اس کی حرکتیں اور وقفیں
بھی جسطرح راویوں اور قاریوں ثقہ سے منقول ہوئے ہیں، آج تک جیسے بلا کم و کاست تحریر
کی راہ سے محفوظ ہیں، ویسے ہی حفظ کی راہ سے بھی محفوظ ہیں، اور اس لحاظ سے اول عہد
سے آجتک نقصان اور تحریف کا احتمال اس میں نہیں، اسی طرح وہ تاریخ کی کتابیں جو مصنف
کے عہد سے آجتک محفوظ ہیں، بلکہ اس سے زائد استحکام کے ساتھ تو ہم ہرگز ہرگز اس معنے کر کے

ان کتابوں کی اصلیت کو تسلیم نہیں کرتے اور ایسے دعوے کو بالکل جھوٹ اور افترا سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ کوئی تاریخ تواریخ مشہورہ سے کسی ملّت میں ایسی نہیں، کہ اس کی اصلیت اس طرح ثابت ہو، تواریخ غیر مشہورہ کا تو کیا ذکر بلکہ تاریخ کی کتاب کا کیا ذکر، ایسی محافظت توریت اور انجیل کو تو نصیب ہی نہیں ہوئی، جیسا سترہویں سوال کے جواب کی ہدایتوں میں بڑی تشریح سے اسکا بیان گذرا، اور کسطرح ہو، حالانکہ ہندوستان میں جو یہاں اسلامی حکومت بھی نہیں، اور اکثر مسلمان نان شبینہ سے لاچار ہیں، اب بھی ہزاروں لڑکے اہل اسلام کے بارا بارا تیرا تیرا برس کے حافظ جید قرآن کے نکلیں گے، بڑے بڑوں کا اور اور ملک کے اہل اسلام کا جہاں جہاں سلطنت اسلامی اتبک قایم ہے، کیا ذکر اور عیسائیوں میں تمام ہندوستان بلکہ تمام ممالک محروسہ ملکہ انگلستان کے اندر باوجود اس فراغت کے شاید ایک بھی عہد جدید کا حافظ نہ نکلیگا، عہد عتیق کا تو کیا ذکر، پھر اب تاریخ کی کتاب تو کس حساب میں ہے، اور اگر بفرض المحال کوئی تاریخ کی کتاب ایسی بھی نکل آوے، تو اس کے اصل ہونیکو بلاشبہ مانیں گے، مگر پھر بھی قرآن میں اور اس میں دو طرح کا فرق نکلیگا، اول تو یہ کہ تواتر سے قطع نظر کرکے قرآن کی عبارت جو اول سے آخر تک بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر ہے، تو بشر کا کلام اس کے ساتھ ملکر مشتبہ نہیں ہو سکتا، جیسا پہلے سوال کے جواب میں گذرا، دوئیم یہ کہ قرآن جو خدا کیطرف سے ہے، اور وہ کتاب کسی بت پرست کی تصنیف ہے یا کسی یہودی یا نصرانی کی تو قرآن کے مضمون میں کذب اور خطا اور بھول اور چوک کے احتمال کو مطلقاً دخل نہیں، خلاف اس کتاب کے مضامین کے جیسا انشاء اللہ ۲۳ سوال کے جواب میں آتا ہے، اور اگر سائل کی مراد یہ ہے، کہ ان کتابوں کی تصنیف کی نسبت انکے مصنفوں کیطرف ایسی تواتر سے ثابت ہے، جیسے قرآن کی نسبت اہل اسلام کے نزدیک خدا کیطرف کو لفظ اور عبارت انکی تواتر سے منقول نہ ہو، اور الفاظ کی زیادت یا نقصان کا انمیں احتمال ہو، یا کسی طرح کی تحریف نے اس میں دخل پایا ہو، اور انکے مضامین میں کذب اور خطا اور بھول اور چوک ممکن ہو، جیسا عہد عتیق اور جدید کی کتابوں میں یہ سب امور یقیناً اور قطعاً پائے جاتے ہیں، جیسا سترہویں سوال کے جواب میں مشروحًا گذرا، اور تاریخ کی کتاب کا تو کیا ذکر تو مسلم ہے اور اس معنے کرکے ہم ان کی اصلیت کو مانیں گے، جیسا سعدی کی گلستاں اور بوستاں اور نظامی کے اسکندر نامے اور فردوسی کے شاہنامے کو اسی معنے کرکے اصلی مانتے ہیں، مگر یہ توں بلکہ اس سے بھی زائد بتحکّم

کے ساتھ پھر مردود جائیں گے، اس لئے کہ قرآن کی نسبت خدا کیطرف سب اہل اسلام کے نزدیک بلکہ عامی اور جاہل اور بچوں تک بھی مشہور ہے، خلاف ان کتابوں کے کہ ان کی نسبت فقط بعض اہل علم اور ماہروں کے نزدیک ہوگی اور بس . . . .

. . . .

بائیسواں سوال کتب مذکورہ کی اصلیت میں شبہ کرنے سے کیا تم پر یہ لازم نہ آویگا کہ قرآن کے اصلی ہونے پر بھی شبہ کرو، اس لئے کہ اصلی ہونا دونوں کا ایک ہی طریق سے یعنی تواتر سے ثابت ہے، **جواب** اکیسویں[۲۱] سوال کے جواب سے معلوم ہوا، کہ سائل کی مراد ان کتابوں کے اصلی ہونے سے اگر پہلی شق مراد ہے، تو وہ مسلم نہیں، اور وہ تو توریت اور انجیل کو بھی نصیب نہیں، اور اس کے انکار سے قرآن کی اصلیت کا انکار لازم نہیں آتا اور اگر دوسری شق مراد ہے، تو البتہ اس معنے کر کے تواتر کے ثبوت کے بعد انکار نہیں ہو سکتا، جیسے کوئی گلستان کی نسبت کو سعدی کیطرف اور شاہنامہ کی نسبت فردوسی کیطرف انکار نہیں کر سکتا، ہاں بعضی جا حقیقت میں تواتر ہی نہیں ہوتا، اور کسی طبقے میں طبقات سے نقصان آجاتا ہے، جیسا عہد عتیق کی کل کتابوں میں اور عہد جدید کی کل کتابوں میں دوسری صدی کے آخر تک اور بعض کتابوں میں ۳۲۴ تک اور مشاہدات کی کتابیں چوتھی صدی کے آخر تک اور بعض جا نسبت یقیناً غلط ہوتی ہے، اور غلط مشہور ہو جاتی ہے، کہ یہ کتاب فلانے کی تصنیف ہے جیسے صدہا کتابیں جعلی عہد عتیق اور جدید کی اور کتابیں اور مناجات جو مشہور اور بزرگ لوگوں کیطرف پہلی صدیوں میں بھی منسوب تھیں جنکے بعض کا ذکر ستر ہویں سوال کے جواب میں مشروحاً گذرا تو ایسے جا میں انکار سے تواتر کا انکار نہیں لازم آتا، اور حقیقت میں یہ انکار سند ہو چکا ہے، یا اس شہرت غلط کا،

تئیسواں سوال اگر درمیان تواریخ مذکور الصدر کے کہ صدہا سال قبل از شیوع دین اسلام کے لکھی گئی تھیں، اور تمہارے قرآن میں فرق عظیم واقع ہو، تو بتایئے، کہ آپ کتب قدیمہ کو غلط کہیں گے، یا قرآن کو **جواب** ان کتب قدیمہ کو غلط کہیں گے، اس لئے کہ ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے، کہ قرآن کلام ربانی ہے، اور کلام ربانی میں کذب اور خطا اور بھول چوک کا احتمال نہیں ہو سکتا، خلاف ان مورخوں کے کلام کے اور صدہا سال اسلام کے قبل ان کتابوں کا لکھا جانا کوئی دلیل انکے سب مضمون کے صدق کی نہیں، اس لئے جائز ہے، کہ بعضا مضمون کسی نے پیچھے سے بڑھا دیا ہو، یا اس کے مصنف نے عمداً یا خطأً غلط لکھا ہو، دیکھو جب ترک اور خطا والے اور چین والے اور ہند والے اور مجوسی لوگ طوفان کے رأساً منکر ہیں اور

اسکو محض بہتان اور طوفان سمجھتے ہیں، اور اس کی تاریخوں میں اس کا پتہ نہیں اور جو انگریزی
مورخین کے حساب کے موافق اس سے آجتک کل مدت چار ہزار دو سو برس کی گذری ہے
تو سب پنڈت ہند کے منکر بہت سا ٹھٹھا کرتے ہیں، اور تکذیب سے پیش آتے ہیں، جیسا پہلی جلد
کے اندر پہلے سوال کے جواب میں معجزۂ شق القمر کے بیان میں گذرا، اور باوجود اس کے اہل
کتاب جو اس طوفان کو توریت اور انجیل کے حکم کے موافق عالمگیر جانتے ہیں، اور اعتقاد رکھتے
ہیں، اور کشتی والوں کے سوا اس میں سب مخلوقات جاندار فنا ہو گئی، تو ان سب جہان کے
لوگوں کی تاریخوں کی تکذیب کرتے ہیں، سو ایسا ہی بعض وقائع میں وہ تاریخیں قرآن کے
مخالف بھی غلط گنی جاویں گی، اور تاریخ کی غلطی کے شواہد اور اسی طرح اس بات کے کہ ہر مضمون
تاریخی اعتماد کے قابل نہیں ہوتا بہت نکلتے ہیں پر جو اپنے یہاں کی تاریخوں سے نقلکرنا اس امر
کا سائل کے حق میں الزامی نہیں ہو سکتا، اس لئے بعض اور تاریخوں سے جنکو عیسائی لوگ مستند
سمجھتے ہیں نقلکر دیتا ہوں، ڈاکٹر فشلر جو عیسائیوں میں معتبر مورخ ہے، اپنی کتاب لب التواریخ
میں جو دار الامارت کلکتہ میں ۱۸۲۹ء کے اندر مطبع چرچ مشن میں چھپی ہے، یوں لکھتا ہے،
صفحہ ۲ کوئی علم کی ترتیب اتنی کم نہیں ہوئی جتنی کہ اس کی یعنی تواریخ کی، تعصب کے منبع چشمہ
ہیں، اور مستندی کو مناسب نہیں، مگر اپنی طبیعت کو بے ہادی کے مورخوں کے مغالطات کی طرف
و اختلاف کے میدان میں خلی بالطبع چھوڑ دے، اور سچ ہے، کہ اس علم کی ترتیب بہت ہی کم ہے،
اور تعصب اور طرف کشتی میں مورخ بھی پرلے درجے کے گرفتار ہیں، پھر اسی پہلی جلد کے اندر
نویں باب کی تیسری فصل میں لکھتا ہے، سلف کے سب مورخین اس بات پر متفق ہیں، کہ
لیکرگس نے اسپارٹا والوں کے قواعد و انتظام کی بالکل تغیر و تبدیل پر مورخین نیکن کہتے ہیں
کہ اس نے دونوں میں سے ایک بھی نہ کیا، دیکھو اچھا سلف کے مورخین کی تحریر کو مورخین جدید نے
نے کیسا غلط تبلایا، اور ان کے اتفاق اور اجماع کو ملیا میٹ کر دیا، سو اس سے صاف کھل گیا،
کہ کچھ پرانا لکھا ہوا سند نہیں ہوتا، جب تک کہ کسی دلیل سے اس کی صداقت ثابت نہ ہو،
پھر اسی جلد کی چوبیسویں باب کی انیسویں فصل میں ہے، روم کے سارے انتظام کو زیر حکومت
بادشاہوں کے اکثر مورخوں نے ساختہ یوں قرار دیا ہے، کہ فقط رومیولس کی فہم و فراست سے
ظہور میں آئے ہیں، جو ایک جوان اٹھارہ برس کا اور سرغنہ گروہ شبان یا طائفہ رہزن کا تھا، یہ قیاس
بلا معنے نامی کار شمس والے ڈیونیشس سے نکلا ہے، پر سچ تو یوں ہے، کہ روم کی مملکت ہر سلطنت

کی مانند لازمی حادثوں کا تدریجی نتیجہ یعنی زمانی اور سیاست المدنی کے لوازم ضروریہ کا ثمرہ ہے دیکھو اسجا اکثر مورخ مسامحت اور غلطی میں پڑے ہیں، پھر اسی جلد کے اسی چوبیسویں ۲۴ باب کی چوبیسویں فصل میں ہے ان سرگذشتوں سے بہت بے شک اسوقت کے رومیوں کی تاریخ میں معلوم پڑتے ہیں، دیکھو سرگذشتوں کے ملاحظے سے رومیوں کی تاریخ کو مشکوک ٹھیراتا ہے، پھر اسی جلد کی اٹھتالیسویں باب کے پہلی فصل میں اوضاع وحشیانہ گاتھ کے قوموں کے بیان میں ہے، جدید مورخوں نے اس تصور باطل کو اور بھی مروج کیا، وولٹیر نے انہیں بڑا ہی وحشی سمجھا، پھر کئی سطر کے بعد یوں ہے، مگر اور بعضے معتبر مورخوں کا قول معتد بہ اس ناشایستہ تصور کو رد کرتا ہے، دیکھو بعضے مورخوں کے قول کے موافق مورخین جدید کے جمہور کیسی غلطی میں پڑے ہیں، پھر دوسری جلد کے اندر سینتالیسویں باب کی ساتویں فصل میں ہے مہابھارت کہ جسمیں حرب کے احوال اشعار میں ہیں، اور جس کی تصنیف دو ہزار برس قبل مسیح کے ہوئی اور اسی دوسری جلد کے جدول میں ہے، کہ پانچوں کتابیں موسیٰ ؑ کی چودہ سو باون برس قبل مسیح کی تصنیف ہوئی ہیں، تو ان دونوں مقاموں سے معلوم ہوا، کہ مہابھارت پانسو اڑتالیس ۵۴۸ برس پہلے موسیٰ ؑ کی پانچ کتابوں سے تصنیف ہوئے ہیں، اب اس کے اکثر حالات کو کتاب پیدائش سے ملاکر دیکھو، اور بتلاؤ کہ اہل کتاب کسکو سچا کہتے ہیں، اور کسکو جھوٹا، یا انکے نزدیک ان حالات میں مہابھارت کو کسی موضع میں یہ صلاحیت ہے، کہ اس سے موسیٰ کی کتاب کے کسی مضمون کو رد کیا جائے، اور پنڈت لوگوں کے قول موافق تو تحقیق یہ ہے، کہ مہابھارت کی تصنیف سے آجتک چار ہزار نو سو پچاس ۴۹۵۰ برس کی مدت گذری ہے، اور اسکا مصنف بیدبیاس ہے، جو کنیا اوتار کا ہم عہد تھا، اور انکے قول کے موافق وہ کتاب تین ہزار ستانوے برس پہلے مسیح ؑ کے اور سات سو پچاس برس پہلے طوفان سے تصنیف ہوئی ہے، سو انکے نزدیک فقط اس کتاب کا وجود جس کے تواتر کا دعوےٰ کرتے ہیں، ان سب حالات کو جو طوفان اور طوفان کے بعد دنیا کی آبادی کے بابت کتاب پیدائش میں لکھے ہیں، غلط کردیتا ہے، کیونکہ اگر ایسا طوفان عام ہوا ہوتا تو اس کتاب کا وجود کس طرح ملتا، اور یہ جو انگریزی مورخوں نے اپنے مذہب کے بچاؤ کیواسطے پنڈتوں کی تحقیق کے خلاف اس کتاب کی تصنیف کی مدت کو دو ہزار ۲۰۰۰ برس پہلے مسیح سے بتلایا ہے، سراسر غلط ہے، اور انکے مذہب کو ابھی جھٹلاتا ہے، اس لئے کہ انکے نزدیک طوفان کا آخر ہونا ۲۳۴۸ برس اور نوح ؑ کی وفات

۱۹۹۸ برس پہلے مسیح عم کے ہوئے ، سو اس حساب سے وہ کتاب حضرت نوح کی وفات سے
دو برس پہلے کی تصنیف ہے ، اور گنہیا اوتار بھی جو ہم عہد اس کے مصنف کا ہے ، طوفان کے
بعد اور نوح عم کی وفات سے پہلے ہونا چاہیئے ، اور یہ تو بہت ہی بعید معلوم ہوتے ، کہ فقط ایسے
تھوڑے سے عرصے میں ایسی جلد حضرت نوح کی اولاد سے ایسے ملک کے ملک آباد ہو گئے ہوں
اور ہندوستان ایسا آباد اور مجمع خلائق اور مردم خیز ہو گیا ہو ، جیسا مہابھارت میں لکھا ہے ، اور
ایسی جلدی حضرت نوح کے جیتے جی ہی خدا پرستی چھوٹ کر بت پرستی ایسی رائج ہو گئی ہو ، اور
انکے جیتے جی ہی گنہیا سا شخص نکل کھڑا ہو ، خیر اس کو چھوڑ کر پھر مطلب پر آتا ہوں ، کہ اسی طرح
کے اور مواضع بھی اس تاریخ میں ملتے ہیں ، مگر انکو چھوڑ کر اس مسیحی مورخ معتبر کی غلطیوں کو
لکھتا ہوں ، دوسری جلد کے اندر پہلے باب کے ۵ فصل میں ہے ، اس کے بعد یعنی عثمان رض
کے بعد اختن محمد (یعنی علی رض) خلیفہ ہوا ، جو آج تک محمدیوں میں مکرم ہے ، اس نے مکے کو چھوڑ
پہلے کوفے کو پھر دمشق کو اور بالآخرۃ بغداد کو دار الخلافہ ٹھیرایا ، اس کی سلطنت ایک حشمت
کے ساتھ ہوئی ، مگر پانچ برس تک رہی ، اور یہ سراسر غلط ہے ، اور صحیح یہ ہے ، کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے خلیفہ ہونے کے بعد بعض امور کے لحاظ سے مدینے کو جو دار الخلافہ تھا چھوڑ
کر کوفے کو دار الخلافہ ٹھیرایا ، اور انکے جمیع حیات کوفہ ہی دار الخلافہ رہا ، اور سنہ چالیس ہجری
میں وہیں شہید ہوئے ، اور دمشق میں خلافت کے بعد گئے بھی نہیں ہیں ، چہ جائے اسکے
کہ اسے کبھی دار الخلافہ بنایا ہو ، وہاں امیر معاویہ کا تسلط تھا ، اور اسی طرح نہ بغداد کو کبھی
حضرت علی نے دار الخلافہ بنایا تھا ، بلکہ ۱۴۵ھ ہجری میں ابو منصور دوانیقی نے اس شہر کی عمارت
پر ایک کروڑ دینار زر سرخ صرف کیا ، اور اس شہر کو دار الخلافہ بنایا ، اس کے بعد خلفاء عباسی کے
۶۵۶ھ تک وہ شہر دار الخلافہ رہا تھا ، اور نہ حضرت علی رض کی خلافت قوت اور حشمت کے ساتھ
ہوئی ، بلکہ امیر معاویہ کی مخالفت کے سبب خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم کی خلافت
کی قوت کی نسبت ضعف کے ساتھ ہوئی ، اور خلافت کی مدت بھی کل چار برس نو مہینے ہوئی
نہ پانچ برس ، پھر اسی دوسری جلد کے اندر سترہویں باب کی پہلی فصل میں ہے ، فلسطین ترکوں
کے قبضے میں تھا ، اور اسکا صدر الصدور یروشلم کا شہر گو کہ اپنی اگلی رونق سے گھٹ گیا تھا ، تاہم
اس کی عزت اب تک مظفروں کی نظروں میں بطور شہر مقدس کے تھی ، اور اکثر محمدی زیارت
کے لئے وہاں مقبرے عمر پر جایا کرتے ، اور یہ بھی غلط ہے ، اس لئے کہ یقیناً حضرت عمر رض مدینۂ منورہ

یعنی روضۂ مقدسہ حضرت ص کے اندر مدفون ہیں، اور انکی قبر حضرتؐ کی قبر کے پاس ہے، اور اس میں کسی مورخ معتبر اسلامی کا اختلاف نہیں، اور اسی مورخ کی غلط تحریر کے موافق طامس نیوٹن نے بھی اپنی کتاب پیشینگوئیوں کی شرح کی دوسری جلد میں کسی انگریزی تاریخ سے نقل کیا ہے نسخہ ۱۸۰۳ء صفحہ ۲۶۴ اور یہی مسجد ہے، جو اول یروشالم میں بنی، اور عمرؓ کو موافق تصریح کے مورخین کی اسی مسجد میں ایک غلام نے صبح کی نماز میں مار ڈالا ہے، اور عبد الملک بن مروان نے جو بارہواں خلیفہ تھا، اس مسجد کو بڑھایا ہے، اور یہ بھی غلط ہے، اور حضرت عمرؓ کی شہادت مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے اندر ظہور میں آئی ہے، نہ یروشالم میں بیت المقدس کی مسجد کے اندر، پھر لب التواریخ کی تیسری جلد کے اندر چوبیسویں باب کی دوسری فصل میں ہے مشہور اورنگ زیب جو کہ اٹھارہویں قرن کے آغاز میں دہلی کے تخت سلطنت پر بیٹھا ۱۸۰۷ء تک بقید حیات تھا، یہ بھی غلط ہے، اور اس کے موافق لازم آتا ہے، کہ عالمگیر بادشاہ سو برس کے قریب تخت نشین رہا ہو، اور آجتک اس کی وفات سے کل سینتالیس برس کی مدت گذری ہو، اور اس کی زندگی میں انگریزوں نے دلی لے لی ہو، اور بنگالے میں انکا تسلط بہت آگے اس کی وفات سے ہو گیا ہو، حالانکہ یہ سب باتیں غلط ہیں، بلکہ صحیح یہ ہے، کہ پہلی ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ ہجری میں جمعہ کے دن انتالیس برس گیارہ مہینے بیس دن کی عمر میں عالمگیر تخت سلطنت پر بیٹھا، اور پچاس برس ستائیس دن سلطنت کرکے جمعہ کے دن ستائیسویں ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ ہجری میں وفات پائی، تو اس حساب سے اس کی تخت نشینی کی مدت پچاس برس ستائیس دن ہے، اور اس کی وفات سے آجتک ایک سو ترپن برس کے قریب گذرے ہیں، دیکھو اس مورخ نامور نے تینوں جگہ بہت بڑے مشہور شخصوں کے حال کے لکھنے میں ایسی بڑی غلطی کی ہے، اب غیر مشہور کا حال تو کیا لکھیں، اور عدد معتبر کی تثلیث کے موافق اس کے کلام سے اسی قدر کافی ہے، اور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ اردو کلیسیا کے تیسرے باب کے شروع میں دفعہ میں یوں لکھتے ہیں، نسخہ ۱۸۴۸ء صفحہ ۱۰۱ ٹھیک دریافت کرنا اس بات کا کہ خطوط وغیرہ متعلق انجیل کس وقت میں ایک جلد میں جمع کئے گئے، خالی دقت سے نہیں ہے، لیکن یقیناً معلوم ہے، کہ دوسری صدی کے شروع میں یعنی ۱۰۰ء کے تھوڑے عرصے کے بعد تمام دنیا

لہ اور جلوس کی تاریخ اس بادشاہ مغفور کی یہ ہے فاطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم، اور وفات کی تاریخ یہ ہے، برفت از جہان بادشاہ ولی ۱۲ منہ رحم

کے کلیسیا نے انجیل کو معہ جملہ خطوط بمنزلہ عقاید کے قبول کیا، اور اس قول پر یعنی ۳۱۱ء کے الخ حاشیہ میں یوں لکھتے ہیں، یعنی ستر اسی برس بعد مصلوب ہونے مسیح کے اور جو ان کے مورخین کے نزدیک بالاتفاق مسیح ۳۳ء میں مصلوب ہوئے ہیں، اس صورت میں ہم اگر بڑے عدد کو جو اسی ہے، ۳۳ کے ساتھ جمع کریں، تو ایکسو تیرہ ۱۱۳ ہوتے ہیں، تو اب لازم آتا ہے، کہ یہ بات یقینی ہو، کہ ۱۱۳ء میں انجیل کو معہ جملہ خطوط کے تمام دنیا کی کلیسیا نے واجب التسلیم مان لیا ہو، حالانکہ یہ بات تو یقیناً غلط ہے، بلکہ نامہ دوم پطرس و نامہ دوم و سیوم یوحنا و نامہ یہودا و نامہ یعقوب و نامہ عبرانیہ و کتاب مشاہدات کو ۳۶۳ء تک ہرگز ہرگز تمام دنیا کی کلیسیا نے نہیں مانا تھا، بلکہ اول کے چاروں خطوں کو سریانی کلیسہ ابتک نہیں مانتا، اور رد کرتا ہے، جیسا سترہویں سوال کے جواب کی پہلی ہدایت کے اندر اور بارہویں ہدایت کی چوتھی قسم کے اندر مشروحاً گذرا، اور اس قسم کی باتیں دیدہ و دانستہ اس مورخ نامور نے قصداً مغالطہ دینے کے لئے اکثر غلط لکھی ہیں، ناظر پر اس کے مخفی نہیں رہ سکتیں، اب حال یوسیفش یہودی مورخ کا جو عیسائیوں میں معتبر ہے، سنیئے، اور اس کی بھی تثلیث کے عدد متبرک کے موافق تین غلطیوں کو لکھونگا، اخبار الایام کی ۲ کتاب کے ۳۶ باب میں ہے، کہ بخت نصر بابل کا بادشاہ یہویقیم یہودا کے بادشاہ کو قید کر کے بابل کو لے گیا تھا، اور یوسیفش اپنی تاریخ کی دسویں کتاب کے چھٹے ۶ باب میں لکھتا ہے، کہ یروشالم میں اس کو قتل کرا کے اس کی لاش کو شہر پناہ کے باہر پھینکوا دیا تھا، اور دفن کرنے نہ دیا، اور جو عام پادری کتاب اخبار الایام کے حامی ہیں، تو خواہ مخواہ ہیچ کر کے یوسیفش، . . . .

. . . .

. . . . کو غلط تبلادینگے، آدم عم کی ولادت سے طوفان تک عبری توریت کے موافق ۱۶۵۶ برس کی مدت ہے، اور یہی انگریزی مورخوں کا مختار ہے، اور یوسفیش اس مدت کو ۲۲۵۶ برس تبلاتا ہے، تو اسکا بھی پادری لوگ یوسفیش کو غلط کہیں گے، طوفان سے ابراہیم عم کی ولادت تک توریت عبری کے موافق ۲۹۲ برس کی مدت ہے اور انگریزی مورخوں کے مطابق ۳۵۲ برس کی مدت ہے، اور یوسفیش کے نزدیک ۹۹۳ یا ۱۰۰۲ برس کی، اور اسکا بھی مورخ انگریزی جیسا توریت کو غلط کہیں گے، یوسیفس کو بھی غلط کہیں گے، اور اسی طرح اور

ج۲۰

انکی معتبر تاریخوں کا حال ہے، کہاں تک لکھوں، **۲۴ چوبیسواں سوال** اوپر مذکور ہوا ہے
کہ کتب قدیمہ اور قرآن دونوں بذریعہ اسناد متواترہ کے اصلی کتب ثبوت کو پہنچی ہیں، اور احوال
اپنے اپنے عہد کے جوان میں مندرج ہیں سچ ہیں، پس اس صورت میں فرمایئے، کہ دلیل
تواتر کو ہاتھ سے گرا دیجئے گا، اور دونوں کی نسبت شبہ اور شک میں گرفتار رہیئے گا، یا آنکھیں
بند کر کے یہ فرمائیگا، کہ تواتر فقط لفظ قرآن سے ملکر تحقیق ہوتا ہے اور غیر میں اس کے شبہ
ہوتا ہے یا از روئے انصاف یہ اقرار کیجئے گا، کہ قرآن کے مصنف کو حالات قدیمہ سے آگاہی
نہ تھی، **جواب الزامی** چینیوں اور ہندیوں اور مجوسیوں اور ختا والوں اور اور لوگوں کی
کتب قدیمہ اور بائیبل دونوں بذریعہ اسناد متواترہ کے اصلی کتب ثبوت کو پہنچی ہیں، اور احوال
اپنے اپنے عہد کے جوان میں مندرج ہیں سچ ہیں، سو اس صورت میں فرمایئے، کہ دلیل
تواتر کو ہاتھ سے گرا دیجئے گا، اور دونوں کی نسبت شبہ اور شک میں گرفتار رہیئے گا، یا
آنکھیں بند کر کے یہ فرمایئے گا، کہ تواتر فقط بائیبل کے لفظ سے ملکر تحقیق ہوتا ہے، یا از روئے
انصاف یہ اقرار کیجئے گا، کہ بائیبل کے مصنفوں کو حالات قدیمہ سے آگاہی نہ تھی، اس لئے صدہا
حالات کے لکھنے میں غلطی کی ہے، مثلاً یہ کہ طوفان کو غلطی کی راہ سے ایسا لکھا، کہ کشتی والوں
کے سوا جس میں آدمی تو فقط آٹھ ہی تھے، کوئی جاندار دنیا میں نہیں بچا تھا، اور یہ کہ عالم کی
پیدائش ایسے قریب عرصے کی تلائی، جسکو آج تک کل مدت ۵۸۵۰ برس
کی گذری ہے، اور اسی طرح اور حالات میں جنکو یقیناً جہاں کی تاریخیں رد کرتی ہیں، اسی
لئے بعضے بڑے بڑے مورخ نامداروں نے اس مجموعہ کی ایسی حالات مندرجہ کو غلط کہا، اور
اسکے ابطال پر کمر باندھی، لب التواریخ کے دوسری جلد میں انچاسویں باب کی پہلی فصل
کے اندر چین کی ولایت کے بیان میں یوں مرقوم ہے، نسخہ ۱۸۲۹ء اس ملک وسیع کی قدامت
اور وہاں کے انتظام اور شرائع و رسوم و صنائع بدیع و فنون کے احوال بے مناقشے اور
مناظرے کے بڑے باب کو مفتوح کیا ہے، و ولٹیر اور رینال اور دوسرے انہیں کے امثال
و اقران کے مصنفوں نے کتاب مقدس کے اقوال اور جمیع زمانیات کے تصورات کے
ابطال کے لئے بد و جہاں کی بابت چین کے تئیں ایسے زیور اقدمیت کر ملکی کیا ہے اور
تہذیب و مہارت فنون و صنائع و بدائع کی وصف کو ایسے عہد تک پہنچا دیتے ہیں، جو کہ
اس حالت ترقی اور تہذیب سے قابلیت تضاد رکھتا ہے، کہ جسکا ذکر کتب موسیٰ میں مندرج

ہے، یہاں تک عبارت لب التواریخ کی تھی، جو اسی کے الفاظ سے منقول ہوئے، اور ابو الفضل
اکبر نامہ میں لکھتا ہے، آنچہ بر صفحات مسامع والواح اخبار اشتہار دارد، کہ آغاز آدمیاں را ہفت
ہزار سال مے گویند، اصلی کرشائستگی قبول عقول وافکار دانایاں داشتہ باشد ندارد دور
امثال ایں امور عقل درست اندیش دور بین از راستی نادریافت گاہ انکار مے کند وگاہ از احتیاط
توقف میماید و بدستیاری خرد وعددگاری نقلہائے معتبر وخبرہائے معتمد روزگار مثل کتب قدیمہ
ہندی وخطائی وغیر آں واز ضبط تواریخ متواترہ حکمائے ایں اقلیم مفہوم مے شود، کہ ایں عالم
وعالمیاں را ابتدائے نیست، پھر نوح ؑ کے طوفان میں لکھتا ہے، اگرچہ نقل پرستان روزگار
کہ در نقل طوفانی مے کنند وآں طوفاں را بہمہ عالم نسبت مے دہند، ظاہرا چنیں نباشد
چہ در ہندوستان کہ کتب چندیں ہزار سالہ موجود است، از آں طوفان نشانے پیدا نیست
یہ دونو عبارتیں ملخص کر کے نقل ہوئی ہیں، دیکھو دونوں حادثوں کی صراحۃً تکذیب کرتا
ہے، اگر اہل کتاب کے پاس اس شبہ کا جواب اور بھی ہو، سوائے اس کے جو ہم تحقیقی میں
نقل کریں گے، تو وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں، اور خود بائیبل کی کتابوں میں
بھی اکثر تاریخی حالات میں اختلاف ہے، جیسا تیرہویں سوال کے جواب میں گذرا، سو اس
جا بھی بائیبل کی بعضی اگلی اور بعضی پچھلی کتاب کو لیکر سائل کا یہی سوال جاری کر سکتے ہیں
جواب تحقیقی: اگلے سوالوں کے جواب میں خوب طرح سے معلوم ہو گیا ہے، کہ ان کتابوں
کا تواتر کس راہ سے ہے، اور اس کے موافق یہ نہیں لازم آتا ہے، کہ جو حال ان کتابوں میں
مندرج ہے، وہ سب سچا بھی ہو، سو اب سائل کا یہ قول، درا احوال اپنے اپنے عہد کے
جو ان میں مندرج ہیں سچ ہیں، مخدوش اور مردود ہے، اور جب انکا تواتر ایسا ہو جیسا گذرا،
تو اب اگر بعضے حالات میں قرآن کی مخالفت ان تاریخوں کے ساتھ ہو، نہ دلیل تواتر کے ہاتھ
سے گرے ہے، اور نہ دونوں کی نسبت شبہ اور شک میں گرفتاری لازم آوے ہے اور
نہ آنکھیں بند کر کے اس تواتر کا انکار کرنا پڑے ہے، جس کے انکار سے خرابی ہے، اور غلطی
ہے سائل اپنے زعم میں ان کتابوں کی نسبت بھی اسے تبھے بیٹھا ہے، اور نہ صاحب قرآن
کے حالات قدیمہ سے عدم آگاہی ثابت ہوئی، بلکہ یہ کہنا پڑے ہے، کہ قرآن والا حال صحیح
ہے، اور ان کتابوں والا غلط اور انکا وہ تواتر جو سائل کو مفید ہو، ہرگز ہرگز نہ اب تک
ثبوت کے درجہ کو پہنچا ہے، اور نہ پہنچ سکتا ہے **پچیسواں سوال** اگر کوئی یہ دعویٰ

سوال ۲۵

کرے، کہ میں قرآن کو کلام اللہ جانتا ہوں، لیکن جو قرآن کہ زمانہ حال میں پایا جاتا ہے، وہ اصلی نہیں ہے، بلکہ جعلی اور محرف ہے، کیونکہ اس میں نامعقول باتیں پائی جاتی ہیں، تو فرمایئے، کہ اُس شخص کو یہ جواب دیگے، کہ اے برادر یہ سوال دیگر ہے، کہ تیرے زعم میں چند مسائل قرآن کے عقل کے خلاف ہیں، مگر یہ تحقیق ہے، کہ تو علم تاریخ اور طریق تواتر سے بالکل ناواقف ہے، اور تیرا یہ قول کہ میں قرآن کو کلام اللہ جانتا ہوں، محض غلط ہے، تو اپنے توہمات کا تابع ہے اور اپنے وہم میں تونے ایک اور قرآن فرضی قرار دے لیا ہے یا یہ جواب دیجئے گا، کہ پس وہ قرآن جسکا زمان محمدی سے آجتک رواج ہے، بلاشبہ جعلی ہے، اور بیشک کوئی اور قرآن ہوگا، گو اسکا اشارہ زمان سلف سے آجتک کسی نے نہیں کیا، جواب جو قرآن کے سارے مجموعہ میں اول سے آخر تک کوئی ایسی بات نہیں، کہ الوہیت کے مناقض یا خدا کی صفات کمالیہ کے مخالف یا انبیاءؑ کی نبوت کے منصب کے منافی ہو، یا برہان عقلی قطعی یا نقلی قطعی کے برخلاف ہو، سو اوّلاً اس شخص سے ان باتوں کو جنہیں وہ نامعقول سمجھتا ہے، اور تحریف کی دلیل بناتا ہے، دریافت کرکے برہان سے ثابت کیا جائیگا، کہ وے نامعقول باتیں نہیں، اور اے بھائی بالکل تیرا زعم غلط ہے، اور جب دلیل اُس کی اُٹھ گئی، تو پھر ثانیاً ثابت کیا جائیگا، کہ یہ قرآن لفظاً لفظاً رسول اللہؐ کے عہد سے آجتک تواتر قطعی سے ثابت ہے، اور اس کی عبارت اعجاز اور بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر ہے، اور اس میں کلام بشری ممکن نہیں، کہ ملکر کھپ جاوے، سو جتنا یہ کلام ہے، وہ سب کا منزل من السمائ ہے، اور اس کے حق میں خود خدا کا وعدہ یوں مرقوم ہے، کہ تحقیق ہم آپ اس کے البتہ نگہبان ہیں، یعنی ہر وقت میں زیادتی اور نقصان اور تبدیل سے جیسا ان سب امروں کا بیان پہلے سوال کے جواب میں گذرا، سو یہی قرآن ہے، جو محمدؐ پر نازل ہوا تھا، اور آجتک ویسا ہی بلا زیادت اور نقصان اور تحریف کے پایا جاتا ہے، جیسا کہ محمدؐ کے عہد میں تھا، اور قرآن کا حال ایسا نہیں، جیسا عہد عتیق اور جدید کی کتابوں کا ہے، کہ ان میں بعضی باتیں تثلیثی مفسروں کی تفسیر کے موافق الوہیت و صفات کمالیہ کے منافی ہیں، اور بہت باتیں نبوت کی منصب کے مخالف ہیں، جیسا بعضے پیغمبروں کا شراب کے نشے میں متوالے بنکر دو رات برابر اپنی بیٹیوں سے زنا کرنا، اور بعضے پیغمبروں کا گوسالے پرستی کرنا اور کروانا، اور بعضے پیغمبروں کا نبوت کے بعد بت مرتد بنکر بت پرستی کرنا اور بُت خانے بنوانا، اور بعضے پیغمبروں کا خود احکام تبلیغیہ اور وحی میں جھوٹ بولنا، اور مانند انکے اور انکی سند متصل نہیں، اور تواتر کما ینبغی سے ثابت

نہیں ہوتی، بلکہ ان میں سے بعضی کتاب تو ایسی ہے، کہ خود اہل کتاب کے بڑے بڑے عالم اس کو جھوٹی کہانی بتلاتے ہیں، اور بعضی ایسی ہے، کہ اس کو ان کے عالم ایک ناپاک راگ اور راگ اوباشانہ واجب الاخراج کہتے ہیں، اور بعضی ایسی ہے، کہ چار سو برس تخمیناً تک مردود رہی، اور بعضے بعضے بڑے بڑے عالموں نے اسے ایک ملحد کی تصنیف بتلائی، اور ان میں ہر قسم کی تحریف لفظی ہوئی، جسکا اقرار اہل کتاب کے علماء سلفاً خلفاً کرتے چلے آتے ہیں، اور مخالف دوسری صدی سے چلاتے ہیں، کہ عیسائیوں نے تین بار یا چار بار بلکہ اس سے بھی زائد اپنی انجیلوں کو بدلا ہے، اور ان میں یقیناً اختلافات معنوی اور غلطیاں بھی ہیں، اور خود انکے علماء محققین کے اقرار کے موافق ہر معاملہ اور ہر گذارش انکی الہامی بھی نہیں، جیسا مشرحاً ان سب امور کا بیان سترہویں سوال کے جواب میں گذرا، **چھبیسواں سوال** جو شخص دعوئے نبوت کرے، اور کتاب بنا دے، یا کہے، اور اس کو کلام اللہ قرار دے، اور کتب سابقہ کو جو قرار واقعی تواتر سے ثابت ہوں محرف یا جعلی بتاوے، تو فرمایئے، کہ صدہا سال کے بعد اس کے تابعین کس وجہ سے اثبات کو تحقیق کرینگے، کہ انکے نبی کے نام سے جو کتاب مشہور ہے وہ اصل ہے، یا جعلی، **جواب** اس قول سے کتب سابقہ کو جو قرار واقعی تواتر سے ثابت ہوں سائل کی مراد اگر یہ ہے، کہ ان کتابوں کی سند متصل ہے، اور مصنف کے عہد سے آج تک تواتر کی راہ سے ہر ہر فقرہ اور ہر ہر لفظ انکا منقول ہے، اور برہان سے ثابت ہے، کہ کسی طرح کی تحریف انمیں نہیں ہوئی، تو ممکن نہیں، کہ سچا نبی ایسی کتابونکو جعلی اور محرف بتلاوے سو اس صورت میں ایسا فرض تو ایک لغو فرض ہے، التفات کے قابل نہیں، اور اگر مراد یہ ہے، کہ فقط کسی شخص کیطرف نسبت اس کی مشہور ہوگئی ہو، گو نفس الامر میں اس کی تصنیف ہو یا نہ ہو، اور گو ہر ہر فقرہ اور ہر ہر لفظ اسکا تواتر کی راہ سے نہ منقول ہو، بلکہ تحریف بھی اس میں ہر قسم کی یقیناً ہوئی ہو، تو ممکن ہے، کہ سچا نبی ایسی کتابونکو محرف یا جعلی بتلاوے، اس معنے کر کے کہ بعضی کتاب تو حقیقت میں اس مصنف کی تصنیف نہیں، جس کیطرف نسبت ہے اور بعض کتاب گو اس کی تصنیف ہے، مگر پیچھے سے اس میں تحریف ہوئی ہے، اور جب خارج سے یہ بات معلوم ہو اور اس نبی کی نبوت بھی معجزات اور دلائل حقہ سے ثابت ہو، تو پھر یہ بات یقینی اور واجب الاعتقاد ہو جائے گی، رہی اس نبی کی کتاب اگر اس کا یہ حال ہو........

........کہ اس نبی کے عہد سے آجتک ہر ہر فقرہ اور ہر ہر لفظ اسکا تواتر

کی راہ سے منقول ہو، اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ثابت ہو، کہ غیر کا کلام اس میں نہیں مل سکتا اور خدا کا وعدہ اس کی حفاظت کا بھی ہے، تو صد ہا سال کے بعد کا کیا ذکر، ہزارہا سال کے بعد بھی نہایت آسانی سے ثابت کر سکیں گے، اور اگر اس کتاب میں بھی تواتر دوسری قسم کا ہو، تو حقیقت میں وہ بھی اس کی اصلیت کا اثبات نکر سکیں گے، **ستائیسواں ۲۷ سوال** اس نبی کے قول سے سب تاریخوں معتبر کا اعتبار جاتا رہیگا، یا قائم رہیگا، یعنی اس قول سے دہریہ پن رواج پائیگا، یا خدا پرستی کی ترویج ہوگی، اور ایمان کتب مقدسہ پر مضبوط ہوگا، **جواب** اگر وہ نبی سچا ہے، تو بیشک ان تاریخوں کا اس بات میں جسکا وہ انکار کرتا ہے، اعتبار نہ رہیگا اور کہا جائیگا، کہ بیشک مصنف نے یہ بات عمداً یا خطاءً غلط لکھی ہے، یا اس نے نہ لکھی تھی پیچھے کسی نے لکھدی ہے، اور بقول چوک اور عمداً غلطی تعصب مذہب کے سبب مورخوں سے ہوتی ہے، اجیسا تئیسویں ۲۳ سوال کے جواب میں گذرا، اور جب وہ نبی سچا ہے، تو اس کے قول کے ماننے میں عین خدا پرستی کی ترویج ہوگی، نہ دہریہ پن کی، اس لئے کہ غلط بات کو غلط ماننا عین خدا پرستی ہے، شیطان پرستی اور دہریہ پن تو یہ ہے، کہ غلط بات کو سچ کر کے سچ کے جاویں، اور خدا اور سچے رسول کو گو اس کی خاطر انکار کرنا پڑے، جیسے اہل کتاب کے سب علما طوفان اور عالم کی پیدائش کے باب وغیرہما میں موسیٰ ع کے قول کے موافق ہندیوں اور چینیوں اور ختا والوں اور مجوسیوں اور اور جہاں والونکی تواریخ قدیمہ کو اور حکما یونان اور غیر یونان کے اقوال کو غلط بتلاتے ہیں، اور موسیٰ ع کے قول کی تصدیق عین حق پرستی اور خدا پرستی گنتے ہیں، **اٹھائیسواں ۲۸ سوال** بالکل انکار نبیوں اور کلام الٰہی کا اسپر مبنی ہوتا ہے، کہ کتب سابقہ کبھی ہی تواتر سے کیوں نہ ثابت ہوئی ہو جھوٹ اور بناوٹ ہیں، یا اس پر کہ تواتر کاملہ سے ثابت کی ہوئی کتابیں زمانے سلف کے اصل اور درست ہوتی ہیں، **جواب** اگلے سوالوں کے جوابوں میں کئی بار معلوم ہو چکا، کہ تواتر سے سائل کے کلام میں دو معنے محتمل ہیں اگر اول معنے مراد ہیں، تو وہ انکار شق اول پر لازم آتا ہے، اگر دوسری مراد ہیں، تو وہ انکار نہ شق اول پر لازم آتا ہے نہ دوم پر، اور جب اہل کتاب کی مقدس کتابوں کا وہ حال ہو جیسا اگلے سوالونکے جواب میں معلوم ہوا، اور حضرت کی رسالت اور قرآن شریف کی حقیقت ادلہ عقلیہ قطعیہ اور نقلیہ قطعیہ سے ثابت ہو، جیسا اہل اسلام کی دینی کتابوں اور گفتگو کے رسائل میں مرقوم ہے، تو اب کلام الٰہی اور نبوت کا انکار کس پر مبنی ہے، کہ ان کی رسالت اور

جواب ۲۷ سوال

جواب ۲۸ سوال

قرآن کی حقیقت کو نہ مانا جاوے، **انتیسواں سوال** ایک شخص بہت سے عجائبات اور کرامات دکھلاتا ہے، اور دعوے کرتا ہے، کہ فقط دو سو برس گذرے، کہ ہنود میں ذات کا رواج پڑا، اور پہلے اس سے نام و نشان نہ تھا، فرمایئے، کہ اسصورت میں آپ اس کی کرامات کے باعث سے ساری تاریخوں اور تواتر وغیرہ سابق کو بالکل باطل مانکر اس کے قول کو مانیگا، یا یہ کہیگا، کہ یہ شخص بڑا کاذب ہے، اور کرامات کی قوت اس کی شیطانی ہے، **جواب** اگر وہ صاحب کرامات نبوت کا مدعی ہے، اور اس کی نبوت دلائل حقہ سے ثابت ہے، تو وہ کبھی ایسے امر خلاف حق کو نہ فرمایگا، اور یہ فرض محض باطل اور التفات کے قابل نہیں، ہاں یہ ممکن ہے، کہ ایسی بات کو فرماوے، کہ جو نفس الامر میں حق ہو، گو عوام اور خلق میں اس کے خلاف مشہور ہو، اور اس غلط شہرت کو عوام کالانعام تواتر سمجھتے ہوں، یا اپنی وہمیات کو ادلہ قطعیہ جیسا حضرت موسیٰ نے امور مذکور بالا میں ارشاد کیا ہے، اور انکے ارشاد کے مطابق اس کے خلاف کی شہرت مخالفوں میں کیا اہل ہند کیا، اہل چین کیا، اہل ختا کیا، مجوس کیا، اور لوگ غلط قرار دی گئی، اور یونانی وغیر یونانی حکماء کے اقوال کو غلط مانا گیا، اور وولیٹر اور ریناں اور ابو الفضل اور انکے امثال کو اس امر میں واہی گنا گیا، اور سمجھا گیا، کہ ہر تاریخی بات صحیح نہیں ہوتی، مورخوں سے بھول چوک بھی ہوتی ہے، اور کبھی قصداً تعصب کی راہ سے غلط بھی لکھدیتے ہیں، اور ہر تاریخی بات ایسی نہیں، کہ اسکو نبوت کے کلام کے مقابل کیا جاوے،

خاتمہ جو سائل کے سوالونکے جواب سے بفضل اللہ فراغت ہوئے، تو اب اس رسالے کو تین امر پر ختم کردیتا ہوں،

پہلا امر عام التماس میں

جو عموماً ہر اہل علم کی خدمت میں ہے

جہاں میں جو کوئی ہے صاحب ہوش — جو ہے مثل قلم سرتاپا گوش
اسکی خدمت عالی میں ہے عرض — اور اسپر بھی قبول عرض ہے فرض

لہ جیسا ۲۳ سوال کے جواب میں گذرا ۱۲

کہ ہوتی ہے خطا ہر ایک بشر سے — خصوصاً مجھ سے ناقص بے ہنر سے
قلم کی دیکھو جس جا لغزش پا — کرم سے ڈھجیو اصلاح اسجا
نہ کھیو مجھ پر ہرگز حرف خامی — بقول پاک مولانائے جامی
بقدر وسع در اصلاح کوشند — اگر اصلاح نتواند نموشند
اگر مجھکو دعا سے تم کرو یاد — تو تم سے بھی خدا ہو جو بہت شاد

دوسرا امر خاص التماس میں

جو پادریوں کیخدمت میں ہے

اول یہ ہے، کہ اگر کوئی درشت کلمہ تمہاری نسبت قلم کی زبان پر آیا ہو، تو معاف کیجیگا کہ گفتگو میں ایسا امر اضطرار سرزد ہوجاتا ہے، دیکھو پروٹسٹنٹوں کے فرقے کے پیشواکو جو جناب مصلح دین ہیں، پوپ صاحب اور متعلقین ان کے حق میں کیا کیا سخت اور سُست کلمے لکھتے ہیں، جو ہم کو ایک ادنیٰ کے مقابلے میں بھی ایسے الفاظ لکھنے میں تامل ہوتا ہے، جو انہوں نے اس شخص کے حق میں لکھے ہیں، جو اپنے وقت میں سب مسیحیوں کا کیا اعلیٰ اور کیا ادنیٰ اور کیا فقیر اور کیا امیر اور کیا بادشاہ اور کیا چمار پیشوائے مطلق اور مقتدائے برحق تھا اور انکے کلمات طیبہ کی نقل ۳۳ویں سوال کے جواب میں چوتھی ہدایت کے اندر گذری، اور جناب مصلح کا پوپ صاحب کے مقابلے کے سوا اور جا بھی ایسا ہی حال تھا، انگلستان کے بادشاہ ہنری ہشتم کے حق میں بھی ایسا ہی کچھ لکھا ہے، چنانچہ انکے بعضے قول جو کا تھلک ہرلڈ کی نویں جلد کے صفحہ ۲۷۷ میں جناب ممدوح کی ساتویں جلد سے منقول ہوئے ہیں، یہ ہیں، ا یقیناً تو تھرڈر جاوے، جب بادشاہ خرچ کرے اتنا تھوک جھوٹ اور بک بک میں ۲ میں ہوتا ہوں جو قلتبان ہے اور جب اس نے حمق سے اپنی بادشاہت کے منصب کا خیال نہ رکھا، تو میں اس کے جھوٹ کو کیوں نہ الٹا، اس کے گلے میں گھسیڑوں ۳ اے تو سٹی کل ٹب (یعنی غسل کے چوبی حوض) اور نادان تو جھوٹ کہتا ہے، اور کفن چور اور احمق بادشاہ ہے ہم اسطرح

لہ کیونکہ میں نہ کوئی مولوی ہوں، نہ قابل، بلکہ ایک غریب گمنام اپنی کم استعدادی کا مقر ہوں، اور باعث لحاظ سے مناسب یہ تھا کہ خون لگا کر خواہ مخواہ شہیدوں میں نہ ملتا پر کیا کروں کہ محبت اسلامی کشاں کشاں اسپر لائی ۱۲

سے کرتا ہے، یہ بادشاہ بڑبڑانے والا تہمت کار اور بحث کرنیوالا احمق، دیکھو ایسے بڑے بادشاہ جلیل القدر کے حق میں کیسے کیسے کلمات سخت اور سُست لکھے ہیں، اور جناب مصلح کا بھی کیا ذکر، جناب عیسیٰ ؑ کی زبان مبارک پر بھی یہود کے علماء کے حق میں کبھی کبھی الفاظ درشت جاری ہوئے ہیں، اور آپ نے انکو مکار اور جہنم کے فرزند اور نادان اور اندھے اور ریاکار اور مفسد اور رانڈوں کے مال کھانے والے اور شیطان کے بچے اور مانند انکے فرمایا ہے، اور بعض وقت ان علماء نے شکایت کے طور عرض بھی کیا تھا کہ آپ ہمیں گالیاں دیتے ہیں، اور بدنام کرتے ہیں متی کی انجیل کے ۲۳ باب میں ہے، نسخہ ۱۸۴۴ء ۱۳ اے مکار کاتبو اور فریسیو تم پر افسوس کہ تم آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو، اور اس میں نہ تم آپ آتے ہو، اور نہ آنے والوں کو آنے دیتے ہو، ۱۴ اے مکار کاتبو اور فریسیو تم پر افسوس کہ تم بیواؤں کے گھروں کو نگلتے ہو اور بہانے کیلئے نماز کو دراز کرتے ہو، الخ ۱۵ اے مکار کاتبو اور فریسیو تم پر افسوس کہ تم ایک کو اپنے دین میں لانے کیلئے تری اور خشکی کی سیر کرتے ہو، اور جب وہ آچکا پھر تم آپ سے اسے دوگنے جہنم کا فرزند بناتے ہو، ۱۶ اے اندھے رہنماؤ الخ ۱۷ اے نادانو اور اندھو الخ ۲۳ اے مکار کاتبو اور فریسیو الخ ۲۴ اے اندھے رہنماؤ الخ ۲۵ اے مکار کاتبو اور فریسیو الخ ۲۶ اے اندھے فریسی ۲۷ اے مکار کاتبو اور فریسیو الخ اے سانپو کالے سانپوں کے بچے تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بچو گے، اور لوقا کی انجیل اسی حال کے بیان میں گیارھویں باب کے ۴۵ درس میں یوں ہے، نسخہ ۱۸۴۴ء اس وقت ایک فقیہہ نے جواب دیا اے مرشد یہ کہہ کے تو ہمیں بدنام کرتا ہے، فارسیہ ۱۸۱۶ء و ۱۸۲۸ء و ۱۸۴۱ء و ۱۸۴۴ء دیکھے از فقیہان دیگر گفت اے استاد ازیں سخنان کہ تو میگوئی مارا سب بینمائی اور یوحنا کے انجیل کے ۸ باب کے ۴۴ درس میں جناب مسیح کا قول یہودیوں کے خطاب میں یوں ہے نسخہ ۱۸۴۴ء تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور اپنے باپ کی خواہش پر چلتے ہو، الخ علاوہ اس کے ہم ایک جہت سے معذور بھی ہیں، کہ تم لوگوں کے کلام میں جناب سید المرسلین ؐ اور قرآن اور حدیث کی نسبت سخت سخت الفاظ دیکھکر بے تاب ہو جاتے ہیں اور جو اس مقدمے میں کبھی کچھ عرض کیا گیا، تو وہ اچھی طرح قبول نہ ہوا، صاحب استفسار نے اپنے دوسرے خط محررہ ۲۶ جولائی ۱۸۴۴ء میں گفتگو کی چار شرطوں سے پہلی شرط یہ لکھی تھی، ہمارے پیغمبر خدا کا نام بالقب تعظیم

لہ یہی پادری مشنریوں کا حال ہے ۱۲ منہ رح

کے الفاظ ملا کر لینا اگر منظور نہ ہو، تو یوں لکھا کیجئے، کہ تمہارے نبی یا مسلمانوں کے نبی اور صیغہ افعال کے یا ضمائر جو انکی نسبت آویں، تو بصیغہ جمع آیا کریں، جیسا اہل اردو بولتے ہیں، ورنہ ہم سے بات نہ کی جائے گی، اور نہایت رنج ہوگا، اس کے جواب میں پادری فنڈر صاحب نے اپنے خط محررہ ۲۹ جولائی ۱۸۵۴ء میں یوں لکھا ہے، آپ ہم کو معذور جانیں، اپنے نبی کا نام بتعظیم یا افعال وضمائر جمع کے ساتھ ذکر کرنے سے یہ ہم سے نہیں ہو سکتا، مگر بد لقبی سے بھی مسطور نہ کریں گے، بلکہ تمہارے نبی یا مسلمانوں کے نبی یا صرف محمد لکھوں گا، مثلاً محمد نے کہا اور جہاں مقتضائے کلام ہوگا، یہ بھی کہونگا، کہ محمد نبی برحق نہیں، یا جھوٹا نبی ہے، مگر جناب گمان نہ کیجئے، کہ ایسے الفاظ سے ہمارا مدعا رنج دینا ہے، بلکہ بات یہ ہے، کہ چونکہ محمد ہمارے نزدیک برحق نہیں، تو اس بات کو ظاہر کرنا ہم پر واجب ہے، اور خط محررہ ۳۱ جولائی ۱۸۵۴ء میں لکھا ہے، محمد کا نام افعال وضمائر جمع کے ساتھ ذکر کرنا ہم سے محال ہے، اور میں نے اپنے خط محررہ ۱۶-اپریل ۱۸۵۴ء میں گفتگو کی شروط میں یہ لکھا تھا، کہ جب محمد کی رسالت اور قرآن کی حقیقت میں مباحثہ ہو، تب وہ الفاظ جو سامعین پر گراں گذریں، اور اردو کے محاورے کے موافق برے اور مکروہ ہوں، حضرت ۱۲ اور قرآن مجید کے حق میں آپ کی زبان پر نہ آویں پر دونوں کے انکار اور ان پر طعن کرنے سے جو آپ کو منظور ہو دیں منع نہیں کرتا ہوں، بلکہ آپ بے تامل انکو ظاہر کیجئے، اور میں خدا کے فضل سے جواب دونگا، اس کے جواب میں پادری صاحب نے اپنے خط محررہ ۱۸ اپریل میں لکھا تھا، ہم قرآن اور محمد کو حق نہیں جانتے، پس ہم اردو بامحمد یونکے محاورے کے مطابق کسطرح کہیں، حضرت محمد یا خیر البشر یا قرآن شریف البتہ اپنی دانست میں کچھ طعن ومذمت نہ کریں گے، مگر اپنے اپنے موقع اور محل پر کہیں گے کہ قرآن سچا نہیں، بلکہ جھوٹا ہے، اور محمد حق نبی نہیں، بلکہ غیر حق نبی ہے، اور دروغ دعوائے الہام اور نزول سبب کیا ہے، مگر نہ رنجدہی کے راہ سے کہیں گے، بلکہ صرف اس سبب سے کہ ہم عیسائیوں کے نزدیک حق یہی ہے، بھلا جب انکے نزدیک ایسا ظاہر کرنا واجب ہو، اور اپنے اعتقاد کے موافق کہتے ہوں، تو پھر اس کے مقابلے میں کیا کچھ ہم پر واجب نہیں کہ پادریوں کے حق میں جو بلاشبہ ہماری شریعت اور ہمارے اعتقاد کے موافق سب ان امور کے مصداق ہیں، جنکو حضرت عیسیٰ نے یہود کے علماء کے حق میں ارشاد کیا ہے، کچھ کہیں، یا انکے مقدس کتابوں کے حق میں اپنے اعتقاد کے موافق کہیں، کیا ہم معذور نہیں فقط پادری

لوگ ہی معذور ہیں، کیا انہیں پر ایسا اظہار اسطور پر واجب ہے، ہم پر نہیں، نہیں کلوخ انداز را پاداش سنگ است، اس کے مقابلے میں اگر ہزار درجہ ان سے زائد کہیں، تو تھوڑا ہے، اگرچہ حتی الوسع ہم بہت رُکتے ہیں، اس لئے کہ ان پادریوں کی عادت ہے کہ جب ان کی ترکی ختم ہو جاتی ہے تو اپنے عیب چھپانے کو کہنے لگتے ہیں، کہ فلانے نے گستاخی کی، اس لئے ہم گفتگو کو بند کرتے ہیں، یا اس کے دو ایک لفظ کو لیکر بجاتے پھرتے ہیں، اور اپنے سینکڑوں الفاظ کو خیال بھی نہیں کرتے، چنانچہ میرے قلم کی زبان پر پادری فنڈر صاحب کی نسبت گریز کا لفظ جو حقیقت میں سچ بھی تھا، آیا تھا، اسپر بڑا ہی غل مچایا، اور یہ نہ دیکھا کہ میرا اپنی تحریروں میں کیا حال ہے، کشف الاستار کے مصنف کے حق میں جو مولوی سید ہادی علی لکھنؤ کے مجتہد صاحب کے عزیز اور رئیس ہیں، اور شاہ اودھ تک ان کی تعظیم کرتا ہے، الفاظ سخت جیسے اندھا اور بے ایمان اور متعصب اور انصاف کی آنکھ قصداً بند کرنے والا اور محض تکرار کا طالب اور مغرور اور بیدین اور کج فہم اور کم علم اور نادان اور طرفدار اور مسلوب الفہم اور لال جینک والا اور خود بین لکھے ہیں، اور ان کی کتاب کے حق میں یہ الفاظ اعتراضات باطلہ اور دعاوی مہملہ اور مطاعن نامناسبہ اور خلاف اور باطل سے بھری ہے، اور ان کے بیان کے حق میں یہ الفاظ باطل اور عاطل اور پایہ اعتبار سے ساقط اور محض بیجا اور صرف ایک حیلہ اور حوالہ لکھے ہیں، اور صاحب استفسار کے حق میں یہ الفاظ سمجھ میں بت پرستوں سے کم اور بے ایمانی میں یہودیوں سے زیادہ اور کمال بے احتراز اور بیدین اور غیر منصف لکھے ہیں، اور جس لفظ کی بابت میری شکایت کی، وہ لفظ بھی خود صاحب استفسار کے حق میں لکھا ہے، اور حل الاشکال کے صفحہ ۳۹ میں اور آخر مکاتبات میں اور میزان الحق میں جو حقیقت میں میزان الباطل ہے، اور طریق الحیات میں جو حقیقت میں طریق الممات ہے، حضرت ؑ اور قرآن اور حدیث کے حق میں ایسے الفاظ بے ادبانہ لکھے ہیں، کہ ہمارا دل اور قلم نقل کرنی نہیں چاہتا، سو اس قسم کے الفاظ نقل کرنے سے باز رہکر ان الفاظ کو جو پہلے دو مولوی صاحبوں کے اور عام محمدیوں کے حق میں لکھے ہیں، فقط حل الاشکال سے نقل کرتا ہوں، حل الاشکال کے پہلے صفحہ میں جناب پولوس کا قول نامہ دوم کرنتھیوں کے ۴ باب سے نقل کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں، کہ مصنف موصوف کے حق میں مضمون اسکا

لہ بھلا ان سے کوئی پوچھے، کہ تم لوگ پادری ہو یا کوئی اور تو ایسا غرور کیوں کرتے ہو ۱۲ منہ رح

صادق آیا اور اس قول میں یہ جملہ بھی ہے، اس جہان کے رب (یعنی شیطان) نے انکے ذہنوں کو جو بے ایمان ہیں، اندھا کر دیا ہے، اس جا مصنف کشف الاستار کو بے ایمان اور اندھا بتلایا، صفحہ ۲ مصنف نے تعصب کی راہ سے انصاف کی آنکھ قصداً بند کر لی ہے، صفحہ ۳ اسکا مدعا و مطلب محض تکرار و تعصب تھا، اور بس صفحہ ۴ ساری کتاب اعتراضات باطلہ اور دعاوی مہملہ اور مطاعن نامناسب سے بھری ہے، پھر اسی صفحہ میں ہے کہ کتاب موصوف خلاف و باطل سے مملو ہے، صفحہ ۱۹ مصنف نے غرور کی راہ سے گمان کیا ہے، صفحہ ۲۴ محض غروری اور بیدینی ہے، خدائے رحمن و رحیم اس پر رحم کرے، اور اس کو اس کج فہمی کے دام سے نکالے، صفحہ ۲۵ یہ محض مصنف کی کم علمی و نادانی بلکہ اس کی خوش فہمی اور طرفداری پر بھی دلالت کرتی ہے، پھر اسی صفحہ میں ہے، ظاہراً غرور اور تعصب نے مصنف کو ایسا مسلوب الفہم کیا، اور اس کی عقل اور انصاف کی ایسی آنکھ بند کر دی، صفحہ ۳۸ قطع نظر اور گفتگوئے باطلہ سے یہ بھی کہا، صفحہ ۴۲ اپنی لال عینک اتار دے، پھر اسی صفحہ میں ہے یہ بات سب باطل اور عاطل ہے، صفحہ ۵۰ یہ تو عین مغروری اور بیدینی ہے، پھر اسی صفحہ میں ہے کیا مصنف کا دل غرور اور خود بینی سے ایسا بھرا ہے، پھر اسی صفحہ میں ہے، یہ تو عین نادانی اور عدم تدبر ہے، صفحہ ۵۶ اسکا بیان بالکل پایہ اعتبار سے ساقط اور محض باطل اور عاطل ہے، پھر اسی صفحہ میں ہے، یہ محض تعصب اور بیدینی ہے، صفحہ ۸۷ وہ بات جس سے وہ عقل کو کم بتاتا ہے محض بیجا اور ایک حیلہ حوالہ ہے، یہ الفاظ مولوی سید ہادی علی کے حق میں تھے اب مولوی آل حسن کے حق میں سنیئے ہے صفحہ ۱۱۷ وہ مجھ میں اس بت پرست صوبہ دار سے کمتر اور بے ایمانی میں ان یہودیوں سے بدتر ہوگا، صفحہ ۱۱۸ اب مولویصاحب بکمال بے احترازی اور بے دینی نے صفحہ ۵۹۲ میں لکھتے ہیں، صفحہ ۱۲۰ مولویصاحب کے دل سے انصاف اور دینداری دونوں غائب ہوئے ہیں، یہ الفاظ تو صاحب استفسار کے حق میں تھے اور صفحہ ۸۹ میں سب محمدیوں کے حق میں یوں ارشاد کرتے ہیں، محمدی لوگ بڑے وسوسہ اور بہت سی باطل باتوں کے قایل ہیں، حالانکہ کوئی وسوسہ تثلیث کے اعتقاد سے بڑھکر نہ ہوگا، اور جس لفظ پر میری شکایت کی تھی، اسی لفظ کو آخر مکاتبات میں مولوی آل حسن کے حق میں یوں لکھتے ہیں[1] صاحبان عقل

[1] بلکہ اختتام مباحثہ دینی میں جو اس کتاب کی تالیف کے بعد میری نظر سے گذرا، اس میں خود میرے ہی حق میں یہ لفظ لکھا ہے، نسخہ سنہ ۱۸ صفحہ ۴ مولویصاحب نے بہت سی باتیں کیں مگر اصل جواب سے گریز کی ہے صفحہ ۶ تاں اور برادر کے بات تو بھی قرآن کے حق میں لیکن جواب ہی کی رو سے بلکہ صرف اس مقصد سے کہ اسیطرح جواب سے گریز کرنے پر ایک پردہ ڈالے ۱۲ منہ

کے نزدیک یہ بات گریز کا ذریعہ نہ بن سکے گی، اور اگر تم لوگوں کا انصاف اسی کو چاہیے، کہ نہیں تمہارا
ہی لکھنا برا ہے، پادری جو لکھیں، سو بجا ہے، تو اسوقت متی کی انجیل کے ۵ باب کے ۴۴ ورس کو
ملاحظہ کیجیے، دوم یہ کہ اتنی عنایت رکھیں، کہ جہاں الزامی دلیل میں کوئی کلمہ نازیبا انبیاء علیہم السلام
یا حواریین کی نسبت دیکھو، تو عوام کے مغالطہ دینے کو جان بوجھکر یوں نہ فرمائیں، کہ یہ شخص انبیاء
یا حواریوں کی نسبت بے ادبی کرتا ہے، اور یقین سمجھیں، کہ میں اس شخص کو جو انبیاء علیہم السلام
کے شان میں دل کے اعتقاد سے ذرا بھی بے ادبی کرے، مردود اور کافر سمجھتا ہوں، اور یہی اہل
اسلام کا عقیدہ بھی ہے، اور اکثر اس کتاب میں اپنی برات .... ایسے اعتقاد گستاخی سے تاکیداً لکھ بھی
آیا ہوں، شاید جہاں اس بات کی تصریح نہ ہو اسے لیکر بچانے نہ لگیو، جیسا فنڈر صاحب نے
حل الاشکال کے اندر عوام کے مغالطے کے لیے استفسار والے کے حق میں ایسا ہی کیا ہے، حالانکہ
وہ بھی کئی جا اپنی کتاب میں تصریح کرتا ہے، کہ ایسا امر میں نے الزاماً کیا ہے نہ اعتقاداً اور کئی موضع
جو سر دست مجھکو یاد ہیں، اس کی کتاب سے نقل کر دیتا ہوں، نسخہ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مقدمہ کے اندر ہے
صفحہ ۴ اس استفسار میں جہاں کہیں پادری صاحبوں نے گستاخانہ تقریر لکھی ہے، اسکا جواب بھی
ویسے ہی الزاماً دیا گیا، اور تیرہویں استفسار کے آخر میں ہے، صفحہ ۱۷۷ یہ سب شبہے جو میں نے
انبیاؤں کی پیشینگوئی پر کیے، تو میں نے اپنے دل سے نہیں کی، بلکہ میں ہزار دل سے بیزار ہوں
اس لئے کہ میں نہیں جانتا ہوں، کہ انہوں نے ایسا کہا ہے، یا نہیں، اور اگر کہا ہے، تو ان کا مطلب
نہیں معلوم کیا ہوگا، بلکہ یہ شبہے صرف پادریوں کی تقریروں پر مبنی ہیں، یعنی جس بنیاد پر وے ناحق
شبہات بیان کر کرکے لوگوں کو گمراہ کیا کرتے ہیں، اسی بنیاد پر یہ شبہے انبیاء بنی اسرائیل پر عائد ہوتے
ہیں، اور سترہویں استفسار میں ہے، صفحہ ۵۵ میں نے بہ نسبت حضرت عیسیٰ ؑ کے جو ملحدانہ تقریر
لکھی، واللہ صرف الزاماً لکھی، اور اللہ کی عنایت سے میرے دلمیں اسکا وسوسہ بھی نہیں، پھر اسی
استفسار میں ہے، صفحہ ۵۹۴ انکو تکذیباً میں نقل نہیں کرتا ہوں، خداوند تعالیٰ مجھے انبیاء علیہم
السلام کی تکذیب اور توہین سے محفوظ رکھے، مگر صرف پادریوں کے الزام کے لئے نقل کرتا
ہوں، پھر چند روایتوں کے نقل کے بعد اسی استفسار میں ہے، صفحہ ۶۰۴ میں بفضلہ تعالیٰ حضرت
موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی نسبت سوء ظن سے بری ہوں، اور اسی طرح آخر کتاب
میں لکھتا ہے، سیوم یہ کہ اگر جواب لکھو، تو میرے مطلب کے بیان کرنے میں تحریف نہ کیجیے
جیسا فنڈر صاحب نے اکبر آباد کے مباحثے کے بیان میں جو صدہا آدمیوں کے سامنے ہوا تھی تحریف

کی، اور ان کو اتنے بڑے دروغ بیفروغ اور اس بہتان سے شرم نہ آئی، اور اپنی بدنامی سے نہ ڈرے، اگرچہ جہاں نے دیکھکر اسپر نفرین کری، خیر ہوا، جو کچھ ہوا، اللہ یضل بہ ویھدی بکم الیٰ صراط مستقیم،

تیسرا امر مناجات اور دعا میں

مناجات

یا الٰہی تو ہے غفار الذنوب
اور بڑا ذو الفضل ستار العیوب

ہر گھڑی عصیاں بنا میرا شعار
عمر غفلت میں کٹی انجام کار

میں نہ لایا حکم کو تیرے بجا
بلکہ ہر لحظہ رہا کرتا خطا

ہر طرح کے جرم کا مصدر بنا
ہر منع مذموم کا مظہر بنا

امر سے تیرے رہا منہہ موڑتا
نہی پر تیرے رہا میں دوڑتا

بے نہیں میرے گناہوں کی شمار
جیسے تیرے فضل کی اے کردگار

لیکن با ایں روسیاہی یا اللہ
تیرے در پہ آیا ہوں عذر خواہ

اور مانگوں ہوں بامید نجات
تجھ سے اے میرے حق والاصفات

یہ دعا اب یا رحیم و یا غفور
عفو فرما میرے سب جرم و قصور

فضل سے اپنے مجھے دل شاد رکھ
رحمت اپنے میں مجھے آباد رکھ

اپنے سب بندوں مقدس کے طفیل
رکھ مدام اپنے کرم کے ریل پیل

اہل دنیا کی طرف حاجت نہ چھوڑ
رشتہ اس حاجت کو تو سے توڑ موڑ

ہاتھ یا دل یا زبان سے ذو الجلال
ماسوا اپنے نہ کروانا سوال

زندگی بھر اپنے رستہ پر چلا
پھر مجھے ایمان سے تو لے اٹھا

بعد مرنے کے جہنم سے بچا
تجو دے اپنے تو گر جنت عطا

پھر رضا اپنی سے کرکے سرفراز[۱]
رکھ تو اپنے قرب میں اے بے نیاز

[۱] ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ۔ ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته

[۱] یعنی اے رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھولیں اور کار ٹھیک ہم سے جاتا رہے ۔ چوکیں اور بے قصد ہم سے بدی صادر ہوجائے

علی الذین من قبلنا ج ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا بہ ج واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین

اگرچہ یہ کتاب ۱۲۶۹ بارہ سو انہتر ہجری میں تیار ہوئی تھی، اور اس اعتبار سے برہان اعظم اس کی تاریخ تھی، پھر جو اکبر آباد کی مراجعت کے بعد دوبارہ اس کی تکمیل ہوئی، اور اس تکمیل سے شعبان کے مہینے ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری میں فراغت پائی، تو اب ختم کا سال اعتبار کے لائق یہی ٹھیرا، اس اعتبار سے کئی تاریخیں لکھی جاتی ہیں، لموٴلفہ ہوئی جب فراغت بفضل متین ÷ ہوا فکر تاریخ تب دل نشین ÷ یکایک ہوا ہاتف آوازہ ÷ تامل نہ کر لکھ نکات متین ÷ ایضاً ہوئی مجھکو فراغت جب دوبارہ ہوا تاریخ کا فکر آشکارا ÷ تامل میں تھا جو ناگاہ فلک سے ÷ کئی نوبت نے مجھے ہاتف پکارا ÷ زہی شمس الضحی اولین بولا ÷ زہی فیض و مدد قادر دوبارا ÷ کہا یوں تیسری نوبت میں ارشاد ÷ زہے سہم رہ محکم خدا را سر حاسد اور چہارم میں بولا ÷ کنش مقبول ہر کس کردگارا ÷ جب آئی پانچویں نوبت تب اس نے ÷ یہ فرمایا قوی تر رد نصارے ایضاً ہے جو یہ از فضل رب گردگار ÷ نقش دلکش خوب رنگین پایدار دیتا ہے ہاتف ندا تاریخ لکھ ÷ اس کی یوں ہو خیر جاری یادگار ÷ ہو ہدایت خیر کی لکھ دوسری تیسری باغ براہین کر شمار ÷ پھر مضامین رنگین چوتھی یا پانچویں ÷ لکھ خیالات بزرگ اے نامدار ÷ گن کمال فخر فکر اس کی چھٹی ÷ پھر ظفر کامل کو دے ہفتم قرار ÷ لکھ یہ دو خورشید لامع آٹھویں ÷ اس کی دو جلدوں کا کر لے اعتبار ÷ کامل فخر منیر ہے گی نویں ÷ کہیو فرخ اے پروردگار ÷ کار مرضی دسویں لکھ کر گیارہویں ÷ لکھ زہے پیر مغز سے والا تبار ÷ بعد اس کے گر ہوس ہو اے عزیز ÷ بارہویں کی لکھ دے نغز و آبدار اور یہ بھی ایک تاریخ ہے ع متین کامل اقوی رد نصارے اور یہ بھی ایک تاریخ ہے ع حجت ملت محمد نامدار، اور بھی تاریخیں ہیں، نظیر عالی، منظور جناب واحد، منظور حجت ہادی، مقبول جلیل عظیم، خیرات کلی، اہل خیر کا جواب، زہے فیض فائز و حجت، سخن نادر و منیر۔

اے رب ہمارے نہ رکھ ہمپر بوجھ بھاری (یعنی بھاری بھاری حکم اور سخت سخت تکلیفیں) جیسا رکھا تھا ہم سے اگلوں پر یعنی بنی اسرائیل پر، اے رب ہمارے نہ اٹھوا ہم سے جسکی طاقت ہم کو نہیں (یعنی بلا اور عذاب اور شیطانی غلبہ اور ہر وہ چیز جو تیری فرمانبرداری سے روکے) اور درگذر کر ہم سے (اور ہماری بھول چوک کو مٹا دے) اور بخش ہم کو (یعنی ہمارے گناہ بخشدے) اور رحم کر ہمپر تو ہمارا صاحب ہے، سو مدد کر ہماری کافروں کی قوم پر (جہاد لسانی اور سنانی دونوں میں) ۱۲ منہ رح

[1] اسی طرح خاد و شمناں تاریخ ہے ۱۲ منہ رح

اور ایک دوست جزاہ اللہ خیراً نے یوں لکھی،

جب[۱] یہ کتاب مستطاب ہوئی ختم باآب تاب — جس سے ہو احق کا ظہور ہر ایک بے مثل آفتاب

تثلیث[۲] کی ظلمت اٹھی اور رسم تثلیثی گھٹی — اسلام کا غلبہ ہوا برہان کے روبے ارتیاب

ورد[۳] زبان ہر ایک کے اس کے مصنف کیلئے — دیوے تجھے اس کی جزا قادر خدا والاجناب

خوش[۴] ہووے تجھ سے مصطفےٰ[۱] اور ہو تیرا روز جزا — شافع بر پیش کبریا جو تجھکو بخشے بے حساب

توصیف[۵] اور تاریخ کا مجھکو جو آیا کچھ خیال — ہاتف نے دی مجھکو ندا اسمیں نہ کھا کچھ پیچ و تاب

ثقلین[۶] پر ذوق ہو بلغ العلی بکمالہ — توصیف اور تاریخ میں کہتا ہے ہر ایک شیخ و شاب

اور شفیق مکرم نواب اسمٰعیل خانصاحب نے ایک تاریخ برجستہ آیات قرآنی سے نکالی اور وہ یہ ہے

وما هو الا ذكر للعالمين

حمد اور نعت کے بعد رحمت اللہ بن خلیل الرحمان عفر اللہ لہما المنان کہتا ہے، کہ اس کتاب کی تالیف کے بعد اختتام دینی مباحثہ کا رسالہ جو پادری فنڈر صاحب نے تالیف کرکے چھپوایا ہے، میری نظر سے گذرا، انکی بعضی افترا بندی پر نہایت افسوس ہوا، اور اسبات کا بھی افسوس ہے، کہ اس کتاب کی تالیف سے پہلے وہ رسالہ میری نظر میں نہ گذرا، وگرنہ اس کے اقوال کو مواضع مناسبہ کے اندر اس کتاب میں نقل کرکے رد کرتا، اور علیحدہ رد کی حاجت نہ رہتی، خیر انشاء اللہ اگر اتفاق ہوا تو اسکا علیحدہ جواب لکھونگا، لیکن جو اس آخری تصنیف میں پادریصاحب نے بعض بعض باتیں بناچاری کچھ کھولکر کہدیں ہیں، اور مسلمانوں کے کام کی ہیں، کہ کسی پادریصاحب کے مقابلے میں نقل کیجادیں اس لئے اس جا انکو نقل کردیتا ہوں، نسخہ ۱۸۵۵ء والا جو اکبرآباد میں سکندرہ کے چھاپے خانے میں اردو زبان میں چھاپا گیا ہے، تحریف کے مقدمے میں صفحہ ۳۰۲ میرے حال میں لکھتے ہیں کہ اگلے ان علماؤں کا قول پیش کیا، کہ علم میں تو فاضل اور کامل تھے، لیکن مسیحی ایمان میں ضعیف اور ناقص مثل سیملی[۱]، لیکلرک[۲]، میکائلس[۳]، برطشنیدر[۴]، اسٹاڈلین[۵]، الوالڈ[۶] وغیرہ اور اسی سبب سے

جاننا چاہیے، کہ جہاں اس کتاب کی دونوں جلدوں میں سفیدی چھوڑی گئی ہے، سو اس نیت سے ہے کہ اگر تصنیف سے فراغت کے بعد کسی ترجمہ یا شرح یا تاریخ یا اپنی مذہب کی کتاب سے اس جگہ میں بڑھانا مناسب ہوگا، تو بڑھایا جایگا اس لئے ناظر کیخدمتمیں عرض کرتا ہوں، کہ اگر میری زندگی میں اتفاق ہوا، تو بڑھادونگا، وگرنہ اسکو صحیح البیاض سمجھنا چاہیے، ہاں اگر ناظر کو بصیرت کامل اس باب میں ہو، تو اس صورت میں اس کو یہ بھی اجازت ہے، کہ بڑھا کر کامل کردے، اور بدون بصیرت کامل کے ہرگز ہرگز ایسی جرأت نہ کرے ۱۲ منہ رح

اسی سبب سے ہے، کہ ان علماؤں نے اپنی کتاب کے بعض مقاموں میں الہام کے بیان اور مسیحی ایمان کے اور مسئلوں میں بھی غلط اور خلاف حقیقت کے لکھا ہے، پھر ہمارے معتبر علماؤں کے قول کو مثل مارن، ہنری، اور اسکٹ وغیرہ کے قصداً مبالغہ کرکے نقل و بیان کیا ہے، چنانچہ جو جو انہوں نے انجیل کے بعضے لفظوں کی تحریف اور بعضے آیات کے مشتبہ ہونے کے باب میں لکھا ہے، اس نے ایسا بیان کیا، کہ گویا وے مقر ہوئے، کہ انجیل اور توریت کی اکثر آیات[1] یہ تحریف پائی الخ یہاں تک پادری صاحب کی عبارت تھی، صفحہ ۱۱ بعض محمدی ہماری کتابوں میں یہ بات دیکھکر کہ جسٹن شاہد نے جو قدیم مسیحی عالموں میں سے تھا کہا ہے، کہ یہودیوں نے مسیح کے بعد توریت کی بعض آیتوں کو تبدیل کیا ہے، پس کہتے ہیں[2]، کہ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ مسیحی علما مقر ہیں کہ توریت مسیح کے بعد تحریف و تبدیل ہوئی ہے، مگر یہ بات خلاف واقع ہے، کیونکہ صرف بعض علما قدیم اور بعض فضلا متاخرین نے جسٹن کا قول قبول کیا ہے، نہ ہمہ اور دریافت اور تحقیق سے معلوم ہوا ہے، کہ اس نے سہو کیا ہے، وہ عبرانی زبان سے واقف نہ تھا، پس جب اس نے معلوم کیا، کہ یونانی ترجمہ کہ اس کے پاس تھا اور جسکو سپٹواجنٹ کہتے ہیں سب بات میں عبرانی نسخہ سے جو یہود کے پاس دیکھا، مطابق نہیں آتا ہے، پس اس نے گمان کیا، کہ انہوں نے اپنے نسخے کو بدل ڈالا، لیکن حال یہ ہے، کہ وہ یونانی ترجمہ بعض جگہ غلط ہے، نہ نسخہ عبرانی یہاں تک پادری صاحب کی عبارت تھی، صفحہ ۵۰ اگرچہ ہم لوگ قائل ہیں، کہ بعضے حروف اور الفاظ میں تحریف وقوع میں آئی ہے، اور بعض آیات کی بابت مقدم و موخر اور الحاق کا شبہ ہے، تو بھی انجیل کو بے تحریف و بے تبدیل کہتے ہیں، اس لحاظ سے کہ اس کا مضمون اور مطلب نہیں بدل گیا، بلکہ باوجود ان سب ویریوس ریڈنگ کے سب نسخوں میں وہی تعلیمات وہی گذارشات وہی نصائح اور وہی احکام ہیں، اور سب میں مسیح کی صلیبی موت اور قیام اور اس کی الوہیت و ابنیت اور اس کے کفارہ اور شفاعت کی وہی خبر ہے اور ظاہر ہے کہ تحریف و تبدیل کتاب کی نہ اس کے بعض الفاظ کی تحریف سے بلکہ صرف اس کے عمدہ مطالب اور مضمون کی تحریف اور تبدیل سے ثابت اور مدلل ہوتی ہیں، یہاں تک پادری صاحب کی عبارت تھی صفحہ ۵۵ تا ۵۰ میں گوتن کی کتاب کے چوتھے[4] باب کی تیسری[3] فصل سے یوں نقل کیا ہے، کہ گریسباخ اور شولز نے اپنی سب محنت اور وقت سے ساری انجیل میں حرف

---

[1] یہ پادری صاحب کی افترا بندی ہے ۱۲ [2] یعنی میں اور ڈاکٹر وزیر خاں صاحب ۱۲ [3] اسجا پادری صاحب نقل مذہب میں خیانت کرتے ہیں ۱۲ [4] اس قول کے موافق پادری صاحب نے تحریف تو مانی مگر عذر یہی ہے کہ ابتک عمدہ مطالب[5]

[5] تحریف نہیں ہوئے ۱۲ منہ رح

تیرہ چودہ غلطیاں پائی ہیں، کہ آیت کے مضمون سے علاقہ رکھتی اور اسے کچھ اور کر دیتی ہیں، اور وہ یہ ہیں، اول اعمال کے ۲۰ باب کے ۲۸ آیت کہ یوں ہے، کہ خدا کی مجلس کو جسے اس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا، چرا و ، اب گریسباخ کہتا ہے، کہ لفظ خدا غلط ہے، اور اس کی جگہ میں لفظ خداوند رکھنا چاہیے، مگر شولز نے لفظ خدا صحیح ٹھیرایا ہے، دوسرا پہلا طیموطیوس کے ۳ باب کے ۱۶ آیت میں یوں مرقوم ہے کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا بھید ہے، خدا جسم میں ظاہر ہوا، روح سے راست ٹھیرا، الخ اب گریسباخ کہتا ہے کہ صحیح یوں ہے، کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا بھید ہے وہ کہ جسم میں ظاہر ہوا، الخ یعنی لفظ خدا کی جگہ لفظ وہ رکھتا ہے، مگر شولز لفظ خدا صحیح اور لفظ وہ غلط جانتا ہے، تیسرا یہودا کے پہلے باب کی ۴ آیت میں لکھا ہے، کہ وے خدا کا جو اکیلا مالک ہے، اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ گریسباخ اور شولز دونوں کہتے ہیں، کہ صحیح یوں ہے کہ وے ہمارے اکیلے مالک اور خداوند الخ چوتھا پہلا یوحنا کے ۵ باب کی ۷ اور ۸ آیتوں میں یوں مسطور ہے، کہ تین ہیں (جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں، باپ اور کلام اور روح قدس یہ تینوں ایک ہیں، اور تین ہیں) جو زمین پر گواہی دیتے ہیں، الخ اب گریسباخ اور شولز ان باتوں کو جو حلقہ میں ہیں، الحاقی جانتے ہیں، لیکن اور محققین مثل ہنکل وغیرہ ان الفاظ کو صحیح اور اصل جانتے ہیں، پانچواں مکاشفات کے ۸ باب کے ۱۳ آیت میں یوں ہے، کہ ایک فرشتے کو آسمان کے بیچوں بیچ اڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز کہتے ہیں، کہ فرشتہ کی جگہ لفظ عقاب چاہیے، چھٹا یعقوب کے دوسرے باب کی ۱۸ آیت میں مسطور ہے کہ تو اپنا ایمان بے عمل کے مجھ پر ظاہر کر الخ اب گریسباخ اور شولز اسکو صحیح جانتے ہیں، مگر بہتیرے نسخوں میں یوں ہے، کہ تو اپنا ایمان عمل کے ساتھ مجھ پر ظاہر کر ساتواں اعمال کے ۱۶ باب کے ۷ آیت میں مرقوم ہے کہ روح نے انہیں جانے نہ دیا، حالانکہ گریسباخ اور شولز کہتے کہ صحیح یوں ہے، پر روح عیسیٰ نے انہیں جانے نہ دیا، آٹھواں افسیون کے ۵ باب کی ۲۱ آیت میں لکھا ہے کہ خدا کے خوف سے ایک دوسرے کی فرمانبرداری کرو الخ اب گریسباخ اور شولز کہتے ہیں، کہ خدا کی جگہ لفظ مسیح چاہیے، نواں مکاشفات کے پہلے باب کی ۱۱ آیت میں یوں ہے کہ میں الفا اور امیگا اول و آخر ہوں اب گریسباخ اور شولز الفاظ اول و آخر الحاقی بتاتے ہیں، دسواں متی کے ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں مسطور ہے، کہ اس نے اسے کہا، کہ تو کیوں مجھے اچھا کہتا ہے، اچھا تو کوئی نہیں، مگر ایک یعنی خدا حالانکہ گریسباخ کہتا ہے کہ یوں چاہیے، کہ تو مجھ سے کیوں نیکی کی بابت پوچھتا ہے الخ مگر شولز الفاظ اول صحیح اور اصل جانتا ہے گیارہواں فیلپیون کے ۴ باب کی ۱۳ آیت میں یوں مرقوم ہے، کہ مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا ہے

میں سب کچھ کر سکتا ہوں، حالانکہ گریسباخ اور شولز لکھتے ہیں، کہ لفظ مسیح الحاق کیا گیا ہے، بارہواں اعمال
اعمال کے ۸ باب کی ۳۷ آیت میں یوں مسطور ہے کہ فیلبوس نے کہا، اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہے
تو روا ہے، اس نے جواب میں کہا، میں ایمان لاتا ہوں، کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے [13] پھر ۹ باب کی ۵ و ۶
آیتوں میں مذکور ہے، کہ اس نے پوچھا کہ اے خداوند تو کون ہے، خداوند نے کہا، میں یسوع ہوں جسے
تو ستاتا ہے، پینے کے کیلوں پر لات مارنا تیرے لئے برا ہے، اس نے کانپ کے اور حیران ہو کر کہا، اے خداوند
تو کیا چاہتا ہے، کہ میں کروں، خداوند نے اسے کہا الخ اور [14] ۱۰ باب کی ۶ آیت میں لکھا ہے کہ وہ ایک شمعون
دباغ کے یہاں جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے مہمان ہے، جو کچھ تجھے کرنا چاہیے، وہ تجھ کو بتا دیگا، حالانکہ
یہ لفظ جو ان آیات کے بیچ ملحق ہیں، گریسباخ اور شولز کے قول کے مطابق الحاقی ہیں، انتہی قول
گوسن صاحب، ان مذکورہ الفاظ و آیات کے سوا بعض اور آیات اور جملے ہیں، جو بعض محققین کے مطابق
الحاقی ہیں، مثلاً یوحنا [15] کے ۸ باب کی پہلی آیت سے الخ پھر [16] یوحنا کے ۵ باب کی ۴ آیت پھر [17] متی کے ۶
باب کی ۱۳ آیت کے ان الفاظ پر کہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے، الحاق کا گمان ہے
پھر [18] متی ۲۷ باب کی ۳۵ آیت میں یہ الفاظ کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا، پورا ہووے، الی الآخر الآیت یوحنا
کے ۱۹ باب کے ۲۴ آیت سے متی میں داخل ہوئے ہیں، اور بعض آیات و الفاظ مقدم موخر بھی ہوئے ہیں
مثلاً [19] رومیوں کے ۸ باب کی پہلی آیت کے یہ الفاظ کہ جسم کے طور پر نہیں، بلکہ روح کے طور پر چلتے اسی
باب کی چوتھی آیت سے مقدم ہوئے ہیں، اور پھر [20] پہلے قرنتیوں کے ۱۰ باب کی ۲۸ آیت میں یہ جملہ کہ زمین
اور اس کی معموری خداوند کی ہے اسی باب کی ۲۶ آیت سے متاخر اور مکرر ہوا ہے، اور [21] رومیوں
کے ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتوں کے حق میں گریسباخ کہتا ہے، کہ پندرہ باب کے شروع میں تھے،
اور متاخر ہو کر ۱۶ باب کے آخر میں داخل ہو گئے، خلاصہ اگرچہ اور بھی الفاظ اور جملے ہیں، جن پر تبدیل یا
الحاق کا شبہ آتا ہے، مگر عمدہ تر یہی ہیں، جو مذکور ہوئے، یعنی انہیں تبدیل اور الحاق اتنا نہیں ہوا
جیسا کہ آیات مسطورہ میں اور اسلئے انکا ذکر ضرور نہیں جانا اور جاننا چاہیے، کہ اکثر ان آیتوں میں شبہہ
تبدیل نہ آیت یا جملہ بلکہ صرف ایک ہی لفظ پر ہے، اور بس یہاں تک عبارت پادری صاحب کی تھی
جو ہمیں کے الفاظ سے منقول ہوئے صفحہ ۱۳، یہ بات سچ ہے، کہ ویروس ریڈنگ بہت ہیں، اور کسی حال
میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے، کہ صحیح کون ہے، مگر ہماری بات اسپر نہیں تھی، بلکہ اسپر کہ باوجود ان سب
ویروس ریڈنگ اور الحاق کے پھر بھی انجیل میں تحریف و تبدیل نہیں پائی ہے، یعنی ان کے تعلیمات و
احکام وغیرہ میں فرق نہیں ہوا، یہاں تک عبارت پادری صاحب کی تھی، نسخ کی بابت صفحہ

۲۹ ہم جاننا چاہیے، کہ توریت کی نسبت مسیحی لوگ نسخ کے قایل ہیں، مگر نہ اس مضمون سے کہ محمدی
توریت کو منسوخ کہتے، اور پھر قابل التفات واطاعت کے نہیں جانتے ہیں، بلکہ اس مضمون
سے کہ توریت کے ظاہرات وفروعات یعنی توریت کے وے احکام جو یہودیوں کی ظاہری عبادت
کے رسم اور عادات اور انکے ملکی انتظام وآداب سے علاقہ رکھتے تھے، مسیح کے ظہور سے منسوخ ہوئے
ہیں، یہاں تک پادری صاحب کی عبارت تھی، بہر حال کچھ بات بنادیں، عیسائیوں کی مجال نہیں، کہ
جس تحریف اور نسخ کے ہم مدعی ہیں، اور تشریح ان کی اس کتاب میں چودھویں اور ستر ہویں سوال کے
جواب میں گذری، انکار کر سکیں، اور جو پادری صاحب کے کلام میں کہیں مغالطہ یاد ہوکا ہے، ان سوالوں کے
جوابوں کے خاطر پر مخفی نہیں رہ سکتا والسلام **سند کی بابت** صفحہ ۳۰ بعض صحیفوں (یعنی عہد عتیق
کے بعض صحیفوں) کی بابت معلوم نہیں کہ کونسے نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں، مثلاً ایوب روط
سلاطین وغیرہ کے حق میں یقین سے نہیں کہہ سکتے، کہ کس نبی نے انکو لکھا ہے، اور بعض کتب میں
اور نبیوں کی بات بھی داخل ہے مثلاً کتاب زبور میں ایسے زبور بھی ہیں، جو داؤد سے نہیں ہیں، اور ویسا ہی
موسیٰ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل جسمیں موسیٰ کی وفات کی خبر ہے، کسی اور نبی سے اس کتاب میں الحاق کیا گیا،
صفحہ ۳۰ عبرانیوں کا خط اس کے حق میں بالیقین تمام نہیں کہہ سکتے، کہ کون سے حواری نے اسکو لکھا ہے،
لیکن اغلب یہ ہے، کہ پولس حواری نے اس کو لکھا ہے، صفحہ ۳۰ بعض نامجات کے حق میں مثلاً عبرانیونکا
دوسرا پطرس کا نامہ دوسرے وتیسرے یوحنا کے نامے اور یعقوب اور یہودا کے نامے اور مکاشفات کے حق
میں بعض از قدما کچھ شبہ رکھتے تھے، کہ آیا فی الحقیقت حواریوں کے لکھے ہوئے ہیں کہ نہیں، اور
اسی سبب سے یہ صحف اول ہی سے ہر وقت انجیل سے مجلد نہیں ہوئے تھے، صفحہ ۳۹ لیکن نامے
مذکورہ بالا رفتہ رفتہ عموماً مسیحی جماعتوں میں مشہور ہوکر سب کو یقین ہوا، کہ وے صحف فی الواقع حواریوں
کے ہیں، پس آخر وے بھی کتاب انجیل سے ملائے گئے **تثلیث کی بابت** صفحہ ۵۲ اگرچہ مسیحی کلام
الٰہی کے مضمون پر اب ابن اور روح القدس یعنی باپ بیٹے اور روح القدس کو ذات صفات وجلال
میں متساوی جانتے اور مانتے ہیں تب بھی کلام کے حکم کے بموجب اقانیم ثلثہ کے درمیان میں تمیاز
حقیقی رکھتے ہیں، اور ہر ایک اقنوم کیساتھ شخصیت کو لگاتے ہیں، پر نہ اس مضمون سے کہ گویا تین
ذات یا تین خدا ہیں، بلکہ صرف خدائے واحد کو مانتے ہیں، اور اس کی پاک ذات کی وحدانیت پر کلی
اعتقاد رکھتے ہیں اس طور پر کہ خدا کی پاک ذات میں اسطرح سے کہ واحدانیت معدوم نہیں ہوتی
ہے، تین شخصیت یا تین مخصوصیت یعنی ذات کے ساتھ تین نسبت ذاتیہ یا تین اقنوم مستحق اور

مخفی جانتے ہیں، لیکن اسبات کی تفصیل اور ثبوت کو کیونکر ہو سکتا ہے، کہ ذات کی وحدانیت باوجود تین اقنوم کے معدوم نہیں ہوتی ہے، یہ انسان کی طاقت سے باہر اور عقل کی قوت سے خارج ہے، یہاں تک پادری صاحب کی عبارت تھی، اور پہلے پادری صاحب شخصیت کے اطلاق سے گھبراتے تھے، لیکن جب ہم لوگوں کی تحریریں اسپر لے دے دیکھی، اور جواب نہ بن پڑا، تو آپ بھی اب اس اطلاق کو گوارا رکھا، صفحہ ۵۰ اسصورت میں کہ تثلیث اور الوہیت مسیح انجیل میں بیان اور حکم ہوا ہے، لہذا ایماندار بندہ بے درنگ و دریافت کرکے ان کو فروتنی اور خوبی اور خوشی سے قبول کرتا اور ایمان لاتا ہے، یہاں تک پادری صاحب کا کلام تھا، **تعداد نسخ مقابلہ صفحہ ۵۲ و ۵۳** اور عدد نسخ کا کہ مقابلہ ہووے، اس منوال پر ہے، کہ میتیل، بنگل، ویت اسیٹین گریسباخ وغیرہ نے چھ سو چون ۶۵۴ اور شولز صاحب نے ۱۲۷۶ قدیمی نسخوں کو مقابلہ کیا ہے ڈاکٹر کوتن صاحب کی کتاب اسناد کے چوتھے باب کے تیسرے فصل کو دیکھئے، پس وے نسخ جو مقابلہ میں آئے، بہر حال بارہ سو سے زیادہ ہیں، اور ان کے سوا فرنگستان کے کتب خانوں میں اور بھی نسخے ہیں، کہ مقابلہ میں نہیں آئے ہیں، اس سبب سے کہ یا تو ان نسخوں کی مانند قدیم اور معتبر نہیں ہیں، یا صرف ان کی نقلیں ہیں، اور ان قدیم نسخوں میں سے جو مقابلہ ہوئے، بعض تمام انجیل ہیں، بعض اناجیل اربعہ اور بعض انجیل کا ایک یا کئی ایک صحیفے اور بعض انجیل کے صرف ایک دو فصل یا کئی ایک فصل کے حصے ہیں، صفحہ ۵۴ ڈاکٹر کوتن صاحب کی کتاب کے چوتھے باب کی تیسری فصل سے اتنا ظاہر ہے، کہ بہتیرے الفاظ گریسباخ نے غلط سمجھے، شولز صاحب نے بتلائے ہیں، کہ صحیح اور اصل ہیں ۱۲

تمّ المقابلة

الحمد للہ علی نوالہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ

تصحیح اس دوسری جلد کی مع جلد اول ازالۃ الشکوک کے بشراکت محبی محمد یعقوب خانصاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے سو الدار نشین کے فقیر عبدالوہاب کان اللہ لہ ولاسلافہ مسلم شعبان المعظم ۱۲۸۰ھ ہجری میں تمام کیا،

وصلی اللہ علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی ملائکتہ اجمعین

آمین ثم آمین

۱؎ انمیں پہلے نسخہ بھی داخل ہیں، صفحہ ۵۳ شولز صاحب کچھ قریب پچاس برس ڈاکٹر گریسباخ کے بعد ہوا ہے ۱۲ اختتام مباحثہ